

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

# جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہارہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسی بن علامہ محمد تقی مجلسی

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر - 260756, 269598

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
۹۱	بیان حق تعالیٰ تعظیم و تکریم	۲۳	تعبیہ و درجہ علامہ ہجری	۱
۹۲	غیر ملت امام حسین	۲۴	عزیزت کا مقام	۲
۹۶	مدایت سر اعلیٰ فرشتہ	۲۵	نکاح	۳
۹۹	فضل و ہدی بیان مناقب و فضائل	۲۶	چرخ	۴
	امام حسین		مقدمہ	۵
۱۰۰	مدایت انبی و حفاظت امام حسین	۲۷	اولیاد	۶
۱۰۲	فضائل امام حسین	۲۸	دعوت و ملامت مطلقہ	۷
۱۰۵	حکایت ابو جعفر و مناقب	۲۹	مسیحا ملامت مطلقہ	۸
۱۰۸	فضائل علی و حسن ابی طالب	۳۰	دعوت و ملامت حاضر و غایب	۹
۱۱۰	فضل تیسری - اخلاق و مقام امام حسین	۳۱	دعوت و ملامت و آل رسول قبل و بعد از قتل	۱۰
۱۱۰	سخاوت امام حسین	۳۲	الہیہ و تہذیب کے ساتھ ملامت و ملامت	۱۱
۱۱۳	مقدمہ و نشر عثمان غنی	۳۳	نشر تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲
۱۱۹	فضل چہارم جہان نص امام حسین	۳۴	دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳
۱۲۰	مہجرت امام حسین	۳۵	روح و جسم	۱۴
۱۲۱	امام حسین کا قاتل کی تہذیب و تہذیب	۳۶	جسم و روح امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۱۵
۱۲۵	فضل پنجم - شہادت امام حسین پر مسلمانوں کا ہونا	۳۷	جنت و جہنم کا مقام امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶
۱۲۶	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۳۸	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۱۷
۱۲۷	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۳۹	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۱۸
۱۲۸	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۰	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۱۹
۱۲۹	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۱	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۲۰
۱۳۰	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۲	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۲۱
۱۳۱	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۳	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۲۲
۱۳۲	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۴	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۲۳
۱۳۳	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۵	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۲۴
۱۳۴	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۶	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۲۵
۱۳۵	شہادت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۴۷	امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا	۲۶

۱۶۶	بیان مذاہب من برزق سلطان امام حسین	۶۵	۱۳۶	تکلیف فہم حضرت امام حسین	۴۰
۱۶۸	حکایت کامل و مکتوبہ امام حسین	۶۶	۱۳۷	نہایت کعب الامبار	۴۸
۱۶۹	میدان امام حسین زیارہن الشہید	۶۷	۱۳۸	رہایت ام سلمہ	۴۹
۱۷۰	حکایت پیر و کریمہ	۶۸	۱۳۸	نہایت حضرت امیر المومنین علیہ السلام	۵۰
۱۷۱	فصل گیارہویں - بیان غلو و تفرقہ	۶۹	۱۳۸	خبر شہادت زانی جبریل	۵۱
	شیخان اہل بیت		۱۳۹	خبر شہادت زانی میکائیل	۵۲
۱۷۲	حکایت حضرت رشید بصری	۷۰	۱۴۱	گرمی بختی شہادت امام حسین	۵۳
۱۷۲	حکایت زفر حضرت رشید بصری	۷۱	۱۴۲	غصم حسین بن فرشتے کی غداری	۵۴
۱۷۳	انوار شہادت رشید بصری	۷۲	۱۴۶	نزول حضرت آدم و حوا کے کریم	۵۵
۱۷۳	حکایت شیعہ تارک	۷۳	۱۴۷	نزول حضرت نوح	۵۶
۱۷۸	فصل بارہویں - زور بناب ید اشہد	۷۴	۱۴۷	نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام	۵۷
	بکرمہ منظمہ		۱۴۸	نزول گوسفند حضرت اسماعیل علیہ السلام	۵۸
۱۸۰	نہایت بیت از امام حسین	۷۵	۱۴۸	نزول حضرت موسیٰ	۵۹
۱۸۱	نار قبر بنام یزید یحییٰ	۷۶	۱۴۸	نزول حضرت سلیمان	۶۰
۱۸۲	ظاہر امام حسین با ولید	۷۷	۱۴۹	نزول حضرت عیسیٰ	۶۱
۱۸۳	مقام امام حسین با مردان حبیب اللہ	۷۸	۱۴۹	فصل سادہویں - خبر دنیا رسول خدا و جناب	۶۲
۱۸۴	خواب دیکھنا امام حسین کا	۷۹		امیر شہادت امام حسین	
۱۸۴	روح امام حسین از قبر جبرائیل	۸۰	۱۵۰	خوب بندہ اور عادیہ	۶۳
۱۸۵	عرض محمد بن حنفیہ دوست امام حسین	۸۱	۱۵۱	خبر شہادت رسول خدا کا نام لکھنے سے بیان کرنا	۶۴
۱۸۶	افواج عاکرہ و جنات کا حاضر ہونا	۸۲	۱۵۳	احادیث جناب رسول خدا	۶۵
۱۸۸	نزول امام حسین بکرمہ منظمہ	۸۳	۱۵۳	حدیث جناب امیر	۶۶
۱۸۸	مضمون خط سلیمان بن مرہ و خراسانی کوئی اور	۸۴	۱۵۶	نہایت بزرگوار	۶۷
	بکرمہ منظمہ		۱۵۷	نہایت اصغر بن نباتہ	۶۸
۱۸۹	کثرت خطوط اہل کوفہ	۸۵	۱۵۷	احادیث ترقی لشکر شہادت امام حسین	۶۹
۱۹۰	فصل پندرہویں - رد آگ حضرت مسلم	۸۶	۱۵۹	فصل آٹھویں - اس جہالت کا رد جو کہتے ہیں امام	۷۰
	بکرمہ		۱۵۹	قتل نہیں ہوئے نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا	
۱۹۰	خصصہ امام حسین از اہل مدینہ	۸۷	۱۶۲	رہایت محمد بن ابراہیم طالقانی	۷۱
۱۹۱	دور امام حسین از امام سلمہ	۸۸	۱۶۳	عدایات قتل و دفع شہادت	۷۲
۱۹۲	انتقال ساقی حضرت مسلم	۸۹	۱۶۴	فصل نویں - فضائل و مناقب شہداء کرام	۷۳
۱۹۳	شرکت مردان بیت گندہ	۹۰	۱۶۴	فصل دسویں - بیان مذاہب قائلان امام حسین	۷۴
۱۹۳	آفاق دشتان حضرت امام حسین	۹۱			

۲۴۰	کلام طلال بن یحییٰ رضی اللہ عنہ	۱۹۵	۱۰۲	بیہدائت بن زید بن عبد اللہ بن زید بن زید بن زید
۲۴۰	کلام زید بن یحییٰ رضی اللہ عنہ	۱۹۶	۱۰۳	حالی شریف حضرت مسلم
۲۴۰	انعام نفل سید الشہداء	۱۹۷	۱۰۴	بیان مکرم فریب نفل ملعون
۲۴۲	رجعت حبیب بن مظاہرہ	۱۹۸	۱۰۵	حضرت زانی کا لشکر بن لیا سے
۲۴۲	زین العابدین امام کا فرات کا پیر	۱۹۹	۱۰۶	بیان خودی حضرت مسلم
۲۴۳	احکام بن زید و مولا	۲۰۰	۱۰۷	اہل کفر کی حضرت مسلم سے پر نانی
۲۴۳	بیان ایک شب کی بہت طلب کرنا	۲۰۱	۱۰۸	غیری طلال پسر طوفان
۲۴۵	خطبہ شہاب سید الشہداء و انعام	۲۰۲	۱۰۹	جنگ حضرت مسلم
	اصحاب باوقا	۲۰۳	۱۱۰	تنہائی دیکھی حضرت مسلم
۲۴۶	وفاداری سید الشہداء	۲۰۳	۱۱۱	حضرت مسلم اہل زید کے دھماکے
۲۴۹	امام حسین کا صفوت و لکڑی	۲۰۴	۱۱۲	بیان شہادت حضرت مسلم و حضرت زانی
	ترتیب دینا	۲۰۵	۱۱۳	فضل چودھویں - بیان زید امام حسین بن ابی بکر
۲۳۰	بعض شہداء و امام سے نفل حنیف	۲۰۹	۱۱۴	مقام تقیم
۲۳۰	کلام زید بن یحییٰ رضی اللہ عنہ	۲۰۹	۱۱۵	مقام تعلیم
۲۳۱	انعام محبت سید الشہداء	۲۱۰	۱۱۶	مقام ضعیف
۲۳۲	خطبہ شہاب سید الشہداء بن شامل جہنا	۲۱۰	۱۱۷	مقام کربسہ
۲۳۲	حضرت عمر کا لشکر سید الشہداء مدین	۲۱۱	۱۱۸	مقام فادسیہ
	شامل جہنا	۲۱۲	۱۱۹	مقام حاجزہ
۲۳۵	برہنہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۲	۱۲۰	زید بن یحییٰ بن علی کی طاعت
۲۳۶	وہب بن عبد اللہ کلبی	۲۱۳	۱۲۱	مقام خیرہ
	زلفائے امام حسین کا ہاکی باری درج شہادت	۲۱۳	۱۲۲	خبر شہادت مسلم بن عقیل
۲۳۷	پرفا زید بن	۲۱۴	۱۲۳	مقام زید اور خبر شہادت عبد اللہ بن زید
۲۴۲	شہادت علی بن زید امام دو جہان	۲۱۴	۱۲۴	مقام اعلیٰ عقبہ
۲۴۳	شہادت اہل جعفر طیار	۲۱۴	۱۲۵	مقام اشرف
۲۴۳	شہادت اہل امام حسن	۲۱۶	۱۲۶	نصرتی مقاتل
۲۴۴	شہادت فخر بن امام عباس	۲۱۷	۱۲۷	منزل فطقتانہ
۲۴۶	شہادت فرزندان امام حسین	۲۱۸	۱۲۸	مہمان کلامی نزول
۲۴۸	شہادت علی بن زید	۲۱۹		امام حسین
۲۴۸	شہادت علی بن زید	۲۱۹	۱۲۹	کلام زید بن یحییٰ رضی اللہ عنہ

۲۸۰	تقدیر عارفہ سرہانک امام حسینؑ	۱۸۰	۲۴۹	رضعت امام حسینؑ از اہل بیت	۱۵۵
۲۸۲	تقدیر اسب سمرقند امام حسینؑ	۱۸۱	۲۵۰	بار دیگر امام حسینؑ کا اہل بیت سے رخصت	۱۵۶
۲۸۴	رضتیں اہل بیت کا درد	۱۸۲	۲۵۱	شہداء خصال جبرہم امام غلامؑ	۱۵۷
۲۸۵	روایت منہل بن عوف	۱۸۳	۲۵۲	شہادت عبد اللہ سپر امام حسنؑ	۱۵۸
۲۸۶	بیان دربار یزدیہ	۱۸۴	۲۵۳	شہادت امام حسینؑ	۱۵۹
۲۸۷	حال دربار یزدیہ	۱۸۵	۲۵۵	فریاد زنا حضرت جبریلؑ	۱۶۰
۲۸۸	دربار یزدیہ حضرت زینبؑ کا خطبہ	۱۸۶	۲۵۵	پرنسپل کا مدینہ میں خبر شہادت پہنچانا	۱۶۱
۲۹۰	کلام یزدیہ حضرت امام زین العابدینؑ	۱۸۷	۲۵۵	خاست خیمہ ہائے حرم خرم	۱۶۲
۲۹۱	ایک شامی کا دفتر امام حسینؑ کو طلب کرنا	۱۸۸	۲۵۷	تعداد شہداء کے کر بلا	۱۶۳
۲۹۲	خطبہ حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام	۱۸۹	۲۵۸	دور حاضر کے شعلہ	۱۶۴
۲۹۳	ایک عالم ہمدانی کا نقل دربار یزدیہ	۱۹۰	۲۵۹	دفعہ جناب سید الشہداءؑ	۱۶۵
۲۹۴	بیان علیؑ یزدیہ کیفیت کینہ ناصر و قتل فرنگ	۱۹۱	۲۶۰	جملہ اعمال اہل بیت	۱۶۶
۲۹۵	ندو جبریز کا باہر نکلتا	۱۹۲	۲۶۲	جوابت شعلہ پر دفعہ آخر اخراجات	۱۶۷
۲۹۶	خواب حضرت سیکہ بنت الحسینؑ	۱۹۳	۲۶۸	فصل چند چوبیس گلدہ جرم درخت شہداء	۱۶۸
۲۹۸	عناظر سر امام حسینؑ کا خواب دیکھنا	۱۹۴	۲۶۰	روایت حضرت ام ایمن	۱۶۹
۱۹۹	بیان زندان اہل بیت عصمت و طہارت	۱۹۵	۲۶۹	روایت مخالفت شیر صحرائی	۱۷۰
۳۰۰	ہندو جبریز کا خواب دیکھنا	۱۹۶	۲۷۰	نزد اہل بیت بکوفہ و کلام فصاحت	۱۷۱
۳۰۱	خامی شام سے اہل بیت کا	۱۹۷		انعام حضرت زینبؑ	
	کر بلا پنہا		۲۷۱	خطبہ قصیر حضرت فاطمہ بنت	۱۷۲
۳۰۲	رضتیں یزدیہ جنم شعلہ پر شہادت	۱۹۸		سید الشہداء	
	امام حسینؑ مدینہ منندہ		۲۷۳	خطبہ ام کلثومؑ خواہر سید الشہداء	۱۷۳
۳۰۴	بیان گرہ دیکھا حضرت امام زین العابدینؑ	۱۹۹	۲۷۳	خطبہ حضرت امام زین العابدینؑ	۱۷۴
۳۰۵	فصل سولہویں گریہ آسمان وزمین بعد	۲۰۰	۲۷۴	روایت ربانی مسلم معارف دار الامارۃ	۱۷۵
	شہادت امام غلامؑ		۲۷۵	اہل بیت کا دربار امین لیا وہی	۱۷۶
۳۰۵	روایت شیر تار	۲۰۱		تشریف لانا	
۳۰۶	علامت جبر و شہادت امام حسینؑ	۲۰۲	۲۷۸	کلام عبد اللہ بن عقیف ازویؑ	۱۷۷
۳۰۷	حکایت آواز جاور کی	۲۰۳	۲۷۹	مدینہ یزدیہ انقم	۱۷۸
۳۰۹	روایت ابوذر غفاریؓ	۲۰۴	۲۷۹	خبر شہادت سید الشہداء کا مدینہ	۱۷۹
				میں پنہا	

۳۵۱	حکایت دہلی نزاری	۲۲۸	۳۱۰	فصل تشریحیں - بیان گرہ دزاری انبار داد صیاد
۳۵۲	حکایت زبیر بن ابی سلمہ	۲۲۹		نامہ - مقررین
۳۵۵	حکایت قمر بن ابی ہاشم	۲۳۰	۳۱۳	روایت اشق ابی ہاشم و جالب صادق
۳۵۵	حکایت یوسف بن ابی ہاشم	۲۳۱	۳۱۳	حضرت ام سلمہ کا خواب دیکھنا
۳۵۶	حکایت ابن عباس	۲۳۲	۳۱۴	حضرت ابن عباس کا خواب دیکھنا
۳۵۷	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۳۳	۳۱۵	روایت حضرت ام سلمہ
۳۵۸	روایت امام حسین		۳۱۵	روایت زبیری کسان نہ ملنے کے
۳۵۹	باب دوم		۳۱۶	فصل تفسیری - بیان گرہ دزاری
	فصل اول - بیان حدیث امام و لقب	۲۳۴	۳۲۰	جہات بر سید الشہداء
۳۵۹	روایت امام زین العابدین			فصل تفسیری - باب تفسیر
۳۶۰	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۳۵		تاکوان امام حسین
۳۶۱	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۳۶	۳۲۱	فصل تفسیری - بیان حدیث امام اور
۳۶۲	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۳۷	۳۲۲	فصل تفسیری - آغوش
۳۶۳	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۳۸	۳۲۳	روایت کعب الاحبار
۳۶۴	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۳۹	۳۲۴	فصل تفسیری - بیان حدیث احوال
۳۶۵	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۰		بہر قرار
۳۶۶	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۱	۳۲۵	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۶۷	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۲	۳۲۶	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۶۸	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۳	۳۲۷	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۶۹	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۴	۳۲۸	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۰	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۵	۳۲۹	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۱	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۶	۳۳۰	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۲	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۷	۳۳۱	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۳	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۸	۳۳۲	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۴	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۴۹	۳۳۳	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۵	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۰	۳۳۴	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۶	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۱	۳۳۵	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۷	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۲	۳۳۶	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۸	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۳	۳۳۷	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۷۹	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۴	۳۳۸	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۰	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۵	۳۳۹	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۱	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۶	۳۴۰	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۲	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۷	۳۴۱	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۳	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۸	۳۴۲	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۴	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۵۹	۳۴۳	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۵	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۶۰	۳۴۴	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۶	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۶۱	۳۴۵	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۷	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۶۲	۳۴۶	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۸	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۶۳	۳۴۷	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۸۹	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۶۴	۳۴۸	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۹۰	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۶۵	۳۴۹	فصل تفسیری - بیان حدیث
۳۹۱	فصل تفسیری - بیان حدیث	۲۶۶	۳۵۰	فصل تفسیری - بیان حدیث

۲۴۹	گنگو در بیان زید اور امام محمد باقر	۳۷۹	حال زید اور امام محمد باقر	۲۵۸	۴۰۷
۲۵۰	بیان وفات حضرت امام باقر	۳۸۱	حال وفات امام محمد باقر	۲۵۹	۴۰۸
۲۵۱	تاریخ وفات امام محمد باقر	۳۸۲	معجزات حضرت امام محمد باقر	۲۶۰	۴۰۹
	<b>باب چہارم</b>				
۲۵۲	فصل اول - بیان نسب و کمیت تاریخ	۳۸۵	حکایت کثیر از لدن رشید	۲۶۱	۴۱۰
	وعدت امام جعفر		تہنام نقل امام محمد باقر	۲۶۲	۴۱۲
۲۵۳	فصل دوم سری - بیان ان ظلم و تم کا جو	۳۸۵	جواب مسائل از طرف امام محمد باقر	۲۶۳	۴۱۳
	چاندوں سے خصوصیت کو پہنچے		شہادت امام محمد باقر	۲۶۴	۴۱۴
۲۵۴	حکام منصور و دانتی	۳۸۶	فصل تیسری - بیان مصائب شیعہ ان پوت	۲۶۵	۴۱۵
۲۵۵	حکایت پرچہ بیان منصور و دانتی	۳۸۶			
۲۵۶	بیان منصور و دانتی امام جعفر گنگو	۳۸۸			
۲۵۷	معجزہ صادق آل محمد نبائی منصور و دانتی	۳۹۰	فصل اول - بیان تاریخ و عدت اسم و کمیت	۲۶۸	۴۲۰
۲۵۸	صادق آل محمد و منصور و دانتی کے در بیان		رقبہ امام رضا	۲۶۹	۴۲۰
	<b>کام</b>		حکایت والدہ امام رضا	۲۷۰	۴۲۲
۲۵۹	فصل تیسری - بیان شہادت امام جعفر	۳۹۲	فصل دوم سری - بیان خوبیاں رسول خدا	۲۷۱	۴۲۲
۲۶۰	حال وفات حضرت امام جعفر صادق	۳۹۴	وجہ ابیہ از خود حضرت کا شہادت پر		
۲۶۱	فصل چوتھی - بیان ان ظلم و تم کا جو کہ دوا حضرت	۳۹۵	فصل تیسری - بیان کمیت	۲۸۱	۴۲۴
	میں عزیزوں اور شیعوں پر ہوئے		شہادت		
	<b>باب پنجم</b>				
۲۶۲	فصل اول - بیان و عدت و نسب و اسم	۳۹۸	در بیان ماموں و خیر اور امام رضا گفتگو	۲۸۲	۴۲۶
	کمیت و رقبہ امام محمد باقر		بیان دل عہدی امام رضا	۲۸۳	۴۲۷
۲۶۳	حال حضرت حمیدہ خاتون	۳۹۸	حضرت امام رضا کے نقل کا حکم	۲۸۴	۴۲۸
۲۶۴	فصل دوم سری - بیان تاریخ شہادت	۳۹۹	معجزہ امام رضا	۲۸۵	۴۲۸
	امام محمد باقر		کیفیت شہادت امام رضا	۲۸۶	۴۲۹
۲۶۵	میل سازی و بارہ شہادت امام محمد	۴۰۰	ذکر خیر و شہادت کے انگوڑی ہر آلود	۲۸۷	۴۳۰
۲۶۶	حال قید امام محمد باقر	۴۰۱	حضرت امام محمد باقر کا تشریف لانا	۲۸۸	۴۳۱
۲۶۷	حکایت افضل بن ربیعہ و بیان از لدن رشید	۴۰۳	معجزہ امام محمد باقر	۲۸۹	۴۳۲
			روایت دیگر از لدن ہائے دار فہم و کلام	۲۹۰	۴۳۳
			روایت یا سر غلام امام رضا	۲۹۱	۴۳۵

۲۵۶	فصل دوسری بیان شہادت حضرت	۳۰۵	۲۵۶	حدیث شریف بن امین
	در بیان مقام تہذیب و تمدن و انجمن	۳۰۶	۲۵۷	حدیث شریف بن مبارک کاتب
۲۵۷	سکونت امام علی نقی مقام ہرمین	۳۰۷	۲۵۸	تاریخ شہادت امام رضا
۲۵۸	حدیث نہایت در بیان منزلت و رفہ زبانی معلم	۳۰۸		<b>باب ہفتم ۷۷</b>
۲۵۹	حالی قیام حضرت امام علی نقی		۲۹۵	فصل اول بیان تاریخ ولادت داسم
۲۶۰	حال امام علی نقی اور تہذیب و تمدن			در کتب و نقب امام محمد نقی
	فصل اول بیان تاریخ ولادت و نسب	۳۰۸	۲۹۶	فصل دوسری بیان شہادت و بعضی
۲۶۱	اسم و لقب امام حسن مسکری	۳۰۹	۲۹۷	فضائل و کمالات امام محمد نقی
۲۶۲	فصل دوسری بیان شہادت امام حسن مسکری	۳۱۰	۲۹۸	معجزہ امام محمد نقی زبانی
۲۶۳	تہذیب و کتب و انجمن حضرت	۳۱۱	۲۹۹	حال زہر و دلائل امام افضل زہر امام
۲۶۴	حکایت دعوی امامت جعفر کتاب	۳۱۲	۳۰۰	روایت شریف امام رضا و حضرت امام
۲۶۵	تاریخ ولادت حضرت امام حسن مسکری	۳۱۳		اشفتاس متعظم
	<b>باب دہم ۷۸</b>	۳۱۴	۳۰۱	امام محمد نقی کا پھر کے متعلق فیصلہ
۲۶۶	بیان ولادت امامت امام ناصر	۳۱۵	۳۰۲	حال انتقال حضرت امام محمد نقی
۲۶۷	کیفیت بیکہ دختر بیوہ قاصد	۳۱۶	۳۰۳	تاریخ وفات امام محمد نقی
۲۶۸	بیان خواب بیکہ دختر قاصد	۳۱۷		<b>باب ششم ۷۹</b>
۲۶۹	خواب زبانی زہر و دلائل دختر قاصد	۳۱۸	۳۰۴	فصل اول بیان تاریخ ولادت و نسب امام
۲۷۰	کیفیت زہر و دلائل زبانی حضرت بیکہ خاتون	۳۱۹		در کتب و کتب امام علی نقی
۲۷۱	ولادت با سعادت امام العطر	۳۲۰		

عباس بک ایجنسی  
رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ۔ ۳



مولانا سید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بہر یلوی خطیب شیعہ  
ملتان

از ہم حقیقت رقم مندیب گلستان زہتر ایگم ممتاز کو تر بھر پوری

## عورت کا مقام

انسانی معاشرہ میں عورت اور مرد کے وجود سے کس کو انکار ہے ان کے وجود سے تو دنیاؤں اس کا نظام چل رہا ہے۔ انسانیت میں دونوں برابر آدمیت میں دونوں برابر کے شریک بنیادی حقوق یکساں۔ لیکن تقسیم کار کے اصول میں ہر نوع کے فرائض جدا۔ ذمہ داریاں الگ۔ معاشرتی سکون کے لئے یہ ناگزیر تھا۔ کہ ان کی زندگی کی سرگرمیوں کے دائرہ میں حد فاصل کھینچ دی جاتی تاکہ ہر ایک اپنی اپنی حدود کے اندر رہ کر اپنی فطری استعداد کے جوہر دکھا کر انسانیت کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمات سر انجام دے سکے یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ کہ اس نے انسانی معاشرت کو ایسے نظام سے روشناس کرایا جس سے بہتر ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کا جائزہ لیا۔ اور ایسا مابطلہ حیات مدون کیا جس میں انسان کے ہر گونہ مقادرات کا خیال رکھا گیا اسلام نے مرد و عورت کی فطرت کو پیش نظر رکھا اور ان کے جنسی قوی کے مطابق دائرہ عمل کے خطوط کھینچے۔ تاکہ معاشرہ میں انتشار راہ نہ پاسکے۔ اور مرد و عورت کو اپنے اپنے کام سے دلچسپی رہے۔ ان کی زندگیوں کے دائرے جدا جدا رہیں۔ ان کی باہمی اختلاط میل جول پر قدغن لگا دی۔ اس قدغن کا کام رکھ دیا پردہ عورت کے تک دو کا دائروں بظاہر گھر کی مختصر کائنات ہے۔ اور مرد کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر ہر طرح کے مسئلہ و تسخیر کائنات ہے۔ نیز علمائے علم انفس کا کہنا ہے کہ انسان کے وجود میں ایک مقناطیسی قوت موجود ہے جو الیکٹرک سے بالکل مشابہ ہے اور برق سے مشابہت نام رکھتی ہے تمام اعمال زندگی میں یہ قوت کام کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ اس قوت سے زیادہ مستفاد جب ممکن ہے جب اس کی پرورش و تربیت کی جائے۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہر انسان میں اس کا وجود مسلمہ ہے طبعی حالات میں بھی اس کے بے شمار آثار کا نتیجہ روزِ ظہور ہوتا ہے اور کوئی فرد اس کے اثرات سے خالی نہیں ہے مرد و عورت کا جنسی میلان بھی اس کا اثر ہے۔ اور اس امر کو قطعی یقینی اور مسلمہ جاننا چاہئے کہ مرد و عورت ایک مقناطیسی قوت کے زیر اثر ایک دوسرے کی طرف کھینچتے ہیں۔ محبت عشق تعلقات باہمی اسی قوت کے تحت وجود پذیر ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ مرد و عورت ایک نظر

میں ایک دوسرے کے حسن و جمال کے شیفقہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی آپ نے سوچا کہ وہ کون سا جادو ہے۔ جو ایک نظر میں اپنا کام کر جاتا ہے۔ وہ کون سا کرشمہ ہے جس کی بدولت محبت و عشق پیدا ہو جاتا ہے اس کا یہ بیان کیا گیا ہے۔ جب مرد و عورت کی نظموں لڑتی ہیں تو ایک قسم کی مقناطیسی اور برقی ہسریں ایک دوسرے سے جدا ہو کر ایک دوسرے کے جذب و کشش کی خاطر ملتی ہیں۔ ان برقی بہروں کے تالپ سے امواج برقی کی ایک سطح پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس سطح کا نام محبت و عشق ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس رابطہ کے نتائج کیا ہیں۔ اس تعلق اور رابطہ پر طرفین کا یہ اثر ناگزیر ہے کہ ان میں مخصوص قسم کے افکار و حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جس قدر یہ مقناطیسی رابطہ قوی تر ہوتا ہے۔ اس نسبت سے طرفین کا اثر ہوتا ہے جو لوگ اس کا شکار بن جاتے ہیں۔ زندگی پس کا تمام آثار سے بیزار۔ خواب و خور۔ تنگ و نام۔ عزت و ناموس سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی شے کا استعمال بغیر اصول کے سم قاتل کا کام کرتا ہے۔ مثلاً کھانا جس پر زندگی کا انحصار ہے۔ لیکن اگر یہ اصول کے تحت اپنی مقدار سے مقررہ وقت پر کھایا جائے تو حیات بخش اور بقید وقت افراط سے مصرف میں لایا جائے تو قاتل حیات بن جاتا ہے۔ اب بارے اگر وقت پر اپنی مقدار سے ہو تو رحمت اور بے وقت کثرت سے ہوتے بصورت سیلاب بن کر آجائے۔ تو اساس زندگی کو جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دے۔ جنسی روابط کا بھی یہ عالم وہی ہے۔ سمود مند قانون جو زوج و زوجہ میں شدید روابط کا موجب بنتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں تولید نسل بقاء نسل اور اہلی زندگی اور پاکیزہ عشق و محبت رہ و بود پذیر ہوتے ہیں۔ تو جس وقت یہ بغیر اصول بے وقت استعمال ہو فنا و نیستی کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور انسانی معاشرہ میں فساد عظیم پیدا کر دیتا ہے اور اس کو برباد کر دیتا ہے۔ دین اسلام جو خدا کا سچا دین ہے جس کی تعلیمات میں یہ غوی ہے کہ اس کا ہر مصلع عباد پر انحصار رکھتا ہے۔ تو یہاں پر بھی اسی دین اسلام نے انسانی رہنمائی کرتے ہوئے جنسی روابط میں ایک مانعہ لائحہ عمل تجویز کیا ہے۔ جنسی میلان جو خطرات کے ہمہ گیر قوانین جذب و فساد میں اثر ہے اس میں ایسی بے راہ روی کو روک دیا ہے جس میں انسانی معاشرت میں فنا کا احتمال ہو سکتا ہے۔ جنسی روابط کی گریز ضروریات کیلئے پردہ کا حکم دیا۔ اور غیر قانونی تعلقات کے پیش بند کی خاطر پردہ کا حکم دیا چنانچہ ارشاد قدرت ہے قل للمومنات یفعلن العبادہن

لے رسول مومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ خود کو مہوں کی نظروں سے ڈھانپ لیں۔

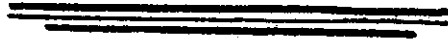
**نکاح** انسانی کا ایک آلہ سمجھا جاتا تھا۔ نکاح کا بعض قبائل اور ملکوں میں نام نہ تھا۔ اور جہاں تھا وہاں غلامی سے بھی بدتر عیب شمار کیا جاتا تھا۔ بچی پیدا ہوتی ہے۔ تو اس خیال سے جوان ہوگی پھر اس کا نکاح کرنا پڑے گا۔ غیر برداری مرد کو داماد بنانا پڑے گا۔ یہ کام خاندان کی ذلت خیال کیا جاتا اس وجہ سے عرب لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اور جہاں سلسلہ نکاح تھا۔ وہاں عورت زوہرہ تصور نہ ہوتی تھی۔ بلکہ لونڈی۔ جب شوہر مر جاتا۔ تو بیوہ بیوی خود اپنی جہنی ہوتی اولاد کی میراث بن جاتی بیٹے ماں سے خود نکاح کرتے یا کسی غیر مرد کے ہاتھ چند سکوں کے عوض میں فروخت کر دیتے عرب کے علاوہ ہندوستان میں بھی یہ رسم تھی بلکہ یہاں ایک ظلم یہ بھی تھا۔ کہ جب شوہر مر جاتا۔ خواہ وہ زندگی کے کسی حصے میں ہوتا۔ اور عورت بھی خواہ شباب کی گود میں ہوتی یا بوڑھا پے سے بنگلیہ یا ابھی گوارہ بچپن میں اس کو شوہر کی میت کے ساتھ جب کہ وہ نذر آتش کی جاتی تھی تو لگا لگا کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں خود بھی کود کر اپنی زندگی کو ختم کرنا ہوتا اور اگر وہ یہ کام نہ کرتی تو اس کے زندہ رہنے کو ایک خاندانی عیب اور نحوست خیال کیا جاتا۔ عرصہ عورت ہر جگہ قبل از اسلام ہوس رانی کے لئے استعمال ہو رہی تھی اسلام نے جہاں مرد کو معراج کمال پر پہنچایا وہاں عورت کو بھی حیات کے بام عروج پر پہنچا دیا۔ باپ کو بیٹی کے زندہ رکھنے کا درس دیا اور غیر کو داماد بنانا بخت فخر اور خاندان کی عزت قرار دیا۔ شوہر کے مرنے کے بعد عورت کو اس کا وارث اور بچوں کا نگران بننا کر ان الفاظ کی جھلک کے ساتھ کہ ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے اولاد کی مثل ارتقا طے کرنے کا ذریعہ ماں کو بنایا۔ شوہر کے ساتھ جل مرنے سے جان بچائی گھر کی چار دیواری میں بیوہ رہ کر بیٹھنے کا نام خاندانی شرافت رکھا۔ اور نکاح ثانی کرنے کا حکم دے کر عورت کی اس دوبارہ ازدواجی زندگی کو معاشرہ کی عزت کا چاند قرار دیا غرضیکہ اس معاشرہ انسانی میں ذلیل مخلوق کو اسلام نے عزت دوام بخشی حیات انسانی کا جزو لازم قرار دے کر مردوں کے برابر حقوق کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

عورت کو نفسانی ہوس کا شکار ہونے سے روکنے کی خاطر پردہ کا حکم دیا گھر کی چار دیواری میں پردہ کر شوہر بھائی بہن۔ ماں باپ۔ اولاد کی پرورش کو انسانی معاشرہ کی خدمت عظمیٰ کا ہم دیا۔ اور اس پردہ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی شخصیت، فاطمہ الزہراء جیسی بلند کردار سیدتنا

والعالمین اور اپنی چادر دے کر انسانیت کا پردہ رکھنے والی جناب زینب جیسی شخصیتوں کو جنم دے کر معاشرہ نسوانیت کو انسانیت کیا۔ دنیا تے معصومیت کا فخر بنا دیا۔ لیکن آج کا مسلمان ہندیب مغرب میں بہہ کر نام کا مسلمان رہ کر پھر قبل از اسلام والی زندگی سے ہٹ کر ہو گیا ہے اور ایات انیار کو دے دیں۔ اور انیار کی روایات خود حاصل کر لیں۔ اور اس ناقص العقل مخلوق عورت کو ترقی کرنے کا نام دیکر اپنی ہوس رانی کیلئے بازار میں لاکھڑا کیا۔ دفتر میں بھاری فطیر، کھانا، پیس اپنے دوش بدوش اس کے حُسن کا نظارہ کرنے کیلئے آنکھوں کی پیاس دل کی آگ بجھانے کیلئے اس عورت کو جگہ دی۔ بلکہ یوں کہوں آج وہ فرم تجارتی فرم اور حکمہ ترقی یافتہ کہلانے کے لئے حقدار ہی نہیں جس میں صنف نازک کام نہ کر رہی ہو۔ وہ مغل مغل ہی نہیں۔ وہ سیر گاہ سیر گاہ ہی نہیں جہاں یہ قوم کی بیٹی باریک لباس زیب تن کر کے لپ سٹک اور میک اپ سے اپنے حُسن کو چار چاند لگا کر اپنی شرافت کا ثبوت دینے کے لئے مغل و سیر گاہ میں نہ جاتے بازار میں چلتے پھرتے خریدنے کو تو کوئی تھان ریشمی دسوتی ایسا نہ ملے گا جس پر ایک دل بھادینے والا لڑکی کا فوٹو نہ ہو۔ مشروبات خریدتے یا کسی طرح کا تیل لیچے ہر شے پر عورت کا فوٹو دسی گھی و دناستی گھی خریدتے۔ ہر جگہ عورت کا فوٹو۔ جو تا خریدتے یا کوئی کھانسی نہ دینے اور امراض کی دوا کی شیشی۔ ہر پر زلف پر لیشان ایک حسینہ کا فوٹو غرضیکہ بازار میں کھانے پینے، ضروریات زندگی کی کوئی شے خریدتے ہر ایک پر نوجوان نیم عریاں شوخ حسینہ کے فوٹو کا لیبل لٹکا لے گا۔ اور آج کل تو امریکہ پیرس میں ایسی فرمیں کھول دی گئی ہیں جہاں علاقہ کے خوبصورت ترین لڑکیاں بن سنور کر تیار ملتی ہیں تجارتی لوگ آتے ہیں ان لڑکیوں کا جائزہ لیتے ہیں جو زیادہ حسین نظر آتی ہیں، چند پیسے دیتے۔ اس کا فوٹو اتار لیا۔ اپنی تجارت کو فروغ دینے کے کیلئے اپنی ہر شے پر اس کا فوٹو چسپاں کیا جا رہا ہے۔ تو گویا جس جگہ اور جس مال پر عورت کا فوٹو نہ ہو وہ مال روی تصور کیا جاتا ہے۔ صاف نتیجہ نکل آیا۔ کہ تجارت مال کی نہیں بلکہ عورت کی کی جا رہی ہے عورت کو اس کی ترقی کہہ کر خوش کیا جاتا ہے۔ رکھ ساد اعدائے اسلام نے جس ناع و رنگ کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ ثقافت کا نام دے کر تہذیب و ادب قوم و ملک کا درجہ دے دیا۔ جگہ جگہ ثقافت کے نام پر جلسے منعقد کرانے اور قومی و ملکی تہذیب و ادب کے نام پر ناع و رنگ عام کیا جا رہا ہے۔ یہ کام ہے اوپر کے طبقے کا ذرا غریب طبقہ کی بھی سنیے، پاکستان میں آج جو برقعہ اور لباس استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو کہ نا تو کسی کلچر کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور نہ ہی اس برقعہ میں نسوانی وقار اور حیاداری کو دخل ہے۔ باریک جار جٹ کی دونقا میں لگی ہوتی ہیں۔ مگر استعمال ایک ہوتی

ہے بلکہ اکثر چہرے پر تو میرے خیال سے ہوتے ہی نہیں ہیں ایک نمائشی جذبہ ہے چہرے کا ایک  
 اپ ہونٹوں کی سرفی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا گہرا۔ ہار جٹ کے نقاب سے چھین چھین مردوں کی  
 نظروں پر اپنا اثر ڈالتا ہے میرا یہ خیال ہی نہیں بلکہ درست ہے کہ جب کوئی عورت کسی کان  
 پر باریک سی برائے نام نقاب کے پیچھے دیدے ملکتی ہوئی بھاؤ کرتی ہے تو اللہ معاف  
 کرے۔ یوں لگتا ہے چمن سے کسی کو اشارے کر رہی ہو۔ یہ ہے برقعہ اور پردہ داری۔ اس  
 سے بڑھ کر اور فریب کیا ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ برقعہ کو پردہ داری کا نام دے کر کھلی ہوئی بے  
 پردگی و دعوتِ نظارہ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ پھر تھوڑی سی ہنگامی ہوئی شکل کے برقعہ کا ایک  
 نفسیاتی نکتہ غالباً آج ہر ایک انسان محسوس کر رہا ہے کیا دیکھ رہا ہے اور میں اس کیفیت کو پوری  
 طرح بیان نہ کر سکوں۔ ہر حال آپ تصور فرمائیں پاؤں میں چھوٹی چھوٹی دوپٹیوں کی چیل اس کے  
 اوپر ساٹن کی تنگ مہری کی شلوار۔ اور قدموں کے ساتھ اس کے لہرے کھاتے ہوئے بل یا  
 رنگیں ساڑھی کا پھولدار بادور گھٹنوں سے ذرا نیچے تک اس نامر اور برقعہ کا دامن اور کر کے ساتھ  
 کوہوں کے خم کو نمایا کر تا ہوا گہرا۔ اور پھر وہی سیاہ نقاب سے جھلکتا ہوا چہرا اس قیل و  
 قال اور سچ صحیح کی عورت جب راہ سے گذرتی ہے۔ یقین فرمائیے کتنی مردانی نگاہیں اس برقعہ  
 پوش عورت کا طواف کرتی ہیں۔ دراصل مذکورہ برقعہ اور اس کا استعمال ایک ایسا فریب ہے جس  
 کا تصور کرتے ہوئے پردہ داری بھیجا بھی مارے حیا کے مرجاتی ہے۔ اور طالبات نے تو برقعہ کے  
 نام پر گاون اپنالئے ہیں۔ ان نت نئی جدتوں کے پیش نظر خدا معلوم یہ چتھڑے کل کیا صورت  
 اختیار کریں گے؟ اے قوم کی بیٹی اشرم شرم یہ تیری ترقی نہیں بربادی کا دور ہے۔ اپنے تبلیغ  
 اسلاف پر تو نظر ڈالو۔ کیا عالم اسلام میں بڑے بڑے مدبر۔ عاقل۔ فاتح۔ جرنیل۔ کرنیل پیدا کرنے  
 والی ماہیں اور شرافت سے تسخر کرنی والی عورات اسلام۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر عالم سلوٹ  
 کے اعلیٰ مقام پر فائز نہ تھیں کیا انہوں نے حکومت میں نشستیں مانگیں۔ سچ تو یہ ہے کہ آج کی  
 دختر قوم نے اسلاف اور موجودہ قوم کی شرم و حیا کے جنازے کو بے گور و کفن دفن کر دیا ہیں  
 میں دختران قوم خاص طور پر اہل بیت رسول کے نام لیواؤں سے یہ گزارش کرتی ہوں۔ کہ  
 مہربانھی میں اور کردار اہل بیت پر نظر ڈالیئے اور موجودہ زمانے کا ساتھ چھوڑ دیجئے۔ اگر  
 تم یہ برقعے لے کر بن سنور کر بازاروں میں جاؤ تو مجلس سنا تمہارے کس کام آیا۔ امام مظلوم نے  
 علی اصغر اور علی اکبر کو تمہارے پردہ کیلئے دیا تھا۔ چاند سا عباس بھائی۔ حبیب سا ساتھی چہرہ

بن قین اور مسلم بن عوجہ جیسے اصحاب دیتے۔ صرف آپ کے پردہ کے لئے فاطمہ الزہراء کی بیٹی زینب کیوں ننگے سر ہوئی۔ صرف اس لئے کہ اسلام کی بیٹیوں کا پردہ محفوظ ہو جائے لیکن قسم مجلس میں آؤ اور عمل سے مخالفت اہل بیت کیا یہی اسلام ہے مجھے یقین ہے کہ جناب زینب کے پردہ کو روندوالی عورت کبھی بے پردہ نہ پھرے گی اور ایسے برقعے کا استعمال نہ کرے گی۔ خدا ایسا ہی کرے اے دختران ملت جعفریہ خداوند عالم صدقہ اہل بیت تمہارے پردے کو محفوظ رکھے آل رسولؐ نے کبھی تشہیر ہونے کے بعد سر کھلے بازوؤں درباروں میں جانے کے بعد ننگے سر پھرنا گوارہ نہ کیا نہیں ہرگز انہوں نے میری میں بھی بازوؤں اور درباروں میں ہاتھوں سے اور بالوں سے اپنے روئے مبارک کو چھپایا تم ان کے نام لیا ہو۔ زمانہ بہت نازک چال چل رہا ہے۔ ابھی تم نے امیر مختار جیسے جبری اور نادر شاہ جیسے حکمرانوں کو اپنی گود میں پرورش کر کے ملت جعفریہ کی حفاظت کرنی ہے۔ زمانہ کہیں چلا جائے کم از کم تمہاری گود تو اسلامی تیم کا گہوارہ ہو۔ اور نو نہالان قوم کے لئے درس عصمت نبی رہو۔ حیات اہل بیت کا مطالعہ کتب سے کیجئے۔ مذہب شیعہ سے جن میں جلاء العیون میدان سیرت میں ایک رہنما کا مقام رکھتی ہے جس کا مطالعہ تم کو بتاتے گا۔ کہ اہل بیت نے پردے کا کیا حکم دیا اور کیسے عمل کر کے دکھایا۔ میں دعا کرتی ہوں خداوند کریم میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو دختران قوم کے لئے اس نازک دور میں مستقل ہدایت کا کام دے۔ اور ہم سب دختران ملت جعفریہ کا پردہ تصدق دختران فاطمہ قائم اور محفوظ رکھے۔ آمین۔



## مقدمہ

اس عالم کون فساد میں ہر ذی حیات فطرۃً نجات کا طالب نظر آتا ہے انسان چونکہ جسم و روح دونوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے جسمانی تکلیف سے بچنے کے لئے ہم تن کو شال ہے اگر پیاس لگتی ہے تو پانی پیتا ہے اگر بھوک ہے تو کھانے کی ضرورت ہے۔ گرمی و سردی سے محفوظ رہنے کے لئے لباس اور مکان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روہانی تکلیف سے بچنے کیلئے مذہب کی ضرورت ہے۔ مذہب ان اصولوں کا نام ہے جن پر عمل کر کے انسان دنیا میں بھی اہم سے زندگی بسر کرے اور آخرت میں عذاب خداوندی سے بچ جائے۔ اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ انسان کے بنے ہوئے اصولوں نے کبھی ساتھ نہیں دیا۔ دیکھ لیجئے آج ہم سب اہل اسلام جاہل کیا عالم، محدث و مفسر کیا مفتی و مجتہد کیا سب کے سب مل کر پاکستان میں اپنا دستور یعنی قانون تیار کر رہے ہیں۔ بنا بھی رہے ہیں اور بدل بھی رہے ہیں۔ آج بنا۔ کل کے ایک کوٹے سے آواز بلند ہو گئی یہ قانون بدلو۔ ہمارے موافق نہیں۔ اس کے بنانے والے خدا رکھتے نے بدل دیا پھر قانون بنایا۔ پھر جلسے ہونے شروع ہوئے جلوس نکھنے لگے۔ یہ قانون و حکومت بدلو۔ ہم یہ حکومت نہیں چاہتے۔ عائلی قانون کی ہم کو ضرورت نہیں آدمیوں کے بنائے ہوئے کو کبھی اچھا نہ کہا گیا اور نہ وہ اچھا ثابت ہوا ہے جب امور دنیاویہ کے لئے ہمارے بنائے ہوئے سود مند نہیں ہو سکتے۔ تو امور آخرویہ کے لئے ہمارے بنائے ہوئے کبھی عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ عذاب سے بچا کر جہنم سے نجات دلا کر جنت کے انعامات کا مستحق بنانے والا وہ جس کو خود خالق جنت و دوزخ نے بنایا ہے۔

قرآن پاک ہی پیش کر رہا ہے۔ آدم سے لے کر سید رسالت محمد مصطفیٰ تک دو قسم کے انسان گذرے ہیں۔ ایک وہ انتہائی درجہ کے ظالم۔ غادر۔ خائن۔ بدعاش۔ چور۔ اچکے۔ ضالین معصوم دوسرے انتہائی عادل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ امن امان سے رہنے والے شریف ہدایت پائے ہوئے۔ نعمت خداوندی کے مورو۔ زبان قرآن میں ایک گروہ صراط الذین انعمت علیہم ہے دوسرا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۵ ہے اور گذشتہ تاریخ

نیک و بد قرآن نے اس واسطے بیان فرمائی کہ آئندہ آنے والی نسلیں ظالم و گمراہ مغضوب لوگوں سے نفرت کریں ان کے اصولوں پر عمل نہ کریں۔ ان جیسے نہ بنیں لوگوں صاحبان ہدایت سے محبت رکھیں۔ ان جیسے کام کریں۔ ان کے اصولوں پر عمل کریں، ہر بی میں ظالم سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں تبرا اور متقی و عالم و ہدایت یا فتر سے محبت رکھنے کو کہتے ہیں تو لا نتیجہ صاف نکل آیا کہ نجات پانے کے لئے تبرا ہی اور تو لائی بنا پڑے گا۔ جو ان وصفات کے مالک وہ ناجی جو ان کے علاوہ ہیں خواہ وہ اپنی دانست میں کتنے ہی زاہد عالم۔ عابد ہوں گمراہ ہیں لفظ تو لا نکلا ہے ولا سے پتہ چل گیا مغضوبین کے مقابل نیک لوگ اور ہدایت والے ہیں ولی اور ولی کی جمع اولیا۔ نجات اس کے لئے جو اولیا اللہ جیسے کام کرے اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرے

فدینا ھدی و فریقاً حق علیہم الضلالة و انھم اتحاد و الشیاطین  
اولیاء من دون اللہ و یحسبون انھم مهتدون (۲۷) (۱۳) یعنی ایک

فرقے نے ہدایت پائی اور ایک فرقے پر گمراہی ثابت ہوئی۔ تحقیق انہوں نے شیطانوں کو خلاف حکم خدا اولیا پکڑ لیا۔ اور گمان یہ کرتے ہیں کہ ہدایت پانے والے ہیں بسبب گمراہی قرآن یہ بتلایا۔ کہ لوگوں نے اولیا اللہ کو چھوڑا شیاطین یعنی ظالم۔ غادر۔ خائن اور بد لوگوں کو اولیا بنا لیا۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے ماہرین نفسیات سے کہ انسان ظالم۔ چور۔ ٹھگ، بد معاش اس وقت بنتا ہے۔ جب اس کے سامنے اچھائی نہ رہے اس کے دل سے رحم کرم کا نور ختم ہو جائے اس کے نور کے جانے سے دل کی آنکھیں اندھی اور دل کے کان بہرے اور زبان گونگی ہو جائے۔ کرم و رحم سے کسی کو نہ دیکھے۔ کسی کی فریاد نہ سنے اور کسی مظلوم کو جواب نہ دے۔ بلکہ برائی کو اچھائی سمجھ کر مخلوق پر ظلم کرنا چلا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ دل کے اندھے اور بہرے ہوتے ہیں۔ مغضوب ضالین اور شیاطین ان کے مقابل جو جماعت ہے۔ اس کا نام ہے اولیا اللہ وہاں دل کی آنکھیں رکھتے دل کے کانوں سے لوگوں کی فریاد سن کر مدد کرتے اور ان کے کام آتے ہیں۔

مثل الذین کفروا لا یسمعون الا صلاۃ و البصیر و السميع و ھل یستویان مثلاً افلا تذکرہ (۲) (۱۲) دونوں فرقوں کی مثل ایسی ہے۔ جیسا کہ اندھا اور بہرا۔ دیکھنے والا اور سننے والا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں گے۔ تم لوگ کیوں نصیحت نہیں لیتے اولیا اللہ شیاطین اندھے اور بہرے اور ان کے اطاعت گزار بھی

اولیاء اللہ دیکھنے اور سننے والے اور ان کے اطاعت گزار بھی۔ یہ دنیا دار عمل اور تجربہ گاہ ہے  
نیز انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

دوست چور۔ اچکے۔ ظالم ہونگے۔ تو آدمی برا ہے۔ اگر دوست نیک ہیں۔ عادل ہیں تو آدمی  
اچھا ہے لہذا ان لوگوں کو ولی پکڑا ہے۔ جو اندھے بہرے گونگے پاگل مجنون۔ دیوانے ہر  
وقت ننگے دھڑنگے پھرنے والے۔ بھنگ پیٹنے والے جن کو خود اپنی ہوش نہیں قوالی سننے  
کے شائق سارنگیوں کی سریلی ٹریس مست ہو کر واجد اور حال میں آجانے والے۔ ان کے  
ماننے والے بھی ایسے ہی ہوتے ہیں ملتان میں ایک آدمی پھرا کرتا ہے۔ قبیض اور دھوتی  
سے برہنہ اور کبخت نہ بچوں کو دیکھتا ہے نہ بڑوں کو اور نہ مردوں کو نہ عورتوں کو جہاں دو  
چار مرد یا عورتوں کو دیکھا۔ ان کے آگے ننگا جا کھڑا ہوا۔ نہ اسے عورتیں کچھ کہتی ہیں نہ مرد بلکہ  
بیٹھ کر اس کی ٹانگیں دباتے ہیں۔ ٹانگے اور سائیکلوں پر بٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو لے  
جاتے ہیں خدمت کرنے کے لئے ایک دن میں آ رہا تھا۔ جو اسنے دیکھا اور وہ میرے سامنے  
آکھڑا ہوا۔ میں نے کہا دوڑ جاؤ کبخت ننگے پھر رہے ہو فوراً لوگ دوڑ آئے اور کہنے لگے نہ بھی  
کچھ نہ کہو یہ تو اللہ کا ولی ہے۔ میری یہ سن کر چیخ نکل گئی۔ مولانگے لوگوں کو یہ مسلمان ولی کہ  
سبے ہیں اور تیرے علی ولی اللہ کہنے والوں کو کافر بتا رہیں۔ الغرض اس واقعہ سے میرا یہ  
بیان کرنا مقصود تھا۔ کہ اہل اسلام میں ایک فرقہ ان لوگوں ولی کہہ رہا ہے۔ لہذا جیسے خدمت  
ویسا انسان جیسے یہ ولی پاگل ویسے ماننے والے۔ جیسے بیوقوف اور شریعت سے جاہل  
ویسے ماننے والے جیسے یہ اندھے گونگے بہرے ویسے ماننے والے اور جیسے گمراہ یہ ویسے  
ماننے والے جیسے اولیاء شیطاں یہ ویسے ماننے والے اگر یہ خدا کے ولی ہوتے تو خدا  
ان کی عقل نہ کھوتا۔ یہ برہنہ نہ پھرتے کیونکہ برہنگی کی حالت میں رہنا یہ بھی معاشرہ انسانی میں  
ذلت خواری اور عذاب خداوندی ہے اور خدا اپنے اولیا کا یہ حال کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ  
اولیاء خدا تو اندھوں کو آنکھیں دینے والے بہروں کو کان اور پاگلوں کو عقل جاہلوں کو  
علم دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ولادت اور اولیاء کے متعلق قرآن پاک سے  
مفصل طور پر بحث پیش کی جائے جس سے اچھی طرح ہر ایک انسان اولیا ہستی اور ان کا راستہ  
جان لے گا۔

فوق درجہ نبوت و رسالت و امامت درجہ ولایت ہے

## درجہ ولایت مطلقہ

رسول ہو یا نبی و امام یہ ان نفوس مقدسہ کے نام ہیں۔ جن کو خداوند کریم نے ہدایت کا ذرا نام کیلئے بھیجا۔ اور ولی یہ اس کا اپنا نام ہے۔ حقیقتاً بالذات ولی مطلق پروردگار عالم ہے۔ ثانیاً و بالترتیب وہ اولیاء ہیں۔ جن کی ولایت کا خود اس نے ارشاد فرمایا ہے عام انسانوں پر افضل اہل اسلام یعنی مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور اہل ایمان سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل ہے امام۔ وہ انبیاء جو منصب امامت پر فائز ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں وہ نبی و رسول بھی ہیں۔ اور درجہ امامت بھی رکھتے ہیں۔ اور ان انبیاء و مرسلین پر جو امام نہیں افضل ہیں۔ ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعضی و اتینا داؤد ذب و داؤد بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور بخشی۔ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماماً اے ابراہیم بیشک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں پس مسئلہ امر ہے کہ وہ نبی بھی اور رسول بھی تھے ساتھ ان کو امامت بھی دی گئی اور اسی طرح بعض انبیاء کرام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وجعلناہم امة یهدون بامونا و ادینا الیہم فعل الخیرات و اقام الصلوة و ایتد الزکوة و کانوا لنا عابدین (انبیاء) ہم نے ان کو امام بنایا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ اور ہم نے اچھے کاموں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔ اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے پس ان امام انبیاء کو ان انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ جو نبی ہیں رسول ہیں۔ مگر امام نہیں ہیں اور اولو العزم نبیوں سے مراد یعنی امام انبیاء ہیں۔ عام انسانوں سے افضل مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور مومنین سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل امام۔ امامت سے افضل ہے ولایت جو ولی ہو گا۔ اس میں صفات نبوت، رسالت و امامت بھی پائے جائیں گے۔ جیسا کہ تاج دار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰؐ بمصدق آیت مجیدہ انا و لیکم اللہ و رسولہ ولی مطلق ہیں۔ پس نبی بھی رسول بھی امام بھی اور ولی بھی یعنی جو انبیاء امام تھے آپ ان سے بدرجہ ولایت افضل ہیں۔ آپ بعد خدا تمام کائنات سے خواہ وہ انبیاء ہوں یا مرسلین یا ائمہ افضل ہیں۔ اور آپ پر کسی دوسرے کو فضیلت نہیں ولی مطلق ہونے کا آپ پر تمام مدارج و مراتب سے خاتمہ ہے اور آپ ہی

خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی وجہ سے دکن رسول اللہ و خاتم النبیین (عزب) بعد آپ کے آپ کی اہل بیت کو درجہ ولایت حاصل ہے۔ اسناد لیکھ اللہ و رسوله للذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتوا الزکوٰۃ و هم ذاکعون (مائدہ) سولے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ . . . . قائم کرتے ہیں نماز اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ سنیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ آیت جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں ہے ان کے علاوہ کسی اور نے حالت رکوع میں زکوٰۃ نہیں دی۔ زیر آیت تفسیر کبیر اگرچہ لوگوں نے رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دے کر کوشش بھی کی۔ کہ کوئی ایک آیت ان کے متعلق بھی نازل ہو۔ حضرت عمرؓ خطاب فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مجھے بھی آرزو ہوئی۔ کہ ایک ایسی میرے متعلق بھی نازل ہو۔ اس خیال سے میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں ساتلین کو دیں۔ مگر کبھی وہ آیت نازل نہ ہوئی۔ پس جناب امیرؓ اور دیگر اہل بیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول بقول اس آیت کے ولی ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ان پر اطلاق نبوت و رسالت اس لئے نہیں کہ نبوت جناب محمد مصطفیٰ پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں۔ لیکن معیار نبوت و رسالت سب اہل بیت میں تھا۔ اگر نبوت و رسالت ختم نہ ہوتی تو یہ بارہ کے بارہ ائمہ اہل بیت نبی و رسول ہوتے۔

معیار ولایت مطلقہ معلوم ہو کہ لفظ ولی کے معنی بادشاہ۔ متصرف، غالب بھی یہی معنی مراد ہیں خا اللہ ہوالی (شوری) پس خدا ہی بالذات اور حقیقی بادشاہ ہے۔ ماہم من دونہ من ولی ولا یشرك فی حکمہ احد (او کہت) نہیں ہے ان کے لئے سوائے اس خدا کے کوئی بادشاہ۔ پس چاہئے کسی کو اس کے حکم میں شریک نہ کیا جائے قل انبیاء اللہ اتخذوا فی السّموات والارض دھو یطعم ولا یطعم (انعام) اے رسول فرما دے سوائے خدا کے میں کسی کو کیوں اپنا بادشاہ بناؤں وہ ہی آسمانوں زمینوں کا سدا کرنے والا ہے۔ مالک من اللہ من ولی ولا وادق (رعد) نہیں تیرے لئے کوئی بھی خدا کے سوا بادشاہ اور نگہبان۔ دھو الوالی الحمید (شوری) اور وہی متصرف۔ غالب تعریف کیا ہوا ہے ومن یفضل اللہ فما لہ من ولی من بعدہ (شوری) اور جس کو

خدا ہی گمراہی میں رہنے دے۔ پھر اس کا کوئی بادی نہیں دے من یفضل فلن تجد له ولیا  
 موشد ارکھت) جو شخص گمراہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے کوئی بادی و مرشد نہ پائے گا۔ مائکم  
 من دون الله من دلی ولا نصیر (بقر) نہیں ہے سوائے خدا کے کوئی بھی تمہارا نگہبان  
 اور مددگار۔ واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیر (ارشاد بار  
 الہا) تو ہمارے لئے اپنی طرف نگہبان اور مددگار مقرر فرما۔ فہب لی من الدنک ولیا  
 یرثنی (دیت من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا (مریم) بار الہا۔ تو اپنی طرف سے  
 مجھے وارث بخش دے کہ میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا  
 لولیتنا سلطانا۔ اور جو شخص مظلوم ہو کے شہید ہوا بیشک اس کے وارث کے لئے ہم نے  
 ایک سلطنت مقرر کر دی۔ الله ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور  
 (بقر) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے کہ ان کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے  
 والله ولی المؤمنین (عمران) واللہ ولی المتقین (ماثیہ) خدا ہی مومنین اور متقین کا  
 دوست ہے ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ لفظ ولی متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔  
 اور ہاں یہ بات بھی قابل تدریس ہے۔ کہ ولایت الہیہ جس کے معنی دوستی کے ہیں اس کا ہر  
 خاص ایمان والوں پر ہے جیسا کہ آیت کے معنی سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اب چونکہ آیت انما ولیکم  
 الله ورسوله والذین امنوا الذین ۱۔ یا ایہا الذین امنوا لے نہیں جس کے معنی دوستی  
 کئے جائیں۔ اور نہ ابتدائے آیت میں یا ایہا الناس ہے۔ ہائیں صورت کو لفظ ولی بمعنی دوست  
 نہ ہوتا۔ کیونکہ جنس ناس میں جملہ مومن، کافر منافق، مشرک شامل ہیں۔ اور خدا مومنوں کے  
 علاوہ کسی کو دوست نہیں رکھتا مگر پھر بھی ولایت کے معنی محدود تو ہو جاتے ہیں اس کا ہر  
 فقط لوگوں پر ہی ہوتا ہے۔ بلکہ مطلق طور پر انما ولیکم الله فرمایا ہے اور جبکہ ولی بمعنی  
 بادشاہ مراد ہیں۔ اور یہی درست و سچا کہ خداوند عالم کی بادشاہی ماسوا اللہ سب پر ہے اور  
 تصرف و غلبہ بھی حاصل ہے۔ حقیقتاً و اصالتاً بالذات ولی مطلق خداوند تعالیٰ پھر اس کی طرف  
 سے اس کا رسول مقبول بھی ولی پھر خدا اور رسول کے بعد وہ نفوس مقدسہ جن کی خاص صفات  
 حالت رکوع میں زکوٰۃ و نیایعنی حضرت علی اور دیگر گیارہ اولاد علی علیہم السلام ہیں۔ الحاصل  
 فوق درجہ ولایت سے اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ، و بادشاہی حکومت  
 و حفاظت و ہدایت ہے۔ پس ولایت مطلقہ الہیہ سے مراد یہ ہے کہ جملہ ماسوئی اللہ پر خداوند

عالم ہی بادشاہ متصرف، غالب ہر ایک کا ہاوی، محافظ، مرشد و مربی ہے۔ اور اس پر کسی کو تصرف فوق غلبہ حاصل نہیں۔ اس کے بعد اس کا رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ان کے اہل بیت علیہم السلام ادلیا، برحق ہیں۔ کہ اس کی ولایت الہیہ کا ظہور ان ہی کے وجود نورانی سے ہے۔ اور یہی مطلب ہے ان کو اپنے بعد ولی مقرر کرنے کا وہ ہر حال میں ولایت الہیہ کے ماتحت و مطیع و محکوم اور تابع فرمان کبریائی ہیں۔ ان پر وہ غالب و متصرف ہے۔ کیونکہ وہ خالق اور یہ اس کی مخلوق ہیں۔ وہ معبود مطلق اور یہ اس کے عبادت گزار بندے ہیں۔ مگر سوائے اس کو ولی مطلق حضرت سبحانہ و تعالیٰ کے اور کسی کو ان پر غلبہ و تصرف حاصل نہیں۔ اگر کوئی ان کی جگہ آئے یا ان پر غلبہ و تصرف کرنے کی کوشش کرے وہ ذنابق کافر و مشرک ہے جیسا کہ خدا اور رسول پر غلبہ حاصل کرنے والا کافر و بدعتی مشرک ہے کیونکہ بعد خدا اور رسول یہ ادلیا و مطلق ہیں اور بعد عوام دنیوی و دینی و فزیری اور متصف و غالب ہیں۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (فرقان) صاحب برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد پر فرقان نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام عوام کے لئے نذیر ہو۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ جتنا اختیار وسیع پیغمبر کو دیا گیا اتنا ہی اہل بیت کو۔ کیونکہ فرمان رسول ہے اِنَّمَا دِينُ الْعِلْمِ وَعَلَىٰ بَابِهَا تَرْتَدِي (پس جس طرح جملہ عوام تحت نذارت آنحضرت ہیں جس میں ملائکہ انبیاء مرسلین، غوث، قطب، ابدال، سب شامل ہیں، کیونکہ وہ عالمین سے خارج نہیں ہیں اس طرح تمام عوام تبصرف تحت اہل بیت ہیں، کیونکہ معیار ولایت مطلقہ ان کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

معیار ولایت مطلقہ سے مراد ہے کہ وقت خلقت

## ولایت اور مسئلہ حاضر و ناظر:

وَقَرَّبَ جَنَّاتٍ وَّانْسٍ غَرَضِيكَ تَمَامِ مَخْلُوقٍ سَبَّحُكَ يَوْمَئِذٍ الَّذِي لَهُ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (فرقان) اور خلقت کائنات پر گواہ بنے کیونکہ ان کا نور اس وقت موجود تھا۔ جبکہ خداوند عالم کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ارشاد باری ہے۔

اِنْتَحٰذُوْنَهُ وَاذْرِیْةً اُولَیَا مِنْ دُوْنِیْ وَ لِهٰمْ لَکُمْ عَدُوٌّ یُّبْشِرُ الظَّالِمِیْنَ بِذُنُوبِهِمْ مَا اَشْهَدُ قَتْلَهُمْ خَلْقَ الْمَسْئُوْتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا کُنْتُ مُتَحَلِّلًا لِّظُلْمِهِمْ عَفْوَ اَرْکَبُ) کیوں میرے حکم کے سوا تم شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا ولی مقرر کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں۔ برا بدلہ ہے ظالموں کے لئے میں نے وقت پیدا کئے آسمان

وزمین اور وقت پیدائش لوگوں کے اُن کو (حاضر و موجود) شاید نہیں کیا گمراہ کرنے والوں کو میں ہرگز اپنا بازو پکڑنے والا نہیں۔ اس آئینہ مجیدہ میں پروردگار عالم نے معیار ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ شیاطین جنی ہوں یا انسی اسلئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان وزمین و مخلوق شہید قرار نہیں دیا تھا۔ پس ثابت ہے کہ جو ادیاء برحق ہیں۔ انہیں ضرور بالضرور خداوند کریم نے وقت پیدائش آسمان وزمین مخلوق شہید (حاضر و حاضر) قرار دیا ہے۔ خداوند کریم نے سب سے پہلے اُن کا نور ہی خلق فرمایا۔ لہذا بعد خدا و رسول اور اس کی اہل بیت مخلوقات کی پیدائش کے گواہ اور ادیاء برحق ہیں

**وجود رسول و آل رسول قبل مخلوق تھا** حضرت امام باقر علیہ السلام جناب محمد بن علی علیہما السلام نے ابو بصیر سے ارشاد فرمایا جس کو یہاں پر کتاب میانت البدایہ مصنفہ علامہ نور اللہ عماد الدین ابو الفاضل الشریف الکرمانی الحنفی الطائفہ جلد اول ۱۹۵ھ سے تحریر کرتے ہیں جس سے ولایت اہل بیت یعنی خلقت مخلوقات پر شہیدیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی امام فرماتے ہیں۔ یا ابو بصیر متلا ب) العرش و الکوسی و متلا ب) السموات و الارض و متلا ب) الشمس و القمر و الکواکب و الحجب و السوادق و نحن ارباب ذالک الاسباب و ان الله هو ذب الاسباب، یعنی ہم ہیں رب عرش و ربی کے اور ہم ہیں رب آسمان وزمین کے اور ہم ہیں انبیاء اور ملائکہ کے اور ہم ہیں رب لوح قلم کے اور ہم ہیں رب جنان اور حور العین کے اور ہم ہی ہیں رب شمس و قمر و کواکب اور مجلہ ہائے قدس و جلال و سوادق عظمت و کمال کے اور ہم ہی ہیں سب چیزوں کے رب اور خداوند کریم رب الارباب ہے ابو بصیر نے عرض کی یا بن رسول اللہ میں قربان جاؤ آپ کے اوپر کیا آپ رب ہیں۔ اسے کھول کر فرمائیے فرمایا ابو بصیر رب کے معنی مالک اور مربی کے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی ربانی عزیمت کو رب کہا ہے وقال الذی ظن انہ نذیر منہما اذ کوی فی عند ربک (یوسف) ان دونوں (قیدیوں) میں سے جس کی نسبت یقین تھا کہ نجات پائے گا (حضرت یوسفؑ) نے کہا کہ اپنے مالک سے میرا ذکر کر دینا۔ فلما جاودہ الرسول قال ارجع الی ربک (یوسف) جب شاہی قاصد حضرت یوسفؑ کے پاس آیا (کہا اپنے رب مالک کی طرف پلٹ جاؤ نیز اسے

ابو بصیر خدا نے اپنے کلام اقدس میں امام کو رب فرمایا ہے و اشرفت الارض بنور بہارہ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہاں نور رب سے مراد نور امام حجت ہے نہ نور خدا کیونکہ تو دیکھتے ہیں نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے فرمایا جا چکا ہے کہ تو نے تم مجھ نہیں دیکھ سکتے۔ نیز فرماتا ہے۔ لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير (انعام) باقی رہا۔ فلما تجلّی ربہ للعبیل (الان) پس یہاں رب سے مراد امام حجت خدا ہے جو مالک مری عوالم ہے نہ خدا کا ذاتی نور۔ ابو بصیرؑ وہ نور امامت ائمہ اہل بیت رسالت تھا۔ جس کی تھوڑی سی شعاع کو حضرت موسیٰؑ برداشت نہ کر سکے اور اس میں یہ راز مضمر ہے۔ جب وہ نور امامت کے متحمل نہ ہو سکے۔ حالانکہ یہ نور مخلوق خدا سے تھا تو خالق اکبر بے مثل و مثال لم یزل ولا یزال کے نور کا کوئی شخص کب متحمل ہو سکتا ہے اور حالانکہ وہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ ابے ابو بصیرؑ زمین و اہل زمین کا رب (مالک و مری) کا ہے۔ جب وہ ظہور فرمائے گا۔ تو اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ امام ہی مالک حوض کوثر اور ساقی شراب ظہور ہے پس اسی کو خدا نے رب فرمایا ہے۔ و سقاہم و بہم شرباً بآطہم و ساء (سہ) اور ان کا رب (ام) ان کو پاک شراب پلائے گا۔ اے ابو بصیرؑ اب میں تجھے رسول اللہ اور ان کی اہل بیت کی غنیمت انوار اور ان کے رب مخلوق ہونے کا مفصل واقعہ سناتا ہوں۔ اے ابو بصیرؑ اللہ تھا۔ اور اس کے ساتھ معلوم و مجہول کوئی شے نہ تھی اور وہ کیا حالت تھی اس کا بیان کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ اس وقت زمانہ تھا نہ زبانیات نہ مکان تھا نہ مکانیات۔ سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ تو اس حالت میں تمام عالم بہ سبب معدود ہونے کے ایک حالت ظلمت میں تھا۔ جب اس کو منظور ہوا۔ کہ اس عالم کو ایجاد فرمائے تو زبان قدرت سے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے ایک نور و روح کو پیدا کیا اور نور و روح کو باہم ملایا۔ اے ابو بصیرؑ نور و روح اس کے حبیب و محبوب حضرت محمد مصطفیٰؐ کا نور و روح تھا۔ پھر ایک دوسرا کلمہ ارشاد فرمایا کہ اس نور و روح سے ہم اہل بیت کے نور و روح کو پیدا کیا۔ فلان انحن کلمۃ اللہ العلیہ۔ اسی لئے ہم اللہ کے کلمات عالیہ وجود یہ ہیں۔ پھر ہم کو صاف شفاف نورانی آب کی بوندوں کی شکل میں سایہ سبز میں رکھا۔ جبکہ نہ عرش تھا نہ کرسی نہ آسمان تھا نہ زمین نہ ایسا رقبہ نہ ملائکہ نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ حور نہ شمس تھا نہ قمر و نجوم نہ حجاب تھا نہ ستر و نق

ہمارا نور خدا کے نور سے اسی طرح منفصل و جدا ہوا جس طرح شعاع آفتاب سے جدا ہوتی ہے یفعل نورنا من نورہ بنا کث شعاع الشمس من الشمس۔ اور ہمارا نور حدیثہ تسبیح و تہلیل و تقدیس حق تعالیٰ میں مشغول تھا۔ جبکہ دوسرا کوئی تسبیح و تہلیل کرنے والا نہ تھا۔ اور حق تعالیٰ بنظر شفقت و رحمت و التفات ہماری طرف دیکھتا تھا اور فرماتا تھا۔ یا عبادی انتھ المرادو انتھ المریدون و انتھ خیادی من خلقی فوعذتی و جلالی لولا کم لما خلقت شیئاً اے میرے بندو! خلق عالم سے تم ہی میرے مراد ہو اور تم ہی میرے اصل مقصود ہو۔ اور تم ہی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والے ہو اور تم ہی برگزیدہ خلاق ہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے میں کچھ بھی خلق نہ کرتا۔ یہ سب کچھ تمہارے لئے اور تمہاری خاطریت سے بست کیا ہے۔ جو شخص تم کو دوست رکھے گا۔ میں اس کو دوست رکھوں گا۔ جو شخص تم کو دشمن رکھے گا اور تمہاری اتباع نہ کرے گا۔ میں اس کو دشمن رکھوں گا۔ یہ نص صریح ہے کہ سب کچھ خلاق عالم نے ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور ہماری ہی خاطر پیدا کیا ہے۔ اور مخلوق کو ہمارا جلوہ دیکھانے کی خاطر موجود کیا ہے۔ نحن صنائع اللہ و المخلوق صنائع لنا ہم ہی صنعت خاصۃ الہیہ ہیں۔ اور تمام مخلوق ہی ہمارے لئے صنعت قرار پائی ہے ہر صورت ہم ہی غایت خلقت مخلوقات ہیں۔ اور جب غایت افضل ہے ذی الغایت سے تو لابد ہم ہی افضل کائنات اور اشرف موجودات ہیں۔ اور جملہ ماسو علی اللہ برحاکم و متصرف اور ہمارا وجود ہی رحمت الہیہ ہے جملہ خلق خدا کیلئے اور ہم ہی مطاع واجب الاتباع ہیں۔ اے ابو بصیر! ہمارا نور اس قدر تاباں و درخشاں تھا کہ اس سے شعاع بلند ہوتی تھی۔ یہاں ایک سمود نور بن گیا پھر کئی ہزار سال ہم اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہے جب اس نے چاہا۔ باقی مخلوق پیدا کرے تو اس وقت ہماری طرف بہ ہیبت و جلال دیکھا۔ اور ہم سے قطرات نور ٹپکے پس جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قطرات سے عرش و کرسی پیدا ہوئے پس عرش و کرسی ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس وہ عرش و کرسی سے افضل ہیں۔ اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب العرش و الکرسی ہیں اور جناب علی علیہ السلام کے نورانی قطرات سے انبیاء و ملائکہ پیدا ہوئے پس انبیاء و ملائکہ ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہمیع الانبیاء و ملائکہ سے افضل ہیں اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب انبیاء و ملائکہ ہیں۔ اے ابو بصیر! جناب

سیدۃ النساء حضرت بتول عذرا کے نورانی قطرات سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا پس آسمان زمین ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ معصومہ تمام زمین و آسمان و اہل زمین و آسمان سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے تدبیر و تربیت آسمان و زمین ان کے سپرد ہوئی اور وہ رب السموات والارض ہیں۔ اے ابوبصیرؓ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نورانی قطرات سے لوح و قلم پیدا کیا۔ پس لوح قلم ان کے نور سے ہیں۔ اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ لوح و قلم سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی۔ اور وہ رب السموات والقلم ہیں۔ اور امام حسینؓ سید الشہداء السلام کے نورانی قطرات سے جنت اور جوارحین ہیں۔ اے ابوبصیرؓ باقی ائمہ کے نورانی قطرات سے شمس و قمر کو اکب اور حجابہائے نورہ سر ادرق نکلتے اور مومنوں کی روہیں اور ان کے دل پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کے دل اور ان کی روہیں ہمہی مثل اللہ مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں۔ جیسا کہ باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتے ہیں۔ ہم ان کے اور وہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہیں۔ اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا یا علی اباوانت ابواہ ہذہ الامم اے علیؓ ہم اور تم اس امت کے باپ ہیں۔ پس یہ چیزیں ہمارے نور سے ہیں اور ہمارا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس ہم ان سب چیزوں سے افضل ہیں۔ اس لئے ان سب کی تدبیر و تربیت ہمارے سپرد ہوئی و نحن ادباب ذلک الاسباب ہیں۔ اے ابوبصیرؓ جب خدا نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس وقت ہمارے نور کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ ہمارے طفیل سے وہ مسجود ملائکہ ہوئے۔ کیونکہ ہمارا نور ان میں تھا۔ اور جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خطاب رب الارباب ہوا۔ استکبوت ام کنت من العالمین رضی کیا تو نے تکبر کیا۔ کہ سجدہ نہیں کیا یا بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ اور وہ مرتبہ بلند والے ہم ہی ہیں۔ جو خلقت آدم سے تین لاکھ سال پہلے پیدا کئے گئے اور ہم نے اس وقت تسبیح و تقدیس کی۔ جب کوئی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہ تھا اس وقت ہم تھے یا خدا تھا باقی کوئی نہ تھے نہ تھی سوائے اقدم القدیم ذات رب الکریم۔ نیز باقی سب سے ہم قدیم ہیں۔ البتہ اس کی نسبت ہم حادث اور اس کی مخلوق ہیں۔ دعویٰ قدامت میں کوئی شے ہمارے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی ہم ہی اول البشر و ابوالبشر و اول الانبیاء و افضل الخلق و مبداء کائنات و اول العابدین و اول المؤمنین ہیں گو ہماری پیدائش حضرت آدم سے ہے اور ظاہری صورت میں حضرت آدم سے آٹھ ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ لیکن ہمارا نور خلقت قائم

سے تین لاکھ سال قبل پیدا ہوا۔ پس ان پر ہم کو فوق ہے لہذا قال جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانی ان کنت ابن آدم صودة۔ مٹی میں معنی شاہد با بوقی یعنی اگرچہ میں بصورت فرزند آدم ہوں مگر اس کے وجود میں ایک شاہد بین موجود ہے کہ پدر آدم ہوں۔ و قال امیر المؤمنین ائی خدمت طینت آدم بید دی اربعین صلحا۔ میں نے حضرت آدم کی طینت (قالب) کو چالیس روز تک اپنے ہاتھ سے گوندھ کر تیار کیا ہے۔ اسے ابو بصیر ملائکہ حضرت آدم کے پیچھے کھڑے ہو کر تعظیم و تکریم بجالاتے تھے۔ حضرت آدم نے ایک مرتبہ سوال کیا تم میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوئے ہو۔ آگے کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔ عرض کی ہم ان انوار کی زینت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جو آپ کی پشت میں ہیں۔ پس دراصل یہ تعظیم و تکریم ہمارے انوارِ تقدس کے لئے تھی۔ نہ صورت بشری آدی کے لئے اور باطن و حقیقت آدم اسی نور کی ایک شعاع تھی جب حضرت آدم بہشت میں ساکن ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا۔ اور جب باہر آئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا یہاں تک کہ ان کے صلب سے منتقل ہو کر حضرت شیث کے صلب میں آیا۔ پھر حضرت نوح کے صلب میں۔ اور جب حضرت نوح کشتی پر سوار ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل سے کشتی کو نجات ملی اور اس نے کوہِ جودی پر قرار لیا۔ پھر حضرت ابراہیم کی صلب میں آیا اور جب وہ نمرودیوں کے ہاتھ سے آگ میں ڈالے گئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل ان پر آگ سرد ہوئی۔ اور گلزار ہو گئی اسی طرح خداوند عالم ہمارے نور کو اصحابِ طاہرہ اور ارحامِ طیبہ میں منتقل فرماتا رہا تا انیکہ وہ نور حضرت مطلب تک پہنچا۔ اسی فضیلت کے اظہار میں خداوند عالم کا اپنے حبیب سے ارشاد ہے و توکل علی العزیز الوحیم الذی یداک حین تقوم و تقبک فی الساجدین (نعمان) اے حبیب تو ہمیشہ اس ذات پر متوکل رہ جا۔ جو بحال میں تیرا نگہبان ہے۔ اور تیرا قلب ایک صلب سے دگر صلب ایک رحم سے دوسرے رحم میں آتا۔ ہمیشہ میرے سجدہ کرنے والوں میں رہا۔ یا ابو بصیر خدجنا من نکاح و لم نخرج من سفاح من لدن ادم ائی ان ولدنا اینا و امنا۔ اسے ابو بصیر آدم سے لے کر اپنے والدین تک ہمیشہ سے ہم پاک و صاف نکاح اسلام کے ذریعہ سے ہر ایک صلب و رحم و پاکیزہ میں ہوتے چلے آئے ہماری ولادت ہرگز ہرگز ناجائز طریقہ سے نہیں ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب کی صلب میں اگر اس نور کے دھنستے ہوئے ایک حصہ صلب حضرت عبد اللہ میں اور دوسرا حصہ صلب ابو طالب میں ٹھکان ہوا حضرت عبد اللہ سے جناب

سید الانبیاء پیدا ہوئے۔ اور ان کو خدا نے شرف پیغمبر اور درجہ ختم رسالت سے سرفراز فرمایا۔ اور حضرت ابو طالب سے جناب سید الاولیاء امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ ان کو خلعت وصایت اور امامت سے سرفراز فرمایا۔ پھر خدا کے حکم سے نور کو نور سے ملا دیا۔ یعنی آنحضرت نے اپنی دختر فاطمہ الزہراء کا حضرت علی علیہ السلام سے عقد فرمایا جس سے ہم گیارہ امام پیدا ہوئے۔

الذی خلق من الماء بشرا فجحد نسبا و صہرا (فرقان) خدا وہی ہے جس نے بشر کو نور سے پانی سے پیدا فرمایا جو ایک کو سسرال دوسرے کو داماد بنا دیا۔ اسے ابو بھیر کہتے ہیں کہ یہ کیفیت ہے تیرے نبی اور ان کے اہل بیت کے انوار مقدسہ کی اس حدیث بالا سے ظاہر ہو گیا۔ کہ خزانہ کائنات میں سب سے پہلا وجود جو خلعت ہستی سے ممتاز کیا گیا۔ وجود مسعود حضرت سید الانبیاء اور ان کے اہل بیت ہیں اور یہی عقول قادسہ و مقدسہ خلقت خلاق سے پہلے موجود اور ماسوئی اللہ تمام پر حاضر و ناظر تھے اور جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ ارشاد قدرت ہے۔ شیاطین اس لئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان و زمین و خلاق قدرت نے شہید نہیں قرار دیا۔ نیز جس کا بشارتہ، آخرتلی یہ مطلب ہے کہ جو نفوس مقدسہ خدا کی طرف سے اولیاء برحق ہیں ان کو ضروری خدا نے وقت پیدائش آسمان و زمین و جمیع خلاق پر شہید و حاضر و ناظر قرار دیا ہے اور خلقت کائنات موجود تھے ان کا نور خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور یہ درجہ نبی اور اہل بیت نبی کو حاصل ہے۔ نیز مضمون آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین نے دعویٰ و بیعت کیا۔ اور ولی ہونے کے مدعی ہوئے جن کے دعویٰ کے بطلان میں پیش کردہ آیت نازل ہوئی کہ وھل اس لئے نہیں ہیں کہ شہید علی الخلق نہیں ہیں پس بصورت دیگر جنہوں نے دعویٰ ولایت کیا وہ خدا کے نزدیک شیطان محض ہیں۔ اور قرآن پاک سے ظاہر ہے کہ شیطان جن بھی ہیں اور انسی بھی۔ وکن الذک جعلنا لکل نبی عداۃ شیاطین الانس و الجن (انعام) اسی طرح ہر ایک نبی کے دشمن انسی اور جنی شیطان ہم نے مقرر کئے نیز واذ لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذ خدا انی شیاطینھم قالوا اما معکم اما نحن مستہزؤن (بقرہ) جب منافقین ایمان والوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے شیطان بھائیوں سے ملتے ہیں علیحدگی میں تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں بیشک ہم نے ان سے ٹھٹھہ کیا تھا۔ پس اس صورت میں جبکہ قرآن پاک سے انسان اور جن دونوں قسم کے شیطان ثابت ہیں اور یہ ارشاد قدرت بھی ہے۔ استخذونہ و ذنبہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو بئس

لفظ الیمین بعد لا (کہتے) کیوں میرے حکم کے سوا شیطان اور اس کی اولاد کو دلی پکڑتے ہو بلا کہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں اور ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے۔ اس آیت سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ علاوہ ابلیس اور اس کی ذریت کے انسانوں میں سے بھی اکثر لوگوں نے اپنا دلی و مرشد مقرر کیا ہے۔ جن کا دلی ہونے کا شرعی کوئی حق نہ تھا۔ اور وہ خدا کے نزدیک بمنزلہ ابلیس اور ذریت ابلیس ہی ہیں۔ بیشک وہ انسان صورت ابلیس سیرت ظالم ہیں جن کے لئے برا بدلہ ہے۔ دن رات کا مشاہدہ ہے۔ کہ ابلیس اور ذریت ابلیس کو کسی نے دلی نہیں بنایا۔ بلکہ انسان انسانوں کو دلی مقرر کرتے ہیں اور یہاں وہی اولاد آدم مراد ہے جو لوگوں کو اپنے آپ کو دلی و مرشد ظاہر کر کے گمراہ کر رہی ہے۔

**اہل بیت کے سوا کوئی ولی نہیں** خداوند عالم نے اپنے بعد ولایت مطلقہ بیت ہی پر کیا ہے انشاء اللہ و لیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا۔ اور تمام کے تمام قرآن میں دوسری آیت نملے گی جس سے ثابت ہو کہ باقی انبیاء اور ملائکہ بھی ولی ہیں اور ان کا تصرف بھی ماسوئی اللہ تمام پر ہے اور یہ پہلے ثابت ہو چکا۔ کہ فوق درجہ ولایت مطلقہ اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ حکومت بادشاہی ہدایت و حفاظت ہے۔ پس خدا کے بعد رسول اور اس کے بعد اہل بیت ہی جملہ ماسوئی اللہ پر متصرف و غالب حاکم و بادشاہ اور بادی و حافظ ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ معیار ولایت ان کو حاصل ہے۔ باقی انبیاء اور ملائکہ یہ منصب نہیں رکھتے۔ پس جبکہ انبیاء و ملائکہ اس عہدہ پر فائز نہیں۔ تو غیر معصوم جہات کیونکر اس عہدہ سے کوئے سکتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا۔ اور عقل سلیم نے تسلیم کیا۔ کہ تمام مخلوقات انس و جن ملائکہ و انبیاء سب کے درمیان واسطہ فیض اور وسیلہ کاملہ جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ اور ان کے اہل بیت ہیں جب تک لوگ ان کی معرفت حاصل نہیں کرتے معرفت خدا حاصل نہیں ہو سکتی۔ عام امت کے لوگ نہ بادی ہیں نہ امام اور نہ لوگوں پر ان کی اطاعت ضروری بلکہ جہاں بیت رسول کے سوا بادی اور امامت کا دعویٰ کرے وہ اولاد شیطان سے ہوگا۔ رسول اور اہل بیت رسول ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرانی خدا کی نافرمانی اور جیسا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے مشرک ایسے ہی ان کے مقابلہ میں کسی غیر کو لانا جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث معتبر متفقہ ہے

ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة جاهلیة۔ جو شخص بلا معرفت امام وقت مر گیا۔ تو یقیناً اُس کی موت جاہلیت (کفر و شرک) کی موت ہے پس جبکہ امام وقت کی معرفت، حاصل کرنا۔ اس قدر ضروری۔ کہ اس کے حاصل کئے بغیر مرنا شرک و کفر ہے۔ ان اماموں کی شناخت کے لئے جو معیار قدرت نے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ فالله هو الولی وهو یحیی المولود وهو علی کل شیء قدیر (شوری) پس وہ خدا ہی ولی مطلق ہے۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے اور رسول و اہل بیت رسول اولیاء برحق یعنی خدا کی صنعت و ولایت کے مظہر میں اسی لئے اس کے اور مخلوق کے درمیان واسطہ فائض اور وسیلہ معرفت کاملہ ہیں۔ وکذا لک جعلنا کما وسماء وسطا لتکونوا انشہاداً علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً (بقرة) یعنی اہل بیت (رسول) اسلئے ہم نے تم کو امت وسط قرار دیا۔ کہ تم تمام لوگوں پر شہید (حاضر و ناظر) ہو اور رسول تم پر شہید ہے۔ پس صفت ولایت ایک ہوگی مندرجہ بالا آیت میں قدرت نے بیان فرمائی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ پس ولایت خدا کا ہے کہ جو مظہر ہیں وہ بھی حیات و ممات دینے کی قدرت رکھتے ہیں اور خدا کی طرف سے تمام امور میں تصرف تام رکھتے ہیں۔ امام ابوہامیہ اسماعیل دہلوی صراط مستقیم ص ۱۱۱ پر حضرت علی علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ قطبیت و غوثیت و اہدایت و غیرہ از مہمہ کرامت مہمہ مرتضیٰ تانقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت امرا و ایشاں را دخلی است کہ بر سیاہین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت، غوثیت، اہدایت، وغیرہ تمام مناصب حضرت علی کے زمانہ مبارک سے اختتام دنیا تک سب ان ہی کے وسیلہ واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت امراء کی امارت میں ان کو ایسا دخل ہے۔ جو سیاہین عالم ملکوت پر ظاہر ہے علامہ مظہر جاناں تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ از ابتدائے آدم تا انقراض دنیا یعنی ابتدائے آدم سے اختتام دنیا تک اہدایت غوثیت امارت، سلطنت عزت، عظمت جو کچھ مال بھی مال ہو یا اولاد سب کی سب خدا حضرت علی کے وسیلہ اور واسطہ سے دیتا رہا ہے اور دے رہا ہے۔ لہذا اس بحث سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بعد خدا ولایت مطلقہ کے وارث رسول اور آل رسول ہیں۔ اور یہ درمیان خالق و مخلوق واسطہ اور وسیلہ ہیں اطاعت خدا کے لئے ان کی اطاعت لازم رضائے خدا کیلئے ان کی رضا ضروری اور خوشنودی خدا کیلئے انکی خوشنودی حاصل کرنا ضروری اور معرفت خدا کے لئے ان کی معرفت حاصل



شریف رضی جیسے ادیب نہ شریف مرتضیٰ جیسے متکلم جنہوں نے اس نازک دور میں حالات و واقعات قلم بند فرما کر امت مرحومہ پر احسانِ عظیم کیا کہ آج وہ اہل بیت رسول ائمہ حق کی معرفت حاصل کر کے معرفت در ضلالتے خداوندی حاصل کر رہے ہیں چنانچہ حضرت علامہ ملا محمد باقر مجلسی کی حالات رسول و آل رسول پر بشار لاوار۔ حیات القلوب جن میں حالات رسول۔ آل رسول۔ اصحابِ مؤمنین جمع فرمائے اور آپ سے پہلے جماعتِ صوفیہ نے عقائد باطلہ سے ہر طرف گمراہی پھیلا رکھی تھی اور لوگ ان کے دامِ فریب میں آکر اسلام کی صورتِ مسخ کرتے چلے جا رہے تھے۔ جناب علامہ نے پوری قوت سے ان کی دلیلوں کو باطل کر دیا اور ان کے دعوؤں کو بالکل ملیا میٹ کر دیا۔ اور ایسے دور میں آپ نے اہل ایمان کے ایمان کی جلا کے لئے حالات و واقعات رسول اور آل رسول پر ایک مختصر مگر جامع کتاب تحریر فرمائی جس کا نامی جلا اعیون رکھا گیا۔ کیونکہ یہ کتاب لکھی ہی گئی تھی۔ معرفت اہل بیت رسول کے لئے تاکہ عوام ان کی معرفت حاصل کر کے معرفتِ خودِ خدا حاصل کر سکیں۔ نیز چونکہ زمانہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مذہب اہل بیت رسول کے ناموافق تھا۔ کسی فن میں نہ کتب موجود تھیں نہ علماء صحیح طور پر خدمات مذہب حقہ سرانجام دے سکتے تھے۔ بر خلاف اس کے عوام کیا۔ علماء کیا اور حکومت اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ صحیح صورتِ حالات و واقعات رسول اور آل رسول کو تبدیل کر دیا جائے اس مقصد کے لئے سرکاری خزانوں کے منہ کھلے تھے۔ رات دن جعلی واقعات بناتے جا رہے تھے محمد علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے اہل بیت کی طرف منسوب کر کے کتابی صورت میں محدثین۔ مفسرین۔ مورخین اپنی تصدیقیت کی مہریں لگا کر عوام کے سامنے پیش کر رہے تھے اور عوام ان کو سچ سمجھ کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ اہل اسلام کے پاس صحیح معنوں میں معرفت رسول نہ رہی۔ کوئی کہہ رہا ہے۔ وہ ہم جیسا بشر تھا جیسا کہ ہم خطا کر سکتے ہیں وہ کر سکتا تھا۔ جیسا کہ ہم جاہل ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ہر شے کا عالم نہ تھا کوئی نور کہہ رہا ہے کوئی کچھ کہہ رہا ہے۔ غر فیکہ جو کچھ جس کی سمجھ میں آ رہا ہے۔ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ صحیح حالات رسول نہ رہے اور نہ صحیح معنوں میں معرفت رسول لوگوں کو رہی۔ اتھقہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے اس نازک دور میں کتاب مستطاب۔ جلا اعیون کو مرتب فرمایا۔ اور مسئلہ امر ہے۔ کہ جب شیعہ کتب خانے نہ تھے۔ مخالفین کی ہر طرف اکثریت تھی۔ ان ہی کے علماء آزاد اور کتب خانے چھاپے خانے موجود تھے۔ تو لامحالہ حضرت علامہ مجلسی کو نیز نزاکت و وقت کے پیش

نظر کہ جو شیعہ ثابت ہوا قتل کر دیا گیا جلاہ العیون اور دیگر کتب میں ان مخالفین کی روایات بھی نقل کرنا پڑیں۔ اگرچہ وہ منافی شان اہل بیت رسول تھی لیکن ان کے نقل کئے بغیر حالات حاضرہ کے تحت چارہ بھی نہ تھا لہذا بندہ نے اپنی دانست کے مطابق جلد اول جلاہ العیون اور جلد دوم میں ان روایات کے نیچے جو مخالفین سے حضرت علامہ نے نقل فرمائی ہیں حاشیہ دیدیا تاکہ طالبان حق کے لئے پریشانی نہ رہے۔ پھر بھی لیکن اگر کوئی روایت ایسی رو گئی ہو جس پر بندہ نے حاشیہ نہ تحریر کیا ہو بھول ہو جانے سے تو اپنے اور غیر اس روایت ضعیفہ و موضوعہ سے نہ حضرت علامہ مجلسی اور نہ بندہ نیز مذہب امامیہ اور اہل بیت پر معترض نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسا قدم اٹھایا کہ ناحق مجلسی اور مذہب امامیہ کو غلط روایت پیش کر کے مطعون کیا۔ تو جاہل بے علم دشمن اہل بیت رسول ثابت ہے مجلسی نے دور نازک میں اپنی جان تھیلی پر رکھ کر کتاب مرتب فرما کر جہاں جہاں سے اور جیسے جیسے حالات و واقعات ملے ضابطہ تحریر میں لا کر ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اور اب یہ خود ہمارا اور دیگر فرقہ ہائے اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ حضرت علامہ مجلسی کی ان خدمات کی داد دیتے غلط روایات کو چھوڑ کر جلاہ العیون سے روایات صحیح لے کر معرفت رسول و آل رسول حاصل کر کے دونوں جہان میں معرفت و خوشنودی خدا حاصل کریں۔ اور اس کے بغیر چارہ نہیں نہ کوئی عبادت کام آسکتی ہے۔

**اطاعت رسول و آل رسول**۔ اطاعت اور پیروی کا مطلب یہ ہے کہ جس سے محبت رکھی جائے اور اسی جیسے کام کئے جائیں۔ اطاعت جس کی ہو اس کے تابع فرمان رہیں۔ اس کے علاوہ وقت و مکان کسی اور کے درپر نہ جائیں کسی کو اس سے افضل کیا۔ اس جیسا نہ جائیں۔ اگر ان امور کے ساتھ اطاعت کی تو اطاعت ورنہ نہیں جس طرح کہ اطاعت کریں خدا کی۔ اور سجدہ کریں اشجار اور پتھروں کو۔ حالانکہ جس کی اطاعت کی جا رہی ہے۔ اسی کو سجدہ کرنا چاہیے کلمہ پڑھیں رسول عربی کا اور نبی مانیں غلام احمد قادیانی کو یہ احکامات نہیں ایسی اطاعت ہی کو کہتے ہیں شرک کفر۔ لفاق۔ معرفت خدا اور رضائے خدا کے لئے جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ عالمین میں صرف معرفت و رضائے رسول و آل رسول لازم ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہی گمراہی ہے۔

## جعفری باش گز خدا خواہی در نہ در ہر طریق گراہی

تو اس سے رسول اور آل رسول کی اطاعت بھی لازم آگئی۔ اطاعت کریں اہل بیت کی ولی  
 مانیں کسی اور کو پیروی کریں آل رسول کی۔ امام مانیں کسی دوسرے کو تو یہ نہ اطاعت کہلا سکتی  
 نہ پیروی بلکہ نفاق ہوگا۔ یوں کہا جائے کہ کھلم کھلا گمراہی ہے۔ اطاعت کے لئے لازم ہے۔  
 کہ جس کی پیروی کی جائے وہ جس سے محبت رکھے۔ خود بھی اس سے محبت رکھے اور وہ جس سے  
 دشمنی رکھے تو اطاعت کرنے والا بھی اس سے دشمنی رکھے۔ اور محمد عربی اس کے اہل بیت  
 تو وہ ذوات مقدسہ ہیں۔ جن کی ہر ادھر حرکت و سکونت، عین اسلام اور دوستوں سے محبت  
 رکھنا عین ایمان ہے۔ ان ہی امور کے لئے ان ذوات مقدسہ کے حالات و واقعات علماء  
 نے سپرد قلم کئے۔ تاکہ ان کی سیرت ان کے دوست اور دشمن کو معلوم کر کے ان سے دوستی اور  
 دشمنی رکھی جائے اور ان کے حرکات و سکنات پر عمل کیا جائے کیونکہ ان کے دوستوں سے  
 دوستی رکھنی عین ایمان اور عبادت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی بھی اسی طرح عین  
 ایمان اور عبادت ان اہل بیت رسول کا فعل خدا کا فعل اور ان کا قول خدا کا قول۔ ان کا محبوب  
 خدا کا محبوب۔ ان کا دشمن خدا کا دشمن ان کا راندہ ہوا خدا کا راندہ ہوا ان کا دیا ہوا خدا کی  
 عطا۔ اور ان کی عطا خدا کا رحم و کرم۔ ان کا ذکر کرنا ذکر خدا ان کا غم کرنا عبادت خداوندی  
 اور ان کی خوشی میں خوش رہنا رضائے خداوندی۔ عزیزیکہ اہل بیت رسول کا ہر فعل اور قول  
 عین اسلام اور عبادت ہے۔ جو انسان ان کے قول و فعل پر نکتہ چینی کرے۔ گویا اس نے فعل  
 خداوندی پر اعتراضات کئے۔ جو ان کے ذکر کو اچھا نہ جانے گویا اس نے عبادت خداوندی  
 کا انکار کیا۔ جو ان کے غم کو برا کہے۔ گویا اس نے اطاعت خداوندی کا انکار کیا۔ اور عبادت  
 و ذکر و اطاعت خدا کا منکر۔ مشرک۔ کافر ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام نے  
 ذکر و محبت اہل بیت اور غم و خوشی اہل بیت کو کشتی نوح سے تشبیہ دے کر کشتی نجات قرار  
 دیا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوح من  
 قلعن بہا نجی ومن تخلف عنها دخل فی النار۔ آج تک کوئی عالم اپنا کیا غیر کیا بلکہ  
 غیر مسلم بھی یہ ثابت نہ کر سکے۔ کہ ان ذوات مقدسہ نے کبھی کوئی فعل بد کیا ہو چوری ڈاکہ  
 ناجائز قتل۔ زنا۔ شراب خوری۔ جوا۔ نہیں۔ دنیا نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں۔ حقوق

پھینے۔ گھروں کو آگ لگائی۔ جنازوں پر تیروں کی بارش کی۔ وطن سے بے وطن کئے۔ جلاوطن  
 بوڑھوں بچوں کو قتل کیا۔ نیزوں پر چڑھایا۔ تیروں کا نشانہ بنایا۔ عورتوں کو قیدی بنایا۔  
 ان کی طرف غلط روایات منسوب کی گئیں۔ شان گھٹانے کے لئے۔ مگر یہ جرات کسی میں نہیں  
 ہوتی۔ کہ ان کی روئے کردار کو دھار کرے۔ کوئی بدالزام لگائے یا ثابت کیا بدافعال کا ہونا ان سے  
 جس طرح لوگوں نے کلام اللہ کو جلایا اس کی ترتیب کو بدلایا۔ اور مدنی کو آیات کو آگے اور پیچھے کر دیا۔ یہ  
 سب کچھ کرنے کے باوجود متن و مفہوم قرآن کو بدل نہ سکے۔ اہل بیت کے ساتھ سب کچھ کیا۔ مگر ان  
 کو ان کے مقام سے نہ گرا سکے۔ کیونکہ رسول پاک فرما گئے تھے۔ من فید ابن اسلم قال قلل رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم انی تلو فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل جبل ممدود مابین السماء والارض  
 وعتقی اهل بیتی ان هما بن یثوقا حتی یوحا علی الحدیض (الطبرانی) قرآن پاک  
 اور اہل بیت پاک کا تعلق ایسے ہے۔ جیسا کہ معانی کا الفاظ کے ساتھ حرکات و سکنات اہل  
 بیت تفسیر قرآن ہیں۔ اور الفاظ قرآن پاک حیات اہل بیت ہیں۔ قرآن اگر جسم ہے۔ تو اہل  
 بیت روح ہیں۔ قرآن اگر تعلیمات اسلام۔ تو اہل بیت عین اسلام۔ قرآن اگر کلام اللہ تو اہل بیت  
 نفس اللہ ہیں۔ قرآن کے پڑھنے سے اگر مصیبت دور ہوتی ہے۔ تو ذکر اہل بیت سے معائب و  
 آلام دور ہوتے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا عبادت۔ اہل بیت کا ذکر عبادت، قرآن کا سننا عبادت،  
 ان کے فضائل و مصائب کا سننا عبادت۔ قرآن کی توہین کفران کی توہین کفر۔ قرآن کے دشمن کو  
 چھوڑنے والا جہنمی۔ ان کے در کو چھوڑنے والا دوزخی جس کو فاجر جہنم کہہ کر قرآن نکال دے وہ  
 ابلیس اور جس کو یہ لوگ قوموا معنی کہہ کر نکال دیں شیطان۔ کیونکہ قرآن معجزہ ہے یہ معجزہ نما  
 ہیں۔ قرآن، قرآن صامت ہے اور یہ قرآن تالقی ہیں قرآن قلب رسول پر رہا۔ یہ آغوش رسول  
 میں رہے۔ قرآن کا مقام لوح اور ان کا مقام عرش معلیٰ ہے۔ رضیکہ اہل بیت رسول کی ہر  
 ادا عبادت اور ہر فعل عبادت ہے۔ لہذا خدا کا عبادت گزار بننے کیلئے ان کی ہر ادا پر عمل کرنا  
 ہوگا۔ اور ہر فعل کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ لعنت ہوا ابلیس ملعون پر بے شمار جس نے  
 اہل اسلام کو گمراہ کر کے در اہل بیت سے دور کر دیا۔ آج اہل اسلام کہیں شان اہل بیت پر  
 نکتہ چیں اور کہیں غم اہل بیت کو بدعت اور خدا جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ صرف اہل اسلام  
 کی بدبختی ہے جو اپنی غلط قسم کی ذہنی اختراع پر دازی کے سبب اہل بیت رسول کو چھوڑ  
 کر گمراہ ہی نہیں گم راہوں میں بٹ کر علیحدہ علیحدہ فرقے بن گئے۔ حالانکہ کائنات اور اسلام

میں غم و الم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی شے کو نہیں ہے۔

**سبح و غم** ہے اور فرمایا ہے۔ اِنَّهُ هُوَ اَصْحٰكُ د ابكى وہ وہی خدا ہے جس نے انسان کو ہنسایا بھی اور رولایا بھی۔ خالق فطرت نے اس غم کو انسان کے ساتھ اتنا ضروری قرار دیا ہے کہ انسانی زندگی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر غم و الم علیحدہ کر دیا جائے تو نہ انسانیت رہے نہ زندگی۔ زندگی ہے ہی غم کے ساتھ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ زندگی کی بنیاد ہی غم کے پر ہے۔ اگر غم زندگی کی بنیاد نہ ہوتا تو انسان پیدا ہوتے ہی نہ روتا انسان کا پیدا ہو کر رونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ زندگی غم کے ساتھ ہے اور غم زندگی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جو پیدا ہو کر روتا ہے۔ زندہ ہوتا ہے۔ اور جو روتا نہیں مردہ ہوتا ہے۔ پروردگار عالم نے یہ غم و الم فطرت انسانی میں رکھا ہے۔ اور پروردگار عالم حکیم مطلق ہے۔ حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذا پروردگار عالم نے ہماری فطرت میں غم کو ودیعت کیا ہے تو کیوں کیا غم اچھی چیز ہے یا بری مصائب و آلام خیر ہیں یا شر۔ اگر آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو یقیناً آپ کا عقدہ ہے کہ اللہ ہمہ خیر ہے۔ اور وہ قادر مطلق بھی ہے۔ اور ہر چیز کا مصدر خدا ہے زندگی کا مبداء خدا ہے۔ اس لئے زندگی میں غم و الم کا ہونا اور لازم طور پر ہونا مصائب و ابتلا کا پایا جانا یقیناً خیر ہے۔ مولانا رومی نے کیا خوب کہا ہے یہ

ہر چہ بینی محض خیر و حکمت است      گر ترا زور حمت و گرز حمت است  
زانکہ ناید فعل باطل از حکیم      فعل حق باطل نہ باشد اے سلیم  
مال کے گم ہونے کا غم اور اولاد کے مرنے کا غم زندگی کو برباد کرتا ہے۔ خدا کی یاد میں ملگن رہنا تزکیۂ نفس کہلاتا ہے۔ دنیا کا غم خدا سے دور کرتا ہے۔ اور رسول و اہل بیت رسول کا غم رضائے خدا دلاتا ہے۔ زمر و جواہر کے غم سے انسانیت پستی کے گڑھے میں جا گرتی ہے اور غم اہل بیت سے انسانیت بام عروج پر پہنچتی ہے یہ

فتح مظلوم کا جو رنگ جمائے وہ غم      در بدر کیفیت کی رفعت جو دکھائے وہ غم  
پست غم جس سے کوئی دل میں نہائے وہ غم      جو کہ انسان کو انسان بنائے وہ غم  
جس کے سانچے میں ڈھلیں گو ہر انسانیت  
جس کے کانٹے میں تلیں جو ہر انسانیت

حق پرستی سے نہ ہونے دے جو غافل و غم  
جس سے ٹھہرائے پرستار سنی باطل و غم  
سلطنت ٹھہرے نہ جس غم کے مقابل وہ غم  
جور ہے ضامن شائستگی دل وہ غم  
دل گذاری میں شجاعت جو سکھاتا جائے  
سو گواروں کو سپاہی بھی بناتا جائے  
(آل رضا صاحب رحمہ)

علم اہل بیت خدا کے نزدیک کرتا ہے بلکہ علم اہل بیت سے رضائے خدا خوشنودی رسول حاصل ہوتی ہے جبکہ اہل بیت کی ہر ادا اسلام اور عین حق ہے تو ان کا علم بھی اسلام اور عین حق ہے اور حق کو کچھ کر غم کرنے والوں رونے والوں کو قرآن ان الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ وَاِذَا سَمِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُولِ اَنْذَرْنِي اَعْيَنُهُمْ تَقِيضُ مِنَ الدِّمِ مَعَ مَا عَدَوْهُ مِنَ الْحَقِّ رَافِعَةً (المائدہ) اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے۔ طرف رسول کے دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں کو کہہ ہتی ہیں اُنْزِلَ سے حق پہچاننے کی وجہ سے اس آیت سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے۔ حق پہچان کر رونا اہل مودۃ کا کام ہے۔ اور وہ سورت یوسف جس میں حضرت یوسف اور حضرت یعقوب کے غم و الم گریہ و بقا کا ذکر ہے۔ قرآن پاک احسن القصص کہتا ہے جو ان سے افضل واعلیٰ ہیں ان کا غم بھی افضل واعلیٰ احسن القصص ہے۔ لوگوں نے جو اس غم کو بند کرنا شروع کیا ہوا ہے، اور بدعت حرام۔ نکاح کا ٹوٹنا اور کیا کیا ناجائز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا و جہ کیل ہے اہل بیت کا غم کرنا کیوں برا اور بدعت قرار دیا جاتا۔ ہاں امام عزیزی کی زبانی اتنا معلوم ہے جس کو صاحب موصاف محرقہ مطبوعہ مصر کے ۱۹۷۵ء پر ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ یحوم علی الواعظہ و طیت متقتل الحسن والحسین وحکایات و ماجدی بین الصحابہ من التشاؤم والتخامم فانه یهتج علی بغض الصحابہ والطعن فیہم۔ یعنی واعظہ پر حرام ہے امام حسن اور امام حسین کی شہادت کا بیان کرنا اور ان حکایتوں کا ذکر کرنا بھی حرام ہے۔ جو صحابہ کے درمیان دشمنی اور ظلم و فیرہ کئے گئے۔ کیونکہ ان واقعات کا ذکر بغض صحابہ اور ان پر طعن و لعن کرنے میں بھان پیدا کرتا ہے۔ استغفر اللہ کیا الی منطق بیان کی کہ غم اہل بیت بیان کرنے سے بغض صحابہ پیدا ہوتا ہے۔ صحابی تو کہتے اس کو ہیں جس نے ظاہری آنکھوں سے رسول پاک کی زیارت کی مشرت با اسلام ہو کر اور دنیا سے اسلام و ایمان کے ساتھ گیا ہو۔ نیز محبت اہل بیت میں اسلام اور ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو فرمانِ خلافت

قل لا استلکم علیہ اجداً الا لہودۃ فی القدری (ارشوری) اسے پاک حبیب آپ اسلام فرمادیجئے کہ پھر رسول کو اگر اجر رسالت دے کر خوش رکھنا ہے اور میری رضا حاصل کرنی ہے۔ تو میرے اہل بیت کی اطاعت و تابعداری کو فوجیہ صاف نکلا۔ زیارت رسول کرنے والا مشرف باسلام ہو کر اطاعت رسول اور تابعداری اہل بیت کے دینے سے تشریف لے جائے وہ صحابی رسول ہے لہذا جو صحابی رسول ہوگا۔ وہ تو اہل بیت رسول پر ظلم کر ہی نہیں سکتا اور نہ غم اہل بیت بغض صحابہ پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ اہل بیت رسول پاک پر مظالم تو وہ کرے گا جو صحابی نہ ہوگا۔ بلکہ منافق ہوگا۔ اور منافقین سے نفرت کرنا عین ایمان ہے اسی وجہ سے اہل بیت رسول کے دوست مومن کہلاتے ہیں اور دشمن منافق اور دوستوں سے دوستی کرنا ایمان۔ منافق سے نفرت کرنا ایمان ہے لعنت ہو بے شمار ابلیس ملعون پر جس نے عجیب باتیں مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر کے ان کو گمراہ کر دیا ہم کو اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ غم اہل بیت کو قائم کرنا اور عمل کرنا یہ ہمارا ہی طریق ہے یا بزرگان ماسلف رسول پاک اور خود اہل بیت اطہار نے بھی کیا ہے یا نہیں۔

**غم اہل بیت میں رسول کا مغموم ہونا۔** غم اہل بیت وہ غم ہے جس کو سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولادت حسین کے موقع پر خود ہی نہیں بلکہ فاطمہ۔ علی۔ ام الفضلؓ کو بھی اس غم میں شریک کر کے چار چار آنسو رولائے۔ نیز دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ یعنی سرکار رسالت نے حلقہ انبیاء میں فردوس بریں میں اپنے مبارک میں خاک ڈالی اور غم حسین کو جنت میں سنایا۔ ملاحظہ ہو۔ عن ابن عباس انہ قال دیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یر النائم ذات یوم بنصف النہار اشعث اغتر بیدہ قارودۃ فیما دم فقلت بائی انت دای ما هذا قال هذا دم الحسین واصحابہ نزل النقطۃ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاحد قتل ذالک الوقت (تقریرت بیان جلد دوم صفحہ ۹۹) اسماعیل دہلوی حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ میں نے پیغمبر خدا کو اس حالت میں دیکھا۔ وقت دوپہر خواب میں۔ بال پریشان اور خاک سر میں ڈالے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے اس میں خون ہے میں نے عرض کیا۔ میرے مال باپ قربانی یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ خون ہے۔ امام حسینؑ کا اور اس کے اصحاب کا میں آج کے شہداء

دن سے بولتا ہوں اس کو ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں وہ دن شمار کرتا رہا کہ اس دن کو پا لوں  
جب وہ قتل ہوں

حد ثنا ابو سعید الاشجعی نا ابو خالد  
الاحمد نا ذین قال حد ثنی  
سلی قالت دخلت علی ام سلمة  
وهی تبکی فقلت ما یبکیک قالت  
دايت رسول الله صلی الله علیه  
وآله وسلم تعفی فی المناہ وعلی  
راسه وھجیۃ القرباب فقلت مالک  
یا رسول الله قال شھدت قتل  
العسین انفار جامع ترمذی جلد دوم

زریں نے سلی سے روایت کی ہے اور کہتی  
ہیں میں حضرت ام سلمیٰ کے پاس گئی تو وہ بیٹھی  
رورہی تھیں میں نے عرض کیا۔ آپ اس طرح غم و  
اندوہ سے کیوں رورہی ہیں۔ تو فرمایا میں نے  
ابھی ابھی رسول پاک کو خواب میں دیکھا سر اور  
دائیں میں خاک پڑی ہوئی ہے اور رورہی  
میں نے عرض کیا۔ آپ نے یہ حالت کیوں  
بنا رکھی۔ فرمایا میں دیکھ کر آ رہا ہوں میری بیٹا  
حسین ابھی ابھی قتل کر دیا گیا۔

آل محمد کی بعد حسین مظلوم۔ قاضی سالار جناب  
فاطمہ الزہرا کی ورثہ دار۔ نعت دل حیدر کرار جناب  
زینب سلام اللہ علیہا بعد حسین نانا کے دین و قرآن و اسلام کی محافظ۔ فقیہ آل محمد عالم فتن  
کی عالمہ بی بی جب میدان کربلا سے امام مظلوم کے قتل کے بعد قید ہو کر اسلام، اور شہادت  
اسام کو بام عروج پہنچانے کیلئے شام چلنے کو تیار ہوئی تو غم اہل بیت کی سوگوار نے اپنے  
مظلوم بھائی کی ایسی نوحہ خوانی اور سینہ کوئی کی کہ قیامت تک غم اہل بیت نوحہ خوانی اور  
سینہ کوئی کو بدعت کہنے والوں کا قلع قمع کر دیا۔ ملاحظہ ہو شریعت کی پابند زینب کا ماتم اور  
غم کرنا۔ غم اہل بیت میں

قال قودة بن قيس لما مورت النبوة  
بالمقتلى مصعب و بطن خد و دھن  
قال فناديت من منظور من نسوة  
قط احسن منظور دایت منهن ذالك  
ايوم كتاب اهل سنت ابدایه  
والتهایه ر جلد ہشتم ۱۹۳

قرۃ بن قیس بیان کرتا ہے۔ کہ جب فاطمہ آل محمد  
اسیر ہو کر مقتولان دشت کربلا کی لاشوں پہ پہنچا  
تو محذرات عصمت و طہارت بے محابا گر پڑیں  
اور انہوں نے آہ و بکا اور نوحہ کیا۔ رخسار پیشینہ  
ماتم کیا۔ ایسا حلقہ ماتم کا منظر کبھی نہ دیکھا تھا  
جیسا کہ اس دن دیکھا۔ اور سیدہ ثانیہ زینب  
کبریٰ نے جو اس حلقہ ماتم میں نوحہ و نیر پڑھا جس کا مکمل

**ائمہ اہل بیت کا غم حسین میں مغموم رہنا** شیخ جلیل جعفر بن قولویہ نے روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت امام جعفر صادق کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے سرکار صادق آل محمد بہت روتے اور ہم بھی روتے اس کے بعد آنجناب نے فرمایا اپنا سر مبارک اٹھا کر مسید الشہداء حضرت حسینؑ فرمایا کرتے تھے میں قاتل عبرت ہوں۔ کوئی مومن ایسا نہیں جو میرا ذکر کرنے اور نہ روئے شیخ طوسیؒ اور شیخ نعیدہ ہر دو نے ابان بن تغلبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ہماری مظلومیت سے متاثر ہو کر کسی کا مہوم و مغموم ہونا تسبیح پروردگار ہے۔ اور ہمارے غم و اندوہ کا احساس عبادت خدا ہے اور ہمارے اسرار کو غیروں سے پوشیدہ رکھنا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ پھر امام حسینؑ فرمانے لگے واجب ہے کہ اس حدیث کو حروف زریں میں لکھا جائے۔ نیز صادق آل محمدؑ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد مظلوم کا ترکہ کرتے ہوئے فرمایا۔

عن ابی عبد اللہ انہ قال  
کل المجزع والباک مکروہ سوی  
البحر والباک علی الحسینؑ و قال  
من ذکر فاعندہ فضا فی من  
ہینئہ و هو مثل راس الذبابۃ  
غفو اللہ ذنوبہ و ذکا مت  
مثل ذبل البعہ۔

(امالی شیخ صدوق)

حضرت ابی عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا  
سب گریہ و زاری اپنی اولاد ماں باپ بھائی  
بہن وغیرہ کے مرنے پر کرنا مکروہ ہے سوچو  
گریہ و زاری حضرت امام مظلوم علیہ السلام  
حسینؑ پر کہ یہ ثواب عظیم پر مشتمل ہے اور  
فرمایا میں کے سامنے ہمارا ذکر مصائب ہو اور  
انس و پگس کے برابر باہر آئے۔ اللہ تعالیٰ اس  
کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ کثرت میں  
دریائی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

اسی کتاب میں شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں۔ ابراہیم بن ابی المہود سے روایت کرتے ہیں  
کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تحقیق محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت بھی اس کی  
حرمت و عظمت کا خیال کرتے تھے اور بدال و قتال کو اس مہینے میں حرام جانتے تھے۔  
اس امت جفاریہ ستم شعار نے اس مہینہ کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔ اور اس ماہ میں ہمارے  
غوریزی کی اور ہنگام حرمت کا ارتکاب کیا۔ ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں کو اس

ماہ میں اسیر کیا، ہمارے خیم کو نذر آتش کیا، ہمارے اموال کو تاخت و تاراج کیا اور ہمارے حق میں ہمارے بھراؤ بھرا ہوا سرکار رسالت کی حرمت کا بھی پاس نہ کیا تحقیق روز شہادت امام حسینؑ نے ہمارے دلوں کو مجروح کر دیا، اسنو ہماری آنکھوں سے رواں ہونے، ہمارے عزیز ذلیل بو کر رکھ گئے آہ! زمین کربلا ہمارے لئے قیامت تک کرب و بلا کی بوٹ بن گئی ہے حسینؑ ایسے مظلوم شہید رہے، خدا میں رونے والوں کی آنکھیں ٹپکد ہو نا ہی چاہئیں اس میں شک نہیں کہ مظلوم حسینؑ پر گریہ و زاری کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے اس کے بعد امام نے فرمایا جب محرم کا چاند نظر آتا تھا۔ میرے والد کا یہ حال ہو جاتا تھا۔ کہ ہنسم مسکرا ہٹ سے ان کا چہرہ نا آشنا ہو جاتا تھا۔ حزن و اندوہ یاس و غم آپ پر طاری ہو جاتا تھا محرم کی دسویں تلخ جب یہ قیامت خیز صبح نمودار ہوتی۔ تو یہ روز مصیبت آپ کے رونے اور گریہ و زاری کا دن ہوتا تھا۔ جذبات رنج و ملال شدت اختیار کرتے۔ اور دن بھر آنکھوں سے میل اشک رواں فرمایا کرتے آہ آج وہ دن ہے، جس دن مظلوم کربلا سید الشہداء امام حسینؑ شہید ہوئے علامہ مجلسیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ میرے جد حضرت

رسول پاکؐ نے فرمایا۔

کل عین باکیۃ یوم  
القیمة الاھین بکت علی  
الحسینؑ فافھما منا حکۃ  
مستشرۃ بنعیم الجنة  
(بما راہ الافزار)

صادق آل محمدؑ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز فرشتہ ہائے خدا ایک شخص کو پکارتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ اور دنیا میں اس سے کوئی بھی نیک عمل نہ بتوا ہوگا۔ پس یہ آواز فوراً آئے گی۔

فَیْنَادِنِیْ مُنَادٍ فِقُوْیَا مَلَا حِکْمَتِیْ  
بِیَاۤءَ کَہْ اَمَانۃٌ عِنْدِیْ  
فَیْبْعُطِیْ کَہْ دَرَدٌ بَیْہَآءُ  
مِیْنَمِیْ مِنْ مُنَادٍ ہَا

ایک مادی ندا کرے گا پروردگار عالم کی طرف سے  
اے میرے ملائکہ فہر جاؤ۔ اس مرد گناہگار کی ایک  
ایک امانت ہمارے پاس ہے۔ ملائکہ فہر جاؤ  
گے۔ پس اس شخص کو ایک قوی تابندہ درد بخشاں

## المُحْشَرُونَ

عنایت ہو گا۔ جس کے فورے تمام عرض

(محرق القلوب) عشر نورانی روشن ہو جائے گا۔

وہ شخص اس موتی کو دیکھ کر حیرت و تعجب سے بارگاہِ اعدیث میں عرض کرے گا۔ بار الہا مجھے تو اس امانت کا کوئی علم نہیں۔ ارشاد ہو گا۔ اسے شخص یہ ڈربے بہا حقیقت میں ایک اشک ہے جو ایک مرتبہ مصیبتِ امام حسین مظلوم میں تری آنکھ سے نکلا۔ اور تیرے غمنا پر جاری ہوا۔ اب تو اس موتی کو سب انبیاء اور اوصیاء کے پاس لے جا۔ اور ہر ایک سے اس کی قیمت دریافت کر لیں وہ شخص تمام انبیاء اور اوصیاءِ معنی کہ جناب خاتم النبیین اور جناب خاتم الاولیاء حضرت علیؑ کی خدمت میں بھی حاضر ہو گا۔ اور اس کی قیمت دریافت کرے گا۔ مگر کوئی اس کی قیمت نہ بتا سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ مرد مومن وہ موتی لئے ہوئے خدمتِ با سعادت امام حسینؑ میں حاضر ہو گا جناب سید الشہداء اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اس شخص کو گلے سے لگالیں گے۔ اور قائمہٴ عرشِ ابی تھاہم کر خدمتِ باری میں عرض کریں گے۔ بار الہا یہ موتی ایک دانہ اشک ہے جو اس مومن کی آنکھ سے مجھ مہوم کی مصیبت میں جاری ہوا تھا۔ اور اس کی یہ قیمت ہے کہ اس شخص کو جنت عطا کر اور اپنے فضل و کرم سے میرے ساتھ بہشت میں جگہ دے۔ ارشاد ہو گا۔ اے حسینؑ ہم نے اہل کے تمام گناہ معاف کئے بلکہ اس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ اور تمہارے ساتھ تمہارے ہی درجے میں جگہ دی۔ ثبوتِ عزاداری ائمہٴ بیت سے اور منزلتِ آہ دیکا کے متعلق ایک اور روایت کا یہاں پر امالی شیخ صدوقؒ پیش کرتے ہیں۔ مسیح بن عبد الملک نے جناب صادقؑ علیہ السلام سے روایت کی۔ ایک دن حضرت امام صادقؑ نے مجھ سے پوچھا۔ اے مسیح تو اہل عراق سے ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے مزارِ اقدس کی زیارت کو جاتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ لا انا دجل من اهل البصرة۔ نہیں جناب میں تو بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ اور میرے پاس جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ حکومتِ وقت کے خیر خواہ اور خلیفہٴ وقت کے طرفدار ہیں۔ ان کے خوف سے میں شرفِ زیارت سے محروم رہتا ہوں امام نے فرمایا۔ اتقوا ما صنعتم قلت بلی۔ آیا تو ان جگر سوز مصائب و آلام کو بھی یاد کرتا ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ قال فتعجز عن پوچھا کیا روتا بھی ہے میں نے عرض کیا۔ ای واللہ قسم خدا کی روتا ہوں۔ واستعبر لذلك حتی یروی اهل اکثر ذالك علی۔ اس قدر مصائب

سید الشہداء پر روتا ہوں کہ میرے اہل خانہ آثارِ حزن و مہال کو شاہدہ کرتے ہیں۔ اب و علم  
مجھے ناگوار ہو جاتا ہے۔ اور غم و اندوہ میرے چہرے سے عیاں ہوتا ہے۔ قال رحمہ اللہ  
و معك امانت من الدين يعدون من الجزء لنا۔ اللہ تعالیٰ تیری گریہ و زاری  
پر رحم فرمائے تو ہم رونے والوں میں شمار ہوگا۔ والذین یفرحون بفرحنا و یحزون  
بجفنا و یامنون اذ امننا۔ اور تم ان لوگوں میں محسوب ہوگا جو ہماری خوشی کو سن  
کر خوش ہوتے ہیں۔ اور ہمارے خوف کی یاد سے خائف ہوتے ہیں۔ اور ہمارے امن  
سے مامون ہوتے ہیں اور قریب ہے کہ تو عالمِ نزع میں میرے ابائے طاہرین کو دیکھے۔ اور  
وہ ملک الموت سے تیری سفارش فرمائیں گے کہ تیری آنکھیں روشن ہوں گی۔ ملک الموت  
ارن علیک واشد رحمة لك من الادمۃ الشیفة علی ولدھا۔ پس موت کافر  
تیرے اوپر اس سے زیادہ مہربان ہوگا۔ ماں جیسی مہربان اپنے بیٹے پر ہوتی ہے۔ ثم  
استعبودا مستعبوت معہ۔ پھر حضرت نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اور  
میں بھی ماتھہ رونے لگا پھر فرمایا۔ الحمد للہ الذی فضلنا علی خلقہ بالرحمة و خصنا  
بالبیت ہر طرح کی حمد و ثنا اس خدائے قدوس کی ہے جس نے اپنی رحمت کا ملسے ہم اہل  
بیت کو تمام خلقت پر فضیلت دے کر تیری دی۔ اور ہم کو اپنی رحمتوں سے مخصوص فرمایا۔ یا سمیع  
ات الارض واسما مہکی منذ قتل امیر المؤمنین رحمة لنا۔ اے سمیع جب  
سے امیر المؤمنین شہید ہوئے۔ زمین و آسمان ہماری مظلومیت پر ترحم کے سبب ہم پر  
روتے ہیں۔ و مارقات و موع الملائكة منذ قتلنا۔ اور جس دن سے ہم اہل بیت  
شہید ہوئے رونا فرشتوں کا بند نہیں ہوا۔ فاذا سال و موعہ علی خذہ فلو  
قطرة من دموعہ سقطت فی جہنم لا طفت حدھا۔ پس جس کے قطرات  
اشک ہمارے مصائب کو سن کر آنکھوں سے رخساروں رواں ہوئے۔ ان آنسوؤں کا نین  
خدا یہ رتبہ ہے کہ ان کا ایک قطرہ آتشِ جہنم پر ڈال دیا جائے گا۔ تو جہنم کے آگ کے جھرتے  
ہوئے شعلے بجھ جاتیں گے اور اس کی حدت و حرارت سرد ہو جائیگی۔ اے سمیع جس کے دل  
میں ہماری خاطر و دہ ہوگا۔ وہ موت کے قریب جب ہم کو دیکھے گا تو اس کا دل شاد و فرحنا  
ہوگا۔ ہم اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ اور اے ایسی لازوال فرحت حاصل ہوگی کہ اس کے  
دل سے ہرگز زائل نہ ہوگی۔ حتیٰ یددا علینا الخوف۔ یہاں تک وہ خوف کو نثر پر

ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اور جب کوثر ہمارے دوستوں کو دیکھے گا۔ تو کمال مسرور ہوگا وہاں ہمارے دوستوں کو انواع انواع کے بہشت کے پر مزہ لذت دار کھانے بہا ہونگے۔ اور جو بھی کوثر کا جام سترت نوش کریگا کہ یَطْمَأَوْا وَكَمْ يَشْقَىٰ بَعْدَهَا أَبَدًا۔ وہ کبھی نہ نشہ ہوگا۔ اور نہ کبھی مشقت اٹھائے گا۔ وَهُوَ فِي بَدَدِ الْكَافُورِ وَرِجِ الْبُسْطِ کوثر کیا کافور سے کہیں زیادہ خشک اور غبر و کستوری سے کہیں زیادہ خوشبودار شہد سے زیادہ شیریں۔ منبر سے پاکیزہ تر ہے۔ وہ جنت کی ہر تسنیم سے نکلا ہے۔ سرگزوں کی جگہ اس میں دُر اور یاقوت ہیں۔ قِنْیہِ مِنَ الْأَقْدَحِ اکثر مین عَذْوِ نَجُومِ السَّمَاءِ کوثر پر اتنے جام ہوں گے کہ شمار میں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ جو انواع و اقسام کے جواہر میں مکے ہو گئے جو ہمارا دوست اس سے پانی پینے لگا۔ اس کا دل ٹھنڈا ہوگا۔ اے مسیح تو بھی اب ہم سے ہو گا۔ جو کوثر سے سیراب ہونگے اور کوئی آنکھ ایسی نہ ہوگی جو ہمارے مصائب پر روتی ہو۔ مگر وہ کوثر کو دیکھ کر مسرور ہوگی۔ اور اس کے پینے والے ہمارے شیعہ اور دوستدار ہونگے۔ ان کے سوا کسی کو ایک قطرہ بھی نہ ملے گا۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کوثر پر کھڑے ہونگے۔ دُفِ يَدُهُ عَصَاهُ مِنْ عَوْسَجٍ يَحِطُّ بِهَا أَعْدَاؤُنَا۔ اور ہاتھ میں حضرت کے ایک بادام تلخ کا عصا ہوگا۔ کہ اس سے امداد دین کو کوثر سے دور ہاتھتے ہوں فَيَقُولُ اَهْلًا مِنْ هه۔ اِنِّیْ اَشْهَدُ الشَّهَادَتَيْنِ۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا۔ یا حضرت میں تو کلمہ گو ہوں مجھے کیوں دور کریں گے فَيَقُولُ اِنِّیْ اَمَّا مَدِّیْ حضرت فرمائیں گے اس کے پاس جا۔ جس کو دنیا میں اپنا امام اور پیشوا مانتا اور جانتا تھا فَيَقُولُ نَبُوِّیْ اَلَا مَدِّیْ الَّذِیْ تَدْبِكُوْهُ۔ پس وہ کہے گا۔ حضور جس امام کا آپ تذکرہ فرما رہے ہیں، وہ تو آج مجھ سے بہتر ہے۔ فَيَقُولُ لِمَ کِیْسَ کَشْفِیْعُ وَاَهْلُکَ غُلُظْنَا۔ پھر وہ عرض کریگا یا حضرت آج میرا کوئی شفیع نہیں اور شدت پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ حضرت فرمائیں گے۔ تَدْبِكُ اللّٰهُ طَلْبًا۔ خدا تعالیٰ تیری پیاس کو اور زیادہ کرے۔ جاؤ دور ہٹ جاؤ۔ تم نے دنیا میں کبھی ہمارے پیاسوں کو یاد نہ کیا۔ یہ ہے گریہ ظم اہل بیت کی منزلت جو اس حدیث سے ظاہر ہو گئی۔ امامیت اور واقعات اور بہت ہیں مگر ماہمان بعقل ہوش کے لئے یہ ہی بہت ہیں۔ اور مشکریں کے لئے تو اگر رسول پاک سامنے تشریف لا کر بھی فرمائیں تب بھی کچھ نہیں۔ اور کیا خوب کہا ہے۔

سن اے غافل کہ غم میں ہی خوشی کا راز ہے ہند  
جسے گھیرا ہوا صد مومن نے وہ ہی انسان ہے نند  
ٹکستہ سازوں میں ہی چھپکتی ہے مئے عرفاں  
در رحمت دل بیتاب ہے اور دیدہ گریاں

تڑپ اے دل تڑپنے ہی سے باطن جگمگاتا ہے

ستارے کانپتے رہتے ہیں، شعلہ تھر تھرتا ہے

جسے تو غم سمجھتا ہے۔ خزاں ہے مسرت کا  
جسے تو چشم ترکھتا ہے سرشت ہے رحمت کا  
ہر آہ سرد جھونکا ہے نیم باغ راحت کا  
ہر آنسو آئینہ ہے اصل میں تصویرِ جنت کا  
یہ نوے سو تئیں گے اک روز آغوشِ تنم میں  
یہ آنسو جذب ہو جائیں گے حوروں کے غم میں

غم اہل بیت رسول دین میں جذب ہو کر خود دین بن گیا۔ اس غم کو سینے سے لگانے والے  
ہی دیندار ہیں اے امت مرحومہ نبی کی اولاد کی مظلومیت کو یاد کر کے خوب رد کر بلا کے  
پیاسوں کا خوب ماتم کرو شام کے قیدیوں کی مصیبت پر دل کھول کر آنسو بہاؤ یتیمان  
آل محمد کی یتیمی داسیری پر خوب نوحہ کرو۔ عالمین کے پیغمبر کو تمہارے رونے سے سرور مر  
سیدۃ النساء العالمین کو تمہاری ہلکے چین اور حیدر کرار کو قرار آتا ہے۔ ادب پروردگار  
عالم غم اہل بیت میں تم کو گریاں پا کر اپنی رحمتیں اور جنیتیں نثار کرتا ہے۔

انسانی ذہن کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ جب کسی چیز کو زیادہ

## تعزیرِ داری

مرصہ گذر جائے تو انسان اس چیز کو اپنے ذہن سے اتار دیتا ہے۔

اور وہ چیز بھول جاتی ہے۔ یہ انسان بھلائی کے لئے ہے۔ کیونکہ امر مسلم ہے کہ جو چیزیں  
وہ خواہ خوبیاں ہوں یا وہ کمزوریاں سب کی سب کسی نہ کسی وجہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور جو  
چیزیں قدرت نے فطرتِ انسانی میں داخل کر دی ہیں وہ ضروری طور پر کسی نہ کسی بھلائی پر  
مبنی ہوتی ہیں کیونکہ کسی چیز کو بھلانے کا مادہ قدرت کی طرف سے دویت کیا گیا ہے  
اس لئے اس میں بھی قدرت کو انسان کی بھلائی منظور ہے اور وہ یہ کہ انسان اس طرح  
اپنے دماغ کو ان تمام چیزوں کی یادداشت سے محفوظ رکھتا ہے جنہیں انسان کہتے  
یاد رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو یاد رکھنا بہت ضروری  
ہوتا ہے۔ اور انسان خود محسوس کرتا ہے کہ اسے ان چیزوں کو یاد رکھنا چاہئے ہمیشہ کیلئے  
اس کے ساتھ ساتھ اس میں وہ قدرتی بات بھی ہوتی ہے جو انسان کو چیزوں کو بھلا دینے

کی طرف کھینچتی ہے قدرت کی اس دی ہوئی چیز کے ساتھ وہ جنگ تو نہیں کر سکتا۔ البتہ چند ایسے ذرائع اختیار کرتا ہے جن کی مدد سے وہ ان چیزوں کو یاد رکھ سکے۔ چنانچہ چند ذریعوں میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ انسان اس چیز کو اپنے سامنے بار بار لاتے تاکہ اس چیز کو محسوس نہیں۔ انسانیت اور اسلام کی خاطر حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی ایک ایسی چیز ہے جس کو دنیا ایک ایسی داستان قرار دیتی ہے جسے انسان کو انسانیت کی خاطر ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ تعزیر مبارک علم مبارک اور شہید گہوارہ حضرت علی اصغر شہید ذوالجناح حضرت امام حسین ایسی ہی چیزیں جو ذہن انسانی میں ہمہ وقت کے انسانیت کے سب سے بڑے محسن کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔ نیز قرآن پاک سے بھی یہ ظاہر ہے۔ کہ گذشتہ امتیں منہن انسانیت کی تشبیہیں برائے یادگار جا کر رکھا کرتیں تھیں ملاحظہ ہو۔ وَفِي هَٰؤُلَاءِ لَآءٌ مَا يَشَاءُ مَنْ مَخَابِيْثٍ وَتَآثِيْلٍ كَذٰلِكَ رَكَّضَ آيَاتٍ اور جنات دانس بنا تھے تھے حضرت سلیمان کیلئے محراب اور تماثل۔

مخاریب انبیاء و تفعۃ الہما  
جدوج و تماثل جمع تماثل  
وہوکل شیئ مثلۃ ای مود  
من نحاس و ذجاج و دخام  
وہوکلن اتھاذا الصود بعد ما  
فہ شویعۃ (تفسیر مولین)

کہ مخاریب جمع محراب کی ہے کہ وہ اونچی عمارت کو کہتے ہیں جس پر سیر می سے چڑھا جاتے۔ تماثل جمع تماثل کی ہے۔ اور وہ کسی اصل شے کی مثالی اور تشبیہ بنانے کا نام ہے یہ تانبے۔ کچھ۔ پتھر کی صورتیں اور یہ صورتیں شجر حضرت سلیمان میں مباح تھیں۔

نیز علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ محراب مکان رفیع اور بلند کو کہتے ہیں۔ بقول مبرودہ ہے جو پر سیر می کے بغیر چڑھانہ جاتے۔ اور مقامات مقدمہ کو اس لئے محراب کہتے ہیں۔ کہ یرفع و یعظم ان کی تعظیم کی جاتی ہے اور دل میں ان کی رفعت ہوتی ہے زیر آیت لہ ما یشاء من مخاریب الخ تفسیر فتنۃ القدیر۔ جلد چہارم منہ اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ کہ مخاریب سے مراد مقامات مقدمہ متبرکہ کہ مسجد بزرگوں کی جگہیں یادگاریں اور روضہ مقدسہ امام حسین محراب ہے۔ جس کی تماثل تعزیر مبارک ہے اور اسی لئے آل عمران سورہ میں یہ المقدس کو محراب کہا گیا ہے قرآن تو کھلے الفاظ میں اس کے جواز کا فتویٰ ہی صادر فرما کر رہا۔ بلکہ ہر وقت یہاں تک وصل اعلان عزاداری کر رہا ہے۔ اور امت محمدیہ میں آج تک

بلکہ قیمت تک مخالفین عزاداری میں بھی مقلدات مقدسہ کی جگہیں بنائی جاتی ہیں اور بتعلق رہیں گی جیسا کہ مسجد جو کہ لوگوں کے گھروں کی طرح ایک گھر ہوتا ہے جس کو مزدور بناتے ہیں۔ خدا جانتے وہ حقیقی و پرہیزگار۔ نازی دیانت دلور بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور جس انٹ کار سے بناتے ہیں۔ وہ پانی مباح۔ ظاہر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ اینٹیں غصب کی ہوتی ہیں۔ یا پاکیزہ آمدنی کی جس روپے سے بن رہی ہے۔ وہ روپیہ بنک کا سودی ہوتا یا طیب کمائی کا بنانے والے سلم ہیں یا وہ مزدور عیسائی مسلم شیخ ہیں کوئی تمیز غرضیکہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ گھر بن جاتا ہے اور اس میں بیت اللہ کی شبیہ قائم کر دی جاتی ہے جس کو محراب وغیرہ کہتے ہیں۔ اب وہ مسجد کہلاتی ہے اور اپنے ہاتھوں سے بناتی ہوتی اس جگہ میں جنب کی حالت میں بہواری کی حالت میں جانا حرام اس کی توہین کرنا کفر اور اس کو نجس کرنا عین کفر ہے یہ سب مرتبے ال گھر کو اس میں بیت اللہ کی شبیہ کے قائم ہونے سے ہوئے۔ تو جب یہ بیت کی نقل بنا کر اس کا احترام کرنا واجب اور توہین کرنا کفر ہے ایسے ہی علم گہوارہ علی اصغر۔ تعزیر مبارک اور ذوالجناح کی شبیہ بنا کر اس کی تعظیم و تکریم واجب اور اس کی توہین کرنا عین کفر ہے، نیز کسی قبر کی شبیہ بنانے کے متعلق فرمان رسول ملاحظہ ہو۔ رسول خدا کی بارگاہ اقدس میں ایک سائل نے آکر عرض کیا یا حضرت میں نے جنت کی جو کھٹ اور حور الحسین کی پیشانی چومنے کی قسم کھائی ہے حضرت نے فرمایا ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چوم لے سائل نے پھر عرض کیا۔ حضور اگر ماں باپ نہ ہوں مر چکے ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ان کی قبروں پر بوسے دے۔ سائل نے پھر عرض کیا پھر اگر ماں باپ کی قبریں بھی معلوم نہ ہوں۔ رسول پاک نے بزبان وحی ترجمان نے خطاب فرمایا دو لکیریں کھینچ کر ایک کو ماں کی قبر دوسری کو باپ کی قبر تصور کر کے بوسہ دے اور مشہور کتاب اہل سنت فتاویٰ عالمگیری جبکہ محض خیالی چیز بنا کر اس کا بوسہ دینا جائز ہے۔ تو واقعی چیز کی نقل بنا کر بوسہ دینا کیوں جائز نہیں اور جبکہ ان کے بنانے کا مقصد لوگوں میں طرح اسلام زندہ کرتا ہے۔ قرآن پاک بھی اس کے جواز کا اعلان کرے۔ اہل اسلام کے سب سے بڑے علامہ مفسر قرآن بھی تفسیر کبیر فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ما یشاک من معادب الخ پنا کی آیت کے تحت حاشیہ پر فرمایا۔

سود الملائكة والانبیاء علیہم یعنی ملائکہ اور انبیاء کی تصویریں مساجد میں رکھی

الصلوة والسلام على ما اعتادوه - قالوا  
كاتب تعميل جينك في المساجد و  
وليها الناس وليعبد مثل عبادهم

(علامہ ابوالسعود حاشیہ تلخیص فخر الدین رازی)

اور یہی مقصد ہے تشبیہ علم عباسی اور شبیبہ گہوارہ علی اصغر اور شبیبہ ضریح اقدس امام حسینؑ اور شبیبہ ذوالجناح امام حسینؑ کا یہ تمام یادگار تین دن کی بھوک پیاس میں اپنے خون سے شجر اسلام کو سینچنے والوں کی یاد دلاتی ہیں۔ علم مبارک اس سالار کی یاد تازہ کرتا ہے جس نے قیامت تک ہونے والے افواج اسلام کے سپہ سالاروں کو یہ درس دیا۔ کہ جنم نیروں تلواروں تیروں سے پھلنی اور ٹکڑے ہو جاتے۔ سر شگافتہ ہو بازو کٹ جاتیں۔ لیکن پرچم اسلام جھکنے نہ پائے۔ گہوارہ علی اصغرؑ میں رنگین قیض اس معصوم بچے کی یاد تازہ کرتی ہے جس نے وارث زمینار و بختن پاک حضرت امام حسینؑ کے ہاتھوں پر سہ شعبہ تیر کھا کر ہمیشہ کے لئے ان ظالموں کا منہ بند کر دیا۔ جو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ امام حسینؑ ملک گیر کے لئے مدینہ سے یزید سے جنگ کی خاطر چلے تھے اور ذوالجناح کی وہ صورت جس میں وہ برآمد کیا جاتا ہے۔ امام مظلوم کے گھوڑے کی دھڑکتی ٹانہاں پر کھڑا ہے جب کہ وہ اپنے سوار کے قتل کے بعد قتل سے خیمہ گاہ کی طرف قتل امام کی خبر لے کر گیا۔ جب امام قتل ہوئے تو آپ یکہ دہنا تھے۔ اس اسپ باوفا کے سوا کوئی خبر قتل ظلم خیمہ تک پہنچانے والا نہ تھا۔ اس وفا شعار نے اپنا ماتھا خون سے رنگا۔ اور خیمہ گاہ کی طرف دوڑا جب دور سے اہل بیت نے اس کو خالی زین آتے دیکھا۔ تو سمجھ گئیں۔ ہمارے والی و وارث اور اس بے زبان کے سوار کی خیریت نہیں ہے۔ اسی لئے جب ذوالجناح برآمد ہوتی ہے تو مومنین بھی سمجھتے ہیں کہ اس راہوار کا سوار نصرت و حفاظت اسلام کی خاطر شہید ہو گیا۔ اور آنکھوں کے سامنے کربلا کا وہ خون چمکاں منظر پھر جاتا ہے۔ گھوڑے پر تیروں کی کثرت نیریں فوج کی کثرت اور امام مظلوم کی تنہائی کا ثبوت دیتی ہے۔ اور یہ صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ ایک دہنا نے لاکھوں کو مار دیا۔ اور بظاہر مغلوب ہو کر حقیقت میں باطل کی اکثریت پر قیامت تک کے لئے غالب ہو گیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی اقلیت کو باطل کی اکثریت کا مقابلہ کرنے کا درس دے گیا۔ خلیفہ ہیں انسانوں کو ہمیشہ یاد رکھنے والی چیز کا درس دیتی ہیں اور بھولے ہوئے انسانوں کو یہ درس دیتی ہیں کہ کفر کتنی ہی کثرت سے ہو ایمان کو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اور ایسے

جاتی تھیں تاکہ لوگ ان کو دیکھیں ان جیسی  
عبادت کریں۔

ہی تعز یہ مبارک ہر سال ہم کو اس محسن انسانیت کی یاد تازہ کرتا ہے جس نے اسلام کی بقا کیلئے اپنا گھر کا گھر لوٹا دیا۔ خود ایک ہزار نو سو سچا س زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لایا۔ جس نے بارگاہ کبریا میں وہ سجدہ آخر کیا۔ کہ پیشانی کو سجدہ میں رکھ کر خود نہ اٹھایا۔ بلکہ شمر کے ناپاک ہاتھوں نے اٹھایا۔ یہ اس مظلوم کی یادگار ہے میدان کربلا میں تیروں کے سوا جس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ تھا اسے تاجدار انسانیت اسلام کے محسن اعظم اگرچہ کربلا کے میدان میں تیرا جنازہ کسی نے نہ اٹھایا ہم آج دنیا کے کونے کونے سے تیری شبیہ تابلوت اٹھا رہے ہیں۔ لہذا غلامان آل محمد ان تشبیہات کو قرآن و سنت کی روشنی میں بناتے اور نکالتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو دعویٰ مسلمان کر رہے ہیں ان کو ان پر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔

**فرقہ شیعہ جناب فاطمہ کی دعا سے پیدا ہوا**۔ وہ فرقہ جس کو اہل اسلام کے دیگر فرقے خدا جانے کن کن ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ اہل بیت رسول کو رونے والے اسلام کی کائنات میں اس طرح ہیں۔ جیسے کہ جسم انسانی میں آنکھ کسی عضو میں درجہ ہوجم میں کہیں تکلیف ہو آنکھ روئے گی۔

مبتلا تے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ

کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

ایسے ہی اسلام پر کہیں مصیبت آئے، رسول پاک مکہ چھوڑ میں۔ دانت شہید کر آئیں تبین دن فاتحے سے رہیں اس کی بیٹی سب کچھ چھینوا کر دنیا سے چلی جاتے۔ اولاد رسول میں سے کسی کو زہر دیا جائے یا تلواروں سے مکڑے کیا جائے۔ قید خانوں میں قید رکھا جائے عورتوں کو در بدر پھرایا جائے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا جائے۔ مدینہ و مکہ برباد کیا جائے اصحاب رسول کو قتل۔ اصحاب زادیوں کی عصمت کو برباد کیا جائے۔ غرضیکہ کوئی مصیبت آئے۔ رو میں گئے شیعہ کیونکہ یہ دین محمدی کی آنکھ ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کو پیدا بھی اسی لئے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو اہل سنت کے مشہور علامہ ملا مہدی اپنی کتاب اُمس الذکرین کے صفحہ پر رقمطراز ہیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو جناب علی مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہنیت کے لئے در دولت جناب فاطمہ الزہرا پر تشریف لائے اور اس آفتاب امامت، لعل معدن عصمت تاجدار میدان قیادت کو گود میں لے کر سرور

و شاداں تھے۔ اسی اثنا میں جبرائیل آئے، یا محبوب رب العالمین آپ کی امت اس بچے کو ناحق میدان کربلا میں تین شب دروڑ کا پیاسا رکھ کر قتل کرے گی۔ حضرت یہ خبر سن کر رونے لگے۔ آنجناب کو روتا دیکھ کر جناب سیدہ طاہرہ اور علی مرتضیٰ شیر خدا نے بھی رونا شروع کر دیا جب افاقہ ہوا سیدہ نے پوچھا۔ باباجان آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا۔ بیٹی جبرائیل نے حکم خداوند کریم آکر یہ اطلاع دی ہے کہ آپ کی امت اس بچے کو بے جرم و خطا نہایت بے دردی سے قتل کرے گی۔ سیدہ نے عرض کی۔ بابا جب ایسا وقت آئے گا۔ آپ میرے حسین کی مدد نہ فرمائیں گے۔ ان کے باپ علیؑ ذوالفقار حیدری نہ چلائیں گے۔ امت کیا میرا پاس نہ کرے گی۔ بابا۔ میں اپنی چادر اور عصمت کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے حسینؑ کو بچا لوں گی۔ آپ نہ روتیے۔ جناب سردار انبیاء نے فرمایا۔ بیٹی یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آئے گا۔ جب دنیا میں، میں نہ رہوں گا۔ نہ فاطمہ الزہراءؑ تو رہے گی اور نہ خیر و خندق احد بدر کو فتح کرنے والے شاہ لافتنی حضرت علیؑ رہیں گے۔ نہ ان کا بھائی حسن مجتبیٰ رہے گا سیدۃ النساء العالمین یہ سن کر بے اختیار رونے لگ گئیں۔ اور بولیں۔ بابا میرا یہ نازوں کا پالا جس کو چکی پیس پیس کر میں نے پرورش کیا جس کا رونام مجھے گوارہ نہیں اس کی تغیریت کون کرے گا۔ رسول پاکؐ نے ارشاد فرمایا میری پیاری پروردگار عالم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے اے میرے حبیب ہم ایک ایسی قوم پیدا کریں گے جن کے جوان تیری اہل بیت کے جوانوں کو رو دیا کریں گے جن کے بچے تیری اہل بیت کے بچوں کو جن کے بوڑھے تیری اہل بیت کے بوڑھوں کو جن کی عورتیں تیری اہل بیت کی عورتوں کو رو دیا کریں گی۔ اے رسول غم نہ کھا۔ تیرے اہل بیت اور حسینؑ ظلم کو ہوا میں اڑنے والے پرندے، پہاڑوں کے سخت پتھر، آسمان پہ شمس و قمر اور دریاؤں میں پانی اور پانی کی سب مخلوق رو دیا کرے گی۔ اور اے رسول پاکؐ جو تیرے اہل بیت کے غم میں روتے گا۔ قیامت میں وہ شاداں اور مسرور ہوگا۔ جناب سیدہ طاہرہ نے فرمایا۔ اگر یہ بات ہے میں آج آپ کے سامنے قسم کھاتی ہوں۔ اور وعدہ کرتی ہوں۔ اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گی جب تک حسینؑ کے رونے والوں کو نہ بخشوا لوں گی۔

علمائے اہل سنت کی زبانی شیعہوں کی قدر و منزلت جتنی تعریف کرے اپنے منہ تو اس کا اپنی

وہ تعریف نہیں ہوتی تعریف وہ ہوتی ہے جو دشمن کے منہ سے نکلے مخالفین عزا داری - تعزیر  
داری کا بانی، امیر تیمور لنگ کو قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ تاریخی اعتبار سے یہ درست نہیں۔ لیکن یہ  
صحیح ہے کہ امیر تیمور لنگ خاندان رسالت کے غلام اور محب خاص تھے، جب عمر کا چاند  
نظر آیا۔ آپ کو غم اہل بیت میں رونے کے سوا کوئی کام نہ ہوتا تھا۔ اور مسکراہٹ لبوں پر  
نام کو نہ آتی تھی۔ چاند نظر آتے ہی یہ کوشش فرماتے کہ کربلا معلیٰ پر پہنچ جاؤں۔ خوشکامیں  
پر ہوتے پہنچ جاتے۔ اور ہمہ وقت یاد امام مظلوم میں رہتے۔ چنانچہ ملت شیعہ کا سخت ترین  
دشمن علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب میں جناب امیر تیمور لنگ کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے  
لکھتا ہے۔

إِنَّهُ لَمَّا مَرَّ بِمَوْلَانَا لَنْكَ مَوْضَى الْمَوْتِ  
اضْطَرَبَ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ اضْطِرَابًا شَدِيدًا  
فَاسْوَدَّ وَجْهَهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ ثُمَّ آفَاقَ  
فَقَالَ كَذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ  
الْعَذَابِ اتَّقَى فَمَارَ رَسُولَ اللَّهِ  
فَقَالَ أَذْهَبُوا عَنْهُ فَإِنَّهُ كَانَ  
بِحَبِّ ذُرِّيَّتِي وَيَحْسِبُنِ الْيَهُودُ  
خُلْدًا هَجُوا عَنْهُ

تحقیق جب امیر تیمور لنگ مرض الموت میں بیمار  
ہو گئے۔ تو ایک دن بہت بے قرار ہوتے پس  
ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا۔ پھر  
ہوش میں آئے فرزندوں اور اہل کلدوں نے  
ان کے پاس یہ ذکر کیا۔ کہ ابھی تمہارا یہ حال  
تھا۔ اور اب ہوش میں آگئے۔ نیز مسرور و شاد  
ہو فرمایا ابھی ابھی عذاب کے فرشتے میرے  
پاس آئے تھے ان کو دیکھ کر میرا رنگ فق ہو  
گیا پھر کیا تھا رسول پاکؐ بالین پر میرے تشویش

صوائق محرقہ ص ۱۱۱

لائے اور تشریف لاکر فرشتوں سے کہا چلے جاؤ اس سے مدد ہو جاؤ میں اس کی شفاعت کے لئے  
آیا ہوں۔ یہ میری اولاد کا حب دار اور میری اولاد پر احسان کرتا تھا۔  
یہ تو امام حسین کے عزا دار اور بقول مخالفین بانی تعزیر جس کو وہ معاذ اللہ نقل، کفر کفر  
باشد بدعت بتاتے ہیں کا حال وقت مرگ ہے۔ عاملین کے نذیر شفیع المذنبین اس کے  
سرہانے برائے شفاعت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دیکھتے۔ اس امام حسین کے بلا لائیس  
عزا دار اور تعزیر دار کا بعد وفات کیا حال ہے ملاحظہ ہو ابن حجر کی زبان۔

دَوَاهِ النِّجْمِ بْنِ مَخْدُومٍ الْمُقْدِيزِي -  
بَعْضُ الْقُرَّاءِ كَانَ إِذَا مَرَّ بِقَبْرِ لَنْكَ  
مُورَخِ نَجْمِ بْنِ مَخْدُومٍ مَقْرِيْزِي نَعَى رَوَايَتَهُ  
كِي هِيَ أَنَّ لَنْكَ قَارِيَّ الْقُرْآنِ حَبَّ امِيرَ تيمور لَنْكَ

قَوْفُ غَدْوَةٍ مَغْلُوبَةٍ ثُمَّ الْحَمِيمُ مَلُودٌ  
الْأَقِيمِ فَكَذَاهَا قَالَ مِيلَانَا - اِفْلَانَا  
رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ وَقَبُولُكَ إِلَى  
جَانِبِهِ قَالَ فَخَرَقْتُ قُلْتُ إِلَى هُنَا  
يَا عَبْدَ اللَّهِ وَادْعُكَ أَنْ اخْذَهِ بِيَدِهِ  
وَأَقِيمَهُ مِنْ جَانِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاحْذِهِ  
كَأَنْ يَجِبَا ذَرْبِي فَأَنْتَهُتْ فَوَضَعَا  
وَنَزَلْتُ مَا كُنْتُ أَقْوَى عَلَى قَبُولِهِ  
فِي الْخَلْقَةِ -

(صواعقِ عرقة مشرق)

کی قبر سے گذرنا۔ تو یہ آیت پڑھنا۔ اے فرشتو  
اس کو پکڑو اور طوقِ جہنم پہنا کر اس کو جہنم  
ڈال دو۔ آخر آیت تک وہی قاری کہتا ہے کہ  
ایک دن میں سونا ہوا تھا میں نے خواب  
میں رسولِ پاک کو دیکھا۔ حضور تشریف فرما  
ہیں۔ اور امیر تیمور لنگ ایک جانب آپ کے  
بیٹھا ہے۔ میں نے اس کو ڈانٹا کہ ادرمن  
خدا تو یہاں کہاں میں نے ابھی یہ ارادہ کیا  
کہ اس کو پکڑ کر اٹھا دوں۔ اور حضور سے دور  
کر دوں۔ پس حضور نے فرمایا ابو مولوی۔  
اس کو چھوڑ دے یہ میری اولاد کا حب دار  
ہے پس میں ڈر کر میدان ہوا۔ اس کے بعد

میں نے اس کی قبر پر یہ آیت پڑھنی چھوڑ دی اور اس کو برا بھلا کہنا ترک کر دیا۔

یہ ہے تعزیر بنانے والے کی شان کہ وہ رسولِ خدا کے پہلو میں ہے۔ اہل بیت  
کے حرکات و سکنات ہی قرآن اور اسلام ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا عین اسلام اور پیروی  
قرآن پاک ہے۔ لہذا اہل بیت بھی اہل بیت رسول کا خود قائم کرتا ہے۔ جیسا کہ روایت  
سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا اہل بیت بھی حرکت اہل بیت ہے اور حرکت اہل بیت عین  
اسلام ہے۔ یعنی علم اہل بیت کرنا عین اسلام اور پیروی قرآن پاک ہے۔

رونا عین حسین میں فرض عین ہے جنت اسے ملے گی جو طالبِ حسین ہے

اتقوا مسلم و مومن کہلانے کیلئے اہل بیت رسول کی پیروی لازمی و ضروری ہے۔  
اور ان کی پیروی کے لئے ان کے صحیح واقعات و خیالات کا ہونا ضروری ہے۔ اسی مقصد  
کیلئے جلاء العیون اول دوم چہادہ معصومین کے حالات پر مشتمل پیش کی جا رہی ہے۔  
تمام اہل اسلام اور مومنین کو خداوند کریم اہل بیت کے راستے پر چلنے کی توفیق فرمائے  
نیز اہل بیت رسول میری اس قلمی خدمت کو قبول فرمادیں تاکہ روزِ محشر یہ میری نجات کا  
سبب بنے اور خداوند کریم در رسول و آل رسول میری اس محنت کو بار آور فرما کر

مجھے تحریری اور تقریری طور پر مزید مذہب اہل بیت کی خدمت سرانجام دینے کا موقع  
عطا فرمائے آمین عم آمین۔

وما توفیقی الا با اللہ

خادم الشریعت سید مہور الحق زیدی کوثر بھریلوی عفی عنہ

بروز اتوار ۶/۶/۲۰

---

## مقدمہ ثانی

**مقصد تخلیق البشر** خالق نے مخلوقات کو وجود تخلیق بلا سبب نہیں دیا اور نہ اس نے کسی مقصد پر تخلیق فرمایا اُس نے خود کتاب مقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا لَعَلَّكُمْ تُرْجَوْنَ۔ زمینوں کو نیز جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو بیکار عیث پیدا نہیں کیا علامہ محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ فعل عیث خود کرتا اور فعل عیث کو پسند فرماتا ہے عالمین کی کوئی شے عیث اور بیکار نہیں اگر کوئی شے بیکار اور عیث ہے تو یہ صفت بیکاری عیث اس آنکھ میں ہے جو دیکھ رہی ہے۔ کوئی جاندار چھوٹا بڑا چرند۔ پرند اور نباتات خود دکھ رہی ہوں یا میدانی پہاڑی یا صحرائی۔ انسان کے علم میں ہوں یا نہ ہوں تمام کی تمام تخلیق کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے بلا مقصد نہیں۔ انسان کی تخلیق اور نوع انسانی کے ہر فرد کی تخلیق کا ایک مقصد ہے وہ مقصد کتب آسمانیہ میں خود خالق نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادَتِي۔ اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر یوں پیدا کیا وہ میری عبادت کریں۔ جن اور انس کا مقصد پیدائش عبادت نہیں بلکہ تمام مخلوق کا جیسا کہ دوسرے مقامات پر ارشاد فرمایا ہے۔ يَسْبَحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ۔ اللہ کیلئے عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں۔ اور ایک مقام پر ارشاد ہے تمام انبیاء اللہ کی عبادت کرتی ہیں مگر تم ان کی عبادت کو نہیں سمجھتے خاص کر انسان کو نور روز ازل میں بتا دیا گیا تھا اس سے وعدہ لیا اس نے اقرار کیا وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ آدَمَ مِنْكُمْ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَشَهِدُوا وَعَلَىٰ آفُسِهِمْ آكَنَّاكَ۔ اور جبکہ تیرے رب نے اولاد آدم سے جو ان کی پشتوں میں ذریت تھی اس سے بھی یہ وعدہ لیا اور ان کو خود ان کے نفسوس پر گواہ بنا دیا کیا میں تمہارا رب نہیں

ہوں تمام نے عرض کیا۔ ہاں۔ یعنی میری ہی عبادت کرنا اور تمام نے عرض کیا ہاں! یہ وعدہ تمام اولاد آدم سے ہے۔ خطہ ارضی پہ آکر یہاں کی رنگینوں میں سرشار ہو کر اولاد آدم کی اکثریت نفلت کے حقیق گڑھے میں جا گری اللہ کی طرف سے اللہ کا نمائندہ۔ بنی۔ رسول۔ امام کے نام سے مختلف اوقات میں آتے رہے وہ اولاد آدم کی طرف آتے خود اولاد آدم نہ تھے بلکہ لباس اولاد آدم میں۔ ابوالبشر کی اولاد کی طرف بشر بن کر اولاد آدم کی طرف آدمی بن کر آتے۔ اور قوت ملکیت کی تزئینت اور علاج کیلئے ایسے حضرات کو مبعوث فرمایا کہ جو بظاہر صورت جسمانیہ کے اعتبار سے بشر ہوں اور باغبار ملکیت اور کمالات روحانیہ کے ملائکہ سے بھی بڑھ کر ہوں۔ علم الکلام ص ۱۱۱! لہذا تخلیقی مقصد یہ قائم رہنا آدمیت اور انسانیت ہے اور مقصد سے ہٹ جانا انسانیت سے دوری اور آدمیت سے گر جانا ہے۔

اب غور یہ کرنا اور دیکھنا ہے کہ عبادت سے کیا مراد ہے عالم اسلام میں عبادت عبادت عبادت کا مفہوم نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ نوافل۔ شب بیداری لیا جاتا رہا ہے اور جارہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے ارشاد قدرت ہے۔ اَلَمْ آفَهِدْ اَیْکُمْ یٰبَنِیْ اٰدَمَ اَنْ لَا تَخْبُوْا الشَّیْطٰنَ۔ (یسین) کیا ہرگز نہیں بھید لیا تھا تم سے اے اولاد آدم یہ کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ آج تک کوئی انسان ایسا نظر سے نہیں گذرنا جو نماز۔ روزہ۔ نوافل۔ زکوٰۃ جہاد وغیرہ شیطان کیلئے کر رہا ہو اور نیت کرتا ہو دو رکعت نماز صبح پڑھتا ہو ادا واجب قربة رانی الشیطان یعنی میں یہ نماز پڑھتا ہوں قربت شیطان حاصل کرنے کیلئے یا اسی طرح روزہ زکوٰۃ یا اور کوئی خیرات کر رہا ہو رمضانے حصول شیطان کیلئے۔ نہیں بلکہ تمام انسان خواہ ان کا تعلق عسانیت کے ساتھ ہو یا یہودیت سے سکھ مت سے ہو ہندویت سے آریہ دھرم سے ہو یا چین مت سے بدھ مت سے ہوتا مت دھرم سے ستارہ پرست ہو یا سورج پرست پارسی ہو یا زرتشتی قدیم یونانی ہو یا اسلام تمام کے تمام اپنے اپنے انداز۔ بیان عقیدہ میں ایک خدا کو مان رہے ہیں کوئی اس کو گاؤں گہر رہا ہے کوئی پر ماتما۔ الیشور۔ رام خدا۔ اللہ۔ یزدان۔ پروردگار وغیرہ۔ گوردوارہ۔ مندر۔ کلیسا۔ چرچ۔ جماعت خانہ۔ مسجد دھرم سالہ یہ مقامات بناتے ہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور ہر ایک آدمی اپنے اپنے نظریئے عقیدے تعلیم کے مطابق کچھ اصول بنا کر ان کا نام عبادت



ذات کو مولا کہا ہے باب ہیں کتب فقہ میں العبد و المولا عبد اور مولا عبد کی جمع ہے عباد۔ باب ہیں کتب میں حقوق العباد۔ اب عبد کا معنی غلام ہی صحیح کر لیا جائے تو عبد الرحمن عبد الرحیم۔ عبد الرسول۔ عبد العلی۔ کا معنی رحمن کا غلام۔ رحیم کا غلام رسول کا غلام۔ علی کا غلام۔ غلامی کیا ہے اسی کو سمجھ لیا جائے تو مفہوم عبادت سمجھ میں آجائے گا۔ عبد غلام ہے اور عبد کہیں گے اسی کو جو کسی کا عبد (غلام) ہو۔ اگر وہ کسی کا عبد نہیں (غلام) نہیں تو وہ عبد نہیں ہر ولد آدم کیلئے لازم ہے عبد ہونا یہی روز اول خالق نے وعدہ لیا تھا میرے عبد ہونا۔ شیطان کے عبد نہ ہونا یہی بات جب اولاد آدم بھول گئی تو بارگاہ کیلئے۔ نبی۔ رسول۔ امام وغیرہ تشریف فرما ہوئے۔ عبدیت کا مفہوم کیا ہے۔

عبادت مفہوم عبادت۔ عبدیت کو سمجھنے کیلئے صرف اتنا کافی ہے جو فرائض عبادت ادا کر رہا ہے وہ عبد ہے اور عبد کہتے ہیں غلام کو۔ غلام لغوی اور اصطلاحی معنوں میں وہ انسان ہے جس کی کوئی شے حقیقی کہ اس کا جسم بھی اس کی ملکیت نہ ہو بلکہ اس کی تمام اشیاء اور جسم حرکات سکناات مرضی پر دوسرے کو حق تصرف حاصل ہو۔ اس کو کہتے ہیں عبد اور جو عبد کے اوپر حق تصرف رکھتا ہے اس کو کہتے ہیں معبود عبد کا دوسرا نام ہوا مملوک اور معبود کا دوسرا نام ہوا مالک ہر غلام عبد ہے اور ہر غلام کا آقا معبود ہے لیکن اسلام میں لفظ معبود استعمال ہوا ہے صرف اللہ کیلئے کسی غیر کیلئے لفظ معبود استعمال نہیں ہو سکتا۔ بہر حال عبد کا مطلب یہ ہے وہ انسان جو اشیاء تو علیحدہ خود اپنے وجود پر حق تصرف نہ رکھتا ہو عبد ہوتا ہے اور جو اس پر حق تصرف اور مالکانہ اختیار رکھتا ہے وہ معبود ہوتا ہے اب مفہوم عبادت کیا ہے وہ امور جو غلام انجام دے یعنی فرائض غلامی کا نام ہے عبادت میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ ایک مفلس۔ نادار۔ غریب۔ بوڑھا آدمی تنہا زندگی گزار رہا ہے۔ اپنی تمام ضروریات زندگی خود حاصل کرتا ہزار سے سامان خورد و نوش خرید کر لانا۔ روٹی پکانا۔ مکان میں بھاڑ دینا۔ پھر کاؤ کرنا۔ نلکے سے خود پینے کیلئے پانی بھرنا۔ کپڑے دھونا۔ برتن دھونا چار پانی بھجانا بستر بچھانا وغیرہ تمام امور وہ انجام دے رہا ہے۔ اب ایک شریف مالدار آدمی نے رحم کھا کر اپنا ایک غلام (نوکر) اس بوڑھے کو دے دیا اور غلام کو فرمایا تم آج سے میرے غلام نہیں بلکہ اس بوڑھے کے غلام ہو اور یہ بوڑھا آج

سے تمہارا آقا ہے تم اس کے مملوک ہو یہ مالک ہے اب غور فرمائیے یہ غلام کیا کام کرے گا اس کے فرائض کیا ہوں گے۔ یعنی یہ غلام تمام وہ امور انجام دے گا جو وہ بوڑھا اپنے ہاتھ سے خود انجام دے رہا تھا اور بوڑھا اب وہ کام خود نہیں انجام دے گا۔ بلکہ وہ امور غلام کے فرائض میں شمار ہوں گے۔ بازار سے سامان خورد و نوش غلام لاتے پانی یہ بھرے روٹی یہ پکاتے چلہ پائی یہ بچھاتے برتن یہ دھوئے۔ کپڑے یہ دھوئے اگر یہ امور جو وہ بوڑھا خود کرتا تھا نہ کرے اس کی موجودگی میں بوڑھا خود کرتا رہے تو وہ بوڑھا اس کو اپنا غلام نہیں کہے گا۔ وہ غلام اپنی زبان سے کہتا رہے میں اس کا غلام ہوں مگر بوڑھا یہی کہے گا یہ میرا غلام نہیں باغی ہے۔ غلام کو کہتے ہیں عبد اور عبد جو امور انجام دے رہا ہے ان کو کہتے ہیں عبادت جس کے دے رہا ہے اس کو کہتے ہیں معبود۔ اصطلاح اسلام میں معبود کہتے ہیں اللہ کو اللہ کا کام کرنا ہے خلق کرنا۔ موت دینا۔ رزق دینا۔ بادل لانا۔ بارش برسانا ہوا چلانا۔ مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ نباتات اگانا۔ دن اور رات لانا موسموں کو لانا۔ وغیرہ امور لہذا اب جو ان امور کو بجالاتے وہ ہے عبد اور ان امور کا ادا کرنا ہے عبادت اور معبود یہی ارشاد باری ہے یا ایہا الناس اعبدونی اذیکم الذی خلقکم واللہ من قبلکم لعلکم تتقون۔ اے انسانوں تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے شاید کہ تم لوگ پرہیزگار ہو جاؤ۔ شیطان کرتا ہے چوری۔ نفاق دغا بازی۔ بھوٹ قتل۔ ڈاکہ۔ شراب خوری۔ زنا۔ فتنہ۔ فساد وغیرہ لہذا جو ان امور کو انجام دے وہ عبد اور یہ امور عبادت شیطان معبود اس لئے اللہ نے روز ازل یہ آدم اور اولاد آدم سے عہد لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بلکہ میری عبادت کرنا جو کام شیطان کرتا ہے۔ وہ نہ کرنا بلکہ جو میں کرتا ہوں وہ کام کرنا۔ جب دنیا میں اگر انسان یہ بات بھول گیا اور شیطان کی عبادت میں لگ گیا تو انبیاء۔ مرسل۔ ائمہ آئے اس غفلت کو دور کرنے اور اسی غفلت کی دوری کا نام ہے تزکیہ۔ جو انبیاء اور مرسل۔ ائمہ کے فرمان سے غفلت کو دور کر کے اُن امور کو بجالانے لگے جو اللہ کرتا ہے تو وہ عبد ہو گئے اور وہ امور عبادت ہو گئے خلق کرنا۔ موت دینا زندگی دینا رزق دینا۔ عزت دینا مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ بیماری دور کرنا یہ امور عبادت کرنے والا عبد اور جس کے یہ امور تھے وہ معبود ہے جناب عیسیٰ فرما رہے ہیں

آتٰی قَدْ جَسَّتْكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنْ اَطْفَالٍ كَهَيْئَةِ اَطْفَالٍ نَافَعٍ فَبِیْهِ  
فَیَكُونُ طِفْلًا یَاْذِنُ لِلّٰهِ وَكَأَبْرًا اَلَا كَلِمَةً وَّالْاَبْرَارُ وَاُحْسِ النُّوْیَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنْصَلُّكُمْ  
بِمَا كَانُوا عَلٰی وَاَمَّا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بَیوتِكُمْ (عمران) بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ  
تمہارے رب کی آیات لے کر بیشک میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندے مٹی سے ان  
میں چھونک مارتا ہوں وہ پرندے جاندار بن جاتے ہیں اللہ کے حکم سے اور میں اکہ اور برص  
کے مریض کو شفا دیتا ہوں مردے کو زندگی دیتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو وہ میں بتاتا ہوں جو  
جو تمہارے گھروں میں پوشیدہ ہے وہ میں جانتا ہوں میں یہ کام کیوں کرتا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ  
میں اللہ کا عبد ہوں ایمان کرام کو قرآن نے عباد کہا ہے اور اللہ کے یہ عبد ہوتے فعل عبادت  
اور اللہ معبود مگر مولوی نے ان افعال کو معجزہ کہہ کے تمام مفہوم عبادت بدل دیا۔ حالانکہ  
یہ معجزہ نہیں ان کی عبادت ہیں اور جو ان عباد الرحمن کا سردار یہ امور سکھانے والا وہ ان جیسا  
ہے مگر ان جیسا نہیں لال پتھر ہے مگر پتھر جیسا نہیں یہ عبد ہیں اور وہ عبد ہے اسی لئے  
کہا گیا ہے عبد دیگر عبدہ چیز سے دیگر انسانی برادری کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر در معبود پر  
جھکا دیا ایک مسجد کی ڈیوڑھی پر سجدہ ریز کر دیا غفلت کو دور کر دیا۔ نفس کی نجاست کو دور کر کے تزکیہ  
کر دیا ایمان کا لباس پہنا کر ایمان کا لحاظ ان کے چہروں پر لگا کر کے اللہ کا ایسا عبد بنا جیسا کہ  
اللہ چاہتا تھا۔ اور یہ جماعت کہ ملائی عباد اللہ الصالحین۔ اور ان کے سردار میں وہ جو عبد نہیں  
بلکہ عبدہ ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے لازم ہے یہ کہنا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدٌ وَّوَسُوْكَہُ میں گوی  
دیتا ہوں بیشک محمد اس کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔ جماعت  
کے سردار ہیں محمد اور آل محمد علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل آدم اور اولاد آدم سے وعدہ  
لیا تھا کہ میری عبادت کرنا۔ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمد  
آل محمد نے جس سے یہ پتہ چلتا ہے جب آدم اور اولاد آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمد  
و آل محمد علیہم السلام اس وقت آدم اور اولاد آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی  
جنس سے نہیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں اگر یہ بھی اولاد آدم میں آتے  
بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روز ازل وعدہ میں بھی آتے مگر یہ آتے نہیں جس سے روز  
روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولاد آدم اور ہے محمد و آل محمد علیہم السلام اور ہے۔

**محمد ذاک محمد علیہ السلام** محمد ذاک محمد علیہ السلام کا وجود بعد آدم نسل آدم نہیں ہوا بلکہ خلقت آدم سے پہلے ان وقت زمین ہستیاں تھیں۔ آدم ملک بنیطان۔ آدم کو سجدہ ہے ملک اور شیطان کو حکم سجدہ ہے لہذا عالمین تینوں سے نہیں بلکہ ان سے پہلے ہیں۔ اور عالمین ہوائے خدا کے کسی کے تابع نہیں آدم اور ملک عالمین سے تابع۔ اور آدم کا انکاری بیس ہے عالمین ہی ہستیاں تھیں عالمین مع ہے عالمی کی اور عالمی ہے ذات محمد ربی لفظ عالمین بتاتا ہے کہ آدم اور اولاد آدم سے قبل محمد علیہ السلام اور محمد بھی تھے اور وہ ہیں آل محمد محمد ذاک محمد قبل آدم تھے اور اولاد آدم کے ساتھ میں اولاد آدم کے بعد ہوں گے اسجبت قبل الخلق ومع الخلق وبقی الخلق جنت مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہے اللہ اور ہے جنت اور ہے اللہ جنت نہیں اور جنت اللہ نہیں ہے فرمان رسول ہے سخی حجج اللہ ہم اللہ کی جنت یہی مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہیں جب یہ مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد تو سرزمین مکہ اور مدینہ میں لباس بشر میں آنے کے بعد یہ وجود میں نہیں آئے اور نہ مدینہ میں آکر کام کرنے لگے بلکہ یہ بعد پہلے سے فرض عبادت ادا کرتے رہے ہیں۔ قال علی علیہ السلام فی بعض خطبہ انا عندی مقالتیم لا یعلمها بعد رسول اللہ الا انا ذوالقرنین المذکور فی مصحف الاولی۔ انا صاحب خاتم سلیمان۔ انا والی الحساب انا صاحب القیواط واما قاسم الجنة وانا ذوالقرنین المذکور فی الاولی۔ انا آیت الجہاد انا حقیقت الاسرار انا صورق الاشجار انا مولع الاثماد انا مفجد العیون انا مجای الانہاد انا فاذن العلم انا طود العلم انا امیر المؤمنین انا عین المیقین انا حجة اللہ فی السنوت والادبی۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے میں وہ ہوں جسکی پس منجبت کعبہ نہیں بعد رسول میرے بعد کوئی نہیں جاتا۔ میں وہ ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر صرف اولی میں ہے میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں میں یوم حساب کا مالک ہوں میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت والنار ہوں میں اول آدم ہوں میں اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں۔ میں پھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں میں غبر وں کو بہانے والا ہوں میں علم کا خزانہ ہوں میں علم کا پہاڑ ہوں میں امیر المؤمنین ہوں میں سرچشمہ یقین ہوں میں زمینوں اور آسمانوں

میں جنتِ خدا ہوں میں متزلزل کرنے والا ہوں میں صاعقہ ہوں میں حقانی آواز ہوں میں قیامت ہوں ان کے لئے جو قیامت کی تکذیب کریں میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب نہیں میں وہ اسمائے حق ہوں جن کے ذریعہ خدا نے دعا قبول کرنے کا حکم دیا۔ میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰؑ نے ہدایت کا اقتباس کیا۔ میں صور کا مالک ہوں میں قبروں سے مردوں کو نکالنے (زندہ) کرنے والا ہوں میں یومِ المنصور کا مالک ہوں۔ میں نور کا ساتھی اور اس کو نجات دینے والا ہوں۔ میں ایوبؑ بلا رسیدہ کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں میں نے اپنے رب کے امر سے آسمانوں کو قائم کیا۔ میں صاحبِ ابراہیم ہوں میں کلیم کا بھید ہوں میں ملکوت کو دیکھنے والا ہوں۔ میں وہ حق ہوں جسے موت نہیں۔ میں تمام مخلوق پر ولی حق ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی۔ مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے۔ میں وہ ہوں جسے امر مخلوق تفویض کیا گیا میں خلیفۃ اللہ ہوں ہمارے مرتضیٰ صفحہ ۵۲ مولا کے کائنات کا یہ فرمان خلاف قرآن اور اسلام نہیں بلکہ عین اسلام ہے بارش برسانہ فصل آگاہ درختوں پر پھول لانا اور پھل لگانا۔ بادل لانا اولاد پیدا کرنا امور عبادت ہیں جس کے یہ بی وہ معبود ہے اور جو ان کو کرے وہ عباد ہے لہذا یہ امور ہیں عبادت اللہ کے ہیں یہ امور وہ ہے معبود اور جو ان کو انجام دے وہ ہے عباد جو ہستیاں ان عباد پر حاکم وہ ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ ہے ب کا معنی ساتھ۔ اسم لبسم اللہ الرحمن الرحیم کا معنی نام اللہ کا اللہ الرحمن الرحیم۔ لیکن تراجم کئے گئے ہیں میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے شروع کرتا ہوں کس لفظ کا ترجمہ ہے وہ یہاں نہیں عزلی محاورہ سے اگر کہا جائے میرا کلم کہاں ہے اور ذکر جواب دے بڑنڈیہ تو اس کا ترجمہ ہے زید کے پاس ہے لہذا اب بسم اللہ کا مطلب ہے اگر ب کا معنی ساتھ ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہے۔ یا اللہ کے نام کے پاس ہے ب سوال ہے اللہ کے نام کے ساتھ کیا ہے یا اللہ کے نام کے پاس کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ نام کے ساتھ ہے۔ نام کے پاس ہے۔ ہے سے مراد ہونا۔ ہستی۔ یہ دو لفظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں ہر شے کی ہستی یا ہر شے کا موجود ہونا اللہ کے نام کے ساتھ ہے یا اللہ کے نام کے پاس ہے

علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَنْزِمُ لِحَبِيبِهِ صِفَاتِ  
**اللہ کا نام:** جَمَالِہِ وَکَمَالِہِ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو  
 وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ اَلَا سَمَاءُ الْحُسْنٰی (حشر) اور اسی اللہ کے لئے  
 ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنی اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث  
 ہے نَحْنُ اَسْمَاءُ اللّٰہِ اقْوَالِ اَمَّہِ اہل بیت علیہم السلام ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظ اَمَّہِ  
 نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے  
 لہذا وہ ذوات منفصلہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام  
 کہلانے کے مستحق ہیں۔ نور کا مقام ہے نحن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت  
 ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہذا نحن سے مراد ہے وہ اَنَائے مطلقہ یعنی نور کائنات  
 جو علت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شے کا وجود اس نام  
 سے جو نور مخلوق اول ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبعیات سے کہ کائنات  
 کا ذرہ ذرہ غیر مری نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود  
 ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہذا موجودات کے ذرے ذرے کا  
 باعث وجود و بقا وہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام ہے رحمانیت رحمن رحیم کا مطلب ہم  
 کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر  
 اس کی تدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمن۔ رحیم دونوں کا معنی ہوا وجود باری ناقص  
 کو اپنی نگرانی میں تدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ رحمن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا  
 ہر شے اللہ کے نام سے ہے جو رحمن (علت وجود و بقا کے اشیاء) اور رحیم ناقص کو تدریج  
 کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملا خطہ ہو عبدی اَلْهٰی اَجْعَلْتُ  
 مِثْلِيْ اَنْحٰی اَمَوْتَ اَجْعَلْتُ خَبِيْرًا لِّمَوْتِ اَنَا غَنِيٌّ لَا اَمْتَقِرُ اَجْعَلْتُ غَنِيًّا لَا تَفْتَقِرُ اَنَا مُكْنِيْ اَشَاءُ  
 کُن اَجْعَلْتُ مِثْلِيْ اَمَوْتَ اَجْعَلْتُ خَبِيْرًا لِّمَوْتِ اَنَا غَنِيٌّ لَا اَمْتَقِرُ اَجْعَلْتُ غَنِيًّا لَا تَفْتَقِرُ اَنَا مُكْنِيْ اَشَاءُ  
 کن اَجْعَلْتُ مِثْلِيْ اَمَوْتَ اَجْعَلْتُ خَبِيْرًا لِّمَوْتِ اَنَا غَنِيٌّ لَا اَمْتَقِرُ اَجْعَلْتُ غَنِيًّا لَا تَفْتَقِرُ اَنَا مُكْنِيْ اَشَاءُ  
 لوں گا میں ایسا زندہ ہوں جو مرتا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا  
 غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا۔ کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا  
 ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے  
 والا بنا دوں گا تو جس چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اَلْهٰی اَجْعَلْتُ مِثْلِيْ اَنْحٰی اَمَوْتَ

مُكْنُ نِيَكُونُ۔ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے۔ اپنے جیسا بنا لوں گا۔ پھر تو جس شے کے لئے کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گی ان دونوں حدیثوں میں لفظ آیا ہے مثلی۔ تو اس سے مراد ہے بندے تو مجھ کو جیسا سمجھتا ہے میں تجھ کو ویسا بنا دوں گا۔ جو صفات تو میری طرف منسوب کرتا ہے وہی صفات میں تجھ میں پیدا کر دوں گا۔ پس صفات الہیہ سے متصف ہو جانا مکمل ہے ہی کا نام عبودیت اور بندت ہے جو کر رہا ہے وہ عبد اور عابد ہے جس کے یہ اوصاف تھے وہ معبود ہے قرآن صادق آل محمد علیہم السلام تَنَمَّ اللَّهُ خَالِدًا نَحْنُ فَيُهَا مَعُودُهُ فَيُعَاثُ مَعْرُذًا لَكِ هُوَ وَنَحْنُ نَحْنُ ہمارے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جس میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی ہے اور ہم۔ ہم ہی ہیں۔ ارشاد ہے خالق کا خود كُنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْإِذْرِ۔ ہم انسان سے فاصلہ لگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اِنَّ اللَّهَ مَعَهُ يَنْزِلُ إِلَيْهِمْ ذَقِيلِهِ۔ بیشک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان میں مائل ہے نظریہ علم طبیعیات بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر مرنی تخلیقی نوری شعاعیں نیوٹرینا (UNIVERSE) میں ہر جگہ اور ہر ذرے میں موجود ہیں۔ اس نور کی جان ذات خالق ہے ان شعاعوں کا موجود ہونا گویا خود اس کا موجود ہونا ہے قلب انسانی کے چاروں طرف ان شعاعوں کے حلقے ہیں جو قوت اور اک کی ترقی سے شعور میں آ جلتے ہیں۔ مگر جب تک نفس انسانی پر غفلت چھائی رہے اس تک اُن کا اور اک نہیں ہوتا۔ پس اگر ان شعاعوں کا قلب انسان سے کامل اتصال ہو جائے تو صفات الہہ کا منظر بن جاتے گا یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا تھا۔ ہے لہذا سوچ اور اعتراض کی ضرورت نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے اور ہم وہ ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے جس کو محمد و آل محمد سے اتصال ہو جائے وہ بھی اس حد کمال تک پہنچ سکتے ہیں لہذا محمد و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات کو پڑھنا لازمی ہے اسی لئے اس کا نام ہے جلاء العیون آنکھوں کی روشنی۔

انبیاء نے علی کو پکارا۔ آدم سے لیکر آج تک اور تاقیامت ہر زمانہ میں انبیاء رسل مومنین یا جس نے بھی پکارا کیا محمد و آل محمد نے ان کی مدد کی سابقہ میں مولا علی کے خطبات کے الفاظ گذرے نوح کو نجات دینے والا یوب کو شفا دینے والا میں ابھی تو یہ حضرات مکہ میں پیدا نہیں ہوئے مدد کیسے

کرتے تھے کیا انبیاء نے ان کو پکارا اور انہوں نے ان کی مدد کی قرآن کیا کہتا ہے۔ لہذا ملاحظہ ہو رحمن رحیم۔ قابض۔ قهار۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ مدبر۔ باطن۔ خالق۔ رب۔ رازق۔ ناصر۔ معین۔ وحی۔ وغیرہ اللہ کے نام ہیں اور بیان سابقہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام (صفات) محمد و آل محمد ہیں۔ خالق۔ رازق۔ رحمن۔ اب یہ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے صفات یا اللہ کے نام ہیں اسمائے حسنیٰ ان کو قرآن میں کہا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے اللہ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارو اور اللہ کے صفات۔ نام یہ ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام ان کو منظر صفات خداوند بھی کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مثل علی بھی جتنے بھی صفات ہیں ان کے مظاہر ہیں محمد و آل محمد اپنے اپنے دور میں مصائب میں انبیاء نے پکارا ہے۔ اللہ کو رب کے نام سے۔ اللہ اور رب دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ اللہ اور ہے رب اور ہے اللہ رب ہو سکتا ہے مگر رب اللہ نہیں ہو سکتا۔ رب کا معنی ہے نگران محافظ پرورش کرنے والا۔ رب قرآن میں بادشاہ کیلئے بھی آیا ہے حضرت آدم سے لیکر جناب عیسیٰ تک انبیاء کرام نے پرچار کیا ہے اللہ کا اور جب ان پر مصائب پڑے تو پکارا ہے انہوں نے رب کو جناب آدم فرماتے ہیں اور جناب خواتین کہتے ہیں رَبَّنَا كُلُّنَا افْتَسْنَا ذَاکَ فَتَغَمَّدْنَا بِرَحْمَتِکَ وَتَوَّحُّدُنَا لَمْ یَلْحَظْ مِنْکَ اَلْخَاسِرُونَ۔ خط ارضی یہ جب حضرت آدم اور جناب حوا جدا جدا تھے تو ایک عرصہ تک روتے رہے اس وقت دونوں نے اپنے اپنے مقام پر دعا کی یا پکارا انہوں نے اے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے نفسوں پر بے لوثی کی ہے و اگر کبھی بھی تو نے ہم کو نہ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا تو ہم غاسرین میں سے ہو جائیں گے حضرت نوح علیہ السلام قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں لوگ پھر مار رہے ہیں بنی زحیٰ ہے تمہوں میں دب گیا فرشتہ اگر نکالتا ہے پھر تبلیغ فرماتے ہیں پھر تمہوں کی بارش ہوتی ہے دب گئے فرشتہ نکالتا ہے آخر نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی حکم ہوا کشتی بناؤ کشتی تیار ہوئی مومنین سوار ہوئے پرندے سوار تنور سے پانی نکلا۔ بارش اوپر سے شروع ہو گئی پانی کا عذاب اگیا کشتی آب دوش پر رواں سب ڈوب رہے ہیں پانی بلند ہو رہا ہے مکانات اشجار سب پانی میں طوق پہاڑوں پر پانی بلند ہو رہا ہے میوے۔ بیٹھا تک ڈوب گئے۔ کشتی گرداب میں آگئی آواز دی بنی نے ذَاذِی نُوحِ ذَکَہُ اور پکارا نوح علیہ السلام اپنے رب کو میری کشتی کو بچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نرود اور اس کی قوم نے بت فتنی کا مجرم قرار دیا اور ان کو آگ میں ڈالنے کا اعلان کر دیا ایک مدت تک آگ جلتی رہی شعلے بلند ہوتے

سچے اور انکار سے جنتے رہے لوگ فرداً فرداً ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے سے قبل ڈراتے رہے کہ  
 نرو کی اطاعت کر لو اور آگ سے بچ جاؤ تو جناب ابراہیمؑ ان کی دھمکیاں آگ کے بارے  
 میں سن کر مسکرائے اور فرماتے میں آگ اور تم سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ وَقَالَ إِنِّي  
 ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ۔ میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں میرے رب کا میرے اوپر  
 رحم ہے وہ مجھے تمہارے ظلم اور آگ سے نجات دے گا۔ جناب ایوب علیہ السلام جب صاب  
 سے دو چار ہوتے اولاد وفات پا گئی گھر تباہ ہو گیا خود بیماری میں لاغر و نحیف ہو گئے قوم  
 نے باتیکاٹ کر دیا اکیلے رہ گئے زوجہ کے ساتھ کافر حرکات غیر مندبانہ کرنے لگے۔ اور جناب  
 ایوبؑ آواز دی کہ اَيُّوبُ اِذَا نَادٰى رَبَّهُ اَنِّىْ مَسِيْئٌ اَلْعَمَلُ وَ اَنْتَ اَنْتَ اَلْعَمِلُ الَّذِيْنَ  
 اور حضرت ایوب علیہ السلام نے پکارا اپنے رب کو مجھے روحانی جسمانی تکالیف نے آیا ہے  
 میری مدد کر اور تو ارحم الراحمین ہے۔ حضرت ذکر کیا علیہ السلام بیت المقدس کے نگہبان  
 اور متولی تھے اولاد سے محروم تھے بیوی اور خود اپنی کمر جھک گئی بال سفید ہو گئے مگر کوئی شیا  
 بیش نہیں بلکہ دشمن اولاد نہ ہونے کا طعنہ دے رہے ہیں دل ذکر بآں کے نایاب الفاظ اس کتبچہ  
 ہے ایسے وقت میں جناب ذکر کرنے پکارا۔ وَذَكَرْنَا اِذَا نَادٰى رَبَّهُ اَنِّىْ اَفْقَرْتُ فَزِدْ اِدْنًا فَاَوْثِقْ اِلَيْهِ  
 ذکر کرنے آواز دی اپنے رب کو اے رب مجھ کو بے وارث نہ چھوڑنا دے تو بہترین وارث بنانے والا وارث  
 ہے جناب موسیٰ علیہ السلام نے دامن طور پر تاریکی شب میں اپنی زوجہ اور اپنے بچے کو  
 سردی میں بے چین دیکھ کر دربار فرعون میں ظالم کی ظالمانہ گفتگو اور دھمکیاں سن کر  
 دہاتے نیل کو پار کرتے ہوئے اور بھگ عمالہ کے وقت قوم کے میدان سے فرار ہو جانے  
 پر نرنگہ تمام مشکل مقامات پر رب کو پکارا قَالَ رَبِّ اِنِّىْ اَكُوْنُ اِلٰى كَفُوْنِ  
 قَانِحِ كَا فُوْنِ بَيْنَا وَ بَيْنَ الْفَقْرِ الْفَسِيْقِ۔ آواز دی موسیٰؑ نے اے رب بیشک میں  
 کسی پر ملکیت نہیں رکھتا مگر اپنے نفس پر اور اپنے بھائی پر پس تو قوم فاسقین اور ہم میں  
 ایک جدائی کا نشان قائم کر دے جناب عیسیٰ علیہ السلام نے وقت تبلیغ۔ نزول مادہ کیلئے۔  
 قوم کے مقابل اور زنداں میں جس ذات اقدس کو مدد کیلئے پکارا وہ ہے رب جناب خاتم  
 الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر جنگ اوپر ہر مقام مشکل میں اگر فرمایا ہے تو  
 رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْجَاً مِّنْ ذٰلِكَ اَخْرِجْ مُنْجَاً مِّنْ ذٰلِكَ اَخْرِجْ مُنْجَاً مِّنْ ذٰلِكَ اَخْرِجْ مُنْجَاً مِّنْ ذٰلِكَ  
 صدق کے ساتھ داخل فرما اور ہر منزل اور مقام سے صدق کے ساتھ مجھے وہاں سے نکل

ہر ایک نبی نے مصائب میں پکارا ہے رب کو اب قرآن میں دیکھتے رب سے کون مراد ہے سورہ  
معل اتی میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ وَ مَسْقُطُهُمْ كَبْكُهُمْ سَقَدًا اَبَاطًا طَهُرًا ۝۱۵ میدان حشر  
میں روز قیامت جماعت مومنین کو جب قیامت کی گرمی سے اُن کا برا حال ہو رہا ہو گا زبان  
شدت پیاس سے سوکھ کر مانند چوب خشک ہو رہی ہو گی آواز گلے سے نہ نکلتی ہو گی اس  
وقت ان کا رب اُن کو پاک خوشبودار ٹھنڈا پانی پلانے کا عالم اسلام کا اتفاق ہے وہ ٹھنڈے  
اور میٹھے پانی کا چشمہ حوض کوثر ہے اور جناب ابوبکر روایت کرتے ہیں فرمود رسول خدا (ص) ساقی حوض  
علی مرتضیٰ بود مدارج النبوة جناب خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساقی حوض کوثر مولا علی  
علیہ السلام ہیں یعنی قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علیؑ ہے انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی  
موجود کی اور اللہ کی جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب (علیؑ) کو اب بھی مصائب میں پکارنا  
اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو منت انبیاء اور قرآن پاک ہے اور رب کا معنی ہے متعلق  
پرورش کنندہ نگہبان۔

## ظاہری پیدائش سے قبل وجود محمد وآل محمد علیہم السلام عالین ہیں اور تخلیق عالین

زمانہ میں بہر نبی کے ساتھ ان عالین کا وجود رہا ہے۔ لفظ رب بتائے یہ موجود تھے جناب عبد اللہ  
اور جناب ابوطالب کے گھر سرزمین مکہ میں تو یہ لوگ بشر میں آتے ہیں۔ رسول کے متعلق ہے  
لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ اَسَ جَبَّ اَکْرَ تَوْنَهُنَّ تَوْمِیْنِ اَفْلَکَ کَوِیْدَانَهُ کَرْتَا۔ یعنی  
خلقت افلاک سے قبل وجود محمدی تھا اور جناب سرکار رسالت فرماتے ہیں اَنَا کَرْتَا  
مِنْ نُوْرٍ وَّ اِجْدٍ میں اور علی ایک نور سے ہیں لہذا نور محمدی تھا تو نور علی بھی تھا جب یہ  
دونوں تھے تو نور فاطمہ بھی تھا دیگر ائمہ بھی تھے۔ تو کیا یہ صرف انبیاء کی مدد کرتے رہے  
یا تمام مخلوق کی تمام مخلوق کی جس نے پکارا اس اور جس نے نہیں پکارا اس کی بھی جناب  
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وجود اور مرد کرنا وجود لباس بشریہ محمدیہ و علویہ اور فاطمیہ سے  
دو ہزار سال پہلے امریکہ میں کوئی جانتا بھی نہ تھا ادھر کی دنیا صرف اپنے کو دنیا  
سمجھتی اور کہتی تھی تو سرزمین امریکہ میں ایک راہبہ دل گبوی رہا کرتی تھی لوگ اس کے پاس  
اپنی حاجات لے کر جاتے اور اس سے دعا کرتے چنانچہ ہر طرح کی مصیبت میں لوگ آتے  
حتیٰ کہ اولاد کے لئے بھی پہلے تو اس راہبہ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اولاد دینے کی اہل

نہیں ہے تو لوگوں نے بہت اصرار کیا اس وقت اللہ نے رب کو پکارا اے رب یا تو مجھے بچے دینے کی طاقت تفویض فرما اور یا مجھے موت دے جس دن راہب نے رو کر گھر گڑا کر رب کو پکارا اسی دن رات کو خواب میں ایک برقع پوش عاتون نظر آئی اس نے فرمایا راہب میں میرا نام فاطمہ بتول ہے اس ملک کے جنگل میں ایک بوٹی ہوتی ہے جسے گل طاہرہ کہتے ہیں جس کے ہر پودے میں پانچ شاخیں ہوتی ہیں اور ہر شاخ میں چودہ پتے لگتے ہیں اور ہر پتے میں چودہ دندانے ہوتے ہیں۔ ہر ٹہنی پر چودہ کلیاں نکلتی ہیں جب وہ پھول بنتی ہیں تو ہر پھول میں چودہ ٹکڑیاں ہوتی ہیں پس اگر یا نبجہ عورت کو اس پودے کی بوٹی پتوں پھولوں اور جڑوں کو شہد میں ملا کر کھلایا جائے اور رحم میں اس کا حلوں کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسکو جلد از جلد اولاد نہینہ عطا فرمائے گا ہمیشہ خدا سے ڈرتی رہنا۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا گنہ اور برائی سے بچتی رہنا کسی سوائی کو در سے واپس نہ کرنا چنانچہ معج کو اس نے بانجھ عورتوں کو اس بوٹی کے کھانے اور رطلوں کرنے کو کہا تو اللہ نے ان کو اولاد عطا کی۔ اس بوٹی کا نام بدرتے بدلتے کال تھریا ہو گیا آج کل صرف آئیل کال تھریا استعمال ہوتا ہے خنزیر لادویہ اور قرابا دین پرانے نسخوں میں اور آج کل بھی اس کا نام مشینہ البتول درج ہے ریڈ انڈین یعنی سرخ جنگل امریکن ہر سال موسم بہار میں ایک مذہبی تہوار مناتے ہیں آج کل بھی اس موقع پر وہ اپنی قدیم زبان میں وہ ہی الفاظ دہراتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے اس متبرک تقریب کو ہم بڑے احترام کے ساتھ فاطمہ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ اے خدا تو اس نام کی بدولت ہر حاجت مند کی مراد پوری کر کتاب رسی اولڈ آف امریکہ مصنفہ سترگ نیز ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ نمبر ۱۹۸۲ گسٹ نیز دریافت ہونے والی کشتی نوح اور نوح سلیمانی پر چارہ وہ معصومین کے اسمائے مبارکہ کا ذکر موجود ہے بحوالہ کتاب ایلیا مصنفہ حکیم سعید محمود گیلانی بہر حال یہ ذوات مقدسہ مکہ معظمہ میں لباس بشر میں تشریف لائے پہلے ان کا وجود تھا اور وہ امداد کرتے رہے لوگ ان سے مدد مانگتے رہے جناب سلیمان فارسی ہر قہ اور مولائے کائنات پر اس جہان خاکی میں شباب کی آمد تھی مولا کعبور تناول فرما رہے تھے اور گھٹی سلیمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔ جناب سلیمان فارسی نے عرض کیا بچے بوڑھوں سے مذاق نہیں کیا کرتے یہ سن کر ابوطالب کا بیٹا بولا سلیمان آپ عمر میں میں بچہ۔ اچھا یہ بتاؤ وہ وقت یاد ہے جب آپ ایک جنگل سے گذر

رہے تھے یہاں تک بھاڑ سے شیر برآمد ہوا اور نہ ہمارے اوپر حملہ کرنے والا تھا ان لمحات میں تم نے مدد کیلئے اپنے رب کو پکارا فوراً ایک گھوڑا سوار ظاہر ہوا فطیر جس کو دیکھ کر چلا گیا۔ اور تم نے اُسکو ایک تحفہ میں گلدستہ بھی دیا جناب سلیمانؑ نے سن کر عرض کیا۔ علی میں قربان جاؤں یہ واقعہ صحیح ہے مگر میں نے تو آج تک کسی سے ذکر نہیں کیا آپ کو کیسے معلوم ہے مولانا نے امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے جواب میں آستین سے وہ گلدستہ نکال کر فرمایا سلیمانؑ یہی تھا سلیمانؑ فارسی یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کیا مولایہ سب کچھ کیا ہے آپ کو کیسے پتہ چلا یہ گلدستہ آپ کو کیسے ملا مولانا نے فرمایا سلیمانؑ وہ گھوڑا سوار میں علیؑ تھا۔ سلیمانؑ نے عرض کیا مولانا یہ تو بہت مدت کا واقعہ ہے ابھی تو شاید ابوطالب علیہ السلام کی بھی ولادت نہیں ہوئی تھی مولانا نے فرمایا سلیمانؑ یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں آنا بھی اسباب کے تحت اور جانا بھی اسباب کے تحت اور رہنا بھی اسباب کے تحت مگر ہم محمدؐ و آل محمدؐ اسباب کے محتاج نہیں بلکہ اسباب ہمارے محتاج ہیں ہمارے متعلق کبھی بھی کسی طرح کا شک نہ کرنا۔

## ایک وقت میں سب آوازوں کی سماعت

ایک وقت میں عالمین میں مختلف آوازیں امداد کیلئے پکار رہی ہیں بلند آواز سے اور آہستہ بھی بعض گونگے ہیں۔ اور بعض دل ہی دل میں پکار رہے ہیں ان تمام آوازوں میں یہ شناخت کیسے کرتے ہیں یہ فلاں کی ہے یہ فلاں کی ہے۔ یہ سوال اور خیال اگرچہ بہت ذہنی معلوم ہوتا ہے مگر لایعنی ہے۔ قرآنی معلومات اور علم حیاتیات نہ ہونے کی وجہ سے ہے جتنا رسول مقبول کا ارشاد ہے جب تم صلوات پڑھتے ہو اسی وقت میرے پاس پہنچ جاتا ہے اور مجھے پتہ چلتا ہے یہ صلوات فلاں کی ہے یہ درود فلاں کا ہے آج کل یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے عالمین کو چھوڑ کر صرف خطہ ارضی پر نشانہ کر دوڑ بار ایک منٹ میں درود شریف پڑھا جا رہا ہے اور سب کا سب سرکار رسالت کے پاس اسی وقت میں جا رہا ہے اور حضورؐ سن رہے ہیں شناخت بھی فرما رہے ہیں یہ درود فلاں کا یہ فلاں کا ہے نماز پنجگانہ کا واسطہ سورج کے ساتھ ہے صبح صادق ہوتی نماز فجر سورج ڈھلا نماز ظہر اور ڈھلکے آگے بڑھا تو عصر غروب ہوا تو مغرب اور مغرب کی سفیدی پر سیاہی آگئی تو عشاء کا وقت آگیا اور سورج ایک ہی رفتار پر چل رہا ہے مگر خطہ ارضی پر اس کا طلوع و غروب ایک نہیں پاکستان میں اگر صبح کے چھ بجے تو امریکہ رات کے چھ بجے ہیں پاکستان رات کے ۸ بجے ہیں لندن میں رات کے دو بجے

ہیں غرضکہ تمام دنیا کا یہی حال ہے دیگر سیاروں کے چاند اور سورج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور طلوع و غروب بھی علیحدہ ہے تو اس سے معلوم ہوا امت محمدیہ زمین ہی نہیں تمام عالمین میں ہے اور نماز پڑھتے ہیں ہر لمحہ کہیں نہ کہیں نماز پڑھی جا رہی ہے اور نماز میں واجب ہے **السلامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا اَبْنٰی** **کَلْبَعَمَہُ اللّٰہِ** کی جگہ کاٹھ سلام ہو مجھ پر اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں حضور یہ سلام سن رہے ہیں جیسے بھی سن رہے ہیں سن ضرور رہے ہیں اور خود حکم فرمایا ہے سلام کرنا سنت ہے جواب دینا واجب ہے جب عالم آدمی کیلئے جواب دینا واجب ہے تو خاتم النبیین بھی لازماً اور واجباً سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ غفلت اور لاشعوری۔ غفلت فسق فحور کے پردے اس طرح دل اور کانوں پر پڑے ہوں ہم جواب رسول پاک کا نہ سنیں لہذا ایک لمحہ میں اُن کو کروڑوں انسانوں کا سلام پہنچ بھی رہا ہے وہ ہر ایک کو فرداً فرداً جواب بھی دے رہے ہیں اسی طرح پکارنے والے کروڑوں مخلوق کی آواز کو ایک لمحہ میں سن بھی رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں۔ لہذا جانشین محمد و آل محمد بھی یہی صفت رکھتے ہیں کیونکہ حضور نے فرمایا ہے۔ **اَدْلُنَا مُحَمَّدًا اَدْلُوْنَا مُحَمَّدًا اَدْلُوْنَا مُحَمَّدًا اَدْلُوْنَا مُحَمَّدًا** اُدلنا محمدًا اُدلونا محمدًا اُدلونا محمدًا اُدلونا محمدًا ہم سب کے سب محمد ہیں نیز محمد و آل محمد علیہم السلام مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ اُن پر نہ نیند طاری ہو سکتی ہے اور اد نگھ چنانچہ فقہی مسئلہ ہے سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر صحیح بخاری میں ہے جناب سرور کائنات جب بستر پر عالم خواب میں ہوتے تو اٹھنے پر بلا تجدید وضو نماز ادا فرماتے جو اس بات کی دلیل ہے ان پر خواب طاری نہیں ہوتا ہر لمحہ اور ہر گھڑی مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں۔ خداوند عالم کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اد نگھ اب محمد و آل محمد علیہم السلام پر نیند آجاتے تو پھر یہ ذوات قدسہ مظہر صفات واجب الوجود نہیں رہ سکتے مظہر صفات واجب الوجود کا یہ خاصہ ہے وہ ہر شے کو دیکھ رہا ہے اور آواز کو سن رہا ہے یہ بشری خاصہ ہے جب کسی بازار یا میلہ۔ بھیڑ وغیرہ سے گذارتا ہے تو وہ نہ آوازیں کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور نہ اپنے کان میں آوازیں کو برداشت کر سکتا ہے کثیر آوازوں سے پردہ کان ہی پھٹنے لگتا ہے یہ صرف خاصا محمد و آل محمد علیہم السلام ہے تمام عالمین کی ہر لمحہ آوازیں کو سن رہے ہیں اور ہر آواز کو علیحدہ علیحدہ شناخت بھی کر رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام کے کان کے متعلق قرآن میں بھی ارشاد ہو رہا ہے۔ **وَتَجِیْہَا اُذُنٌ** **ہَامِیۃٌ** اور ضبط رکھتا ہے تمام آوازوں کو وہ کان جس میں اتنی ظریفیت ہے کہ سب آوازیں سمجھ جاتی ہیں اور اس میں تبت ببت جاتی ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام کے کان کی صفت اور تعریف میں اللہ نے **اُذُنٌ**

مَسَامِعَةٌ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے۔ اُذُنٌ دَائِمَةٌ یہ کون سا کان ہے جو تمام آوازوں کو سن رہا ہے اور بیک وقت ضبط اور محفوظ رکھ رہا ہے ہر ایک کا جواب بھی اسی طرح جس طرح سے بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا اور سمجھ رہا محفوظ کر رہا ہے اُسی طرح بیک لمحہ جواب بھی دے رہا ہے ہذا انتظار جواب کیلئے قطار بنانے اور اپنا نمبر آنے کی انتظار کرنے کی ضرورت نہیں اگر نمبر وار کا سلسلہ ہو جاتے تو یہ منظر صفات واجب الوجود نہ رہیں کیا عظمت ہے اس کان کی جو بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا ضبط کر رہا اور جواب دے رہا ہے لَا تَشْكِيهِ عَلَيْهِ الْأَصْوَاتُ آوازیں اس پر مشتبه نہیں ہوتیں ہر ایک آواز کو بیک لمحہ علیحدہ علیحدہ سن رہا محفوظ کر رہا ہے وَهَذَا السَّمِيعُ الْبَصِيرُ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں اَلْیَمِّنِ کے تحت لکھتا ہے۔ اُذُنٌ دَائِمَةٌ سے مراد جناب علی بن ابی طالب کا کان ہے اور یہ کوئی استبعاد و استعجب کا مقام نہیں کہ امام تمام آوازوں کو سن لیتا اور فوراً ضبط کرتا ثبت کرتا ہے یہ تو کمال مادہ کشیف سے بنائی ہوئی انسانی مصنوعات میں بھی ہے جیسے ٹیلی فون ریڈیو۔ ٹیلی ویژن۔ وائرلیس وغیرہ اور قوت امامت تو جمیع طاقتوں سے فوق ہے لازماً اور واجباً اس کی یعنی امام کی قوت ظرفیت ہی ایسی ہے کہ اسمیں تمام آوازیں ضبط و ثبت ہو جاتی ہیں اس کا انکار محمد و آل محمد کے منظر صفات واجب الوجود ہونے کا انکار ہے جو انکار قرآن اور رسالت و امامت ہے۔

زبان دانی اور امام علیہ السلام خاصۃ بشریت ہے انسان دنیا کی تمام زبانوں پر حاوی نہیں ہو سکتا دس بارہ پندرہ بیس زبانیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے اسی وجہ سے یہ اشتباہ پیدا ہو گیا ہندی چینی۔ روسی۔ جرمنی۔ پنجابی۔ سریلنکی۔ انگریزی۔ فارسی۔ عبرانی۔ لاطینی۔ افریقی۔ سنسکرت۔ گورمکھی۔ بھاشا۔ عربی۔ گجراتی۔ ماردی۔ بلوچی۔ پشتو۔ بلوچی۔ کشمیری۔ اتنی زبانوں میں لوگ پکار رہے ہیں اور پرندے۔ جانور۔ حشر الارض وغیرہ بھی تو کیسے محمد و آل محمد علیہم السلام تمام زبانوں کو سمجھ رہے ہیں ان کی زبان تو عربی تھی لیکن صاحب عقل کو یہ بھی تو خیال آنا چاہیے محمد عربی صرد، مکہ اور مدینہ والوں کے نبی نہیں تھے بلکہ۔ ہندی۔ چینی۔ روسی۔ جاپانی وغیرہ تمام روئے زمین پر اور زمین کے علاوہ جہاں جہاں بھی انسان اور پرند۔ پرند۔ جانور۔ حیوان۔ شجر۔ بجر وغیرہ مخلوقات ہیں سب کے نبی تھے اور کسی مدد سے کا بیڑہ ماسٹر وہ لگایا جاتا ہے جو اردو۔ فارسی۔ انگریزی۔ ریاضی۔ الجبر۔ محاسن

وغیرہ سب جانتا ہوا اگر وہ صرف فارسی جانتا ہے اور دوسرا کوئی علم اور زبان نہیں جانتا تو وہ تمام  
 سکول کا ہیڈ ماسٹر نہیں ہو سکتا ہاں صرف اسی زبان پڑھنے والی کلاس کا انچارج ہو سکتا ہے  
 جب محمد مصطفیٰ تمام مخلوق کی زبانوں کو جانتے نہیں تو وہ تمام کے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان  
 کیلئے لازمی ہے کہ وہ تمام عالمین کی زبانوں کو جانتا ہو اور سمجھتا ہو۔ رسول پاک کے ہر  
 میں۔ فارسی۔ رومی۔ لاطینی۔ عبرانی۔ بولنے والے اور کھجور کا تنے کا کلام کرنا اڑتے ہوئے آسمان  
 پر چیل کا پہنا یا نبی جوئی میں چھوٹا سا سانپ بیٹھا ہے۔ وغیرہ انسانوں اور حیوانوں کی زبان  
 سمجھنے کیلئے کوئی ترجمان تھے رکھے ہوئے کوئی مورخ اور محدث یہ ثابت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی  
 ترجمان مولا علی نے رکھا ہوا تھا۔ دوسرے خلیفوں نے ترجمان اور کاتب وغیرہ رکھے ہوئے  
 تھے۔ محمد وآل محمد کا ترجمان نہ رکھتا یہ دلیل ہے کہ وہ تمام زبانوں کو جانتے تھے دیگر پہلا خلیفہ  
 جناب آدم علیہ السلام جس کے متعلق ارشاد ہے۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ  
 عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى الَّذِي عَرَضَ الْأَسْمَاءَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ  
 تَعَالَى الَّذِي عَرَضَ الْأَسْمَاءَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى الَّذِي عَرَضَ الْأَسْمَاءَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ  
 حَتَّى اتَّفَعُوا وَالتَّحْفَةَ تَفْسِيرُ مَلَكَ زَبَرِ ایت وَعَلَّمَ آدَمَ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں  
 کے نام بتانے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جنسیں دکھا دیں جس کو اس نے پیدا  
 کیا ہے۔ اور ان کو بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں حضرت ابن  
 عباس سے مروی ہے کہ ان کو یہ چیز کے نام سکھا دیئے یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی  
 وَقِيلَ لَكَ آدَمَ اسْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَقِيلَ اسْمَاءُ ذُرِّيَّتِهِمْ وَقِيلَ لَكَ اسْمَاءُ الْفُجَاءِ كُلِّهَا  
 تفسیر خازن کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فشتوں کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا  
 ہے کہ ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا ہے کہ ان کو تمام زبانیں سکھا دیں۔ قَوْلُهُ أَمَّا اسْمَاءُ  
 مِصْرَ الْأَشْيَاءِ وَنَعُوذُ بِهَا وَهُوَ الْمُسْتَهْزُوكُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ كَسَمَاءُ مَعْلَى شَيْءٍ مِنْ غَلِي  
 مِنْ أَجْنَاسِ الْخُلُقَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْفُجَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ الَّتِي يَتَكَلَّمُ بِهَا ذُلُّ آدَمَ  
 الْيَوْمَ مِنَ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفَارِسِيَّةِ وَاللُّذِيَّةِ وَغَيْرِهَا تفسیر کبیر میں مذکور یہ بالا  
 آیت کے زیر تحت۔ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھا دیئے  
 اور یہی مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں

میں جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے عربی فارسی رومی وغیرہ۔ دَعَمَكُمَا اَحْوَاكُمَا وَمَا يَتَقَيَّ  
 بِمَا مِنَ الْمَنَافِعِ الدِّينِيَّةِ وَالْدُّنْيَوِيَّةِ دَعَمَكُمَا اَسْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ دَعَمَكُمَا دَرَجَاتُكُمْ  
 اَسْمَاءُ الْعِلْمَانِ وَالْجَنَادَاتِ وَصَنَعَةُ كُلِّ شَيْءٍ وَاسْمَاءُ الْبُحْرَانِ وَالْقَوَى وَ  
 اَسْمَاءُ الطَّيْرِ وَالشَّجَرِ وَمَا يَكُونُ وَاسْمَاءُ كُلِّ شَيْءٍ يَخْلُقُهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ  
 اَسْمَاءُ الْمَطْعُمَاتِ وَالشُّرَبَاتِ وَكُلِّ تَعْلِيمٍ فِي الْبَهْمَةِ وَاسْمَاءُ كُلِّ شَيْءٍ كُنِيَ  
 الْغَبْرُ عَنْهُ سَبْعَةٌ وَمِائَةٌ اَلْفٌ لُغَاتٍ تَفْسِيرُ رُوحِ الْبَيَانِ زِيرِ اَمَّتِ مَذْكُورُهُ بِالْا۔ اور حضرت  
 آدمؑ کو چیزوں کے حالات سکھائے اور جو کچھ ان میں دینی اور دنیاوی نفع ہیں وہ بتائے اور ان کو  
 فرشتوں کے نام ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام بتائے اور ہر چیز کا بنانا بتایا تمام  
 شہروں اور گاؤں کے نام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو ہو چکا یا جو کچھ بھی ہو گا ان کے نام  
 اور جو کچھ قیامت تک پیدا فرمائے گا ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام جنت  
 کی ہر نعمت غرض کہ ہر چیز کے نام بتادیئے اور حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سات سو  
 ہزار زبانیں سکھادیں یہ علم ہے زبانِ دانی کے بارے میں جناب آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں  
 تو اللہ نے تعلیم دیں جناب محمد مصطفیٰؐ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے نبی ساتھ لاکھ کو ایک  
 لاکھ چوبیس ہزار سے ضرب دیا تو ..... ۸۶۸ آٹھ ارب اڑسٹھ کروڑ زبانیں جناب محمد  
 مصطفیٰؐ کو دی گئیں اور یہ بھی محدثین میں اقل عدد ہے جس سے ظاہر ہے رسولِ پاک ان سے  
 زیادہ زبانوں کا علم رکھتے تھے جو ہم بشر سے بالا ہیں اور انسان احاطہ کرنا تو دشوار گن نہیں سکتا  
 یہ زبانیں جو رسولِ پاک کو دی گئیں تھیں تو جناب علی مرتضیٰؑ ہے ان کا دروازہ اور باقی ائمہ اہل  
 بیتؑ ان کے علوم کے وارث اور جانشین اور جانتے والے علوم کے۔ لہذا یہ کہنا سراسر غلط ہے  
 کہ وہ ان کو اتنی زبانیں نہیں آتی تھیں وہ سید الانبیاء اور سید الاولیاء نہیں ہو سکتا جو ہر شے  
 کی زبانیں نہ جانیں اور نہ سمجھے۔

**علم غیب اور محمدؐ و آل محمدؑ** علم غیب یعنی غیب کا جاننا ہے اور غیب کہتے ہیں جس  
 کو انسان آنکھ، ناک، کان، حواس وغیرہ سے محسوس  
 نہ کر سکے اور نہ وہ بلا دلیل ہدایۃ نقل میں آسکے لہذا امتنان والے کے لئے۔ لاہور کراچی۔ دہلی  
 لندن غیب نہیں کیونکہ اگر اس نے آنکھ سے نہیں تو کان سے سنا تو ہے وہ ایسا شہر ہے ایسی جگہ  
 ایسی آب و ہوا پھول میں خوشبو۔ جسم میں درد۔ سنبے میں دل۔ ملک۔ حور۔ عثمان۔ کرسی۔ عرش

وغیرہ غیب ہمیں کیونکہ یہ اور ان کے حالات کان سے سنے ہوئے ہیں یہ آنکھ سے غیب مگر کان سے سنے ہوئے ہیں غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل قائم ہو سکے اور ایک وہ جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے جنت دوزخ ملک حور وغیرہ یہ احادیث اور قرآن کی آیات ان کے حالات وغیرہ معلوم ہیں دوسرے جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے قیامت اور موت کب ہوگی۔ سچہ بدعت ہے یا نیک بدعت ان کو دلائل سے معلوم نہیں کر سکتے۔ اِنَّ الْغَيْبَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ عَامًّا عَيْنًا مَّا شَاءَ۔ بیشک غیب وہ ہے جو حواس خمسہ سے پوشیدہ ہو۔ وَهُوَ مَلْفَاةٌ عَنِ الْحِسِّ وَالْحَقْلُ غَيْبَةٌ كَمَا مَكَّةٌ بِحَيْثُ لَا يُدْرِكُ بِوَاحِدٍ مِنْهَا اِبْتِدَاءً يَطْرُقُ الْبَدَأَ حَتَّى وَهُوَ قِسْمَانِ قِسْمٌ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ وَهُوَ الَّذِي اُرِيدَ بِقَوْلِهِ يَنْدُءُ مَفَاتِحَ الْغَيْبِ وَقِسْمٌ نَصَبَ عَلَيْهِ دَلِيلٌ كَالْقَصَائِعِ وَصِفَاتِهِ وَهُوَ الْمَوْلُودُ غَيْبٌ وَهُوَ جَوْحَانِ خَمْسَةِ اَوَّلِ عَقْلِ سَے پورا پورا اچھا ہوا ہو اس طرح کہ ذریعہ سے بھی ابتدا کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور وہ غیب قرآن آیات میں جہاں جہاں آیا ہے کہ غیب اللہ کے پاس ہے یا غیب کی کجیاں اللہ کے پاس ہیں۔ دوسری قسم جس پر دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ جیسے فرشتے حور اور امام زمانہ اور رنگ آنکھ سے نظر آ رہا ہے ناک سے بو محسوس ہو رہی ہے لذت کو زبان حاصل کر رہی ہے لہذا کان کے لئے رنگت غائب اور آنکھ کے لئے ذائقہ غائب ہے اور بو باقہ کیلئے غائب ہے۔ اب اگر کوئی بو۔ لذت رنگ کو اصلی ہی شکل میں ان کی آنکھ۔ کان۔ زبان وغیرہ سے دیکھ لے۔ تو یہ علم غیب اضافی کہلاتا ہے۔ اس لئے جو چیز موجودہ وقت میں موجود نہیں یا بہت دیر یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آ سکے۔ تو یہ بھی غائب ہے اور اس کا جان لینا علم غیب ہے۔ اور اس طرح تمام عالمین کو شہل کف دست دیکھنا ایک جگہ پر رہ کر یہ علم غیب کا حصول ہے۔ نیز نفس علم کسی چیز کا بھی ہو برا نہیں بری باتوں کا کرنا یا بُرا کام کرنے کیلئے کسی علم کا حاصل کرنا برا ہے یہ بات ضرور ہے بعض علوم بعض سے افضل ہیں جیسے بعض سورتیں بعض پر فضیلت رکھتی ہیں سورہ توحید کے پڑھنے میں جو ثواب ہے وہ سورہ تبت یابی میں نہیں لہذا اگر کوئی علم برا ہوتا تو وہ خدا کو بھی نہ حاصل ہوتا کیونکہ خدا ہر بات سے پاک ہے۔ بغض۔ حسد۔ کفر۔ نفاق۔ شرک۔ چوری۔ جادو۔ زنا۔ ریا وغیرہ کا علم حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ انسان ان سے بچے لہذا علم کا علم



کی کیمیاں اور ان کو نہیں جانتا کوئی مگر وہ اور دوسری آیت ہے کہ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی کیمیاں اور کون ان کو نہیں جانتا ان دونوں آیات میں ۵ اور ۶ سے مراد ذات محمد عربی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ فرما رہا ہے الغیب اور آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی چابیاں محمد کے پاس ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ دو نظریں مفتاح اور مقالید دونوں کا پہلا حرف میم لیا اور مفتاح کا آخر ح لیا پھر مقالید کا پہلا میم لیا اور آخری دال لیا تو م۔ ح۔ م۔ د۔ محمد بن گیا لَا يَخْلُقُهَا إِلَّا هُوَ سے مراد ذات محمد عربی ہے اور کیمیوں سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں اسی الغیب کا شہر محمد ہے اور دروازہ علی ہے اگر لَا هُوَ سے مراد محمد عربی نہیں اللہ ہے تو قفل لگا کر نئے محفوظ کسی محبوب کیلئے رکھی جاتی ہے اور یہ چابی لگا کر خداوند کریم نے کسی ذات کیلئے قفل کھول کر الغیب کا دروازہ کھولا ہے اور قرآن فرماتا ہے إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔ بیشک ہم نے آپ کے لئے کھول دیا بہت ہی بڑا کھولنا کیا کھولا ہے وہ رسول فرماتے ہیں أَدْبَيْتُ مَقَالِيدَهُ خَزَائِنُ الْأَرْضِ مجھو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں ہیں۔ قرآن پاک میں ایسی آیات بھی ہیں جو علم غیب کی نئی کر رہی ہیں۔ مثلاً قُلْ لَّكَ أَقُولُ لَكُمْ يَنْزِلُ فِي خَزَائِنِ اللَّهِ وَلَا يَخْلُقُهَا إِلَّا هُوَ۔ آپ فرمادیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس کی اول بھی آیات ہیں اور ایسی بھی آیات ہیں جو پہلے میاں کی گئی ہیں کہ اللہ نے رسول کو الغیب پر مطلع کیا ہے یہ الغیب کی کیمی ہے۔ تو چار باتیں ہیں جن آیات میں لُغٰی کی گئی ہے وہ ذاتی علم کی ہے یعنی میں بالذات علم الغیب نہیں رکھتا بلکہ اللہ نے بتایا ہے دوسرے کل علم یہ اللہ کا ہے میرے پاس جز علم ہے میرے بطور انکسار اور جو واقعی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں الغیب جانتا ہوں لہذا دعویٰ کی لُغٰی ہے علم الغیب کی لُغٰی نہیں ہے مذکورہ آیت میں اور دیگر آیات میں لا کا استعمال دو جگہ ہے میں نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور لا میں نہیں کہتا میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس سے یہ ظاہر ہے میرے پاس خزانے بھی ہیں اور الغیب کا علم بھی مگر میں دعویٰ نہیں کرتا کسی شے کا پاس ہونا اور دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ پاس ہونا اور دعویٰ بھی کرنا یہ اور بات ہے نیز یہ سوال کیا ہے کافروں مشرکوں منافقوں نے اور یہ تینوں ہیں چور ہذا چور کو خزانوں کا پتہ کس نے بتایا ہے آج بھی منافق بے ایمان سوال کرتے ہیں خزانے

اور الغیب کا تو چوروں کو نہ رسول نے بتایا اور نہ آل رسول نے تو عارف اور علما کا بھی فرض ہے چوروں سے اس خزانے کی حفاظت کرنا اللہ اور محمد و آل محمد علیہم السلام میں کوئی فرق ہے ضرور ہے جو علم اللہ کو حاصل ہے وہ محمد و آل محمد علیہم السلام میں کو نہیں اور جو علم محمد و آل محمد علیہم السلام کو ہے وہ باقی انبیاء۔ رسل۔ قطب۔ ابدال۔ غوث وغیرہ تمام مخلوقات عالمین کو نہیں جو اللہ کو ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کو نہیں وہ علم اللہ کیلئے شہادت اور محمد و آل محمد علیہم السلام کیلئے غیب اور اللہ عند الرسول و آل رسول عالم الغیب ہوا اور جو علم محمد و آل محمد علیہم السلام کو باقی تمام مخلوقات عالمین کو نہیں وہ محمد و آل محمد علیہم السلام کیلئے علم شہادت اور مخلوقات کے لئے غیب لہذا مخلوقات کیلئے اس غیب کے جو مخلوقات کو معلوم نہیں محمد و آل محمد علیہم السلام عالم الغیب ہیں جو علم اللہ کا ہے وہ ہے غیب الغیب اسی پر وقتاً فوقتاً جب چاہے اور جہاں قدر چاہے اللہ محمد و آل محمد علیہم السلام کو عطا کرتا رہتا ہے اس غیب کی محمد عربی کے پاس چابی ہے اور اسی کا علی دروازہ ہے ہی اللہ۔ محمد و آل محمد علیہم السلام اور دیگر مخلوقات کے درمیان امتیازی فرق ہے۔ لیکن لوگوں نے علم غیب بنا رکھا ہے پانچ باتوں کو۔ یعنی قیامت کب ہوگی۔ اور بارش کب ہوگی۔ اور رحم عورت میں کیا۔ کل کو فلاں آدمی کیا کرے گا۔ وہ فلاں آدمی کہاں رہے گا سورہ لقمان کی آیت کے یہ فقرے لے کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ الغیب ہے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو معلوم نہیں۔ اگر یہ باتیں ہی علم غیب ہیں تو محمد و آل محمد کے پاس سب سے زیادہ یہی علم ہے فرمان رسول ہے لَا تَكُونُوا السَّمَاةَ الْاُولٰی كَذِمَ الْجُنَّةِ قِيَامَتٍ قَاتِمٌ نَہ ہوگی مگر جمعہ کے دن علم قیامت ہوا مقام بدر میں آپ نے صحابہ کو فرمایا کل یہاں فلاں فلاں قتل ہوگا کافروں میں سے اور وہی ہوا آپ نے حضرت علی کے متعلق فرمایا ٹیبر میں۔ میں کل اُس کو علم دوں گا جو کراہے فرار ہوگا خدا اس کے ہاتھ پر فتح دے گا آپ نے فرمایا میرا حسین کربلا کی زمین پر شہید ہوگا۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی فاطمہ کے تین بیٹے ہوں گے ایک نام حسن دوسرے کا نام حسین اور تیسرے کا نام محسن اور حضور نے بہت مدت تک پیش گوئی کی گیارہویں جانشین کے ایک بیٹا پیدا ہوگا وہ مہدی ہوگا اس کا نام میرا نام ہوگا۔ آپ نے بادلوں کو پکڑ کر فرمایا یہ فلاں جگہ جا کر بر سے گا اور یہ فلاں جگہ ایسے ہی دیگر افراد ائمہ اہل بیت نے یہ علوم بیان فرماتے ہیں۔ آنت کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل انہارا انداز نہ در امور

غیب اند کہ جز خدا تعالیٰ کسے آں راند اند گر آنکہ دے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بداتا طعات۔ مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتاتے ہوئے عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کو خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے بتا دے وحی الہام سے بارش کب ہوگی آندھی۔ بھکڑ زلزلہ۔ سورج گرہن۔ چاند گرہن کے متعلق صاحبان سائنس موسم کے مطابق روزانہ بتاتے ہیں اور وہ ایسے ہی ہونا ہے اکثر ڈاکٹر بتاتے ہیں مریض سے جاوے اس وقت تک مر جاتے گا اور ایک سرے سے دیگر دیہاتی دانی تک بتا دیتی ہے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی حمل ہے یا نہیں یہ بایں علم غیب نہیں الغیب وہ ہے جو بیان ہوا یہ تو محمد آل محمد کے صدقے سے غلام آل محمد علیہم رکھتے ہیں یہ کوئی کمال علم غیب نہیں ہے۔

انسانوں کا مصائب میں مبتلا ہونا حالات کا خراب ہونا  
**تکالیف خدا نہیں دیتا:** بیماری کا پیدا ہونا اور جو بھی تکالیف انسانوں کو آتی

ہیں وہ اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔ ماں جو اپنی اولاد سے پیار رکھے یا ان کی حرکات نازیبا سے ان سے پیار نہ کرے مگر وہ یہ کوشش نہیں کرتی نہ ارادہ کرتی ہے کہ اولاد میں کوئی تکلیف پیدا ہو یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے بلکہ اگر کوئی بیمار بھی ہو جائے تو ناراض ماں اس کی صحت کی تمنا رکھتی اور دعا کرتی ہے کہ یہ بیماری دور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تو دالیرین سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے۔ وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مصائب میں مبتلا کر دیتے جائیں بلکہ وہ تو مخلوق کو مصائب سے نکال دیا جائے۔ لہذا مصائب کا نزول اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ انسانوں کے اپنے افعال و اعمال سے پیدا کردہ ہیں ذمہ آصاب من مصیبتہ فی الاذنی و لا فی النفس کما الذی کذب من قبل ان یمنیٰ آھا (حدید) اور ہمیں چھٹی تم کو کوئی مصیبت زمین میں اور نہ خود تمہارے نفسوں میں مگر یہ کہہ وہ پہلے سے کتاب میں موجود ہوتی ہے قبل اس کے ہم اس کو ظاہر کریں۔ نزلہ۔ رکام۔ بخار۔ ٹی۔ بی۔ کینسر۔ چوٹ۔ اور مسک امراض دیگر روحانی امراض و باطنیہ آفات بلیات جو بھی انسان پر آتی ہیں یہ پہلے سے کتاب میں موجود ہیں کتاب سے مراد قرآن نہیں۔ لوح محفوظ نہیں اور نہ خط تقدیر میں درج ہیں۔ بلکہ یہاں کتاب سے مراد ہیں وہ نقوش جو لا شعوری اور غفلت یا شعور ویداری میں ورق نقش پر نقش ہوتے ہیں اگر تم کو شعور ہو ورنہ نفس

کو پڑھتے رہو تو ان افاض میں مبتلا نہ ہو نفس پر یہ الہام کر دیا گیا ہے دعوپ میں چلنے سے لوگنے سے بیمار اور سردی میں رہنے سے نمونہ درخت کے اوپر چڑھ کر نرم شاخ پر قدم رکھنا شاخ کا ٹوٹنا نیچے گرنا ہڈی کا ٹوٹ جانا اور زیادہ کھانے سے بڑھی قبض قے اسہال وغیرہ کا پیدا ہونا یہ سب کچھ کتاب نفس پر رقم ہیں و نفس و کما سبھا کما تمہما کجودھا کفقوھا اور نفس کو سجا یا بنایا گیا ہے اور اس پر الہام کر دیا گیا ہے اچھائی کا اور برائی کا کتاب نفس پر لکھا ہوا ہے یہ بیماری ہے اور یہ صحت ہے ان امور میں نقل ہے اور ان میں فنا ہے اب انسان بیماری والے امور کرتا ہے تو بیمار ہوتا ہے کرفنا دلے امور کرتا ہے تو مر جاتا ہے لہذا یہ امراض انسان نے خود پیدا کیں اللہ نے تو اس پر الہام کیا ہوا ہے یہ برائی ہے اور یہ اچھائی ہے ارشاد ہے قدرت کا دوسرے مقام پر ھُوَ الْفَلَاکُ فِی الْبُتُوۃِ الْبُھُوبِیۃِ کَسَبَتْ اَیۡدِیَ النَّاسِ۔ خشکی اور تیرسی میں جو فساد قتل و غارت۔ لوٹ مار لاشوں کے سترنے سے امراض کا پیدا ہونا یہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے کائی ہوئی تکالیف ہیں۔ اسی لئے تو یہ کرنے خیرات کرنے اور محمد و آل محمد کے نام سے ان کے ذکر سے درود پڑھنے سے یہ بیماریاں ٹل جاتی ہیں کئی ہوتی ہوتا دور ہو جاتی ہیں اور کورمی انسان۔ ٹی۔ بی۔ دمہ۔ موتیا۔ نمونیا وغیرہ کا مریض محمد و آل محمد علیہم السلام کا نام لینے تو کرنے اور یا رسول اللہ مجھے ٹی۔ بی۔ سے بچا پکارنے یا علی مدد کہنے سے امراض دور ہو جاتے ہیں اس غلطی کی معافی ملی مرض دور ہوا اور جو عضو کا کارا ہو رہا تھا وہ جس سے کمزور ہو رہا تھا وہ سب دور کر دیا وہ عضو طاقتور بن گیا صحت یاب ہو گیا۔ آفت ٹل گئیں۔ مصائب دور ہو گئے مخالفت اُمید پر جو آفات آئیں وہ خود اپنی پیدا کردہ عوام پر ظلم کرنے زنا کرنے ڈاکہ وغیرہ ڈالنے سے جو آفات آ رہی ہیں وہ خود انسانوں کی اپنی پیدا کردہ ہیں یہ کہنا یا عقیدہ رکھنا کہ بیماری تکالیف خدا پیدا کرتا ہے محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں سرسر بہتان اور الزام ہے یہ غیر مسلم عقیدہ ہے جو مصائب اہل من پیدا کرتا ہے اور من لان دور کرتا ہے اسلام اور قرآن پاک کا فہ مانا ہے دکھ تکالیف مصائب یہ سب کچھ انسانوں کا اپنے ہاتھوں پیدا کیا ہوا ہے خدا اور رسول و آل رسول ان کو دور کرتے ہیں اب یہ کہنا کیا خدا تمام تکالیف دور نہیں کر سکتا جو محمد و آل محمد دور کرتے ہیں یا کچھ خدا دور کرتا ہے اور کچھ محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں

جو خدا دور کرتا ہے وہ کونسے مصائب ہیں اور جو محتسب دال محمد علیہ السلام دور کرتے ہیں وہ کونسے مصائب ہیں یہ کہنا غلط ہے خدا اور محمد دال محمد علیہ السلام تقسیم نہیں کئے ہوئے یہ تو خدا کا انعام ہے محمد دال محمد علیہ السلام پر نیز حکومت کا کاروبار سب کا سب شہنشاہ خود نہیں کرتا بلکہ صحت کا وزیر الگ خوراک کا الگ زراعت کا الگ تعلیم کا الگ اور جنگ کا الگ نشر و اشاعت کا الگ قدرتی وسائل کا الگ آباد کاری کا الگ ان سب وزراء ہر ایک ایک انچارج وزیر ہوتا ہے جس کو وزیر اعظم کہا جاتا ہے کام حکومت کے یہ وزراء کرتے ہیں اور کہلاتے شہنشاہ کے کام میں لڑتے یہ ہیں جنگ شہنشاہ کی کہلاتی ہے صلح یہ کرتے ہیں صلح شہنشاہ کی کہلاتی ہے اب شہنشاہ فرمائے میں نے یہ کیا درست ہے اور وزراء میں سے کوئی یا وزیر اعظم کہے میں نے یہ کیا کیا اور یہ کروں گا تمہیر سے ساتھ رہو تو سب کچھ ٹھیک رہے گا یہ بھی درست ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے محکمے بنائے نبیوں کے پاس پیغام لانے والا جبرائیل موت دینے والا عزرائیل صور پھونکنے والا اسرافیل ہولائی اور بادلوں کو چلانے والا میکائیل ان کے تحت ان امور پر مقرر بشمار ملائکہ ہیں اور یہ چاروں ان کے اپنے منصب کے اعتبار سے سردار ہیں جنکو رب انور کہا جاتا ہے تمام عالمین کو یہ وزیر کنٹرول کئے ہیں اور وزیر اعظم ان پر مولاٹے کائنات جناب علی ہے ان کا استدلال ان کو کہا جاتا ہے اور محمد مدنی ان تمام کے اور جناب علی کے اوپر سرپرست ہیں کام یہ کر رہے ہیں اگر خدا فرمائے میں نے یہ کیا تو درست اگر رسول فرمادیں میں نے یوں کیا تو درست اور جناب علی فرمادیں میں نے بارش برسائی ہواؤں کو چلایا بیماروں کو صحت دی تو درست یا فرمادیں میں دینے والا ہوں تو درست ہے کوئی اور گناہ نہیں ہے خداوند کریم ہر وقت اپنی نئی شان میں ہے بیکار نہیں اور محمد دال محمد علیہ السلام جو کچھ کر رہے ہیں وہ باذن اللہ ہے یہ کہنا کہ چھپ چھپا ہی کرتا ہے غلط ہے کچھ اصول بادشاہی بھی ہوتے ہیں مثلاً بادشاہ کے لئے پانی پینا خود گلاس لے کر گھر سے نکل وغیرہ پیتے بادشاہت کی توہین ہے بلکہ اس کو نوکر پلاتے اور سپاہی کا نوکر پانی خود نہ پیتے بلکہ انتظار کرے کہ کوئی آدمی آئے اور اس کو پانی پلاتے یہ اس کے سپاہی ہونے کی توہین ہے لہذا پروردگار کا ہر فعل خود کرنا شہنشاہت خالق کی توہین ہے بلکہ یہ کام نبی (محمد اور دلی (علی) کریگا تو خداوند کریم کی عظمت ہے اور اس کا نام ہے عبادت ان امور کو انجام دینے کے بعد محمد دال محمد کو یہ

کہنا کہ یہ سب کچھ ہے خدا کوئی نہیں یہ بھی سراسر غلطی اور گنہ ہے خدا۔ خدا ہے اور محمد و آل محمد  
محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں انسان لاشعوری غفلت لاعلمی کی وجہ سے وہ حرکات کرتے ہیں جس کی  
وجہ سے وہ مقدمات۔ بیماری۔ مصائب۔ آفات۔ طریت وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں جب انسا  
کو سمجھ آتی ہے اور اس نے یا محمد یا علی یا فاطمہ۔ یا حسن۔ یا حسین وغیرہ نام سے کسی بزرگ کو آواز  
دی رد کر تو بہ کر کے وہ آئے تو بہ منظور آفات سے دور کر گئے اسی کا نام لوگوں کے نزدیک  
حاجت روائی مشکل کشائی ہے اور اسلام قرآن میں تزکیۃ نفس ہے۔ اسی کیلئے انبیاء۔ اہل  
اور محمد و آل محمد علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں افعال یہ کر رہے ہیں خدا کہہ رہا ہے میں کر رہا  
ہوں ان کا کیا اس کا کیا اور ان کا کہا اس کا کہا ان کا شغلوینا اس کا شغلوینا ان کا کرم کراں کا کرم کرنا ہے  
اب یہ کہنا ایک وقت میں کروڑوں مخلوق پکار رہی ہے یہ کیسے سن  
**حاضر و ناظر ہونا** رہے ہیں اور وہاں ہر جگہ جا کر ان کی مشکل کو دور کر رہے ہیں پہلے  
میں عرض کر چکا ہوں جسے خدا سن رہا ہے یہ سن رہے ہیں جیسے وہ ہر جگہ ہے ویسے یہ  
ہر جگہ ہیں کیونکہ یہ مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ یہ خیالات لوگوں کے دلوں میں صحیح  
عرفان رسالت اور امامت نہ ہونے کی وجہ سے ہے اگر وہ صحیح طور پر قرآن اور احادیث  
کی روشنی میں نفس امارہ سے نجات حاصل کر کے کتاب نفس کا ایک ورق بھی پڑھ لیں  
تو یہ اعتراضات نہ کریں۔ مگر ایسا نہیں بلکہ مختلف طبائع اور متضاد فکر کر کے لوگوں نے  
محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنے اپنے فکر اور دماغ عقل کے مطابق سمجھنا چاہا۔ قرآن  
مجید کی مقاصد اور مطالب میں بعض مقامات پر سہواً اور بعض پر سہرا غلط اور اپنے مفید  
ترجمات کیلئے توافقیں کیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو بالکل متضاد طریقوں پر پیش کیا  
بعض نے اتنا بڑھایا کہ عبد اور معبود کے فرق کو ختم کر دیا اور بعض نے اتنا گھٹایا کہ اپنے  
جیسا معمولی انسان بنا دیا۔ ہر جگہ نفس امارہ کے غلاموں اور غفلت میں پڑے ہوئے لاشعور  
کے مریضوں نے بہت ٹھوکریں کھائیں جس کا اثر یہ ہوا بہت سارے جاہل نبی اور امام  
بن بیٹھے اور اسلام میں گمراہی کا باب کھل گیا فرقے مذہب جماعتیں بن گئیں اور بات  
ایمان و کفر تک آگئی جو محمد و آل محمد علیہم السلام کو نور۔ مشکل کشا۔ حاجت روا۔ معصوم  
زندہ جاوید۔ حاضر ناظر۔ سورج چاند۔ سیارے ستارے اور مدبر کائنات مانے وہ  
کافر جو اپنے جیسا خاکی۔ مجبور۔ خاکی۔ مردہ وغیرہ مانے وہ مومن مجھے جہاں تک

مکو تحریر کرتا ہے وہ ہر مسلمان سے ہے رسالت اور امامت ایک ہمدہ ہے۔ کمالات و قسم کے ہوتے ہیں ایک کمالات ذات اور ایک کمالات ہمدہ تبلیغ احکام الہی تعلیم فرمان الہی یہ کمالات ہمدہ رسالت اور امامت ہیں نہ کہ کمالات ذات مشکل کشائی حاجت روائی عالم الغیب حاضر و ناظر وغیرہ یہ ہیں کمالات ذات۔ اور ہمدہ ہمیشہ کمالات ذات کی وجہ سے ملا کرتے ہیں۔ ہمدہ سے کمالات نہیں ملتے قابلیت ہے توایم۔ اسے کی ڈگری ملتی ہے شعور فکر۔ دماغ۔ لہر کی ڈگری ہے تو ہمدہ جس پاکشنری یا وزارت ملت ہے اگر ذات میں یہ کمالات نہیں تو ہمدہ نہیں ملتا اور جس پاکشنری یا کشنری بن کے کبھی ایم ہے لہ وغیرہ کی ڈگری نہیں ملتی لہذا خداوند عالم نے تمام عالمین میں محمد آل محمد علیہم السلام کو علم غیب۔ حاجت روائی مشکل کشائی۔ حاضر و ناظر مدبر عدل و انصاف محبت میں بلندر کیا تو نبوت امامت۔ خلافت۔ ولایت۔ شہادت کے ہمدہ دیدیئے اپنی حکومت کا مختار بنا کر اپنا نائب اعظم وزیر اعظم بنا دیا اب جو یہ چاہیں وہ چاہے اور جو وہ چاہے یہ چاہیں انکا کرنا اس کا کرنا اور اس کا قول انکا قول ہے میں علوم و دینہ کی اسناد بھی رکھتا ہوں پشیمانہ اور مقرر۔ مبلغ بھی ہوں اور تعلیم طب رکھتا ہوں ڈاکٹر بھی ہوں پیش نمازی ایک ہمدہ ہے جو قوم نے مجھے دیا ہے اور ڈاکٹری میرا ذاتی پیشہ ہے کمال ہے اب جو یہ کہے پشیمانہ ڈاکٹر نہیں ہو سکتا کیونکہ پیش نمازی کے فرائض میں ڈاکٹری نہیں وہ لاعلم ہے سمجھ ہے اسی طرح رسالت امامت کا ہمدہ تبلیغ احکام ہے۔ حاضر ناظر مشکل کشائی وغیرہ ذاتی کمالات ہیں۔ لہذا جو کہے نبی اور امام مبلغ احکام خدا ہے وہ کسی کو کچھ دینے لینے کی طاقت نہیں رکھتا غیب نہیں رکھتا مشکل کشائی نہیں کر سکتا وہ جاہل بنے علم معرفت سے دور ہے کیونکہ رسالت امامت ہمدہ ہے اور یہ امور ذاتی کمالات ہیں لہذا میں حاضر و ناظر کے متعلق لکھتا ہوں۔ حاضر کے لغوی معنی سامنے موجود ہونا حقیقۃً المجلس القاضي و حاضر الغائب حضوراً قدم من غیبتہ لغات الصباح المنیر اور چند معنی ناظر کے ہیں دیکھنے والا۔ آنکھ کا تل۔ نظر۔ ناک کی رگ آنکھ کا پانی۔ والنا ظرا السواد لا مفر من العین الذی یُبصر بہ الانسان لشعبۃ الصباح الملیو والناظر السواد فی العین کوالبصر بنفسہ وصدق فی الانف و فیہ ماء البصر قاموس اللغات الناظر فی لفظ السواد الا مفر الذی فیہ الانسان العین مغتار الصغار این ابی بکر نازی یہاں تک ہماری نظر کام کرے ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دوسرس

ہو یعنی تعریف کر سکیں وہاں تک حاضر ہیں۔ ہم آسمان تک دیکھ سکتے ہیں تو آسمان تک ناظر ہیں۔ لیکن حاضر نہیں کیونکہ وہاں تک ہماری دسترس نہیں ہے اور جن اشیاء کو ہم دیکھ بھی رہے ہیں ہاتھ بڑھا کر ان کو اٹھا بھی سکتے ہیں وہاں تک ہم ناظر بھی ہیں اور حاضر بھی اصطلاح اسلام میں حاضر ناظر کے یہی معنی مراد ہیں یعنی نبی اور امام قوت قدسیدہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالمین کو خصل کف دست دیکھ رہا ہے نزدیک و دور کی آوازیں سن رہا ہے ایک لمحہ میں تمام عالمین کی میر کر رہا ہے حاجت مندوں کی حاجت روائی کر رہا ہے یہ کمال روحانی ہے یا جسمانی جسم مثالی سے یا وہ جسم جو قبر میں ہے یا حیات ظاہر میں کسی ایک جگہ موجود ہے ارشاد قدرت ہے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا اللَّهَ عَصَوُوا كَانُوا تَارِكِينَ﴾ رسول اللہ قدرت کا یہ خطاب ازواج یا اہل بیت سے نہیں بلکہ تمام امت سے ہے اور وقتی طور پر صحابہ سے صحابہ بھی ایک جگہ پر نہیں تھے بلکہ مقامات پر مختلف شہروں اور قصبوں میں تھے تو حضور پر جگہ امت کے ساتھ اور امت ہر جگہ موجود لہذا آپ ہر جگہ موجود نیز ارشاد قدرت ہے ﴿كَذَٰلِكَ نُوْخِيْكَ فَعْلَ رَبِّكَ﴾ بِأَخْبِ الْفِيل اے رسول کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کو کہ کیا حال کیا۔ واقعہ اصحاب فیل اور قوم عاد حضور کی ظاہرہ ولادت سے پہلے کا ہے اور فرمایا خدا نے اُمّ ترائیا آپ نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے نیز ملاحظہ ہو ﴿وَإِذْ يَتَوَدَّٰهُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْكُرُوْنَ﴾ قَوْمٌ لَّا يَشْكُرُوْنَ انہوں نے نہ دیکھا ان سے پہلے ہم نے کتنی قومیں ہلا کر ڈالیں یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور کفار نے اپنے پہلوں کو نہیں دیکھا۔ مگر فرمایا گیا کیا نہ دیکھا لہذا کفار بھی اپنی پیدائش سے پہلے وہاں موجود نہ تھے اور حضور بھی نہیں۔ تو پھر معاذ اللہ یہ آیات قرآن لغو ہوتیں نہیں دیکھا دونوں نے حضور موجود تھے۔ کفار موجود نہ تھے مگر وہ اجڑے ہوئے تباہ شدہ مکانات بر باد مکہ کے کھنڈرات دیکھ رہے تھے کفار مکہ ان کھنڈرات سے اپنے سفروں میں گزارا کرتے تھے۔ اس لیے فرمایا گیا کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔ تو یہ ان کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ رسول پاک نے ظاہرہ دنیا کی سیر فرمائی اور نہ قوم عاد کے اُجڑے ہوئے ملک کو دیکھا اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ حضور کا یہاں نور ذات سے دیکھنا مراد ہے ﴿وَكُذَٰلِكَ أَتَتْهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنفُسَهُمْ﴾ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۚ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ التَّوَّابُونَ ﴿تَوَّابًا﴾ اے حبیب! اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کیلئے ارشاد فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہ آیت صاف مسئلہ الہی ہے کہ گنہگاروں کی بخشش کی سہولت



الروح المحدثی عن آدم الذی کان بہ دائماً لا یُفیل تفسیر روح البیان پارہ ۲۶  
 سورہ فتح زیر کیمت اندر سنت کیونکہ حضور اللہ کی پہلی مخلوق ہیں اس لئے اس کی واحدیت  
 کے گواہ ہیں اور ان چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے ہیں جو عدم سے وجود میں آئے اور  
 نفوس۔ اجسام معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ فرشتے اور انسان وغیرہ تاکہ آپ کے اوپر  
 سب کے وہ اسرار اور ابجی تب مخفی نہ رہیں جو کسی مخلوق کیلئے ممکن ہیں پس حضور نے حضرت  
 آدم کا پیدا ہونا ان کی تعلیم ہونا اور خطا پر جنت سے علیحدہ ہونا اور پھر توبہ قبول ہونا آخر تک  
 کے سارے معاملات جو ان پر گزرے سب کو دیکھا اور اہلس کی پیدا کئی اور جو کچھ اس پر  
 گذرا اس کو بھی دیکھا۔ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ہر سعید کے ساتھ حضور رہتے ہیں اور یہی  
 رقیب عقبہ سے مراد ہے جس وقت ذات محمدی حضرت آدم سے دور ہوئی تو ان سے ترک اولی  
 ہوا ایک حدیث میں ہے جب زانی زنا کرتا ہے تو روح ایمان اس سے نکل جاتی ہے روح  
 البیان میں بیان ہی ہے کہ روح سے مراد جناب محمد مصطفیٰ کی ذات گرامی ہے۔ آیۃ ۱۰۸  
 تَلَمَّ فَإِنِّي أَدَاكَ مِنْ ذِي (مشکوٰۃ باب توبہ) اپنی صفیں سیدھی رکھو کیونکہ ہم تم کو  
 اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے ہیں۔ ولے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بر مقرب  
 درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است (جمع البرکات الشیخ عبدالحق محدث دہلوی حضور علیہ السلام  
 امت کے احوال اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و  
 ناظر ہیں۔ بایں چند اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علمائے ہست یک کس را دریں مسئلہ خلائی  
 نیست کے آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے ضابطہ مجاز تو ہم تاویل دائم و باقی است  
 و بر اعمال امت حاضر و ناظر است و طالبان حقیقت را تو جہاں آنحضرت را میفہم و مرئی رکھو  
 (داخل الشان) اس اختلاف و مذاہب کے باوجود جو علماء میں ہے اس میں کسی کا اختلاف  
 نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی سے بغیر تاویل مجاز کے احتمال کے باقی اور دائم ہیں  
 اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت کے طلبکار اور حاضرین بارگاہ کے فیض  
 رسال اور مرئی ہیں سنی علامہ امام غزالی لکھتا ہے اِذَا دَخَلْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ يَحْضُرُ فِي الْمَسْجِدِ جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیم السلام کو سلام کرو کیونکہ  
 آپ مسجدوں میں ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ نمازیں قشود کے اندر  
 حضور پر اَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ اَيْضًا البی کہہ کر سلام کرے بعض عرفا گویند کہ اس خطاب بجمہت

سریاں حقیقت محمدیہ است در ذراند موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود  
 و حاضر است پس مصلیٰ را باید کہ ازین معنی آگاہ باشند و ازین شہود غافل نہ شوذنا انوار قرب و  
 اسرار معرفت منور و فائز گرد و اطفافہ اللہمات کتاب الصلوٰۃ بعض عابدین نے کہا ہے کہ تشبہ  
 میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد  
 میں سرایت کئے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے  
 کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ قربت کے نور اور معرفت کے  
 بحیدر سے واقف ہو جائے غرقہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ محمد وآل محمد علیہم  
 السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند  
 کریم وہ ذات ہے لَا یَجُودُ عَیْنُہُ ذَمَانٌ وَلَا یَشْتَلُ عَیْنُہُ مَکَانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے  
 کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان  
 وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد وآل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان  
 میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعطا تے الہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا  
 ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیر المؤمنین  
 نے فرمایا ہے مومن - منافق - کافر - مشرک کوئی آدمی نہیں مرتاجب تک میں اس کے سر ہانے  
 جا کر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی توین واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور  
 جب تکیرین قبر میں آتے ہیں تو سر ہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے چل  
 کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب  
 کے بعد جب میت بتا دیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا نبی ہے اللہ  
 اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے  
 اور امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بتا دیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے  
 ہیں . مَا قُتِلَ فِي هَذَا الْقَبْرِ . صحیح بخاری باب المیت اور شکوۃ باب المیت کیا کہتا ہے تو  
 اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اس  
 پر کہ یہ کرسی پر بیٹھے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتا دے گا یہ میرا مولا علی ہے  
 ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام  
 زمین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام پڑھتی ہے چہار وہ

معصوم اور شہدائے کربلا میری چھوٹی زینب جناب سکینہ کو لے کر ضرور حاضر ہوتی ہیں۔ ایک وقت میں خطہ ارضی پر کتنی مجالس ہوتی ہیں اور کہاں کہاں یہ ہستیاں موجود ہوتی ہیں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تمام رونے والوں کے ساتھ ہے اور ان کے آنسو اپنے رول میں لیتی ہیں لہذا محمد و آل محمد علیہم السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار قرآن کا انکار اسلام۔ توحید۔ اور ایمان کا انکار ہے اب رہی یہ بات محمد مصطفیٰ مولا علی مدینہ اور نجف میں ہیں امام حسین کربلا میں ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں تو آپ لوگ مدینہ نجف اور کربلا کیوں جاتے ہیں لہذا خداوند کریم ہر جگہ ہے تم لوگ کعبہ میں کیوں جاتے ہو کیا محمد و آل محمد علیہم السلام جگہ اور گندری نالی میں ہیں اگر ہیں تو ان کی توہین نہیں لہذا کیا خداوند کریم جگہ میں شرب خانے قرار خانہ میں اور گندری نالی میں ہے اگر ہے تو اس کی توہین نہیں جو جواب اس کا وہ ہی محمد و آل محمد کے بارے میں ہے بے خداوند کریم عقل کی دولت دے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات پڑھنے کی طاقت دے اور سیر کو سمجھنے کی توفیق دے۔ کیا خداوند کریم نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے کہ **بَقِيَّةُ اللَّهِ**۔ صاحبان ایمان اپنی تکالیف مصائب مشکلات میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب فاطمہ زہرا جناب علی علیہ السلام دیگر ائمہ معصومین کو پکاریں۔ آواز دیں۔ مدد مانگیں۔ حاجات طلب کریں۔ جبکہ اس نے یہ فرمایا ہے **اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔** ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں لہذا کسی کو مددگار حاجت روا مشکل کشا ماننا گناہ اور شرک ہے ہاں ان کو مشکل کشا حاجت روا مانو اور مدد کیلئے پکارو جن کو ان کاموں کیلئے اللہ نے مقرر کیا ہے لہذا سرکار رسالت اور ائمہ معصومین نے کتنی جگہ اپنے خطبات میں فرمایا ہے۔ **نَحْنُ وَجْهَهُ اللَّهُ نَحْنُ بَابُ اللَّهِ كُنْزُ قُلُوبِ اللَّهِ نَحْنُ آيَاتُ اللَّهِ نَحْنُ حُبُّ اللَّهِ نَحْنُ عَيْنُ اللَّهِ نَحْنُ هَيْبَةُ اللَّهِ نَحْنُ لِسَانُ اللَّهِ نَحْنُ صِبْغَةُ اللَّهِ نَحْنُ بَقِيَّةُ اللَّهِ۔** نَحْنُ صَوَاطِ اللَّهِ وغیرہ لہذا اب قرآن پاک میں آئیے اور حکم خداوندی کو پڑھ کر ایمان کو درست کر کے ہر جلا العیون سے جلا العیون حاصل کیجئے۔ ارشاد ربانی ہے **بَقِيَّةُ اللَّهِ خَيْرُ كُلِّ شَيْءٍ كُنْزُ قُلُوبٍ مِّنْهُ وَمَا آفَا عَلَيْكُمْ بِحَفِیْظِهِ (هود)** بقیۃ اللہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تمہارے اوپر نگہبان نہیں ہوں بقیۃ اللہ مگر ان نگہبان۔ محافظ ہے ہر طرح سے بیماری بے روزگاری بے اولادی بے لڑائی۔ پریشانی۔ تیرائی۔ گھبراہٹ

غرض کہ ہر کام میں اللہ نے صاحبان ایمان پر محافظ بنایا ہے بقیۃ اللہ اور خود فرمایا ہے میں اب تمہارے اوپر محافظ نہیں یعنی مصائب میں مشکلات۔ پریشانیوں میں مقدمات غیبت ہو رزق نہ ہو بیماری ہو تو میں نے تمہارے اوپر اسے صاحبان ایمان بقیۃ اللہ کو مقرر کر دیا ہے اب تم لوگ اس ہی کو پکارنا وہ تمہاری ہر طرح سے مدد کرے گا جو مانگو گے وہ دے گا وہ ہم سے جدا نہیں اور ہم اس سے علیحدہ نہیں اس کا فعل ہمارا فعل اس کا قول ہمارا قول اس کا دینا ہمارا دینا اس کا انکار ہمارا انکار جو بھی مومن ہے وہ بقیۃ اللہ سے مانگے بقیۃ اللہ سے مراد جو اللہ نے باقی رکھا۔ یعنی جسکو بقا ہے فنا نہیں۔ موت نہیں اور کائنات میں جن کو موت نہیں فنا نہیں وہ ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام ان کے گھر جلالتے درگراٹے نہر دریا۔ تیروں سے لاش کو پھینکی کیا اور سم اسپاں سے جسم آقدس پامال کیا مگر وہ زندہ ہیں۔ وہ کھاتے پیتے اور چلتے پھرتے ہیں مگر ہم کو ان کی خوراک اور زندگی کا شعور نہیں ارشاد قدرت ہے **وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَا**۔ اور کہو تم جو سبیل اللہ میں قتل ہو جانے اموات مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ سبیل اللہ ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کی محبت۔ اطاعت تابعداری اور ان کی مخالفت ہے طغوت کی محبت شیطان کی اطاعت ظلم کی تابعداری اس لئے فرمان رسول ہے **مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ** مات شہیداً جو آل محمد کی محبت میں مر جائے وہ شہید زندہ ہے اور زندہ رہنے کا نام بقا اور یہ زندگی اور بقا میں فرق ہے لباس خاک میں بشر ہو کر سینہ زمیں پر رہنے کا نام زندگی اور بشریت کے لباس کو چاک کر کے انسانی جامے میں اصلی صورت میں رہنے کا نام ہے بقا۔ جو آل محمد اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جسکو سبیل اللہ کہا گیا ہے جان دیدے وہ مسلمانوں کی نظر میں اور قرآن میں شہید ہے اور شہید مردہ نہیں زندہ ہے وہ رزق بھی پاتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے لوگوں کی آواز کو سنتا ہے اور ان کی مدد بھی کرتا ہے جب محمد و آل محمد علیہ السلام کی محبت میں جان دینے والا شہید زندہ ہے بقا پا گیا تو اب محمد و آل محمد علیہ السلام مردہ کیسے وہ بھی باقی ہیں زندہ ہیں لہذا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا جناب علی مرتضیٰ جناب فاطمہ زہرا و امام حسن مجتبیٰ۔ امام حسین منظوم کر بلا۔ زین العابدین۔ امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم حضرت امام علی رضا۔ حضرت امام محمد تقی جناب امام علی نقی اور حضرت

حسن عکری نیز قائم آل محمد یہ ذوات قدسہ باقی ہیں اور قیامت تک قیامت کے بعد تک یہ زندہ ہیں باقی ہیں بقیۃ اللہ ہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں لوگوں کی اور دیگر مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں جو بھی جس محل میں ان کو پکارا ہے یہ اس کو آواز بھی دے رہے ہیں یہ الگ بات ہے کوئی اس آواز کو نہ سن سکے چہارہ معصوم از خلقت کائنات تا قیامت اور بعد قیامت بقیۃ اللہ ہیں تمام عالم کو فنا ہے صرف وہ زندہ رہے گا جس کا واسطہ ان ذوات مقدسہ سے ہے دور آدم زمانہ نوح۔ عصر خلیل۔ وقت کلیم لمحات زندگی جھلسی میں یہی بقیۃ اللہ تھے اور آج تک ہیں نیز قیامت تک بعد قیامت تک اگر یہ بقیۃ اللہ نہیں تو مسلمانوں سے پہلے وہ بتائیں بقیۃ اللہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے علاوہ کون ہیں۔ اور یقیناً نہیں بتا سکتے کیونکہ اور کوئی نہیں ہیں صرف یہی ہیں جب یہ ہی ذوات مقدسہ بقیۃ اللہ ہیں تو پروردگار عالم خالق ارض و سما نے ان ذوات مقدسہ بقیۃ اللہ کو مومنین پر محافظ بنایا ہے مومنین اپنے مصائب دکھ درد بیماری میں ان کو پکارتے ہیں اور پکارتے رہیں گے جو مومن نہیں وہ ان کو نہیں پکارتے اور نہ وہ لوگ ان کی امداد کے قابل ہیں جب وہ اللہ اور اس کے کلام کو ہی نہیں مانتے اور ان آیات کو اپنی مرضی سے جدھر چاہیں موڑ لیتے ہیں اور جو چاہیں مطلب نکال لیتے ہیں پھر محمد و آل محمد علیہم السلام کی ان بے ایمان لوگوں کی نظر میں کیا حیثیت ہے مولا سے قبر بناب فاطمہ امام حسین اور حسین دیگر ائمہ معصومین بہ حاجت۔ حاجت روا مشکل کشا ہیں ہی مومنین کے لئے غیر جائیں جہنم میں۔ پولیس۔ مجسٹریٹ۔ ڈپٹی کمشنر۔ وکیل۔ ڈاکٹر سے یہ تکالیف میں مدد مانگ لیتے ہیں اور مدرسوں کا سالانہ جلسہ کر کے دس سال سے یہیہ زمینداروں سے گندم وغیرہ مانگ لیتے ہیں اللہ پر مہروسہ نہیں کرتے اگر مومن بقیۃ اللہ سے مسانگے یا اس کو آواز دے تو کفر اور شرک کا فتویٰ اللہ اور غیر اللہ کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان میں مشرکوں کا فروں منافقوں کی عزتیں جو بانجھ ہیں ڈاکٹروں کے پاس آتی ہیں بیماری دور کریں اولاد ہو تو کیا یہ عورت مشرک ہو گئی نہیں دنیا عالم اسباب ہے بتائیں یہ لوگ خالق نے کب ان کی مدد کی کوئی ذریعہ وسیلہ بنایا اس سے مدد ہو گئی وہ وسیلہ کا محتاج ہے اگر خود وہ کرے تو اللہ نہ رہے۔ جب کچھ پیدا ہونے کیلئے عورت۔ مرد۔ ذاتی۔ ڈاکٹر وغیرہ وسیلہ پیدا کیا اسی طرح بیماری سے بچنے کیلئے اور حصول رزق کیلئے کوئی بھی ان اسباب کو خدا نہیں کہتا اور نہ کہنے کیلئے تیار ہے ان تمام مالمین کے

اسباب میں جو بے بلند و بالا پائیدار مستقل نہ فنا ہونے والا ہے وہ بقیۃ اللہ اور صاحب عقل ہمیشہ ایسے کو مدد دیکھتے پکارتا ہے جو سرکاری طور پر حکومت کا مقرر کردہ ہو بے طمع ہو لالچ نہ ہو اور خود غرض نہ ہو جس وقت جب بھی اس کو آواز دی جاتے آدھی ہوز لرزہ ہو سیلاب ہو طوفان ہو دچہر ہو آدمی رات ہو گھر ہو شہر بازار گاؤں۔ تعبہ جنگل۔ صحرا دریا کا کنارہ یا دریا کے بیچ پھلی کے پیٹ میں ہو یا غار میں پہاڑ کے اوپر ہو کسی اثر دہے کے منہ میں خمیر کے آگے ہو یا بستر مرگ پر ہسپتال میں۔ ڈاکوؤں کے نرمنہ میں ہو یا زیر تلوار۔ زندان میں ہو یا تختہ دار پر صاحب زباں ہو یا گونگا۔ بلند آواز سے پکار رہا ہو یا آہستہ زبان سے یاد دل سے سرشام یا پھلی رات کو جو بھی وقت ہو کوئی وقت مقرر نہیں یا محمد یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین چہارہ معصومین میں سے جس بقیۃ اللہ کا نام لیا وہ تشریف لائے مدد کی اور گئے نہ ان کے آنے کا پتہ چلا اور نہ جانے کا حکم ہوا تو یہ کہ وہ تکلیف چلی گئی مومن کا ایمان ہے کہ بقیۃ اللہ ہمارا محافظ ہے اولاد۔ مال۔ رزق۔ شفا۔ زندگی۔ ادائیگی قرض۔ بخت اور حصول تخت غرض کہ تمام آفات و بلیات اور نماز روزہ اعمال عبادت ریاضت میں ان کو آواز دے رہا ہے وہ باقر اللہ تمام امور میں امداد فرما رہے کافر۔ مشرک۔ منافق انکاری ہے اور اعتراض کر رہا ہے کرتا رہے گا محمد و آل محمد علیہم السلام اہل ایمان کی مدد بحکم خدا تا قیامت اور بعد قیامت فرمائے رہیں گے خلافتِ نبویہ مسلمانوں کو سوانح حیات محمد و آل محمد علیہم السلام جلال العیون پڑھنے کی توفیق دے اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرے پھر یہ بھی بقیۃ اللہ کو پکاریں اپنے مصائب میں

### ختم شدہ

خادم الشریعت

سید ظہور الحسن کوثر بن سید محمد علی شاہ عفا اللہ عنہما

خطیب شیعہ

محلہ دیگران بہاولپور روڈ ملتان

# باب اول

بیان تاریخ ولادت و شہادت و بعض احوال مناقب و معجزات خاص آلِ عباس

## فصل پہلی - ولادت باسعادت امام حسین علیہ السلام

بیان علمائے شیعہ زیادہ تر یہ ہے کہ ولادت آنحضرت مدینہ منورہ میں بتاریخ سوم ماہ شعبان سال چہارم ہجرت واقع ہوئی۔ اور بعضوں میں پانچویں ماہ مذکور کی بھی لکھی ہے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ روزِ پنجشنبہ تھا اور روزِ سہ شنبہ بھی کہا ہے اور توقیع حضرت صاحب العصر علیہ السلام میں جو بنام قاسم بن علامہ ہمدانی صادر ہوئی مذکور ہے کہ ولادت آنحضرت بروزِ پنجشنبہ تیسری ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت پانچویں ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت آخر ماہ ربیع الاول سال سوم ہجری میں ہوئی اور یہ خلاف مشہور ہے۔ اور جناب رسول خداؐ نے بامر حق تعالیٰ حسین نام رکھا۔ بنام پسر کو چک بارون کہ شبیر ان کا نام تھا۔ اور شہیدِ خیر میں یعنی حسینؑ ہے، جس طرح ولادت امام حسنؑ میں ذکر ہو چکا ہے اور کنیت آنحضرت ابو عبد اللہ ہے اور ابو علیؑ بھی کہتے ہیں اور القاب شریفین آنحضرت رشید، طیب، سید ولی، ذکی مبارک سبط و شہید و سعید ہیں، جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ نقش نگین آنحضرت علیہ السلام ان اللہ بالغ امرہ تھا جناب صادق سے منقول ہے کہ نقش نگین آنحضرت الحمد للہ تھا۔ اور نقش دوسری روایت میں لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ اور دوسری انگوٹھی ان اللہ بالغ امرہ تھا۔ اور دوسری روایت جس میں منقول ہے ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ انگوٹھی دست مبارک سے اتاری، جناب صادق نے فرمایا۔ ایسا نہیں بلکہ امام حسینؑ نے امام زین العابدینؑ کو اپنا وصی کیا۔ اور اپنی انگوٹھی ان کے ہاتھ میں پہنائی

اور امامت ان کے سپرد کیا جس طرح جناب رسول خدا امیر کو اپنا وصی اور جناب امیر نے امام حسین کو اور وہ انگوٹھی میرے پدر بزرگوار کو پہنچی اور میرے پدر بزرگوار سے مجھے ملی اور اب میرے پاس موجود ہے میں ہر جمعہ کو اپنے ہاتھ میں پہن کر نماز پڑھتا ہوں، رواہی کہنا ہے میں بروز جمعہ خدمت آنحضرت میں گیا اور حضرت کو نماز میں مشغول پایا جب نماز سے فارغ ہوئے اپنا دست مبارک میری طرف پھیلایا میں نے دست مبارک میں ایک انگوٹھی دیکھی اس پر نقش یہ تھا۔ لا الہ الا اللہ عددۃ للقاء اللہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا یہ انگوٹھی میرے جدِ امام حسین کی ہے اور روایات معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور فاصلہ میان امام حسین اور امام حسین بقدر مدت حمل تھا۔ اور مدت ایام حمل امام حسین چھ مہینہ تھے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صفیہ دختر عبدالمطلب نے کہا میں دایۃ امام حسین تھی جب آنحضرت متولد ہوئے، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اسے چچی میرے فرزند کو لے آؤ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں نے ابھی ان کو غسل نہیں دیا حضرت نے فرمایا تم اس کو غسل دے کر کیا پاک کرو گی، خدا نے اس پاکیزہ و مطہر کیا ہے جب خدمت آنحضرت میں لے گئی۔ امام حسین کو حضرت نے اپنی گود میں لیا۔ اور زبان مطہر ان کے منہ میں دی، امام حسین زبان، آنحضرت ہوتے تھے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا شہد اور دودھ دہن امام حسین میں زبان حضرت سے جاری ہوتا تھا۔ پس آنحضرت نے درمیان دودھ بوسہ لے کر میری گود میں دیدیا جناب رسول خدا روتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ خدا اس گروہ پر لعنت کرے۔ جو مجھے اسے فرزند شہید کریں گے۔ اور تین دفعہ اس کلام کو ارشاد کیا میں نے کہا یا حضرت میرے پدر و مادر آپ پر قربان۔ اس فرزند کو کون شہید کرے گا۔ فرمایا گروہ تم کار باقیماندہ ہی امیہ بنعمر اللہ اس کو قتل کریں گے۔

**بیان عفو تقصیر فطرس** ابن بابویہ و ابن قولویہ و ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہم نے بسند متولد ہوئے خدا نے جبرائیل کو حکم کیا کہ مع ایک ہزار فرشتوں کے میری طرف اور اپنی طرف تسبیح و مہم بکلا و اور رسول خدا کیلئے زمین پر بار جب جبرائیل نازل ہوئے ان کا گذر کسی جزیرہ میں جزائر دریائے ہوا وہاں ایک فرشتہ کو دیکھا جس کا فطرس نام تھا۔ اور وہ عاملان عرش الہی سے تھا۔ اور حق تعالیٰ نے اسے کچھ حکم دیا تھا، اس نے دیر میں تحویل کی تھی۔ اس روز سے خدا اس پر غضب ناک ہوا اور اس کے بال و پر گرا کر اس جزیرہ میں پھینک دیا اس فرشتہ کو سات سو سال اس

جزیرہ میں عبادت حق تعالیٰ کرتے گذرے تھے جس روز امام حسین متولد ہوئے اور روایت دیگر خدا نے اسے یہاں عذاب دینا آخرت کا اختیار دے دیا تھا اور اس نے عذاب دینا اختیار کیا تھا خدا نے اسے اس کو آنکھوں کی پلکوں میں متعلق لٹکا دیا تھا۔ کہ کوئی جو ان اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اور ہمیشہ اس فرشتہ کے نیچے سے بدبو دھواں بلند ہوتا تھا جب فطرس نے دیکھا جبرائیل معہ ملائکہ آتے ہیں پوچھا اسے جبرائیل کہاں کا ارادہ ہے جبرائیل نے کہا۔ خدا نے محمد کو ایک نعمت کو امت عطا کی ہے اسلئے میں جاتا ہوں۔ کہ ان کو خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکبادیں۔ فطرس نے کہا اسے جبرائیل مجھے بھی ہمارے چلو شاید رسول خدا میرے لئے دعا کریں یہ سن کر جبرائیل فطرس کو اٹھلاتے اور جب جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچے خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکباد دی۔ اور فضل کا حل آنحضرت سے عرض کیا۔ آنحضرت نے ارشاد کیا۔ فطرس سے کہو اپنے کو اس فرزند مسعود سے مس کرے اور اپنی جگہ واپس جاتے جب امام حسین سے فطرس ملنے مس کیا۔ پرنکل آئے اور اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اور بروایت دیگر جب آسمان پر گیا۔ کہتا تھا۔ میرے مانند کون ہے۔ کہ حسین اور ان کی ماں اور ان کے بھائی کا میں آزاؤ کیا ہوا ہوں بعد اس کے جبرائیل نے خدا کی جانب سے کہا۔ اسے محمد آپ کی امت حسین کو تھل کرے گی اور اس کا عوض مجھ پر یہ ہے۔ کہ جو ان کی زیارت کرے گا۔ میں ان کی زیارت ان تک پہنچاؤں گا۔ اور جو ان کو سلام کریگا میں ان تک وہ سلام پہنچاؤں گا۔ جو صلوات ان پر بھیجے گا۔ اس کا صلوات ان کو پہنچاؤں گا۔ یہ جبرائیل نے کہا اور آسمان پر چلے گئے

**خبر ولادت امام حسین علیہ السلام** ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جبرائیل خدمت رسول میں قبل ولادت امام حسین آئے اور کہا آپ کے ہاں ایک فرزند متولد ہوگا۔ کہ آپ کی امت اسے شبید کرے گی۔ حضرت نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں، جب تین مرتبہ یہی خطاب ہوا۔ اور تیسری مرتبہ کہا۔ کہ اس فرزند اور اس کی فریت اور اولاد میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران ہونگے اور خازن علوم الدین و آخرین ہونگے یہ سن کر جناب رسول خدا نے فرمایا۔ جناب امیر کو بلاؤ اور کہا جبرائیل نے خدا کی جانب سے تجھے یہ خبر دی ہے۔ ایک فرزند تمہارے یہاں متولد ہوگا کہ میری امت بعد میرے اسے شبید کرے گی۔ جناب امیر نے کہا۔ مجھے اسے فرزند کی حاجت نہیں، یہاں تک کہ تین مرتبہ یہ کلام ہو۔ اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ اس فرزند اور اس کے فرزندوں میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران اور خازن علوم الدین

وآخرین ہوں گے۔ پھر جناب فاطمہؑ سے کہلا بھیجا کہ خدائے کو بشارت دیتا ہے کہ میری امت اس کو بعد میرے شہید کرے گی، جناب فاطمہؑ نے عرض کی، بابا ایسے فرزند کی مجھے حاجت نہیں یہاں تک کہ پھر تین مرتبہ یہ خطاب واقع ہوا۔ اور ہر مرتبہ جناب فاطمہؑ نے یہی جواب دیا۔ حضرت نے فرمایا وہ فرزند اور اس کی اولاد بیشوایان وینا میرے ورثہ اور میرے علم کے خازن ہونگے جب یہ سنا جناب فاطمہؑ نے کہا میں اپنے خدا سے راضی ہوتی ہوں بعد اسکے حاملہ محمل امام حسینؑ ہوئیں۔ اور بعد چھ مہینہ کے امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ اور کوئی فرزند جو چھ ماہ کا پیدا ہوا زندہ نہیں رہا، مگر حضرت امام حسینؑ اور حضرت عیسیٰ بن مریم و بردایت دیگر حضرت یحییٰ ام سلمہ حفاظت و پرورش امام حسینؑ کیلئے مقرر ہوئیں، جناب رسول خدا ہر روز آتے اور اپنی زبان مبارک امام حسینؑ کے منہ میں دے دیتے تھے اور امام حسینؑ جو سنتے تھے یہاں تک سیر ہو جاتے تھے، پس امام حسینؑ کا گوشت خدا نے رسول خدا کے گوشت سے لگایا سوائے اپنی ماں جناب فاطمہؑ کے اور کسی عورت کا امام حسینؑ نے دودھ نہ پیا۔ لہذا یہ آیت خدا نے امام حسینؑ کی شان میں نازل فرمائی۔ ذِ حَمَلِهِ وَفَصَالِهِ ثَلَاثُونَ شَهَادَةً إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَإِذَا بَلَغَ اربعِينَ سَنَةً قَالَ دُبُّ اَوْ ذِمِّي اِنْ اَشْكُو فَعَمَلُكَ اَلْقِي اَصْحَبْتَ عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ وَالَّذِي وَاَنْ اَعْمَلُ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاصْلَحْ لِي ذَرِيَّتِي، یعنی مدت حمل در ضاعت حضرت یمنس ماہ تھی، یہاں تک کہ بعد قوت بدن و عقل پہونچے اور چالیس سال ان کی عمر سے گزرے کہا۔ پروردگار مجھے الہام کر اور توفیق دے تاکہ تیری نعمت کا میں شکر کروں کہ تو نے مجھ پر اور میرے پدلا مادر پر انعام کیا ہے اور میری وجہ سے میری بعض ذریت کی اصلاح کر، حضرت نے فرمایا، اگر کہتے، تمام میری ذریت تحقیق کہ تمام کے تمام فرزند ان کے امام ہوتے لیکن بعض کو مخصوص کر دیا۔ علی ابن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ وَصِيْنَا اِلَاحْسَانَ بَوَانْدِيَه اِمْسَانَحْمَتَه اَلْوَكُوْعَادَوْفَعَه كَعَمَلِيْعِيْنِ ہم نے انسان کو والدین کی نسبت و وصیت کی شکم میں مادر نے بکرا بہت رکھا۔ اور وضع حمل بکرا بہت کیا حضرت نے فرمایا۔ مراد والدین سے حسنین میں۔ اور وہ جس کا حمل اور وضع حمل از روئے کراہت تھا، امام حسینؑ ہیں۔ اس لئے کہ خدا نے رسول خدا کو ولادت امام حسینؑ بشارت دی اور امامت فرزند ان امام حسینؑ میں ہوگی۔ اور خبر دی، کہ امام حسینؑ شہید ہونگے اور خدا رجعت میں ان کو دنیا میں پھر لاتے گا، اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے نہ رجعت سے مراد ہے۔ دنیا میں دوبارہ تشریف لانا کسی امام۔ نبی یا پیغمبر کا یا مومنین۔ صالحین وغیرہ کا قرآن پاک نے (باقی صفحہ ۹۴ پر)



بسب اسی سے کراہت کرے اور درمیان امام حسینؑ اور امام حسین کے فاصلہ بقدر ایک ٹہر کے فاصلہ تھا اور امام حسینؑ اپنی ماں کے شکم میں چھ مہینہ رہے اور مدت رضاعت چوبیس ماہ تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدت حمل ان کی اور ان کا دودھ سے پھوڑا تیس ماہ تھا۔ شیخ طوسی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ رسول خداؐ انشریف لائے اور اسماء بنت عیس سے کہا۔ اے اسماءؓ میرے فرزند کو لاؤ۔ اسماءؓ کہتی ہیں میں جامعہ سفید میں لپیٹ کر امام حسینؑ کو خدمت آنحضرت میں لے گئی حضرت نے امام حسینؑ کو لے کر اپنے دامن میں رکھا۔ دابنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ناگاہ چیریل آئے اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد اسلام کے ارشاد فرماتا ہے جبکہ علی کو تم سے نسبت مثل ہارون کے موسیٰ سے ہے تو اس فرزند کو بنام پسر کو چک ہارون مسلمی کر داس کا نام شبیر ہے اور اس کو تمہاری زبان میں حسینؑ کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول خداؐ نے امام حسینؑ کو پیار کیا۔ اور رو کر فرمایا۔ اے فرزند تجھے مصیبت عظیم درپیش ہے۔ خداوند اس کے قاتل پر لعنت کر۔ پھر فرمایا۔ اسماءؓ فاطمہ سے یہ خبر نہ کہنا۔ اور جب ساتواں روز ہوا۔ رسول خداؐ انشریف لائے فرمایا میرے فرزند کو لاؤ۔ جب امام حسینؑ کو رسول خداؐ کے پاس لائے۔ ایک گوسفند سیاہ سفید کا لقیقہ کر کے ایک ران اس کی دایہ کو دئی۔ اور سر کے بال تراش کر بوزن چاندی تصدق کی۔ اور غلوق ایک خوشبو کا نام ہے ان کے سر پر مالش فرمائی۔ بعد اس کے امام حسینؑ کو دامن میں لیا۔ اور کہا۔ اب بعد اللہ کس قدر تیرا قتل ہونا مجھ پر گرا ہے۔ یہ کہہ کر بہت روتے۔ اسماءؓ نے کہا میرے پدر و مادر آپ پر سے قربان ہوں یہ کیا خبر ہے۔ کہ پہلے ہی دن آپ دیتے ہیں اور بجائے مبارکبادی کے گریہ فرماتے ہیں حضرت رسول خداؐ نے فرمایا میں اس اپنے فرزند پر اس لئے روتا ہوں۔ کہ گروہ کافر ستھگاری نبی امیہ میں سے اس کو شہید کر لگا میری شفاعت ان تک نہ پہنچے گی۔ اور اس فرزند کو وہ قتل کرے گا۔ جو رخنہ میرے دین میں ڈلے گا اور وہ ملعون کا فر ہو گا۔ بعد اسکے فرمایا خداوند میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں۔ ان اپنے دو فرزندوں کے حق میں جیسا تجھ سے ازیم عیلؑ نے کہا۔ اپنی ذریت کے حق میں خداوند ان کو دوست رکھ جو ان کو دوست رکھیں اور جو ان کو دشمن رکھیں تو ان پر لعنت کر۔ ایسی لعنت جو آسمانوں زمینوں کو بھر دے۔

**روایت در وائیل فرشتہ** ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: ایک فرشتہ ہے اسے در وائیل کہتے ہیں اور اس کے سولہ ہزار بازو تھے۔ اور ہر بازو سے دوسرے بازو تک مانند آسمان و زمین کے فاصلہ ہے ایک روز اس کے دل میں کوئی چیز گزری کہ مناسب عظمت پروردگار نہ تھی۔ اس سبب سے خدا نے اس کے بازو مٹا کر کے اسے وحی کی۔ کہ پرواز کر۔ اس نے پرواز کی پانچ سو سال تک۔ اور سر اس کا ایک پائے تپا پائے عرض سے نہ پہنچا۔ جب حق تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ وہ تھک گیا ہے۔ فرمایا اپنے مقام کو لوٹ جا۔ کہیں خداوند عظیم ہوں۔ اور سب بڑوں سے بڑا ہوں۔ مجھ سے بلند تر کوئی چیز نہیں میں مکان نہیں رکھتا۔ اور بلند میری مثل بلند مکان نہیں۔ بعد اس کے خدا نے اس کے پر گرا دیئے۔ اور اسے صفحہ ملائکہ سے گرا دیا یعنی خارج کیا۔ جب شب جمعہ کو امام حسینؑ متولد ہوئے۔ خدا نے ملائکہ جنم کو وحی کی۔ کہ آتش جہنم کو جہنمیوں سے دھما کر دے۔ بسبب کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا اور رضوان خازن بہشت کو وحی کی کہ بہشت کو آراستہ اور خوشبو کر دے۔ بوجہ کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور حور العین کو وحی کی۔ کہ اپنی اپنی زینت کرو اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاؤ۔ بسبب کرامت اس مولود کے جو دنیا میں محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور ملائکہ کو وحی کی کہ صف بندی کریں۔ اور تسبیح و تحمید و تمجید و تکریم کرو۔ اس مولود کے سبب سے جو دنیا میں یہاں محمد صلعم کے متولد ہوا اور جبرائیل کو وحی کی کہ میرے پیغمبر محمد مصطفیٰؐ پاس مع ایک ہزار قبیلہ ملائکہ کے کہ ہر قبیلہ ملائکہ ہزار کا ہوتا ہے جلو اور سب کے سب اسپان ابلق بازیں و لگام پر سوار ہوں۔ اور ان پر قبہ ہائے یاقوت نصب کرو اور اپنے ہمراہ روحانیات ملائکہ کو لے جاؤ۔ کہ وہ ملائکہ حربہ ہائے نور ہاتھ میں لئے ہوں اس زینت سے محمد صلعم پاس جاؤ۔ اور ان کی تہنیت و مبارکباد دو۔ ان کے فرزند کی اور اسے جبرائیل آنحضرتؐ کو خبر دو کہ میں نے اس فرزند کا حسین نام رکھا ہے بعد اسکے تعزیت اس کو کہو اسے محمد صلعم اس فرزند کو تنہا ہی امت کے بدترین لوگ بدترین حال و دل پر سوار ہو کر قتل کرینگے اور لٹے ہو اس پر جو اسے قتل کرے اور واسے اس پر ہو جو ان کے گھوڑوں کو ہٹکائے، واسے ان پر ہو جو ان کو قتل کے لئے بلائے اور میں قاتل حسینؑ سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے دور ہے۔ اس لئے کہ کوئی مجرم صحرائے محشر میں نہیں آتا۔ مگر یہ کہ قاتل حسین کا جرم اس سے زیادہ تر ہو قاتل حسین کو بروز قیامت ہمراہ ان مشرکوں کے جہنم میں لے جائے گا

دوسرا خدا قرار دیا۔ داخل جہنم کریں گے۔ اور آتش جہنم قاتلان حسین کی مشتاق ہے، بہ نسبت طعیان خدا کے بہشت سے جبرائیل آسمان سے زمین پر آئے تھے۔ در و اتیل کی طرف سے گذر ہوا۔ در و اتیل نے کہا اے جبرائیل یکیک لا تھو ہے جو میں آج کی رات آسمان پر دیکھتا ہوں کیا قیامت برپا ہوئی ہے جبرائیل نے کہا نہیں لیکن دنیا میں محمد صلعم کے یہاں ایک فرزند متولد ہوا ہے اور خدا نے مجھے اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے بھیجا ہے۔ در و اتیل نے کہا۔ اے جبرائیل میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں تمہیں اور مجھے جس نے پیدا کیا ہے جب تم خدمت آنحضرت میں پہنچا میرا سلام حضرت کو پہنچانا۔ اور حضرت سے کہنا بحق اس مولود کے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ اپنے پروردگار سے سوال کریں کہ وہ مجھ سے خوشنود ہو جائے اور میرے بازو پھر مجھے عنایت کرے اور مجھے میرے مقام پر پہنچائے ملائکہ میں جگہ دے۔ جبرائیل باہر خداوند جلیل حاضر خدمت ہوئے اور آنحضرت کو تہنیت، مبارکبادی اور تعزیت کہی، رسول خدا نے فرمایا۔ آیا میری امت میرے فرزند کو قتل کرے گی جبرائیل نے کہا ہاں رسول خدا نے فرمایا وہ میری امت سے نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں، اور خدا ان سے بیزار ہے۔ جبرائیل نے کہا اے محمد صلعم میں بھی ان سے بیزار ہوں، بعد اس کے جناب رسول خدا جناب فاطمہ کے پاس گئے۔ اور ان کو تہنیت و تعزیت دی۔ جناب فاطمہ رونے لگیں۔ اور کہا۔ کاش مجھ سے حسین نہ پیدا ہوتا۔ اور فرمایا۔ قاتل حسین آتش جہنم میں بہرے رسول خدا نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اے فاطمہ قاتل حسین جہنم میں ہے، لیکن حسین قتل نہ ہو گا جب تک اس سے ایک امام ایسا پیدا نہ ہو گا جس سے ہدایت کر نیوالے اتمہ پیدا ہوں۔ پھر رسول خدا نے فرمایا بعد میرے اتمہ ہونگے اول ان کا علی بن ابی طالب ہے ہادیار بعد ان کے حسن مہدی۔ اور اس کے بعد عیسیٰ ناصر ہے اور بعد اسکے علی بن حسین منصور ہے۔ اور بعد اسکے محمد بن علی شافع ہے۔ بعد اس کے جعفر بن محمد تفسا ہے اور بعد اسکے موسیٰ بن جعفر ضامین ہے بعد اسکے علی بن موسیٰ الرضا ہے بعد اسکے محمد بن علی فضل ہے بعد اس کے علی بن محمد مومن ہے اور بعد اسکے حسن بن علی سلام ہے بعد اسکے وہ شخص ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ یسین کو گریہ جناب فاطمہ کم ہوا بعد اسکے جبرائیل نے آنحضرت سے پیغام در و اتیل دیا۔ اور جس بلا میں وہ مبتلا ہو گیا تھا وہ بھی بیان کیا۔ رسول خدا نے امام حسین کو باتھ پر اٹھایا۔ اور امام حسین پارہ پشیمین میں لیٹے ہوئے تھے پھر جناب آسمان بلند کیا۔ اور کہا۔ خداوند بحق اس مولود کے جو تجھ پر ہے پھر فرمایا۔ بلکہ جو حق تیرا اس پر ہے۔ اور اس کے جو بعد محمد اور اسمائیل واسحاق و یعقوب پر ہے۔ کہ اگر حسین کی تیرے نزدیک کچھ قدر و منزلت ہے۔ تو در و اتیل سے راضی ہوا اور اس کو اس کی جگہ پھر دے۔ حق تعالیٰ نے دعائے آنحضرت مستجاب فرمائی ہے۔

اور اس فرشتہ کو بخش دیا۔ اور اس کے بازوؤں کو پھر بدستور کیا اور اس کو اس کی جگہ صفہائے ملائکہ میں مقرر کیا اور اس فرشتہ کو آسمانوں میں اس درجہ سے پہنچاتے ہیں کہتے ہیں یہ آزاد کیا ہوا حسین کا ہے قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا فرزند ان شیر خوارہ فاطمہ کے پاس آتے تھے اور اپنا آپ وہیں مبارک حسین کے دہن میں ڈالتے تھے، اور جناب فاطمہ سے کہتے تھے ان کو دودھ نہ دو ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے جب امام حسین متولد ہوئے جناب فاطمہ کو کوئی ایسی بیماری ہوئی کہ دودھ خشک ہو گیا۔ دایہ طلب کی مگر نہ ملی جناب رسول خدا تشریف لائے۔ اور اپنی انگشت ابہام دہن، امام حسین میں دے دیتے اور وہ چوستے تھے پس پچاس شبانہ روز یوں ہی گذرے۔ اور گوشت امام حسین کا گوشت حضرت رسول سے آگاہ۔ ایضاً برہ خزاعیہ سے روایت ہے جب جناب فاطمہ بامام حسن سے حاملہ ہوئیں۔ رسول خدا نے ارادہ کسی سفر کا کیا۔ اور جناب فاطمہ سے فرمایا جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ تم سیک پس متولد ہو گا جب پیدا ہوئے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آؤں جب امام حسن متولد ہوئے جناب فاطمہ نے تین روز انہیں دودھ نہ دیا۔ اور منتظر قدم فیض لزوم آنحضرت تھیں جب تین روز گذر گئے اور حضرت تشریف نہ لائے۔ امام حسن پر جناب فاطمہ کو رحم آیا۔ اور ان کو دودھ دے دیا۔ بعد اسکے جب حضرت تشریف لائے پوچھا کیا کیا جناب فاطمہ نے کہا مشفقت مادی سے مہربان ہو کر میں نے اسے دودھ پلایا حضرت نے فرمایا وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ بعد اس کے جب حضرت امام حسین حاملہ ہوئیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ ایک پس متولد ہو گا جب وہ متولد ہو۔ اے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آؤں۔ اگرچہ ایک ہینہ نہ گذر جاتے یہ فرما کر حضرت سفر کو گئے۔ اور امام حسین متولد ہوئے آنحضرت سفر میں تھے اور جناب فاطمہ نے آنحضرت کو دودھ نہ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت سفر سے واپس تشریف لائے امام حسین کو حضرت کی خدمت میں لائے، حضرت نے اپنی زبان مبارک ان کے دہن میں دے دی اور وہ چوستے تھے یہاں تک کہ سیر ہو گئے پھر حضرت نے فرمایا جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے خدا نے چاہا امام حسین کے فرزندوں میں ہو چکینی نے بسند معتبر روایت کی جناب صادق سے۔ امام حسین نے جناب فاطمہ کے علاوہ اور کسی عورت کا دودھ نہ پیا ہمیشہ حضرت رسول کی خدمت میں لائے جاتے تھے اور حضرت اپنی انگشت ابہام ان کے منہ میں دیتے تھے۔ اور وہ انگشت ابہام حضرت اس قدر چوستے تھے کہ دو تین روز انکو کافی ہوتا تھا لہذا گوشت و خون امام حسین گوشت و خون حضرت رسول سے آگاہ۔ اور کوئی فرزند شفا بہ متولد نہیں ہوا کہ زندہ رہا ہو بغیر عیسیٰ بن مریم حسین ابن علی کے بسند دیگر امام رضا سے روایت کی۔ امام حسین کو جناب رسول خدا پاس لاتے تھے، اور آنحضرت

اپنی زبان مبارک دہن امام حسین میں دیکھتے تھے۔ امام حسینؑ جڑتے تھے اور اسی پر التفکر تے تھے اور کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔

## فصل دہری: بیان مناقب و فضائل امام حسینؑ

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حدیث سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں نے دیکھا۔ رسولؐ خدا امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرماتے تھے، اے گروہ مردم یہ حسینؑ ابن علیؑ ہے اسے پہچانو میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی دست قدرت میں میری جان ہے کہ حسینؑ بہشت میں ہے۔ اور دوستان حسینؑ بہشت میں ہیں اور دوستان حسینؑ بہشت میں ہیں، شیخ طوسیؒ نے بسند محققین برابر ابن عابدیؒ سے روایت کی ہے میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا۔ امام حسینؑ کو دوئل مبارک پر لٹے ہوئے کہہ رہے تھے۔ خداوند امیں اے دوست رکھتا ہوں تو بھی اُسے دوست رکھ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز امام حسینؑ کو جناب رسولؐ خدا پاس لائے اور امام حسینؑ نے دامن رسولؐ میں پیش کیا۔ چاہا اٹھانے پیشاب میں امام حسینؑ کو اٹھا لیں جناب رسولؐ خدا نے فرمایا میرے فرزند کو پیشاب سے نہ روکو بعد اس کے پانی منگنا کردہ مقام جہاں پیشاب کیا تھا دھو ڈالا ابن قولویہؒ نے ابوذر غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نے دیکھا ایک روز رسولؐ خدا امام حسینؑ کو پیار کرتے اور فرماتے تھے جو حسینؑ کو اور ان کی ذریت کو از روئے خاص دوست رکھے گا اس کے منہ تلک آتش دوزخ کی لپک نہ پہونگی، ہر چند گناہ اس کے بعد در یک بیابان ہوں۔ مگر نہ ایسا گناہ اسکے ذمہ ہو جو اسے ایمان سے خارج کر دے، ایضا جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا اُسے دوست رکھے جو حسینؑ کو دوست رکھے حسینؑ ایک سبط امیاط غیر ان سے ہے حدیث کو محققین نے بطریق متعدد اپنی کتب متعدد میں روایت کیا ہے۔ ایضا روایت کی ہے ایک روز جناب رسولؐ خدا کسی راہ سے تشریف لے جاتے تھے۔ امام حسینؑ کو دیکھا۔ لڑکوں میں کھیل رہے ہیں۔ جب امام حسینؑ کو دیکھا حضرت عقیبا بن ابیہؓ سے آگے بڑھ گئے۔ کہ گود میں اٹھا لیں، امام حسینؑ دوڑتے اور پیسے جاتے تھے یہاں تک کہ رسولؐ خدا نے امام حسینؑ کو پکڑ لیا۔ اور منہ کھول کر بچوں سے پیار کیا۔ اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں جو حسینؑ

کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حسینؑ اسباب پیغمبران سے ہے۔

## روایت افی و حفاظت حسینؑ

۴ قطب راوندیؒ نے بسند معتبر مقداد بن اسود کندی سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول خداؐ حسینؑ کی تلاش میں باہر آئے اور میں خدمت آنحضرتؐ میں پس حضرت روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے۔ جہاں دو درخت تھے اور ایک بڑا سانپ گردان کے حلقہ کتے ہوئے تھا۔ اور ایک درخت ان پر سایہ فگن تھا۔ اور میں نے قبل اسکے مکر اس مقام کو دیکھا تھا۔ مگر وہ درخت وہاں نہ دیکھا تھا۔ اور بعد اسکے میں وہاں گیا۔ وہ درخت وہاں نہ تھا جب اس سانپ نے صدائے رسول خداؐ سنی سیدھا ہوا۔ اور درختان خرماسے اس کا زیادہ قامت بلند اور عرض اس کا عرض شتر سے زیادہ تھا اور اس کے منہ سے آگ کی لپک نکلتی تھی میں اس حال کے دیکھنے سے بہت ڈرا جب اس سانپ کی نظر حضرت پر پڑی گھٹنا شروع ہو یہاں تک مثل ایک دوسرے کے ہو گیا اور حضرت سے کلام کیا کہ میری سمجھ میں نہ آیا حضرت نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو یہ سانپ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ خدا اور رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ سانپ کہتا ہے میں حمد کرتا ہوں۔ اس خدا کی جس نے مجھے موت نہ دی یہاں تک کہ پاسبان فرزندان رسولؐ کیا۔ بعد اسکے وہ سانپ ریگ میں روانہ ہو کر چلا گیا آنحضرتؐ نزدیک دونوں صاحبزادوں کے بیٹھ گئے۔ پہلے سر اٹھا کر امام حسینؑ کا اپنی گود میں رکھا۔ بعد اسکے سر امام حسنؑ کا اٹھا کر اپنے دامن میں لیا۔ پھر زبان مبارک دہن امام حسینؑ میں دے دی، یہاں تک کہ وہ جاگے اور اسے پدر کہہ کر پھر آرام کیا۔ بعد اسکے اپنی زبان مبارک دہن امام حسنؑ میں دے دی تاکہ وہ بیدار ہوتے اور اسے پدر کہہ کر پھر آرام کیا میں نے کہا یا حضرتؐ گویا امام حسینؑ امام حسنؑ سے بڑے ہیں، حضرت نے فرمایا، حسینؑ کی دلہائے مومنین میں محبت و معرفت پوشیدہ ہے۔ اس کا سبب ان کی مادر سے دریافت کرو جب وہ دو غیر فلک اہمیت خواب سے بیدار ہوئے حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو درخت مبارک پر سوار کیا۔ اور گھر میں تفریق لائے اور میں حسب ارشاد آنحضرتؐ دروازہ دولت سے فاطمہؑ پر ٹھہرا رہا۔ تاکہ اہمیت خادمہ جناب فاطمہؑ آئی اور کہا۔ اے برادر کندہ میں نے کہا۔ تجھ سے کس نے کہا میں دروازہ پر ہوں۔ حمائم نے کہا میری خاتون اور سیدہ نے فرمایا۔ ایک مرد کندی کہ نیکو ترین قبیلہ کندہ ہے آیا ہے کہ مجھ سے شرافت و منزلت میرے نور دیدہ حسینؑ کی دریافت کرے بخدا نے کہا۔ یہ سخن مجھے بہت غظیم معلوم ہوا۔ اور میں نے اپنی پشت جانب دروازہ پھیر سی جس طرح جب کبھی ام سلمہؑ کے دروازہ پر جاتا تھا۔ بحرم رسولؐ خدائے ہی میرا طریقہ تھا۔ پس میں نے کہا۔ اے فاطمہؑ مجھ سے حسینؑ کی منزلت

بیان کیجئے فاطمہؑ نے فرمایا۔ جب جس منولہ ہوا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے حکم فرمایا۔ جو کپڑا مجھے اچھا معلوم ہو وہ پہنوں۔ جب تک حق کا دودھ بڑھے بعد اس کے پدر بزرگوار مجھے دیکھنے آئے اہل دیکھا۔ کہ ستن میرا دودھ پی رہا ہے حضرت نے فرمایا اس کا دودھ غفور اود میں نے عرض کیا۔ جہاں اچھا۔ پھر فرمایا، اگر علیؑ اپنی طالب تمہارے پاس آئیں منع نہ کرنا۔ اس لئے کہ میں تمہارے چہرہ پر ایک نور عینا مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ بہت جلد تم سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ حجت خدا اس خلق پر ہوگا۔ جب میں حاملہ ہو گئی۔ اور ایک مہینہ حمل سے گزرا۔ مجھے حرارت عظیم معلوم ہوتی اور جب اپنے حال کی شکایت میں نے اپنے پدر بزرگوار سے کی، ایک کوزہ آب مانگا۔ اور کوئی رعا راں پر پڑھ کر آب دین مبارک اس پانی میں ڈالا۔ اور فرمایا۔ اسے فاطمہؑ پی لو، جب میں نے وہ پانی پی لیا حالت مذکورہ مجھ سے دفع ہو گئی اور جب پچاس دن گزرے مجھے لپشت میں ایک حرکت محسوس ہوئی جس طرح چوٹی کپڑے میں بدن پر حرکت کرے۔ اور یہی کیفیت رہی تا آنکہ دوسرا مہینہ ختم ہوا بعد اسکے اضطراب و حرکت مجھے شکم میں معلوم ہوتی اور کھانا پینا چھٹ گیا یہاں تک کہ تیسرا مہینہ تمام ہوا۔ اور ہر روز برکت فرزند سعادتمند زیادتی نعمت و خیر و برکت میرے گھر میں تھی، جب چوتھا مہینہ شروع ہوا حق تعالیٰ نے برکت فرزند گرامی میری وحشت ہائے مبدل کی اور میں ہمیشہ عذاب جہنم میں رہتی تھی اور میں بہت حرکت سوسائے حاجت ضروریہ نہ کرتی تھی۔ اور جو دن گزرتا تھا مجھے زیادہ ہلکا پن معلوم ہوتا تھا۔ اور نعمت و رحمت خداوندی ترپاتی تھی، یہاں تک کہ پانچ مہینہ گزرے جب چھٹا مہینہ شروع ہوا۔ اندھیری راتوں میں مجھے ضرورت چیراغ کی نہ تھی، جب غلوت میں اپنی جائے نماز پر بیٹھتی تھی۔ مدائے تبیع و تقدیس حق تعالیٰ اپنی شکم میں سنتی تھی۔ اور جب نواں مہینہ پہنچا قوت میری زیادہ ہوئی۔ پس یہ اپنا حال میں نے سہلہ سے کہا۔ اسلئے وہ میری معین و یار رہیں جب دس مہینے تمام ہو گئے میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک فرشتہ میرے قریب آیا۔ اور اپنا بازو میری پشت پر ملا۔ میں خواب سے بیدار ہوئی۔ اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر سو گئی، پھر خواب میں کیا رکھتی ہوں۔ ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سر ہانے آ بیٹھا۔ اور میرے منہ اور پشت پر چھونکا میں ترسنا خواب سے بیدار ہوئی۔ اور اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر پیندا آگئی۔ پھر خواب میں دیکھا۔ ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سر ہانے آ بیٹھا۔ اور پھر کمر میرے منہ اور پشت پر چھونکا۔ بعد اسکے میں ترسان خواب سے بیدار ہوئی اور چار رکعت نماز وضو کر کے پڑھی۔ اور خواب نے غلبہ کیا میں نے دیکھا۔ کوئی آیا۔ اور مجھے بیٹھا کر دعائیں اور تعویذ پڑھ کر مجھ پر رم کئے جب صبح ہوئی

اپنے پدر بزرگوار کے پاس گئی، اس وقت حضرت حجرہ ام سلمہؓ میں تھے جب نظر آنحضرتؐ مجھ پر پڑی، اثر شادی دوسرے وہیں پر نور آنحضرتؐ سے میں نے دیکھا۔ اور جو ترمین ویم مجھے تھا وہ دفع ہو گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ پدر بزرگوار سے بیان کیا، آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ تم کو بشارت ہو۔ اور سنو وہ مرد اول میرے خلیل عزرائیلؑ تھے کہ شکہا سے زناں پر موکل ہیں۔ اور دوسرے خلیل میرے میکائیلؑ تھے شکہا سے اہل بیت پر موکل تھے آیا۔ اے فاطمہؓ کچھ انہوں نے پھونکا تھا میں نے عرض کیا۔ ہاں حضرتؐ یہ سن کر رونے لگے اور مجھے گود میں لیکر فرمایا کہ مرد سوم جبرائیلؑ امین تھے کہ حق تعالیٰ نے ان کو تمہارے فرزندوں کا خدنگار کیا ہے بعد اسکے میں اپنے گھر واپس آئی۔ اور جب ایک سال تمام ہوا، حسینؑ متولد ہوا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ روایت مدت حمل جناب فاطمہؓ مخالف احادیث سابقہ ہے اور احادیث مدت حمل شش ماہہ صحیح تر و مشہور تر ہیں۔

ابن شہر آشوب نے حسن بصری دام سلمہ سے روایت  
**فضائل امام حسین علیہ السلام** کی ہے ایک روز جبرائیل بصورت وحیہ کلبی جناب رسول خدا کے پاس بیٹھے تھے۔ ناگاہ حسینؑ تشریف لائے اور جبرائیل کو وحیہ کلبی سمجھ کر ان کے پاس آئے اور بد یہ طلب کیا جب جبرائیل انکے مطلب سے واقف ہوئے۔ ہاتھ بجانب آسمان بلند کر کے ایک سیب اور ایک پتی اور ایک انار سے کران کو دیا۔ جب حسینؑ نے وہ میوہ دیکھا خوش ہو گئے۔ اور جناب رسول خدا کو وہ میوہ دکھلایا۔ حضرتؐ نے ان سے لیکر وہ میوہ سونگھا۔ اور دے کر فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اگر پہلے اپنے باپ پاس لے جاؤ تو بہتر ہے پس جس طرح حضرتؐ نے فرمایا۔ اسی طرح اس کی تعمیل کی اور ماں باپ پاس لے گئے۔ یہاں تک آنحضرتؐ تشریف لائے اور سب نے وہ میوہ تناول کیا۔ ہر چند کھاتے تھے، مگر وہ بحالت اول ہو جاتا۔ اور کچھ بھی کم نہ ہوتا تھا۔ اور بدستور اپنی حالت پر تھا۔ یہاں تک کہ جناب رسول خدا نے انتقال کیا۔ اور میوہ اہل بیت کے پاس تھا۔ اور کچھ تغیر اس میں نہ ہوا تھا۔ تا آنکہ جناب فاطمہؓ شہید ہوئیں پس انار غائب ہو گیا۔ اور جب جناب امیر شہید ہوئے ہی بھی غائب ہو گئی اور سیب باقی رہا۔ اور وہ سیب امام حسنؑ پاس تھا۔ تا آنکہ زہر سے شہید ہوئے اور اس سیب کو کچھ آسیب نہ پہنچا۔ بعد اس کے وہ سیب امام حسینؑ پاس رہا۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب میرے پدر امام حسینؑ صحرائے کربلا میں اہل جور و جفا کے نر نہ میں گھر گئے وہ سیب حضرتؐ

کے ہاتھ میں تھا۔ جب تشنگی غالب ہوتی تھی اس کو سونگھتے تھے اور تشنگی میں تخفیف ہو جاتی تھی۔ جب پیاس نے ہمت غلبہ کیا اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ دندان مبارک اس سیب میں لگاتے اور جب شہید ہوئے۔ ہر چند وہ سیب تلاش کیا۔ کہیں نہ ملا۔ اور میں اس سیب کی خوشبو مرقد معطر آنحضرتؐ سے ہر وقت جب زیارت کو جاتا ہوں سونگھتا ہوں اور جو ہمارے شیعیان مخلص سے وقت سحر اس مرقد منور کی زیارت کو جاتا ہے۔ اس سیب کی خوشبو ضرب معطر سے سونگھتا ہے بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہا۔ ایک روز میں نے دیکھا۔ جناب رسول خداؐ ایک حملہ اپنے فرزند حسینؑ کو پہنا رہے ہیں جو کہ جاہائے دنیا سے مشابہ نہیں میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ یہ جامہ کیسا ہے کہ جاہائے دنیا میں مشابہ نہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ خدا نے یہ تحفہ حسینؑ کے لئے بھیجا ہے۔ اور تاکا اس کا پردہ ہائے جبریل سے ہے آج چونکہ عید ہے میں جامہ حسینؑ کو پہناتا ہوں، سلیم بن قیسؒ بلالی نے سلمان فارسیؒ سے روایت کی ہے سلمانؒ نے کہا میں نے دیکھا۔ ایک روز امام حسینؑ اپنے جد رسول خداؐ کی گود میں بیٹھے تھے۔ اور آنحضرتؐ امام حسینؑ کو پیار کر کے فرماتے تھے۔ اے پسر تو سید و بزرگوار و پدر سادات و بزرگوار ہے۔ اے پسر تو امام فرزند امام پدر امان و پیشوایاں ہے اے پسر تو جنت خدا پدر جنت ہے اور فرشتے خدا تیرے صلب سے ظاہر ہو گئے کہ ان کا نواں قائم ہو گا کتب مخالفین میں ہے ایک روز رسول خداؐ خانہ عائشہؓ سے بائیں ترنیل لائے جب دروازہ فاطمہؓ پر پہنچے۔ خدا نے گریہ حسینؑ سن کر فرمایا۔ اے فاطمہؓ حسینؑ کو رونے نہ دو۔ اسلئے اس کا رفا میرے دل کو درد مند کرتا ہے، ابن شہر آشوبؒ نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے اور مخالفین نے بطریق متعدد روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو ہے کہ بہترین اہل زمین و آسمان کو دیکھے۔ پس وہ حسینؑ ابن علیؑ کو دیکھے۔ ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں نے بہشت میں ایک قصر دیکھا ایک لڑکہ مردار پر سفید کا کہ اس میں کوئی شگاف اور پیوند نہ تھا میں نے کہا۔ اے میرے حبیب جبریلؑ یہ قصر کس کے لئے ہے جبریلؑ نے کہا۔ آپ کے فرزند حسینؑ کے لئے ہے جب میں آگے بڑھا۔ ایک سیب دیکھا۔ اسے میں نے اٹھا لیا۔ اور شکافتہ کیا۔ اس کے درمیان سے ایک حوریہ نکلی۔ کہ اس کے موتے مٹرکان کی سیاہی مثل سیاہی سینہ کرگس تھی میں نے پوچھا۔ تو کس کے لئے ہے وہ رونے لگی۔ اور کہا۔ میں تمہارے فرزند شہید حسینؑ کے لئے ہوں شیخ طوسی نے بسند صحیح روایت کی ہے امام حسینؑ درمیان مردم بتا خیر کلام کر رہے تھے نیز ایک روز رسول

خدا امام حسینؑ کو مسجد میں لائے۔ اور اپنے پہلو میں کھڑا کیا۔ اور تکبیر نماز کہی۔ امام حسینؑ نے چاہا ہوا وقت کریں، تکبیر درست نہ کہی پس آنحضرتؐ نے دوسری تکبیر کہی یہاں تک ہر تہہ، مفتاح امام حسینؑ نے تکبیر درست کہی ماسی وجہ سے سات تکبیریں اول نماز میں سنت ہوئیں بعض کتب مناقب میں منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور کہا میں اسے فاطمہؑ تمہارا مہمان ہوں۔ اس روز اہل بیتؑ گرسند تھے۔ اور حسینؑ تک کیلئے طعام نہ تھا۔ جب صبح اہل بیت جمع ہوئے جبرائیلؑ آئے اور کہا۔ اے محمد صلعم خدا نے بعد سلام فرمایا ہے کہ علیؑ، فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے آپ صریحاً یکے کے سیوہ ہاتے بہشت سے کون سا میوہ چاہتے ہیں، جب حضرت رسولؐ نے ان سے پوچھا سب خاموش رہے مگر امام حسینؑ نے کہ خور دسال تھے کہا مجھے اختیار دیجئے کہ میں میوہ اختیار کروں یہب نے کہا جو تم اختیار کرو گے ہم سب راضی ہیں امام حسینؑ نے کہا۔ جد بزرگوار جبرائیلؑ سے کہتے۔ ہم طلب چاہتے ہیں اور وہ موسم رطب کا نہ تھا۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ سے فرمایا، اسے بیٹی مجھ میں جاؤ اور رطب لے آؤ، جب جناب فاطمہؑ حجرہ میں گئیں۔ ایک طبق بلور دیکھا۔ کہ رطب تازہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک رومال سندس سبز کا اس پر پڑا تھا۔ جناب فاطمہؑ نے وہ طبق جناب رسول خداؐ کے پاس لا کر رکھا رسول خداؑ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم فرما کر ایک رطب اٹھایا اور امام حسینؑ کے منہ میں دے کر فرمایا۔ حنیثا مویثا لك یا حسینؑ اے حسینؑ تم کو یہ پسند اور عافیت۔ دوسرا رطب اٹھایا امام حسنؑ کے منہ میں دے کر فرمایا حنیثا مویثا لك یا حسینؑ۔ پس رطب دیگر جناب فاطمہؑ کے منہ میں دیا۔ اور فرمایا حنیثا مویثا لك یا فاطمہ پس رطب جناب امیر کے منہ میں دیا اور فرمایا حنیثا مویثا لك یا علی یہ کہہ کر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے جب رطب تناول کر چکے اور سیر ہو گئے جناب فاطمہؑ نے کہا یا با آج آپ نے ایسا لطف کیا۔ کہ پہلے مثل اس کے نہ فرمایا تھا۔ جناب رسول خداؑ نے فرمایا جب دانہ اول دہن حسینؑ میں دیا۔ میں نے سنا کہ میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کہتے ہیں۔ حنیثا مویثا لك یا حسینؑ۔ پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب دوسرا دانہ دہن حسنؑ میں دیا اسرافیلؑ و میکائیلؑ نے کہا۔ حنیثا مویثا لك یا حسینؑ پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب رطب سوم اسے فاطمہؑ تمہارے منہ میں دیا۔ حوران بہشتی نے سرخروں سے نکال کر شاد می ورا خوشی کی اور کہا حنیثا مویثا لك یا فاطمہ۔ میں نے بھی، ان کی موافقت کی۔ اور جب دانہ چہارم علیؑ کے منہ میں دیا۔ خداوند علیؑ اعلیٰ کی جانب

سے آوا میں نے سنی کہ فرماتا ہے ہیشاموینالک یا علی پس میں نے حق تعالیٰ کی موافقت کی اور بسبب عظمت و جلال خدائے پروردگار میں اٹھ کھڑا ہوا۔ بعد اس کے ایک صدارت العزت کی طرف سے میں نے سنی۔ اے محمد اگر اس سماعت سے تاروز قیامت تم علی ابن ابی طالب کو رطب دیتے میں ہر رطب کے لئے ان کو جیتا دوں گا کہتا۔

**حکایت ابو جعفر دوانقی** ابو جعفر دوانقی نے سلیمان بن ہران عثمی سے کہ فریقین ابن بابویہ وغیرہ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ایک شب میں اپنے مکان پر خواب استراحت میں تھا۔ ناگاہ ایک چوہدار ابو جعفر دوانقی کی جانب سے مجھے بلائے آیا۔ میں بہت ذرا اور متفکر ہو کر اپنے دل میں کہا اس وقت رات کو بلانا مجھے خالی از علت نہیں۔ بلکہ ضرور ہے وہ فضائل علی ابن ابی طالب کے مجھ سے پوچھے گا اگر میں فضائل جناب امیر بیان کروں گا مجھے قتل کر لیا۔ پھر میں نے اپنا وصیت نامہ لکھا۔ اور غسل کر کے حنوط ملا اور کفن میں کر اس کی مجلس میں گیا۔ جب داخل مجلس ہوا۔ عمرو بن عبیدہ کو میں نے ابو جعفر پاس دیکھا جس سے مجھے گونہ اطمینان ہوا۔ جب میں نے سلام کیا مجھے قریب بلایا۔ اور جتنا میں قریب جاتا تھا۔ اسی قدر وہ اور اصرار کرتا تھا یہاں تک کہ اس قدر اس کے پاس پہنچ گیا۔ قریب تھا۔ اس کا زانو میرے زانو سے مل جاتے جب مجھ میں سے اے حنوط کی خوشبو پہنچی۔ کہہ سچ کہنا۔ ورنہ قتل کروں گا۔ میں نے کہا جو مزاج میں آئے دریافت کیجئے۔ اس نے کہا۔ حنوط کیوں ملا ہے میں نے کہا۔ اس وقت رات کو آپ کا چوہدار آیا۔ میں نے سمجھا شاید غلیفہ نے مجھے فضائل علی ابن ابی طالب بیان کر نیکیئے بلایا ہے جب میں فضائل جناب امیر بیان کروں گا جلیفہ مجھے قتل کریں گے۔ اس خیال سے میں نے وصیت نامہ لکھا۔ اور حنوط ملا۔ اور کفن میں کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلیمان بن اعمش کہتے ہیں ابو جعفر دوانقی تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ جب یہ کلام مجھ سے سنا اٹھ کر بیٹھا اور کہا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اے سلیمان میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم کو لازم ہے بیان کرو۔ خدا کی قسم کے ساتھ بتاؤ تم کو کتنی حدیث یاد ہے۔ فضائل علی ابن ابی طالب میں میں نے کہا۔ تھوڑی سی مجھے معلوم ہیں اس نے کہا۔ تعدل ان کی بیان کرو۔ میں نے کہا۔ دس ہزار سے زائد حدیث فضائل جناب امیر مجھے معلوم ہیں ابو جعفر نے کہا۔ اے سلیمان میں تم کو ایک حدیث فضائل علی میں سناؤں کہ جو حدیثیں تم سن چکے ہو جھول جاؤ۔ میں نے کہا۔ اے امیر مجھ سے بیان کیجئے۔ اس نے کہا کہ مکتوبی امیہ میں جب میں ان سے ہما گا پھر تاتھا۔ اور شہروں میں گشت کرتا تھا۔ لوگوں سے بزرگ فضائل علی تقریب حاصل کر کے اس

سے قوت ہم پہنچاتا تھا اور گنڈلان کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بلاد شام میں پہنچا ایک عباتے کہنے پہنچتا تھا۔ اور  
بجز اس کے دوسرا لباس میرے پاس نہ تھا۔ اس وقت پیاس بھی شدید تھی۔ ناگاہ حدائے اذان  
آئی میں نے کہا مسجد میں جا کر نماز پڑھوں اور بعد فراغت لوگوں سے خدائے شام طلب کروں  
جب میں مسجد میں آیا۔ اور پیش نماز کے ہمراہ نماز ادا کی۔ اور اس نے سلام کیا دیکھتا ہوں۔ دو لڑکے  
داخل مسجد ہوئے پیش نماز ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا مرحبا۔ اور انہیں بھی مرحبا جن کے تم ہمنام ہو۔ میں  
نے ایک جوان سے جو میرے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔ پوچھا۔ یہ دو لڑکے اس پیش نماز سے کیا قربت رکھتے  
ہیں۔ اس جوان نے کہا۔ یہ شخص ان کا دلہن ہے۔ اور اس شہر میں کوئی شخص اس کے سوا دوست و رشتہ دار  
امیر نہیں۔ اور اس نے ان دونوں کا نام حسن حسین رکھا ہے۔ جب میں نے یہ سنا۔ نہایت خوش ہوا  
اور پیش نماز پاس جا کر کہا۔ آپ کو منظور ہے میں ایک لکھ حدیث بیان کروں جس سے آپ کی آنکھیں  
روشن ہو جائیں۔ اس نے کہا مگر تم میری آنکھیں روشن کر دو گے میں تمہاری آنکھیں روشن کر دوں گا  
میں نے کہا مجھے میرے باپ نے اپنے دادا عبداللہ بن عباس سے خبر دی ہے، ایک روز میں  
جناب رسول خداؐ پاس بیٹھا تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں تشریف لائیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے  
فاطمہؑ گریہ نہ کرو میں خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان پر تم سے زیادہ مہربان ہے پھر حضرت نے  
ہاتھ جانب آسمان بلند فرمائے اور کہا۔ کہ خداوند اگر مسنین صحرایا دریا میں گتے ہیں۔ ان کی حفاظت  
کر اور سلامت رکھ۔ ناگاہ جبرائیل حاضر ہوتے۔ اور کہا۔ خدا نے بعد سلام فرمایا ہے کہ مسنین کے لئے  
محفوظ و مطمئن نہ ہو وہ دنیا و آخرت میں فاضل ہیں، اور ان کا باپ ان سے افضل ہے مسنین، بافتان  
نبی بخار میں آرام کر رہے ہیں اور خدا نے ایک فرشتہ ان کیلئے مومل کیا ہے، یسین کہ جناب رسول  
خداؐ شاد و فندان اٹھے اور مع اصحاب متوجہ بالمتان نبی بخار ہوتے، جب بلخستان میں پہنچے، دیکھا مسنین  
آرام کر رہے ہیں، اور ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے ہیں اور وہ فرشتہ ایک پر سے نیچے  
بچھونا۔ اور دوسرے پر کا سایہ کئے ہے، جناب رسول خداؐ نے مسنین کے سر اپنے دامن میں رکھے  
اور پیار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ مسنین خواب سے بیدار ہوئے، پس امام حسنؑ کو دوش مبارک پر بٹول  
خدا نے اٹھایا اور مسنین کو جبرائیل نے اپنے دوش پر اٹھایا۔ اور بالمتان سے باہر آئے حضرت  
فرماتے تھے۔ بخدا سو گند آج کی رات تمہاری شرافت لوگوں پر ظاہر کروں گا جس طرح خدا نے  
تم کو فرستے کیا۔ لوگ چہ لکہ جبرائیل کو نہ دیکھتے تھے اور جانتے تھے رسول خداؐ ان دونوں صاحبوں  
کو دوش پر لے ہوئے تھے پس ایک شخص قریب آیا۔ اور کہا یا رسول اللہؐ ان دونوں میں سے ایک

مجھے دے دیجئے کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے آنحضرت نے فرمایا۔ اسے ابو بکر و دشمنوں ان دونوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اچھے اور نیک اٹھانے والے ہیں اور یہ بھی نیک سوار ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے افضل ہے جب حضرت دروازہ مسجد پر پہنچے۔ بلال کو حکم دیا کہ منادی کر کے لوگوں کو جمع کرے جب لوگ مسجد میں جمع ہوئے جناب رسول خداؐ اٹھے اور کہا۔ ایہا الناس آیا تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت، جدوجہد، بہترین مردم ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ بیان کیجئے رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ حسنین ہیں۔ کہ ان کا جد رسول خداؐ اور ان کی جدہ خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ ایہا النمل تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت، مادر پدر بہترین مردم ہیں، سب نے کہا۔ ہاں ارشاد کیجئے رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ حسینی ہیں ان کا پدر علی ابن ابی طالب خدا اور رسول کا دوست ہے۔ اور خدا اور رسول علی کے دوست ہیں۔ اور ان کی ملال فاطمہ دختر رسول خداؐ ہیں۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت، ہمدم بہترین مردم ہیں لوگوں نے کہا۔ ہاں یا حضرت بیان فرمائیے، رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ حسینی ہیں کہ تم ان کا جعفر ہے کہ بہشت میں ہمراہ ملائکہ پرواز کرتا ہے اور عمرہ ان کی ام بانی دختر ابو طالب ہے۔ ایہا الناس میں تم کو ان کی خبروں جو انوہمت ماموں بہترین مردم ہیں، سب نے کہا۔ ہاں یا حضرت بیان کیجئے۔ رسول خداؐ نے فرمایا وہ حسنین ہیں۔ ان کا ماموں قاسم پسر رسول خداؐ ہے پس حضرت نے دست مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خدا ہم سب کو اس طرح محصور کرے گا۔ جس طرح انگلیاں ہاتھ میں ایک جاتیں۔ پھر فرمایا۔ خداوند تو جانتا ہے کہ حسنین بہشت میں ہونگے، اور جدوجہد حسنین بھی بہشت میں ہونگے۔ اور ہم و ہمہ حسنین بھی بہشت میں ہونگے اور پروا دار حسنین بھی بہشت میں ہونگے حسنین بھی بہشت میں ہونگے خداوند تو جانتا ہے جو ان کو دوست رکھے گا۔ وہ بہشت میں ہوگا اور جو ان کو دشمن رکھے گا۔ وہ جہنم میں ہوگا، جب اس پیش نماز نے مجھ سے یہ حدیث سنی کہا اسے حواں تم کون ہو میں نے کہا کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا بلخی ہو یا عربی، میں نے کہا عرب ہوں، اس نے کہا۔ ایسی حدیث روایت کرتے ہو۔ اور ایسے کپڑے پہنے ہو یہ کہہ کر ایک خلعت فاخرہ مجھے بخشا۔ اور ایک شتر بھی عنایت کیا۔ میں نے اسے ایک سو دینار کو فروخت کیا۔ بعد اسکے اس پیش نماز نے مجھ سے کہا۔ اے جو ان تو نے میری آنکھیں روشن کیں ہیں میں بھی تیری آنکھیں روشن کرتا ہوں، اور تجھے ایک جو ان کا نشان دیتا ہوں کہ وہ بھی تیری آنکھیں روشن کرے گا۔ میں نے کہا مجھے نشان دیجئے پیش نماز نے کہا۔ میرے دو بھائی اور بھی ہیں ایک پیش نماز دوسرا مؤذن ہے۔ جو پیش نماز ہے، جیسے شکم ملار سے پیدا ہوا ہے تاحال دروشتار

علی ابن ابی طالب ہے اور جو مؤذن ہے۔ وہ جیسے پیدا ہوا ہے، دشمن علی ہے۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کے اس کے دروازہ پر لایا، جو دوست علی تھا میں نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ایک شخص باہر آیا۔ جب مجھے دیکھا۔ اشترا اور جامع پہنچا اور کہا اس فخر اور جامہ کو پہناتا ہوں، اور جانتا ہوں کہ میرے بھائی نے تجھے دیا ہے۔ اور تجھے دوست علی ابن طالب سمجھا ہے

پھر اس نے کہا پس مجھ سے کوئی حدیث فضائل علی ابن ابی طالب سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ مجھے میرے باپ نے

اپنے باپ اور دوا سے خبر دی ہے، ایک روز میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہ گریاں تشریف لائیں، جناب فاطمہ سے رسول خدا نے سب گریہ پوچھا، جناب فاطمہ نے عرض کی بابا جان زنانہ قریش مجھے طعنہ زنی کرتی ہیں اور کہتی ہیں تمہارے باپ نے مرد پریشان کے ہر ۵۱ تزدوج کیا۔ جو مالدار نہیں، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ فاطمہ گریہ نہ کر دینے نے تجھے تزدوج کیا۔ اور جبرائیل و میکائیل کو گولہ کیا ہے۔ اور خدا نے جمیع خلق سے تمہارے باپ کو اختیار کیا ہے اور اسے میغیر کیا ہے اور بعد تمہارے باپ کے علی ابن ابی طالب کو اختیار کیا ہے اور تم کو ان سے تزدوج کیا ہے اور ان کو میرا وصی کیا ہے، علی شجاع ترین، دہو باز ترین، بھی ترین روم ہے۔ ان کا سلام سب سے قدیم اور ان کا علم سب سے زیادہ ہے، اور ان کے دو پسہ بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ اور ان کا نام تو راہت میں بوجہ کرامت و قرب و حق تعالیٰ شہر خمیس ہے اسے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب قیامت ہوگی، تمہارے پدر کو دو حلقے پہنائیں گے۔ اور علی کو بھی دو حلقے پہنائیں گے۔ اور علم حمد میں سے ہاتھ ہوگا۔ اور میں وہ علم علی کو ان کی کرامت و قرب حق تعالیٰ کی وجہ سے دوں گا۔ اسے فاطمہ گریہ نہ کرو، کہ جب مجھے بروز قیامت جناب پروردگار عالمیان طلب کریں گے۔ اس وقت علی میرے ہمراہ ہوں گے، اور جب خدا مجھے شفیع امت کریگا۔ علی مجھ سے اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے۔ اسے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب روز قیامت برپا اور ہول قیامت طاری ہوگا۔ ایک منادی ندا کرے گا۔ اے محمد اچھے جد تمہارے ابراہیم خلیل الرحمن اور نیک برادر تمہارے علی ابن ابی طالب ہیں۔ اسے فاطمہ علی کلید ہاتھ بہشت پر میری اعانت کریں گے اور شیعیان علی بروز قیامت رستگار ہوں گے، جب میں نے اس سے یہ حدیث نقل کی۔ ان سے کہا اسے فرزند تم کہاں کے رہنے والے ہو، میں نے کہا۔ کو فہ کار بننے والا ہوں۔ اس نے کہا عرب ہو یا عجم میں نے کہا عرب ہوں۔ یہ سن کر اس نے مجھے تیس جاتے اور دس ہزار درہم عطا فرمائے

اور کہا اسے جو ان تو نے مجھے شاد کیا اور میری آنکھیں روشن کیں مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے جس نے کہا ارشاد کیجئے، انہوں نے کہا کل فلاں مسجد میں آنا۔ اور میرے اس بھائی کو دیکھنا۔ جو علی بن ابی طالب کا دشمن ہے یہ سن کر میں تمام رات مشتاق صبح تھا کہ کہیں صبح ہوا اور میں وہ دیکھوں جب صبح ہوئی میں اس مسجد میں گیا۔ اور صف نماز میں کھڑا ہوا۔ ناگاہ ایک جوان آیا اور میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ سر پر عمامہ تھا۔ جب رکوع میں گیا۔ عمامہ اس کے سر سے گر پڑا میں نے دیکھا اس کا سر اور منہ سو رکنا ہے جب نماز سے فراغت ہوئی، میں نے کہا۔ اسے جو ان یہ تیرا کیا حال ہے یہ سن کر وہ رونے لگا۔ اور کہا۔ آؤ، اس گھر میں چلو۔ میں تم سے اپنا حال بیان کروں، جب میں گھر میں گیا۔ اس نے کہا۔ میں فلاں جماعت کا عوزن تھا۔ اور ہر صبح درمیان اذان واقامت ہزار مرتبہ (معاذ اللہ) لعنت کرتا۔ علیؑ کے اہل پر اور جب جمعہ آتا تھا چار ہزار مرتبہ کرتا تھا پس بروز جمعہ جب میں گھر میں آیا۔ اس گوشہ دیوار سے حوتم دیکھتے ہو میں تکیہ کئے تھا۔ ناگاہ یند آگئی۔ اور خطاب میں قیامت دیکھی اور رسول خداؐ و علیؑ و شاہان و خندان کھڑے دیکھا اور وہ حسینؑ ہانہا ہست پی پی میں جانب چپ کھڑے تھے اور ایک کاسہ بھی موجود تھا جب رسول خداؐ نے کہا اے حسنؑ مجھے پانی دو۔ جب نوش کچکے سفر لیا۔ اس جماعت کو بھی پانی دو۔ جب سب پانی پی چکے کہا۔ اس شخص کو جو اس بگہ تکیہ کئے ہے اسے بھی پانی دو۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے جد بزرگوار مجھے آپ حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کو پانی دوں۔ اور وہ ہر روز ہزار مرتبہ میرے پدر بزرگوار پر لعنت کرتا ہے۔ اور آج چار ہزار مرتبہ اس نے لعنت کی۔ یہ سن کر رسول خداؐ میرے قریب آئے۔ اور کہا۔ تجھ پر لعنت خداؐ و علیؑ ابن ابی طالب پر کیوں لعنت کرتا ہے۔ حالانکہ علیؑ مجھ سے ہے اور علیؑ کو تو بڑا کیوں کہتا ہے علیؑ مجھ سے ہے یہ فخر کر رسول خداؐ نے مجھ پر قھوک دیا۔ اور مجھے ایک قھوک کر مار کر کہا۔ اٹھ خدا اپنی رحمت کو تجھ سے پھیر لے جب میں غلاب سے بیدار ہوا۔ میرا سر اور منہ مثل سو رکنا ہو گیا تھا۔ بعد اس کے ابو جعفرؑ روانہ ہوئے مجھ سے کہا۔ آیا یہ دو حدو خیں تمہارا سے پاس ہیں میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اے سلیمانؑ محبت علیؑ کی ایمان اور دشمنی علیؑ کی لفاق ہے اور قسم خداؐ اعلیٰ کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر مومن اور علیؑ کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق میں نے کہا۔ اے امیر مجھے امان دیجئے کہ ایک بات کہوں۔ اس نے کہا۔ کہو میں نے کہا قاتل حسینؑ ابن علیؑ کے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اس کی بازگشت ان کی جانب آتش میں ہے۔ میں نے کہا اور فرزند ان رسول خداؐ کے قاتلوں کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس نے کہا۔ بازگشت ان کی جانب آتش ہے اور ہمیشہ آتش میں ہیں، لیکن

ملک و بادشاہی عظیم ہے اور آدمی اپنے فرزند کو بادشاہی کے لئے مار ڈالتا ہے اب باہر جاؤ اور جہنم نے سنا ہے لوگوں سے نہ کہنا۔

## فصل تیسری: اخلاق و مکارم امام حسینؑ

عیاشی نے سند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسینؑ کا گذر ایک گروہ مساکین کی طرف ہوا کہ وہ اپنی غبار پر نان خشک رکھے کھا رہے ہیں جب امام حسینؑ قریب پہنچے۔ انہوں نے آپ کی دعوت کی امام حسینؑ گھوڑے سے نیچے تشریف لائے فرمایا خدا تکبروں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ فرما کر بیٹھ گئے اور ان کے ہمراہ کھانا کھایا۔ اور بروایت دیگر عذر کیا۔ تمہاری روٹیاں تصدق کی ہیں اور تصدق ہم پر حرام ہے، بعد اس کے فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول کی، تم بھی میری دعوت قبول کرو۔ اور ان کو اپنے مکان پر لے گئے۔ اور اپنی خادمہ سے فرمایا، جو کچھ مہمان عزیز کے لئے جمع کیا ہے لا کر حاضر کرو پس ان کی دعوت کر کے انعام و اکرام کیا۔ اور پھر رخصت کیا۔ ابن شہر آشوبؒ نے نوایں کی ہے کہ مرض الموت اسامہ بن زیدؓ میں امام حسینؑ عیادت کو گئے۔ اور اسامہ کو اندوہناک پا کر فرمایا، برادر اندوہ کا سبب کیا ہے۔ کہا میں ساٹھ ہزار درہم کا قرض دار ہوں، اور یہی سبب اندوہ ہے حضرت نے کہا میں تمہارے قرض کو ادا کروں گا۔ اسامہ نے کہا مجھے خوف ہے کہ قبل ادا سے قرض کے مراؤں، حضرت نے کہا قبل موت تمہارا قرض میں ادا کروں گا اور ایسا ہی کیا۔

ایضاً روایت کی ہے ایک روز فرزدوق شاعر خدمت امام حسینؑ میں آیا اور مدح آنحضرت کی۔ آنحضرت نے چار سو اشرفیاں اسے عطا کیں لوگوں نے کہا وہ شاعر ایک مرد فاسق ہے، کس لئے آپ نے اس قدر روپیہ اسے عطا کیا۔ حضرت نے کہا بہترین مال تمہارا وہ مال ہے کہ اس سے اپنی حفاظت آبرو کرو۔ ایضاً روایت کی ہے نیکو اطرابی مدینہ میں آیا اور پوچھا بہترین مردم تم میں کون ہے، لوگوں نے کہا امام حسینؑ کریم ترین مردم ہیں، یہ سن کر وہ اطرابی مسجد میں آیا اور دیکھا کہ امام نماز پڑھ رہے ہیں، اس نے چند شعر مدح آنحضرت میں پڑھے، جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اسے قبر آیا کچھ ملا جمانے سے باقی بچا ہے، قبر نے عرض کی، ہاں چار ہزار طلا باقی ہیں، حضرت نے فرمایا بے آؤ کہ مجھ سے زیادہ اس مال کا دشمن ہے، بعد اس کے حضرت خود گھر میں تشریف لے گئے۔ اپنی

مبارک اٹھا کر وہ چار ہزار درہم اس میں باندھے اور دروازہ کے پیچھے شرم و حجاب اعرابی سے کھڑے ہوئے اور دست مبارک شکاف در سے باہر کر کے وہ روپیہ اعرابی کو دیدیا۔ اور چند شعر بطور نذر خواہی اعرابی بڑھے جب اعرابی نے یہ سنارونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی گویا عطا تے من تو نے کم سمجھا۔ اعرابی نے کہا نہیں ولیکن میں روتا ہوں کہ ایسا سخی ہاتھ کیونکر درمیان خاک پیناں ہوگا، اور اسی طرح کی روایت امام حسینؑ کی سخاوت میں منقول ہے ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں شہید ہوئے، پشت آنحضرتؐ پر گھٹے دیکھ کر اما زینؑ اٹھا سے اس کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا راتوں کو بکثرت مال اپنی پشت پر اٹھا کر خانہ با سے بیوہ زنان و یتیمیں و مسکیناں میں بے جاتے تھے۔ اس وجہ سے پشت مبارک پر نشان ہے ایضاً۔ روایت کی ہے عبدالرحمان بن سلمہ نے کسی فرزند آنحضرتؐ کو سورہ حمد تعلیم کیا، جب اس لڑکے نے سورہ حمد امام حسینؑ کے سامنے پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہزار دینار طلا اور ہزار عہد دیا بعد الرحمن کو دے دو اور اہل کلمہ موتیوں سے بھر دو۔ لوگوں نے کہا۔ اس کی مزدوری اس قدر تھی حضرت نے فرمایا۔ یہ عطا اس کے مقابلہ میں، جو میرے فرزند کو تعلیم کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ ایضاً جناب صادقؑ نے روایت کی ہے۔ ایک روز درمیان امام حسینؑ اور محمد حنفیہؑ کی بات پر ملال ہو کر جدائی ہو گئی محمد بن حنفیہ نے امام حسینؑ کو لکھا۔ اے برادر میرے اور آپ کے پدر علی ابن ابی طالب ہیں، باپ کی جانب سے کچھ زیادتی آپ کو مجھ پر نہیں۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی دختر رسول خدا ہیں اور اگر میری مال بادشاہ تمام زمین کی ہوئی جب بھی میری ماں آپ کی والدہ کے برابر نہیں ہو سکتی، جس وقت آپ میرا خط ملا حفظہ فرمائیں، میرے پاس تشریف لا کر مجھے خوشنود کریں۔ کہ آپ مجھ سے زیادہ تر سزا وار بفضل و احسان ہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جب امام حسینؑ نے وہ خط پڑھا اسی وقت ان کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور ان کو رضامند کیا۔ بعد اسکے چھ کوئی ملال نہ ہوا۔ ایضاً۔ دربارہ شجاعت۔ آنحضرتؐ روایت کی ہے ایک روز مدینہ میں آنحضرتؐ اور ولید بن عقبہؓ میں جو حاکم مدینہ تھا۔ کسی زمین پر تکرار ہوئی، امام حسینؑ نے ولید کے سر سے امامہ اٹھا لیا۔ اور اس کی گردن میں لیٹ کر زمین پر دے مارا، مروان نے کہا۔ میں نے ہرگز کسی کو اس طرح کا نہیں دیکھا۔ کہ حاکم پر ایسی جرات کر سکے، ولید نے کہا حق ان کی ہی طرف ہے۔ اور یہ زمین بھی ان کی طرف ہے۔ حضرت نے فرمایا چونکہ تو نے اقرار کیا، لہذا میں نے زمین مجھے بخش دی اور شجاعت تائے درواگی ہائے آنحضرتؐ کو صحرائے کربلا

میں ظاہر ہوئیں بیان نہیں ہو سکتیں۔ مگر ان میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ بعد اس کے ہو گا، زہد و عبادت آنحضرت میں روایت کی ہے پچیس حج حضرت یا پیادہ بجالا سٹے اور شتران و محل عقب آنحضرت رہا کرتے تھے ایک روز حضرت سے کہا آپ اپنے پروردگار سے بہت ڈرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عذاب قیامت سے کوئی محفوظ نہیں مگر وہ جو دنیا میں خدا سے ڈرے، منقول ہے امام حسینؑ صورت و سیرت میں شبیہ ترین مردم حضرت رسولؐ تھے اور شبہائے تاریک میں نور میں مبارک نے آنحضرت کی گردن سے نیچے تک چمکتا تھا اور امام حسینؑ کو لوگ اس نور سے پہچانتے تھے، کشف النعمہ میں روایت کی ہے، انس نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ کثیر آنحضرت آئی اور ایک پھول سا منے لا کر رکھا، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ حق میں آزاد کیا۔ میں نے کہا یا حضرت ایک پھول لانے پر آپ نے اسے آزاد کر دیا، امام حسینؑ نے فرمایا، حق تعالیٰ فرماتا ہے، جب تمہیں کوئی ہدیہ دے پس تم اس سے بہتر ہدیہ دو اور میرا ہدیہ بہتر یہی تھا۔ کہ اسے آزاد کر دوں۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ غلامان آنحضرت میں سے کسی غلام نے خیانت کی کہ قابل سزا ہوا، جب چاہا اُسے سزا دیں۔ غلام نے کہا اے لکھنوی الغیظ امام حسینؑ نے فرمایا۔ جمعہ سے دستبردار ہو، غلام نے کہا۔ اے مولائے من والعا فین عن اللیل امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے معفو کیا۔ غلام نے کہا۔ والحدیج المحسنین، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا اور جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں اس سے وہ چند مقرر کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے، امام حسینؑ نے فرمایا، بہترین اعمال بعد فراغت نماز قلب کو مسور کرنا۔ اس طرح کہ مضمون کسی گناہ سے نہ ہو تحقیق کہ میں نے ایک روز دیکھا۔ ایک غلام کہتے کہ ساتھ کھانا کھا رہا ہے میں نے سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا یا ابن رسول اللہ میں مغموم و مخزون ہوں۔ چاہتا ہوں اے خوش کردوں۔ شاید اس کی خوشی باعث میری خوشی کا ہو جائے۔ اس لئے کہ میرا مال کو بہو دی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے اس کما تھ سے نجات پاؤں جب امام حسینؑ نے اس غلام سے یہ کلام سنا، یہودی کے پاس گئے۔ اور فرمایا دو تود دینار طلا میں تجھے دیتا ہوں۔ کہ تو اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کر یہودی نے کہا میں اس غلام کو آپ کے اس قدم پر فدا کرتا ہوں جس سے آپ میرے گھر تشریف لائے۔ اور یہ بلا بھی اسے دیتا ہوں۔ اور آپ کا مال آپ کو واپس دیتا ہوں، حضرت نے فرمایا۔ مال میں نے تجھے بخش دیا۔ یہودی نے کہا میں نے قبول کیا۔ اور غلام کو بخش دیا۔ حضرت نے فرمایا میں نے

غلام کو آزاد کیا اور مال لئے بخشا زن یہودی نے کہا میں  
 مسلمان ہوئی۔ اور اپنا مہر اپنے شوہر کو بخشا۔ یہودی نے کہا میں  
 بھی مسلمان ہوا۔ اور بیگھر اپنی زوجہ کو۔ بخشا۔ سید ابن طاووسؒ نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام  
 زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ آپ کے باپ کی اولاد اس قدر کم کیوں ہے۔ امام زین العابدینؑ نے  
 فرمایا مجھے خود تعجب ہے کہ میں کیونکر پیدا ہوا۔ اس لئے کہ میرے پدر بزرگوار ہر روز ہر شب ہزار  
 رکعت نماز سجالائے تھے جامع الاخبار میں روایت کی ہے ایک اعرابی خدمت امام حسینؑ میں  
 حاضر ہوا۔ اور کہا یا بن رسول اللہ میں نے ایک شخص کے قرض کی ضمانت کی ہے۔ اور اس کی لڑائی  
 سے عاجز ہو گیا ہوں۔ کہ بہترین مردم سے سوال کروں۔ اور اہل بیت رسول خدا سے کریم ترین مردم  
 میرے گمان میں کوئی نہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے اعرابی میں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں  
 اگر تو ایک کا جواب دے گا۔ تو تیسرا حصہ مال کا تجھے دوں گا۔ اور اگر دو سوال کا جواب دے گا۔ تو دو حصے  
 دوں گا۔ اور اگر تینوں مسائل کا جواب دے گا۔ تو کل مال تجھے دوں گا اعرابی نے کہا۔ یا بن رسول  
 اللہ مجھ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ جیسا مجھ ایسے سے سوال کرے۔ حالانکہ آپ اہل علم و شرف  
 ہیں، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خدا سے سنا ہے کہ نیکی بقدر معرفت  
 طلب کرنا چاہئے۔ اعرابی نے کہا۔ آپ جو چاہیں پوچھیں اگر جانتا ہوں جواب دوں گا۔ اور اگر نہ جانتا  
 ہوں۔ تو آپ سے پوچھ لوں گا۔ اور یاد رکھوں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اعمال میں سے کوئی عمل  
 زیادہ ترا چھلے ہے۔ اعرابی نے کہا ایمان بخدا، امام حسینؑ نے فرمایا۔ نجات مہالک سے کس  
 طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ اعرابی نے کہا خدا پر توکل و اعتماد سے، امام حسینؑ نے فرمایا۔ آدمی  
 کی زینت کس چیز سے ہے۔ اعرابی نے کہا ایسا علم جس کے ساتھ تواضع ہو، حضرت نے فرمایا  
 اگر تواضع نہ رکھتا ہو۔ پھر زینت کس چیز میں ہے۔ اعرابی نے کہا ایسا مال جس سے مردت و جوانوی  
 کر سکے امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو، اعرابی نے کہا۔ وہ فقیر و پریشانی میں مہر  
 کر سکے، امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو۔ اعرابی نے کہا۔ بجلی آسمان سے گرے اور اسے  
 جلا دے کہ بجز اس کے وہ کسی لائق نہیں یہ سن کر امام متبسم ہوئے اور کیستہ لہریں میں ہنر اشرافی  
 دینار تھے اس کے آگے رکھ دیا۔ اور اپنی انگلی جس کا نیکیں دوسو دینار کا تھا۔ اس کو دے دی  
 اور فرمایا یہ طلا قرض میں دینا۔ اور انگشتری کی قیمت سے خرچ اپنے نان و نفقہ کا کرنا، اعرابی نے  
 یہ سب مل اٹھالیا اور کہا خدا بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس جگہ قرار دیا۔ محمد ابن اسماعیل

نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام حسینؑ سے کہا آپ میں کبر ہے امام حسینؑ نے فرمایا کبر پائی و بزرگواری مخصوص خداوند عالمیان ہے اور دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے اور جو مجھے حاصل ہے وہ عزت ہے، خدا فرماتا ہے، فَاَلَمْ يَعْزِّزْ لَكَ سُلْطٰنًا وَلَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی خدا اور رسولؐ اور مومنوں کے لئے عزت ہے، کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے، جناب صادقؑ سے مروی ہے امام حسینؑ اپنی ریش مبارک میں مناد کثم کا خضاب فرماتے تھے۔ اور بسند معتبر دیگر آنحضرتؐ سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ شہید ہوئے، ریش مبارک پر رنگ خضاب دسمہ تھا کتاب احتجاج میں روایت کی ہے، ایک روز لوگوں نے معاویہ سے کہا چننا تھے مردم جانب امام حسینؑ نگران ہیں۔ اور ان کو سزا اور خلافت جہانتے ہیں تم ان سے کہو منبر پر جا کر لوگوں سے کچھ بیان کریں تاکہ لوگ سمجھ جائیں۔ وہ اہلیت خلافت نہیں رکھتے۔ معاویہ نے کہا جب وہ منبر پر جائیں گے اپنا علم و فضل ظاہر کر کے مجھے رسوا کریں گے جب لوگوں نے اصرار کیا معاویہ نے امام حسینؑ سے کہا امام حسینؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ایک خطبہ جو مناسب اپنے علم و فضل کے تھا ادا کیا۔ اور آخر میں فرمایا۔ ہم حزب اللہ ہیں کہ خلق پر غالب ہیں۔ اور ہم عزت رسولؐ ہیں کہ سب سے باخضرت قریب ہیں ہم اہل بیت رسالت ہیں کہ ہر گناہ و عیب سے پاک ہیں ہم ایک دو خلق سے ہیں، جیسے رسول خداؐ نے ثانی کتاب اللہ کہا۔ اور اس کی تفسیر ہمارے سپرد کی، ہم اس کی تفسیر و تاویل میں شک نہیں کرتے اور اس کے محتاق پر ہم مطلع ہیں، ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت تم پر واجب ہے۔ اور خدا نے ہماری اطاعت کو اپنی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت سے مقرون کیا ہے اور فتنوں سے ڈرو کہ شیطان نے تمہارے لئے برباد کئے ہیں تحقیق کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اور اپنی دشمنی تم پر ظاہر کرتا ہے، جب تم کو دنیا و مافیٰ میں بجزاب نہایت لاکرے گا۔ اور تمہیں طعمہ تیر و شمیر و نیرہ کرے گا اس وقت تم سے بیزار ہوگا۔ اور اس وقت تم کو توبہ و ندامت فائدہ نہ کرے گی۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈرا کہ کہیں لوگ امام حسینؑ کی طرف نہ ہو جائیں یہ سوچ کر کہا۔ جو آپؑ نے کہا کافی ہے۔ اب منبر سے نیچے تشریف لائے۔

**قصہ دختر عثمان غنی** ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے عائشہ دختر عثمانؓ کی خواہش کی مروان نے منع کیا۔ اور اسے عبد اللہ بن زبیر سے تزویج کیا بعد اسکے معاویہ نے مروان کو جو حاکم ملک حجاز تھا۔ لکھا کہ ام کلثوم دختر عبد اللہ بن جعفر کی اس کے پسریؒ کے لئے خواستگاری کرے، جب مروان عبد اللہ بن جعفرؓ پاس آیا۔ اور ان کی دختر کی

یزید کے لئے خواستگاری کی بعد اللہ بن جعفر نے کہا۔ ہمارے بزرگ امام حسینؑ ہیں اور اس دختر کے خالو ماموں ہیں ان کو اختیار ہے جیسا امام حسین تشریف لا کر حکم کریں گے ویسا کیا جائے گا جب امام حسینؑ کو اس امر کی خبر ہوئی حضرت نے خدا سے طلب خیر کی۔ اور کہا خدا خدا اس دختر کے لئے آل محمد سے جسے تو نے پسند کیا ہے، حکم فرما جب لوگ مسجد میں جمع ہوتے مردان بازینت فرما روائی پہلوئے امام حسینؑ میں اگر بیٹھ گیا۔ اور کہا معاویہ نے حکم کیا ہے کہ دختر عبداللہ بن جعفر کی اس کے سپر یزید کے لئے خواستگاری کروں، اور جس قدر مہران کے باپ چاہیں مقرر کریں اور قرض بھی ان کا میں ادا کروں گا۔ یہ باعث صلح ان دونوں قبیلوں میں اور موجب مفاہرت آنحضرتؐ ہو گا اور مجھے تعجب ہے کہ آپ کو یزید کس قدر مہر دے گا۔ اور یزید ایسا ہے کہ کسی کی بیٹی اس کو نہیں ملتی پس آپ اے امام حسینؑ جواب باصواب دیجئے جب سخن مردان تمام ہوا، امام حسینؑ نے فرمایا پس اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو اپنے لئے اختیار کیا۔ اور اپنے دین کے لئے پسندیدہ فرمایا۔ اور اپنی خلق پر خلیفہ کیا ہے۔ اور بعد حمد و صلوات فرمایا۔ اے مردان تو نے کئی باتیں کہیں اور میں نے سنیں۔ لیکن تو نے جو کچھ دربارہ مہر کہا۔ کہ جس قدر ان کا پدر چاہے مقرر کرے پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں رضامند ہوں گا۔ تو پانچ سو درہم سے جو مہر بنت رسول خدا سے۔ مہر زیادہ نہ کروں گا۔ یہ سکن یہ تو نے جو کہا۔ میں ان کے پدر کا قرض ادا کروں گا۔ یہ کب ہم میں متعارف ہے کہ ہماری عورتیں ہمارا قرض ادا کریں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا۔ دونوں قبیلوں میں صلح ہو جائیگی ہم نے برضائے خدا تم سے دشمنی کی ہے اور ہرگز ہم دنیا کے بارہ میں تم سے صلح نہ کریں گے اور جبکہ خوشی و شہی ہم میں تم میں صلح نہ کر سکی۔ تو روابط سببی کب صلح کر سکتے ہیں لیکن یہ جو تو نے کہا یزید سے تعجب ہے کہ وہ مہر دیتا ہے۔ واضح ہو کہ مہر تو انہوں نے دیا، جو یزید و پدر و جد یزید سے بہتر ہیں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا یزید ایسا ہے کہ اسے کسی قبیلہ کی بیٹی نہیں ملتی واضح ہو کہ اس سے پہلے جو اس کے عزیز واقارب تھے۔ وہی آج بھی ہیں۔ اور بادشاہی اس کے پدر کی بجز قسم اس کی طرافت کا باعث نہیں ہوتی۔ لیکن یہ جو تو نے کہا کہ ہمارا موجب فخر ہے اہل جہالت کے نزدیک اسی طرح ہے۔ اور عقلا و دایا ماں زمان جانتے ہیں کہ اس کا باعث فخر ہے یہ ہمارا بعد اس کے امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے حاضرین گواہ ہو دوں۔ دختر عبداللہ بن جعفر کو اس کے چچا داد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر سے مہر پانچ سو درہم تزویج کیا۔ اور میں نے اس دختر کو وہ زمین مرزوعہ جو مدینہ میں میرے قبضہ میں ہے بخش دی۔ اور ہر سال آمدنی اس زمین کی آٹھ

ہزار دینار طلا ہے۔ اور یہ آمدنی اس کے اخراجات کو کافی ہے، مردان نے جب یہ کلام سنا۔ اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہا اے نبی ہاشم تم نے مجھ سے مکر کیا اور اپنی عداوت سے تم دستبردار نہیں ہو سکتے امام حسینؑ نے فرمایا ہم نے مکر نہیں کیا۔ یہ بات ویسی ہے کہ تو نے عائشہ دختر عثمان امام حسینؑ کو نہ دی بعد اس کے امام حسینؑ نے دختر عثمان کی خواستگاری اپنے لئے فرمائی، اشیعہ کشی نے روایت فرمائی ہے کہ مروان معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا۔ اس نے معاویہ کو لکھا کہ مجھ سے عمر بن عثمان نے بیان کیا ہے ایک گروہ راقی و مجازی امام حسینؑ پاس آمد و رفت رکھتے ہیں۔ اور ان کو طمع خلافت دلاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ اب مجھے جو حکم ہو۔ اس کی تعمیل کروں معاویہ نے مروان کو لکھا۔ تمہارا خط میرے پاس آیا جو کچھ اس میں مفہوم تھا معلوم ہوا۔ تم ہرگز معترض امام حسینؑ نہ ہونا۔ اور جب تک وہ تم سے تعلق نہ رکھیں تم بھی ان سے علاقہ نہ رکھنا کہ جب تک وہ میری بیعت پر وفا کریں گے میں ان کا معترض نہ ہوں گا۔ اور ایک خط امام حسینؑ کو بھی لکھا جس میں لکھا ہے آپ کے کئی امور مجھے دریافت ہوئے۔ اگر وہ درحقیقت سچ ہیں۔ لازم ہے کہ انہیں ترک کیجئے۔ اس لئے کہ جس نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے۔ اسے لازم ہے کہ اپنے عہد و پیمان پر وفا کرے اور جو کچھ میں نے سنا ہے۔ باطل ہے، ہرگز آپ ان امور کے پابند نہ ہونگے، آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنے امور کا خیال اور اپنے عہد و پیمان پر وفا کریں۔ اور جب آپ عہد شکنی کریں گے۔ میں بھی عہد شکنی کروں گا۔ اور اگر آپ مکر کریں گے میں بھی آپ سے مکر کروں گا آپ اس امت کے اجتماع کو برہم نہ کیجئے اور موجب حدوث فتنہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ آپ لوگوں کو پتہ چلتے ہیں۔ اور امتحان کر چکے ہیں۔ پس اپنے اوپر رحم اور اپنے دین اور اپنے بعد کی امت پر رحم کیجئے بے فرد اور احمقوں سے دھوکا نہ کھاتے جب یہ نامہ معاویہ امام حسینؑ کے پاس پہنچا۔ آپ نے جواب میں لکھا اے معاویہ تو نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ چند امور میرے تجھے معلوم ہوئے ہیں اور تو مجھے ان سے بری جانتا ہے۔ اور میری نسبت ان امور کو تو نیک و بہتر نہیں جانتا۔ واضح ہو کہ ہر نیک و بد کو خدا جانتا ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ تجھے لکھا وہ سخن چین اور خوشامدی ہیں میرا تجھ سے ارادہ جنگ نہیں۔ اور میں تجھ سے مقام مخالفت میں نہیں مگر قسم خدا میں ڈرنا ہوں کہ بیش خدا تیری ترک مخالفت سے مستحق عتاب ہوں۔ اور مجھے گمان نہیں کہ تجھ سے اور میرے احوال و انصاف سے جنہوں نے جو کلام اپنا شعار کیا ہے اور دین خدا سے خارج ہو گئے ہیں خدا راضی ہو کہ میں تم کو ان امور باطلہ پر چھوڑوں۔ اور ایسی بدعتوں کو دیکھ کر غفلت

دستی کروں۔ آیا وہ تو نہیں جس نے مجرمین کندی کو مع ایک گروہ نماز گزار و عبادت گزار کہ وہ ظلم و عدوان کا انکار کرتے ہیں اور بدعتوں کو عظیم مانتے ہیں۔ اور راہِ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہیں ڈرتے تھے۔ تو نے ظلم و ستم کو قتل کیا۔ باوجودیکہ قسم ہائے مغلف ان کی امان دہی میں تو نے کھائے تھے اور ان سے یہاں ہائے محکم تو نے کتے تھے اور ان پر کوئی جرم تو نے ثابت نہ کیا۔ اور کوئی تکلیف قدم سمجھ میں اور ان میں نہ تھا۔ آیا مہر وین الحق خدائی کا کہ صبا بی رسول خدا اور بندہ شائستہ خدا تھے اور عبادت نے بدن ان کا کہنہ اور جسم ان کا لافز اور رنگ ان کا زرد کر دیا تھا تو ان کا قاتل نہیں، تو نے ان سے چند عہد و پیمان کئے تھے۔ اگر وہ عہد و پیمان ایک مرغ کو بالائے ہوا دئے جاتے تھے تحقیق کہ وہ تیرے پاس آتا۔ تو نے خدا پر جرات کر کے اور عہد و پیمان خدا کو سبک سمجھ کے ان کو قتل کیا۔ آیا تو وہ نہیں کہ تو نے زیادہ سپر سمیہ کو اپنا بھائی بنا لیا۔ حالانکہ وہ بستر پر غلام ثقیف کے بڑا متولدہ ہوا تھا۔ اور تو نے دعویٰ کیا۔ کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے۔ باوجودیکہ رسول خدا نے فرمایا، فرزند فروش کے لئے ہے اور زنا کار کیلئے سنگسار۔ پس لہذا تو نے سنت رسول خدا کو ترک کیا اور اپنی خواہش کی تو نے بے دلیل و برہان متابعت کی اور ایک حرامی کو عراقی میں مسلط کیا۔ کہ ہاتھ پاؤں مسلمانوں کے کاٹے اور ان کو اندھا کرے۔ اور ان کو فرموں کے درختوں میں سولی دے کر لٹکا دے۔ گویا تو اس امت سے نہیں اور وہ تجھ سے ہم ملکت نہیں۔ یا تو وہ ہے کہ تجھے فرزند سمیہ نے لکھا گروہ حضرت زین علی ابن ابی طالب پر ہیں۔ تو نے اسے لکھا ہے جو دین علی پر ہو اُسے قتل کرو۔ لہذا بدترین ظلم و جور سے اس نے ان کو قتل کیا۔ اور ان پر سیاستیں کیں۔ اور قسم بخدا دین علی ابن ابی طالب وہ دین ہے، کہ علی نے تیرے منہ پر اور تیرے باپ کے منہ پر تلوار ماری۔ اور بزرگ شمشیر تم کو دیا اسلام میں لائے اور انکی برکت سے سخت حکومت پر بیٹھا۔ اور یہ امارت و حکومت تو نے غضب کی ہے، اگر شمشیر علی نہ ہوتی تو تیرا اور تیرے باپ کا شرف وہی تھا۔ کہ متاعِ قلیل مکہ سے شام میلے جا کر پیچتے اور اس سے منفعتِ قلیل پیدا کرتے تھے تو نے مجھے لکھا ہے اپنے اوپر اور اپنے دین اور اپنے بد کی امت کے اوپر رحم کرو اور اس امت میں فتنہ برپا نہ کرو پس واضح ہو کہ میں کوئی فتنہ اس امت میں تیری خلافت سے عظیم نہیں جانتا، اور اپنے لئے اور اپنے دین کے لئے اور اپنے بد کی امت کے لئے میں کوئی چیز اس سے بہتر نہیں جانتا۔ کہ تجھ سے جہاد کوہ اگر میں جہاد کروں اس میں مجھے تقرب خدا ہو گا، اگر ترک کروں خدا سے طلبِ آمرزش کو ننگا اور خدا سے سوال کروں گا کہ تجھے توفیق دے کہ میں ہم جو زیادہ تر اچھا ہوں، ان سے اختیار کروں مجھے تو نے لکھا

ہے اگر میں تم سے ہمدشکنی کروں اس وقت تو مجھ سے ہمدشکنی کرے۔ اور اگر میں تجھ سے کید و مکرم کروں تو مجھ سے کید و مکرم کرے لہذا تجھ سے جو کید و مکرم ہو سکے وہ تو کرتیرا کوئی کید و مکرم مجھے ضرر نہ کرے گا۔ بلکہ تیرا کید و مکرم تجھی کو اور دل سے زیادہ پہنچے گا۔ اس لئے کہ ہمیشہ اپنی جہالت پر رہا ہے اور اپنے نقص پیمان پر تو حریف رہا ہے اور میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ ہرگز تو نے اپنی کسی شرط پر وفا نہیں کی اور تحقیق تو نے ہمدشکنی کر کے اس جماعت کو قتل کیا ہے جن سے تو صلح کر چکا تھا۔ اور ان سے تو نے قسمیں کھاتی تھیں۔ اور ہمد و پیمان کئے تھے آخر الامر تو نے ان کو قتل کیا قبل اسکے وہ تجھ سے قتال کریں یا ہمدشکنی کریں۔ اور ان سے تو نے یہ مکرم و عذر نہیں کیا مگر اتنی بات پر کہ وہ ہمارے فضائل بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کو بزرگ جانتے تھے پس قتل کیا تو نے ان کو اس خوف سے اگر تو ان کو قتل نہ کرتا۔ ہر آئینہ تو ان سے پہلے مرتا قبل اس کے کہ کوئی امر ان سے ظاہر ہو۔ اور وہ تیرے قبل اس بات کے کہ اپنے مطلب کو پہنچیں۔ اب بشارت ہو تجھے اسے معاویہ کہ وہ لوگ تجھ سے قصاص خون لیں گے۔ اور یقین جان کہ بروز قیامت بمقام محاسبہ تجھے بلائیں گے اور واضح ہو خدا کی ایک کتاب ہے کوئی گناہ چھوٹا بڑا اس کتاب سے باہر نہیں۔ اور خدا فرشتوں نہیں کرتا۔ جو کچھ تو نے لوگوں سے گمان مواخذہ کیا۔ اور دوستانہ خدا کو بہت قتل کیا اور نیکیاں خدا کو اوارہ وطن کر دیا۔ اور لوگوں پر جبر کیا کہ وہ تیرے پسر سے کم سنی میں ہی بیعت کریں سالانہ وہ شہراب خوار ہے، اور کتوں سے بلہو و لعب مصروف ہے تحقیق کہ تو اپنے نفس کا زیاں کار ہے اور اپنے دین کو تو نے برباد کر دیا ہے۔ اور اپنی بیعت کے ہمراہ تو نے خیانت کی۔ اور اپنی مارت تو نے ضائع کر دی۔ اور غنہاٹے سفہاٹے و جھلا تو سنتا ہے۔ اور صفحا و پرویز نگاروں کو ان کی باتوں پر ڈراتا ہے جب معاویہ نے یہ خط پڑھا۔ کہا۔ ان کے دل میں کینہ ہے جو کہ میں نہ جانتا تھا۔ یزید پلید نے اپنے باپ معاویہ سے کہا۔ ان کو اس خط کا جواب لکھئے اور غنہاٹے ناسنراں کو ان کے پدر کو اس میں لکھئے۔ اس وقت ہمد اللہ پر رگرو عاص معاویہ پاس آیا۔ معاویہ نے وہ خط اسے دیا۔ اور کہا، پڑھ، حسین ابن علی نے مجھے لکھا ہے۔ اس شغفی نے جی مثل یزید پلید معاویہ سے کہا۔ یہ سن کر معاویہ جسنے لگا اور کہا۔ تمہاری اور یزید کی رائے ایک ہے اور تم دونوں نے فطاک جھلا میں ان کے اور ان کے پدر کے کیا عیوب لکھوں، سالانہ میں ان میں کوئی عیب نہیں پاتا۔ اور اگر کچھ جھوٹ باتیں لکھوں تو لوگ اس کے خلاف جانتے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا، میں چاہتا ہوں چہرہ تہمدید و تنبیہ انکو لکھوں لیکن میں اپنی مصلحت میں نہیں دیکھتا اور ضرر

## فصل چہارم :- بیان نص امامت امام حسینؑ

واضح ہو کہ فریقین نے بطریق متواتر روایت کی ہے، امام حسنؑ نے اپنے وقت وفات امام حسینؑ کو اپنا وصی و خلیفہ کیا۔ اور نص امامت آنحضرتؐ پر فرمایا اور اسرار نبوت اور احکام خلافت ان کے سپرد کئے اور اکثر نصوص آنحضرتؐ کا ذکر ہو چکا ہے، لیکن شیخ طوسیؒ نے بسند بائیں معتبر روایت کی ہے، امام محمد باقرؑ سے جب ہنگام وفات امام حسنؑ ہوا، امام حسینؑ کو طلب کیا، اور فرمایا: اے برادر میں تم کو اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور وصیت کرتا ہوں، کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل و کفن دینا۔ اور مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھے قبر رسول خداؐ پاس لے جانا کہ عہد ان سے تازہ کروں بعد اس کے مجھے میری مادر فاطمہؑ کی قبر پاس لے جانا۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب وفات امام حسنؑ ہوا، کہا: اے قبیر جا کر میرے برادر محمد بن حنفیہؑ سے یہ خبر کہو اسی وقت محمد حنفیہؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور بغیر بند نعلین باندھے روانہ ہوئے، اور بہت جلد آئے یہاں تک کہ خدمت آنحضرتؐ میں پہنچے۔ جب سلام کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا: بیٹھو۔ اے محمد حنفیہؑ تم ایسا شخص نہ پاتے کہ اسی کلام سے غائب رہے۔ جو زندوں کو مردہ اور مردوں کو زندہ کرتا ہے لازم ہے کہ تم صندوق ہائے علم رہنا اور تاریک مہلت میں چراغ ہائے ہدایت رہنا۔ اور واضح ہو کہ ایک پدر کے فرزندان میں لغات ہوتا ہے جس طرح ساعات روز میں سے بعض وقت دوسرے وقت سے روشن تر ہوتا ہے مگر تم کو کیا نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ نے امامت فرزندان ابراہیمؑ میں فرمائی۔ اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ اے محمد بن حنفیہؑ میں تم پر حسد سے ڈرتا ہوں خدا نے کافروں کو بحسد و صفت کیا۔ اور فرماتا ہے: کفارا حسداً امن عند انفسہم من بعد ما تبین بھم الحق اور خدا شیطان کو تم تک راہ نہ دے۔ اے محمدؑ میں تم کو وہ خبر دوں جو کچھ تمہارے پدر نے تمہاری شان میں کہا۔ محمد بن حنفیہؑ نے کہا: ہاں ارشاد کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ بروز فتح بھرہ فرماتے تھے: جو چاہے کہ مجھ سے دنیا و آخرت میں نیکی کرے پس لازم ہے کہ وہ میرے فرزندان محمدؑ سے نیکی کرے۔ اے محمدؑ اگر تم چاہو۔ تو میں تم کو اس وقت کی خبر دے سکتا ہوں۔ جب تم پشت پدر میں لطفہ تھے۔ اے محمدؑ واضح ہو حسینؑ بعد میری وفات کے جب میری روح میرے بدن سے مفارقت کرے

امام ہے اور یہ وہ میری میراث ہے، جو بعد پدر و جد کی پہنچی ہے اور کتاب ہائے خدا میں ان کی خلافت لکھی ہے اور خدا نے تم اہل بیت کو دانتہ جمیع خلافت سے اختیار کیا ہے اور محمد کو تم میں سے اختیار کیا ہے اور ان کو پیغمبر کیا ہے اور رسول خدا نے علی ابن ابی طالب کو اپنی خلافت کے لئے اختیار کر لیا ہے۔ اور جناب امیر نے مجھے خلافت کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور میں حسین کو امامت و خلافت کیلئے اختیار کرتا ہوں۔ پس محمد بن حنفیہ نے کہا: آپ میرے امام اور سیدہ بزرگ ہیں اور آپ ہی میرے وسیلہ جانب رسول خدا ہیں قسم بخدا میں چاہتا تھا قبل اس کلام سننے کے میری روح بدن سے مفارقت کرنے تحقیق کہ ایسے چند سخن آپ کی نعت میں میرے ذہن میں ہیں کہ میں ان کو وصف اور بیان نہیں کر سکتا۔ اور جو کہنا چاہتا ہوں۔ وہ قبل اس کے کہا گیا۔ اور کتاب خدا میں لکھا گیا۔ زبان فصیحہ و دانشمندان گوئی اہ قلبہائے کاتبان و نویسندگان آپ کے فضائل و مناقب کے احصا میں کند میں اور خدا اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتا ہے اور امام حسین ہم سب سے زیادہ تر دانا ہیں۔ ان کا حکم ہم سمجھوں سے گراں تر اور ان کی قرابت بعزرت رسول ہم سب سے زیادہ تر ہیں وہ قبل مخلوق ہونے کے امام تھے۔ اور وحی خدا پڑھ چکے تھے قبل اس کے کلام کرتے اور اگر خدا جانتا کہ محمد صلعم سے کوئی بہتر ہے، تحقیق کہ اس کو پیغمبری کے لئے اختیار کرتا اور جب کہ رسول خدا نے جناب امیر کو اور جناب امیر نے آپ کو اور آپ نے امام حسین کو اختیار کیا میں نے تسلیم کیا اور راضی ہوا۔ اور ان کی امامت میں نے قبول کی مشکلات میں ہم ان سے پناہ لیں گے اور مشابہات میں ہم ان سے ہدایت پائیں گے۔

کتاب بصائر الدرجات میں صالح بن شہم سے  
**معجزات امام حسین علیہ السلام** روایت ہے کہ میں اور عبا بن ربیعہ جبہ وادیہ پاس گئے۔ انہوں نے کہا تم چاہتے ہو۔ میں تم کو خبر دوں جو میں نے امام حسین سے سنا ہے۔ ہم نے کہا۔ اے ممتہ بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا۔ میں زیارت امام کو جایا کرتی تھی، ناگاہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا نشان پڑا اور اس وجہ سے میں نے ترک زیارت کی، جب امام حسین میرے مارتہ پر مطلع ہوئے۔ مع اصحاب میر گھر تشریف لائے۔ اور میں اسی جگہ مشغول نماز تھی پس امام حسین نے کہا۔ اے جبابہ مدت ہوئی۔ تم میرے پاس کیوں نہیں آتے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ مرض جو میرے منہ پر ہوا ہے۔ یہ مانع ہے۔ امام حسین نے فرمایا۔ مقننہ اٹھاؤ جب میں نے مقننہ اٹھایا۔ اور امام حسین نے اپنا آپ دہن اس جگہ گرایا۔ اور فرمایا۔ خدا کا شکر کرو

کہ اس نے تمہارا مرض دفع کیا۔ یہ سن کر میں نے سجدہ کیا۔ اور شکر خدا بجالائی، جب میں شکر سجدہ سے اٹھایا۔ امام حسینؑ نے فرمایا آئینہ دیکھو، میں نے آئینہ دیکھا مطلق کچھ اثر و نشان اس مرض کا نہ تھا۔ قطب راوندیؒ نے خالد کابلی سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ ایک روز میں خدمت امامؑ میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک جوان گریاں آیا، حضرت نے پوچھا۔ تو کیوں روتا ہے اس نے کہا۔ ابھی میری والدہ نے انتقال کیا ہے۔ اور مجھے وصیت کی۔ کیونکہ مالدار تھی۔ کہ جب میں مر جاؤں۔ تو کچھ کام نہ کرنا جب تک امام حسینؑ سے عرض نہ کرنا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اٹھو اس زن صالح کے پاس چلیں، جب اس مکان کے دروازہ پر پہنچے جہاں اسے لٹا دیا تھا۔ حضرت دروازہ پر آکر کھڑے ہوئے اور دعا کی، خداوند اسے زندہ کر یہ اپنے محل وغیرہ کی وصیت کر سبب امام حسینؑ دعا سے فارغ ہوئے اور عورت اٹھ بیٹھی اور کلمہ شہادت پڑھا جب اس کی نظر امام حسینؑ پر پڑی۔ کہا۔ اے میرے مولا گھر میں تشریف لائے، اور جو کچھ میرے حق میں جو مصلحت جانیے اس کا مجھے حکم کیجئے، یہ سن کر امام حسینؑ اس کے گھر میں جا کر سر بانے بیٹھے۔ اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے تو وصیت کر۔ اس عورت نے کہا۔ یا بن رسول اللہ میرے پاس اس نذر مال ہے اور فلاں بگڑ رکھا ہے اس کا ٹلٹ آپ کو دیا کہ آپ اپنے دوستوں میں سے جسے چاہیں تقسیم کریں اور دولت اس پسر کا حصہ ہے بشرطیکہ آپ اسے اپنا شیعہ جانیں۔ اور اگر آپ اسے مخالف جانیں تو وہ سب مال بھی آپ کا ہے اور مخالفین کا اموال مومنین میں کچھ نہیں، بعد اس کے امام حسینؑ سے التماس کی۔ آپ مجھ پر نماز پڑھیے گا۔ اور میرے مدفن میں شریک ہو جائے گا یہ کہہ کر لٹ گئی۔ اور جاں بحق تسلیم کی۔ ایضاً۔ امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ ایک اربابی مدینہ میں امام حسینؑ کا امتحان لینے آیا۔ اور جب داخل مدینہ ہونے لگا اپنے ہاتھ سے استمنا کیا۔ اور جب داخل ہوا، جس وقت خدمت آنحضرتؐ میں پہنچا۔ حضرت نے فرمایا اے اربابی تجھے شرم نہیں کہ جنب اپنے امام کی خدمت میں آیا اور جنابت بھی اس طرح کی۔ اربابی نے کہا مجھے میری حاجت بمعجزہ ملی۔ اور معجزہ آپ کا میں نے جانا۔ اور بعد اسکے وہاں سے اٹھ کر غسل کیا۔ اور پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، جو مسائل دریافت کرنے تھے کہتے۔

ایضاً۔ جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک امام حسینؑ کا قاتلوں کی خبر دینا روز امام حسینؑ نے اپنے بعض غلاموں کو کسی کام پر مامور کیا۔ اور فرمایا فلاں روز جانا اور فلاں روز نہ جانا۔ اور اگر میری مخالفت کرو گے پھر تم کو

مار ڈالیں گے۔ ان غلاموں بے معادلت نے مخالفت کی، جس روز آپ نے جانے سے منع کیا تھا۔ اسی روز چلے گئے۔ پس پورا ان کو قتل کر کے مل لوٹ لے گئے۔ جب یہ خبر امام حسینؑ کو پہنچی۔ فرمایا میں نے ان کو منع کیا۔ انہوں نے میرا کہنا نہ مانا پھر حضرت حاکم مدینہ پاس تشریف لے گئے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے غلاموں کو قتل کیا ہے۔ خدا آپ کو ان کے عوض ثواب عطا کرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں بتا دوں ان کو کس نے قتل کیا لازم ہے ان کو پکڑ کے قصاص کرنا، عامل مذکور نے کہا یا بن رسول اللہ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ فرمایا جس طرح مجھے جانتا ہوں اسی طرح ان کو جانتا ہوں۔ بعد اس کے ایک شخص کی جانب جو عامل مدینہ کے ساتھ کھڑا تھا اشارہ کیا اور فرمایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ اس شخص نے کہا مجھے کہاں سے آپ نے جانا کہ میں ان میں سے ہوں، حضرت نے کہا۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہاں قسم بخدا آپ کی تصدیق کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا، جب تو باہر گیا۔ تیرے ہمراہ فلاں فلاں تھے۔ اور اس کے سب رفیقوں کا نام لیا۔ اور چار نفر عامل مدینہ کے اور باقی لشکر ہائے مدینہ میں سے تھے۔ پس اس شخص سے عامل مدینہ نے کہا۔ میں بحق قبر و منبر قسم کھاتا ہوں اگر تو سچ نہ کہے گا۔ تو تیرا گوشت تار یا نہ سے گردوں گا۔ اس شخص نے کہا قسم بخدا امام حسینؑ نے بھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ راست کہا۔ گویا ہمراہ ہمارے تھے۔ یہ سن کر عامل نے سب کو جمع کیا۔ اور حکم گردن زونی کیا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے ایک شخص خدمت امام میں آیا اور کسی زن مالدار کے ہمراہ نکاح کا مشورہ کیا۔ اور وہ خود بھی بڑا مالدار تھا امام حسینؑ نے فرمایا۔ اس کی خواستگاری نہ کرنا۔ اس بے دولت نے مخالفت آنحضرت کی۔ اور اس کو ترویح کیا۔ قصور سے ہی دنوں میں پریشان ہوا۔ اور اس کا ذاتی مال بھی جاتا رہا۔ امام حسینؑ نے فلیا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا۔ کہ اس سے نکاح نہ کرنا۔ اب اسے طلاق دے۔ اور فلاں عورت سے نکاح کر جب اس نے تعمیل ارشاد کی۔ ایک سال نہ گذرا تھا۔ کہ بہت سامان اسے ملا اور اولاد بھی پیدا ہوئی۔ حال اس کا اچھا ہوا۔ ایضاً۔ جناب صادق سے روایت کی۔ ایک روز امام حسینؑ کسی بیمار کی عیادت کو گئے۔ اسے تپ شدید تھی، جب امام حسینؑ اس کے گھر میں داخل ہوئے تپ اس کی زائل ہو گئی۔ اور اس کا نام عبد اللہ بن خدا دیش تھا۔ اس نے کہا۔ میں اس سے راضی ہوا جو خدا نے آپ کو عنایت کیا ہے۔ اور تپ بھی آپ سے بھاگتی ہے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ خدا نے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ مگر یہ کہ اسے حکم دیا ہے کہ ہماری اطاعت کرے

بعد اس کے ایک آواز آئی۔ اور کوئی دیکھائی نہ دیا۔ کہا لبیک یا بن رسول اللہ امام حسینؑ نے فرمایا کیا جناب امیرؑ نے تجھے حکم نہیں فرمایا کہ تم کسی پاس نہ جانا مگر جو دشمن ہمارا ہو یا گنہگار ہو۔ اور تم اس کی کٹہرہ گناہ ہو۔ تو اس موہی پاس کیوں آئی۔ ایضاً شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک عورت طواف خانہ کعبہ کر رہی تھی۔ اور اس کے پیچھے ایک مرد بھی طواف کر رہا تھا اس عورت نے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ اور اس مرد نے اپنا ہاتھ بلند کر کے عورت کے بازو پر رکھا۔ حق تعالیٰ نے اس مرد کا ہاتھ اس عورت کے بازو پر پھینکا۔ ہر چند کوشش کی علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ طواف سے فارغ ہوتے اور ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور حاکم کو خبر ہوئی جب حاکم آیا۔ اس فقہا کو بلایا۔ اس نے کہا۔ ان کے ہاتھ کاٹنا چاہیے۔ اس لئے کہ اس نے خیانت کی ہے۔ یہ سن کر حاکم نے کہا۔ کوئی فرزند ان رسول خداؐ سے بھی یہاں ہے لوگوں نے کہا۔ ہاں آج رات یہاں امام حسینؑ تشریف لاتے ہیں۔ یہ سن کر حاکم نے امام حسینؑ کو بلایا۔ اور کہا۔ ملاحظہ ہو کہ کیا بلا ان پر نازل ہوئی ہے جب حضرت ان کے محل سے مطلع ہوئے۔ کعبہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے بعد اس کے ان زن و مرد پاس تشریف لاتے۔ اور ہاتھ مرد کا عورت کے ہاتھ سے جدا کیا۔ حاکم نے پوچھا ان کو اس کلام کے عوض عذاب و عذاب کروں۔ امام حسینؑ نے منع کیا۔ ایضاً بسند معتبر جناب مرق سے روایت کی ہے کہ زمانہ امام حسینؑ میں دو مرد آپس میں محافلہ و فکر کر رہے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ یہ عورت اور فرزند میرا ہے۔ دوسرا کہتا ہے تیرا نہیں میرا ہے جب حضرت پہونچے آپ نے سبب نزاع پوچھا۔ جب حال بیان کیا۔ حضرت نے پہلے مدعی کو فرمایا۔ تو بیٹھ جا۔ بعد اس کے اس عورت سے کہا۔ تو سچ کہہ قبل اس کے کہ خدا تیری پردہ داری کرے۔ اور تو بدنام ہو جاتے۔ اس عورت نے کہا۔ یہ مرد جو میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرا ہی شوہر ہے اور یہ فرزند بھی اسی سے ہے۔ اور اس دوسرے فرزند کو میں نہیں پہچانتی۔ امام حسینؑ نے اس طفل ظیر غلو کی طرف کہ ہنوز وہ منہ سے نہ بولا تھا۔ دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے پسر حکم خدا بات کر اور بیان کر کہ تیری ماں سچ کہتی ہے، یا نہیں۔ وہ کو دک باہماز آنحضرتؐ گویا ہوا۔ اور کہا۔ اس کا فرزند ہوں۔ اور نہ اس کا بلکہ میرا پدر فلاں گھڑ یا ہے۔ پس حکم آنحضرتؐ اس عورت زانیہ کو سنگسار کیا اور اس طفل نے بعد اس کے پھر کلام نہ کیا۔ ایضاً ابن عباس سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ امام حسینؑ کو قبل اس کے متوجہ عراق ہوں میں نے دیکھا دروازہ کعبہ پر کھڑے تھے

اور جبرائیل کا ہاتھ حضرت کے ہاتھ میں تھا۔ اور جبرائیل ندا کرتے تھے کہ جانب بیعت خدا آؤ کہ ان کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ایضاً سید ابن طاووس نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہا میں نے زماذ رسول خدا میں۔ امام حسینؑ کے جبکہ وہ کم سن تھے۔ سنا کہ فرماتے تھے قسم بخدا میرے قتل کو طغیان و باغیان نبی امیہ جمع ہو گئے۔ اور ان کا سردار عمر بن سعد ہو گا میں نے کہا یہ خبر آپ نے رسول خدا سے سنی ہے کہا نہیں۔ یہ سن کر میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کلام امام حسینؑ نقل کیا رسول خدا نے فرمایا۔ میرا علم حسینؑ کا علم ہے اور حسینؑ کا علم میرا علم ہے۔ اس لئے کہ قبل وقوع واقعہ ہم کو اطلاع ہوتی ہے ایضاً۔ کتاب عیون المعجزات میں جناب صادق سے روایت کی ہے کہ مردان کوٹھ خدمت جناب امیرؑ میں آئے۔ اور قلت بارش کی شکایت کی۔ اور استدعا کی کہ آپ خدا سے طلب باران کیجئے۔ جناب امیرؑ نے جناب حسینؑ سے فرمایا۔ اٹھو ان کے لئے دعائے باران کرو۔ امام حسینؑ اٹھے۔ اور بعد حمد و ثنائے الہی درود حضرت رسول پناہ ہی و آل رسول ایک دعا نہایت فصاحت و بلاغت سے انشاء فرمائی۔ اور خدا سے لوگوں کے لئے طلب باران کی ہوزیام حسینؑ دعا سے فارغ نہ ہوتے تھے۔ کہ بارش آسمان سے ہونے لگی اور ایک اڑابی بعض فوجی کوفہ سے آیا۔ اور بیان کیا۔ کہ صحن خانہ اور فیلوں سے میں نسر رکھا۔ کہ پانی جاری ہوتا تھا۔ اور آپس میں موجزی تھا ایضاً۔ روایت کی ہے کہ صحرائے کربلا میں ایک ملعون قبیلہ تیس سے کہ اس کا نام عبد اللہ بن جورہ تھا۔ نزدیک امام حسینؑ آیا۔ اور کہہ کر معاذ اللہ تمہیں بشارت بہنم ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ بلکہ میں خداوند بخشنے والے اور پیغمبر شفاعت کرنیوالے کے پاس جاتا ہوں۔ اور میں حالت نیک سے بحالت نیک جاتا ہوں۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں پسر عورہ یہ ہوں۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے اپنے دست مبارک بلند فرمائے۔ تا انیکہ سفیدی زیر بغل آنحضرت ظاہر ہوئی۔ اور فرمایا۔ خدا خدا اس ملعون کو جانب بہنم کھینچ لے جا۔ اس ملعون نے غضب آلودہ کرنام حسینؑ پر حملہ کیا تا کہ اس کا گھوڑا دوڑ کر نہوٹ جاکر۔ اور وہ ملعون گھوڑے سے نیچے گرا پاؤں اس کا رگلب میں اور سوزین پر تھا۔ گھوڑا دوڑتا رہا اور اس ملعون کا سر جس پر وہ صیول تھروں پر پڑتا تھا اور ایک پاؤں اور ان جلا ہو کر اس کی رگلب میں اٹی تھی اور وہ پاؤں زمین پر تھا یہاں تک کہ وہ ملعون و امیہ ہوا۔ ایضا حدیث میں فریقین نے روایت کی ہے اکثر ایسا ہوتا تھا، جناب فاطمہؑ آرام فرمائی تھیں اور امام حسینؑ جھولے میں روتے تھے۔ جبرائیلؑ گھوڑا امام حسینؑ ہلا کر بائیں کرتے تھے۔ اور دل بہلاتے تھے اور جب جناب سیدہ ہانگتی تھیں دیکھتی تھیں کہ جھولا بل رہا ہے اور کوئی حسینؑ سے بائیں کر رہا

ہے مگر دکھائی نہیں دیتا، جب اس کا ذکر رسول خداؐ سے فرماتی تھیں حضرت فرماتے تھے: وہ جبرائیل امین ہیں ایضاً۔ روایت کی ہے جب امام حسینؑ انا عیسیٰ رات میں کہیں بیٹھتے تھے اس نور سے جو گردن مبارک سے حسینؑ میں تک چمکتا تھا۔ امام حسینؑ کو لوگ پہچان جاتے تھے اس لئے کہ جناب رسول خداؐ پیشانی نورانی اور گلوئے مبارک کے اکثر بوسے لیا کرتے تھے بتولؑ فرماتے ہیں کہ اکثر معجزات آنحضرتؐ باب شہادت میں مذکور ہوئے۔

## فصل بیستم - ثواب گریہ امام حسینؑ پر ماتم دار رہنا،

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر ابن خاربہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز خدمت بابرکت امام جعفر صادقؑ میں تھا۔ میں نے امام حسینؑ کا ذکر کیا۔ حضرت بہت روتے اور میں بھی رویا پھر حضرت نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ امام حسینؑ فرماتے تھے مجھے رولا رولا کر قتل کیا ہے۔ اور کوئی مومن مجھے یاد نہیں کرتا۔ مگر یہ کہہ گریہ کرتا ہے بروایت دیگر جناب صادقؑ نے فرمایا کہ امام حسینؑ فرماتے تھے میں کشتہ گریہ وزاری اور کشتہ کرب و غم دالم ہوں خدا پر لازم ہے کہ ہر اند و ہناک جو میری زیارت کو آئے وہ شاد و خوشحال اپنے اہل و عیال سے جاملے شیخ مفید نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ہر جنس و فرج مکر وہ ہے بجز جزع و فرج مصیبت امام حسینؑ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ تیس دن امام جعفر صادقؑ کے سامنے ذکر حسینؑ ہوتا تھا اس روز شام تک حضرت کو کوئی شخص ہنسانہ دیکھتا تھا تمام دن مخروں و غموم رہتے اور فرماتے تھے کہ امام حسینؑ سبب گریہ ہر مومن ہیں ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرؑ نے جناب امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے حسینؑ تم سبب گریہ ہر مومن ہو۔ یس کر امام حسینؑ نے کہا اے پدر بزرگوار و حقیقت میں ایسا ہی ہوں جناب امیرؑ نے فرمایا اے فرزند گرامی ہاں ایسے ہی ہو ابن بابویہؒ و ابن قولویہؒ نے بسند معتبر ابو عمارہ شامی سے روایت کی ہے اس نے کہا میں ایک روز جناب صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا حضرت نے فرمایا چند شعر مصیبت امام حسینؑ میں پڑھو جب میں نے مرثیہ شروع کیا حضرت گریاں ہوتے میں مرثیہ پڑھتا اور حضرت روتے تھے تا آنکہ صدائے گریہ آنحضرتؐ کے گھر سے بلند ہوئی۔ بروایت دیگر فرمایا اس طریقہ سے پڑھو جس طرح تم پڑھتے ہو اور نوہ وزاری کرتے ہو جب میں نے اسی طرح پڑھا حضرت بہت روتے اور صدائے زنان آنحضرتؐ

بھی پس پردہ سے بلند ہوتی جب میں فارغ ہوا حضرت نے فرمایا جو ایک شعر مصیبت امام حسینؑ کی متعلق پڑھے اور پچاس آدمیوں کو رلائے بہشت اس پر واجب ہوگا۔ اور اگر تیس آدمیوں کو رلائے جبہ بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر تیس آدمیوں کو رلائے جب بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر دس آدمیوں کو رلائے جب بھی بہشت واجب ہوگا اگر پانچ آدمیوں کو رلائے بہشت واجب ہوگا۔ اور جو خود بھی روئے ایک آدمی کو ساتھ رلائے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر خود بھی مرثیہ پڑھے اور خود ہی تنہا روئے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا۔ اور جسے رونانا آئے اور رونے والوں کی صورت بنائے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا جو امام حسینؑ کو یاد کرے اور اس کی آنکھ سے بقدر پر مگس آنسو نکلے ثواب اس کا خدا پر ہے۔ اور خدا اس کے لئے کسی ثواب پر راضی نہیں بغیر بہشت عطا کرنے کے

## مرثیہ جعفر شاعر دربار صادق آل محمد میں

فیج کشتیؑ نے بسند معتبر زید شحام سے روایت کی ہے کہا میں باجماعت اہل کوفہ خدمت جناب صادق میں حاضر تھا کہ جعفر بن عقیل آئے۔ اور حضرت نے انکی تعظیم کر کے اپنے قریب بٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے جعفر جعفر نے کہا الیک میں آپ پر فدا ہوں حضرت نے فرمایا میں نے سنا ہے تم مرثیہ حسینؑ میں شعر کہتے ہو۔ اور خوب کہتے ہو میں نے کہا ہاں کہتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ پڑھو جب میں نے پڑھا۔ حضرت گریاں ہوئے۔ اور قطرات اشک ریش مبارک پر جاری ہوئے۔ اور عارضی بھی سب گریاں ہوئے پس حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا ملائکہ مقرب یہاں حاضر تھے اور تمہارا مرثیہ سنا۔ اور ہم سے زیادہ روئے۔ اور خدا نے تمہارے لئے تمام بہشت واجب کئے اور تمہارے گناہ بخش دیئے۔ بعد اس کے فرمایا۔ اے جعفر تم چاہتے ہو۔ زیادہ اس سے کہوں میں نے کہا اے میرے مولا ارشاد کیجئے حضرت نے فرمایا۔ جو مرثیہ حسینؑ میں ایک شعر پڑھ کر خود بھی روئے اور لوگوں کو بھی رلائے البتہ خدا اس کے لئے بہشت واجب کر لگا۔ اور گناہ اس کے بخش دے گا شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر جواد صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ اپنے پروردگار پاس میں اور اپنے لشکر کی جگہ اور اپنے محل اور شہداء کی قبروں کو جو نزدیک آنحضرتؑ دفن ہیں۔ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور اپنی زیارت کرنے والوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور آنحضرتؑ ان کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں اور ان کے درجات و منازل سے جو نزدیک پروردگار ہیں زیادہ تر واقف ہیں۔ بہنزلہ اس کے کہ تم اپنے کسی فرزند سے واقف ہو۔ اور جو آنحضرتؑ پر گریہ کرتا ہے۔ اس کی جانب دیکھتے ہیں۔ اس لئے طلب آمرزش قبولتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں سے اس کے لئے طلب آمرزش کرنے کو کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اگر میرا

زیدت کرنے والا جانے جو کچھ خدا نے اس کے لئے متیا کیا ہے بتحقیق کہ اس کی خوشی رنج سے زیادہ ہو جانے گی اور جب آنحضرت کا زائر واپس جاتا ہے۔ کوئی گناہ اس پر باقی نہیں رہتا

**ثواب گریہ روز عاشورا** ابن بابویہ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ ماہ محرم

تھے مگر اس امت جفا کار نے ہمارا خون حلال جانا اور ہماری ہتک حرمت کی۔ اور ہمارے فرزندوں کو قید کیا اور ہمارے غیموں میں آگ لگا دی۔ اور ہمارا مال لوٹ لے گئے۔ اور حرمت رسول کی ہمارے حق میں رعایت نہ کی مصیبت حسین نے ہماری آنکھوں کو زخمی اور ہمارے انگوڑوں کو جاری کیا اور ہمارے عزیز کو ذلیل کیا۔ اور زمین کو بلاتا روز قیامت ہمارے لئے موجب کرب و بلا ہوئی۔ لازم ہے کہ امام حسین پر گریہ کریں کہ آنحضرت پر روزنا بڑے گناہوں کو زائل کر دیتا ہے پھر فرمایا میرے پدر بزرگوار کو جب ماہ محرم ہوتا تھا کوئی خدا نہ دیکھتا تھا۔ اور اندوہ و غم ان پر غالب رہتا تھا۔ اور جب دسویں محرم کی ہوتی تھی۔ وہ دن اندوہ و مصیبت گریہ آنحضرت کا دن تھا۔ اور فرماتے تھے آج کا دن وہ دن ہے جس دن امام حسین شہید ہوئے ایضا بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے جو شخص بروز عاشورا اپنے کاموں کو ترک کرے گا حق تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے کام کا نیک انجام کریگا۔ اور جو کوئی روز عاشورا مغموں و اندوہناک رہے گا حق تعالیٰ روز قیامت کو اس کی شادی و سرور کا دن مقرر کریگا۔ اور اس کی آنکھیں بہشت میں ہمارے دیدار سے روشن ہوں گی۔ اور جو کوئی روز عاشورا کو روز برکت جانے گا۔ اور روز برکت سمجھ کر اپنے گھر میں کچھ ذخیرہ کرے گا۔ اس کو اس ذخیرہ میں برکت نہ ہوگی۔ اور خدا اس کو بروز قیامت یزید پلید و بنفید اللہ بن زیاد و عمر بن سعد علیہم اللعنتہ کے ہمراہ پست ترین طبقات جہنم میں ڈال دے گا۔

**روز اول محرم الحرام** بسند حسن ریان بن شبیب سے روایت کی ہے کہ ماہ محرم کی پہلی تاریخ ماہ محرم کی ہے میں نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا یہ وہ دن ہے خدا نے دعا سے ذکر یا پیغمبر مستجاب کی جگہ انہوں نے خدا سے فرزند طلب کیا اور فرشتوں نے ان کو از جانب حق تعالیٰ محراب میں بشارت سنی دی پس جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا۔ دعا اس کی مثل دعا سے ذکر یا مستجاب ہوگی۔ پس شیب محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت زمانہ گذشتہ میں اس مہینہ میں جدال و قتال بوجہ حرمت حرام جانتے تھے اور اس امت نے اس مہینہ کی حرمت نہ پہچانی اور اپنے پیغمبر کی حرمت نہ جانی۔ اس مہینہ میں اپنے پیغمبر کی حرمت سے

انہوں نے جدل و قتال کیا۔ اور اہل بیت رسولؐ کو اسیر کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ خدا ہرگز ان ظالموں کو نہ بخشے گا اے پسر شیب، اگر تو کسی چیز پر گریہ کرنا ہے۔ پس امام حسینؑ پر گریہ کر کہ ان کا مثل۔ گو سفند سر جدا کیا گیا اور ان کے اٹھارہ عزیزوں کو اہل بیت سے ان کے ہمراہ شہید کیا۔ کہ جو ان میں سے اپنا مثل دماند زمین پر نہ رکھتے تھے اور تحقیق کہ شہادت امام حسینؑ پر آسمان ہائے جنت گمانہ اور زمین نے گریہ کیا اور چار ہزار فرشتے آسمان سے نصرت حسینؑ کے لئے زمین پر آئے۔ اور جب زمین پر پہنچے حضرت شہید ہو چکے تھے۔ اب وہ فرشتے سر پرندہ ہمیشہ گرد آلود قبر امام حسینؑ پاس ہیں تا وقتیکہ حضرت قائم ظاہر ہوں۔ پس وہ فرشتے یاد ران امام حسینؑ سے ہونگے اور وقت رجعت اشعار ان کا یہ ہوگا۔ کہ یا ثار الحسینؑ یعنی اے طلب کنندگان خون حسینؑ۔ اے پسر شیب مجھے میرے پدر نے اپنے پدر و جد سے خبر دی کہ جب جدم امام حسینؑ شہید ہوئے۔ آسمان نے خون و خاک تر سرخ برسایا۔ اے پسر شیب اگر تو امام حسینؑ پر گریہ کرے یہاں تک کہ آنسو تیرے منہ پر جاری ہوں حق تعالیٰ تیرے جمیع گناہاں صغیرہ و کبیرہ بخش دے گا خواہ وہ گناہ کم ہوں یا زیادہ اے پسر شیب، اگر تو خدا سے ملاقات چاہے اور منظور ہو کہ تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو پس امام حسینؑ کی زیارت کرو اے پسر شیب، اگر تو چاہے کہ غرہائے عالیہ بہشت میں ہمراہ رسول خدا و آئمہ ہدی علیہم السلام ساکن ہو۔ پس لازم ہے امام حسینؑ کے قاتلوں پر طعن کر اے شیب اگر تو چاہے کہ مثل ثواب شہدائے کربلا تجھے ثواب ملے۔ پس جس وقت مصیبت امام حسینؑ کو یاد کر اس وقت کہ یا لبتنی کنت معہم فانوذ فوذاً عظیماً۔ یعنی میں آرزو کرتا ہوں کہ ان کے ہمراہ ہوتا اور رشکای عظیم پانا اے پسر شیب اگر تو چاہے کہ درجات عالیہ بہشت میں ہمراہ ہمارے ہوں پس ہمارے اندوہ پر اندوہناک اور خوشی پر خوشی کر اور تجھے ہماری ولایت نصیب ہو۔ اس لئے اگر کوئی پتھر کو دوست رکھے گا تو خدا اس کو پتھر کے ہمراہ محشر کرے گا۔ کتاب کامل الزیارات میں بسند معتبر عنہ اللہ بن بکر سے روایت کی ہے کہا ایک روز جناب صادقؑ سے میں نے پوچھا۔ یا بن رسول اللہ اگر قبر امام کھودیں آیا قبر آنحضرتؑ میں کچھ پائیں گے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے پسر بکر کس قدر تیرا سوال عظیم ہے تحقیق کہ حسینؑ ابن علیؑ اپنے پدر و مادر و برادر و رسول خداؐ کے ہمراہ منزل بہشت میں ہیں۔ اور ہمراہ آنحضرتؑ رزق پاتے اور فرحناک ہیں۔ اور جانب راست عرض آئے اور کہتے ہیں۔ پروردگار ابو مجہب سے تو نے وعدہ کیا ہے اے وفا کر اور اپنے زائرین کی طرف نظر کر کے ان کے اور ان کے باپ کے ناموں کو اور ان کے مسکن کو اور جو کچھ ان کے گھروں میں ہے۔ اس

سے زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں جس طرح اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں اور جو ان پر روتے ہیں ان کی طرف نظر کرتے اور ان کے لئے طلب آمرزش کرتے ہیں اور اپنے بزرگوں سے فرماتے ہیں کہ ان کیلئے استغفار کریں اور کہتے ہیں اسے مجھ پر رونے والے اگر تو جانتے ہو خدا نے تیرے لئے ثواب مہینا کیا تحقیق کہ خوشی تیری رنج سے زیادہ ہوگی اور خدا سے سوال کرتے ہیں ہر گناہ و خطا ان پر رونے والوں کی بخش دے۔

**روایت مسمع بن عبد الملک** بسند معتبر مسمع بن عبد الملک سے روایت کی ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا اے مسمع تم عراقی ہو آیا قبر امام حسینؑ کی زیارت کو جاتے ہو میں نے کہا یا حضرت نہیں میں شہور اہل بصرہ ہوں اور میرا رفیق ایک گروہ ہے جو کہ تابع خلیفہ ہے اور ناصبیوں وغیرہ سے ہمارے دشمن ہوتے ہیں اور ہم اس سبب سے مطمئن نہیں کہ حاکم سے کوئی ہمارا حال کہہ دے اور اس سے ہم کو اکثر ضرر پہنچیں حضرت نے فرمایا مسمع تم کو کبھی امام حسینؑ یاد آتے ہیں اور جو ظلم و ستم امام حسینؑ پر گذرے میں نے کہا ہاں یا حضرت قسم خدا میں روتا ہوں اور یہاں تک روتا ہوں کہ میرے اہل و عیال مجھ پر اثر و اندوز پاتے ہیں اور میں کھانا کھانے سے انکار کرتا ہوں تا آنکہ مجھ میں آثار مصیبت ظاہر آتے ہیں حضرت نے فرمایا خدا تیرے رونے پر رحم کرے تحقیق کہ تم رونے والوں میں شمار کئے جاتے ہو جو لوگ ہمارے رنج سے رنج کرتے اور ہماری خوشی سے خوش رہتے ہیں اور ہمارے اندوہ سے اندوہ ناک ہوتے ہیں اور ہمارے خوف سے خائف اور ہمارے اطمینان پر مطمئن ہوتے ہیں اور جلتے دیکھو گے کہ مرتے وقت تمہارے پاس ہمارے پدران بزرگان شریف لائیں اور ملک الموت سے تمہاری سفارش کریں اور بشارتیں تم کو دیں کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں اور تم خوش ہو جاؤ اور ملک الموت تم پر اس ماں سے جو اپنے فرزند پر مہربان ہو زیادہ تر مہربان ہے یہ فرما کر حضرت رونے لگے اور میں بھی رونے لگا حضرت نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے خلق پر ہم کو اپنی رحمت سے فضیلت دی اور ہم اہل بیت کو اپنی رحمت سے مخصوص کیا اے مسمع تحقیق زمین و آسمان ہم پر رحم کھا کر گریہ کرتے ہیں جس روز سے جناب امیر شہیدؑ اور گریہ ملائکہ اور دل سے ہم پر زیادہ ہے جس روز سے کہ ہمارے پدران بزرگوار ان شہید ہوتے ہیں گریہ ملائکہ نہیں تھما اور جو کوئی ترحم ہم پر گریہ کرے قبل اس کے اس کی آنکھ سے آنسو نکلے حق تعالیٰ اپنی رحمت اسکے شامل حال فرماتا ہے اور جب آنسو اس کے چہرہ پر جاری ہوتا

ہے اگر ایک قطرہ اس آنسو کا جہنم میں ڈال دیں حرارت آتش جہنم کو دھیم کر دے اور جس کا دل ہمارے لئے دردمند ہو وقت مرگ جب وہ ہم کو دیکھے گا شاد ہو جائے گا اور وہ شادی و فرحت اس کے دل سے زائل نہ ہوگی جب تک حوض کوثر پر ہمارے پاس نہ آئیگا اور جب ہمارے دوست حوض پر ہمارے پاس آتے ہیں آب کوثر پی کر شاد ہو جاتے ہیں اور لذتہائے الوان طعام سے اس قدر ان کو ذائقہ پہنچتا ہے کہ وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا اسے مسیح جو کوئی اس میں قصور اس پانی پیتا ہے ہرگز پیا سا نہیں ہوتا اور تعب و ہشت نہیں دیکھتا اور وہ پانی مانند کافور سرد ہے اور خوشبو مشک کی اس سے آتی ہے اور مرزا نجیب کا شہد سے زیادہ شیریں اور مسک سے زیادہ نرم اور دودھ سے زیادہ صاف اور عنب سے زیادہ خوشبو ہے چشمہ تسنیم سے نقل کر نہر ہائے بہشت میں جاری ہوتا ہے اس میں مردارید و یاقوت بہتے ہیں اور اس حوض کے کنارے پر پیالے ستارگان آسمان سے زیادہ ہیں اور ان کی خوشبو ہزار سالہ راہ سے دماغ مروج میں پہنچتی ہے اور وہ پیالے طلا و نقرہ اور رنگارنگ جواہر کے ہیں اور جب کوئی ارادہ کرتا ہے کہ اس پیالہ سے پانی پیتے وہ پیالہ تمام فرشتوں سے اس شخص کے دماغ میں پہنچتا ہے اس وقت پانی پینے والا کہتا ہے میں راضی ہوں کہ مجھے ہمیں رہنے دیں اور کوئی نعمت مجھے مطلوب نہیں اور اس جگہ سے جانا مجھے منظور نہیں اسے مسیح تم ان میں سے ہو جو لوگ اس حوض سے سیراب ہونگے جو مصیبت ہماری پر آنکھ گریاں ہوں گی البتہ وہ آنکھ حوض کوثر کو خوش ہوگی اور سب ہمارے دوست اس کا پانی پیتے گے اور ہر شخص جس کو ہم سے جس قدر محبت ہے اسی قدر اس حوض سے وہ لذت پائے گا بتحقیق کہ جناب امیر اس حوض کے کنارے کھڑے ہیں اور عصائے چوب عروج ان کے ہاتھ میں ہے اور ہمارے دشمنوں کو اس کے پانی سے ہنکاتے ہیں پس ان میں سے ایک کہیگا کہ میں نے دنیا میں شہادت بوجدانیت خدا و رسالت محمد معلم دینی تھی آپ مجھے کیوں پانی نہیں دیتے جناب امیر اسے جواب دیں گے کہ اپنے امام پاس جاؤ اور اس سے یہ سوال کرو کہ وہ تیری شفاعت کرے وہ کہیگا آج میرا امام مجھ سے بیزار ہے حضرت فرمائیں گے اس کے پاس جا جس کی محبت و ولایت تو نے اختیار کی تھی اور اس سے سوال کرو وہ تیری شفاعت کرے اس لئے کہ بہترین خالق کو سزاوار ہے کہ اسکی شفاعت رد نہ ہو وہ کہے گا میں تشکی سے ہلاک ہوا جناب امیر فرمائیں گے خدا تیری تشکی زیادہ کرے راوی نے کہا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی ایسا شخص حوض کوثر پاس کیونکر آنے پائے گا حضرت نے فرمایا

اس لئے آنے پائے گا کہ اس نے پرہیزگاری گناہوں سے کی تھی۔ اور جب ہمراہی اس کے سامنے ہوا۔ ہم کو اس نے ناسزا نہیں کہا۔ اور جس قدر لوگوں نے جرمیں ہمارے حق میں کیں اس نے نہیں کہا اور یہ سب اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ ہم کو دوست رکھتا تھا یا انتقاد ہماری امامت پر رکھتا تھا لیکن اگر بسکہ اپنی بجاہت باطل میں مشغول تھا۔ نہ چاہتا تھا کہ مشغول دوسرے ذکروں میں ہو۔ لیکن اس کا دل منافق اور اس کے دل میں ہماری عداوت تھی اور متابعت غاصبوں کی کرتا تھا۔ اور ولایت غیر کی رکھتا تھا اور ان سب پر مقدم جانتا تھا۔

**اشک ثواب خواب عالم** بعض ثقات نے سید علی حسینی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں محاذ شہداء کا دھواں امام رضا کا تھا جب روز عاشورا ہوا۔ ایک شخص نے ہمارے ہمراہیوں میں سے مصائب حسین پڑھے جب اس روایت پر پہنچا کہ امام محمد باقر نے فرمایا کہ جس کی آنکھ سے مصیبت حسین پر بقدیر پر لپٹے آنسو نکلے خدا اس کے گناہ بخش دیگا۔ اگرچہ گناہ اس کے مانند کف دریا ہوں اس مجلس میں ایک مرد جاہل مدعی علم موجود تھا۔ اور اپنی علمیت پر اپنی نقل ناقص میں اعتماد تمام رکھتا تھا اس نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں۔ امام حسین کے مصائب پر اس قدر رونے سے اس قدر ثواب کیونکر ہو سکتا ہے یہ سن کر میں نے اس سے بہت مباہلتہ کیا۔ لیکن وہ اپنی ضلالت سے باز نہ آیا اور اٹھ گیا دوسرے دن میرے پاس آیا۔ اور عذر کر کے اظہار مذمت اپنے کلام سے کرنے لگا۔ اور کہا جب میں رات کو تمہارے پاس سے گیا اور اپنی خواب گاہ میں سو رہا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی۔ اور لوگوں کو ایک صحرا میں جمع کیا ہے ترزو ہاتے اعمال آویزاں میں اور پل جہنم پر کھینچا ہے۔ نامہ ہاتے اعمال کھولے گئے ہیں آتش جہنم کو بھر دیا ہے۔ قصر ہائے بہشت کو آگ لگائی ہے۔ اس وقت مجھے پیاس کا غلبہ ہوا جب میں نے نظر کی دہلی بجاہت حوض کوثر دیکھا۔ اور اس حوض کے کنارے دو مرد اور ایک عورت کو دیکھا کہ ان کے نور جمال نے محشر کو روشن کر دیا ہے اور جاہائے سیاہ پہنے گریہ کر رہے ہیں میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہیں۔ جو حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہیں اس نے کہا ایک محمد مصطفیٰؐ دوسرا علی مرتضیٰؑ اور وہ عورت فاطمہؑ زہراؑ ہیں۔ میں نے کہا یہ سیاہ پوش کیوں ہیں۔ اور کس لئے روتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ آج روز عاشورا ہے۔ اس روز امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔ یہ سن کر میں جناب فاطمہؑ پاس گیا۔ اور کہا اے دختر رسول خدا میں پیاسا ہوں جناب فاطمہؑ نے غصناک ہو کر میری جانب نظر کی۔ اور فرمایا۔ تو وہ نہیں ہے کہ فضیلت گریہ و بکا مصائب شہید کر بلا کا منکر ہے۔ یہ خواب

دیکھ کر ترسان و حائف بیدار ہوا اور اپنے کلام سے نادم و پشیمان ہو کر آپ سے عذر خواہ ہوں کہ میری تقصیر معفو کیجئے۔

**روایت زرارہ از حضرت صادق** ابی قولویہ نے بسند معتبر زرارہ سے روایت کی ہے کہ جناب صادق نے فرمایا۔ اے زرارہ تحقیق کہ

آسمان چالیس صبح خون کے آنسوؤں سے امام حسین پر رویا۔ اور زمین بسیا ہی چالیس صبح روتی اور آفتاب چالیس صبح بسرخی و کسوف رویا پہاڑ ٹکڑے ہو کر بچھٹ گئے۔ دریاؤں میں جوش و خروش ہوا اور ملائکہ چالیس روز امام حسین پر روتے اور کسی عورت نے زنان بنی ہاشم سے خضاب نہ کیا۔ اور تیل نہ لگایا۔ سرمہ نہ لگایا بالوں میں گنگھی نہ کی۔ تا آنکہ عبید اللہ بن زیاد دغنی کا سر نخس ہمارے پاس لائے۔ اور ہم ہمیشہ مصیبت امام حسین پر گریاں ہیں اور ہمارے جد امام زین العابدین جب اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرتے تھے۔ اس قدر روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ اور جو کوئی ان کو اس وقت دیکھتا تھا۔ اُن کے رونے پر وہ بھی رونے لگتا تھا۔ اور ملائکہ جو قبر امام حسین پر روتے ہیں۔ ان کے رونے سے مرغان ہوا اور جو کچھ ہوا اور آسمانوں میں ہے مثل ملائکہ وغیرہ گریاں ہوتے ہیں۔ اور جب شمر ملعون نے امام حسین کو شہید کیا جہنم نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ قریب تھا۔ کہ زمین کو شکافتہ کر دے۔ اور جب ارجح پلید عبید اللہ بن زیاد و یزید بن معاویہ عمر بن سعد و شمران کے بدنہائے نخس سے نکل گئیں، جہنم جوش و خروش میں آیا۔ اور اگر خدا خزینه داران جہنم کو حکم نہ کرتا کہ اسے خوب اچھی طرح سے بند رکھیں پس جو کوئی زمین پر غصا اسے کے جوش و خروش سے جل جاتا اور اگر اسے اجازت دیتے جو کوئی زمین پر تھا۔ اس سے وہ نکل جاتا۔ لیکن اپنے خدا کے حکم پر مامور ہے اور خزینه داران جہنم کو زنجیروں سے بکڑے ہوئے ہیں۔ اور چند مرتبہ خزینه داروں پر جہنم نے زیادتی کی۔ اور وہ اس کی تاب مقاومت نہ لاسکے تا آنکہ جبرائیل آئے اور اپنے بازو سے اس کے شعلے کو دھیا کر کے۔ اسے ساکن کر دیا جہنم گریہ و فوج مصائب امام حسین پر کرتا ہے۔ اور ان کے قالموں پر جوش و خروش کرتا ہے اور اگر چہ تائے خدا زمین پر نہ ہوتے۔ زمین کو سزگون کر دیتا۔ اور کوئی آنکھ خدا کے نزدیک محبوب زیادہ اور گریہ پسندیدہ زیادہ نہیں۔ اس آنکھ سے جو مصیبت امام حسین پر روتے۔ اور ان آنسوؤں سے جو مصائب حسین پر نکلیں۔ اور جو کوئی امام حسین پر روتا ہے وہ جناب فاطمہ سے نیکی کرتا ہے اور ناصر دیاوران کا ہے اور اس نے رسول خدا سے جھلائی کی۔ اور ہم اہل بیت کا

حق اس نے ادا کیا اور بروز قیامت کوئی شخص محذور نہ ہوگا جس کی آنکھ گریاں نہ ہو مگر یہ کہ وہ شخص جو امام حسینؑ کے مصائب پر رویا ہو۔ وہ بادیہ خداں ہوگا۔ اور اسے خدا کی جانب سے بشارت پہنچے گی۔ اور آثار سرور و خوشی اس کے چہرہ سے ظاہر ہونگے اور تمام خلائق ترساں و خائف ہوگی اور امام حسینؑ کے رونے والے بے خوف ہونگے سب خلق کو مقام حساب سے جاتیں گے۔ اور شیعہ زیر عرش، خداوند رحمان امام حسینؑ کی خدمت میں ہونگے۔ اور حساب سے نہ ڈریں گے بلانکہ ان کے پاس آئیں گے اور ان کو بہشت میں جانے کو کہیں گے۔ یہ انکار کریں گے اور کہیں گے ہم جہنم امام حسینؑ کو بہشت سے نہیں بدلتے اور نقلے آنحضرتؐ ہم کو خوشتر بہشت سے نہیں اور حوران بہشتی و غلمان ان کے پاس پیغام بھیجیں گے۔ کہ ہم کو تمہاری ملاقات کا نہایت درجہ اشتیاق ہے۔ اور یونین بسبب شادی و سرور صحبت آنحضرتؐ سے سر نہ اٹھاتیں گے کہ ان کا پیغام نہیں اور دشمنان اہل بیت کو دیکھیں گے۔ کہ انہیں منہ کے بل جانب آتش و دھخ کھینچ لئے جاتے ہیں وہ اثنیاعشر منازل مومنین دیکھ کر کہیں گے، ہمارا شفاعت کرنے والا اس روز کوئی نہیں اور نہ کوئی تبار دوست ہے۔ کہ ہم کو شدت مصیبت سے نجات دے، پھر ملائکہ شیعوں پاس ان کی عورتوں اور خزینہ داران بہشت کی طرف سے پیغام لائیں گے۔ اور ان نعمتہائے حق تعالیٰ کو بیان کریں گے جو ان کے لئے مہیا کی ہیں شیعہ جواب میں کہیں گے ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آئیں گے۔ اور جب یہ جواب حوران و غلمان و خزینہ داران بہشت کو پہنچے گا۔ اور سنیں گے وہ خدمت حسینؑ میں زیر عرش بیٹھے ہیں ان کا شوق توحش سے زیادہ ہوگا۔ ہم نشینان حسینؑ کہیں گے کہ حمد و سپاس اس خدا کو جس نے ہم کو فزع اکبر و ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ اور ہم کو اس چیز اسپان و شتران مع غلمان شیعوں کے لئے لائیں گے۔ یہ ان پر سوار ہونگے۔ اور حمد و ثناء کے خدا، نجات دہنے اور درد و صلوٰۃ رسول خدا و آل اہلہ پر بھیجتے داخل منازل بہشت ہوں گے۔

ایضاً بسند معتبر ابو بصیر سے روایت  
**روایت ابو بصیر از امام صادق علیہ السلام** کی ہے کہ میں ایک روز بناب صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت سے باتیں کر رہا تھا کہ کوئی غرضندان آنحضرتؐ سے آیات حضرت کی نظر پڑی مر جا فرما کر آنفوش مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ خدا ان کو حقیر کرے جنہوں نے تمہیں حقیر کیا اور خدا ان سے انتقام لے جنہوں نے تمہارے پدران و بزرگواران کو شہید کیا خدا ان سے دست بردار ہو جو تم سے دست بردار ہوئے خدا ان پر لعنت کرے جنہوں نے تم کو شہید کیا خدا حافظ نامہ

تمہارا ہو کس قدر مردوں و عورتوں نے تم پر گریہ کیا۔ اور کس درجہ پیغمبران و صدیقان و شہیدان و ملائکہ آسمان کا گریہ طویل ہوا۔ یہ فرما کر حضرت رونے لگے۔ اور فرمایا اے ابوبصیر جب میں فرزند ان امام حسین کو دیکھتا ہوں۔ اور جوان پر اور ان کے پدر بزرگوار پر ظلم و ستم ہوئے۔ ان کو یاد کرتا ہوں اس وقت مجھ پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ ضبط نہیں کر سکتا۔ اے ابوبصیر جناب فاطمہ اپنے فرزند شہید امام حسین پر روتی ہیں کبھی نعرہ زن ہوتی ہیں کہ جسم پر جوش و خروش آجاتا ہے اور جب غار نان جہنم صدا سے جناب سیدہ سنتے ہیں جہنم کی حفاظت کرتے ہیں کہ مبادا شعلہ کھینچ کر تمام اہل زمین کو جلا دے۔ اور جب تک جناب فاطمہ روتی ہیں ملائکہ دربارتے جہنم کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے شعلوں کو حفاظت اہل زمین کے لئے دھیمہ کرتے ہیں۔ اور جہنم کو سکون نہیں ہوتا جب تک جناب فاطمہ کا گریہ ساکن نہیں ہوتا۔ اور نزدیک ہوتا ہے کہ گریہ جناب سیدہ سے دریا جوش زن ہو کر ایک دوسرے میں مل جائیں اس وجہ سے ہر قطرہ پر ایک فرشتہ موکل ہے کہ جب صدارتے جناب فاطمہ آتی ہے۔ دریاؤں کی حفاظت کرتے ہیں کہ اہل زمین کو غرق نہ کر دیں۔ اور ملائکہ ہمیشہ خائف و ترساں ہیں اور گریہ جناب فاطمہ کی وجہ سے گریاں ہیں۔ اور تفرغ و استیخانہ خداوند تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اہل عرش و غیرہ جو عرش کے گرد ہیں تمام ملائکہ تضرع و زاری کرتے ہیں اور صدارت تبیع و تقدیس خدا بسبب ترس عذاب اہل زمین بلند کرتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک کی بھی آواز اہل زمین تک پہنچے اہل زمین بے ہوش ہو جائیں۔ پہاڑ اپنی جگہ سے الھڑ جائیں زمین کا پٹنے لگے میں نے کہا اے حضرت میں آپ پر فدا یہ بہت امر عظیم ہے جیسے آپ یادرہتے ہیں حضرت نے فرمایا جو کچھ میں نے بیان نہیں کیا زیلہ اس سے ہے جو میں نے بیان کیا پھر فرمایا۔ اے ابوبصیر آیا تم نہیں چاہتے کہ ان میں سے ہو جو حضرت واعانت جناب فاطمہ کی ان کے رونے میں کرتے ہیں یہ سن کر میں رونے لگا اور شدت گریہ و زاری سے بات نہ کر سکتا تھا۔ حضرت جائے ناز پر جا کر مشغول دعا ہوئے اور اسی حالت میں خدمت حضرت سے باہر آیا۔ اور کھانا تک نہ کھا سکتا تھا۔ اور رات کو مجھے نیند نہ آئی جب صبح ہوئی ترسان و خائف خدمت آنحضرت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت کو سکون حاصل ہوا ہے یہ دیکھ کر مجھے بھی سکون حاصل ہوا خدا کی میں نے حمد کی کہ مجھ پر کوئی عذاب نازل نہ ہوا۔

بعض کتب معتبرہ میں دلیل خزاعی سے روایت ہے میں بروز  
**مرثیہ خوانی و عیال خزاعی** حاضر ہوا حضرت مغموں و اندوہنا  
 بیٹھے تھے اور ایک جماعت شیعان آنحضرت بھی خدمت حضرت میں حاضر تھے جب حضرت نے

مجھے دیکھا۔ فرمایا اے وکیل مر جیا۔ تم ہمارے ہاتھ اور زبان سے ناصریا در ہو۔ یہ فرما کر مجھے بلایا اور اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا اے وکیل یہ دن ہم اہل بیت کے حزن و اندوہ کے اور ایام شادی و مہر ہمارے دشمنوں کے ہیں چند شعر مرثیہ امام حسینؑ کے پڑھو لے وکیل واضح ہو کہ جو شخص ہماری مصیبت پر روتے اور ایک آدمی کو رلاتے اس کا اجر خدا پر ہے۔ اے وکیل ہماری مصیبت پر جو ہم کو دشمنوں سے پہنچی، اگر کسی کی آنکھ سے آنسو جاری ہو خدا اسے ہمارے زمرہ میں محشور کرتا ہے اسے وکیل جو کوئی ہمارے جدا امام حسینؑ پر روتے گا۔ خدا اس کے گناہ بخش دے گا پس حکم آنحضرتؐ پر دہ ڈالا گیا۔ اور پردہ گیا ان حرم عصمت و طہارت عقب پردہ مرثیہ سنتے اور مصائب حسینؑ پر روتے کو بیٹھیں حضرت نے فرمایا۔ اے وکیل مرثیہ امام حسینؑ پڑھو۔ میں نے چند شعر مرثیہ کے پڑھے آنحضرتؐ بامردان و زنان جو حاضر دولت سرائے تھے وہ اشعار سن کر بہت روتے اور صدائے گریہ و زاری خانہ حضرت سے بلند ہوئی۔

## فصل ششم حق تعالیٰ کا خبر شہادت حسینؑ اپنی کیا کوئی

شیخ طوسیؒ نے بسند امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے امام حسینؑ کو بعض شہادت پر کرامت ادا کی کہ امامت کو ان کی ذریت میں قرار دیا۔ اور انکی تربت میں شفا عطا فرمائی اور دعا کو نزدیک آنحضرتؐ مستجاب کیا۔ اور ایام زیارت اور جو ایام آمد و رفت زیارت میں صرف ہوتی انکی عمر میں مصوب نہ کریگا راوی نے کہا جبکہ لوگ زیارت آنحضرتؐ اس قدر ثواب پاتے ہیں آیا خود آنحضرتؐ نے اپنی شہادت سے کیسا درجہ پایا ہوگا۔ خدا نے ان کو اپنے پیغمبر سے ملحق کیا کہ ہمراہ آنحضرتؐ ان کے درجہ میں ہیں اور منزل میں ابن بابویہ وغیرہ نے بسند امامت سے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ متولد ہوئے جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو خبر دی کہ میری امت اس فرزند کو شہید کریگی۔ جناب فاطمہؑ نے کہا مجھے ایسا فرزند مطلوب نہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ بعد اس فرزند کے خدا نے امت اسی کے فرزندوں میں تار و قیامت قرار دی ہے یہ سن کر جناب سیدہ نے کہا میں راضی ہوئی۔

تفسیر کھلیغص از حضرت امام عصرؑ شیخ طبرسی وغیرہ نے محدث بن عبد اللہ سے  
 عسکری میں کیا اور حضرت سے میں نے چند مسائل دریافت کئے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اپنے  
 مولا صاحب العصر سے دریافت کرو اس وقت صاحب العصر ۱۱ سال تھے اور امام حسن عسکریؑ کے  
 سامنے کھیل رہے تھے حضرت صاحب العصرؑ کی تفسیر پڑھی حضرت نے فرمایا۔ یہ حروف  
 اخبار غیب سے ہیں کہ خدا نے حضرت ذکر کیا کو خبر دی اور بعد ازاں جناب رسول خدا کو وحی فرمائی۔  
 اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ذکر کیا نے خدا سے طلب کیا کہ اسماء مقدسہ آل عبا ان کو تعلیم کرے۔  
 کہ خدا اید و مصائب میں ان کی برکت سے خدا سے پناہ پا رہیں جبرائیل آتے اور اسماء آل عبا ان  
 کو تعلیم فرماتے جب حضرت ذکر کیا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی وفاطمہ و حسین علیہم السلام  
 یاد کرتے تھے غم و الم ان سے دور ہو جاتا تھا اور خوشحال ہوتے تھے اور جب نام مبارک امام  
 حسینؑ یاد کرتے تھے۔ انہیں شدت گریہ ہوتی تھی۔ اور ضبط نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز مناجات  
 کی۔ خداوند جب میں ان چار بزرگوں کا نام لیتا ہوں۔ میرا غم و الم ہر طرف ہو جاتا ہے اور مجھے سرور  
 حاصل ہوتا ہے اور جب نام بزرگوار امام حسینؑ یاد کرتا ہوں مجھے پر غم و الم طاری ہوتا ہے اور گریہ  
 مجھے بے حال کر دیتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قصہ شہادت و مظلومیت امام حسینؑ ذکر کیا کو وحی  
 کیا اور جب کہا کئی غص میں کاف سے اشارہ کر بلا سے ہے اور دعا ہلاک عترتہ طاہرہ ہے اور  
 پایزید پلید ہے کہ ان کا قاتل تھا۔ اور عین عطش و تشنگی امام حسینؑ اور ان کے عترت و اصحاب سے  
 مراد ہے جو اس صحرا میں گزرے اور صبر آنحضرتؐ سے طلب ہے کہ مصائب پر صبر کیا جب  
 حضرت ذکر کیا نے یہ قصہ دلدناک سنا تین روز تک مسجد سے نہ نکلے۔ اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیا  
 اور مشغول گریہ و زاری و نالہ و بے قراری رہے اور مرتبہ مصیبت امام حسینؑ پر پڑھتے تھے اور  
 کہتے ہیں۔ الہی آیا دل بہترین خلق کو ان کی مصیبت فرزند میں دردناک کر لیا آیا ایسی بلا ان تک  
 رہ پائیگی۔ آیا علی وفاطمہ کو جامہ پہنائے گا آیا ایسے درد و الم کو انکی منزلت و رفعت و بلال میں  
 داخل کر لیا اور بعد اس کلام کے فرماتے تھے۔ الہی مجھے ایسا فرزند عنایت فرما کہ پیری میں میری  
 آنکھیں اس سے روشن ہوں اور جب مجھے ایسا فرزند کرامت فرماتا۔ مجھے اسکی محبت میں فریقہ نہ کرنا۔  
 اور ایسا ہو کہ میرا دل اس فرزند کی مصیبت میں اس طرح دردمند ہو جس طرح دل تیرے حبیب محمدؐ

کا اپنے فرزند کی مصیبت میں دردناک ہو گا۔ پس خدا نے کئی حضرت زکریا کو عطا کیا، اور حضرت یحییٰ ؑ مثل امام حسینؑ بشہادت فائز ہوئے اور حضرت یحییٰؑ چھ ماہ شکم مادر میں رہے اور مدت حمل اہل علم حسینؑ بھی چھ ماہ ہے۔

ابن بابویہ نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہا ہم نے اپنی روایت کعب الاحبار کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک شخص فرزدان محمد مصطفیٰؐ سے قتل ہو گا۔ اور ان کے اصحاب کے گھوڑوں کا پسینہ خشک نہ ہونے پائے گا۔ کہ داخل بہشت ہو کر حور العین سے معانقہ کریں پس امام حسنؑ کا گذر اس صحن ہوا۔ لوگوں نے کہا۔ وہ شہید یہ ہیں کیا۔ کہا نہیں۔ اور جب امام حسینؑ کا گذر اس طرف ہوا۔ لوگوں نے پوچھا یہ ہیں کہا۔ ہاں۔ یہ ہیں ایسا روایت کی ہے کہ گروہ مسلمین قتل مشرکین کو گئے۔ اور جب ان کا شہر فتح کیا ان کے معبد اور گرجاؤں میں سے کسی معبد میں ایک شعر لکھا دیکھا کہ اس کا مضمون یہ تھا۔

اندر جو امة قتلت حسينا  
شفا سے جد ۵ یوم الحساب  
جس کا ترجمہ کوثر مہر بلوی نے یوں کیا ہے۔

مل کر شہید جن نے کیا ہے حسینؑ کو  
محشر میں وہ شفاعت احمد نہ پائیں گے  
مسلمانوں نے کافروں سے جو چھاکتے عرصہ سے یہ شعر تمہارے گرجا میں لکھا ہے۔ انہوں نے کہا تین سو سال قبل بعثت تمہارے پیغمبرؐ سے یہ شعر لکھا ہے۔

بسنہ معتبر جناب صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ خانہ ام سلمہ میں روایت ام سلمہؓ آئے اور فرمایا میرے پاس کوئی نہ آئے۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ امام حسینؑ آئے اور کس تھ میں منع نہ کر سکی تا آنکہ امام حسینؑ رسول خداؐ پاس آئے اور میں عقب آنحضرتؐ میں گئی۔ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ امام حسینؑ کو سینہ مبارک پر بٹھائے رو رہے ہیں۔ اور کوئی چیر اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں پھر فرمایا اے ام سلمہؓ جبرئیل آئے اور خبر لاتے ہیں کہ یہ فرزند شہید ہو گا۔ اور یہ وہاں کی مٹی ہے جہاں یہ شہید ہو گا اس کو اپنے پاس رکھو۔ جب یہ مٹی خون ہو جائے اس وقت جہان کا میرا فرزند شہید ہوا ہے۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ خدا سے سوال کیجئے کہ اس شہید کو ان سے برطرف کر دے رسول خداؐ نے فرمایا میں نے اپنے خدا سے سوال کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا میں سبب اس شہادت کے ایسا درجہ عطا کروں گا۔ کہ کوئی میری مخلوق میں سے اس درجہ تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور تحقیق کہ کچھ حسینؑ کے دوستدار ہونگے کہ وہ شفاعت کریں گے اور انکی شفاعت

رد نہ ہوگی۔ اور مہدی آل محمد امام حسینؑ کے فرزندوں میں ہوگا۔ خوشحال اس کا جو شخص مہمان حسینؑ سے اور شیعیان حسینؑ سے بروز قیامت رستگار ہیں۔

ایضاً بسند معتبر امام رضا سے روایت کی

**روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام** - ہے کہ جب خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسماعیلؑ کی قربانی کریں۔ اور ان کے لئے فدیہ بھیجا۔ اور حکم کیا۔ کہ گو سفند۔ بعض اسماعیلؑ قربانی کو ہیں۔ ابراہیمؑ نے آرزو کی۔ کاش میں گو سفند ذبح کرنے پر قادر نہ ہوتا۔ اور اپنے فرزند کی راہ خدا میں اپنے ہاتھ سے قربانی کرتا۔ کہ میرا دل لقتل عزیز ترین فرزند ان دردمند ہوتا۔ اور میں بسبب ان کے مستحق رقیع ترین درجات اہل مصائب ہوتا۔ خدا نے ان کو وحی کی اسے ابراہیمؑ میرا محبوب ترین خلق تیری جانب کون ہے ابراہیمؑ نے کہا۔ خداوند اتونے ایک خلق نہیں پیدا کی۔ وہ خلق مجھ سے زیادہ تر محبوب ہے یعنی تیرا حبیب محمد مصطفیٰؐ اور اہل اولاد۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی۔ آیا وہ تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا اپنی جان تمہیں پیاری ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ بلکہ میں ان کو اپنی جان سے زیادہ تر دوست رکھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا۔ ان کے فرزند تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا تمہارے اپنے فرزند زیادہ محبوب ہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا۔ بلکہ ان کے فرزند کو میں اپنے فرزندوں سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے وحی کی۔ اسے ابراہیمؑ آیا ان کے فرزندوں کا دشمنوں کے ہاتھوں سے تم کو ملایا جاتا زیادہ دردمند کرتا ہے یا تم کو اپنے فرزندوں کا میری اطاعت میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا ابراہیمؑ نے کہا بلکہ ان کا دشمنوں کے ہاتھوں سے قتل ہونا زیادہ تر مجھے دردمند کرتا ہے پس خدا نے وحی کی۔ اسے ابراہیمؑ ایک گروہ دعویٰ کریں گے کہ ہم امت محمد سے ہیں۔ اور ان کے فرزند حسینؑ کو اس طرح بظلم و عدوان قتل کریں گے جس طرح گو سفند کو ذبح کرتے ہیں، اس دہرے وہ اغنیاء امت میرے عذاب کے مستوجب ہوں گے، یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ رونے لگے پھر خدا نے وحی کی۔ کہ تمہارا گریہ مصائب حسینؑ پر تمہارے فرزند اسماعیلؑ کے لئے میں نے فدیہ کیا اگر تم اس کی قربانی کرتے تو وہ قربانی اس سبب جو تم نے فرزند یغیر آخر الزماقی حسینؑ پر کیا ہیں نے یہ فدیہ مبدل کیا اور اس دہرے میں نے م پر رقیع ترین درجات اہل مصائب کو واجب کیا اور یہی معنی قول خدا کے ہیں وفد ینا جذیح عظیم یعنی ہم نے فدا کیا اسماعیلؑ کو بذبح عظیم۔

**تجربہ شہادت زبانی جبریل** - طوسی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ایک روز رسول خداؐ خدائے تھے کہ امام حسینؑ آئے ناگاہ جبریل بھی نازل ہوئے اور کہا اسے محمدؐ اپنے

فرزند کو آپ دوست رکھتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں جبرائیل نے کہا۔ آپ کی امت اس کو قتل کرے گی۔ رسول خداؐ اس خبر کے سننے سے بہت اندوہگین ہوئے۔ جبرائیل نے کہا۔ میں آپ کو اس زمین کی زیارت کراؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہونگے۔ رسول خداؐ نے کہا ہاں دکھاؤ۔ پس جبرائیل نے جو کچھ درمیان آنحضرتؐ کو بلا تھا۔ زمین کے اندر کر دیا۔ اور کربلا کو بقدر پلک بھٹکنے کے قریب لائے۔ اور اپنے پر سے تھوڑی مٹی اٹھائے اور پھر واپس کر دیا۔ کہ کربلا اپنی جگہ پہنچ گئی۔ پھر جناب رسول خداؐ کو وہ مٹی دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اسے مٹی تیرا خوشحال اور خوشحال اس کا جو تجھ پر شہید ہو گا۔

**خبر شہادت زبانی میکائیل کی** بسند معتبر بطریق مخالفین اس بن مالک سے روایت ہے ایک روز ملک عظیم القدر نے خدا سے اجازت لی کہ زیارت رسول خداؐ کو جاتے۔ جب اجازت ملی زمین پر آیا اور خدمت رسالت میں بیٹھا تھا۔ کہ امام حسینؑ آئے رسول خداؐ نے پیار کر کے اپنی آنکھوں میں مبارک میں بٹھایا۔ اس فرشتہ نے حضرت سے پوچھا۔ آیا آپ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اس کو بہت دوست رکھتا ہوں۔ یہ میرا فرزند گرامی ہے۔ فرشتہ نے کہا آپ کی امت اہل قتل کریگی حضرت نے فرمایا میرے ہی فرزند کو میری امت قتل کرے گی۔ فرشتہ نے کہا ہاں۔ اور اگر آپ کو وہ زمین منظور ہو تو دکھاؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہونگے۔ حضرت نے فرمایا دکھاؤ۔ اس فرشتہ نے ایک خاک سرخ خوشبو جناب رسول خداؐ کو دکھائی اور کہا جب یہ خاک خوں تازہ ہو جائے۔ علامت اسکی ہے کہ آپ کا فرزند شہید ہو گا۔ راوی کہتا ہے میں نے سنا ہے کہ وہ فرشتہ میکائیل تھا۔ ایضاً۔ بسند معتبر زینب زوجہ رسول خداؐ سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز رسول خداؐ میرے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ کہ امام حسینؑ آئے میں نے اس خیال سے کہ رسول خداؐ کو جگانہ دریں۔ بہلا لیا۔ اور پھر میں کسی کام کو بھلی گئی جب واپس آئی دیکھا کہ امام حسینؑ محکم رسول خداؐ پر بیٹھے ناف مبارک پر پیشاب کر رہے ہیں میں نے جہاں ہاں اٹھا لوں۔ حضرت نے فرمایا میرے فرزند پل پیشاب قطع نہ کرو۔ رہنے دو کہ فارغ ہو۔ جب امام حسینؑ پیشاب کر چکے حضرت نے شک و ناہ کو دھو ڈالا۔ اور وضو کر کے مشغول نماز ہوئے جب سجدہ میں گئے امام حسینؑ پشت رسولؐ پر سوار ہو گئے۔ جناب رسول خداؐ نے فراماتامل کیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ اتر آئے حضرت نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور امام حسینؑ کو گود میں لے کر نماز ادا کی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے دست مبارک بلند فرمائے اور کہا۔ اسے جبرائیل سمجھے

دکھلا میں نے کہا: یا حضرت آج آپ سے ایسا امر دیکھا کہ اس کے قبل نہ دیکھا تھا۔ سبب اس کا کیا ہے  
 جناب رسول خداؐ نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے تھے اور مجھے حسین کے بارہ میں تعزیت دے کر خبر  
 دی کہ میری امت حسینؑ کو شہید کرے گی اور ایک خاک سرخ میرے لئے لاتے اور کہہ دیں وہاں کی مٹی ہے اور پسند  
 دیگر مثل اسکے عائشہ سے بھی روایت کی ہے ایضاً بطریق مخالفین اس بن سلک روایت کی ہے جو فرشتہ  
 موکل بنا ہوا ہے اس نے ایک روز خدا سے اجازت طلب کی کہ جناب رسول خداؐ کی زیارت کو جاتے۔  
 جب وہ فرشتہ حاضر ہوا، حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا: دروازہ پر جاؤ اور کسی کو نہ آنے دو۔ ناگاہ  
 اس وقت امام حسینؑ آئے۔ ام سلمہ نے چاہا منع کریں کہ امام حسینؑ دوڑ کر گھر میں چلے گئے۔ اور  
 دوش مبارک جناب رسول خداؐ پر سوار ہوئے۔ اس فرشتہ نے کہا: آپ اس فرزند کو بہت دوست  
 رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں اس فرشتہ نے کہا آپ کی امت اس فرزند کو شہید کرے گی۔ اور اگر  
 آپ چاہیں تو اس جگہ کی مٹی آپ کو دکھا دوں جہاں حسینؑ شہید ہونگے وہ فرشتہ ہاتھ بڑھا کر ایک  
 خاک سرخ حضرت کے لئے لایا۔ اور ام سلمہ نے لیکر وہ خاک چادر میں باندھ لی۔ ابن قولویہ نے بعد  
 معجزہ جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب جبریل خبر شہادت امام حسینؑ رسول خداؐ پاس لاتے  
 آنحضرت دست مبارک جناب امیرؑ کو کچھ کر خلوت میں گئے۔ اور ایک ساعت تک آپس میں مشورہ  
 کیا اور دونوں صاحبوں پر رقت و گریہ غالب ہوا اور بہت روتے۔ پھر قبل اس کے کہ ایک دوسرے  
 سے رخصت ہوں جبرائیل نازل ہوئے اور کہا پروردگار آپ کو بعد سلام فرماتا ہے: میری کو قسم  
 دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرو۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ اور جناب امیرؑ نے حکم خدا صبر کیا  
 ایضاً۔ پسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جبریل جناب رسول خداؐ پاس آئے  
 اور کہا السلام علیکم یا محمدؐ آیا منظور ہے۔ میں آپ کو اس فرزند کی بشارت دوں جسے آپ کی امت  
 آپ کے بعد قتل کرے گی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں یہ سن کر  
 جبرائیل آسمان پر گئے اور پھر وہی بشارت لاتے۔ حضرت نے بھی جواب سابق دیا۔ پھر جبرائیل آسمان  
 سابق پر گئے۔ اور مرتبہ سوم بشارت مذکورہ لاتے اور جب آنحضرت نے فرمایا: مجھے اس فرزند  
 کی حاجت نہیں جبرائیل نے کہا آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ ہم نے اس فرزند کی ذریت میں امت  
 قرار دی ہے۔ جب یہ سنا جناب رسول خداؐ نے فرمایا: میں راضی ہوا۔ بعد اسکے جناب فاطمہؑ  
 کے گھر آئے اور فرمایا جبرائیل یہ بشارت خدا کی جانب سے لاتے ہیں، جناب فاطمہؑ نے کہا میں  
 ایسا فرزند نہیں چاہتی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: وصایت و امامت میرے پروردگار نے ہی

کے فرزندوں میں قرار دی ہے پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت نفل فرمایا۔ دین : انسان بوالہو  
 حسنا حملتہ امہ کدھا ووضعتھا کدھا۔ پس جناب صادق نے فرمایا تم دیکھا ہے کہ  
 کوئی عورت حاملہ بدپسر بکراہمت ہو اور وضع حمل بکراہمت کرے۔

**گریہ منجتن البشہادت حسین** ۲ بسند موثق جناب صادق سے روایت ہے ایک  
 روز جناب فاطمہ خانہ رسول میں آئیں اور دیکھا آنسو  
 چشم مبارک آنحضرت سے جاری ہیں جناب فاطمہ نے سبب گریہ پوچھا جناب رسول خدا نے فرمایا  
 جب رسول خبر لاتے میری امت حسین کو شہید کرے گی جب جناب فاطمہ نے خبر سنی بیقرار ہو کے اپنا کونین  
 چاک کیدہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ جزع فرزع نہ کرو کہ امامت تاقیامت حسین کے خرد  
 میں رہے گی۔ یہ سن کر جناب فاطمہ کا روننا تھا۔ ایضا بسند ہائے معتبر امام محمد باقر و امام زین العابدین  
 سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا ایک روز جناب رسول خدا میرے دیکھنے کو تشریف  
 لاتے پس وہ کھانا میں نے آنحضرت کے سامنے حاضر کیا۔ جو امین میرے لئے بطور بدیہ لائی  
 تھیں۔ اور وہ خرملا مسکہ و شیر تھا۔ آنحضرت نے تھوڑا اس میں سے تناول کیا۔ اور جب فارغ ہوئے  
 میں نے پانی آنحضرت کے دست مبارک پر ڈالا جب آنحضرت نے اپنا ہاتھ دھویا اور بعد دھونے  
 کے اپنا ہاتھ اپنے روتے منور ریش مبارک پر پھیرا۔ گوشت خانہ میں جا کر چند رکعت نماز ادا کی اور کچھ  
 آخر نماز میں بہت روتے جب سر سجدہ سے اٹھا یا اور نماز سے فارغ ہوئے ہم میں سے کسی کو  
 جرات بوجہ جلالت و تعظیم نہ پڑی کہ سبب گریہ آنحضرت دریافت کرتے۔ اس وقت امام حسین  
 بہت کم سن تھے اور کتنی دلی ہوسے پاؤں چلنے لگے تھے۔ پس نزدیک آنحضرت آئے اور غلطے  
 مبارک جد بزرگوار پر پیوٹھ گئے۔ اور اپنا سر حضرت کی بغل میں پٹا کر کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ ہمارے  
 گھر میں تشریف لاتے اور آپ کے آنے سے ہم بہت مسرور و شاد ہوتے۔ بعد اس کے آپ کیوں  
 رونے لگے۔ اور ہم کو اپنے رونے سے آپ نے مغموم کیا۔ اے پدر بزرگوار آپ کیوں روتے ہیں  
 جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فرزند! جب میں نے تم سب پر نظر کی اور تمہیں اپنے گرد دیکھنا  
 خوش ہوا اور ہرگز مجھے اس قدر خوشی نہ ہوئی تھی لیکن چونکہ دوستان خدا کی خوشی رنج و غم سے ملی  
 ہوئی ہے۔ اس وقت جب رسول میرے پاس آئے اور خبر دی کہ تم سب شہید ہو گئے اور تمہاری قبریں  
 شہر ہائے مختلف میں ہو گئی اس خبر کے سننے سے میں رونے لگا اور اسکا شکر کر کے اس سے  
 تمہارے لئے طالب خسرو برکت ہوا یہ سن کر جناب امام حسین نے کہا۔ اے جد بزرگوار

پراگندگی کی وجہ سے ہماری زیارت کون کر سکے گا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا: ایک گروہ میری امت میں سے تمہاری زیارت کو برکت دینیگی جان کر آئیں گے اور مجھ پر احسان ان کا ہوگا۔ اور میں قیامت میں ان کی جستجو کروں گا اور ان کو زندہ و ہول قیامت سے نجات دوں گا ابن ابونہ و ابو قحوفہ نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ برید بن علی نے آنحضرت سے پوچھا کہ اسماعیل بن کو خدا نے قرآن مجید میں بہ صادق الودعہ صفت کیا ہے آیا اسماعیل پسر ابراہیم علیہ السلام حضرت نے فرمایا نہ بلکہ اسماعیل فرزند خمر قیل میں خدا نے ان کو ایک گروہ پر مبعوث کیا۔ اس قوم نے ان کی تکذیب کی۔ اور کھال ان کے منہ اور سر کی کھینچ کی۔ اس وقت خدا نے اس قوم پر غضب کیا اور سلاطین فرشتہ عذاب کو بھیجا کہ اسماعیل پاس آیا اور کہا مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ اگر منظور ہو تو تمہاری قوم کو با فوار عذاب معذب کروں اسماعیل نے کہا مجھ کو ان پر عذاب نازل کرانے کی حاجت نہیں۔ پھر خدا نے وحی کی کہ جو حاجت تمہاری ہو وہ عرض کرو اسماعیل نے کہا۔ پروردگار! تو نے ہمارے پیمانہ پر پیغمبروں سے اپنی پروردگاری اور محمد صلعم کی پیغمبری اور ان کے اوصیا کی ولایت پر لیا اور خلافت کو نبی دی کہ جو کچھ ستمگار ان امت محمدی کے جگر گوشہ فرزند حسین بن علی سے بعد پیغمبر کے سلوک کریں اور پروردگار تو نے حسین بن علی سے وعدہ کیا کہ انکو دنیا میں پھر لائے گا۔ کہ وہ خود اپنے قاتلوں سے اور جہنموں سے ان پر ستم کئے۔ اور ان کو شہید کیا انتقام لیں خداوند امیر سی حاجت تیری درگاہ میں یہ ہے کہ مجھے دنیا میں پھر لانا کہ میں خود اپنی قوم سے انتقام لوں۔ لہذا خدا نے حاجت و دعا اسماعیل قیہ کی اور رحمت میں اسماعیل ہمراہ امام حسین پھر آئیں گے و بر روایت دیگر اسماعیل نے کہا میں چاہوں کہ صبر کروں اور صبر و شکیبائی میں امام حسین علیہ السلام کی پیروی کروں۔ ایضا ابن قحوفہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان نے کہا۔ کوئی فرشتہ آسمانوں میں باقی نہ رہا۔ جو خدا نے جناب رسول خدا میں نہ آیا ہو اور لعنیت ان کے فرزند حسین کی مصیبت میں نہ دی ہو اور ان فرشتوں نے ان کو اس ثواب کی جو حق تعالیٰ نے بعوض اس شہادت کے عطا کیا ہے۔ خبر در ہے اور ہر ایک فرشتہ جناب رسول خدا کیلئے وہ منی لایا جس پر وہ امام مظلوم مجبور ستم شہید ہوئے اور جو فرشتہ آتا تھا اس سے جناب رسول خدا فرماتے تھے کہ خداوند اسکو مخدول کر جو حسین نصرت کرے اور اسے قتل کر جو حسین کو قتل کرے۔ اور اس کو ذبح کرے جو حسین کو ذبح کرے اور ان ظالموں کو ان کے مطلب تک نہ پہنچا را دی نے کہا کہ دعائے آنحضرت ان ظالموں کے حق میں مستجاب ہوتی اور یزید کو بعد قتل امام حسین کچھ دنیا کا نفع نصیب نہ ہوا۔ اور خدا نے

یکایک اٹھالیا۔ کمرات کو سویا، اور صبح کو مرگیا۔ اور مثلِ روضِ قبرِ سیاہ ہو گیا تھا اور کوئی ان ظالموں  
 میں سے جنہوں نے قتلِ امام حسینؑ پر اس شقی کی مدد کی تھی یا اس کے لشکر میں تھے۔ باقی  
 نہ رہا۔ مگر یہ کہ دیوانے ہو گئے اور کوڑھی ہو گئے یا مہر جس ہو گئے اور یہ امراض ان کی اولاد میں  
 بمیراث باقی رہے۔ ایضاً ابن عباس سے روایت ہے وہ فرشتہ جو خبرِ شہادتِ امام حسینؑ لایا جبریل  
 تھے اپنے پر کھوئے ہوئے بعد ائے بلند روتے تھے اور خاک و باں کی اپنے ہمراہ لائے تھے اور  
 بوئے مشک اس خاک سے آتی تھی۔ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: وہ امت جو میرے فرزندِ بلند اور  
 نور چشمِ فاطمہؑ کو شہید کرے گی تمام ہوگی جبریلؑ نے کہا نہیں بلکہ خدا ان میں اختلاف ڈالے گا کہ  
 ان کے دل بایک دیگر موافق نہ ہوں گے۔ ایضاً۔ بعد۔ معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے  
 ایک روز جناب رسولِ خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تھے اور امام حسینؑ کو اپنی آنغوشِ مبارک  
 میں لے ہوئے تھے۔ ناگاہ رونے لگے اور سجدہ کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا۔ کہا اے فاطمہ  
 اے دخترِ تحقیق کہ خدا نے اس وقت مجھے وحی کی اور یا الطاف و نوازش بے پایاں مجھے سرفراز  
 کیا۔ اور فرمایا۔ اے محمدؐ آیا آپ حسینؑ کو دوست رکھتے ہیں میں نے کہا۔ ہاں حسینؑ میرا نورِ دیدہ  
 ہے اور میوہ دل ہے۔ پھر مجھ سے کہا۔ یا محمدؐ کیا مولودِ مبارک حسینؑ ہے میں اس پر اپنی رحمت  
 و برکات و صلوات بھیجتا ہوں۔ اور اپنی خوشنودی اس کے شامل حال کرتا ہوں۔ اور لعنت و  
 عقوبت و عذاب ان پر میرا جو اس کے قاتل ہیں۔ یا جو اس سے نزاع و دشمنی کرے۔ اور حسینؑ بہترین  
 شہدائے گشتگان و آئندگان ہے۔ دنیا و آخرت میں۔ اور وہ سیدِ جمیع جوانانِ بہشتِ خلق  
 خدا سے ہے۔ اور اس کا پدر اس سے افضل و نیکوتر ہے پس میرا سلام اس کو پہنچاؤ۔ اور  
 اے بشارت دو کہ وہ علامتِ راہِ ہدایت و ہادی و شاہد ہمارے دوستوں کا خلق پر و خازن  
 علم و محبت ہمارا ساکنانِ جمیع آسمان اور زمین جن وانس پر ہے شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ  
 ام الفضل و خیر حارث خدمتِ جناب رسولِ خداؐ میں آئیں اور کہا یا رسول اللہؐ کل رات کو ایک  
 خواب ہوتا تھا میں نے دیکھا جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ کیا خواب دیکھا ہے کہا میں نے یہ  
 خواب دیکھا ہے ایک ٹکڑا آپ کے جسم سے جدا ہو کر میرے دامن میں آگرا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا  
 اچھا خواب تو نے دیکھا ہے واضح ہو کہ ایک سپر فاطمہؑ سے متولد ہو گا۔ اور تم اس کو پرورش کرو  
 گے۔ لہذا اس کے امام حسینؑ متولد ہوتے اور جناب رسولِ خداؐ نے ان کو ام الفضل کو دیا کہ اس کی  
 پرورش کریں۔ ام الفضل نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کو خدمتِ رسولِ خداؐ میں سے کئی بھرتی نے

ان کو مجھ سے لے کر اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا ناگاہ میں نے دیکھا کہ چٹمہاٹے آنحضرت سے  
 آنسو جاری ہیں میں نے کہا میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں۔ یا رسول اللہ کیا حالت ہے جو  
 میں آپ کی دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میری  
 امت اس میرے فرزند کو شہید کرے گی اور ایک خاک سرخ اس کی تربت پاک سے میرے دھڑکنے لگے۔  
**علم حسین میں فرشتے کی زاری** شیخ جعفر بن منان نے کتب مشیرالاحزان میں اور  
 السننوت جو کبھی اس سے پہلے خدمت رسول خدا میں نہ آیا تھا۔ خدا سے خواستگار ہوا کہ زیارت  
 کو آنحضرت کی جاتے۔ یہ راہ نہ ہوا خدا نے اس کو وحی کی محمد صلعم کو خبر دینا۔ کہ تہاری امت میں سے  
 ایک شقی کا نام یزید ہے وہ فرزند بدک طاہر و بتول عذرا کو شہید کر لگا اس فرشتہ نے کہا۔ اے میرے  
 خدا میں شاد و خوش تھا کہ زیارت کو جاتا ہوں۔ اب اس خبر غم کے سطر ح حضرت کو مخزون و مغموم کر دوں۔  
 حکم خدا ہوا جو کچھ ہم نے تم سے کہا۔ اہل تعمیل کرو۔ یہ سن کر وہ فرشتہ جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا  
 اور اپنے پر کھول کر کہا السلام علیک یا حبیب اللہ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ آپ  
 کی زیارت کو آؤں۔ جب مجھے اجازت حق تعالیٰ نے عطا کی۔ ایک خبر دی جس کے سننے سے مجھے آرزو  
 ہوئی۔ کاش میرے پر بھڑ جاتے اور وہ خبر آپ کے لئے نہ لاتا۔ لیکن میں اپنے پروردگار کے حکم کی نیت  
 نہیں کر سکتا۔ اے پیغمبر خدا واضح ہو ایک شقی آپ کی امت میں سے جسے یزید کہتے ہیں (خدا اس کا عذاب  
 زیادہ کرے) اور آپ کے فرزند طاہر مبارک کو کہ تہدی دفتر طاہرہ مبارکہ بتول خدا سے پیدا ہو گا۔ بخل  
 کرے گا۔ اور آپ کے فرزند کو قتل کرنے کے بعد اسے دنیا میں کچھ نصیب نہ ہو گا۔ اور خدا اسے یکا یک  
 جہنم میں اپنے عذاب سے معذب کر لگا جب امام حسین دو سال کے ہوئے جناب رسول خدا کسی سفر کو  
 گئے ایک روز اثنائے راہ میں کھڑے ہو گئے اور اللہ و انا الیہ راجعون کہہ کر رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اے  
 وقت جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ فرات کے کنارے ایک زمین ہے اس کو کربلا کہتے ہیں۔ اس زمین  
 پر آپ کی امت کے شقی حسین کو شہید کرینگے۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کون حسین کو شہید کر لگا  
 حضرت نے فرمایا یزید پلید میرے فرزند حسین کو شہید کر لگا۔ خدا اسے برکت ندرے گویا میں جگہ اس  
 کے قتل ہونے کی اور محل وقوع دفن دیکھ رہا ہوں۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا سر مبارک یزید کو  
 ہدیہ دینے جاتے ہیں جو شخص میرے فرزند کے سر کے جانب نظر کرے اور خوش ہو خدا اس کے زبان اور  
 دل میں مغلط ڈالے۔ اور اسے کفر و نفاق پر موت دے بعد اس کے آنحضرت نے اس سفر سے

محزون و غمگین مراجعت فرمائی اور بلائے منبر پر جا کر ایک خطبہ پڑھا۔ اور حسینؑ کو بھی منبر پر لے گئے۔ اپنا دامن ہاتھ  
 حسنی کے سر پر رکھ کر جانب آسمان سر مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خداوند امین تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہوں۔ اور  
 یہ دو فرزند میری عترت میں سے پاکیزہ اور میری ذریت سے نیک ہیں اور یہ وہ ہیں جن کو میں اپنے بعد اپنی امت  
 میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ اس میرے فرزند حسینؑ کو مجبور و ستم قتل کریں گے اور  
 میری امت اس کی نصرت دیاوری نہ کرے گی۔ خداوند اقاتلان حسینؑ کو برکت نہ دینا اور حسینؑ کو بہترین شہدا  
 کرنا۔ تحقیق کہ تو سب چیزیں یہ قدار ہے۔ خداوند اس کے قاتل کو برکت نہ دے اور اسے بھی برکت نہ دے جو  
 اس کی نصرت یاوری نہ کرے یہ سن کر جمیع اہل یان مسجد نے صدائے گریہ بلند کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا آج  
 تم حسینؑ پر روتے ہو کل اس کی نصرت نہ کرو گے ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ چند روز قبل اپنی  
 وفات سے ایک سفر میں گئے اور جب واپس تشریف لائے۔ رنگ مبارک آنحضرتؐ تغیر مزاج برافروختہ  
 تھا بعد اسکے منبر پر گئے۔ اور ایک خطبہ بلیغ مختصر ادا کیا۔ اور اس کو چٹھائے مبارک سے جاری تھے پس  
 فرمایا یا ایہا الناس میں تم سے جاتا ہوں اور دو چیزیں بزرگ تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب خدا  
 اور دوسری میری عترت ہے کہ شجرہ نبوت سے آگے ہیں اور میرے باطن کے میوے ہیں اور یہ دونوں  
 آپس میں سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں اور میں اپنی عترت اور اہل  
 بیت کے حق میں تم سے سوال نہیں کرتا۔ مگر اس چیز کا جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ قل لا استکبر  
 علیہ ابغزالا المودتی فی القودی یعنی اسے محمدؐ کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجر نہیں چاہتا  
 مگر محبت میری اہل بیت سے رکھو اور ایسے نہ ہو جانا کہ جب حوض کوثر پر میرے پاس آؤ۔ دشمنان  
 رسول ہو۔ اور ان پر ستم کر چکے ہو۔ تحقیق کہ بروز قیامت تین علم ولایت میری امت کے مجھ پر وارد  
 ہونگے۔ ایک رایت سیاہ تیرہ ہوگا جب میرے پاس آئیں گے کہیں کہوں گا تم کون ہو میرا نام ان  
 کے دلوں سے محو ہو جائے گا۔ اور کہیں گے ہم اہل توحید عرب کے رہنے والے ہیں ہیں کہوں گائیں  
 احمدؑ پیغمبر عرب و علم ہوں یہ کہیں گے ہم آپ کی امت سے ہیں میں کہوں گا بعد میرے کتاب خدا  
 اور میری عترت کی رعایت کس طرح کی یہ کہیں گے کتاب خدا کو ہم نے ضائع کر دیا۔ اور اس میں تحریف  
 و تاویل کی اور آپ کی اہل بیت ان کے حق میں ہم نے سعی و کوشش کی روئے زمین پر ان کو ان کے  
 مرتبے گرا دیں۔ یہ سن کر میں ان سے رد گردان ہونگا۔ اور یہ لوگ پیاسے حوض کوثر کے سامنے سے  
 پھر جائیں گے اس کے بعد دوسرا رایت و علم میرے پاس رایت اول سے زیادہ سیاہ و تیرہ ایک  
 وہ بھی مجھے مثل اول جواب دیں گے میں ان سے کہوں گا تم میں دو چیزیں بزرگ چھوڑ آیا تھا۔ ان

سے تم نے کیا سلوک کیا وہ کہیں گے کتاب خدا کی ہم نے مخالفت کی۔ اور آپ کی عمرت کی نصرت و  
 یادری نہ کی۔ اور ان کو قتل کیا۔ اور پرگندہ کر دیا میں یہ سن کر کہوں گا۔ میرے سامنے سے دھ ہو پس حوض  
 کوثر سے نشہ دہن واپس جائیں گے۔ بعد اسکے تیسرا علم وراثت میرے پاس آئے گا جس سے نوتاہاں  
 ہو گا۔ میں ان سے کہوں گا تم کون ہو۔ وہ کہیں گے ہم اہل کلمہ تو حید و پرہیزگاری ہیں۔ ہم امت  
 محمدی ہیں۔ ہم بقیہ اہل حق ہیں۔ کہ حامل کتاب خدا ہوتے۔ ہم نے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام  
 جانا۔ ذریت محمدی کو دوست رکھا۔ اور انکی ہر امر میں ہم نے نصرت دیاری کی جس میں اپنی ہم نے نصرت  
 کی۔ ہم نے ان کی خدمت میں قتال کیا اور جس نے ان سے دشمنی کی۔ ہم نے ان سے مقابلہ کیا۔ پس یہ  
 سن کر میں ان سے کہوں گا تم کو بشارت ہو کہ میں تمہارا پیغمبر ہوں۔ اور تم دنیا میں ایسے ہی تھے  
 جیسے کہتے ہو۔ بعد اسکے میں ان کو حوض کوثر سے پانی پلاؤں گا۔ اور یہ سیراب حوض کوثر سے چربی  
 گئے تحقیق کہ جبریل نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے فرزند حسین کو کربلا میں شہید کریگی۔ خدا  
 کی لعنت اس پر تار و قیامت ہو، جو حسین کو قتل کرے یا اس کی نصرت نہ کرے پس یہ فرما کر حضرت  
 منبر سے نیچے تشریف لائے اور جمع مہاجرین کو اور انصار کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ امام حسین شہید  
 ہونگے بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خدا امام حسن کو اپنے  
 زانو پر اور حسین کو بائیں زانو پر بٹھائے تھے کبھی حسنی کو اور کبھی حسین کو پیار کرتے تھے ناگلا جبریل  
 آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ ان کو کیونکر نہ دوست رکھوں  
 یہ میرے دنیا میں دو پھول ہیں اور میرے دو نور دیدہ ہیں، جبریل نے کہا۔ یا نبی اللہ خداوند عالم نے  
 ان کے لئے ایک امر قرار دیا ہے۔ صبر کیجئے حضرت نے فرمایا۔ وہ امر کیا ہے جبریل نے کہا امام حسن  
 کو زہرے شہید کریں گے۔ اور امام حسین کو بظلم و ستم تن سے سرجدا کریں گے یا حضرت بہ پیغمبر کی دعا  
 مستجاب ہوئی اگر چاہتے ہو خدا سے دعا کیجئے کہ یہ عیب تین ان سے دفع کر دے اور اگر شفاعت  
 گناہگاروں امت بروز قیامت منظور ہے تو ان مصائب کو قبول کیجئے جناب رسول خدا نے فرمایا۔  
 اسے جبریل اپنے پرور و گار کے حکم پر راضی ہوں اور جو اس نے میرے لئے پسند کیا ہے وہ مجھے  
 منظور ہے اور میں چاہتا ہوں ان مصائب کو وسیلہ شفاعت گناہگاروں امت کروں۔

**نزول حضرت آدم و صحتے کربلا** ایضاً روایت ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر  
 آئے حضرت حوا کو اطراف زمین میں تلاش  
 کر رہے تھے یہاں تک کہ صحرائے کربلا میں گزر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں پہنچے انواع حزن و اندوہ

گھیر لیا اور جب مقتل امام حسینؑ میں پہنچے ایک پتھر کی ٹھوکہ کھائی اور قدم ہاتھ مبارک سے خون جاری ہوا حضرت آدمؑ نے آسمان کی طرف منہ بلند کیا اور عرض کی۔ پروردگارہ میں تمام زمین پر پھیرا مگر جو اندوہ و غم مجھے اس زمین پر پہنچا اور کسی زمین پر نہ پہنچا حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس زمین پر میرا برگزیدہ بندہ حسین بن علی قتل ہوگا۔ میں نے چاہا کہ حسین کے اندوہ و غم میں تم کو بھی شریک کروں اور تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو جس طرح حسین کا خون اس زمین پر بہے گا حضرت آدمؑ نے کہا حسین بن علی کا قاتل کون ہے خدا نے آدمؑ کو وحی کی حسین بن علی کا قاتل یزید ہوگا۔ کہ اہل آسمان و زمین اس پر لعنت کریں گے۔ اور کرتے ہیں یہ سن کر حضرت آدمؑ نے بھی مکرر یزید پر لعنت کر کے اس زمین سے باہر تشریف لے گئے۔

**نزول حضرت نوحؑ** جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور جب کشتی زمین کو بلا پہنچی ایک موج ایسی آئی کہ قریب تھا کہ کشتی غرق ہو جائے اور نوحؑ پر ترس و بیم و اطمینان غلطی ہو گیا کہ اس زمین پر پھر یہ واقعہ نہیں گذرے گا جو اس زمین پر گذرنا کا گناہ جبریل نازل ہوئے اور کہا اسے نوحؑ یہ وہ جگہ ہے جہاں فرزند زارہ خاتم النبیین و فرزند بہترین اوصیاء شہید ہوگا نوحؑ نے کہا پروردگار! ان کا قاتل کون ہے۔ حکم ہوا ان کا قاتل یزید ہے کہ اس پر تمام آسمانی وزین لعنت کرتے ہیں یہ سن کر حضرت نوحؑ نے بھی مکرر یزید پر لعنت کی یہاں تک کہ کشتی نطق ہونے سے نجات پائی اور وہ جگہ ایضاً ایک روز حضرت ابراہیمؑ گھوڑے پر سوار ہو کر چلے

**نزول حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام** کر بلا میں پہنچے۔ ناگاہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی حضرت ابراہیمؑ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور سر مبارک ایک پتھر پر لگا۔ اور خون جاری ہوا حضرت ابراہیمؑ نے استفسار شروع کیا کہ کیا خداوند! مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا کہ اس عقوبت کا مستحق ہوا ناگاہ جبریل نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیمؑ! آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ لیکن یہ وہ جگہ ہے جہاں نوریدہ محمد مصطفیٰ و فرزند پسندیدہ علی مرتضیٰ مجبور و جفا شہید ہوگا۔ اور خدا نے چاہا کہ آپ بھی ان کی مصیبت میں موافقت کریں۔ اور آپ کا خون بھی اس سرزمین پر جاری ہوا حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ اے جبریل! کون ان کا قاتل ہوگا جبریل نے کہا۔ ان کا قاتل یزید پلید ہوگا۔ کہ ساکنان جمیع آسمان و زمین و نوح قلم اس پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر ابراہیمؑ نے ہاتھ اٹھا کر یزید پر بہت لعنت کی اور خدا نے ابراہیمؑ کے گھوڑے کو گویا کیا کہ ہر وقت وہ گھوڑا لعنت کہتے وقت آمین کہتا تھا۔ ابراہیمؑ نے اس گھوڑے سے کہا۔ تو کیوں لعنت کہتے وقت آمین کہتا ہے گھوڑے نے کہا میں اس وجہ سے آمین کہتا ہوں کہ اس ملعون کی دشواری و بدبختی سے میں نے آپ کو زمین پر گرا دیا اور آپ سے قبل و فرزند ہوا۔

## نزول گو سفند حضرت اسماعیلؑ

ایضاً روایت ہے ایک روز گو سفند ان اسمائیلؑ کو فرات کہا۔ کئی روز سے گو سفند وہاں نہیں چرتے ہر چند میں ان کو دریا کے کنارے لے جاتا ہوں مگر پانی نہیں پیتے یہ سن کر حضرت اسماعیلؑ نے خدا سے اس حال کا سوال کیا۔ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے اسماعیلؑ تم اپنے گو سفندوں سے خود یہ کیفیت دریافت کرو۔ جب حضرت اسمائیلؑ نے ان گو سفندوں سے سوال کیا۔ ان جانوروں نے بزبان فصیح کہا۔ ہم کو غبر و بھونچہ ہے۔ کہ آپ کا فرزند حسینؑ بگڑ کر غبر و بھونچہ ہو گیا۔ اس زمین پر پیاسا شہید ہو گا۔ لہذا ہم نے اس حزن و اندوہ کے سبب پانی نہ پیا۔ اور بھا پھیاں میں ان کی موافقت کہی۔ حضرت اسمائیلؑ نے ان گو سفندوں سے پوچھا۔ امام حسینؑ کا قاتل کون ہو گا۔ گو سفندوں نے کہا۔ حسینؑ کا قاتل یزید پلید ہے کہ تمام اہل آسمان و زمین و جمیع خلق خدا اس پلید پر لعنت کرتے ہیں۔ حضرت اسمائیلؑ نے کہا۔ خداوند اقبالان حسینؑ پر لعنت کر۔

## نزول حضرت موسیٰؑ

ایضاً ایک روز حضرت موسیٰؑ نے اپنے وحی یوشع بن نونؑ صحرائے کربلا گیا۔ اور پائے مبارک خاک و عا خاک سے مجروح ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ خداوند اس کا سبب کیا ہے۔ خدا نے وحی کی۔ اس زمین پر میرے برگزیدہ حسینؑ کا خون پیگا۔ میں نے چاہا کہ تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو۔ موسیٰؑ نے عرض کی۔ خداوند! حسینؑ کون ہے۔ خدا نے وحی کی حسینؑ محمد مصطفیٰؐ کا نواسا۔ اور فرزند و بلند علی مرتضیٰؑ ہے۔ موسیٰؑ نے کہا۔ خداوند! حسینؑ کا قاتل کون ہے۔ خدا نے وحی کی حسینؑ کا قاتل وہ ہے جس پر ماہیان دریا و خشیاں صحران و ہوا لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر موسیٰؑ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور قاتلان آنحضرتؐ پر دہشت لعنت فرمائی اور یوشع بن نون وحی موسیٰؑ نے آمین کہی۔

## نزول حضرت سلیمانؑ

ایضاً ایک روز حضرت سلیمانؑ علیہ السلام تخت پر سوار تھے اور تخت اڑا جا رہا تھا جب وہ تخت مقابل صحرائے کربلا پہنچا۔ اس وقت ہوا کے جھونکے سے زمین مرتبہ تخت کو تزلزل ہوا۔ حضرت سلیمانؑ خائف و ترساں ہوئے۔ کہ کہیں تخت ہوا سے نیچے نہ گر پڑے۔ پھر ہوا تم گئی۔ اور تخت زمین پر آگرا۔ حضرت سلیمانؑ نے ہوا پر غصہ و عتاب کیا۔ کہ تو کیوں تم گئی۔ اور تیرا سبب اضطراب کیا تھا۔ ہوا نے کہا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس جگہ نور دیدہ محمد مختارؐ و فرزند گرامی حیدر کرار شہید ہو گا۔ سلیمانؑ نے کہا ان کا قاتل کون ہے ہوا نے کہا ان کا قاتل

یزید پلید ہو گا کہ ساکنان آسمان و زمین اس پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور قاتلان حسین پر بہت لعنت و نفرین کی اور جن داس مرغان ہوا جو آنحضرت کے پہلو تھے سب نے آمین کہی۔ پھر اس لعنت کی برکت سے ہوا چلی اور اس تخت کو اس صحرا سے باہر لے گئی ۱۲ ایضاً۔ ایک روز حضرت عیسیٰؑ معہ حواریوں کے یہودیہ صحت کر رہے تھے۔ ناگاہ صحرائے کربلا میں گذر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں داخل ہوئے۔ چاہا باہر نکل جائیں ناگاہ ایک شیران کے سامنے اکھڑا ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا۔ اسے شیر تو نے میرا مستہ کیوں روکا۔ شیر حکم خدا گویا ہوا اور زبان فیصیح کہا میں آپ کو اس صحرا سے باہر نہ جانے دوں گا۔ جب تک حسین بن علیؑ کے قاتل پر لعنت نہ کیجئے گا عیسیٰؑ نے کہا حسین کون ہے شیر نے کہا حسینؑ فرزند زادہ نبی امی۔ فرزند علی دلی ہے۔ عیسیٰؑ نے کہا ان کا قاتل کون ہے شیر نے کہا قاتل حسینؑ کا یزید پلید ہے تمام وحشیان و درندگان صحرا اس پر لعنت کرتے ہیں خصوصاً بروز عاشورا۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے یزید پر لعنت کی۔ اور حواریین اور صلحین نے آمین کہی۔ بعد اسکے وہ شیر سامنے سے ہٹ گیا اور حضرت عیسیٰؑ معہ حواریین و مصاحبین اس صحرا سے باہر تشریف لے گئے۔

## فصل ساتویں خبر دینا رسول خدا و جناب امیر بشہادت حسینؑ

ابن بابویہؒ ابن قولیہؒ و شیخ مفیدؒ و صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امیر و جناب امام محمد باقر و جناب ابن عباس و جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جیسے منکور ہو کہ میری طرح زندگانی کرے اور میری طرح اسے موت آئے اور داخل جنت العدن ہو کر جسے میرے پروردگار نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے۔ پس اسے اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ولایت علی ابن ابی طالب رکھے اور علی کے دشمنوں کا دشمن رہے اور فضل علی ابن ابی طالب پہنچائے اور انکے اوصیاء کو امام جانے تحقیق کہ حق تعالیٰ نے ان کو میرا علم و فہم عطا کیا ہے اور یہ میری عمرت ہیں اور میرے خون گوشت سے پیدا ہوئے ہیں۔ خدا نے میرا علم و فضل انکو عطا کیا ہے۔ ان لوگوں پر دانتے ہو جو میری امت میں سے میرے فرزندوں کے علم و فضل سے انکار کرتے ہیں۔ اور بوجہ دشمنی فرہیت و کثرت میرا صلہ رحم قطع کرتے ہیں۔ و بروایت دیگر آنحضرتؐ

نے فرمایا: میں اپنے خدا سے اپنی امت کے اُن لوگوں کی شکایت کرتا ہوں جو میری عزت کے دشمن ہیں اور ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔ اور قسم بخدا میرے فرزند حسین کو میرے بعد شہید کریں گے۔ خدا ان ظالموں کو میری شفاعت سے محروم رکھے۔ ابن قویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ آیام طفولیت میں رسول خداؐ پاس آئے۔ آنحضرتؐ جناب امیرؑ سے فرماتے: یا علیؑ میرے فرزند حسین کو میرے پاس لاؤ پس امام حسینؑ کو آنحضرتؐ مبارک میں لیتے اور گلوٹے مبارک کو چوم کر روتے تھے۔ ایک روز امام حسینؑ نے کہا: اے نانا آپ کیوں روتے ہیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا: اے فرزند گرامی کس طرح میں دروؤں۔ حالانکہ مقام شمشیر و سان کو چومتا ہوں۔ امام حسینؑ نے کہا: اے نانا کیا ہم قتل ہونگے جناب رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں تم اور تمہارے بھائی اور باپ سب شہید ہونگے۔ امام حسینؑ نے کہا: قبریں ہماری ایک دوسرے سے دور ہونگی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں اے فرزند تم سب کی دور ہونگی امام حسینؑ نے کہا پھر ہماری زیارت آپ کی امت میں سے کون کرے گا رسول خداؐ نے فرمایا ہماری زیارت اور تمہارے بھائی اور باپ کی زیارت صدیقان امت کریں گے۔

**خواب ہندہ مادر معاویہ** ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہندہ بنی ہاشم اور چاہتی ہوں جناب رسول خداؐ سے بیان کروں تم آنحضرتؐ سے اجازت لے دو۔ جب اجازت ملی جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آئی۔ اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آفتاب میرے سر پر طلوع ہوا۔ اور اس آفتاب میں سے دوسرا آفتاب ظاہر ہوا۔ اور میری فوج سے ایک سیاح چاند نکلا۔ اور اس چاند سے ایک سیاح ستارہ نکلا۔ اور اس ستارہ سیاح نے اس آفتاب پر جو آفتاب سے ظاہر ہوا تھا حملہ کیا اور سے نکل گیا۔ پس تمام آسمان سیاح ہو گیا۔ اور ستارے آسمان پر نمایاں ہوئے اور سیاح ستارے بھی میں نے زمین پر دیکھے۔ اور جمیع آفاق زمین کو انہوں نے گھیر لیا جب جناب رسول خداؐ نے یہ خواب سنا آنسو چشم مبارک سے جاری ہوئے اور دوسرے فرمایا اے دشمن خدا باہر جا کہ تو نے میرا نہ وہ دھم تازہ کیا اور غیر مرگ میرے دوستوں کی تو نے دی جب وہ ملعونہ باہر گئی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: خداوند اس پر لعنت کرے اور اس کے فرزند پر لعنت کرے جب جناب رسول خداؐ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی حضرتؐ نے فرمایا: وہ آفتاب جو پہلے طلوع ہوا بروج امامت علی ابن طالبؑ ہے اور وہ سیاح چاند جو اس ملعونہ کی فوج سے

لکلا۔ معاویہ منکر خدا و رسول ہے کہ عالم کو گمراہ کرے گا۔ اور وہ ستارہ سیاہ جو سیاہ چاند سے نکلا اور آفتاب کو چپک پر حملہ کر کے نکل گیا۔ وہ بزرگ بلیڈ سپر معاویہ ہے یہ میرے فرزند حسین سے جنگ کریگا۔ اور حسین کو شہید کریگا اور روز شہادت امام حسین آفتاب تیرہ تار یک ہو جائے گا اور اطراف آسمان بھی تیرہ تار یک ہو جائیں گے اور تیرگی کفر و ضلالت آفاق جہاں کو گھیر لے گی اور ستارہ ہائے سیاہ حوزہ زمین پر پھیل گئے۔ خلفائے بنی امیہ ہیں۔ کہ زمین کو احاطہ کریں گے۔

## خبر شہادت رسول کا فاطمہ سے بیان کرنا

فرات بن ابراہیم و ابن قولوی سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب فاطمہؑ امام حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے تھیں جناب رسول خداؐ نے امام حسینؑ کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے اور خدا اس پر لعنت کرے جو تیرے قتل پر اعانت کریں گے۔ اور خدا میرے ان کے درمیان حکم کرے جو تیرے قاتلوں کی نصرت دیاری کریں گے جب جناب فاطمہؑ نے یہ سخنان غم انگیز اپنے پدر سے سنے کہا اے پدر یہ کیا باتیں آپ میرے فرزند کے حق میں فرماتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جو کچھ بعد میرے اور تمہارے آزار و ظلم و ستم گزریں گے۔ وہ مجھے یاد آئے اور یہ فرزند اس روز اپنے ان اصحاب میں ہو گا۔ کہ جو مانند ستارہ ہائے آسمان ہوں گے۔ اور نہایت شوق سے اپنی جان دینگے اور گویا میں اس فرزند کے لشکر گاہ اور غیمہ گاہ اور انکی قبروں کو دیکھ رہا ہوں جناب فاطمہؑ نے کہا اے پدر جو باتیں آپ نے میرے سے کیں۔ یہ کس جگہ واقعہ ہونگی۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اس جگہ جسے کربلا کہتے ہیں کہ وہ مقام کرب و بلا و محنت و دُخانے اہل بیت رسول خداؐ ہو گا۔ اور اس فرزند سے بدترین امت لڑے گی۔ کہ ان میں سے اگر ایک کے لئے تمام اہل آسمان و زمین شفاعت کریں ان کی شفاعت قبول نہ ہوگی اور ابدالاباد جہنم میں رہیں گے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار یہ میرا فرزند گرامی قتل ہو گا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے فاطمہؑ یہ فرزند قتل ہو گا کہ کوئی شخص قبل اس کے اس طرح قتل نہ ہو گا۔ اور اس پر تمام آسمان و زمین و ملائکہ

حیوان صحرا و ماہیان دریا اور تمام پہاڑ روئیں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک خدا سے اجازت چاہے گا۔ کہ انتقام اس کے دشمنوں سے لے اور ان کو اجازت نہ ملے گی۔ اگر ان کو اجازت مل جاتے کوئی تنفس زمین پر باقی نہ رہے گا۔ اور ایک جماعت ہمارے دوستوں سے اسکی زیارت کو جائیں گے کہ ان لوگوں سے زیادہ تر کوئی دانا بحق خدا اور بحق اہل بیت نہ ہو گا۔ اور بغیر انکے ان

کی زیارت کو کوئی متوجہ نہ ہوگا۔ وہ لوگ چراہنہا تے راہ ہدایت و شفیعیان روز قیامت میں جب حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔ میں انہیں ان کی علامتہائے نیک سے پہچان لوں گا۔ یہ زائرانِ حسینِ مظلوم ہیں۔ اور اس روز ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے پیشوایانِ دین کو طلب کریں گے۔ اور وہ لوگ مجھ سے طلب کریں گے۔ اور سوائے میرے دوسرے کو طلب نہ کریں گے۔ ان کی وجہ سے زمین تھمی ہوئی ہے اور ان کی برکت سے پانی آسمان سے برستا ہے۔ جناب فاطمہ نے کہا اسے پدر بزرگوار انا للقد وانا الیہ راجعون یہ کہا اور یاد از بلند روئے لگیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے دختر بہترین بہشت شہداء ہیں۔ کہ جنہوں نے راہ خدا میں اپنے جان و مال کو دے دیا۔ اور بہشت کو خدا سے خرید لیا۔ اور ثواب ہائے خدا دینا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر ہے اور راہ خدا میں مارا جانا ہے۔ اور اپنے فرشتے پر مرنے سے بہتر ہے جسے خدا نے مرنے کے لئے مقصد کیا ہے وہ اپنے قتل گاہ میں جاتا ہے اور جو کوئی بشہادتِ سعادت فائز نہ ہو وہ بھی مرے گا۔ اے فاطمہ دختر محمد کیا تم کو منظور نہیں کہ بروز قیامت ان کے حق میں جو تم کہو قبول ہو۔ اے فاطمہ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا فرزند حاملانِ عرش خدا سے ہو۔ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا باپ شیخ روز جزا ہو۔ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر اس روز ساتی حوض کوثر ہو۔ جس دن تمام خلق تشنہ ہوگی۔ اور تمہارا شوہر اس روز حوض کوثر سے دوستوں کو سیراب کرے اور اپنے دشمنوں کو دباں سے ہٹکا دے۔ اے فاطمہ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر قاسمِ جہنم ہو اور جہنم تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب کا مطیع ہو جسے چاہے جہنم سے نکال لے۔ اور جسے چاہے جہنم میں ڈال دے آیا راضی نہیں ہو کہ تم بجانب ملائکہ نظر کرو کہ اطرافِ آسمان میں کھڑے ہوں۔ اور وہ سب تمہاری طرف دیکھ رہے ہوں اور تمہارے حکم کے منظر ہوں اور جو تم حکم کرو۔ اس کی وہ تعمیل کریں اور تمہاری جانب وہ نظر کریں۔ کہ قریب اپنے رب سے منیٰ خدہ کرتے ہوں۔ اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ خدا تمہارے فرزند کے قاتل سے اور تمہارے قاتلوں اور تمہارے شوہر کے قاتل سے کیا سلوک کرے گا۔ جب کہ حجت تمام مخلوق پر تمام ہوگی۔ اور آتشِ جہنم کو حکم ہوگا۔ کہ علی ابن ابی طالب کی اطاعت کرے آیا تم راضی نہیں ہو کہ ملائکہ مقربانِ خدا تمہارے فرزند پر گریہ کریں۔ اور نہایت متاسف اور اندوہ گین ہوں آیا تم راضی نہیں ہو کہ جو ان کی زیارت کو جائے۔ خدا کی حفظ و امان میں رہے اور اس کے زائر کا مرتبہ ایسا ہو کہ گویا خانہ خدا کے حج کو گیا ہو۔ اور حج و عمرہ بجا

لایا ہو۔ اور جب تک زائر راستہ میں ہو، یک چشم زدن رحمت خدا سے خالی نہ ہو اور اگر مر جائے، شہید اور شہید  
زندہ رہے ہمیشہ حافظان اعمال اس کے لئے دعا کریں اور ہمیشہ حفظ و امان خدا میں رہے۔ تا وقتیکہ  
دنیا سے مفارقت کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار میں رہنا مند ہوں اور حکم  
خدا میں نے قبول کر کے خدا پر توکل کیا۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک قلب فاطمہ  
پر رکھا۔ اور آنسو ان کی آنکھ سے پونچھ کے فرمایا میں اور تمہارا شوہر اور تمہارے فرزند ایسے مکان  
میں ہونگے جس کے دیکھنے سے تہمدی آنکھیں روشن ہوں اور دل روشن ہو جائے۔

**احادیث جناب رسول خداؐ** جناب رسول خداؐ نے قرب وفات امام حسینؑ کو اپنے سینے  
سے لگا لیا۔ اور عرق مبارک آنحضرتؐ چہرہ امام حسینؑ پر ٹپکتا تھا۔ اور آنحضرتؐ متوجہ عالم تھا  
اور فرماتے تھے مجھے یزید سے کیا کام خداوندائیزید پر تو لعنت کر۔

یہ فرما کر ایک ساعت بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے امام حسینؑ کو پیار کر کے  
روانے لگے۔ اور فرمایا اسے فرزند میرے اور تیرے قاتل کے درمیان ایک مقام محترم نزدیک  
خداوند عالمیان ہو گا ابن قولویہؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے ایک روز امام حسینؑ آنحضرتؐ  
مبارک رسالت میں بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ امام حسینؑ کو پھلاتے اور ہنساتے تھے یہ دیکھ کر عائشہؓ  
نے کہا یا رسول اللہؐ آپ اس طفل کو کس درجہ خوش رکھتے ہیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کس  
طرح میں اسے دوست نہ رکھوں۔ اور مجھے یہ فرزند کس طرح اچھا نہ معلوم ہو۔ حالانکہ یہ میرا میوہ دل  
ہے تحقیق کہ میری امت اسے قتل کرے گی۔ پس جو کوئی بعد شہادت اس کی زیارت کرے گا  
خداوند عالم اس کیلئے ایک حج میرے حجوں سے لکھے گا۔ عائشہؓ نے تعجب سے کہا۔ ایک حج آپ  
کے حجوں میں سے اسے ملے گا۔ حضرت نے فرمایا بلکہ حج میرے حجوں سے۔ پھر عائشہؓ نے تعجب  
کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ چار حج میرے حجوں میں سے اور برابر عائشہؓ تعجب کرتی تھی۔ اور آنحضرتؐ  
پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ نوے حج میرے حجوں سے اور ہر ایک حج کے  
بمراہم ہو بھی کیا ہو۔ اس کا ثواب اس فرزند کے زائر کو ملے گا

**حدیث جناب امیر علیہ السلامؑ** ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباسؓ سے روایت کی  
ہے کہ میں ہمراہ جناب امیرؑ تھا۔ جبکہ وہ متوجہ جنگ  
صفین ہوئے جب ہم مقام ینونا میں پہنچے۔ جو فرات کے کنارے ہے جناب نے بعد اٹے بلند



پسر عباس اس صحرا میں سرگین آہو ڈھونڈ۔ قسم بخدا میں ہر گز جھوٹ نہیں کہتا ہوں۔ اور جھوٹ میں نے رسول خدا سے نہیں سنا۔ حضرت نے مجھے خبر دی کہ اس صحرا میں سرگین جمع دیکھوں گا۔ اس کارنگ مثل زعفران زرد ہو گا۔ ابن عباس کہتے ہیں میں ڈھونڈنے لگا۔ اور جس طرح جناب امیر نے فرمایا تھا۔ اسی طرح کی سرگوں ایک جگہ میں نے جمع دیکھیں۔ اور آواز دی کہ اے امیر المؤمنین جس طرح کی آپ نے سرگین بیان کیں۔ اس طرح کی سرگین میں نے ایک جگہ جمع دیکھیں جناب امیر نے فرمایا خدا اور رسول نے سچ فرمایا۔ یہ فرما کر وہاں سے اٹھ کر جلدی آئے۔ اور اٹھا کر اے سونگھا۔ اور فرمایا یہ وہی سرگین ہیں جس کی مجھے خبر دی ہے۔ اے پسر عباس تم جانتے ہو یہ کیا ہے۔ اے عیسیٰ بن مریم نے جب وہ اس صحرا میں داخل ہوئے اور حواریین و مصاحبین ان کی خدمت میں تھے سونگھا ہے انہوں نے دیکھا۔ کہ گلہ آہو یہاں جمع ہوئے اور درجہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ بیٹھے اور گردان کے حوالہ میں بھی بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت بہت روئے اور ان کے رونے پر حواریین و مصاحبین بھی بہت روئے مگر سب گریہ حضرت عیسیٰ ان کو معلوم نہ تھا پس کہا یا روح اللہ آپ کا سبب گریہ کیا ہے حضرت عیسیٰ نے کہا کچھ تم جانتے ہو۔ یہ کون سی زمین ہے سب نے کہا نہیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا یہ وہ زمین ہے جس پر فرزند پیغمبر آخر الزمان طاہرہ بقول خدا کہ میری مادر کی مثل مانند آخر زمانہ میں ہیں شہید ہو گا۔ اور اس جگہ دفن ہو گا۔ اور خاک اس زمین کی شہد سے زیادہ خوشبو دار ہے اسلئے کہ یہ زمین طینت اس فرزند مبارک فہید کی ہے۔ اور طینت انبیاء و اولاد انبیاء کی ایسی ہی ہوتی ہے اور یہ آہو مجھ سے باتیں کر رہے اور مجھے خبر دے رہے ہیں۔ کہ اس زمین پر مشوقی تربیت فرزند مبارک بقول خدا ہم چہا کرتے ہیں۔ اور یہ آہو کہتے ہیں۔ جب تک ہم اس زمین پر رہتے ہیں ہر وقت اس فرزند پیغمبر آخر الزمان و برگزیدہ خداوند عالمیان شہادت جہا نوران و درندگان سے ایمن و محفوظ رہتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت عیسیٰ نے اس سرگین کو اٹھایا۔ اور سونگھ کر فرمایا کہ اس سرگین کی خوشبو اس گھاس کی خوشبو کی وجہ سے ہے۔ جو اس زمین مبارک میں اگتی ہے۔ خداوند اسے اپنے حال پر باقی رکھنا۔ تا آنکہ پدر بزرگوار اس فرزند شہید کا سونگھے اور اس کا موجب تسلی ہو واضح ہو کہ یہ دعائے عیسیٰ سے اب تک باقی رہی ہے۔ اور بسبب طول مدت دراز زرد ہو گئی ہے اور یہ زمین کرب و بلا ہے بعد اسکے بعد اتنے بلند فرمایا۔ اسے پروردگار عیسیٰ بخدا موم میرے فرزند کے قاتلوں کو اور جو لوگ ان اشقیاء کی نفرت و یاری قتل حسین پر کریں گے اور وہ لوگ جو نفرت حسین نہ کریں گے ان کو برکت دینا۔ یہ کہہ کر جناب امیر بہت روئے اور میں بھی

آنحضرت کے ساتھ رونے لگا یہاں تک کہ کثرت گریہ سے جناب امیر مٹہ کے بل گر پڑے اور ایک سات بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تھوڑی سی سرگیں اس میں سے اٹھا کر روئے مبارک میں بانٹا اور مجھے حکم دیا کہ میں نے بھی تھوڑی سی اپنی دوا میں باندھ لی۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا۔ اسے پسر عباسؓ جب تم دیکھنا یہ سرگین خون تازہ ہو گئی اور بھی جاتی ہے۔ جانتا کہ میرا حسینؓ جگر گوشہ اسی زمین پر شہید ہو گیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ میں اس سرگین کو ہمیشہ آستین میں باندھے رہتا تھا اور اس کی حفاظت کرتا تھا۔ اور اپنی نماز ہائے واجبہ سے زیادہ اس کا اہتمام رکھتا تھا ایک روز اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا جب خواب سے بیدار ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری آستین خون آلود ہو گئی۔ اور اس سرگین سے خون جاری ہے۔ یہ دیکھ کر میں رونے پٹنے لگا۔ اور کہا۔ قسم بخدا حسینؓ بن علی قتل ہو گئے ہرگز میں نے جناب سے جھوٹ نہیں سنا۔ اور ہرگز مجھے کوئی خبر نہیں دی کہ وہ واقع نہ ہوئی ہو۔ اور جب میں گھر سے باہر آیا۔ دیکھا کہ ایک غبار مدینہ کو گھیرے ہوئے ہے لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اور آفتاب مثل طشت سرخ خون ہو گیا۔ اور دیوار ہائے مدینہ اس طرح کی سرخ ہو گئی ہیں کہ گویا خون ان پر ملا ہے بعد اس کے میں گھر گیا۔ اور گریاں ہو کر کہا۔ قسم بخدا حسینؓ بن علی شہید ہو گئے۔ ناگاہ اطراف خانہ سے مجھے آواز آئی۔ اور کسی کو میں نے نہ دیکھا۔ مجھ سے کوئی کہتا ہے اے آل رسول صبر کرو۔ فرزند رسول شہید ہو گیا۔ اور جبرئیل امین روتے ہوئے نازل ہوتے جب میں نے یہ آواز سنی۔ میری گریہ و زاری زیادہ ہوئی۔ اور میں نے جانا۔ امام حسینؓ اس وقت شہید ہوئے ہیں۔ اور اس دن محرم کی دس تاریخ تھی۔ بعد اسکے جب خبر مدینہ پہنچی۔ معلوم ہوا۔ کہ امام حسینؓ ہی روز شہید ہوئے تھے۔ اور وہ جماعت جو کربلا میں تھی انہوں نے بھی بیان کیا۔ کہ بعد شہادت امام حسینؓ ایسی ہی آواز تم نے مدینہ میں سنی۔ ہم نے کربلا میں سنی اور کسی کو نہ دیکھا کہ کون کہتا ہے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ یہ حضرت خضرؑ ہیں۔

**روایت ہرئم** ایضا۔ بسند معتبر ہرئم سے روایت ہے۔ کہا۔ جب میں خدمت جناب امیرؓ میں ملازم اسی جگہ پڑھی۔ پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر سونگھی اور فرمایا۔ اسے زمین تیرا خوشحال تمہارے ایک جماعت مشور ہوگی کہ عیساب داخل بیعت ہوگی یہ سن کر ہرئم اپنی زوہر پاس گیا۔ اور وہ عورت شیعہ امیر المومنین تھی جب اسنے وہ خبر میان کی۔ اسنے کہا امیر المومنین جھوٹ نہیں کہتے اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہی واقعہ ہوتا ہے۔ ہرئم کہتا ہے جب وارد کربلا ہوئے امام حسینؓ

میں اس ظلم میں تھا جسے ابن زیاد ملعون نے مقابلہ امام حسینؑ کے لئے بھیجا تھا جب میں نے وہ زمین اور درخت دیکھے وہ قصہ مجھے یاد آیا۔ اس وقت میں اونٹ پر سوار ہو کر امام حسینؑ کی خدمت میں گیا۔ اور سلام کیا۔ اور جو کچھ امیر المؤمنینؑ سے میں نے سنا تھا عرض کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ تو ہمارے ہمراہ ہو گا یا ہم سے لڑے گا میں نے کہا۔ نہ میں آپ کے ہمراہ ہوں اور نہ آپ سے لڑوں گا۔ اس لئے کہ چند اطفال چھوڑ آیا ہوں۔ اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا یہاں سے چلا جا۔ کہ تو مجھے قتل ہوتے نہ دیکھے اور میری صدائے استغاثہ نہ سنے قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے جو کوئی آدمی میری صدائے استغاثہ نہ سنے گا۔ اور میری نفرت نہ کرے گا۔ خدا سے منہ کے بل زمین پر گرا دیگا۔

**روایت اصبح بن نباتہ** ابن بابویہ وابن قولویہ و شیخ مفید طبرسی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بسند ہائے معتبرہ اصبح بن نباتہ سے روایت کی ہے اور علاوہ ان کے اور راویوں سے بھی روایت کی ہے ایک روز امیر المؤمنینؑ ممبر کوفہ پر خطبہ پڑھ رہے تھے اور فرماتے تھے جو چاہو مجھ سے پوچھو قبل اسکے کہ مجھے نہ پتاؤ۔ قسم بخدا اگر خبر ہائے گذشتہ و آئندہ کا مجھ سے سوال کرو گے میں تم کو اس کا حال قیامت تک کا بتا دوں گا یہ سن کر سعد بن وقاصؓ نے کہا اے امیر المؤمنینؑ مجھے خبر دیجئے کہ میرے سر اور داڑھی میں کس قدر بال ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے میرے خلیل جناب رسول خداؐ نے خبر دی تھی کہ تیرے ہر بال کے نیچے ایک فیضان ہے کہ وہ تجھے گمراہ کرتا ہے اور تیرے گھر میں ایک پسر ہے کہ وہ میرے فرزند حسینؑ کی شہید کرے گا۔ اور اگر میں تیرے بالوں کی تعداد بیان کروں تو تصدیق نہ کرے گا۔ لیکن یہ خبر شہادت حسینؑ جو میں نے تجھ سے بیان کی۔ اس کی تصدیق اور حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے گی۔ اس زمانہ میں عمر بن سعد ملعون بچہ تھا۔ اور پاؤں چلنے لگا تھا۔

**احادیث مرتضیٰ مشعر بشہادت امام حسینؑ** ۱۴ قرب الاسناد حمیری نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ مع اصحاب صحرائے کربلا میں پہنچے اور جب داخل صحرائے کربلا ہوئے۔ درود کر فرمانے لگے کہ یہ جگہ دوستان خدا کے اونٹوں کی جگہ ہے اور یہ جگہ اسباب رکھنے کی ہے اور یہ جگہ خون بہنے کی ہے۔ غرض حال تیرا اے زمین کہ خون ہائے دوستان خدا تجھ پر بہے گا۔ ابن قولویہ نے بسند ہائے معتبرہ ابو عبد اللہؑ حال سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں جناب امیرؑ کی خدمت میں گیا

اور امام حسین خدمت امیر میں بیٹھے تھے۔ پس جناب امیر نے اپنا دست مبارک کتف حسین پر رکھا اور کہا یہ فرزند شہید ہوگا اور کوئی اس کی نصرت دیارسی نہ کرے گا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اس وقت کی زندگی بہت بری زندگی ہوگی جناب امیر نے فرمایا یہ وہ امر ہے جو البتہ واقع ہوگا۔ ایضاً ہانی بن ہانی سے روایت کی ہے ایک روز امیر المؤمنین نے فرمایا میرا فرزند حسین شہید ہوگا اور میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس پر حسین شہید ہوگا۔ وہ زمین نہر فرات کے کنارے ہے ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیر نے امام حسین سے کہا اے ابو عبد اللہ ایک دمانہ ایسا لکڑا کو لوگ تم پر اندوہناک ہیں۔ امام حسین نے کہا میں آپ پر سے خدا ہوں کیوں مجھ پر روتے ہیں جناب امیر نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں اور تم بھی جانتے ہو اس کے وہ مصیبت تھیں پہنچے اے حسین تم کو قسم اس خدا کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ نبی امیہ تمہارا خون بہائیں گے اور ان سے یہ نہ ہو سکے گا کہ تم کو دین سے برگشتہ کر دیں اور یاد پروردگار تمہارے دل سے محو و برطرف نہیں کر سکتے امام حسین نے کہا یہی مجھے بہت ہے میں نے اس کو تسلیم کیا۔ جو خدا نے میرے لئے مقرر کیا ہے اور کلام پیغمبر خدا میں تصدیق کرتا ہوں اور اپنے پدر بزرگوار کے کلام کی بھی میں تصدیق کرتا ہوں شیخ مفید نے برابر بن عازب سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیر نے ان سے کہا کہ میرا فرزند حسین شہید ہوگا۔ اور تم زندہ ہو گے مگر اس کی نصرت نہ کرو گے جب امام حسین شہید ہوئے۔ برابر بن عازب کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے سچ فرمایا۔ امام حسین شہید ہو گئے اور میں نے ان کی نصرت نہ کی پس اہل ہار حسرت و ندامت کرتے تھے۔ اور اس حسرت و ندامت سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ ایضاً عبد اللہ بن شریک سے روایت کی ہے کہا جب عمر بن سعد داخل مسجد ہوتا تھا اصحاب امیر المؤمنین کہتے تھے یہی قاتل امام حسین کا ہے۔ اجھن کتب معتبرہ میں عبد اللہ بن نفیس سے روایت کی ہے کہا جب میں خدمت امیر المؤمنین میں غزوہ صفین پر گیا۔ ابو الاور سلمیٰ آیا۔ اور آب فرات کا مانع ہوا کہ اصحاب آنحضرت لب فرات نہ جائیں جناب امیر نے ایک جماعت کو بھیجا کہ انہیں ہٹا دو مگر وہ نہ ہٹا سکے بلکہ پسپا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر امام حسین نے کہا اے پدر بزرگوار مجھے اجازت دیجئے کہ جاؤں جناب امیر نے فرمایا اچھا۔ اے فرزند گرامی جاؤ جناب امام حسین معہ جماعت سواراں متوجہ منافقین ہوئے اور بھڑبھڑا کر اس گرد و آشوب کو لب فرات سے ہٹا دیا۔ اور بہت اشیاء کو داخل جہنم کیا جب خبر فتح جناب امیر کو پہنچی ایک ندی چٹھیا تے مبارک سے آنسوؤں کی جاری ہوئی۔ اصحاب نے عرض کیا یا حضرت ایسی فتح و نصرت امام حسین

کو نصیب ہوئی ہے۔ چاہتے تھا۔ آپ خوش ہوتے آپ روتے کیوں ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا مجھے وہ دن یاد آیا جن دن محمرا سے کربلا میں اب فرات سے میرے فرزند حسین کو منع کریں گے۔ اور اسے تشنہ لب شہید کریں گے۔ اور بعد اسکی شہادت کے گھوڑا اس کا بھاگ کر جانب خیمہ اہل بیت جا کر فریاد کرے۔ اور کہے گا۔ آہ آہ امت نے فرزند رسول خدا کو شہید کیا شیخ مفید نے روایت کی ہے ایک روز عمر بن سعد ملعون نے امام حسین سے کہا کہ ایک جماعت بے خود ہے و قوت کا گمان یہ ہے کہ میں آپ کو شہید کروں گا۔ امام حسین نے فرمایا وہ لوگ بے خود بے وقوف نہیں۔ بلکہ عقلمند و واقف کار ہیں۔ لیکن میں اس وجہ سے خوش ہوں کہ میرے بعد تو گندم مرقا نہ کھائے گا مگر تھوڑی مدت

## فصل آٹھویں بیان مصائب امام حسین علیہ السلام

خدا نے قاتلان حسین کو کیوں نہ باز رکھا۔ اور اس جماعت کے قول کا رد جو کہتے ہیں اصنام حسین قتل نہیں ہوئے اور فظوم مروم میں ایسا معلوم ہوا

ابن بابویہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن فضل سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادق میں عرض کی کہ کیا ابن رسول اللہ کس علت سے روز عاشورا روز اندوہ و جزع و مصیبت و گریہ ہے اور روز وفات رسول خدا روز قاطع الزمر اور زہلولت علی مرتضیٰ حسن معتبلی جزع و مصیبت و اندوہ ہیں مثل روز عاشورا نہیں حضرت نے فرمایا روز شہادت امام حسین مصیبت و اندوہ میں تمام دنوں سے عظیم تر ہے اسلئے کہ اصحاب کبار و آل عبا خدا کے نزدیک گرامی ترین خلق تھے۔ لوگ ان کو باکد مگر دیکھتے تھے اور ان کی آیات کرامت و فضل باکد مگر نازل ہونے لگے تھے جب جناب رسول خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی جناب امیر کا حضور حسین درمیان مروم تھے۔ اور لوگوں کو ان کو دیکھنے سے تسلی ہوتی تھی جب جناب فاطمہ نے انتقال کیا مروم بملاقات امیر و حسین اپنے دل کو تسلی دیتے تھے۔ جب امیر المؤمنین نے رحلت فرمائی مروم بزیارت حسین اپنے دل کو تسلی دیتے تھے اور در مصیبت و اندوہ میں ملاقات حسین سے خوش ہوتے تھے اور اپنی آنکھیں لٹکا ہرہ حسین روشن کرتے تھے اور جب امام حسن نے انتقال کیا لوگ امام حسین کی زیارت سے خوش و خرم تھے اور جب امام حسین شہید ہوئے آل عبا کا خاتمہ ہوا۔ اور ان بزرگوں میں سے کوئی نہ رہا جس کی زیارت سے لوگ

مستقیض ہوتے اور تسلی پاتے ہیں امام حسینؑ کا شہید ہونا ان سب حضرات کا شہید ہونا اور حسینؑ کا رہنا گویا ان سب بزرگوں کا رہنا تھا۔ اس وجہ سے روز شہادت امام حسینؑ عظیم ترین روز ہائے دنیا ہے راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیا ملاقات زمین العابدین علیہ السلام موجب تسلی نہ تھی جناب صادقؑ نے فرمایا ہاں علی ابن الحسینؑ سردار ان پیشوا تھے مردمان و محبت خداوند عالمیان بعد اپنے بزرگوں کے تھے۔ لیکن جناب رسول خداؐ کے زمانہ میں نہ تھے اور ان سے حدیث نہ سنی تھی۔ اور ان کو علم اپنے باپ دلواسے میراث میں پہنچا تھا۔ اور لوگوں نے جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو ہمیشہ جناب رسول خداؐ کو دیکھا تھا۔ اور مجالس متعددہ میں با یکدیگر ملاقات کی تھی اور خود جناب رسول خداؐ سے ان کے فضائل و مناقب سنے تھے جب لوگ ان میں سے ایک کو بھی دیکھتے تھے سب کو یاد کر کے ذکر احوال و اقوال گذشتہ کرتے تھے ہیں امام حسینؑ شہید ہوتے کوئی باقی نہ رہا جسے دیکھتے اور ان بزرگوں اور ان کا مجالس کا ذکر کرتے اور ان کے فضائل و مناقب یاد کرتے ہیں۔ پس گویا ہر روز عاشورا ان سب کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وجہ سے مصیبت امام حسینؑ عظیم ترین مصائب ہے راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ گروہ اہل سنت کیوں عاشورے کے روز کو خیر و برکت جانتے ہیں۔ یہ سن کر جناب صادقؑ رونے لگے۔ اور فرمایا جب میرے جد امام حسینؑ شہید ہوئے لوگوں نے شام میں یزید پلید سے تقرب حاصل کیا۔ اور عادت اس کے لئے وضع کئے جس کے عواقب میں انہوں نے بہت کچھ صدمہ و انعام پایا۔ اور منجملہ الی حدیث موضوعہ کے ایک حدیث فضیلت و برکت روز عاشورا بھی وضع کی اس لئے کہ ہر روز عاشورا لوگ بچائے جن جن فرزا گریہ و مصیبت و اندوہ خوشی کریں۔ اور تبرکا اُس روز تہیہ امور کریں اور آرزو جمع کریں خدا ان کے اور میرے درمیان حکم کرے۔ بعد اسکے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اسے پس علم ان احادیث موضوعہ کا ضرر اسلام اور اہل اسلام پر اس سے کمتر ہے جو ایک جماعت کا بیان ہے کہ وہ ہمارے ممل و ہلاکتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد رکھنے والا فرقہ ابھی موجود ہے۔ اور یہ جماعت فرقہ ہمدانیت سے عفا کر میں ملتی ہے۔ یہ بلاد عرب و افریقہ ہندوستان میں ہاتے ہاتے ہیں صاحب مثل و الخلل نے اہل سنت بھی ان کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ایسا اعتقاد رکھنے والے فرقہ امامیہ کے نزدیک صاحب ایمان نہیں ہیں۔ اقوال انبیاء اور احادیث رسول جناب امام حسینؑ کی شہادت پر رقوم ہیں اور ان کی شہادت امام عظیم احادیث رسول اقوال انبیاء اور آیات قرآن کا منکر ہے جو خارج از اسلام کوئی مسلمان ان بزرگوں کو مسلمانانہ ماننے کی جرات نہیں کر سکتا۔ امام حسینؑ کی شہادت کا انکار ہی ہونا روایت رسول اور انبیاء کتب سماویہ اہل بیت معہم السلام کا مذاق اڑانا ہے اور تاریخ اسلام کو مسخ کرنا ہے لہذا جو یہ کہے کہ ہمیں امام حسینؑ شہید نہیں ہوتے ان کی جگہ ایک مذہبی شکل حسینؑ ہو گیا وہ شکر نے ذبح کیا اور امام حسینؑ عرش پر پہنچے گئے کافر ہے

کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ ظلم و مظلوم ہیں ایسا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہوئے جس طرح علیؑ بن مریمؑ ظلم و مظلوم میں قتل ہوئے دکھائی دیئے اور فی الواقع قتل نہیں ہوئے۔ گویا اس نے تکذیب رسولؐ خدا کی ہے اور ائمہ ہدیٰ کو بدر و خانہ انصار و احادیث میں نسبت دی ہے جو انہوں نے بقتل امام حسینؑ خیر میں دی تھی۔ اور جو کوئی جناب رسولؐ خدا اور ائمہ ہدیٰ کی تکذیب کرے۔ وہ کافر ہے اور کافروں کو دوست بنانے کی قرآن نے ممانعت کی ہے۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ آپ شیعوں کی ایک جماعت کے مقدمہ میں کیا فرماتے ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے حضرت نے فرمایا۔ وہ ہمارے شیعہ نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں پھر حضرت نے فرمایا۔ خدا غالیوں پر لعنت کرے کہ ہم اہل بیت کے حق میں غلو کرتے ہیں۔ اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا مفسوئہ پر لعنت کرے جو کہتے ہیں۔ خدا نے تمام عالم کو ائمہ کے مفضول کیا ہے۔ واضح ہو کہ مفسوئہ نے معصیت خدا کو ضعیف جانا۔ اور اپنے خدا سے کافر ہو گئے۔ اور شریک خدا کیلئے قرار دیا۔ اور گمراہ ہو گئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کہ فرائض خدا پر اقامت نہ کریں۔ اور حقوق خدا و خلق خدا ادا نہ کریں۔ فیض موسیٰؑ و شیخ طبریؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک فرمان بجز حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ صادر ہوا۔ اس میں مندرج تھا۔ کہ قول ان کا جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے کفر ہے اور تکذیب جناب رسولؐ خدا اور ائمہ ہدیٰ ہے۔ اور ضلالت و گمراہی ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابوالصالح ہرندی نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک جماعت کو میں نے سنا ہے۔ وہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے اور خدا نے مشابہ ان کے حنظلہ بن اسعد شامیؒ کو دکھایا۔ اور امام حسینؑ کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ جس طرح علیؑ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور اس آیت کو حجت کرتے ہیں۔ **وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَبْصَرٍ** لِّلْكَافِرِينَ عَلِی السَّوْمَنِينَ سَبِيْدًا یعنی خدا نے کافروں کو مومنوں پر دسترس نہیں دیا ہے حضرت نے فرمایا بھوٹ کہتے تھے اور ہیں اور ان پر غضب و لعنت خدا ہو۔ وہ لوگ پیغمبر خدا کی تکذیب کرنے سے کافر ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسولؐ خدا نے خبر دی ہے کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ قسم بخدا امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ امام حسینؑ سے بہتر تھے یعنی جناب امیرؑ و جناب امام حسنؑ اور ہم اہل بیت رسالت میں سے ہر ایک شہید ہو کر دنیا سے جاتا ہے۔ اور جناب رسولؐ خدا کو جبرئیلؑ نے خدا کی جانب سے خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی مراد اس آیت سے یہ ہے کہ کافر کے لئے کوئی حجت مومنوں پر نہیں اور وہ معنی جو وہ لوگ قرار دیتے ہیں کیونکر ٹھیک ہو سکتے ہیں حالانکہ قرآن خبر دیتا ہے کہ کافروں نے بہت سے پیغمبروں کو قتل کیا مگر حق تعالیٰ بادر وجود قتل کرنے کے حجت پیغمبروں کی کافروں پر غالب اور ان کی حقیقت ان پر ظاہر تھی۔

بہترین خبر بہترین خبر بہترین خبر بہترین خبر

**روایت محمد بن ابراہیم طالقانی** ابن بابویہ و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابراہیم طالقانی

بھی تھا۔ شیخ ابوالقاسم بن روح پاس کے دکلائے حضرت صاحب الامر سے تھے بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص اٹھا۔ اور کہا۔ ایک مسئلہ آپ سے پوچھتا ہوں۔ شیخ ابوالقاسم نے کہا۔ جو چاہو پوچھ لو اس شخص نے کہا مجھ سے بیان کیجئے کہ حسین بن علی ولی تھے۔ شیخ نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا ان کا قاتل دشمن خدا تھا شیخ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا آیا جائز ہے کہ خدا اپنے دشمن کو دوست پر مسلط کر دے شیخ نے کہا۔ جو میں کہتا ہوں اسے سمجھ اور جان کہ لوگ حق تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے اور سب لوگ کلام الہی کو بے واسطہ نہیں سن سکتے اسلئے خدا نے رسول کو اس قوم سے بھیجا ان پر کہ وہ مثل ان کے ہو اس لئے کہ ان کا رسول ان کی صورت نہ ہوتا۔

اور ان سے دوسری صورت پر ہوتا۔ ضروریہ لوگ نفرت کرتے۔ اور ان کے

اقوال کو قبول نہ کرنے اور جبکہ ان میں سے کھا نا کھلتے اور بازاروں میں پھرتے تھے اس قوم نے کہا تم نہیں ہو مگر مثل ہمارے لہذا ہم تم سے تمہاری دعوت نہیں قبول کرتے جب تک ایسی چیز نہ لاؤ گے جس سے ہم عاجز ہوں اور جانیں کہ خدا نے اس وجہ سے تم کو اپنی خلافت و رسالت سے مخصوص کیا ہے خدا نے ان کیلئے ایسے چند معجزات مقرر فرمائے کہ جمیع خلق عاجز ہوئی۔ اور مثل ان کے معجزہ نہ لاسکے بعد اسکے ان میں سے بعض نے بعد تہدید تنخوہ طوفان کی دعا کی۔ اور اپنی قوم کے سرکشوں کو غرق کیا۔ اور بعضوں نے اپنے رسول کو آگ میں ڈال دیا۔ اور خدا نے آگ ان پر سرد و سلامت کر دی۔ کسی پیغمبر نے سنگ سے اونٹ نکالا۔ اور اس کے پستان سے دودھ جاری تھا۔ اور کسی نے دریا شکافہ کیا اور سنگ خشک سے چٹھہائے آب جاری کئے اور عسل کو اڑا دیا۔ اور کسی نے کوڑھی اور جزامی کو اچھا کیا اور مردہ کو زندہ کیا۔ اور ان کو خبر دی جو وہ لوگ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے اور کسی کیلئے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اور حیوانات نے کلام کیا۔ جب پیغمبر ان خدا پیغام لائے اور یہ معجزات لائے۔

وہ لوگ ان معجزات کی مثال لانے سے عاجز ہوئے پھر خدا نے اپنے بندوں پر یہ معجزات لائے۔

لطف و حکمت کا پیغمبروں کو ان معجزات کی وجہ سے غالب کیا۔ اور کبھی مغلوب کسی وقت ان کو قابہ کیا۔ اور کسی وقت مقہور اس لئے کہ بوجہ ان معجزات و مخلوق عادات کے جمیع احوال میں غالب و قابہ تھے اور بلا و مصائب میں متحکم نہ ہوتے تھے۔ اس لئے لوگ ان کو خدا جانتے تھے اور ان کے فضاہل صبر کو انکی بلاؤں پر نہ ہاتھ تھے۔ لیکن خدا نے ان امور میں ان کا احوال مثل احوال دوسروں کے کیا ہے۔ کہ حالت بلا و غمت میں صابر اور حالت فراغت و عافیت میں شاکر رہیں۔ اور جمیع احوال میں بمقام تواضع و فروتنی

رہیں۔ اور تکبر و تجبر نہ کریں۔ اور حجت خدا ان پر تمام ہو۔ جو ان کے باپ میں حد سے گزر جائیں اور دعوئی پروردگار کی ان پر کریں یا ان سے معاندہ و مخالفت کریں اور یہ جواز جانب خدا جو معجزہ لائے ہیں اس کا وہ افکار کریں تا آنکہ جو ہلاک ہو بعد اتمام حجت ہلاک ہو۔ اور جو نجات پائے بدلیل و برہان نجات پائے۔ پھر شیخ ابو الطہم نے کہا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا۔ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ یہ حضرت صاحب الامر سے میں نے سنا۔

ابن بابویہ و حمیرائی نے بسند صحیح و موثق روایت کی ہے۔ کہ جناب

## روایات مشتمل بر دفع تشبہات

صادق سے سوال کیا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے جو مصیبت تم کو پہنچی ہے وہ تم خود اپنے ہاتھوں سے پہنچاتے ہو اور خدا تمہارے بہت سے گناہوں کو مغفرو کرتا ہے۔ حضرت آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مصائب امیر المؤمنین اور ان کے اہل بیت کو پہنچیں آیا وہ خود ان کی ہی ہوسے تھے۔ حالانکہ اہل بیت عصمت و طہارت تھے اور گناہ انہوں نے نہ کیا تھا حضرت نے فرمایا۔ یہ آیت ان کے حق میں نہیں، لیکن خدا اپنے دوستوں کو مصیبتوں سے مخصوص کرتا ہے اس لئے کہ ان کو ثواب عظیم عطا کرے اور ان کے درجات مضاعف کرے بغیر اس کے کہ گناہ کئے ہوں جس طرح جناب رسول خدا بغیر اس کے کہ گناہ کرتے ہیں۔ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ صفار نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز اصحاب امام محمد باقر خدمت آنحضرت میں بیٹھے تھے حضرت نے فرمایا۔ مجھے اس جماعت سے نہایت تعجب ہے جنہوں نے ہماری ولایت اختیار کی ہے اور ہم کو امام جاتے ہیں اور ہماری اطاعت اپنے اوپر واجب مثل اطاعت خدا جاتے ہیں۔ اور بوجہ اپنی ضعف و حقارت کے ہمارا مرتبہ بہت کرتے ہیں۔ اور اس جماعت کو عیب لگاتے ہیں جو ہم کو پہنچاتے ہیں، اور ہمارا مرتبہ جانتے اور ہمارے کمالات بیان کرتے ہیں۔ اور ان کو یہ غلو منسوب کرتے ہیں۔ آیا وہ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ خداوند عالم اپنے دوستوں کی معرفت خلق پر واجب کرے اور ان سے انفراد آسمان وزمین مخفی رکھے۔ اور انہیں اس کی خبر نہ کرے۔ جو کچھ ان پر اور لوگوں پر گزرتا ہے۔

حمران نے کہا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں مجھے خبر دیجئے کہ امر علی ابن ابی طالب و امام حسن و امام حسین کیونکر تھا کہ خروج کیا اور دین خدا پر قائم رہے اور اہل جور و طغیان ان پر غالب و ظفر باب رہے حضرت نے فرمایا۔ اے حمران علم الہی میں اسی طرح گذرا اور یوں ہی مقرر ہوا تھا اور جس نے خروج کیا تھا حسب الحکم جناب رسول خدا خروج کیا۔ اور ہم میں سے جس نے سکوت اختیار کیا۔ راز دہنے علم و دانائی ساکت رہا اے حمران جب بلاناظر ہوئی اور اہل ظلم و جور ہم پر غالب ہوتے تھے اور ہم خدا سے سوال کرتے کہ ملک و بادشاہی ان ظالموں کی زائل کر دے۔ خداوند عالم ہماری دعا

قبول کرتا۔ اور وہ بلا ہم سے دفع کرتا اور بادشاہی ان طاغیوں کی اس سے بھی جلدی زائل کر دیتا جس طرح کوئی تاکا توڑ ڈالے۔ اور دانے بکھر جائیں۔ لیکن وہ حضرت بمقام رضا و تسلیم تھے۔ اور خدا جو کچھ ان کے حق میں صلاح جانتا تھا۔ اس کے بغیر وہ کچھ نہ چاہتے تھے۔ اسے حمران جو مصائب ان کو پہنچے۔ کسی گناہ کے عوض میں نہ تھے۔ کہ معاذ اللہ وہ اس کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اور عقوبت کسی معصیت کی نہ تھی۔ کہ انہوں نے مخالفت خدا کی ہو۔ لیکن اسلئے تھا۔ کہ خدا چاہتا تھا۔ ان مصائب کے عوض درجات عالیہ بہشت میں پہنچیں۔ لہذا گمان بدان حضرات کے حق میں اپنے دل میں نہ لا۔

## فصل نویں۔ فضائل و منازل درجات شہدائے کربلا

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق سے سوال کیا یا بن رسول اللہ اس کا سبب کیا تھا۔ کہ اصحاب حسینؑ باوجودیکہ جانتے تھے۔ قتل ہو جائیں گے جہاد پر سبقت کر کے بیابا کا نہ دریائے جنگ میں کود پڑتے تھے حضرت نے فرمایا۔ پردہ ان کے سامنے سے اٹھا دیا گیا تھا۔ کہ اپنے منازل بہشت میں دیکھتے تھے اس سبب سے سبقت کرتے تھے۔ کہ قتل ہو کر اپنی منزلوں میں پہنچیں اور اپنی حوروں سے ہم آغوش ہوں قطب راوندی نے بسند صحیح ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ اس رات کو جس کی صبح کو میرے پدر بزرگوار شہید ہوئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ اہل بیت ہو گئی تم کو موقع بھاگنے کا مل گیا۔ لازم ہے۔ اس رات کو غنیمت جاؤ اور بھاگ جاؤ کہ اس گروہ مکار کو مجھ سے عرض ہے اور کسی سے مطلب نہیں۔ اگر مجھے قتل کریں تمہارا تعقب نہ کریں گے میں اپنی حیات تمہاری گردنوں سے نکال لی۔ اصحاب نے عرض کیا قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ کل کے دن قتل ہو گئے اور تم میں سے ایک بھی نہ بھاگ سکے گا۔ اصحاب نے کہا۔ ہم خدا کی حمد کرتے ہیں مگر اس نے ہم کو اس کراہت سے مشرف کیا۔ کہ ہمراہ آپ کے شہید ہوں۔ یہ کہہ کر اصحاب شہادت پر مستقل ہو گئے۔ اور حضرت نے ان کے لئے دعا کی اور سہرا دینا کر کے فرمایا۔ نظر کرو جب نظر بلند کی۔ اپنے منازل درجات بہشت میں دیکھے۔ اور حضرت نے ہر ایک کی جگہ دکھا دی۔ یہاں تک کہ سب نے اپنی اپنی منزلیں پہچان لیں۔ اور حوروں و نعمتہائے خدا کا معائنہ کیا۔ اسی سبب سے اس صحرایہ میں نیزہ و شمشیر کا خیال نہ کرتے تھے۔ اور دوڑ سے پڑتے تھے۔ کہ کہیں جلد اپنی منزل میں پہنچیں۔ اور نعمتہائے ابدی

حاصل نہیں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد تقی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ فرماتے تھے جب میرے پدر بزرگوار کو ان کافروں نے ہر طرف سے معہ ان کے اصحاب کے گھیر لیا۔ حضرت خوش تھے جب شبہا جان معرکے نے احوال امام حسینؑ اپنے حالات کے برخلاف دیکھا۔ اس لئے کہ وہ لوگ ترساں تھے اور رنگ ان کا تغیر ہو گیا۔ بدن پر لرزاتھا اور امام حسینؑ ہمراہ مخصوصان اہل بیت شگفتہ و خوش و خرم تھے۔ اور رنگ ان کا فروختہ اور سکون قلب و اطمینان بخوبی تھا۔ اس وقت ایک جماعت نے اصحاب آنحضرتؐ سے کہا۔ اس شبہا ہمیشہ شبہا موت کی طرف نظر کرو کہ مطلق مرنے کی پروا نہیں، بلکہ آرزو مند شہادت ہے۔ امام حسینؑ نے جب یہ کلام سنا۔ فرمایا۔ اے فرزندان بزرگوار صبر کرو کہ تمہاری مرگ فقط اسی قدر ہے کہ جس طرح پل پر سے اتر جاؤ۔ اور شدت و سختی سے بجانب نعیم ابدی و بہشت جاداتی راجعت کرو تم میں سے کون ہے جو ہمیں بمانتا کہ زندانی سے نکل کر قہر میں بجا پہنچے اور تمہارے دشمنوں کی مرگ اس طرح ہے جن طرح کوئی قہر و منازل سے بجانب زندان و عذاب جائے تحقیق کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ دنیا زندان مومن و بہشت کافر ہے اور مرگ پل مومنوں کا بجانب بہشت اور پل کافروں کا بسوئے عذاب اور میں نے ہرگز بھوٹ نہیں کہا۔ اور اپنے بزرگوں سے بھی جوٹ نہیں۔ ایضاً بسند معتبر ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ایک روز امام زین العابدینؑ نے عبد اللہ بن عباس بن علیؓ کی طرف دیکھا۔ اور رو کر فرمایا۔ کوئی دن رسول خداؐ پر روز احد سے زیادہ سخت نہ تھا۔ کہ اس روز ان کے چچا حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے اور بعد اسکے روز موتہ تھا کہ ان کے بوسر علم جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے اور کوئی دن قتل پدر بزرگوار امام حسینؑ کے سخت نہیں پہنچتا۔ کہ تیس ہزار نامردوں نے جو مدعی تھے۔ کہ ہم امت محمدی سے ہیں۔ اس امام مظلوم کو گھیر لیا تھا۔ اور ہر ایک بعوض قتل امام حسینؑ تقرب بخدا چاہتا تھا۔ اور امام حسینؑ ان اشقیاء کو مؤظف و نصیحت فرماتے تھے اور خدا کو یاد دلاتے تھے اور ان اشرار جفاکار نے نصیحت آنحضرتؐ کی نہ سنی اور ان سے دست بردار نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ میرے پدر بزرگوار کو بجزوہ ستم شہید کیا۔ پھر فرمایا۔ خدا چچا عباسؓ پر رحمت نازل کرے کہ انہوں نے مردانگی اور جانفشانی سے اپنی جان اپنے برادر پر نثار کی۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھ ظالموں نے کاٹ ڈالے خدا نے ان کے ہاتھوں کے عوض دو پر اہمیں عطا کئے کہ ان پیروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح جعفر بن ابی طالب کو دو پر خدا نے عطا کئے۔ تحقیق عباس بن علیؓ کو خدا کے نزدیک ایسی منزلت عظیم ہے کہ بروز قیامت جمع شہداء ان کی منزلت کی آرزو کریں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ کوئی شہید ایسا نہیں جو آرزو نہ کرتا ہو کہ کاش ہم امام حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوتے اور

ان کے ہمراہ داخل بہشت ہوتے۔

## فصل دسویں - بیان عذاب قاتلان امام حسینؑ

ابن بابویہؒ نے بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: امام حسینؑ کا قاتل صندوق آتش میں ہے اور اس پر نصف عذاب تمام دنیا کا مقرر ہے۔ اس ملعون کے ہاتھ اور پاؤں کو آگ کی زنجیروں سے جکڑ کے اندھا قعر جہنم میں لٹکا دیا ہے۔ اس کی گندگی اور بدبو سے ساکنان جہنم پناہ خدا سے مانگتے ہیں اور وہ ملعون مع اپنے جمیع یاروں کے اور جس نے قتل حسینؑ پر اس کی اعانت کی ہے ابد الکا باد جہنم میں رہے گا اور جس قدر ان کا پوست جل جائے۔ خدا اسی قدر ان کا پوست تازہ آگادے گا کہ شدت عذاب الہی چمکیں اور ایک ساعت عذاب و عقوبت ان سے ساکن نہیں ہوتا۔ اور جمیع جہنم ان کے حلق میں ڈالتے ہیں۔ پس واسطے ہوان پر عذاب جہنم سے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے سوال کیا کہ میرا برادر ہارون مر گیا ہے اسے بخش دے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اگر گزشتگان و آئندگان کے حق میں تم شفاعت کرو گے بیشک میں تہمدی شفاعت قبول کروں گا۔ بحیر شفاعت قاتل حسین بن علیؑ کے کہ البتہ میں حسینؑ کے قاتل سے انتقام لوں گا۔ ایضاً۔ بسند معتبر آنحضرتؐ روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: میرے فرزند حسینؑ کو بدترین امت کا قتل کرے گا۔ جو اس ظالم سے بیزار ہوگا۔ بہشت میں جائیگا۔ اور جو فرزندوں سے بیزار ہوگا۔ وہ مجھ سے کافر ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے ایک شخص نے خدمت امام جعفر صادقؑ میں قاتل امام حسینؑ کا ذکر کیا۔ بعضے آنحضرتؐ نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ خدا اس سے دنیا میں انتقام لے حضرت نے فرمایا مگر عذاب خدا کو سہل و آسان جانتے ہو۔ کہ خدا نے اس ظالم کے لئے وہ عقوبت و عذاب ہائے الیم مقرر کئے ہیں جو کہ مثل عقوبتہائے دنیا نہیں ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جہنم میں ایک منزل ہے کہ اس کا مستحق کوئی نہیں۔ مگر قاتل حسین بن علیؑ قویٰ بن زکریا اس کا مستحق ہے۔

ابن قنویہؒ نے کعب الابرار سے روایت کیا۔  
**بیان عذاب لعن بر قاتلان حسین علیہ السلام** کی ہے کہ پہلے جس نے حسین بن علیؑ کے قاتل پر لعنت کیا ابراہیم خلیل اللہؑ تھے۔ اور انہوں نے اپنے فرزندوں کو حکم لعنت کرنے کا دیا اور ان

سے عہد و پیمان لیا۔ کہ ہمیشہ حسینؑ کے قاتل پر لعنت کریں۔ بعد ان کے حضرت موسیٰ نے لعنت کی اور اپنی امت کو لعنت کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کے بعد داؤدؑ نے اس پر لعنت کی اور بنی اسرائیل کو اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ نے ان پر لعنت کی۔ اور بنی اسرائیل کو بہت تاکید سے کہا کرتے تھے کہ قاتل حسینؑ بنی علی پر لعنت کرو۔ اور جب ان کا زمانہ تم کو نصیب ہو۔ ان کی خدمت میں جہاد کرنا جو ان کے ہمراہ شہید ہو گا ایسا کہ وہ گویا پیغمبر کے ہمراہ شہید ہو گا۔ اور گویا وہ زمین جس پر وہ شہید ہونگے میں دیکھ رہا ہوں اور ہر ایک پیغمبر کو بلا کی زیارت کو گیا۔ اور وہاں توقف کر کے اس زمین سے خطاب مبارک کیا۔ کہ تو ہی وہ زمین ہے کہ تجھ میں بہت خیر ہے اور ماہ تاباں امت تجھ میں دفن ہو گا۔ ایضاً۔ یحییٰ بن یسیرہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک دن جناب رسول خداؐ کو دیکھا۔ کہ حسینؑ کو آغوش مبارک میں لئے ہوئے کبھی امام حسنؑ کو اور کبھی امام حسینؑ کو پیار کرتے ہیں اور امام حسینؑ سے فرماتے تھے۔ اس پر واٹھے ہو۔ جو تجھے قتل کرے گا ایضاً۔ بسند ہائے صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے کہ کبھی بن زکریا کا قاتل دلدالہ تھا۔ اور امام حسینؑ کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ اور آسمان کسی پر نہیں رو دیا۔ مگر حضرت یحییٰ اور امام حسینؑ پر۔ ابن قولویہ و کلینی نے بسند معتبر داؤد رقی سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں جناب صادق کی خدمت میں تھا۔ کہ آنحضرتؐ نے پانی مانگا۔ جب نوش کیا۔ آنسو چشمہ مبارک سے جاری ہوئے۔ اور کہا۔ اے داؤد خدا امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ جو کوئی پانی پئے اور امام حسینؑ کو یاد کر کے انکے قاتل پر لعنت کرے حق تعالیٰ سو ہزار حسد اس کے لئے لکھتا ہے۔ اور سو ہزار گناہ اس کے بخش دیتا ہے۔ اور سو ہزار درجے اسکے لئے بلند کرتا ہے۔ اور اس شخص کو سو ہزار بدر آسمان کرنے کا ثواب ملتا ہے اور بروز قیامت خدا و فرم معوث ہو گا۔ ایضاً۔ کلینی نے بسند معتبر داؤد سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میں جناب صادق کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور ایک کبوتر آنحضرتؐ کے گھر میں بول رہا تھا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ اے داؤد جانتے ہو یہ کبوتر کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں واللہ میں آپ پر سے خدا ہوں حضرت نے فرمایا۔ یہ نفوسِ دلعن قاتلان حسینؑ پر کر رہا ہے لازم ہے کہ اس قسم کے کبوتر کرا اپنے گھر میں پالو۔ تفسیر امام حسنؑ عسکری میں لکھا ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہو گا۔ کہ وہ مدلی اسلام ہونگے اور میری نیکو ترین ذریت و پاکیزہ ترین اعزہ کو قتل کریں گے اور میری شریعت و سنت کو تبدیل کریں گے۔ اور میرے دو فرزند حسن و حسینؑ کو شہید کریں گے جس طرح گذشتگان یہود نے یحییٰ و زکریا کو شہید کیا۔ تحقیق کہ خدا ان پر لعنت کرتا ہے۔ اور ان کی بقیہ ذریت پر قبل قیامت امام ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ ذریت حسینؑ سے بھیجا

کہ وہ اپنے دوستوں کی شمشیر سے ان کو داخل جہنم کر لیا اور واضح ہو کہ خدا نے حسینؑ کے قاتلوں اور دوستان و یاران حسینؑ اور ان لوگوں پر جو لعن کرنے سے بغیر تفتیح چپ رہیں، لعنت کی ہے اور واضح ہو کہ خدا نے ان لوگوں پر جو امام حسینؑ پر از روئے شفقت و رحمت روتے ہیں اور ان پر جو قاتلان حسینؑ پر لعنت کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اہل انار شتم و کینہ کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اہل انار شتم و کینہ کرتے ہیں۔ صلوات بھیجتا ہے۔

اور واضح ہو

کہ جو لوگ قتل امام حسینؑ سے راضی ہیں وہ لوگ قتل امام حسینؑ میں شریک ہیں اور بتصیق کہ قاتلان امام حسینؑ اور یاور و دوست ان کے اور ان کی اقتدار کرنے والے دین خدا سے سزا رہیں بتیقین کہ خدا ملائکہ کو حکم کرتا ہے کہ امام حسینؑ کے اوپر رونے والوں کے آنسو خازن بہشت پاس لے جاؤ کہ وہ اب حیات میں ان آنسوؤں کو ملاؤ گے اور اس وجہ سے لذت و شیرینی اس پانی کی زیادہ ہو جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ ان رونے والوں کے آنسو جہنم میں ڈال دو کہ صمیم و حدید جہنم میں ملادیں۔ کہ شدت و حرارت اس کی زیادہ ہو۔ اور عذاب ساکنان جہنم پر ہزار درجہ زیادہ ہو جائے اور اس سبب سے عذاب دشمنان آل محمد جن کو جہنم میں نے جاتے ہیں زیادہ تر شدید ہو جاتا ہے

بعض کتب میں روایت کی ہے جب ابن زیاد ملعون نے اپنے حکایت کامل گفتگو یا راہب کی اصحاب کو جمع کر کے امام حسینؑ سے لڑنے پر تحریریں و تہذیب کی اور عمر بن سعد ملعون کو سردار و امیر لشکر مقرر کیا۔ اور حکومت دلانے کا اس سے وعدہ کیا۔ وہ ملعون اس بارہ میں متفکر ہوا اور اپنے اصحاب و دوستوں سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں میں ایک شخص تھا جسے کامل کہتے تھے اور وہ باکمال عقل و دیانت موصوف تھا۔ اس نے عمر بن سعد ملعون کو بہت پند و نصائح کئے۔ اور عذاب و عقوبات خدا سے ڈرایا لیکن اس بدبخت کو مفید نہ ہوا۔ پھر کامل نے کہا۔ میں ایک سفر میں ہمراہ تیر سے باپ کے تھا اور جانب شام جاتا تھا۔ اثنائے راہ میں میرا گھوڑا تھک گیا۔ اور تھکاتے چھوٹ کر پیا سا ہوا۔ اسی حالت میں میری نظر ایک راہب کے گرجا پر پڑی جب میں اس گرجہ کے نزدیک گیا۔ اور گھوڑے سے نیچے آیا۔ راہب نے مجھے گرجا سے دیکھا اور کہا کیا چاہتا ہے میں نے کہا پیا سا ہوں تھوڑا پانی چاہتا ہوں اس راہب نے کہا تم پیغمبر کی امت ہو جس کی امت دنیا کیلئے ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں میں نے کہا میں امت محمد صلعم ہوں اس نے کہا تم بدترین امت ہائے کفر سے سب سے بدتر و بدترین امت والے ہو۔ اس لئے کہ اپنے پیغمبر کی عزت سے دشمنی کرتے ہو اور ان کی عورتوں کو اسیر کر کے نکال مار لوٹ لیتے ہو میں نے کہا اسے راہب کیا ہم ایسے کام کر چکے ہیں

کہا ہاں اور جیتے ایسے کھم کرو گے تمام آسمان وزمین اور دریا و بہار و صحرا وحشی و مرغ و خرویش میں اگر ان کے قاتلوں پر لعنت کریں گے۔ اور ان کا قاتل دنیا میں نہ رہے گا۔ مگر بہت کم بعد اسکے ایک شخص ظاہر ہو گا۔ اور ان کا طلب خون کرے گا۔ اور جو ان کے قتل میں شریک ہو گا۔ اسے وہ شخص قتل کرے گا۔ اور کسی کو ان میں سے نہ چھوڑے گا۔ اور خدا ان کے قاتلوں کو جلد واصل جہنم کرے گا۔ بعد اسکے راہب نے کہا مجھے گمان ہے کہ تجھے کچھ قربت اس فرزند مبارک طیب کے قاتل سے ہے قسم بخدا۔ اگر میں اس وقت موجود ہوں۔ بیشک اپنی ہاتھ اس پر سے قربان کر دالوں میں نے کہا۔ اسے راہب میں اپنے نفس کو پناہ خدا میں دیتا ہوں۔ کہ قاتلان فرزند رسول خدا سے ہوں۔ اس نے کہا اگر تم نہیں ہو تو تمہارا قرابتی ایسا ہو گا۔ اور اس فرزند کے قاتل پر نصف عذاب جہنم ہو گا۔ اور عذاب فرعون و ہامان سے بھی اس کا عذاب بدتر ہو گا۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔ اور مشغول عبادت ہوا۔ اور مجھے پانی نہ دیا جب میں لشکر میں پہنچا۔ اس نے کہا۔ اسے کامل تم کو دیر کیوں لگی۔ میں نے اپنا ہاتھ کہا اور اس راہب کی نقل بیان کی۔ سعد نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو میں بھی ایک دن اس راہب کے پاس گیا ہوں نے مجھے بھی خبر دی کہ میں یا میرا بیٹا فرزند رسول خدا کا قاتل ہو گا۔ اور مجھے خوف ہے کہ میرا پس سر ان کا قاتل ہو اس وجہ سے سعد تیرے باپ نے تجھے نکال دیا تھا۔ اسے کھسک کر خوف کر کہ نصف عذاب اہل جہنم کا اس دنیا سے فاتی کے لئے مستوجب نہ ہو۔ یسین کہ شقاوت اس بد بخت پر زیادہ ہوئی۔ اور یہ باتیں اسے کچھ مؤثر نہ ہوئیں جب اس کلام کامل کی خبر ابن زیاد شقی کو پہنچی کامل کو اس نے بلایا۔ اور زبان اس کی کاٹ ڈالی۔ اور اس کے ایک ہفتہ کامل زندہ نہ کر رحمت الہی ملحق ہوئے

کتب معتبرہ و اسباب وغیرہ روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد  
**عبید اللہ بن زیاد لعن اللہ علیہ** ولد الزنا تھا۔ اور باپ اس کا زیاد بھی ولد الزنا تھا اور عبید  
 مادر زیاد زنا کار مشہور تھی چنانچہ اسے ایک قبیلہ ثقیف کے غلام نے زنا کیا۔ اور زیاد اس نطفہ زنا سے پیدا ہوا  
 اور چونکہ سفیان نے بھی سہمیہ سے زنا کیا تھا۔ اس وجہ سے معاویہ زیاد کو اپنا بھائی کہتا تھا۔ اور روایت  
 میں ہے عائشہ زیاد کو زیاد بن ابیہ کہتی تھی۔ اس لئے کہ اس کے باپ کا پتہ نہ تھا۔ اور یزید بن معاویہ بھلی کلیبی  
 کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور فرزند زنا تھا۔ لہذا اس کا باپ مشہور ہے کہ دونوں ولد الزنا تھے اور مشہور ہے  
 کہ ایک شخص نے قبیلہ بنی عذر سے ہمراہ ملار سعد زنا کیا۔ اور وہ اس نطفہ زنا سے پیدا ہوا۔ ایک روز سعد نے معاویہ  
 سے کہا میں تمہارے زیادہ متحق خلافت ہوں۔ معاویہ نے کہا ہاں بنی عذر سے پوچھنا چاہیے۔ احادیث کثیرہ  
 میں ائمہ اہلہد علیہم السلام سے روایت ہے کہ پیغمبروں کو اور ان کے اوصیاء کو اور ان کی ذریت کو نہیں قتل  
 کرتا مگر ولد الزنا اور ان کے قتل کا ارادہ نہیں کرتا مگر فرزند زنا ملعنتہ اللہ علیہم جمعین الی یوم الدین۔

شیخ طوسی نے لبرنہ معتبر روایت کی کہ معاذ بن وہب نے کہا میں ایک روز حکایت مردِ پیرِ کم خمدہ خدمت جناب صادق میں گیا۔ ناگاہ ایک مردِ پیرِ کم خمدہ خدمت آنحضرت میں آیا۔ اور سلام کیا حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اسے شیخ میرے قریب آئیے سن کروہ مرد پیر قریب آیا۔ اور دست مبارک آنحضرت چوم لیا اور رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے شیخ سبب تمہارے رونے کا کیا ہے اس مردِ پیر نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے ایک سو سال کا عمر مل گیا۔ کہ آرزو میری یہ ہے کہ خروج کیجئے اور شیعوں کو پیغمبرِ حق سے نجات دیجئے اور مجھے خیال رہتا ہے کہ اس سال یا اس مہینہ میں یا اس روز آپ خروج کریں گے۔ اور آپ کا میں رجحان نہیں پاتا۔ لہذا میں کیونکر نہ لڑوں۔ یہ کلام اس مردِ پیر کا حضرت سن کر رونے لگے اور فرمایا۔ اگر موت تمہاری اسے شیخ بتا خیر آئے اور ہم خروج کریں تم ہمراہ ہمارے ہو گئے۔ اور اگر قبل خروج تمہارا انتقال ہو جائے۔ بروز قیامت ہمراہ اہل بیت جناب رسول خدا ہو گئے جب اس مردِ پیر نے یہ سنا جبکہ میں نے آپ سے یہ کلام میمنت سنا جو کچھ مجھ سے فوت ہو جائے اس کی مجھے پروا نہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ جناب رسول خدا نے ارشاد کیا میں تم میں دو بزرگ چینیوں بھوڑے جاتا ہوں۔ کہ جب تک تم ان سے محکم ہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ دو چینیوں کتاب اللہ اور میری اہل بیت و حضرت ہیں اور جب بروز قیامت آؤ گے ہمراہ ہم اہل بیت ہو گے پھر فرمایا اسے پیر مرد میرا گمان ہے کہ تم کو فدہ کا باشندہ نہیں ہو۔ اس مردِ پیر نے کہا۔ میں آپ پر سے قربان ہوں۔ میں اطراف کو فدہ کا باشندہ ہوں۔ امام نے فرمایا۔ کیا تم میرے جدا امام حسین کی قبر مبارک کے قریب ہو اس نے کہا۔ ہاں بھوت نے فرمایا۔ تم ان کی قبر کی زیارت کو کیونکر جایا کرتے ہو۔ اس پیر مرد نے کہا۔ میں زیارت کو بہت جایا کرتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ اسے شیخ یہ وہ خون ہے جسے خداوند عالمیان طلب کرے گا۔ اور کوئی مصیبت فرزند ان فاطمہؑ پر مصیبت امام حسنؑ سے زیادہ نہیں گذری بتحقیق کہ امام حسینؑ معہ ستہ اہل بیت کے شہید ہوئے جنہوں نے خدا کے لئے جہاد کیا۔ اور خدا پر صبر کیا۔ اور خدا نے ان کو جزا بہترین جزائے صبر کنندہ گان عنایت فرمائی جب قیامت ہوگی جناب رسول خدا تشریف لائیں گے۔ اور امام حسینؑ ان کے ہمراہ ہوں گے۔ رسول خدا اپنا دست مبارک امام حسینؑ کے سر پر رکھیں گے۔ اور سر مبارک امام حسینؑ سے خون بہتا ہو گا۔ پھر جناب رسول خدا فرمائیں گے۔ پروردگار! میری امت سے سوال کر۔ کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا۔ یہ فرما کر حضرت نے ارشاد کیا۔ کہ ہر جزع و گریہ مکروۃً خوش ہے مگر جزع و گریہ کرنا امام حسینؑ پر باعث اجر و ثواب ہے۔

-----

# فصل کیا ہویں بیان ظلم و ستم بر شیعہ اہل بیتؑ

حضرت کشتی نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز منیم تمار  
 حرکات ابن منیم و حبیبؑ ابن مظاہر رضی اللہ عنہ کہ بزرگان اصحاب جناب امیر اور اصحاب  
 اسرار آنحضرت تھے مجلس بنی اسد کی طرف سے گذرے ناگاہ حبیب ابن مظاہر کہ منجم شہداء کے گرد ملائین منیم تمار سے ملے اور  
 کھڑے ہو کر آپس میں باتیں کرنے لگے حبیب ابن مظاہر نے کہا: گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک مرد میر کو جس کے سر کے  
 آگے بال نہیں اور شکم فریب ہے اور خیزہ فروش ہے اسے پکڑ لیا ہے اور بوجہ محبت اہل بیت رسالت سولی پر کھینچ لیا ہے  
 اور اس سولی پر اس کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ اس کلام سے غرض حبیب ابن مظاہر کی منیم تمار تھے منیم تمار نے کہا: گویا  
 میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں کہ اس کے سرخ بال اور گیسو میں وہ نصرت فرزند رسولؐ کو آیا ہے اور اسے قتل کر کے اس  
 کا سر اطراف کوفہ میں پھرا رہے ہیں۔ اس کلام سے غرض منیم تمار کی حبیب ابن مظاہر تھے۔ یہ باتیں کر کے  
 دونوں الگ ہو گئے اہل مجلس نے جب یہ باتیں سنیں آپس میں کہا ہم نے ان سے بھونٹا کوئی زیادہ نہیں  
 دیکھا۔ ہنوز اہل مجلس اٹھتے تھے کہ رشید بکیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مخرمان اسرار جناب امیرؑ تھے ان دونوں بزرگوار  
 کو بلانے آئے تھے اور اہل مجلس سے ان کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ دونوں قھوڑی دیر یہاں  
 کھڑے رہے اور آپس میں باتیں کر کے چلے گئے رشید نے کہا: خدا منیم تمار پر رحمت کرے منیم نے اس کو  
 فراموش کیا۔ کہ کہیں جو حبیب ابن مظاہر کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اس کا انعام اور ان کے انعام سے ایک سو  
 ہزار دھم زیادہ دیا جائے گا رشید یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اس جماعت نے کہا یہ شخص ان دونوں سے بھی زیادہ  
 بھونٹا ہے بعد قھوڑے دونوں کے دیکھا کہ منیم تمار کو روانہ کر دینا حریت پر سولی پر کھینچا ہے اور حبیب ابن مظاہر ہراہ  
 امام حسینؑ شہید ہوئے اور ان کا سر اطراف کوفہ میں پھرایا گیا حبیب ابن مظاہر منجمہ ان ستر شہیدوں کے تھے جنہوں  
 نے یاری و نصرت امام مظلوم کی اور مقابلہ کوہ ہائے آہن کے اور اپنے سینہ کو ہزاروں شمشیروں۔ نیزوں تلواروں  
 اور تیروں میں سپرد کر دیا۔ اور وہ انقیاد امت ان مجاہدین کو طمع ماہوائے کثیر دلاتے تھے اور یہ انکار انکار کرتے  
 تھے اور کہتے تھے جب تک ہماری آنکھ میں حرکت ہے اور ہماری آنکھ کھلی ہے ہم سب اپنی جانیں فدا  
 فرزند رسولؐ فدا کریں گے پس سب کے سب گرد امام حسینؑ کے لڑ بھڑ کر شہید ہو گئے۔ اور جب اس صحرائے  
 جنگ شروع ہوئی اور ہزاروں کافروں نے اس جماعت کو کھیر لیا حبیب ابن مظاہر ہراہ بربرین شہید ہمدانی  
 کہ وہ قاریان قرآن کے سردار تھے۔ آپس میں مزاح کر رہے تھے۔ بربر نے کہا: اے ہزارو یہ وقت ہنسی کا نہیں حبیبؑ

ابن مظاہر نے کہا اس روز سے بڑھ کر زیادہ روز کون سا خوشی کا ہے کہ یہ کافرو منافق شمشیروں سے ہم پر حملہ کرے اور ہم شہید ہو کر حوروں سے ہم آغوش ہوں اور نعیم ابدی بہشت میں پہنچیں۔

حضرت رشید ہجری اصحاب ایک نختہستان میں تشریف لائے اور ایک خرمہ

کے درخت کے نیچے بیٹھ کر فرمایا۔ اس میں سے خرمے توڑو جب خرمے توڑے مع اصحاب تناول فرمائے رشید ہجری نے کہا۔ یا حضرت یہ رطب کیسے عمدہ ہیں حضرت نے فرمایا۔ اے رشید تم کو اس درخت کے ایک ٹہنے پر سولی پر کھینچیں گے اور جب یہ تجر تہر ہوگی اس درخت کو کاٹ کر دو ٹکے کریں گے لیکن تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹے جاویں گے۔ بعد اس کلام کے رشید ہمیشہ اس درخت پاس آتے اور اسے پانی دیتے تھے ایک روز جو وہاں آئے دیکھا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالا ہے۔ رشید ہجری نے کہا۔ میری اجل قریب ہے۔ پھر بعد چند روز کے ابن زیاد لعین نے رشید ہجری رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ راستہ میں دیکھا۔ اس درخت کے دو حصے کٹے ہیں۔ کہا میرے لئے اس درخت کو کاٹا ہے۔ اس کے بعد رشید کو ابن زیاد شقی نے دوسری دفعہ طلب کیا۔ اور کہا۔ اپنے امام کی بھوٹی باتوں میں سے کوئی بات بیان کرو۔ رشید نے کہا۔ میں بھوٹا نہیں اور نہ میرے امام بھوٹے ہیں۔ انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا معلوم کرنے حکم دیا۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اس لئے کہ اس کے امام کا بھوٹ ظاہر ہو جب ہاتھ پاؤں ان کے کاٹ ڈالے اور گھر میں لے گئے۔ ابن زیاد لعین کو خبر ہوئی کہ رشید امور عربیہ و عجمیہ لوگوں سے بیان کریں۔ یہ سن کر اس شقی نے حکم دیا۔ کہ زبان بھی ان کی کاٹ ڈالو۔

حضرت رشید ہجری کہہ میں نے امتہ اللہ و خیر رشید ہجری سے ملاقات کی ہے

ہے اور کہا۔ مجھ سے بیان کرو۔ جو تم نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے امتہ اللہ نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ میرے پدر کہتے تھے۔ میں نے اپنے حبیب امیر المؤمنین سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اے رشید تم اس وقت کیونکر صبر کرو گے۔ جب تم کو بنی امیہ میں سے ایک ولد الزنا طلب کرے گا۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اگر انجام اس کا بہشت ہوگا حضرت نے فرمایا ہاں تم دنیا و آخرت میں میرے ہمراہ ہو گے۔ یہ کہہ کر رشید نے کہا قسم خدا میں نے دیکھا کہ عبداللہ ابن زیاد لعین نے میرے پدر بزرگوار کو طلب کیا اور امیر المؤمنین سے بیزار کر دیا میرے باپ نے قبول نہ کیا۔ اس نے کہا تمہارے امام نے تم کو کیونکر خبر تمہارے قتل کی دے ہے۔ میرے باپ نے کہا میرے غلیل حبیب امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھ سے کہیگا امیر المؤمنین سے بیزار کر دیا

اور میں قبول نہ کروں گا۔ پس تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا۔ اس لعین نے کہا: قسم بخدا میں تمہارے امام کو بھونکا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر حکم دیا ہاتھ پاؤں کے کاٹو اور زبان نہ کاٹو۔ پس میرے باپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر گھر میں میرے پاس بھیج دیا۔ میں اپنے باپ پاس گئی اور کہا: اے پدر آپ پروردوام کس طرح گذر رہا ہے میرے باپ نے کہا: اے دختر مجھے فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کوئی شخص انبوء و ثروہام مردم میں ہوا اور اسے لوگوں سے لگان ملے۔ بعد اس کے ہمسایہ کے لوگ اور دوست و احباب ان کو دیکھنے آئے اور اظہار درد و مصیبت میرے باپ پر کر کے روتے تھے۔ میرے باپ نے کہا: رونائینا چھوڑو اور روات و کاغذ لاؤ۔ کہ میں تم کو وہ لکھوادوں جو مجھے میرے مولا امیر المومنین نے خبر دی ہے کہ وہ اس کے بعد واقع ہوگی پس میرے پدر خبر پائے آئندہ بیان کرتے تھے۔ اور لوگ لکھتے تھے جب یہ خبر ابن زیاد لعین کو پہونچی کہ وہ خبر پائے آئندہ لوگوں سے بیان کر رہے ہیں۔ اور نزدیک ہے کہ قتلہ و فساد برپا ہو۔ اس حرامی نے کہا: اس کے مولا نے جھوٹ نہیں کہا۔ جادو اور اس کی زبان بھی کاٹ ڈالو۔ پھر میرے پدر کی زبان بھی کاٹی گئی۔ اور اسی رات برحمت الہی واصل ہوئے اور جناب امیر میرے باپ کو رشید بتلا کہتے تھے اور علم منیاد اور بلایا ان کو عطا کیا۔ اور اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ جب کسی کو دیکھتے تھے اس سے کہتے تھے تم اس طرح مرو گے۔ اور اس طرح قتل ہو گے۔ اور جو کچھ وہ کہتے تھے وہی ہوتا تھا۔

**اجزاء شہادت رشید ہجری** رضا شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ زیاد سارق نے کہا ایک روز میں ابی سے پوچھا: تم کو تمہارے مولا علی ابن ابی طالب نے کیونکر خبر دی ہے۔ میں تم کو کس طرح قتل کروں گا رشید نے کہا مجھے میرے مولا نے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں کاٹے گا۔ اور سولی پر فلاں درخت کے ٹہنے پر لٹکا دے گا۔ ابن زیاد شقی نے کہا قسم خدا میں تمہارے امام کو بھونکا کروں گا۔ اور تم کو چھوڑ دوں گا جب رشید ہجری نے چاہا مجلس ابن زیاد سے باہر آئیں وہ حرامی پشیمان ہوا۔ اور کہا: کوئی سیاست و عقوبت بدتر اس سے نہیں جن کی اس کے آقا نے اسے خبر دی ہے۔ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور اس درخت خرما کے ٹہنے پر سولی پر لٹکا دو۔ رشید ہجری نے کہا افسوس صد افسوس ایک بات رہ گئی جس کی میرے مولا نے مجھے خبر دی ہے ابن زیاد نے کہا: وہ کون بات ہے۔ رشید نے کہا میری زبان بھی کاٹی جائے گی۔ یسین کر ابن زیاد شقی نے کہا: ان کی زبان بھی کاٹ ڈالو رشید نے کہا: اب خبر امیر المومنین کی پوری ہوئی جو مجھ سے میرے مولا تابیان کی تھی۔

**حکایت مثیم تمار** رضا شیخ مفید و شیخ کشی و خیمو نے روایت کی ہے کہ مثیم تمار ایک زن نبی امدا کے غلام حرکایت مثیم تمار تھے۔ اور جناب امیر نے خرید فرما کر آزاد کر دیا تھا۔ ان سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے

کہا اسلام حضرت نے فرمایا مجھے رسول خدا نے خبر دی ہے کہ تمہارے باپ نے مجھ میں تمہارا نام منیم رکھا ہے۔  
 کہا۔ ہاں۔ خدا و رسول و امیر المؤمنین نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا میرے باپ نے میرا نام ہی رکھا۔ حضرت نے فرمایا  
 اپنا نام ساتھ رکھو۔ بلکہ جس کی جناب رسول خدا نے خبر دی ہے وہی رکھو پس اپنا نام منیم رکھا۔ اور کنیت اپنی  
 ابو سالم رکھی۔ ایک روز جناب امیر نے منیم سے کہا تم کو میرے بعد پکڑے جائیں گے۔ اور رسول پر کھینچ دینگے  
 اور حربہ تم پر ماریں گے اور تم سے روز خون تمہاری ناک اور منہ سے جاری ہوگا۔ اور تمہاری دو مٹھی خون سے  
 رنگیں ہوگی۔ اے منیم تم اس خضاب کے منتظر رہو اور تم کو دروازہ مردین حریت پر مع نوافل رسولی دیں گے اور کڑی  
 تمہاری سولی کی سب سے چھوٹی ہوگی۔ اور تم مرتبہ میں سب سے زیادہ ہو گے۔ میرے ساتھ آؤ میں تم کو وہ درخت  
 دکھاؤں جس کی چوب میں تم کو لٹکا دیں گے۔ پھر حضرت نے وہ درخت منیم کو دکھایا۔ و بروایت دیگر جب منیم تخت  
 جناب امیر میں کوفہ سے باہر جاتے تھے اور جناب امیر اس درخت پاس ہاتھ تھے اور فرماتے تھے اے منیم  
 تم میں اور اس درخت میں مصاحبت ہوگی۔ و بروایت دیگر جناب امیر نے کہا۔ اے منیم تمہارا کیا ہوگا جب ایک لڑکا لڑنا  
 بنی ایہہ میں سے تم کو بلا کر تکلیف دیگا کہ مجھ سے بیزاری کرو منیم نے کہا قسم بخدا میں بیزار نہ ہوں گا جناب امیر نے فرمایا  
 قسم بخدا و تم کو قتل کر لگا۔ سولی پر لٹکا دے گا۔ منیم نے کہا میں صبر کروں گا۔ اور یہ امر راہ خدا میں کم اور بہل میں جناب  
 امیر نے فرمایا۔ اے منیم تم آخر میں میرے ہمراہ میرے درجہ میں ہو گے۔ بعد جناب امیر کے منیم ہمیشہ اس درخت  
 پاس جاتے اور نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ اے درخت خدا تجھے برکت دے کہ میں تیرے لئے پیدا ہوا ہوں  
 اور تو میرے لئے بڑھا ہے اور جب عمرو بن حرث سے ملاقات ہوتی تھی کہتے میں ایک وقت میں تمہارا ہمسایہ  
 بنوں گا۔ رعایت ہمسائیگی مجھ سے کرو تا عمرو کا گمان تھا کہ منیم میرے نزدیک مکان اپنے رہنے کو لیں گے یہ مجھ کو  
 کہتے تھے۔ تم کو مبارک ہو خانہ ابن مسعود مولیٰ لوگے یا خانہ ابن حکیم مولیٰ لوگے اور یہ معلوم نہ تھا کہ مراد منیم کی کیا ہے  
 بعد اسکے جس سال امام حسین مدینہ سے توجہ سمکے ہوئے اور مکہ سے کمر لا کا قصد کیا منیم نے بھی ارادہ حج کیا اور آپ  
 نے ایک دوست سے کہا میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں۔ اس کو دل میں رکھنا جب تک کہ اس کی تعبیر ظاہر ہو  
 اور میرے کلام کی تم کو تصدیق ہو۔ واضح ہو کہ میں اس سال حج کو جاتا ہوں جب حج سے پھروں گا یہ وہ اللہ عزوجل  
 عبید اللہ ابن زیاد ایک تلوار دی میرے لئے بھیجے گا۔ اور وہ مجھے پکڑ کر اس کے پاس لے جائیں گے جب وہ  
 مجھے دیکھ گا کہیگا۔ یہ کس جلے بھنے کو میرے سامنے لائے جس کی ہڈی حشر ایک ہے قسم بخدا میں اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ  
 ڈالوں گا۔ اے دوست میں اس سے کہوں گا۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ علی ابن ابی طالب ہمام سنی سے زیادہ کچھ کہتے  
 تھے جس روز کوڑا تیرے سر پر مارا تھا۔ اور امام سنی نے کہا تھا۔ اے پردر آپ کوڑا کیوں اس کے سر پر مارتے ہیں  
 یہ تو میرا دوست ہے۔ جناب امیر نے فرمایا تھا قسم بخدا میں اس کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ ہمارے دشمنوں کا دوست اور ہمارا

دوستوں کا دشمن ہے پھر وہ فتی مجھے سولی پر کھینچے گا۔ اور میرے منہ پر لکھم باندھ دے گا۔ اور تیسرے روز خون میری کنا کے سوراخوں سے جاری ہو کر میری دائرہی اور سینہ پر بہے گا۔ بعد اسکے منیم اس سال حج کو گئے۔ اور ام سلمہ زورہ زورہ رسول خداؐ پاس بھی حاضر ہوئے ام سلمہ نے کہا تم کون ہو۔ کہا میں منیم ہوں۔ ام سلمہ نے کہا قسم بخدا میں نے ایک مدت کو سنا۔ رسول خداؐ تم کو یاد کر کے تمہاری سفارش علی بن ابی طالب سے کرتے تھے منیم نے امام حسینؑ کا حال ام سلمہ سے پوچھا۔ . . . . . ام سلمہ نے کہا اپنے کسی باغ میں گئے ہیں منیم نے کہا جب اٹلیں۔ ان سے میرا سلام کہنا۔ اور کہنا انشاء اللہ بہت جلد ہم سے اور آپ سے نزدیک حق تعالیٰ ملاقات ہوگی۔ یہ سن کر ام سلمہ نے خوشبو منگائی اور اپنی کتیرے کہا۔ اس سے منیم کی دائرہی خوشبو کر دے اور روغن ملنے کو کہا۔ منیم نے کہا تم نے میری دائرہی خوشبو کی۔ اور بہت جلد میری دائرہی کا محبت اہل بیت میں خون سے خضاب ہوگا۔ ام سلمہ نے کہا۔ امام حسینؑ تم کو بہت یاد کرتے تھے منیم نے کہا میں بھی ہمیشہ ان کی یاد میں رہتا ہوں۔ اس وقت بہت مستعجل ہوں۔ اور میرے ان کے لئے امر ایک مقلد ہوتا ہے کہ اس تک پہنچنا ضرور ہے جب باہر آئے دیکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ بیٹھے ہیں منیم نے کہا اے پسر عباس مجھ سے جو چاہو تفسیر قرآن کا سوال کرو کہ میں نے قرآن جناب امیر کے سامنے پڑھا ہے۔ اور اس کی تاویل آنحضرتؐ سے سنی ہے۔ ابن عباسؓ نے دہات و کاغذ مانگا۔ اور منیم سے پوچھ پوچھ کر لکھا یہاں تک کہ منیم نے کہا۔ اے پسر عباس تمہارا حال اس وقت کیا ہوگا جب مجھے دیکھو گے۔ ہمراہ نو آدمیوں کے سولی پر پھینچا جاؤں گا جب ابن عباسؓ نے یہ سنا کاغذ بھاڑ ڈالا۔ اور کہا تم کہانت کرتے ہو منیم نے کہا۔ کاغذ نہ بھاڑ دو جو کچھ میں نے کہا ہے اگر واقعہ نہ ہو تو کاغذ بھاڑ ڈالنا۔ بعد اس کے منیم جب حج سے فارغ ہو کر متوجہ کوفہ ہوئے۔ اور قبل اس کے کہ حج کو جائیں معرفت کو فد سے بہتے تھے جلد از جلد مجھے ایک حرام زادہ بنی امیہ سے طلب کر لیا۔ اور تو اس سے مہلت چاہے گا۔ اور آخر الامر مجھے اس کے پاس کوفہ میں سے جائیگا یہاں تک کہ دروازہ خانہ عمر بن حریث پر مجھے سولی دے گا۔ بعد اس کے جب عبید اللہ ابن زیاد کوفہ میں آیا۔ اور معرفت کو بلا کر منیم تمار کا حال پوچھا معرفت نے کہا وہ حج کو گئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ واللہ اگر تو ان کو نہ لائے گا تو میں تجھ کو قتل کر دوں گا پس معرفت نے مہلت مانگی۔ اور جلد قادیسیہ میں ان کے انتقال کو گیا۔ اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ منیم توبہ پا پیچے۔ وہ منیم کو پکڑ کر ابن زیاد پاس سے گیا جب منیم تمار داخل مجلس ابن زیاد فتی ہوئے۔ حاضرین مجلس نے کہا۔ علی ابن ابی طالب نزدیک تمہارے بہترین مروت تھے۔ اس فتی نے کہا تم پر دائے

لے کاہن خبر آئندہ بتانے والے کو کہتے ہیں جو اکثر جھوٹ بھی ہوتا ہے نہ معرفت اس شخص کو کہتے ہیں جو بولنے والے آگے نا واقف لوگوں کے حسب و نسب بیان کر سکے تعارف کرتا ہے۔

ہو وہ اس بچی کو اس قدر دوست رکھتے تھے سب نے کہا ہاں۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے منیم تمہارا خدا کہاں ہے منیم نے کہا غلاموں کی گھات میں ہے۔ اور تو ان غلاموں میں سے ہے۔ ابن زیاد نے کہا تم اس درجہ جرأت رکھتے ہو۔ کہ اس طور سے مجھ سے کلام کرتے ہو۔ لہذا ابو تراب سے بیزار ہو کر منیم نے کہا میں ابو تراب کو نہیں جانتا ابن زیاد نے کہا۔ علی بن ابی طالب سے بیزار ہو کر منیم نے کہا۔ اگر علی ابن ابی طالب سے بیزار ہو کر منیم نے کہا۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں تمہارے قتل کرینگا۔ اور سولی پر مرنے کو آمادہ ہو کر منیم نے کہا میرے مولا امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مولا اور اہل اہل بیت کی مخالفت کرتا ہوں تاکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ منیم نے کہا۔ میرے مولا اور اہل بیت نے جھوٹ نہیں کہا۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ جناب رسول خدا سے سنا ہے اور رسول خدا نے جبریل سے اور جبریل نے خداوند عظیم سے۔ تو ان کی مخالفت کیونکر کر سکے گا۔ اور میں جانتا ہوں جس طرح تو مجھے قتل کرینگا۔ اور جانتا ہوں۔ جہاں مجھے سولی دے گا۔ اور اس سے پہلے اسلام میں جس آدمی کے منہ پر لگام باندھیں گے وہ میں ہوں گا۔ بعد اسکے ابن زیاد نے حکم دیا منیم اور مختار دونوں کو قید کرے۔ قید خانہ میں منیم نے مختار سے کہا تم قید سے بھوٹ جاؤ گے اور خروج کرو گے اور طلب خون امام حسین کرو گے۔ اور عبید اللہ بن ریلو کو قتل کرو گے۔ جب مختار کو قتل کرنے سے پہلے قاصد بیزید کی جانب سے پہنچا۔ اور ایک نامہ لایا۔ اس میں لکھا تھا کہ مختار کو پھوڑ دو۔ پھر منیم کو بلایا۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کو سولی دروازہ منانہ عمرو بن حریث پر لٹکا دو۔ اس وقت عمرو نے مانا۔ کہ وہ جو مجھ سے منیم نے کہا تھا کہ اپنے ہمسایہ کی رعایت کرنا اس سے مراد یہ وقت تھا۔ پھر اپنی کینز کو حکم دیا۔ کہ ان کی سولی کے نیچے جھاڑو ہے۔ اور غریبوں کو روشن کرے۔ منیم نے عاصی فضائل اہل بیت شروع کیں اور بنی امیہ پر لعن کیا۔ اور دیگر امور جدال و قتال و حالات بنی امیہ کی خبر دیتے رہے۔ لوگوں نے ابن زیاد سے کہا۔ کہ اس شخص نے تم کو بدنام کر رکھا ہے۔ اس والد الزنا نے حکم دیا۔ کہ ان کے منہ پر لگام باندھ کر سولی پر کھینچ دیں کہ بات نہ کر سکے۔ جب تیسرا دن ہوا۔ ایک ملعون آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے کہا قسم بخدا حربہ میں تم پر ماروں گا۔ باوجودیکہ جانتا ہوں تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور راتوں کو عبادت الہی میں کھڑے رہتے تھے۔ یہ کہہ کر وہ حربہ اس شقی نے منیم کے چوتھ پر ملا کہ پہلو اس سے قطع ہو گیا۔ اور آخر روز خون ان کے دماغ کے سوراخوں سے جاری ہو کر ریش و سینہ مبارک پر جاری ہوا۔ اور مرغ روح نے جانب سیاحیں پر دلا کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ ایھا شیخ کشی مے امام زمانہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز منیم تمہارا خدمت امیر المؤمنین میں حاضر ہوئے اور آنحضرت آرام فرما رہے تھے منیم نے بوجہ اس علم کے جو امیر المؤمنین نے ان کو تعلیم کیا تھا کہا افسوس اے میرے مولا آپ کی ریش مبارک آپ کے

خون سر سے رنگین کریں گے بعد اسکے امیر المؤمنین بیدار ہوئے فرمایا۔ اے منیم تم کو پکڑ لیں گے۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالیں گے۔ اور وہ درخت جو کوفہ میں محلہ کناسہ میں واقع ہے اسے چار ٹکڑے کریں گے۔ ایک ٹکڑے پر تم کو سولی دیں گے۔ اور دوسرے پر حجر زین علی کو اور تیسرے پر محمد بن انعم کو اور چوتھے پر خالد بن مسعود کو سولی پر لٹکا دیں گے منیم نے کہا۔ اس خبر سے مجھے کچھ شک ہوا اور میں نے عرض کیا۔ یا حضرت البتہ ایسا ہو گا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ ہاں بھتی پروردگار کعبہ اسی طرح مجھے جناب رسول خدا نے خبر دی ہے۔ میں نے کہا۔ اے امیر المؤمنین مجھے کیوں قتل کریں گے جناب امیر نے فرمایا۔ ایک والد الزنا فرزند زنا کار عبید اللہ سپر زیاد تم کو ہماری محبت کی وجہ سے قید کرے گا۔ اور اسی طرح قتل کرے گا۔ بعد اسکے جب عبید اللہ بن زیاد داخل کوفہ ہوا۔ اس کا علم اسی خرما کے درخت میں الجھتا جس کی جانب جناب امیر نے خبر دی تھی۔ اور الجھ کر پھٹ گیا۔ اس ملعون نے یہ فال بد جانی اور حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالو۔ اس درخت کے چار ٹکڑے کئے۔ جب منیم کا لنگہ اس طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ اسے کاٹ ڈالا ہے منیم نے کہا اے درخت تو میرے لئے کاٹا گیا ہے بعد اسکے اپنے فرزند صالح سے کہا۔ ایک بیخ لاؤ اور اپنا نام اس بیخ پر لکھ کر۔ ان چاروں حصوں میں سے ایک حصہ جس کا لنگہ امیر المؤمنین نے دیا تھا بھونک دی۔ اور کہا مجھے اس حصہ پر سولی دیں گے۔ بعد تھوڑے دنوں کے منیم اور کو تو ال شہر سے اور اہل بازار سے نزاع ہوئی۔ منیم کو پکڑ کے ابن زیاد ملعون پاس لے گئے جب گفتگو ہوئی۔ اس شقی کو طاقت لسانی و فصاحت بیانی منیم کی اچھی طرح معلوم ہوئی اس وقت عمرو بن حریت نے کہا۔ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ کون ہے عمرو بن حریت ملعون نے کہا۔ یہ منیم تھا ہے کہ خود بھی بھوٹا ہے اور اس کا آقا علی بن ابی طالب بھی در معاذ اللہ بھوٹا ہے جب ابن زیاد شقی نے جانا کہ یہ منیم تھا ہیں۔ آتش خشم و غضب و کینہ اس کے سینہ میں بھڑکنے لگی۔ پھر سیدھا ہو کر بیٹھا۔ اور کہا۔ اے منیم تم جھوٹ بولا کرتے ہو منیم نے کہا۔ تو جھوٹ بولتا ہے میں سچا ہوں۔ اور میرے مولا امیر المؤمنین بھی سچے ہیں کہ سچے بادشاہ مومنوں کے وہی تھی۔ ابن زیاد ملعون نے کہا۔ علی سے بیزاری کرو اور ان کی برائی بیان کرو اور طاعت عثمان کی اختیار کر کے اس کی نیکیاں بیان کرو۔ اور اگر ایسا نہ کرو گے تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالوں گا جب منیم نے یہ سننا روئے لگے۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے منیم روتے کیوں ہو۔ کہا تیرے کردار و گفتار پر نہیں روتا۔ لیکن میں اس شک پر روتا ہوں جو میرے دل میں گذرا تھا۔ کہ ایک روز میرے مولا امیر المؤمنین نے اسی واقعہ کی مجھے خبر دی تھی۔ ابن زیاد نے کہا۔ امیر المؤمنین نے تم پر اس واقعہ کی کیونکر خبر دی بٹھے نے کہا میں ایک روز حضرت بناب امیر میں گیا۔ اور آنحضرت آرام فرما تھے میں نے ایسا کچھ کہا۔ اور حضرت نے اسی طرح مجھ سے کہا۔ اور جو کچھ جناب نے فرمایا تھا یہاں تک بیان کیا کہ اے منیم تم کو ایک کافر والد الزنا فرزند زنا کار پکڑے گا جب اس

فرزند والد الزمان نے سنا بہت طیش و غضب آلود ہو کر کہا قسم بخدا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ اور زبان نہ کاٹوں گا۔ کہ تیرا اور تیرے آقا کا بھوٹ ظاہر ہو جائے۔ بعد اسکے اس لعین نے حکم دیا کہ منیم تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور حکم دیا کہ ان کو سوئی پر لٹکا دو جب منیم کو باہر لے گئے ہجوم مردم میں باواز بلند کہا جسے علم منون علی ابن ابی طالب سنا منظور ہوئے اور عجب سے سننے۔ یہ سن کر لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور منیم تمہارے سوئی پر علوم و اسرار لوگوں سے بیان کرتے۔ اور عجائب و غرائب اخبار حیدر کرکڑ لوگوں سے بیان کرتے تھے۔ ناگاہ عمر بن حریث ملعون آیا اور دیکھا ہجوم ہے انہوہ۔ پوچھا سبب ہجوم و انہوہ و منیم کیا ہے۔ لوگوں نے کہا منیم تمہارا احادیث و اخبار حیدر کرکڑ لوگوں سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ملعون ابن زیاد شقی پاس گیا۔ اور کہا۔ جلد کسی کو وہاں بھیجئے کہ منیم کی زبان کاٹ ڈالے۔ اسکے کہ اگر ایک ساعت اور اس کی زبان منہ میں رہے گی۔ اہل کوفہ کی تم پر تلوار گر کر آگاہ۔ یہ سن کر ابن زیاد ملعون نے ایک خواص کی طرف جو اسکے بالائے سرخس کھڑا تھا۔ نفر کی اور کہا بجا اور اس کی زبان کاٹ ڈال جب وہ خواص آیا۔ کہا۔ اے منیم منیم نے کہا۔ مجھ سے کیا مطلب ہے خواص نے کہا زبان اپنی نکالو کہ امیر کا حکم ہے زبان تمہاری کاٹ ڈالوں۔ منیم نے کہا۔ اے والد الزمان تو کہا تھا۔ کہ میرے مولا کو چھوٹا کر دینا۔ آؤ میری زبان کاٹو۔ یہ کہہ کر زبان باہر نکالی۔ اور اس شقی نے کاٹ ڈالی۔ بعد اسکے لوگوں نے دیکھا۔ اسی حقہ چہارم درخت پر جس پر منیم نے بیٹھ کر کاڑی تھی اور اپنا نام لکھ دیا تھا۔ ان کو سوئی پر لٹکا دیا ہے۔ اور منیم تمہاری شہادت اس سے دس روز پہلے ہوئی جب امام حسین عراق میں پہنچے۔ ایٹھا۔ زوایت کی ہے جب وہ بزرگوار برحمت حق سلق ہوئے۔ سات آدمی غرما فروش جو منیم کے ہم پیشہ تھے ایک رات کو آئے جس وقت سب نگہبان و پاسبان جاگ رہے تھے اور حق تعالیٰ نے ان ساتوں آدمیوں کو ان سے پوشیدہ رکھا کہ ان کو وہ نہ دیکھ سکے یہاں تک کہ وہ ساتوں شخص منیم کو وہاں سے ایک نہر کے کنارے اٹھا لائے اور وہاں دفن کر کے پانی قبر پر جاری کر دیا۔ اس کے بعد ہر چند نگہبانوں نے تلاش کیا۔ مگر کہیں اثر و نشان قبر کا نہ پایا۔

## فصل بارہویں۔ توجہ جناب سید الشہداء علیہ السلام کے مغلطہ

توجہ جناب سید الشہداء علیہ السلام کے چند کتب فریقین میں اس واقعہ ہالہ کا مختلف طور سے ذکر ہے۔ لہذا جو کچھ اعظم علماء فہیہ رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے اس پر اختلافی گئی۔ اور اس وجہ سے کہ ان میں بھی اختلاف ہے لہذا جمل طور سے سب کا ذکر کر کے مقامات اختلاف میں اشارہ کر دیا ہے۔ ابن ابی عمیر نے بسند معتبر امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب ہنگام ارتحال بدترین اہل بغی و عدوان معاویہ بن ابی سفیان جانب سرک منیم عزاد

ایم نیل پہنچا۔ اپنے فرزند شقاوت ہندو نیز پلید علیہ اللعنتہ والعذاب اللہمید کو طلب کیا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر کہنے لگے کہ فرزند واضح ہو میں نے تیرے لئے گردن کشان جہاں کو ذلیل و مطیع و منقاد کیا۔ اور تمام شہروں کو تیرے تحت و تصرف دیا۔ اور جہان داری ملک فہر یاری تیرے واسطے مہیا کی۔ اب میں تین شخصوں سے تجھ پر ڈرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ وہ تیری مخالفت جہان تنگ اسے ہو سکے گا کریں گے۔ اول عبد اللہ پسپڑ ہلی خطاب دوم عبد اللہ پسپڑ سوم حسین بن علی لیکن عبد اللہ بن عمر وہ تجھ سے جدا نہ ہوگا اگر تو اس کی خاطر و مدارات کریگا۔ لیکن عبد اللہ پسپڑ اگر دوسری اس پر ہوا جائے۔ بند بند جدا کر دے اس لئے کہ وہ ہمیشہ تیری گھات میں ہے مثل اس شیر کے جو شکار کی گھات میں بیٹھا ہو اور مانند رو باہ شب و روز باندیشہ و مکر مشغول ہے کہ تیری دولت کو تباہ کرے لیکن امام حسینؑ ہیں ان کی نسبت قرابت کا حامل رسول خداؐ سے مجھے معلوم ہے کہ وہ پارہ تنی حضرت رسولؐ کے ہیں اور ان کے گوشت و خون سے پرورش ہوئے ہیں میں جانتا ہوں کہ بیشک اہل اوراق انکو بلائیں گے اور یاری و نصرت نہ کریں گے۔ بلکہ انکو تنہا چھوڑ دیں گے۔ لازم ہے اگر ان پر تو ظفر پائے۔ انکے حق حرمت کو پہنچانا۔ اور انکے منزلت و قرابت جو رسول خداؐ سے ہے اس کو یاد کرنا اور ان کی باتوں پر انکو مواخذہ نہ

یہ روایت موضوع ہے اور کتب اہل سنت سے علامہ موصوف نے تحریر فرمائی ہے۔ روضۃ الاحباب۔ اسد الغابہ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ قتل حسینؑ کیا تاراجی اہل بیت رسولؐ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت عمل میں آئی ہے

یزید ملعون اور عاندان یزیدی کی اسلام دشمنی خود نیز یزیدین کے ان اشعار سے اچھی طرح واضح ہوتی ہے جو اس نے اس وقت پڑھے جب اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ اس کے دربار میں کھڑا تھا۔ ملاحظہ ہو لہ

(باقی صفحہ ۱۸۰ پر)

لعبث بنو ہاشم بالملک فلا خبی جاد ولا وحی نزل

کرتا۔ اور جو روابط میں اس مدت میں ان سے حکم کئے ہیں۔ ان کو قطع کرنا اور ہرگز ہرگز ان کو کوئی صدمہ و ضرر نہ پہنچانا۔ مولف فرماتے ہیں کہ نرض اس کی ان نصیحتوں سے حفظ ملک و بادشاہی یزید تھی۔ اس لئے جانتا تھا کہ بعد شہادت امام حسینؑ سلطنت میں تزلزل ہوگا۔ اور تمام خلافت منافی و مومن یزید سے منحرف ہونے اور یہ خوبی واضح ہے کہ وہ بدعت انتقاد بخدا اور روز جزا و نبوت سید الانبیاءؑ نہ رکھتا تھا۔ اور اس کا کفر و نفاق تمام عالم پر ظاہر تھا۔

**درخواست بیعت از امام حسینؑ**  
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا جب معاویہ فوت ہوا اور یزید پلید اس کے بعد مسند خلافت باطل پر بیٹھا۔ اپنے چچا عقبہ بن ابوسفیان کو اور بروایت شیخ مفید وغیرہ نے کہا ہے ولید سپر عقبہ کو حاکم مدینہ کر کے مدینہ میں بھیجا اور روانہ ہی حکم کو کہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا معزول کیا جب عقبہ داخل مدینہ ہوا۔ اور مسند اسارت پر ممکن ہوا چاہا حکم یزید درباب روانہ جاری کرے مروان بھاگ گیا۔ اور عقبہ کا اس پر دسترس نہ چلا۔ بعد اسکے اس نے امام حسینؑ پاس ایک قاصد بھیجا کہ یزید نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسکے لئے آپ سے بیعت لوں (بقیہ صفحہ ۱۷۹)

بنی ہاشم محمدؐ نے حکومت کرنے کے لئے ایک کھیل کھیلا حقیقتہً ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی۔  
لیت اشیاخو بیدر شہدوا جزع الخزع من وقع الا سل  
کاش میرے وہ بزرگ جو جنگ بدر میں مارے گئے موجود ہوتے تو خوش ہو کر داد دیتے کہ میں نے خاندانِ رسولؐ سے انکا کیا پھانسی  
لا لھلوا واستھلوا فرجا ثم قالوا یا یزید لا تشل  
اور وہ مجھے دعا دیتے کہ اسے یزید تیرا ہاتھ بیکار نہ ہو۔

قد تمکنا القرون من ساداتھم وعد لنا قتل بدر فاعتدل  
میں نے ان کے پتے ہوئے بزرگوں اور سادات بنی ہاشم کو قتل کیا اور جنگ بدر کا انتقام لیا۔ تو غرض پورا ہو گیا۔  
لست من عتبه لم انتقم من بنی احمد ما کان فعل  
محمدؐ نے جو کچھ کیا تھا اگر میں ان سب کا انتقام ان کی اولاد سے نہ لیتا تو بے شک عقبہ کی نسل میں شمار ہونے کے قابل نہ رہتا۔  
(تاریخ کامل جلد چار ص ۳۵)

یہ ایک سلسلہ امر ہے کہ جو اثرات اولاد کے ہوتے ہیں وہ والدین کے اور جو خیالات والدین کے وہ اولاد کے ہوتے ہیں خاندانی دشمنی کے متعلق ان اشعار سے بخوبی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اہل بیت کے متعلق یہ خیالات یزید کے ہی نہیں تھے۔ بلکہ خاندانِ یزید معاویہ بنیانی کے بھی تھے جنگ صفین وغیرہ ان ہی خیالات کا اثر و نتیجہ تھی۔ لہذا اب یہ کہنا اور بات غیر ممکن (باقی صفحہ ۱۸۱ پر)

لازم ہے کہ یہاں اگر بیعت یزید کیجئے۔ جب امام حسینؑ تشریف لائے۔ فرمایا: اے عقبہ تو جانتا ہے کہ ہم خاندانِ عزت و کرامت و معدنِ نبوت و رسالت سے ہیں۔ اور ہم علمائے روشن دین اور نشاۃِ اولیٰ رہے یقیناً ہیں۔ خدا نے حق ہمارے دلوں کو سپرد کیا۔ اور ہماری زبانوں کو کیا اس سے اور ہمیشہ چشمہ ہائے حکمت و دریائے علم جنابِ اہدیت ہماری زبانِ معجز بیان پر جاری ہیں۔ میں نے اپنے جدِ بزرگوار جنابِ رسولِ خداؐ سے منسوب ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ خلافتِ فرزندانِ ابوسفیانؑ پر حرام ہے پھر میں اس گروہ سے کیونکر بیعت کروں جن کے حق میں جنابِ رسولِ خداؐ نے یہ اشارہ کیا ہے۔

جب عقبہ نے امام حسینؑ سے یہ جواب سنا۔ اپنے منشی کو بلایا اور اس **نامہ عقبہ بنام یزید لعین** مضمون کا نامہ یزید کو لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نامہ از طرف عقبہ پسر ابوسفیانؑ بجاغیب بندہٴ مخدوم یزید بادشاہِ مومنین ہے۔ اما بعد حسین بن علیؑ تم کو سزاوارِ خلافت نہیں مانتے اور تمہاری بیعت پر راضی نہیں ہیں پس جو کچھ تم ان کے حق میں بہتر جانو اس پر عمل کرو۔ والسلام جب یہ خط یزید پلید پاس پہنچا۔ جواب لکھا۔ لازم ہے اے عقبہ جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے فوراً جواب لکھو کہ میں نے میری بیعت کی اور کس نے میری مخالفت کی۔ اور لازم ہے کہ امام حسینؑ کا سر ہمراہ خط کے میرے پاس بھیج دے۔ اور شیخ مفیدؒ و سید ابن طاووسؒ و ابن شہر آشوبؒ و غیرہم رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے جب امام حسنؑ نے انتقال فرمایا۔ شیعیانِ عراق نے متعدد ہونے کے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ امام حسینؑ نے اس وقت موافقت ان کی میں صلاح نہ جانی اور حکم بھریا۔ جب امیر معاویہ دنیا سے گزر گئے۔ نصف ماہ برب نشتہ ہجری میں یزید نے ایک نامہ ولید پسر عقبہ بن ابوسفیانؑ کو کہ از جانب معاویہ حاکم مدینہ تھا۔ اس مضمون کا لکھا کہ امام حسینؑ و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن زبیر و عبد الرحمن بن ابی بکر سے میری بیعت ہے اور لازم ہے کہ ان پر تنگ گیری کر کے عذر قبول نہ کرنا اور جو میری بیعت سے انکار کرے اس کا سر بہت جلد میرے پاس بھیج دے۔ جب یہ نامہ ولید پاس پہنچا۔ اس نے مروان بن حکم سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ مروان شفیق نے کہا مناسب معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہنوز یہ لوگ انتقال معاویہ سے خبردار ہونے نہ پائیں کہ ان کو بلا کر یزید کی بیعت ان سے لے لے اور جو

(بقیہ صفحہ ۱۸۰) ہے کہ معاویہ یزید کو اہل بیت سے نیک سلوک کرنے کو وصیت کرے بلکہ یہ طرفدارانِ نبی اہیت کی تیار

کردہ روایات ہیں ان کو برحق ثابت کرنے کے لئے۔ لیکن یہ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

کہ خوشبو نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے (کوثرِ محمدی پوری عفی عنہ)

قبول نہ کرے اسے قتل کر۔ یہ بات ولید پر بہت گراں ہوئی۔ مگر اسی رات ان لوگوں کو طلب کیا۔ اور یہ اس وقت روضہ منورہ رسول خدا میں جمع تھے جب پیغام ولید سنا۔ امام حسین نے فرمایا۔ معاویہ مر گیا۔ اور ہم کو بیعت یزید کے واسطے طلب کیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر و عبد الرحمن بن ابوبکر نے کہا ہم اپنے گھر جا کر دروازہ بند کر لیتے ہیں۔ عبد اللہ بن زبیر نے کہا۔ میں ہرگز بیعت یزید نہ کروں گا۔ اور امام حسین نے فرمایا۔ البتہ میں ولید پاس جاؤں گا۔ پس حضرت امام حسین نے تیس شخصوں کو اپنے اہل بیت اور غلاموں اور ملاقات امام حسین با ولید کے مولیوں میں سے حکم فرمایا کہ تمھیں سب لیں جب سب تیار ہو چکے امام حسین اپنے ہمراہ لے چلے اور جا کر فرمایا تم سب دروازہ پر ٹھہرو جب میری آواز بلند ہو تم سب اندر چلے آنا جب امام حسین داخل مجلس ولید ہوئے۔ دیکھا مروان تنہا ولید پاس بیٹھا ہے۔ جب امام حسین بیٹھے۔ ولید نے قبر مرگ معاویہ امام حسین سے بیان کی حضرت نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ولید نے یزید کا خط پڑھا۔ حضرت نے فرمایا مجھے یہ گمان نہیں ہے کہ تم مجھ سے پنہاں یزید کے بیعت کرنے پر راضی ہو۔ چاہو گے کہ علانیہ لوگوں کے سامنے میں یزید کی بیعت کروں۔ ولید نے کہا۔ ہاں یہی مقصود ہے۔ حضرت نے فرمایا کل صبح اس بارہ میں جو مناسب ہو۔ جواب دوں گا۔ اور تم بھی اس بارہ میں خیال کرنا بعد اسکے آپس میں صلح کر کے ہم میں سے جو لائق خلافت ہوا اس کی بیعت کرنا۔ ولید نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لے چلیے۔ پھر بعد اسکے مجمع مروم میں آپ سے ملاقات کروں گا۔ مروان لعین نے کہا۔ حسین کو نہ جانے دو کہ اگر اس وقت تو نے ان سے بیعت نہ لی۔ پھر بغیر اسکے خونریزی نہ ہو وہ ہاتھ نہ آئیں گے۔ اس وقت تمہارے

نہ یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کا دل میں راہ رکھتے تھے اور بعد میں کو بھی لی بلکہ لوگوں کو بیعت یزید کیلئے مجبور کرتے تھے۔ بخاری جلد دوم ص ۱۵۱) عن تافع قال لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر وحشمة وولده فقال اني سمعت النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول ينصب لكل عاوس وادوي يوم القيمة وانا قد بايعنا هذا الرجل اي يزيد بن علي بن عبد الله وسوله واني لا اعلم عدلي انقله من ان يبيع رجل علي بن عبد الله وسوله. تافع روايت کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا۔ تو عبد اللہ بن عمر نے دوسرا مدینہ کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور کہا میں نے رسول پاک سے سنا ہے کہ امام کا بانی جو ہو گا۔ قیامت کو بغاوت کے جھنڈے تلے ہوں گے (یعنی بخشش نہ ہوگی) اور تحقیق ہم نے اس مرد یزید کی بیعت اللہ اور رسول کی بیعت جان کر کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ بیعت یزید بیعت خدا اور رسول اور اس کا انکاری بانی اور بغاوت کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ (کوثر پھریسی صفی سند)

قالبو میں ہیں جس طرح ہو سکے اسے بیعت لے لو اور اگر بیعت نہ کریں قتل کرو۔ امام حسینؑ اس کلام پر انجام مروان سے غضبناک ہوئے۔ اور فرمایا اے والد الزنا فرزند ان الرزق زنا کار بھلا تو یا وہ مجھے قتل کر سکے گا۔ قسم بخدا انھیں قتل نہ کر سکتا ہے۔ تو اور وہ کوئی میرے قتل پر قادر نہیں۔ بعد اسکے ولید کی طرف منیٰ طیب ہوئے۔ فرمایا اے ولید واضح ہو کہ ہم اہل بیت نبوت و معدن رسالت ہیں۔ ہمارے گھر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں خدا نے ہم کو نبوت و خلافت عطا کی اور ہم پر خلافت و امامت کو ختم کرے گا۔ اور نیزہ ایک مرو فاسق اور شارب خوار ہے لوگوں کو ناحق قتل کرتا ہے اور اعلانیہ انواع و اقسام کے فسوق و فجور و معاصی کا مرکز ہے مجھ ایسا اس فاسق جیسے سے ہرگز بیعت نہیں کر سکتا۔ بعد اسکے جو کچھ میرے اور تمہارے درمیان ٹھہریگا۔ یہ فرما کر ہمراہ اصحاب جانب دولت سر امر اجعت فرمائی۔ اور یہ واقعہ شب ستائیسویں صبح کو گذرا جب امام حسینؑ باہر تشریف لے گئے مروان لعین نے کہا۔ ولید سے تم نے میری بات نہ مانی۔ قسم بخدا اب ان پر دسترس نہ پاؤ گے۔ ولید نے جواب دیا۔ اے مروان تیری رائے پر دلے ہو۔ تیری رائے میری موجب ہلاکت دنیا و دین تھی۔ قسم بخدا میں راضی نہیں کہ تمام دنیا ہماری ہو جائے اور میں خون امام حسینؑ میں شریک ہوں۔ سبحان اللہ تو راضی ہے اس بات پر کہ میں امام حسینؑ کو قتل کروں کہ وہ نیزہ سے بیعت نہیں کرتے۔ قسم بخدا جو ان کے خون میں شریک ہوگا اس کو ہرزہ قیامت کوئی حسد نہ ملیگا۔ بظاہر مروان نے کہا۔ اگر تم نے اس وجہ سے میرا کہا نہ کیا۔ خوب کیا دل میں فعل ولید سے لہنی دھتا۔ لگے روز صبح کو امام حسینؑ باہر تشریف

**منارۃ امام حسینؑ یا مروان علیہ اللعن** لائے۔ بعض کو یہ ہائے مدینہ میں مروان نے حضرت کو دیکھا۔ اور کہا۔ میری نصیحت قبول کیجئے اور نیزہ سے بیعت کر لیجئے۔ کہ آپ کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہے۔ امام حسینؑ نے جواب میں فرمایا۔ انا للندوانا الیہ راجعون۔ حال اسلام پر دلے ہو کہ امت محمدیہ نیزہ ایسے خلیفہ کی خلافت میں مبتلا ہو تحقیق کہ میں نے اپنے جلد بزرگوار رسولؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے۔ الغرض اس بات پر بہت رنج و قدرح ہوئی۔ اور مروان غضب آلود ہو کر چلا گیا۔ ولید نے شب اول بعد اللہ بن زبیر سے بیعت لینے میں بہت مبالغہ کیا اور وہ صبح ہوتے ہی مدینہ سے جانب مکہ روانہ ہوا جب ولید اس کے جانے پر مطلع ہوا۔ ایک شخص کو نئی مہیہ میں سے ان کے تعاقب میں مع ہالیش سوار روانہ کیا۔ مگر چونکہ بعد اللہ راہ غیر متعارف سے گیا تھا۔ ہر چند ڈھونڈا۔ مگر نہ پایا اور واپس آئے جب روز طلبہ تمام ہوا۔ ولید نے کسی کو امام حسینؑ کی پاس بھیجا۔ اور روانہ بہت تاکید کی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہہ دو میرے کسی میں اس رات سوچوں انا فکر کروں گا۔

بروایت شیخ مفید اسی شب کہ وہ شب یک شنبہ ستائیسویں ماہ جب کی تھی۔  
**خواب دیکھنا امام حسین کا** امام حسین متوجہ مکہ ہوئے اور بروایت سابق امام زین العابدین نے فرمایا۔  
 جب امام حسین نے ارادہ لیا کہ اسی شب اول بقصد وصال اپنے جد بزرگوار جناب پیغمبر خدا کے روضہ مقدس میں گئے کہ  
 وداع کریں جب قریب قبر مطہر پہنچے۔ ایک نور قبر مطہر سے امام حسین کے لئے ظاہر ہوا۔ قریب امام حسین نے  
 وہ حالت مشاہدہ کی۔ اپنی دولت سرا کی جانب مراجعت فرمائی۔ پھر دوسری شب کو حضرت مقدس کی زیارت کو روانہ ہوئے  
 اور نزدیک مرقد مطہر اسی سرور کھڑے ہو کر بہت نمازیں پڑھیں۔ اور سجدہ میں نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا رسول خدا امام  
 حسین پاس تشریف لائے اور اس خوش مبارک میں نے کہ درمیان دو دیدہ بوسہ دیا۔ اور رورور کر فرمانے لگے میرے  
 مادر پیدر اسے فرزند تجھ پر تھا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں درمیان اشقیائے امت کو مجھ سے امید شفاعت رکھتے  
 ہیں۔ تو اپنے خون میں غوطے مار رہا ہے۔ تحقیق کہ ان ظالموں کا خدا کے یہاں کوئی حصہ نہیں۔ اسے فرزند تم بہت جلد  
 اپنے مادر پیدر بزرگوار پاس آؤ گے۔ اور وہ تمہارے مشتاق ہیں۔ اور تمہارے ہشت جہادید میں چند درجے ایسے ہیں۔  
 ان میں نہ پہنچ سکو گے مگر فہید ہو گے۔ یہ خواب دیکھ کر امام حسین معنوم و محزون بیدار ہوئے اور جانب دولت  
 سر امر اجعت فرمائی۔ اور خواب اہل بیت سے بیان کر کے عازم سفر عراق ہوئے۔

بروایت معتبر دیگر جب خبر بیعت طلبی یزید کی طرف سے ولید کو  
**وداع امام حسین از قبر بزرگوار** پہنچی بہت محزون معنوم ہوا۔ اور کہا مجھے منظور نہیں کہ میں امام  
 حسین فرزند رسول کو قتل کروں۔ اور مجھ سے ایسا نہ ہو گا کہ یزید یزید تمام روئے زمین مجھے دے دے۔ بعد اسکے  
 امام حسین کو طلب کیا۔ اس وقت حضرت اپنے جد امجد کے روضہ پر گئے ہوئے تھے جب امام حسین کو گھر میں نہ  
 پایا۔ اور ولید کو خبر کی۔ اس نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ وہ شہر سے چلے گئے اور میں ان کے خون میں  
 شریک نہ ہوا۔ اور جب امام حسین اس شب نزدیک قبر مطہر آئے۔ کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں پسرفٹ  
 ہوں۔ اور فرزند زادہ آپ کا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اپنی امت میں امانت رکھا۔ اور مجھے اپنا خلیفہ ان پر کیا۔ یا نبی  
 آپ گواہ ہیں آپ کی امت نے میری نفرت نہ کی اور میری حرمت کی رعایت نہ کی۔ اور مجھے تلف کیا۔ ان سب کی  
 میں آپ سے شکایت کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں آپ سے ملاقات کروں۔ یہ فرما کر مشغول نماز و عبادت ہوئے  
 اور صبح تک اپنے جد بزرگوار کے پاس بطاعت کرو گا ر قیام کیا۔ جب صبح ہوئی جانب دولت سر امر اجعت فرمائی  
 پھر دوسری شب روضہ مقدس جد عالی مقدس کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور چند رکعت نماز ادا کی جب نماز  
 سے فارغ ہوئے۔ کہا خداوند یہ قبر تیرے پیغمبر کی ہے۔ اور میں تیرے پیغمبر کا فرزند ہوں۔ اور مجھے جو امر در پیش ہے  
 وہ توجہ دینا ہے۔ خداوند میں نیکیوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اس کا حکم دیتا ہوں اور بدی کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور اس سے منع کرتا

ہوں۔ خداوند سبحان قبر اور صاحب قبر کے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے وہ اختیار کر جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضا ہو۔ صبح تک اپنے جد بزرگوار اور خداوند دلیل و نہار سے مناجات کرتے رہے جب قریب طلوع صبح ہوا۔ اپنا سر اقدس شریع اقدس جد بزرگوار پر رکھنا لگا نیند آگئی خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گروہ میٹھار ملائکہ مقربین کے وہ حضرت کو بیچ میں لئے تھے۔ قریب امام حسین آئے اور سید الشہدا کو آغوش میں لے کر سینہ سے لگایا۔ اور درمیان دو دیدہ بوسہ دے کر کہا اے حبیب من اے حسین ظہید من بہت جلد صبرائے کربلا میں تمہارا سر تن سے جدا کریں گے۔ اور تم اس گروہ میں جن کا دعویٰ ہوگا کہ میری امت سے ہیں خون میں تڑپو گے۔ اور پکے ہو گے وہ اثقیات کو پانی نہ دیں گے۔ اور باوجود ایسے افعال و اعمال کے میری شفاعت کی امید رکھتے ہو گے خدا ان کو بروز قیامت میری شفاعت سے محروم کرے اے نور دیدہ من اے فرزند پسندیدہ من تمہارے پدر و ملار و برادر میرے پاس آئے۔ اور تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں تمہارے لئے ریاض جنات میں چند درجے اور منزلت ایسی ہیں کہ بغیر شہید ہونے نہ مل سکیں گے۔ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو خواب میں اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے عرض کی کہ مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں مجھے اپنے ہمراہ اپنی قبر مطہر میں لے لیجئے اور شہرہ سے خلاص کیجئے جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے نور دیدہ۔ تم کو دنیا میں جلنے اور شہادت پر فائز ہونے بغیر چارہ نہیں اور بعد شہادت کے درجات بلند و سعادت ابدی تم کو حاصل ہوگی۔ تم اور تمہارے پدر و مادر و برادر و عجم اور تمہارے پدر کے ہم بروز قیامت با یکدیگر محشور ہونگے اور با یکدیگر دیگر داخل بہشت ہونگے۔ امام حسین گریاں و پریشانی خواب سے بیدار ہوئے اور جانب دولت سر امر اجمعت کر کے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان کیا اہل بیت رسالت سے۔ اس روز کوئی گھر اہل بیت سے خالی نہ تھا جس میں حزن و اندوہ نہ ہو۔ صلائے گریہ و نوحہ اہل بیت بلند تھی۔ بعد اسکے امام حسین اسباب ہمتیہ کے عازم مکہ ہوئے۔ اور رات کو اپنی ماں فاطمہ الزہرا کی قبر مطہر و معطر اور اپنے برادر امام حسن کی قبر منور پر چلے بطور رزم و اداع کیا اور صبح جانب دولت سر امر اجمعت کی اس وقت محمد بن حنفیہ حاضر

**عرض محمد بن حنفیہ خدمت امام حسین علیہ السلام خدمت ہوئے۔ اور کہا اے**

برادر آپ میرے نزدیک گرامی و عزیز ترین خلق ہیں۔ اور میں آپ کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ مجھ پر لازم ہے کہ جس میں آپ کی خیر ہو وہ آپ سے عرض کروں اور کیونکر نہ عرض کروں۔ حالانکہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں۔ اور میرے بمنزلہ جان و دل و دیدہ اور بزرگ اہل بیت رسالت اور میرے امام و پیشوا ہیں اور آپ کی طاقت مجھ پر واجب ہے اور خدا نے مجھ پر آپ کو فضیلت و شرافت دی ہے اور آپ کو بہترین سردار جو انان بہشت کیا ہے۔ میں آپ کے حق میں یہ صلاح مناسب جانتا ہوں کہ بیعت یزید سے کندہ کیجئے اور شہروں سے دوری اختیار کر کے جنگل کی طرف تشریف لے جائیں اور لوگوں کے پاس قاصد بھیجئے اپنی بیعت کی کثرت کیجئے۔ اگر۔۔۔

جمع ہو جائیں اور آپ کی بیعت اختیار کریں۔ اس وقت جو آپ کی خاطر مبارک میں ہے اس کا قصد کیجئے۔ اور اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت نہ کریں آپ خود مختار ہیں مجھے خوف ہے کہ آپ کسی شہر میں داخل ہوں۔ اور ابالیان شہر مختلف ہر کے کچھ آپ کی طرف ہو جائیں اور کچھ مخالفت کریں۔ اور آخر مسجد ال و قتال نوبت پہنچے اور آپ کی جان شریف اور آپ کے اہل بیت کی جانیں جو شریف ترین ہیں تلف ہو جائیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا ہے برادر کہاں جا کے توقف کروں۔ محمد بن حنفیہ نے کہا: مکہ تشریف لے جائیے۔ اگر ہو سکے وہاں قیام کیجئے اگر اہل مکہ بشیوہ بے وفائی پیش آئیں میں تشریف لے جائیے کہ ابالیان بلا و مین آپ کے جد و پدر کے قبیعہ ہیں۔ ان کے دل رحیم ہیں اور شہر ان کا وسیع ہے اور اگر وہاں بھی موقع قیام کا نہ ملے پہاڑوں اور جنگلوں میں جائیے اور منتظر فرصت رہیے کہ حق تعالیٰ آپ کے اور ان فاسقوں کے درمیان بحق حکم کرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے برادر اگر کہیں بھی مجھے پناہ نہ ملے مگر یزید سے بیعت نہ کروں گا۔ یہ سن کر محمد بن حنفیہ نے کلام تمام کیا اور بہت روئے اور امام حسینؑ بھی رونے پھر فرمایا: اے برادر خدا تم کو جزائے خیر دے تم نے مجھے نصیحت کی اور میری خیر خواہی کی۔ کہ اب میرا ارادہ مکہ معظمہ کا ہے اور میں اس سفر کا عازم ہوا ہوں۔ اپنے بھائیوں اور بھانجوں اور شیعوں کو ہمراہ لئے جاتا ہوں۔ اگر مناسب ہو تو مدینہ میں رہو اور میری جانب سے ان اشقیاء پر بطور جاسوس رہو۔ جو کچھ گذرے مجھے تحریر کرو۔ پھر دوات کا غذا منگا کر اس مضمون کا ایک وصیت نامہ لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ حسین بن علی بن ابی طالب کا اپنے برادر محمد المعروف بایں حنفیہ کی طرف ہے تحقیق کہ حسینؑ شہادت دیتا ہے کہ خدا یگانہ ہے اور کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اور کوئی دیتا ہے کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اور بحق و راستی حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور شہادت دیتا ہے کہ بہشت و دوزخ ہے اور قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خدا سب کو جو قبروں میں ہیں زندہ کرے گا۔ واضح ہو کہ میں از روئے طغیان و عدوان و فساد و ظلم نہیں جاتا ہوں۔ ولیکن اپنے نانا کی امت کی صلاح اس میں جانتا ہوں۔ کہ ان کو نیکیوں کا حکم دوں۔ اور بدیوں سے منع کروں۔ اور ان کے حق میں مثل اپنے نانا سید الانبیاء اور اپنے پدر سید اوصیاء کے عمل کروں۔ پس جو کوئی مجھے بحق و راستی خدا قبول کرے بحق و پاؤش اہل حق سزا دے اور جو مجھ پر رد کرے میں صبر کرتا ہوں تا آنکہ خدا میرے حق میں اور اس گروہ کے حق میں برامتی حکم کرے۔ اور خلافت ہشتون حکم کندگان ہے۔ اور یہ میری وصیت ہے برادر تم کہو۔ اور نہیں میری توفیق مگر خدا اور اسی پر ہے توکل اور اسی کی جانب میری بازگشت ہے بعد اسکے امام حسینؑ نے نامہ لپیٹا۔ اور اس پر ہر فرما کے محمد بن حنفیہؑ کے ہاتھ میں دیا۔ اور رات ہی کو روانہ ہوئے۔ کتب معتبرہ میں باسانید قویہ ابن قولویہؒ سے منقول ہے کہ ایک روز حمزہ بن حمران نے جناب صادقؑ کی خدمت میں عرض

کی کہ جب امام حسین متوجہ سفر عراق ہوئے۔ اس وقت محمد بن حنفیہ کیوں ہمراہ نہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا: میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ کہ پھر اسی طرح کا سوال نہ کرنا۔ واضح ہو کہ امام حسین جب سفر پر روانہ ہونے لگے۔ کاغذ طلب کیا۔ اور یہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نامہ حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف سے سبائب فرزند ان بام ہے۔ اما بعد جو میرے ہمراہ ہوگا شہید ہوگا۔ اور مجھے جو مخالفت کرے گا۔ رستگار نہ ہوگا

**افواج ملائکہ وجہاں کا حاضر ہونا** البسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے جب سید الشہداء

تیسرے ہاتھوں میں لٹے اسیان بہشت پر سوار حاضر ہوئے اور سلام کر کے کہا۔ اے حجت خدا تعالیٰ بعد اپنے جد و پدر برادر کے تمام خلق پر ہم نے حکم خداوند عالم آپ کے جد بزرگوار کی بہت سے مقامات پر نفرت کی اور اب ہم کو آپ کی نفرت لے لٹے بھیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہمارا اہمارا وعدہ گاہ مقام وہ ہے جسے خدا نے میرا موضع شہادت و دفن مقرر کیا ہے اور اس کا نام کر بلا ہے۔ جب میں اس زمین شریف پر پہنچوں۔ اس وقت میرے پاس آنا۔ ملائکہ نے عرض کی۔ اے حجت خدا جو حکم دیجیے گا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اگر آپ کو کسی سے نفرت ہو تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ اور دفع غر کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ لوگ مجھے کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے۔ یہاں تک کہ میں اپنے مقام شہادت پر پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد بے شمار فوجیں مسلمانان قوم جن کی خدمت امام حسین میں حاضر ہوئیں اور کہا۔ اے سید و بزرگ ہمارے ہم آپ کے شیعہ ہیں اور یادیں اپنے دشمنوں کے حق میں جو آپ حکم کریں ہم اس کی تعمیل و اطاعت کو حاضر ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کے سب دشمنوں کو بھی بک کر دیں اور آپ کو مطلق تعجب و رحمت اور حرکت نہ کرنی پڑے۔ امام حسین نے ان کو دعا دی۔ اور فرمایا مگر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ کہ خداوند عالم نے میرے جد بزرگوار کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اینما نکو نواید رککو الموت ولو کنتم فی بدو رج مشیدہ یعنی جس جگہ ہو گے وہاں موت پہنچے گی۔ ہر چند قلعہ ہائے محکم میں ہو اور پھر ارشاد کیا ہے لو کنتم یومئذ لیبوذا الذین کتب علیہم القتل الی مصنا جمع ہم یعنی اے محمد منافقوں سے کہو۔ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے۔ البتہ باہر آتے اپنے مقام قتل پر وہ لوگ جن کے مقدار میں قتل ہونا لکھا ہے۔ پس اگر میں اپنی جگہ توقف کو نہ اور جہاد کو نہ جاؤں اس خلق گمراہ کو کس سے تمنا کریں گے اور منافقین کس چیز سے امتحان کئے جائیں گے اور زمین کر بلا پر میری قبر میں کون سا کن ہوگا کہ خداوند عالم نے اس کو فراخ کیا۔ اور برگزیدہ فرمایا ہے اور اس مکان شریف کو میرے شیعہوں کا پشت و پناہ کیا ہے اور اس مقدس کی جانب جانا باعث رزق دینا و آخرت ہے لیکن تم لوگ بروز و فتنہ حاضر ہو کو میرے پاس آؤ۔ کہ میں آخر روز کر بلا میں شہید ہوگا جبکہ کوئی میرے اہل بیت سے باقی نہ رہے گا کہ اس کے

قتل کا ارادہ کریں۔ اور میرا سر نیزہ پلید پاس بے جانیں گے۔ یہ سن کر گروہ نبی جان نے کہا۔ اسے حبیب خدا اور فرزند حبیب خدا اگر آپ کے حکم کی اطاعت واجب نہ ہوتی اور آپ کی مخالفت جائز ہوتی تو بیشک ہم آپ کے تمام دشمنوں کو قتل اسکے۔ کدوہ آپ ننگہ ہو چتے قتل کر ڈالتے۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا میری قدرت ان کے دفع کرنے پر تہمدی قدرت سے زیادہ ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ حجت خدا کو خلق پر تمام کروں اور حکم خدا بجا لاؤں

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ تیسری تاریخ ماہ شعبان کو داخل مکہ معظمہ شہر میں داخل ہوئے۔ اور یہ کثیر تلاوت فرمایا۔ دلسا

توجہ تعلقاً مدینہ قال حسینؑ دبیہی سواد السبیل یعنی جب حضرت موسیٰؑ متوجہ شہر مدینہ ہوئے کہا ابیدو ہوں کہ میرا پروردگار مجھے براہ راست ہدایت کرے۔ اور مقام مقصد تک پہنچا دیں۔ جب اہل مکہ اور ایک گروہ نے جو اطراف سے عمرہ کو آئے تھے۔ خبر قدوم ہیئت لزوم امام مظلوم سنی خدمت آنحضرتؐ میں حاضر ہوئے۔ اور ہر صبح و شام ملازمت آنحضرتؐ میں حاضر ہوتے تھے۔ اور عبداللہ بن زبیر اس وقت مکہ میں قریب کعبہ مقیم تھا اور لوگوں کو قریب دینے کو ہمیشہ مشغول نماز رہا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات ملاقات حضرتؐ میں حاضر ہوتا تھا۔ اور بظاہر ظہر مسرت تشریف آوری حضرتؐ سے کرتا تھا۔ اور باطن میں حضرتؐ کے آنے سے راضی نہ تھا۔ اس لئے کہ جانتا تھا جب تک حضرتؐ مکہ میں رہیں گے۔ کوئی اہل حجاز سے میری بیعت نہ کرے گا۔ جب یہ خبریں اہل کوفہ کو پہنچیں شیعان کوفہ سلیمان بن خذامی کے گھر میں جمع ہوئے حمد و ثنائے الہی بجالائے اور دوبارہ فوت معاویہ فی بیعت یزید کے غم کو کی سلیمانؑ نے کہا جبکہ معاویہ مر گیا۔ اور امام حسینؑ بیعت یزید سے انکار کر کے مکہ معظمہ گئے ہیں اور تم ان کے شیعہ اور ان کے پیروں کو یزید کے پیروں کے ساتھ ہو گئے ہو۔ انکی نصرت کر سکو گے اور بجان و مال ان کی نصرت میں کوشش کر سکو گے ایک طریقہ ان کی خدمت میں لکھ کر یہاں بلاؤ۔ اور اگر ان کی نصرت میں سستی و کاہلی کرو گے یہ جان لو کہ شرط نیک خواہی اور متابعت کی بجا اداری نہ کرو گے۔ ان کو قریب نہ دو اور ہلاکت میں نہ ڈالو۔ شیعوں نے کہا جب حضرتؐ اس شہر کو پہنچے تو قہم سے منور کریں گے۔ ہم سب بقدم خلاص ان کی خدمت میں حاضر ہو گے ان سے بیعت کریں گے اور ان کی نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کریں گے اور پھر ایک طریقہ اس مضمون کا خدمت امام عالی مقام میں لکھا۔

مضمون خط سلیمان بن خذامی کوئی اور دیگر اہل کوفہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

خزاعی و مسیب بن نعبہ و رقاعہ بن خدا و بکلی و حبیب بن مظاہر از جمیع شعیان و مؤمنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدومت امام حسینؑ بن علی بن ابی طالب ہے آج ملام خدا ہو۔ اور ہم اس نعمتہائے کاملہ خدا پر جو ہم پر ہے

حمد کرتے ہیں۔ اور ہم شکر خدا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کے دشمن جبار کو کہ بغیر رضا مندی امت ان پر حاکم ہوا تھا ہلاک کیا۔ اور وہ بجور و عدوان امت پر حاکم۔ اور ان کے اموال میں بناحق تصرف کیا۔ اور نیکان امت کو قتل کیا۔ اور بد اطواروں کو نیکوں پر مسلط کیا۔ اور اموال خدا کو مالداروں اور جباروں پر تقسیم کیا۔ خدا سے نفروں کرے جس طرح قوم ثمود پر نغیر بن کی۔ اور واضح ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی امام دیشوا نہیں ہیں آپ ہماری طرف توبہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمائیے کہ ہم سب آپ کے مطیع ہیں۔ شاید حق تعالیٰ حق کو آپ کی برکت سے ہم پر ظاہر کرے۔ اور نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت ذلیل و خوار دار لامارۃ میں بیٹھا ہے اور ہم جمعہ کو اور عیدین میں وہاں تہاڑ پڑھتے نہیں جاتے۔ اور جب آپ کی خبر تشریف آوری ہم کو ملے گی۔ ہم اسے کوفہ سے نکال دیں گے کہ اہل خمام پاس چلا جائے۔ والسلام۔ اہل کوفہ

**کثرت خطوط اہل کوفہ حسینؑ** یہ خط عبداللہ بن مسیح ہمانی اور عبداللہ بن دال کے ہاتھ بخد مت امام دینا پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہ مبارک رمضان کو داخل مکہ ہوئے۔ اور نامہ اہل کوفہ خدمت امام حسینؑ میں پہونچا دیا۔ ان دونوں قاصدوں کی روانگی کے بعد دروز پھر اہل کوفہ نے قیس بن مسہرہ و عبداللہ بن شداد و سلمہ بن عبد اللہ کو کہ ڈیڑھ سو خطوط جو اہل کوفہ نے لکھے تھے دیکر بخد مت امام حسینؑ روانہ کیا۔ اور پھر دروز کے بعد تین چار بلکہ زیادہ لوگوں نے ایک خط لکھا۔ اور ہمدست بانی بن بانی سبجی و سعید بن عبد اللہ حنفی بخد مت آنحضرت روانہ کیا۔ اور خط میں لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سرفیضہ شیعوں اور زردیوں و مخلصوں کی طرف سے خدمت امام حسینؑ بن علی بن ابی طالب ہے۔ لہذا بعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں پاس تشریف لائیے کہ جمیع مروان ولایت منتظر قدم میمنت لزوم ہیں۔ اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں۔ البتہ بتجلیل تمام ہم مشتاقوں پاس تشریف لائیے والسلام۔ اہل کوفہ پس شیت بن ربیع و حمار بن الحمر و

نہ مذہب امامیہ کا عقیدہ ہے امام اس وقت تک عالم خاک سے نہیں جاتا جب تک اپنے بعد کیلئے امام کا نام اور بازو پکڑ کر نہ لکھا جائے۔ ایک لمحہ بھی دنیا میں ایسا نہیں گذرا کہ دنیا جت خدا سے خالی رہی لہذا جنہوں نے کوفہ سے امام حسینؑ علیہ السلام کو خط لکھے اور لکھا ہمارا کوئی امام دیشوا نہیں۔ وہ شیعہ مذہب نہیں رکھتے شیعہ مذہب میں امام منصوح من اللہ ہوتا ہے لوگوں کے بدلنے سے نہیں بنتا کوفہ میں بلکہ وہ تھے جو امامت کیلئے جماع کے قائل تھے۔ کیونکہ شیعہ تو جماع کے قائل نہیں ہیں یہی وجہ رہی جب نائب امام حسینؑ کوفہ میں آئے تو امامت حسینؑ پر اجتماع کر گئے بعد میں امامت یزید پر اتفاق کر گئے اگر وہ شیعہ ہوتے تو یہ نہ لکھتے کہ اس وقت کوئی ہمارا امام اور دیشوا نہیں ہے شیعہ مسلمات میں ہے الحجۃ قبل القیامۃ من قبل اللہ۔ بحجت امام مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ ہے اور مخلوق کے بعد ہے لہذا ایک لمحہ بھی بلا امام جمیع گذر سکتا

(مکوشہ پڑوی)

یزید بن حارث و زودہ بن قیس و زید بن جراح و محمد بن عمرو نے دوسرا اس مضمون کا سلیفہ لکھا۔ بعد حمد و نعمت گذارش ہے کہ تمام صحرا سبز اور میوے تیار ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو آپ کے لئے یہاں لشکر مہیا و حاضر ہے اور ہم شہب دروڑ آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ ہر چند ہر طرح کے خطوط خدمت آنحضرت میں پہنچتے تھے۔ مگر حضرت ثمال دیتے تھے اور جواب ان کا نہ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ چھ تو خطوط ان مکاروں غداروں کے امام حسینؑ پاس پہنچے۔ اور جیب مبالغہ و اصرار از حد ان کا ہوا۔ اور متعدد قاصد حضرت پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کو ذیہ آگئے۔ حضرت نے ان کے آخری خط کا جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ بن علیؑ شیعہوں و مومنوں کے اہل کوفہ کی طرف ہے۔ امام بعد بہت سے فاصدوں اور خطوط آنے کے بعد جو تم نے خط ہانی و معید کے ہاتھ مجھے بھیجا مجھے پہنچا۔ سب تہارے خطوط میرے پاس پہنچے اور سب کے مضامین سے مطلع ہوا۔ تم نے سب خطوط میں میرے پاس لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں بہت جلد آپ ہمارے پاس تشریف لائیے۔ خلا آپ کی برکت سے ہم کو کحقی بدایت کرے۔ واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے پاس اپنے برادر و پسر عم و محل اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں جو کچھ تم نے مجھے خطوط میں لکھا ہے۔ مشورہ عقلا و دانا یاں و اشرف و بزرگان قوم لکھا ہے۔ اس وقت میں بہت جلد انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ امام وہی ہے جو درمیان مردم بکتاب خدا حکم اور بعد الت قیام کرے اور قدم جادہ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے۔ والسلام حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام۔

## فصل تہم صویر روایگی حضرت مسلمؑ کوفہ

روانہ فرمانا سید خلیل و نوبادہ بوستان مکرمت و تعمیل کا حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو جانب کوفہ شہادت مسلمؑ جب خط و کتابت کو فیلان یوفا کی از حد ہوئی جناب امام حسینؑ نے مسلمؑ بن عقیلؑ اپنے چچا زاد بھائی کو کہ بوفور عقل و علم و تدبیر و صلاح و سداد و فجاوت و سخاوت و منابعت ممتاز تھے۔ طلب کیا اور کوفیوں سے بیعت لینے کو ہمراہ قیس بن مسہر صید اسی و عمارہ بن عبد اللہ سلونی و عبد الرحمن بن عبد اللہ ازوی بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور حکم بتقرری دی و پیہر گاری کیا۔ اور اپنا ازای الفین سے پوشیدہ رکھنا اور حسن تدبیر و لطف و مداوا کرنے کو فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ اگر اہل کوفہ میری بیعت پر اتفاق کریں۔ بہت جلد مجھے حقیقت سال سے مطلع کرنا پس حضرت مسلمؑ رخصت ہو کر مدینہ میں آگئے اور مسجد مدینہ میں نماز پڑھی۔ اور جناب رسول خدا کی زیارت کر کے اپنے مکان میں گئے۔

**رخصت امام حسینؑ از اہل مدینہ** ابن قولویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔

جب امام حسینؑ نے ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ عورات و مخدرات بنی ہاشم جمع ہوئیں، اور صلے گریہ و نوہ و نزاری بلند ہوئی۔ امام حسینؑ نے جب ان کی نالہ و بیقراری ملاحظہ فرمائی۔ کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ صبر کرو اور رونے پینے سے ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے کہا اسے سید و سرور ہم کس طرح نالہ و نوہ و بیقراری سے باز نہیں جالانکہ آپ جیسا بزرگوار و محترم و ناکامی ہم سے جانا اور ہم بیکسوں کو غریب و تنہا چھوڑ دیتا ہے اور انجام کار ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا۔ اب نالہ و بیقراری کس دن کیلئے رہنے دیں۔ قسم بخدا یہ دن ہمارے لئے مثل اس دن کے ہے جس دن جناب رسول خداؐ نے دنیا سے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز ہے جس روز جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز کے ہے جس روز امیر المومنینؑ شہید ہوئے اور مثل اس دن کے ہے جس دن امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور مثل اس روز کے ہے جس دن رقیہ زینب و کلثوم نے شہادت اختیار کی۔ اے محبوب قلوب سونماں اے یادگار بزرگوار ان خدا ہماری جانوں کو آپ پر سے فدا کرے۔ بعد اسکے امام حسینؑ کی ایک چھوٹی تشریف لائیں اور نوہ و نزاری کر کے کہا۔ اے نور دیدہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت میں نے سنا جنات تم پر نوہ کر کے کہہ رہے ہیں شہید کر بلائے آل بنی ہاشم سے قریش کی گردنوں کو ذیل کیا۔ وہ بزرگوار جو حبیب رسول خداؐ تھا۔ اور ہرگز کوئی بدی اس سے ظاہر نہ ہوئی۔ اس کی مصیبت نے لوگوں کی ناکوں کو خاک پر گر دیا پس ان مخدرات و محجرات ہمدت و عبادت نے ایک آواز ہو کر مرنیہ ہائے جانسوز مصیبت امام حسینؑ میں پڑھے اور شکمائے خونین آنکھوں سے جدی کر کے اس امام مظلوم کو وداع کیا۔

**وداع امام حسینؑ از امام مسلمہؑ** قطب راوندیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے قصد مدینہ کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زود بطاہرہ جناب رسول خداؐ شہداء پاس آئیں۔ اور کہا۔ اے فرزند گرامی مجھے اپنے سسر و اق سے اذموہ کیں و ملول نہ کرو۔ اسلئے میں نے تہلے جد بزرگوار سے سنا۔ مکرر فرماتے تھے میرا فرزند دہندہ حسینؑ زمین افاق پر پھینچ جو ر اہل کفر و نفاق سے شہید ہوگا۔ اور اس زمین کا نام کر بلا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر مہترم میں خوب جانتا ہوں پھر مجھے مگر کوئی چارہ بجز جانے کے نہیں۔ حکم خدا کی تعمیل کرتا ہوں۔ اور قسم بخدا میں جانتا ہوں کہ کس روز شہید ہونگا۔ اور کون مجھے شہید کریگا۔ اور کس زمین پر دفن ہونگا۔ اور ان کو بھی جانتا ہوں جو میرے ہمراہ اہل بیت سے ہونگے اور عزیز شہید ہونگے۔ اے مادر گرامی اگر آپ چاہیں۔ تو وہ جگہ جہاں میں شہید اور دفن ہونگا۔ آپ کو دکھا دوں۔ یہ فرما کر امام حسینؑ نے دست مبارک سے جانب کر بلا اشارہ کیا اور بالعماد آنحضرتؐ زمین ہائے دنیا پست اور زمین کر بلا بلند ہو گئی۔ یہاں تک کہ حضرت نے محل شہادت و موضع دفن اپنا اور ہر ایک اصحاب کا اور اپنے لشکر کی جگہ حضرت ام سلمہؑ کو دکھا دی۔ یہ دیکھ کر ام سلمہؑ نے فغان و نالہ بلند کر کے رورہ کر اوروں کو رلا دیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر گرامی اس طرح مقدر ہوا ہے کہ میں بظلم و ستم

شہید ہوں۔ اور میرے فرزند ان دُعاؤں اور نذرانوں اور میرے اہل بیت اور عورتوں و اطفال قید ہو کر شہرِ بصرہ و دیارِ بیدار بھڑکے جائیں اور ہر چند فریاد و استغاثہ کریں مگر کوئی معین و مددگار نہ پائیں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ اے فرزندِ دلہند تمہارے جدِ عالی قدر نے تربت تمہارے مدفن کی مجھے دی ہے۔ اور میں نے فیشہ میں رکھ چھوڑی ہے۔ امام حسینؑ نے ہاتھ بلند کر کے ایک مشت خاک اٹھا کر ام سلمہؓ کو دے دی۔ اور فرمایا۔ اے ملکہِ گرامی اس خاک کو بھی اس فیشہ میں رکھئے جب یہ دونوں خون ہو جائیں۔ جانیئے گا کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔ امام زین العابدینؑ سے بسندِ سابق منقول ہے جب حضرت نے قصدِ سفر کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں اس صحرا میں سببِ زور و دستوں کو دوا کیا۔ اور اپنی خواہروں و دخترؤں کو محلوں میں سوار کر کے قاصم فرزندِ بنی کعبہ کے ایک نفرِ اصحاب و اہل بیت کے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے کہ ان میں سے ابو بکر و محمد عثمان و عباس فرزندانِ امیر المؤمنین و عبداللہ پسرِ مسلم بن عقیل و علی اکبر و علی اصغر تھے جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ طبعِ مفید اور دیگر علماء رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے جب امام حسینؑ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے یہ آیتہ تلاوت فرمایا کہ قصہ حضرت موسیٰؑ میں جبکہ وہ فرعون کے خوف سے بمقامِ مدین چلے گئے نازل ہوا ہے۔ فخرج منها خائفا يتروق قال رب نجني من القوم الظالمين یعنی شہر سے باہر گئے ترساں اور امید وار دشمنوں کے پہونچنے کے کہا۔ پروردگار مجھے نجات دے گروہ ستیگاروں سے۔ پس۔ امام حسینؑ راہِ متعارف سے روانہ ہوئے اہل بیت آنحضرتؐ نے کہا بہتر ہے۔ راہ غیر متعارف سے تشریف لے چلے جس طرح ابنِ زبیر گیا۔ اس لئے کہ کوئی اگر ہم کو ڈھونڈتا آئے ہم کو نہ پائے امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں راہِ راست سے جہانہ ہوں گا۔ یہاں تک خداوندِ عالم کو جو منظور ہے میرے اور ان کے درمیان حکم کرے۔

**انتقالِ ہمراہیانِ حضرت مسلمؑ**  
حضرت مسلمؑ اپنے اہل و عیال سے اور عزیزوں سے بھٹ کر دو شخص جو منزلوں اور راہوں سے واقف تھے قیام قیس سے ہمراہ لے کر متوجہ کوثر ہوئے۔ یہ دونوں راہ بھول گئے اور جو پانی ہمراہ تھا۔ وہ بھی تمام ہو چکا یہ دو شخص جو ہمراہ تھے پیاس کی شدت سے مر گئے۔ اور حضرت مسلمؑ بمشقت تمام پانی تک پہنچے۔ اور وہاں سے ایک لڑیضہ خدمتِ امام حسینؑ میں لکھا۔ اور اپنی حقیقت حال اور اپنے ساتھیوں کے مرجھانے کی کیفیت اس خط میں درج کی۔ اور لکھا میں نے ابتدائے سفر میں اس واقعہ کو اپنے لئے فال نیک تصور نہیں کیا اگر آپ مناسب جہانیں تو مجھے اس سفر سے معاف رکھیں۔ اور یہ لڑیضہ ہمدستِ قیس بن مسہر روانہ کیا جتا امام حسینؑ نے جواب میں لکھا۔ میرے گمان میں یہ ہے کہ تم بوجہ خوف و ترس اس سفر سے عذر کرتے ہو

جب یہ نامہ امام حسینؑ حضرت مسلمؑ پاس پہنچا روانہ کو فہ ہوئے۔ اثنائے رہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک تیرہ سو پیر مارا۔ اور وہ آہو زہمین پر گر کے ہلاک ہو گیا۔ حضرت مسلمؑ نے کہا۔ الیٰس اللہ میں اپنے دشمن کو قتل کروں گا۔ ظاہر میں تو یہ کہا۔ اور باطن میں اس حال کے مشاہدہ سے خاطر شریف زیادہ تریشیمان ہوئی اور جب کو فہ میں پہنچے۔ مختار بن ابوبکرؑ نے تقنی کے مکان میں اترے اور مردم کو فہ نے خبر تشریف آوری مسلمؑ سے بہت خوشیاں کیں۔

**کثرت مردماں بیعت کنندہ** لوگ فوج فوج خدمت حضرت مسلمؑ میں آتے تھے اور مسلمؑ نامہ امام حسینؑ پڑھتے تھے اور وہ لوگ نامہ سن کر روتے

تھے اور بیعت کرتے تھے یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار کو فی بٹرن بیعت امام حسینؑ سے مشرف ہوئے۔ اس وقت ایک عریضہ حضرت مسلمؑ نے خدمت امام حسینؑ میں لکھا۔ کہ اس وقت تک اٹھارہ ہزار آدمی آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو مناسب ہے جب ضیعہ بہت حضرت مسلمؑ پاس جمع ہو گئے۔ اور نعمان بن بشیر جو کہ معاویہ دیزید کی طرف سے حاکم کو فہ تھا حقیقت حال سے مطلع ہوا۔ مسجد میں آکر منبر پر گیا اور بعد حمد و ثنائے الہی درود حضرت رسالت پناہی نعمان نے کہا۔ اما بعد اسے بندگان خدا لازم ہے کہ حق تعالیٰ سے ڈرو اور امت میں فتنہ و فساد نہ کرو کہ موجب قتل و غوریزی مسلمانان و عمارت اموال بندگان نہ ہو۔ جو مجھ سے جنگ نہ کرے گا میں اس سے جنگ نہ کروں گا۔ اور جب تک تم آرام سے ہو میں تم کو بے چین نہ کروں گا۔ اور بہ تہمت و گمان کسی کو عقوبت و عذاب نہ کروں گا۔ ویکن اگر خروج کرو گے اور میرے مقابل ہو گے اور بیعت شکنی اپنے خلیفہ کی کرو گے۔ قسم بخدا میں تیغیں انہام و انتقام سے کھینچ کے جب تک دستہ ضمیر میرے ہاتھ میں رہیگا۔ تم سے حرب و ضرب میں دریغ نہ کروں گا۔ ہر چند تم میں سے ایک بھی میری نفرت نہ کرے اور اور مجھے امید ہے۔ تم میں حق شناس مفسدوں کے نسبت زیادہ ہیں بعد اسکے عبد اللہ مسلمؑ بیعت نہ کرے۔ ہم سو گند بنی امیہ تھا کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اس طرح کے کلام سے دفع شر و فتنہ نہ ہو گا۔ اس طرح کی گفتگو ضعیف دست و پیادہ نامر لوگوں کی ہوتی ہے۔ نعمان نے کہا۔ اگر ضعیف ہوں۔ اور اطاعت خدا میں ہوں۔ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ غالب ہوں اور مصیبت خدا کروں۔ یہ کہہ کے منبر سے نیچے آیا۔ اور عبد اللہ بن مسلمؑ بیعت نہ کرنا نہ لکھا اور اس خط میں درج کیا۔ کہ مسلمؑ بن عقیل کو فہ میں آئے اور ضیعان کو فہ مسلمؑ بن عقیل سے امام حسینؑ کی بیعت کرتے ہیں۔ اگر کو فہ کی ریاست منظور ہے۔ کسی کو حاکم کو فہ مقرر کر کے بھیج دو کہ دشمنوں کے حق میں مثل تمہارے اہتمام کرے اس لئے کہ نعمان بن بشیر کو یا تاب مقابلہ نہیں یا دانستہ تساہل کرتا ہے۔ اور عمر بن سعد شقی نے بھی اس مضمون کے خطوط لکھے جب پلید یزید مضاف میں خط سے مطلع ہوا سر جو

آزاد کردہ معاویہ کو بلایا۔ اور اس سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ سرحدوں نے کہا: میں یہ مصلحت جانتا ہوں کہ عبید اللہ ابن زیاد کو حاکم کو ذمہ مقرر کرو۔ کہ اس فتنہ کی آتش کو بغیر اس بدترین اثر ارکے اور کوئی نہیں بجھا سکتا چونکہ یزید ابن زیاد سے تکلف رکھتا تھا۔ پہلے اس نے یہ رائے قبول نہ کی۔ سرحدوں نے کہا: تمہارا انتقال بہ نسبت رائے معاویہ کیسا ہے۔ اس نے کہا: میں معاویہ کی رائے ہر امر میں تہایت عمدہ جانتا ہوں جو اس نے کتبہ معاویہ نکالا جس میں امارت و حکومت کو ذمہ باضافہ بصرہ اس فتنی کے لئے لکھی تھی جب کتبہ اپنے باپ کا دیکھا۔ سرحدوں کو حکم دیا کہ وہ کتبہ عبید اللہ پاس بھیجے اور ایک خط عبید اللہ کو لکھا کہ میرے دوستوں نے مجھے کو ذمہ سے اطلاع دی ہے کہ مسلم بن عقیل داخل کو ذمہ ہوئے ہیں۔ اور امام حسین کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ جس وقت میرا نامہ تمہارے پاس پہنچے فوراً کو ذمہ چلے جاؤ اور ہر مکر و حیلہ سے جس طرح ہو سکے مسلم بن عمر عبید اللہ پاس بھیجا جب بصرہ میں نامہ یزید اس پلید پاس پہنچا دوسرے روز سوجہ کو ذمہ ہوا۔ اور عثمان اپنے برادر کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔

**اتفاق دوستان امام حسین علیہ السلام** کہ جب امام حسین نے جواب اراضی اہل کو ذمہ لکھے اس وقت خطوط اشرف بصرہ کے نام بھی مثل یزید بن مسعود ہنشلی و منذر ابن جبار و عبیدی وغیرہ روئے بصرہ لکھے۔ اور ہمدست سلیمان کہ شیعہ آنحضرت سے تمھارے دانہ کئے۔ اور ان خطوں میں ان لوگوں کو اپنی اطاعت و نصرت و بیعت کی دعوت دی جب یزید بن مسعود مطالعہ نامہ نامی امام حسین سے سرفراز ہوئے۔ قبائل بنی تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد کو جمع کر کے کہا: میرا حسب نسب تم میں کیسا ہے اور عقل و تدبیر میری کس طرح ہے۔ سب نے ان کو بشرف حسب و نسب و استقامت رائے و تدبیر تعریف کر کے کہا کہ تم ہمارے پشت و پناہ و سرمایہ شرف و اعتقاد ہو۔ یزید بن مسعود نے کہا: میں نے تم کو ایک کام لیکھے جمع کیا ہے اور چاہتا ہوں کہ تم سے مشورہ کروں۔ اور تم سے اس کام میں اعانت چاہوں سب نے کہا: آپ بیان کیجئے جو کچھ ہم صلاح جانیں گے عرض کریں گے۔ اور جو آپ حکم دیجئے گا۔ اس کی ہم اطاعت اور آپ کی نصرت و یاری کریں گے یزید بن مسعود نے کہا: معاویہ مر گیا اسکے مرنے سے سنتوںہائے جور و طغیان شکستہ اور ارکان علم و عدوان منہدم ہو گئے۔ یزید پلید بد کردار شراب خوار اس کے بعد خلیفہ ہوا ہے، اسے علم و بردباری سے بہرہ نہیں ہے اور کسی طرح قابل خلافت و ریاست نہیں ہے اور امام حسین جو کہ صاحب حسب و جلیل و شرف جمیل ہیں۔ رائے و تدبیر ان کی درست و صحیح ہے دریاے علم ان کا بے پایاں اور

فضائل و کمالات ان کے فرمانِ حد و احصا سے ہیں۔ وہ ان حکومت کے سرکار ہیں۔ اسلئے کہ وہ معدن رسالت و نبوت و منبع علم و حکمت ہیں رافت و رحمت و فتوت و مروت ہیں تمام عالم سے ممتاز ہیں۔ جو ان کی بیعت سے انکار کرے گا۔ وہ بذلت دنیا و بہ عذاب الیم عقی مبتلا ہو گا۔ یہ سن کے اول بنی حنظلہ نے اظہار اطاعت و اقیانہ کیا۔ ان کے بعد بنی تمیم نے اپنی رضا مندی و خوشنودی ظاہر کی اور بنی سعد نے کہا۔ ہم اس مقدمہ میں فکر کر کے جو کچھ ہماری رائے میں آئے گا۔ آپ سے بیان کریں گے بعد اس کے یزید بن سعد نے ایک عریضہ خدمت امام حسین میں لکھا۔ اور اظہار فرمانبرداری و جاسوسی کیا اور یہ بھی لکھا۔ کہ قبائل بنی تمیم و بنی سعد بنی حنظلہ کو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل کیا ہے سب کے سب آپ کے منتظر قدمِ میمنت لزوم ہیں۔ اور کمر اطاعت باندھے ہیں۔ جس وقت آپ اس طرف تشریف لائیں گے۔ ہم آپ کی تشریف آوری پر جاں نثار کریں گے۔ اور آپ کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے جب یہ عریضہ نظر اشرف امام حسین سے گذرا۔ یزید بن سعد کو عداوی۔ اور فرمایا۔ خدا تمہیں بروزہ بیم و اندوہ میں کرے۔ اور تشنگی قیامت سے رہائی بخشنے۔ اتفاق سے جس روز انہوں نے چاہا کہ اپنا لشکر لے کر بصرہ سے متوجہ نہرت آنحضرت ہوں۔ ناگاہ خبر و شہادت اثر شہادت شہدائے کربلا پہونچی اور منذر بن جبار و دے نامہ امام حسین اس خوف سے کہ مبادا یہ نامہ حیلہ و بہانہ سے عبید اللہ ابن زیاد نے امتحاناً اظہار بصرہ پاس بھیجا ہو۔ عبید اللہ ابن زیاد شقی کو دے دیا۔ اور اس شقی نے امام حسین کے نامہ بر کو پکڑ کے سولی پر لٹکا دیا۔ اور خود منبر پر آ کے اہل بصرہ کو بہت تہدید و ترغیب کی

**عبید اللہ ابن زیاد علیہ اللعن کا کوفہ میں آنا** بصرہ سے قاصد امام حسین کو سولی دینے کو ذہ ہوا۔ چونکہ بیوفایان کوفہ منتظر قدم امام مظلوم تھے۔ جس رات کو ابن زیاد شقی داخل کوفہ ہوا۔ گمان کیا۔ کہ امام حسین آئے ہیں۔ پس اہل کوفہ فوج فوج اس کے استقبال کو جاتے اور سلام کر کے کہتے تھے خوش آمدی اے فرزند رسول خدا اور اظہار فرح و سرور اس سے کرتے تھے۔ چونکہ اس بد بخت نے اپنا چہرہ نجس چھپا لیا تھا۔ لوگ اُسے نہ پہچانتے تھے اور وہ روسیاء ان کلمات اہل کوفہ سے غصہ ہوتا تھا۔ تا آنکہ مسلم بن عمر نے اہل کوفہ کو لکھا۔ اور کہا۔ دور ہو یہ عبید اللہ پسر زیاد ہے جب لوگوں نے جانا وہ شقی ہے پراگندہ ہو گئے اور وہ نابکار۔ قصر الامارۃ کے نیچے پہنچا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ نعمان نے اس خیال سے کہ امام حسین سفاک تشریف لائے ہیں بالائے قصر حاکم کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ یہاں سے تشریف لے جائیے اور میرے معترض نہ ہو جیئے۔ اور جو میرے سپرد کیا ہے اسے اپنے حتی المقدور نہ دوں گا۔ اور آپ سے مقابلہ

بھی نہ کروں گا۔ جب ابن زیاد نے یہ کلام سنی آواز دی۔ اور کہا دروازہ کھول دے۔ نعمان نے اس کی آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا۔ اہل کوفہ اس کے آنے سے ڈر کر یہ اگندہ ہو گئے جب صبح ہوئی اس کے مناوی نے کوفہ میں ندلی کہ اہل کوفہ جمع ہوں جب جمع ہوئے وہ شقی باہر آیا۔ اور خطبہ پڑھ کر کہا۔ یزید بن معاویہ نے مجھ کو تمہارے شہر کا حاکم کیا اور تمہاری سرحد میرے سپرد کی ہے۔ مجھے حکم دیا ہے۔ بطبعوں کو نوازش اور معافوں کو تازیانہ و شمشیر سے تادیب کروں۔ لازم ہے کہ مخالفت غلیفہ اور اس کے عفو بات سے خوف کرو یہ کہہ کر منبر سے نیچے آیا۔ اور محاصرہ قبائل کو طلب کر کے ان سے مبالغہ و تاکید کی کہ جس جس پر تمہارا گمان ہو کہ فلاں محلہ اور فلاں قبیلہ میں یزید بن معاویہ کا مخالف ہے۔ ان کی فہرست اسمی میرے پاس لاؤ۔ اور اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ مخالفین یزید تمہارے محلہ اور قبیلہ میں موجود ہیں۔ اور ان کے حالات سے تم نے مجھے مطلع نہیں کیا۔ اس وقت خون و مال تمہارا مجھ پر حلال ہوگا اور جب خبر داخلہ عبید اللہ ابن زیاد مسلم بن عقیل کو پہونچی۔ مخالف ہو کر مختار کے گھر سے باہر آئے اور بانی بن مروہ کے گھر میں چھپ رہے۔ بعد اسکے شیعان آنحضرت پر شیدہ ان کی خدمت میں جا کے ان سے بیعت کرتے تھے حضرت مسلم بن عقیل سے بیعت لیتے تھے کہ قسم دیتے تھے کہ افشائے راز نہ کرے۔ اور بیعت کو مخفی رکھوں

## حال شریف حضرت مسلم بن عقیل

بارہ ہزار آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی۔ اور جب عبید اللہ ابن زیاد لعین آیا حضرت مسلم رات بانی کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور پنہاں لوگوں سے بیعت لیتے تھے یہاں تک کہ پچیس ہزار اہل کوفہ نے حضرت مسلم سے بیعت کی۔ جب ہما با خروج کریں۔ بانی نے منع کیا۔ اور کہا جلدی نہ کیجئے اور شریک بن اخور ہمدانی ہمراہ ابن زیاد بھوسے آئے تھے اور وہ بھی بانی کے گھر میں مقیم ہو کر بیٹھا ہو گئے جب حضرت مسلم کے حال سے مطلع ہوئے اسے کہا۔ عبید اللہ میری عیادت کو آئے گا جب میں اسے ہاتھوں میں لگاؤں۔ آپ تلوار کھینچ کر باہر آکر اس کا کام تمام کر دینا۔ اور پہچان یہ ہے کہ میں پانی مانگوں گا۔ جب ابن زیاد شریک بن اخور ہمدانی کی عیادت کو آیا شریک نے پانی مانگا حضرت مسلم نے چاہا کہ باہر آئیں۔ بانی نے منع کیا۔ اور کہا۔ مجھے منظور نہیں کہ وہ میرے گھر میں قتل ہو بروایت دیگر ایک عورت نے بانی کے گھر میں سے منع کیا۔ بروایت دیگر خود حضرت مسلم نے نہ چاہا کہ بمکر و عذر سے قتل کریں۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا نے بلکہ و عذر قتل کرنے سے منع کیا ہے جب حضرت مسلم کے قتل کرنے میں تاخیر ہوئی۔ شریک نے ایک ٹھہر پڑھا۔ کہ وہ اُن کے خروج کرنے پر دلالت کرتا تھا۔ یہ خضر سن کر ابن زیاد کو وہم ہوا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ ہر چند اس نے تلاش و تفتیش کی۔ مگر احوال حضرت مسلم سے مطلع نہ ہوا۔ ابن زیاد کا ایک غلام معقل نامی تھا۔ اس کو بلایا۔ اور تین ہزار درہم دیکر مطلب مسلم بن عقیل بھیجا۔ اور کہا۔ ان سے

کو تلاش کرنا اور جس کو پانا۔ ان سے اظہار محبت و ولایت اہل بیت کر کے یہ روپیہ دے دینا۔ اور کہنا۔ میں نے نذر کی ہے کہ یہ روپیہ مقابلہ دشمنان اہل بیت میں خرچ کروں۔ اس طرح سے ان کو دھوکا دینا۔ اور دوستی و اشتراکی پیدا کر کے مکر ان سے ملاقات کرنا۔ شاید اس جیلہ وہبہ نہ سے مسلم کا حال تجھے معلوم ہو جائے۔

ابن زیاد سے شخصت ہو کر معقل ملعون مسجد میں آیا اور جاشو بیان مکر و فہیب معقل ملعون

عوسجہ پر پڑی۔ اور سنا لوگ کہتے ہیں یہی لوگوں سے بیعت امام حسینؑ کی لیتا ہے جب اس ملعون نے یہ سنا۔ قریب بن عوسجہ کے اگر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک مسلم بن عوسجہ نماز سے فارغ ہوئے۔ معقل ملعون نے کہا۔ میں شہر شام کا رہنے والا ہوں اور خدانے ہم پر محبت اہل بیت رسالت احسان کیا ہے۔ میں دوستانہ اہل بیت کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ ملعون یہ کہتا تھا تھا اور رونہا جاتا تھا۔ اور اظہار اخلاص و محبت مہینت مبالغہ کیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے کہ اہل بیت رسول خدا میں سے کوئی بزرگوار اس شہر میں آئے ہیں۔ اور فرزند رسول خدا کے لئے لوگوں سے بیعت یقینے ہیں اور ترس و خوف مخالفین سے پنہاں ہیں میں ان کے لئے تین ہزار درہم لایا ہوں نذر مگر مجھے کوئی نہیں بتاتا کہ اپنے اسلام پاس باؤں اس وقت مسجد میں آیا... جماعت ہو رہی تھی۔ ناگاہ لوگوں سے سنا وہ کہتے تھے کہ یہ شخص اہل بیت کے احوال سے مطلع ہے اور آپ کی جانب اشارہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں آپ پاس آیا ہوں۔ کہ آپ یہ مال مجھ سے لے لیجئے اور مجھے بشارت ملازمت ایلچی امام حسینؑ مشرف کیجئے میں امیدوار ہوں۔ کہ اس شرف سے آپ مجھے محروم نہ رکھیے گا۔ کہ میں محبان اہل بیت رسالت سے ہوں۔ اور اگر منظور ہو۔ پہلے مجھ سے بیعت لے لیجئے اور بعد اسکے خدمت بابرکت میں لے چلئے ابن عوسجہ نے اس مکار کے کلام سے دھوکا کھایا۔ اور کہا۔ میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ میں نے ایک دوست کی داستان اہل بیت سے ملاقات کی۔ میں تمہاری ملاقات سے خوش ہوا۔ ویسکون اس امر سے رنج ہوا کہ لوگ میرے حال سے مطلع ہو گئے۔ اس مکار غدار نے کہا۔ رنج نہ کیجئے جو کچھ آپ کیلئے ہو گا بہتر ہو گا۔ اب بہت جلد مجھ سے بیعت لیجئے کہ میں چاہتا ہوں۔ داخل بیعت امام ہوں۔ مسلم بن عوسجہ نے اس مکار ملعون کے کلمات کو سچ جان کر۔ اس سے بیعت کے لئے بہم و پیمانہ لیا۔ کہ خیر خواہی کرے۔ اور اس راز کو افشا نہ کرے بعد اسکے وہ ملعون چند روز مسلم بن عوسجہ کے گھر میں جایا کیا۔ یہاں تک کہ ابن عوسجہ نے اس پر اکتفا کیا۔ اور کہے حضرت مسلمؑ کی خدمت میں لے جا کر بیعت جدید کی اور مال سپرد کیا۔ وہ مکار ہر روز خدمت حضرت مسلمؑ میں جاتا اور راز ہائے شیعان اہل بیت پر مطلع ہو کے ابن زیاد شقی سے خبریں بیان کرتا تھا چونکہ ہانیؑ ابن زیاد سے متوہم تھے اس وجہ سے بیماری کا بہانہ کر کے مجلس ابن زیاد میں نہ جاتے تھے۔ ایک دن ابن زیاد نے معلوم کیا کہ ہانیؑ

ملاقات کو کیوں نہیں آتے لوگوں نے کہا: بیمار ہیں۔ ابن زیاد نے کہا میں نے سنا ہے اچھے ہو گئے ہیں۔ اور اپنے دروازہ پر نکل کے بیٹھا کرتے ہیں۔ پھر ابن زیاد نے محمد بن اشعث و اسماء بن عمار بن عبد بن الحجاج سرہ بن اسماء کو بلایا۔ اور عبد بن الحجاج کی دختر حبالہ انکارح بانی شعیب تھی۔ اور ان لوگوں کو ہانی شاپاس بھیجا۔ اور کہا: ان کو میرے پاس لے آؤ۔ میں ان سے ملاقات کروں گا۔ اس لئے کہ وہ اشرف عرب سے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان میں اور مجھ میں کوئی عداوت رکھ درت رہے۔ یہ سن کر وہ لوگ ہانی شاپاس آئے

مذکورہ بالا اشخاص مگر وحید حضرت ہانیؓ کو ابن  
**حضرت ہانیؓ کی گفتگو ابن زیاد سے**  
 زیاد پاس لے آئے۔ ہانی شرافت میں ان لوگوں سے

کہتے تھے۔ میں اس ملعون سے خائف ہوں۔ اور وہ لوگ تسلی و دلاسا دیتے تھے۔ کہ اس کے دل میں آپ کی طرف سے کوئی برائی نہیں جب ابن زیاد کی نظر ہانی پر پڑی۔ کہا: تم اپنے پاؤں سے آپ محل قصاص میں آئے جب ہانی مجلس ابن زیاد میں داخل ہوئے۔ اس شفی نے ہانی پر غصہ و غضب شروع کیا۔ اور کہا یہ کیا فتنہ تم نے اپنے گھر میں برپا رکھا ہے۔ یزید بن معاویہ سے تم نے خیانت کر کے اپنے گھر میں مسلم بن عقیل کو چھپا رکھا ہے لشکر اور ہتھیار ان کے واسطے جمع کرتے ہو۔ ہانی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو طلب کیا۔ جب ہانی کی نظر اس رویا پر پڑی۔ جاتا کہ یہ ملعون ابن زیاد کا جاسوس تھا۔ اور اس ملعون کو راز ہائے و اسرار ہائے شیعان اہل بیت پر مطلع کیا ہے جب اس بد بخت کو ہانی نے دیکھا۔ انکار نہ کر سکے اور کہا قسم بخدا میں ان کو اپنے گھر میں نہیں لایا۔ بلکہ وہ خود بغیر ایک رات کو میرے گھر میں آئے۔ اور مجھ سے اسان مانگی۔ مجھ سے نہ ہو سکا۔ کہ ان کو نہ آنے دوں۔ اب میں قسم کھاتا ہوں۔ اگر مجھے اجازت دو تو میں جا کر اپنے مکان سے باہر کر دوں۔ اور پھر یہاں چلا آؤں۔ اگر چاہو میں اس امر کی ضمانت دے دوں کہ پھر آؤنگا ابن زیاد نے کہا قسم بخدا میں تم سے دست بردار نہ ہوں گا۔ جب تک ان کو میرے پاس نہ لے آؤ گے۔ ہانی نے کہا: قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ میں ہمان کو تجھے دے دوں۔ کہ تو اسے قتل کرے۔ پھر ابن زیاد نے مطالبہ ان کے لئے میں کیا یہاں تک کہ آپس میں بہت جھگڑا ہوئی۔ ناگاہ مسلم بن محمود باہلی کھڑا ہوا۔ اور کہا اے امیر ان کو چھوڑ دو تاکہ میں غلوت میں ان سے بائیں کر دوں پس ہانی کا ہاتھ پکڑ کے گوشہ میں لے گیا۔ اور کہا: اے ہانی کیوں اپنی جان صیغہ ہو۔ اور اپنے قبائل کو بلائیں ڈالتے ہو تمہیں معلوم ہے کہ ابن زیاد اور مسلم بن عقیل میں رابطہ قربت ہے وہ انہیں قتل نہ کریں گے تم مسلم کو ان کے سپرد کر دو اور بلا سے رہائی پاؤ۔ ہانی نے کہا: یہ سنگ و عار مجھے گوارا نہیں کہ اپنے ہمان کو دشمن کے حوالہ کر دوں۔ باوجودیکہ میں مسیح و سالم ہوں۔ اور یار و مددگار بھی میرے ہیں قسم بخدا اگر ایک بھی یاد نہ ہو گا جب بھی قتل ہو جاؤں گا۔ اور مسلم کو ان کے سپرد نہ کر دوں گا جب ابن زیاد نے یہ کلام سنا

ہانی کو قریب بلایا۔ اور کہا قسم بخدا اگر اب بھی مسلم کو حوالے نہ کر دے گا تم کو قتل کر دے گا۔ ہانی نے کہا اگر وہی ارادہ ہے تو تلواریں نیام سے کھینچ جائیں گی۔ اور آتش حرب و ضرب مشتعل ہوگی۔ ابن زیاد نے کہا تم ان دھمکیوں سے مجھے ڈراتے ہو۔ یہ کہہ کر چوب دست ناک چہرہ ہانی پر اس قدر مارا کہ وہ چوب ٹوٹ گئی۔ اور خون ان کے چہرہ اور دائرہ سیکنہ پر جاری ہوا پس ہانی منہ سے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر چاہا کہ غلات سے کھینچیں۔ کہ ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو آواز دی۔ اور ہانی کو پکڑ کے مکان میں بند کر دیا جب حسان بن اسماء نے یہ حال دیکھا کہا اے ابن زیاد تو نے مجھے بھیجا اور میں ہانی کو بلکہ وسیلہ تیرے پاس لایا۔ اور تیری طرف سے امان دی اب تو ان کے ہمراہ مکہ و عذر کرتا ہے۔ ابن زیاد شقی نے حسان بن اسماء کو لٹکارا اور سخت دھمکتا کہہ کر حکم دیا کہ اسے دھکیل دو۔ حسان ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ محمد بن اشعث نابکار نے کہا کہ حکم امیر ہے کہ جو کچھ وہ کہیں ہم اس سے راضی ہیں۔ بعد اسکے عمرو بن حجاج کو خبر ہوئی کہ ہانی قتل ہو گئے عمرو بن حجاج نے قبیلہ غنہ کو جمع کیا۔ اور اکڑلا مارا ابن زیاد کو گھیر لیا۔ اور آواز دی کہ میں عمرو بن حجاج ہوں۔ واضح ہو کہ ظبیما بن قبیلہ مدح جمع ہوئے ہیں اور طلب خون ہانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہانی سے کوئی جرم صادر نہیں ہوا تھا کس خطا پر انہیں قتل کیا۔ ابن زیاد شقی جمع میں گھیرا گیا اور قاضی شریح سے کہا جاؤ ہانی کو دیکھو۔ اور لوگوں سے بیان کرو۔ کہ وہ زندہ ہیں جب شریح ہانی پاس گیا۔ دیکھا خون چہرہ ہانی منہ سے جاری ہے۔ اور کہتے ہیں میرے عزیز دوست کہاں ہیں۔ اگر دس آدمی بھی چلے آئیں۔ مجھے اس ملعون کے شر اور عذر سے نجات دے سکتے ہیں پھر شریح قاضی آیا۔ اور بالائے قصر حاکم آواز دی کہ ہانی نہیں اور انہیں کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہے جب ان کے اہل قبیلہ نے سنا کہ ہانی زندہ ہیں پراگندہ ہو گئے اور ابن زیاد مع ملازمان و یاداران و ناظرین مسجد میں آیا اور اشرف کوذ کو جمع کر کے بالائے منبر گیا۔ اور لوگوں کو مخالفت یزید سے زیادہ دکھایا اور مطیعان یزید کو بنوازش و بخشش امید و کیا ناگاہ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے۔ اور کہا مسلم نے خروج کیا اور جانب دار لامارۃ آتے ہیں۔ ابن زیاد بیتا بانہ منبر سے نیچے آیا۔ اور دارالامارۃ میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔

**بیان خروج حضرت مسلم** عبد اللہ بن حازم نے روایت کی ہے کہ میں مجلس ابن زیاد میں تھا میں نے وہ حال دیکھا حضرت مسلم پاس آئے قحطہ نقل کیا۔ اس وقت اصحاب مسلم خانہ ہانی بنے گرد جمع تھے۔ حضرت مسلم نے مجھے حکم دیا کہ انہیں مذاکروں جہاد کو نکلیں اور منادیوں کو حکم دیا مذاکریں یا منہ ورت۔ جب بیوفایان اہل کوذ نے صدارت مسلم مثنیٰ دروازہ خانہ ہانی پر جمع ہوئے اور حضرت مسلم باہر تفریق لائے اور قبیلہ کیلئے ایک علم ترتیب دیا تمھوڑی دیر میں مسجد ہازار آئے کوذ اصحاب مسلم سے بھر گئے۔ یہ دیکھ ابن زیاد پریشان

ہوا کیونکہ دارالامارت میں اس کے ہمراہ پچاس آدمیوں سے زیادہ نہ تھے اور بعض اس کے یاروں و ناصروں سے جو باہر گئے تھے اس تک پہنچنے کی راہ نہ پاتے تھے۔ پس اصحابِ مسلم نے ابن زیاد و شقی کو گھیر لیا۔ اور پھر ہمارے مار کے اسے اور اس کی ماں کو گالیاں دیتے تھے۔ ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلایا اور کہا: تم باہر جاؤ۔ اور قبیہ مذبح سے جو تمہاری اطاعت کرے اسے بانعام و اکرام امیدوار کرو۔ اور لوگوں کو مقبوت یزید اور حرب و فرب کے انجام سے ڈراؤ اور نصرتِ مسلم میں لوگوں کو خائف کرو۔ بعد اسکے محمد بن اشعث کو بھیجا۔ کہ قبیہ کفندہ کو جمع کرے رایتِ امان کھول دے اور ندا کرے۔ جو اس رایت کے نیچے آئے گا۔ جان و مال سے امان پائے گا۔ اور آبی طرح قنقار دیلی و شیت بن یحییٰ و حماد بن الجمر و شمیر بن ذالبجوشن کو ان بیوفایاں غدار پاس آکر فوب دہی لے لئے بھیجا۔ پھر اشعث نے علم بلند کیا۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس دوسرے گروہ نے بوسادس شیطان لوگوں کو نصرتِ حضرتِ مسلم سے خائف کر کے منتشر کر دیا۔ یہاں تک کہ مردم بے شمار اس گروہ غدار کے جمع ہو گئے۔ اور نصرتِ دارالامارت کے عقب سے داخل ہوئے

**اہل کوفہ کی حضرتِ مسلم سے بیوفائی** دیکھی ایک علمِ شیت بن یحییٰ کو دیکر مع گروہ منافقین قصر سے باہر بھیجا اور اشتراف کوفہ کو حکم دیا بامِ قصر یہ جا کر یاروں اور ناصرانِ مسلم کو آواز دو۔ کہ اے لوگو اپنے حال پر رحم کرو اور پرالندہ ہو جاؤ۔ کہ ابھی لشکر ہائے پہونچتے ہیں۔ تم کو تابِ مقاومت ان سے نہیں۔ اگر وہانہ کر دے امیر تم سے ہمد کرتا ہے کہ تمہاری جانب سے یزید بن معاویہ سے معذرت کر کے تمہارے وظائف مقرر کر دے گا۔ اور قسم کھائی ہے کہ اگر تم متفرق نہ ہو جاؤ گے۔ تو اسی وقت جب شام کے لشکر پہونچیں گے تم کو پکڑ کے قتل کر ڈالے گا۔ اور بے گناہ کو بجائے گناہگار مار ڈالے گا۔ اور تمہاری عورتوں اور فزندانوں کو شامیوں پر تقسیم کر دیگا لوگ اس حکم کے سننے سے متفرق ہو گئے۔ جب شام ہوئی۔ تیس آدمیوں سے زیادہ حضرتِ مسلم کے ہمراہ نہ تھے جب حضرتِ مسلم نے یہ کیفیت دیکھی۔ غدر و مکر ابالیان کوفہ سے مطلع ہوئے۔ اور مسجد میں جا کر نماز مغرب ادا فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے فقط دس آدمی آپ کے ہمراہ رہ گئے۔ چاہا مسجد سے لڑیں جب دروازہ کندہ سے باہر آئے۔ کوئی آپ کے ہمراہ نہ رہا۔ اس وقت حضرتِ مسلم اپنی تنہائی سے متحیر ہوئے جب تھوڑی دور گئے دروازہ خانہ طوعہ پر پہنچے۔ اور وہ کینز آزاد کردہ اشعث بن قیس کی تھی اور سید ہضری نے اس سے نزویج کیا تھا۔ اس سے ایک پسر متولد ہوا تھا۔ اسے بلال کہتے تھے۔ طوعہ اپنے دروازہ پر بیٹھی اپنی بیٹے کے آنے کی منتظر تھی۔ حضرتِ مسلم نے کہا۔ اگر تھوڑا پانی ہو تو مجھ پرینے کو دے۔ طوعہ جا کر تھوڑا سا پانی حضرتِ مسلم کیلئے لے آئی جب حضرتِ مسلم نے پانی پیا۔ ایک سلامت تامل کیا۔ طوعہ نے کہا۔ اے بندہ خدا اپنے گھر جا کر ہر وقت

یہاں رات کو تنہا راتھہرنا مناسب نہیں۔ حضرت مسلمؓ نے فرمایا: میرا اس شہر میں گھر نہیں ہے اور کوئی عزیز و اقارب بھی نہیں میں مسافر ہوں اور راہ نہیں جانتا۔ اگر اس رات تم پناہ دو۔ ممکن ہے کہ بروز قیامت جب سب عاجز و پریشان ہوں۔ اس وقت جناب رسول خداؐ تم کو پناہ دیں گے۔ طوعہ نے کہا: تم کون ہو؟ کہا: میں مسلم بن عقیل ہوں۔ اہل کوفہ نے مجھے فریب دے کر آوارہ وطن کیا۔ عزیز و اقارب سے چھوڑ دیا۔ اور میری نصرت نہ کی۔ بلکہ تنہا چھوڑ دیا۔ جب طوعہ نے حضرت مسلمؓ کو پہچانا۔ انہیں اپنے گھر میں لائی۔ اور ایک عمدہ حجرہ میں لائی اس میں ان کے لئے فرش بچھایا۔ اور کھانا حاضر کیا۔ اس وقت اس کا پسر بلال گھر میں آیا۔ اور دیکھا کہ یہاں اس حجرے میں بہت آتی جاتی ہے۔ اس کا سبب پوچھا۔ ماں نے چاہا کہ اس سے پوشیدہ رکھے جب بیٹے نے بہت اصرار کیا۔ طوعہ نے اسے قسم دی اور حال حضرت کا بیان کیا۔ جب ابن زیاد دشتی نے سنا کہ اصحاب مسلم پر کلمہ ہو گئے ہیں۔ اسی شب مسجد میں آیا۔ اور منبر پر گیا۔ منادیوں نے کوفہ میں ندائی کہ جو شخص اس وقت مسجد میں نہ آئے گا۔ اشتراف و بزرگان کوفہ سے اس کا خون بہایا جائے گا۔ اس خبر کے سننے سے تھوڑی دیر مسجد لوگوں سے بھر گئی جب لوگ جمع ہوئے۔ ابن زیاد نے باؤز بلند کہا۔ کہ مسلم بن عقیل خلیفہ کی مخالفت کر کے جہاں گئے ہیں جس شخص کے گھر میں مسلم ہوئے اور مجھے خبر نہ کرے گا۔ اس کا ملل و جان تلفت میں ہے۔ اور جو شخص مسلم کو میرے پاس لے آئے گا۔ اس شخص کو دس سو درپے انعام و ننگا پس تہدید و تنبیہ کر کے اور ڈرا دھمکا کر منبر سے نیچے اتر کے قصر میں میں لیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ جا کر دروازہ ہائے شہر کی حفاظت کریں۔ کہ مسلم شہر سے باہر نکلنے نہ پائیں اور حصین بن نمیر کو بھیجا۔ کہ محلوں اور گھروں میں جا کر تلاش کریں۔

گلے روز صبح کو ابن زیاد دشتی مجلس میں بیٹھا اور مردمان کوفہ کو آنے کی اجازت دی۔ اور محمد بن اشعث کو بہت نوازش کی۔ اس وقت بلال پسر

## مخبری بلال پسر طوعہ

طوعہ دروازہ ابن زیاد پر آیا۔ اور حضرت مسلمؓ بن عقیل کی خبر عبد الرحمن پسر محمد بن اشعث سے بیان کی وہ رو سیاہ اپنے باپ پاس آیا۔ اور یہ خبر اس سے کہی جس وقت کہ اس کا باپ پہلوئے ابن زیاد میں بیٹھا تھا ابن زیاد دشتی نے جب یہ خبر سنی۔ ستر آدمی قبیلہ خثیم کے اس کے ہمراہ کر کے حضرت مسلمؓ کے پکڑنے کو بھیجے جب حضرت مسلمؓ نے گھوروں کے پاؤں کی آواز سنی۔ جانا مجھے پکڑنے آتے ہیں کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور تلوار اپنی اٹھا کر حجرہ سے باہر آئے جب نظر مبارک ان اشیاء پر پڑی۔ اپنی تلوار کھینچ کے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ایک جگہ کو ہلاک کیا جس طرف حضرت مسلمؓ پھر پڑتے تھے۔ وہ اشیاء بجاک جاتے تھے یہاں تک کہ کئی محلوں میں فساد پھیل گیا۔ اور شجاعت و قوت اس شیر بیشہ شجاعت کی اس درجہ تھی کہ پہلوان کو اٹھا کر اپنے ہاتھ سے کوفے کے اوپر پھینک دیتے یہاں تک کہ بحر و بن عمرو بن عمران ملعون نے ایک ضربت پہلو مبارک پر لگائی اور اس ضربت کے صدمہ سے اوپر کا ہونٹ اور دندان مبارک زخمی ہوئے۔

**جنگ حضرت مسلمؓ** رضی ہوئے کے باوجود حضرت مسلمؓ اسی طرف حملہ کرتے تھے کوئی ان کے سامنے نہ اٹھ سکتا تھا جب وہ انقیاء لڑائی سے عاجز ہوئے۔ کوٹھوں پر جا کے پتھر اور لٹریاں حضرت مسلمؓ پر مارتے۔ اور آگ حضرت مسلمؓ کے سر پر برساتے تھے جب حضرت مسلمؓ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی حیات سے ناامید ہو گئے اور تلوار کھینچ ان کافروں پر حملہ کرتے تھے۔ پھر ایک جماعت منافقین کو بھگا دیا۔ جب اشعث نابکار نے دیکھا کہ باسانی ظفر باب ہونا مشکل ہے۔ کہا۔ اے مسلم تم کیوں اپنی جان دیتے ہو میں نے تم کو امان دی۔ تم ابن زیاد یا پس چلو تمہارے قتل کا ارادہ نہیں رکھنا۔ حضرت مسلمؓ نے فرمایا تم کو فیوض کے قول و فعل پر مجھے اعتماد نہیں منافقین بدین سے امید و فائدہ رکھنی چاہتے تھے جب وہ شیریشہ ایہما کثرت مقاتلہ اعداء اور جرحہ انتہائے ناتواں پر وفائے سست و ناتواں ہو گیا۔ ضعف نے غلبہ کیا پس ایک ساعت دیو سے تکیہ کیا۔ اس وقت پھر ابن اشعث نے کہا میں نے تم کو امان دی۔ تمہارا امان منظور کی۔ باوجودیکہ جانتے تھے ان سید بنوں کے کلام کو فروغ اور صدق نہیں ہے ابن اشعث سے کہا کیا تو نے مجھے امان دی۔ اس نے کہا ہاں پس اس کے رفیقوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے بھی مجھے امان دی۔ سب نے کہا ہاں پس حضرت مسلمؓ حرب و ضرب و مکر و دھوکے تنہائی و بیکیسی حضرت مسلمؓ بروایت سید ابن طاووسؒ ہر چند حضرت مسلمؓ سے ان انقیاء نے کہا ہم نے تھے یہاں تک کہ جراحہ بیشمار جسم اطہر پر لگے۔ اور ایک نامرد نے عقب سے نیزہ پشت مبارک پر مارا۔ اور حضرت مسلمؓ اس کے صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑے کافروں نے ہجوم کیا۔ اور حضرت مسلمؓ کو پکڑ لیا۔ ابن اشعث ملعون کے حکم سے حضرت مسلمؓ کو شتر پر سوار کیا۔ اور انتھیاراں سے لے لے اس وقت حضرت مسلمؓ نے آہ پرورد دل سے کھینچی۔ اور سیلاب اشک دیدہ حق میں سے جاری ہوا۔ اور زبان مبارک سے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عہد اللہ سپر عباس بن مرہ اس نے کہا۔ اے مسلم کیوں روتے ہو جس مقصد بزرگ کا تمہارا ارادہ تھا۔ اس کی تحصیل میں یہ آزاد جہت تمہیں ہیں۔ حضرت مسلمؓ نے کہا میں اپنے حال پر نہیں روتا ہوں۔ ولیکن امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے حال پر روتا ہوں۔ کہ ان منافقین عذار کے فریب سے اپنے عزیزوں اور شہر سے جدا ہو کے اس طرف آتے ہیں نہیں معلوم ان پر بھی کیا مصیبت گزرے گی۔ پس ابن اشعث سے متوجہ ہوئے اور کہا۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارا امان پر اعتماد نہیں ہے اور مجھے قتل کر دو گے۔ اب ایک امید تم سے یہ ہے۔ میری جانب سے کسی کو جناب امام حسینؑ کی خدمت میں روانہ کر دو کہ آنحضرت مکر و عذر کو دیاں ہے وہ اسے اس طرف آتے ہیں لہذا کہلا بھیجو کہ آپ کا پسر علم عرض کرتا ہے کہ میرے پدر و مادر آپ پر سے خدا ہوں۔ آپ مراعت فرمائیے کہ میں یہاں ابیر ہو گیا ہوں۔ متوکل ہوں۔ اہل کوفہ ہی لوگ ہیں جن کے نفاق سے آپ کے پدر بزرگ کو پریشان ہو گئے پرزورے رک کرتے تھے۔ ابن اشعث شعی نے

میں نے عہد کیا کہ میں کہلا بھیسوں گا۔ اور بعد اسکے حضرت مسلم کو دروازہ قسرا بن زیاد بد نہاد پر لایا اور اسی شعلی سے حال بیان کیا۔ ابن زیاد نے کہا۔ تجھے امان دینے سے کیا کام تھا۔ میں نے تجھ کو ان کے امان دینے کو نہیں چاہا تھا جب حضرت مسلم دروازہ ابن زیاد پر آئے تشنگی نے غلبہ کیا۔ اس وقت اکثر مردمان کو دروازہ قسریہ منظر حکم ابن زیاد میٹھے تھے حضرت مسلم نے کہا۔ اے منافقو مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو مسلم بن عمرو بد بخت نے کہا ایک قطرہ پانی کا تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ (معاذ اللہ) حمیم بن مہزیہ حضرت نے کہا۔ تیری ماں تیری عزائیں میٹھے سے سنگین دل جفا کار مددگار کفار و اشرار تو ہی سہرا دار حمیم پیسے اور ہمیشہ جہنم میں رہنے کا ہے۔ یہ کہہ کے حضرت مسلم نے بوجہ ضعف و غلبہ تشنگی دیوار کا تکیہ کیا جب عمرو بن حریش نے حضرت مسلم کا یہ حال مشاہدہ کیا۔ اپنے غلام کو حکم دیا۔ اور وہ ایک پیالہ پانی کا حضرت کے واسطے لے آیا جب حضرت مسلم نے چاہا۔ کہ پانی نوش کریں۔ وہ پیالہ خون سے بھر گیا پس وہ پانی پھینک دیا۔ اور دوسرا پیالہ پانی طلب کیا اور وہ پیالہ بھی اسی طرح خون سے بھر گیا یہی مرتبہ جب پانی کا پیالہ آیا۔ دندان مبارک اس پیالہ میں گر پڑے پس حضرت مسلم نے فرمایا۔ الحمد للہ اب کیا دنیا کا پانی تقدیر میں نہیں ہے۔ نا کاں ابن زیاد ولد الزنا کا آدمی آیا۔ اور حضرت مسلم کو لے گیا جب حضرت مسلم داخل مجلس ابن زیاد ہوئے سلام نہ کیا۔ ملازم ابن زیاد نے کہا۔ تم نے سلام کیوں نہ کیا۔ حضرت مسلم نے جواب نہ دیا وہ تو مجھے قتل کرے گا۔ پھر میں کیوں سلام کروں۔ اور اگر قتل نہ کریگا۔ تو اسے بہت سلام کروں گا۔ ابن زیاد ولد الزنا نے کہا۔ البتہ میں تم کو قتل کروں گا۔ سلام کرو یا نہ کرو۔ حضرت مسلم نے کہا اگر تو مجھے قتل کریگا تو مجھ سے بدتر نے مجھ سے بہتر کو قتل کیا ہے۔ ابن زیاد پلید اس کا اس سے خشک گین ہوا اور زبان نجس سے ناسزا کہنا شروع کیا۔ اور کہا۔ اے عاق اسے پر اگندہ کنندہ اہل نفاق تم نے اپنے امام پر خرد کیا اور جمعیت مسلمین کو پر اگندہ کر دیا۔ اٹھو تیرے بھائی

**حضرت مسلم اور ابن زیاد کے درمیان گفتگو** بعد حضرت مسلم نے فرمایا۔ تو بھوت کہتا ہے۔ واضح ہو کہ معاویہ اور اس کے پس پرزید نے جمعیت مسلمین کو پر اگندہ کیا۔ اور رخنہ دین خدا میں ڈالا تیرے باپ اور تو نے کہ ولد الزنا و فرزند غلام ثقیف ہے۔ شعلہ فتنہ و فساد اہل اسلام میں بھڑکایا۔ اور میں امیر ہوں کہ بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے شہادت سعادت پاؤں اور اپنے آباؤ اکرام علیہم السلام سے ملاقات کروں۔ اس شہر میں میرا آنا اس وجہ سے ہوا۔ کہ یہاں کے لوگوں نے مجھے اطلاع دی کہ تو نے اور تیرے باپ نے دین خدا میں بدلتیں شروع کی ہیں نیکوں کو بے گناہ قتل کیا ہے۔ اور احکام کسری و فیسر کو لوگوں میں جاری کر دیا ہے۔ میں اسی وجہ سے آیا ہوں کہ لوگوں کو بہ کتاب خدا و سنت رسول حکم کروں اور بعد الت ان سے سلوک کروں پس حق تعالیٰ مجھ میں اور تجھ میں بحق درستی حکم کرے۔ بدرستیکہ وہ بہتر بن حکم کنندان ہے

ابن زیاد شقی نے کہا نعلن تم کو اس امر کے لائق نہ جانا حضرت مسلم نے جواب دیا۔ ہم سے زیادہ کون خلافت و امامت کا سزاوار ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ یزید حضرت مسلم نے کہا۔ اپنے اور تیرے درمیان بحکم خدا میں راضی ہوا پس درمیان میں بہت طول سخن ہوا۔ اس بدعت و سیاہ ابن زیاد شقی نے بہت کچھ ناسزا جناب امیر اور امام حسین علیہ السلام و عقیل کو کہا۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اگر تجھے میرا قتل منظور ہے اجازت دے کہ میں کسی کو اپنا وصی کروں کہ وہ میری وصیتوں کی تعمیل کرے۔ ابن زیاد نے کہا۔ جو چاہا ہو سو کہو حضرت مسلم عمر بن سعد ملعون کا طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ موافق اس قرابت کے جو مجھ میں اور تمھ میں ہے۔ میری وصیت قبول کر۔ اس ملعون نے عبید اللہ ابن زیاد و سیاہ کی خوشامد کی وجہ سے کلام حضرت کا نہ سنا۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے عمر بن سعد مسلم تم سے رابطہ قرابت رکھتے ہیں اور تم ان کی وصیت سے انکار کرتے ہو۔ جب عمر بن سعد نے ابن زیاد سے اجازت پائی حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑ کے گوشہ قصر میں لے گیا۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ میری وصایا میں سے وصیت اول یہ ہے کہ اس شہر میں سات سو درہم کا قرضدار ہوں لازم ہے کہ میری شمشیر و زرہ فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دے۔ وصیت دوسری۔ جب مجھے قتل کر ڈالیں ابن زیاد سے اجازت لے کر میری لاش دفن کر دینا۔ وصیت تیسری۔ یہ ہے کہ امام حسین کو اس مضمون کا خط لکھ کر کوئیوں نے مجھ سے بے وفائی کی اور آپ کے پیسر عم کی نصرت دیاری نہ کی۔ ان کے وعدوں پر اکتفا نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں۔

**بیان شہادت حضرت مسلم و حضرت باقی** رضی اللہ عنہما ابن زیاد بد نہاد نے حضرت مسلم کی وصایا سے جو کچھ کہا ہے دیا کرو۔ اور جب میں ان کو قتل کروں۔ اس کے بعد دفن کر دینا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ویکو امام حسین اگر وہ میرا ارادہ نہیں رکھتے۔ مجھے بھی ان کا ارادہ نہیں ہے۔ پس ابن زیاد شقی نے بکر بن جمران کو طلب کیا۔ جس نے اس روز حضرت مسلم کے سر مبارک پر ضربت لگائی تھی اور حکم دیا کہ مسلم کو مسقف قصر پر لے جا کر قتل کرے۔ اور سر و تن کو قصر سے نیچے پھینک دے حضرت مسلم نے فرمایا اے ابن زیاد اگر تو وہاں نہ ہوتا۔ اور مجھ میں تجھ میں قرابت ہوتی۔ میرے قتل کا حکم تو نہ دیتا پس بکر بن جمران ملعون نے حضرت مسلم مظلوم کا ہاتھ پکڑا۔ اور مسقف قصر پر لے گیا۔ اثنائے راہ میں زبان مبارک حضرت مسلم محمد شہید و تکبیر و تہلیل خدا و الصلوٰۃ سید انبیاء و اہل بیت آنحضرت گویا تھی اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے۔ کہ خداوند اتو مجھ میں اور اس گروہ میں حکم کر جنہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور مجھ سے جھوٹ بولے اور اپنے وعدوں پر وفانہ کی جب وہ یحییٰ بد کردار اس زبدہ ابرار و نقادہ اخبار یعنی مسلم نامدار کو مسقف قصر پر لایا۔ اور قتل کر کے سر و بدن شریف کو بام قصر سے نیچے پھینک دیا۔ اور لرزاں و خائف ابن زیاد خنجر

پاس آیا اس لعین نے پوچھا۔ سبب تغیر کیا ہے۔ اس بد بخت نے کہا جب میں نے مسلم کو قتل کیا۔ ایک مرد سیاہ مہیب کو دیکھا کہ میرے برابر کھڑا ہے۔ اور اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹتا ہے۔ اور بروایت دیگر اس نے یہ حالت قبل قتل مشاہدہ کی اور ہاتھ اس کا خشک ہو گیا جب یہ خیر علیہ اللہ ابن زیاد کو پہونچی۔ بکر بد کردار کو بلایا اور بعد حال دریافت کے تبسم کر کے کہا جب تو نے خلاف عادت چاہا کام کرے وہشت تجھ پر طاری ہوئی اور تجھے وہم و خیال نے گھیر لیا۔ پس اس ولد الزنا نے دوسرے مرد سیاہ کو سقف قصر پر بھیجا جب اس نے ارادہ قتل کیا۔ جناب رسول خدا کو دیکھا۔ اور خوف آنحضرت سے پتہ اس کا چھٹ گیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ پس ابن زیاد نے یہ سب سے تیسری مرتبہ ایک مرد سیاہ مرد شامی کو بھیجا۔ اور اس نے جاکے حضرت مسلم کو شہید کیا جب حضرت مسلم شہید ہو چکے اوقت ابن زیاد نے ہائی کو طلب کیا۔ اور ہر چند محمد ابن اشعث وغیرہ نے شفاعت کی مگر اس بد بخت نے ایک نہ مانا۔ اور قتل ہائی کا حکم دیا۔ غلام ابن زیاد حضرت ہائی کو تھکے باہر لے گیا۔ اور ایک ضربت ان پر لگائی۔ اس ضربت نے اثر نہ کیا ہائی نے کہا۔ اَللّٰهُ الْمَعِيَدُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَكَلْتُكَ وَوَضَعْتُكَ لَیْعْنِیْ بَارِئْتُ سَبِّکِیْ جَانِبُ خَدَّیْ بِہِ۔ خداوند مجھے اپنی رحمت و خوشنودی کی طرف سے جا۔ پس اس غلام بد انجام خود سری ضربت لگائی اور حضرت ہائی خبر رحمت الہی ملحق ہوئے۔ پس عبید اللہ ابن زیاد مرد سیاہ نے حضرت مسلم کو ہائی کے سر کٹوا کر ہائی پسر ابی احیمہ و دیر پسر ورج کو بھیجے اور یزید پلید پاس روانہ کیا۔ اور ایک نامہ لکھا۔ اور اس میں حل حضرت مسلم و حضرت ہائی کا لکھا اور جب نامہ عبید اللہ ابن زیاد و سر ہائے مسلم و ہائی یزید پلید علیہ اللعنة واللعنة اللہ اللہ اللہ اللہ کے پاس پہونچے خوش ہو گیا۔ اور حکم دیا۔ دونوں سر دروازہ دمشق پر ٹکا دیئے جائیں اور ابن زیاد کے خط کا جواب لکھا اور اس میں نوازش و انعام کا امید وار کیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے امام حسین رضی اللہ عنہ عرق ہوئے ہیں۔ لازم ہے کہ ان پر رازیں بند کر کے فتح و ظفر میں سعی و کوشش بلیغ کر اور بہت مت و گمان لوگوں کو قتل کر۔ اور ہر روز جو گزرے اس کی مجھے اطلاع دے۔ و السلام۔ یزید بن معاویہ اور خروج حضرت مسلم روز سہ شنبہ بتاریخ جھڑی الجھ تھا۔ اور شہادت بروز روزہ واقع ہوئی۔

## فصل چودھویں بیان توجہ حضرت امام حسینؑ بعراق اور جو کچھ اہل کفر و نفاق سے ظلم گزرے

شیخ مفید و سید ابن طاووس و شیخ ابن مناد و سید محمد ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم نے اس قصہ جانسوز

واقفہ ہا ملکہ غم اندوز کو جس نے جہان قدسیان ملکوت کو بخیر و درہمائے سقر بان بارگاہ جبروت کو مجروح کر دیا ہے اس طرح تحریر کیا ہے کہ جب بید الشہداء تیسری شعبان شہدہ کو مخالفوں کے خوف سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ بقیہ ماہ شعبان و رمضان و شوال و ذیقعدہ اسی مقام منبرک میں بعبادت الہی قیام کیا۔ اس مدت میں شیعیان اہل مجاز و بصرہ و جمیع بلاد امام حسینؑ پاس جمع ہوئے جب ماہ ذی الحجہ آیا۔ امام حسینؑ احرام حج باندھا۔ چونکہ یزید پلید نے ایک گردہ کو حج کے بہانے سے بھیجا تھا۔ کہ حضرت کو پکڑ کے اس شقی پاس لے جائیں یا قتل کریں۔ اس وجہ سے احرام حج کو حضرت نے عمرہ سے بدل دیا۔ اور اعمال عمرہ بجالا کے جب فارغ ہوئے اس وقت متوجہ عراق ہوئے اور چند حدیث معتبرہ میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ چونکہ حضرات جلدتے تھے کہ اعمال و مناسک حج بجالانے کی وہ اختیار اجازت نہ دیں گے۔ اس وجہ سے احرام عمرہ منفرہ باندھا۔ اور اعمال عمرہ کے تمام کمرے ساتویں ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ بروز روز شریف لے گئے بید ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ حضرت تیسری ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے اور اسی روز حضرت مسلم شہید ہوئے۔ اور روایت کی ہے کہ جب حضرت نے قصد نو جد عراق کیا۔ ایک خطبہ ادا فرمایا اور بعد از حمد و ثنائے الہی درود جناب رسول خدا و اہل بیتؑ اظہار ارشاد فرمایا کہ جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ضرور ہو کر ہے گا اور پناہ و قوت نہیں ہے مگر خدا سے بدرستیکہ موت کو مثل طوق جمیع فرزندان آدم کے گردنوں پر لازم کر دیا ہے اور کسی قدر خواہان و مشتاق بقائے اسلاف ہوئے ہیں۔ مانند اختیاق یعقوب بیوسف۔ اور خداوند عالم نے میرے دفن کے لئے ایک بقعہ شریف اختیار کیا ہے کہ میں جلد اس جگہ پہنچوں گا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمت جلد میرے اعضا سحرائے کرلا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور چور در اس امر کے لئے مقدر ہوا ہوا ہے۔ اس روز سے چارہ نہیں ہے۔ اور اہم اہل بیت بقضائے الہی راضی ہیں اور اس کی بلا پر صابر رہتے ہیں کہ ہم کو اس کے عوض بہترین جزائے صابران عطا فرمائے اور ہمت جلد وہ اعضائے پارہ پارہ خطرہ قدس میں جناب رسول خداؐ پاس جمع ہونگے اور خداوند عالم ان کی آنکھیں روشن کریگا۔ اور اپنے وعدوں کی تعمیل کرے گا۔ جس کسی کو آرزوئے شہادت ہو اور میری نصرت میں جہان دے کے سعادت ابدی فائز ہونا منظور ہو۔ وہ میرے ہمراہ رہے کہ کل کے روز میں انشاء اللہ روانہ ہوں گا۔ ایضاً۔ ذراہ بن صالح سے روایت کی ہے۔ کہا میں امام حسینؑ کی خدمت میں روانگی سفر عراق آنحضرت سے تین روز پہلے پہنچا۔ اور عرض کیا۔ مردم کو فہ کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بنی امیہ کی جانب ہیں۔ پس امام حسینؑ نے بجانب آسمان اشارہ کیا۔ ناکاہ میں نے دیکھا۔ دروازے آسمان کے کھل گئے اور اس قدر افواج ملائکہ آسمان سے نیچے آئیں کہ ان کی تعداد بغیر خدا کے دوسرا نہیں جانتا امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر آرزوئے شہادت و شوق

ملاقات حضرت رسالت در رضا بقضائے جناب احدیت کا ارادہ نہ ہوتا تو بیشک ہمراہ ان لشکروں کے اعدا و کفار سے جہاد کرتا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اور میرے اہل بیت و اصحاب وہاں شہید ہونگے اور میرے فرزندوں میں سے سوائے زین العابدینؑ کے اور کوئی نہ بچے گا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جس رات کو امام حسینؑ نے عزم کیا کہ صبح کو متوجہ کوفہ ہوں۔ محمد بن حنفیہ خدمت حضرت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے برادر جو کچھ اہل کوفہ نے مکر و عذر آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ سے بھی دیساہی سلوک نہ کریں۔ اگر آپ مکہ میں اقامت فرمائیں۔ عزیز و مکرم رہے گا اور کوئی مکہ میں آپ کا معترض نہ ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا میں ڈرتا ہوں۔ یزید مکہ میں مجھے شہید کرے مجھے منظور نہیں کہ حرمت کعبہ کی میری وجہ سے ضائع ہو جائے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کی۔ اچھا آپ یمن کی طرف یا جنگل میں تشریف لے جائیے۔ کہ آپ پر کوئی ظفر یا ب نہ ہو سکے۔ حضرت نے جواب دیا۔ اس مقدمہ میں فکر کروں گا جب صبح ہوئی حضرت نے حکم دیا۔ اوشوں پر اسباب بار کریں جب یہ خبر محمد بن حنفیہ کو پہونچی بتایا نہ گئے اور مہارنا قہ برادر بزرگوار سے لپٹ گئے۔ اور کہا۔ اے برادر آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اس مقدمہ میں فکر کروں گا۔ اس قدر کیوں جلدی آپ متوجہ سفر ہو گئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا جب تم کل چلے گئے جناب رسول خدا خواب میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے حسینؑ سفر کرو کہ خدا چاہتا ہے کہ تم کو اپنی راہ میں کشتہ دیکھے محمد بن حنفیہ نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ آپ اس قصد سے جاتے ہیں بخورتوں کو اپنے ہمراہ کیوں لے جاتے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خدا کو منظور ہے کہ انہیں اسیر دیکھے پس محمد بن حنفیہ بادل ہریاں و دیدہ گریاں سید الشہداء امام عالمیان کو وداع کر کے رخصت ہوئے بعد اُنکے عبد اللہ بن عباس خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئے۔ اور اس سفر محنت اثر کے ترک میں بہت مبالغہ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ رسول خداؐ نے مجھے خواب میں فرمایا ہے۔ اور میں مخالفت جناب رسول خداؐ نہ کروں گا۔ پس ابن عباس روتے ہوئے اور زیادہ دغاں کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ بارادہ سفر عراق مکہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر استقبال امام حسینؑ کو آیا اور ظاہر اس سفر سے منع کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں نہیں چاہتا۔ کہ میری وجہ سے حرمت حرم و کعبہ بزرگ ہو جائے۔ میں قدر میں حرم سے دور جا کر قتل ہوں۔ اسی قدر زیادہ خوشی ہے اور اگر نہ ہر فرت کے کنارے دفن ہوں اس سے بہتر ہے کہ نزدیک کعبہ دفن ہوں۔ حضرت نے باعہا زید اللہ بن زبیر کو یہ خبر دی کہ وہ مکہ میں مارا جائے گا۔ اور تک حرمت کعبہ اسکی وجہ سے ہوگا۔ مگر وہ نہ سمجھتا تھا یا تاہم بل کرتا تھا۔ آخر جو حضرت نے فرمایا تھا و یاہی ہوا کہ حجاج نے کعبہ کو اُن کے سامنے خراب کیا۔ امام محمد باقر سے منقول ہے کہ تب سید الشہداء اکبر سے متوجہ

ملاقات ہوئے۔ ایک نامہ محمد بن حنفیہ و جمیع بنی ہاشم کو لکھا کہ جسے آرزوئے شہادت ہو۔ میرے ہمراہ آئے اور جو شخص میرے ہمراہ نہ آئے گا۔ قلع و قمع فرما دیا جائے گا۔ والسلام۔

امام زین العابدین سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ متوجہ سفر عراق ہوئے۔ عبد اللہ بن کمر سوار ہو کر بسرعت تمام سید الشہداء پر پاس آیا۔ اور پوچھا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بجانب عراق جاتا ہوں۔ ابن کمر نے کہا نہ جانیے۔ بلکہ اپنے جد بزرگوار کے حرم میں تشریف واپس لے چلے ہر چند وہ مبالغہ کرتا تھا۔ حضرت قبول نہ فرماتے تھے پس ابن کمر نے کہا۔ یا حضرت آپ موضع جہاد اہل بیت سے رسول خدا چوتھے تھے مجھے دکھا دیجئے پس حضرت نے موضع ناف مبارک دکھایا۔ اور اس نے تین مرتبہ اس موضع مبارک کا بوسہ لیا۔ اور باگریہ و زاری کہا۔ میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ آپ اس سفر میں قتل ہونگے۔ اور بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ مگر تو نہیں جانتا۔ کہ جو بقدری دنیا کی جو خدا کے نزدیک ہے۔ حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر مبارک واسطے ایک زن دنا کار کے زنان بنی اسرائیل سے ہدیہ بھیجا مگر تو نہیں جانتا کہ طلوع آفتاب سے تا لروب آفتاب ستونچہ پیغمبر شہید کئے اور اپنے بازاروں میں اسی طرح مشغول خرید و فروخت تھے کہ گویا کچھ نہیں کیا ہے۔ اور خدا نے ان پر عذاب نازل کرنے میں تعیل نہ کی بعد اس کے ان کو دنیا و عقبیٰ میں بشدائد عقوبات مبتلا کیا۔ پس اے پسر عمر خدا سے ڈر اور میری ترک نصرت نہ کر۔ شیخ مفید وغیرہ نے فرزدق شاعر سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں سترہ میں اپنی ماں کو حج کے لئے لے گیا تھا کیا دیکھتا ہوں۔ کہ امام حسینؑ معہ اسلحہ جنگ مکہ سے باہر تشریف لے جاتے ہیں۔ جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امام حسینؑ ہیں ان کی خدمت ہا برکت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ حق تعالیٰ آپ کے مقاصد بر لائے۔ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ نے جلدی کیوں کی کہ قبل ازلے مناسک حج مکہ سے باہر تشریف لائے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر جلدی نہ کرتا۔ منافقین مجھے پکڑ لیتے پس حضرت نے احوال اہل عراق مجھ سے دریافت کئے میں نے عرض کیا۔ ان کے دل آپ کی طرف اور لواریں بجانب بنی امیہ ہیں اور جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے۔ قضائے خدا سے چارہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ سچ کہتا ہے تمام امور خلائی قبضہ قدرت خداوند عالم میں ہیں اور ہر روز ہر ساعت امور خلائی میں خدا کی تدبیر و تقدیر ہے۔ اگر قضائے خدا نازل ہو اسی طرح مجھے منظور ہے۔ پس میں خدا کی اس کی نعمتوں پر حمد کروں گا۔ اور اس سے نصرت و یاری طلب کروں گا۔ اور اس کے شکر پر توفیق چاہوں گا۔ اور اگر قضائے الہی خلاف امید باری ہو جس کی نیت حق ہے اور سہرت اس کی پرہیزگاری پر ثابت ہے وہ بلا ہائے دنیا سے کچھ پروا نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا آپ حق فرماتے ہیں۔ خدا آپ کو آپ کے مطلب تک پہنچائے اور جس امر سے آپ پرہیز کرتے ہیں اس سے باز رکھے پس

چند مسائل مع حضرت سے میں نے دریافت کئے اور حضرت کو دوا کر کے روانہ ہوا۔ پس عمر بن سعید بن العاص نے اپنے برادر ریکی کو بھیجا کہ امام حسین کو سفر کرنے سے منع کرے جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور ان سب کو حضرت نے نزع سے مخالفت فرمائی اور قبل اس کے کہ جدال و قتال کی نوبت پہنچے وہ سب سے باز رہے۔

**مقام تنعیم** پس حضرت امام حسینؑ مکہ سے روانہ ہوئے۔ جب بمقام تنعیم پہنچے ایک قافلہ یمن آتا تھا اور پند ہدایا حاکم یمن نے یزید کو بھیجے تھے۔ امام حسینؑ نے ان کے بار برداروں کو کہ امام زمان ان کا بقی ہے تصرف کر کے شتر بانوں سے کہا۔ جو میرے ہمراہ اراق چلے گا۔ میں اس کا پورا کرایہ دوں گا۔ اور احسان اس کے ساتھ کروں گا۔ اور جسے منظور نہ ہو اس پر جبر بھی نہ کروں گا۔ بعضوں نے اونٹ اصحاب آنحضرت کو بکرایہ دیئے اور بعض نے مفارقت اختیار کی۔ بروایت شیخ مفید جب خبر روانگی آنحضرت بنجامین اراق عبداللہ بن جعفر تیار چلا بھائی کو پہنچی اپنے دونوں بیٹوں عون و محمد کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور ایک لڑیہ لکھا۔ اور بہت التماس کی کہ اس سفر میں تعجیل نہ کریں اور لکھا کہ اب پشت و پناہ مومنان شیعاہ پیشوا و مقتدائے ہدایت یافتگان آپ ہی ہیں۔ اور جب بھی آپ ہم سے چلے جائیں گے۔ اس وقت اہل بیت آپ کے ہلاک ہو جائیں گے۔ اپنے بیٹوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اور خود بھی عقب سے آتا ہوں۔ جب حضرت عبداللہ اپنے بیٹوں کو روانہ کر چکے۔ عمر بن سعید حاکم مدینہ پاس گئے۔ اور اس سے کہا۔ ایک خط امام حسینؑ کے نام اپنی طرف سے تم لکھ دو۔ اور اپنی امان دے کے التماس معاونت کرو۔ عمرو نے ایک خط امام حسینؑ کی خدمت میں لکھا۔ اور اپنے برادر ریکی کے ہمراہ روانہ کیا اور عبداللہ بھی ہمراہ بھیجی ہوئے۔ جب امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے ہر چند مبالغہ مراعت آنحضرت میں کیا کچھ مفید نہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے میں ان کے فرمان سے درگزر نہیں کر سکتا۔ پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں بیان نہ کروں گا۔ اس کا اثر بہت جلد خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔ جب حضرت عبداللہ معادوت امام حسینؑ سے ناامید ہوئے۔ اپنے فرزندوں کو ہمراہ کر دیا خود بادیدہ اشکبار و دل فگار واپس گئے۔

**مقام تعلیہ** حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت امام مقام تعلیہ میں پہنچے۔ بشرین غالب نے آکر کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے تفسیر اس آیت کی بیان کیجئے یوم ندمنا نحن واناہم بما ما مہم۔ یعنی جس روز ہم ہر جماعت مروم کو ان کے امام کے نشان ساتھ بلائیں گے۔ امام حسینؑ نے جواب دیا۔ ایک امام وہ ہے کہ اس نے لوگوں کو ہدایت

کی اور انہوں نے اس کی ہدایت قبول کی۔ اور ایک امام وہ جس نے لوگوں کو بجانب ضلالت و ضلوت دسی اور انہوں نے اس کی متابعت کی ہر جماعت کو اس کے امام و پیشوا کے ہمراہ طلب کریں گے مطیعان ہدایت یا فتنہ کو بجانب بہشت اور گمراہوں کو بجانب جہنم لے جائیں گے جس طرح خدا نے فرمایا ہے۔ فذیق فی الجنة و فذیق فی السعیر۔ یعنی ایک گمراہ آتش افروختہ جہنم میں ہے۔ اور بروایت دیگر امام حسینؑ نے بیشتر سے احوال اہل کوفہ دریافت کیا۔ بیشتر نے بھی مثل ان لوگوں کے بیان کیا۔ کہ ان کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بجانب بنی امیہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یفعل اللہ ما یشاء یحکم ما یرید۔ کلیق چھنے بسند معتبر روایت کی ہے جب امام حسینؑ منزل ثعلبیہ پہنچے ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں رہتے ہو۔ اس نے کہا کوفہ میں رہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر مدینہ میں آتے تو میں تم کو اپنے مکان میں امر و نشان جبریل کے دکھاتا۔ کہ کس طرف سے وہ ہمارے گھر میں داخل ہوتے تھے۔ اور کیونکر ہمارے جد کو وحی پہنچاتے تھے۔ آیا چشمہ آب حیوان علم و کفران ہمارے گھر میں ہے یا اور کسی کے کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ علوم ہی کو جانیں اور ہم نہ سیکھیں۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سید الشہداء اکرنا سے چشمہ غریب

**مقام غریب** پہنچے وہاں قیام کیا۔ اور قیلو کہ فرما کے خواب سے گریاں بیدار ہوئے پس حضرت علی اکبر نے پوچھا۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی یہ سالت وہ ہے کہ اس سالت کا جواب دروغ نہیں ہوتا۔ اس وقت میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک ہانف نے مجھے آواز دی کہ تم جلدی کرتے ہو۔ اور موت تمہیں بجانب بہشت لئے جاتی ہے۔ حضرت علی اکبرؑ نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی طرف سب کی بازگشت ہے کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ حضرت علی اکبرؑ نے عرض کی۔ پھر ہمیں قتل ہو جانے سے کیا ڈر اور خوف ہے پس حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے۔

پس حضرت نے مقام غریب سے کوچ کر کے مقام بیہیمہ میں نزول فرمایا۔ اور اس منزل میں

**مقام بیہیمہ** ایک شخص کوئی جس نے کو ابوہریرہ کہتے تھے۔ سلام کر کے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ حرم خدا اور اپنے جد رسول خدا کے حرم سے کیوں چلے آئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابوہریرہ بنی امیہ نے میرا مل لے لیا میں نے صبر کیا۔ میری ہتک حرمت و آبرو کی اس پر بھی میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے چاہا مجھے قتل کریں اس وقت میں نے ترک وطن کیا۔ اور سجدہ سو گندیہ گروہ طاعی باغی مجھے قتل کر لگا۔ اور خداوند قہار لباس ذلت و خواری ان ظالموں کو پہنائے گا۔ اور شمشیر انتقام ان پر کھینچے گا۔ اور ان پر اس شخص کو مسلط کر دے گا وہ انہیں قوم سب سے زیادہ ذلیل کرے گا۔ کہ عورت ان پر حاکم تھی اور بروایت دیگر فرمایا اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھے اور مجھے

بلا یا ہے۔ اور یہ لوگ مجھے قتل کریں گے۔ اور خدا ان پر اس شخص کو مسلط کرے گا۔ کہ وہ شمشیر جو روستم لباسِ ذلت و خواری انہیں پہنائے گا۔ محمد بن ابی طالب نے روایت کی ہے۔ کہ جب ولید حاکم مدینہ نے سنا کہ امام حسین متوجہ عراق ہوئے۔ ایک خط ابن زیاد کو لکھا۔ کہ میں نے سنا ہے امام حسین متوجہ عراق ہوئے ہیں اور وہ فرزندِ فاطمہ بنت رسول خدا ہیں۔ ان کا متعزز نہ ہونا۔ اور کچھ صدمہ انہیں نہ پہنچا۔ کہ جب تک دنیا باقی ہے دوست دشمن تجھ پر لغت کریں گے۔ جب یہ خط ابن زیاد پاس پہنچا۔ مطلق تاثیر اس بے پیر کو نہ ہوئی۔

اکثر مشائخِ عظام نے روایت کی ہے۔ جب خبر توجہ امام حسین ابن زیاد شفی کو پہنچی **مقام قادسیہ** حسین بن نمیر کو مع لشکر انبوهہ سر راہ آنحضرت پر بمقام قادسیہ بھیجا۔ اور قادسیہ سے قطعاً تینہ تک لشکرِ خلافت اثر بھر گیا۔ جب امام حسین مقامِ بطنِ رمہ میں پہنچے عبد اللہ بن یقظہ اپنے برادر رضاعی کو اور بروایت دیگر قیس بن مسہر کو بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور ہنوز خبر شہادتِ مسلم نہ پہنچی تھی ایک نامہ اس مضمون کا اہل کوفہ کو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسین بن علی کی طرف سے بارانِ بخون مسلم کو ہے تم پر سلام الہی ہو۔ اور میں حمد اس خدا کی کرتا ہوں کہ بغیر اس کے کوئی اور خدا نہیں۔ اما بعد بدو تیکہ خط مسلم بن عقیل کا میرے پاس پہنچا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگوں نے میری نصرت اور دشمنوں سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ اپنا احسان مجھ پر تمام کرے اور تم کو تمہارے حسن و کردار پر بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ بدو تیکہ میں اٹھویں ذی الحجہ روزِ شنبہ کو مکہ سے باہر آیا۔ اور تہاری جانب آتا ہوں جب میرا قصد تم تک پہنچے۔ لازم ہے کہ متابعت مضبوط باندھو اور اسباب کارزار آمادہ رکھو اور میری نصرت کے ہمیا رہو۔ کہ اب میں بہت جلد تم تک پہنچتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حسین ابن علی اس خط کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ حضرت مسلم نے ستائیس روز قبل شہادت کے ایک خط امام حسین کو لکھا تھا۔ اور اس میں اظہارِ اطاعت و انقیاد اہل کوفہ درج کیا تھا۔ اور ایک گروہ اہل کوفہ نے بھی خطوط حضرت کو لکھے تھے۔ کہ یہاں سو ہزار تلواریں آپ کی نصرت کے لئے مہیا ہیں بہت جلد آپ خیموں تک پہنچ جائیے الغرض جب وہ قاصد روانہ ہوا اور قادسیہ میں پہنچا۔ حسین بن نمیر عین نے اس قاصد کو پکڑ لیا۔ اور چاہا وہ خط امام حسین کا اس کے چھین لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا۔ اور حسین کو نہ دیا حسین بن نمیر شفی نے قاصد امام حسین کو ان زیاد پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں علی بن ابی طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں۔ ابن زیاد نے کہا۔ تو نے خط کیوں چاک کیا۔ قاصد نے کہا اس وجہ سے چاک کیا کہ تو اس مضمون پر مطلع نہ ہو پائے امین زیاد نے کہا۔ وہ کس نے لکھا تھا اور کس کے نام تھا قاصد نے کہا خط امام حسین نے ایک جماعت اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں ان کے ناموں سے واقف نہیں ہوں مابین زیاد شفی غضبناک ہوا کہ میں تجھ سے دستبردار نہ ہوں تک

ان لوگوں کے نام تو مجھ سے بیان نہ کرے گا۔ اور منبر پر جا کر امام حسینؑ اور ان کے پدر و مادر برادر کو نماز ادا کرے گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ قاصد نے کہا۔ نام تو نہیں تجھے ان لوگوں کی بتاؤں گا۔ لیکن دوسرا مطلب جو تو نے کہا اسے کر سکتا ہوں۔ پس وہ قاصد منبر پر گیا۔ اور حمد و ثنائے الہی ادا کر کے درود جناب رسول خداؐ اور ان کے اہل بیت پر بھیجا۔ اور صلوٰۃ و درود بشارتیں دلا برادر امام حسینؑ اور ان کے پدر و مادر پر بھیج کر ابن زیاد اور اس کے باپ اور جمیع بنی امیہ پر لعن بکھینچا اور کہا۔ اے اہل کوفہ میں امام حسینؑ کی جانب سے تمہاری طرف آیا ہوں اور ان کو فلاں موضع پر چھوڑ آیا ہوں جسے منظور ہوں ان کی نصرت کرے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو پس ابن زیاد شقی نے حکم دیا کہ اس قاصد کو قہر سے نیچے گرا دیا جائے اور اس کو قہر سے نیچے گرا دیا اور اسکو بدرجہ شہادت فائز ہوا۔ دیگر ایک رقی جان باقی تھی کہ عبدالرحمن بن عمر رو سیانہ نے اس قاصد بے گناہ کا سر کاٹ ڈالا

**مقام حاجز بن مطیع** جب امام حسینؑ نے منزل حاجز سے جانب کوفہ توجہ کی ایک چٹمہ آب پہنچنے کے بعد اللہ نے بلایا ہے عبداللہ بن مطیع نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اپنے کو معرض تلف میں نہ لائے۔ اور حرمت اسلام و قریش و عرب کو ضائع نہ کیجئے کہ سب کی حرمت آپ کی حرمت والا سنت ہے۔ سجدہ موکند اگر یہ ارادہ کیجئے گا کہ سلطنت بنی امیہ سے بیٹھے وہ آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور بعد آپ کے مار ڈالنے کے کسی مسلمان کے مارنے سے پرہیز نہ کر نیچے اور کسی سے نہ ڈریں گے۔ پس ہرگز آپ کو فہ نہ جاسیئے اور بنی امیہ کے معترض نہ ہو جسے حضرت اس کے کلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جس کلام پر ازواج خداوند عالم مامور تھے اس کے لئے روانہ ہوئے۔ ابن زیاد شقی نے بھرہ و شام کے راستے بند کر دیئے تھے کہ غیر باہر نہ جانے پاتی تھی اور کوئی آجائے نہ سکتا پس ایک گروہ عرب کی طرف سے گذر ہوا ان سے خبر دریافت کی۔ انہوں نے کہا اس میں کچھ غیر نہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ کوئی آنے جالے نہ پائے گا۔ ایک جماعت نے قبیلہ قریظہ سے روایت کی ہے کہ ہم زہیر بن قیسؑ

حضرت امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی تھی اور ہم لوگ حضرت سے بہت دور اترتے تھے کہ رفاقت ہم پر ثابت نہ ہو۔ ناگاہ ہم کسی منزل میں اترے۔ چاشت کھا رہے تھے کہ ایک قاصد امام حسینؑ کی طرف سے آیا اور زہیر سے خطاب کیا کہ امام حسینؑ تم کو بلا تھے ہیں۔ ہم سب کے بوجہ غلبہ و مشت لقمے ہاتھ سے گر گئے اور شہداء حیران ہوئے زہیر زہیرؑ مسماۃ و سلم دختر عمرو نے کہا سبحان اللہ فرزند رسولؐ تم کو بلا تے ہیں اور تم جانے میں تامل کرتے ہو پس حضرت زہیرؑ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں گئے اور شاد و خرم واپس آئے اور حکم دیا کہ

ان کا غیمہ وہاں سے اکھاڑ کر قریب سرابروہ ہائے امام حسینؑ نصیب کیا۔ اور اپنی زوجہ کو طلاق دے کر کہا اپنے فقید میں چلی جا مجھے منظور نہیں کہ میری دھڑ سے کوئی ضرر تجھے پہنچے۔ میں چاہتا ہوں اپنی جان امام حسینؑ کے اوپر سے قربان کر ڈالوں۔ عورت روتی ہوئی ودا دعا ہوئی۔ اور کہا۔ امور خیر خدا تمہارے لئے ہمیا کرے تم سے میری التماس ہے کہ مجھے بروز قیامت حسین بن علیؑ کے جد بزرگوار پاس یاد کرنا۔ پس زبیرؓ ابن قیسؓ نے اپنے اصحاب سے کہا۔ جسے میرا ساتھ منظور ہو اٹھے اور جسے منظور نہ ہو چلا جائے۔ اس وقت میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ میں نے ہمد جناب رسولؐ خدا میں بعض مقامات دریا پر ہمراہ شکر اسلام کفار سے بعد کارزار ان پر ظفر بیاہ ہو کرے مال غنیمت پیشار پایا پس سلیمانؑ نے مجھ سے کہا۔ آیا تم اس مال غنیمت سے خوش ہوئے میں نے کہا ہاں۔ سلیمانؑ نے مجھ سے کہا۔ جب تم دیکھنا کہ سید جو انان آل محمدؐ قتال منافقین ہے لازم ہے کہ ان کی رفاقت اور راستہ میں اپنے شہید ہو جانے سے بمقابلہ غنیمت ہائے دنیا کی معرض زوال میں ہے بہت غوطہ ہو پس ناشر نے اپنے دوستوں کو ودا کیا۔ اور اصحاب امام حسینؑ میں ملحق ہوئے اور آنحضرتؐ سے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

**مقام خرمہ** جب امام حسینؑ منزل خرمہ پہنچے۔ رات کو اسی مقام پر اسسرت کی۔ جب رات ہوئی جناب زینبؓ خاتون خواہر امام حسینؑ نے کہا کہ شب گذشتہ میں میں تھکے حاجت کو باہر لگی۔ ناگاہ ایک ہاتف کی صدائی کہ اس مضمون کے وہ چند شعر پڑھتا تھا۔ اسے آنکھ ان شہیدوں پر جن کو موت ملے جاتی ہے اور بہت جلد وعدہ گاہ شہادت پر پہنچتی ہے۔ اشک حسرت برسا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے بہن جو کچھ مقلد ہو اسے وہ ہو کر رہے گا۔

**خبر شہادت مسلم بن عقیلؑ** عبداللہ بن سلیمان و منذر بن شمعل نے روایت کی ہے کہ جب ہم ثعلبیہ حاضر ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کوفہ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ اور جب شکر امام حسینؑ اس نے دیکھا مداح پیر دی۔ ہم اس کے راستہ پر گئے اور کوفہ کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں کوفہ سے باہر نہیں آیا ہوں۔ ملک کہ میں نے دیکھا۔ مسلم بن عقیلؑ اور ہانیؑ کو شہید کیا۔ اور انکے پاؤں پیر کے بازاروں میں کھینچتے تھے جب امام حسینؑ منزل ثعلبیہ پر پہنچے ہم رات کو خدمت امام میں گئے۔ اور یہ خبر و ہشت انبیان کی۔ حضرت اس کلام کے استماع سے بہت اندوہ ناک ہوئے اور مکر فرمایا۔ انا للند وانا الیراجعون۔ خدا ان شہید پر رحم کرے پس ہم نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اگر آپ سے نہ کریں۔ تو وہ آپ کے ناصر و یاد رہی نہ ہونے ہماری التماس ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں۔ امام حسینؑ منوجہ اولاد عقیلؑ ہوئے۔ انہوں نے کہا بخیر سو گند ہم واپس نہ جائیں گے جب

ان انقیاسے کو حق حضرت مسلمؑ کا نہ لیں۔ یا جو ٹہرت انہوں نے نوش کیا ہم بھی نوش کریں پس جب حضرت کو عازم سفر پایا۔ ہم لوگ وداع کر کے روانہ ہوئے۔ بردایت دیگر جب خبر شہادت مسلمؑ امام حسینؑ نے سنی۔ فرمایا جو الی پر لازم تھا۔ ان کی انہوں نے تعمیل کی۔ اب جو مجھ پر لازم ہے وہ باقی ہے۔ پس چند خضر ادا فرمائے جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ نن بنشادت دیا ہے اور شہرت ناگوار مرگ کو رھائے ابھی کے لئے اپنے اوپر گوار کیا جب صبح ہوئی اپنے غلاموں کو حکم دیا بہت سا پانی ہمراہ لے لو۔

**مقام زبالہ اور شہادت عبداللہ بن یقظیرؑ** اگلے روز صبح کو امام حسینؑ روانہ ہوئے جب منزل زبالہ کو پہنچی۔ جب یہ خبر وحشت اثر حضرت نے استماع فرمائی۔ آنسو دیدہ مبارک سے جاری ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوند امیرے شیعوں کیلئے عقبی میں منزل پاکیزہ کر مجھے ان کو ایک جگہ عزتہائے بہشت میں مقیم فرما بدرستیکہ تو سب چیز پر قادر ہے۔ پس امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ خبر ہو سچی کہ مسلم بن عقیل ہانیؑ مرورہ اور عبداللہ بن یقظیرؑ کو شہید کیا۔ در ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے جسے منظور ہو مجھ سے جدا ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے۔ پس ایک گروہ جو بطبع مال غنیمت دراحت و عزت و دنیا حضرت کے رفیق ہوئے تھے۔ ان افسار کے استنار سے متفرق ہو گئے اور اہل بیت و خویشاں آنحضرتؐ اور ایک جماعت کہ از روئے ایمان و یقین رفیق حضرت تھے باقی رہ گئے۔

**مقام بطن عقبہ** پس حضرت امام حسینؑ علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل بطن عقبہ میں نزول فرمایا۔ اس منزل پر ایک مرد پیر قبیلہ بنی عکرمہ سے حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور کہایا ابن رسول اللہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ واپس جانیے اور بخدا سوگند آپ نہیں جاتے ہیں مگر نوک کشیر جان ستاں کی طرف جلتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شیخ جو تم مجھے خبر دیتے ہو۔ یہ خبر مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن اطاعت حکم الہی واجب ہے اور مفدرات ربانی شدتی ہیں۔ بخدا سوگند مجھ سے دستبردار نہ ہوئے جب تک میرا دل پر خون باہر نہ نکال لیں گے۔ اور جب مجھے فہیدہ کر لیگے۔ خدا ان پر اس کو مسلط کر لیگا۔ جو انکو ذلیل ترین امت ہائے گذشتہ کر دیگا۔

**مقام اشرف** پس وہاں سے بھی حضرت نے کوچ کر کے منزل اشرف میں نزول فرمایا۔ اور غیمہ برپا کر کے رات اسی جگہ بسر کی۔ جب صبح ہوئی۔ حکم دیا کہ غلامان و ملازمان و اصحاب آنحضرتؐ سے بہت ہانی بھر کے ہمراہ لیا۔ اور محول و قوت الہی امید دار ہو کر روانہ ہوئے اور دو پہر تک راہ چلے ناگاہ ایک شخص نے اصحاب آنحضرتؐ میں اللہ اکبر کہا۔ حضرت نے پوچھا تم نے تیسیر کیوں کہی اس نے کہ درخان خزانہ دار

ہوئے ہیں۔ رنقانے کہا، ہم نے ہرگز اس موقع پر درخت خرما نہیں دیکھتے ہیں۔ شاہد نیزوں کی نوکیں اور گھوڑوں کے کان دکھائی دیتے ہیں حضرت کو جب معلوم ہوا کہ سلامات لشکر ہے اور اس طرف آنا ہے آپ ایک پہاڑ کی جانب جو وہاں تھا متوجہ ہوئے۔ کہ اگر قتال کی ضرورت پڑے پہاڑ کی طرف پشت کر کے ان سے مقابلہ کریں جب نزدیک کوہ پہونچے۔ حذیفہ بن یمان ریاحی مع ہزار سوار عین شدت گرمائیں قویب لشکر سید الشہداء پہونچا۔ اور صف ارار ہوا۔ حضرت نے فرمایا خیمہ نصب کیا جائے۔ اور اصحاب امام مظلوم نے سامنے اس لشکر کے صفیں باندھیں جب امام حسینؑ نے اس لشکر ضلالت اثر میں آثار تشنگی مشاہدہ فرمائے۔ حکم دیا کہ اس فوج کو اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ۔ اور حضرت نے خود بنفس نفیس متوجہ ہوئے ان کو اور ان کے جانوروں کو پانی سے سیراب کیا۔ ابن زیاد رو سیاہ نے حصین بن نمیر کو مع لشکر انبوہ استقبال آنحضرت کے لئے قادسیہ میں بھیجا تھا اور حصین نے حر کو ایک ہزار لشکر دے کر آگے روانہ کیا تھا جب وقت نماز ظہر آیا۔ حضرت حجاج بن مسروق کو ذمیا۔ اذان نماز کہے جب وقت اقامت ہوا۔ سید الشہداء باجاءہ و نعلین درخیمہ سے باہر آئے اور دونوں لشکر کے درمیان کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الہی سجالائے۔ اور فرمایا

ایہا الناس۔ میں تمہاری طرف نہیں آیا۔ مگر جبکہ متواتر تمہارے خطوط اور تمہارے قاصد پہلے میرے پاس پہونچے۔ تم نے لکھا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیے کہ ہمارا امام و پیشوا کوئی نہیں ہے۔ بشائد خدا ہم کو اور آپ کو حق و ہدایت پر متفق کرے۔ اگر تم اپنے ہمد و گفتار پر برقرار ہو مجھ سے ہیمان و ہمد تازہ کر کے دل میرا مطمئن کرو۔ اور اگر اپنے گفتار سے پھر گئے ہو اور ہمد و ہیمان کو شکستہ کر دیا ہے اور میرے آنے سے بیزار ہو۔ میں اپنے وطن واپس جاتا ہوں۔ ان کا مکاران و عداوتان یوفانے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت نے مؤذن سے فرمایا۔ اقامت نماز کہو۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اگر چاہو اپنے لشکر کے ہمراہ نماز ادا کرو مجھے عرض کیا میں آپ کے ہمراہ نماز ادا کروں گا۔ پس جناب امام حسینؑ آگے کھڑے ہوئے۔ اور دونوں لشکروں نے عقبہ نحر نماز ادا کی اور بعد ارمے نماز دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور جب وقت نماز عصر ہوا پھر حضرت آگے کھڑے ہوئے اور دونوں کو نماز پڑھائی اور بعد فراغت اپنا روئے مبارک بجناب لشکر کیا۔ اور خطبہ فرمایا خطیبی ایہا الناس۔ اگر خدا سے ڈرو گے اور حق و بحق کا پیچا لو گے۔ تم سے خدا خوش ہوگا۔ اور ہم چونکہ اہل بیت رسالت اور بعلم و کمال و عصمت و جلال و موصوفہ ہیں۔ خلافت کے زیادہ تر اس گروہ سے سزاوار ہیں۔ جو بناحق و دعویٰ ریاست کر کے تم میں بکورو قلم سلوک کرتے ہیں۔ اگر جہالت و ضلالت میں تم اسخ ہو اور رائے تمہاری اس سے جو کچھ مجھے لکھا ہے پھر گئی ہے۔ میں بھی واپس جاتا ہوں حزن جواب دیا۔ خدا مجھے ان خطوط اور قاصدوں کی جیسا آپ فرماتے ہیں مطلق خبر نہیں ہے۔ حضرت نے عقبہ بن سحان سے فرمایا کہ وہ خبر میں غیور خطوط

ہیں لے آؤ جب خرچہیں لائے جو خطوط کو قیام بیرون سے بھری ہوئی تھیں۔ حُر نے کہا مجھے ان خطوط کی اطلاع نہیں ہے مجھے ابن زیاد نے مقرر کیا ہے۔ کہ جب آپ سے ملاقات کروں جدا نہ ہوں۔ تا وقتیکہ آپ کو ابن زیاد کے پاس نہ لے جاؤں حضرت نے فرمایا جب تک زندہ ہوں یہ ذلت مجھ سے گوارا نہ ہوگی۔ بعد اسکے اصحاب کو حکم دیا سوار ہوں جب ہو درج ہائے حرم محترم اونٹوں پر بند گئیں۔ حضرت پائے مبارک رکاب میں رکھ کر سوار ہوئے جب چاہا واپس جائیں لشکر مخالفت نے راستہ روک لیا۔ اور مانع ہوئے۔ حضرت نے حرسے خطاب کیا۔ کہ تیری ماں میری عزا میں بیٹھے مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ حُر نے کہا۔ اگر اور کوئی میری ماں کا نام لیتا البتہ میں بھی اس کا جواب دیتا۔ لیکن آپ کی مادر گرامی کے حق میں سوائے تعظیم و تکریم کوئی سخن لب پر نہیں لاسکتا حضرت نے فرمایا۔ مطلب تیرا کیا ہے۔ حُر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں آپ کو ابن زیاد پاس لے چلوں۔ حضرت نے فرمایا میں تیری اطاعت نہ کروں گا۔ حُر نے کہا۔ میں بھی دست بردار نہ ہوں گا۔ جب درمیان میں طول سخن ہوا حُر نے کہا مجھے حکم نہیں ہے کہ آپ سے جنگ کروں۔ اگر آپ کو کوئی فوج یا لشکر نہیں ہے تو دوسرے راستہ سے مدینہ جائیے کہ میں کل کیفیت ابن زیاد کو لکھوں۔ شاید کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ میں آپ جیسے پیشوا سے ہمارے بے مبالغہ ہوں۔ حضرت نے بضرورت راہ قادسیہ سے جانب چپ تو ہر کی۔ اور وہ لشکر خلافت اثر بھی ہمراہ ہوا حُر نے قریب امام حسینؑ آگے کہا۔ یا حضرت میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اس گروہ سے مقابلہ نہ کیجئے گا۔ ورنہ قتل ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا تو مجھے موت سے ڈرانے پر راہ خدا میں مارا جانا اور خوشنودی حق تعالیٰ میں مفید ہونا اس کی بجائے بڑی آرزو ہے اور میں بحکم خدا ان منافقین سے مقابلہ کروں گا۔ اور مر جانے سے مجھے پروا نہیں ہے جب حُر نے جانا کہ سمجھنا کچھ مفید نہیں ارادہ مخالفت و منی صمت اس لشکر سے مصمم رکھتے ہیں اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور ہمراہ حضرت چلے۔

**قصر بنی مقاتل** حضرت امام حسینؑ نے یہاں سے کوچ فرما کے قصر بنی مقاتل نزل اہلال فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے جب خبر قرب امام مظلومؑ ابن زیاد کو پہنچی۔ اس نے عربین یرید ریاحی کو مع ایک ہزار سوار سر راہ امام امیر ار پر بھیجا۔ حُر نے کہا جب میں گھر سے باہر آیا۔ صدائے منادی سنی۔ تین مرتبہ اس نے مجھ سے ندا کی۔ اے حُر تجھے بہشت کی بشارت ہو۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میری مادر میری عزا میں بیٹھے۔ میں فرزند رسولؐ سے لڑنے جاتا ہوں اور مجھے بہشت کی بشارت ہوتی ہے بس ہر وقت نماز ظہر قریب حضرت پہنچ گیا۔ حضرت نے اپنے بڑے بیٹے سے فرمایا۔ کہ اذان و اقامت کہو حضرت آگے گھر سے ہوئے اور دونوں لشکروں نے نماز ادا کی جب سلام نماز پچھا حُر قریب آیا۔ اور کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت نے جواب سلام دیا مادر پوچھا تم کون ہو۔ حُر نے کہا۔ میں حُر

بن یزید ریاحی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے لڑنے آئے ہو یا میری نصرت کو آئے ہو۔ حرنے کہا بخدا سونگد اے فرزند رسول خدا مجھے آپ سے جنگ کرنے کو بھیجا ہے اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ اپنی قبر سے محصور ہوں اور میری پیشانی کے بال پاؤں میں بندھے ہوں۔ اور ہاتھ گردن میں جکڑے ہوں اور مجھے منہ کے بل جہنم میں ڈال دیں۔ یا ابن رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ اپنے جد رسول خدا کے حرم میں جاتیے ورنہ شہید ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا مجھے قتل ہو جانے سے کچھ پروا نہیں۔ اور شہادت جو کہ سرمایا ابدی ہے دوستان خدا کی آرزو ہے۔

**منزل قطقانہ** پس حضرت نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ اور منزل قطقانہ پر نزول اجلال کیا جب کس کا ہے کہا یہ غیمہ عبد اللہ بن عمر بن خطاب کا ہے۔ حضرت نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور پیغام دیا۔ تو نے درگاہ خداوند قہار و جبار میں غطا و نافرماتی بہت کی۔ اگر توبہ نہ کرے گا۔ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا۔ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا۔ اب لازم ہے کہ توبہ کر اور میری نصرت کر۔ کہ جد بزرگوار بروز قیامت تیری شفاعت کریں۔ اس روایہ سے بخاری نے کہا اگر میں آپ کی نصرت کو آؤں۔ اول جو آپ کے لشکر سے قتل ہو وہ میں ہوں گا۔ و لیکن میرے پاس ایک ایسا گھوڑا ہے۔ کہ ہرگز کسی کے بخشش میں نہیں گیا مگر یہ کہ اس تک اس گھوڑے پر سوار ہو کر گیا۔ اور جو کوئی میرے تعاقب میں آیا مجھے پانہ سکا۔ وہ گھوڑا آپ کو دیتا ہوں حضرت نے اس کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔ اور فرمایا مجھے تیری اور تیرے گھوڑے کی کوئی احتیاج نہیں ہے اور گمراہ کرنے والوں کو میں اپنا ناصر و مددگار نہیں کرتا۔ و لیکن تو مجھ کا بھائی میرا ناصر ہو۔ اور نہ میرا مقابل۔ بدرستیکہ جو میرے واقعہ میں حاضر ہوگا۔ وہ میری پوری نصرت نہ کرے گا۔ خدا سے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ اور بروایت اول جب قہر بنی مقاتل سے کوچ کیا۔ اور قہر بنی راہ طے کی امام حسین کو گھوڑے پر کچھ نیند آگئی۔ جب بیدار ہوئے تین مرتبہ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون الحمد للہ رب العالمین۔ علی اکبر نے جب یہ حال دیکھا اپنے پدر بزرگوار سے دریافت کیا حضرت نے فرمایا اس وقت مجھے گھوڑے پر نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سوار کہتا ہے یہ گروہ جاتا ہے اور مرگ انکی جانب آتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میری جانب اس کا خطاب تھا۔ علی اکبر نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار جب کہ ہم حق پر ہیں۔ پھر مرگ سے کیا پروا۔ حضرت نے علی اکبر کو دعا دی۔ ابن قنولویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین بطن عقبہ سے آگے بڑھے۔ فرمایا۔ البتہ میں اس سفر میں قتل ہوں گا اصحاب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیونکر آپ نے جانا۔ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ چند کتے مجھ پر حملہ کریں میں اور ان میں ایک ابلق کتا تھا کہ وہ مجھ پر بہت حملہ کرتا تھا۔ بسند معتبر دیگر آنحضرت سے روایت کی کہ امام حسین صبح

تھے کہ بادشاہی بنی اُمیہ کو سزا دار نہ ہوگی۔ جب تک مجھے قتل نہ کریں گے۔ اور بیشک مجھے قتل کریں گے جب مجھے شہید کریں گے۔ پھر یہ امت توفیق اجتماع نماز بحق نہ پائے گی۔ عطا و عنیت سکور و ظلم تقیم ہوگی اور اذل اس امت میں جسے علانیہ بہ جبر و قہر قتل کرنے کے میں اور میرے اہل بیت ہونگے۔ اور بعد میرے بنی ہاشم ہمیشہ محنت و مصیبت میں رہیں گے۔ تاکہ قائم آل محمد ظہور کریں۔ شیخ مفیدؒ نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے۔ سفر کربلا میں سکور میرے پدر بزرگوار حضرت یحییٰؑ اور ان کی شہادت کو یاد کر کے کہتے تھے بے قدری و نیا سے جو خدا کے نزدیک ہے سہ مبارک یحییٰؑ ایک زن زنا کار کیلئے بھیجا۔ اور بروایت دیگر یہ کہتے تھے میرا سر ایک دلد الزنا کو ہدیہ دیں گے۔

**میدان کربلا میں نزول امام حسین علیہ السلام** جب صبح ہوئی امام حسینؑ نماز صبح ادا کر کے سوار ہوئے ہر چند چاہتے تھے کہ دوسری طرف جائیں مگر لشکر حرمات ہو تا تھا۔ یہاں تک کہ زمین کربلا پر پہنچے حضرت نے دریافت کیا۔ اس زمین کا کیا نام ہے۔ کہا اس زمین کو کربلا کہتے ہیں جب امام حسینؑ نے یہ نام محنت انجم سنا۔ بیشک چٹمبا کے مبارک سے جاری ہوئے۔ اور فرمایا یہ مقام کرب و بلا و محل محنت و عنا ہے۔ یہ جگہ وہ ہے جہاں خون شہداء کربلا بہیگا۔ ناگاہ دور سے ایک سوار نمایاں ہوا۔ کہ بسرعت تمام آتا تھا جب نزدیک آیا امام حسینؑ کو سلام نہ کیا اور حرم کو جا کے سلام کیا۔ اور ایک خط ابن زیاد شقی کا حرم کو دیا جب خط کھولا۔ اس شقی نے لکھا تھا جہاں یہ میرا خط تم کو پہنچے۔ اسی جگہ امام حسینؑ کو انار دو اور ایسے بیابان میں اتارنا جہاں پانی اور آبادی نہ ہو اور ان پر سختی کرنا۔ لازم ہے۔ میرا قاصد مجھے یہ خبر پہنچائے۔ کہ تم نے میری اطاعت و فرمانبرداری کی جب حرم نے وہ خط پڑھا مضمون خط با و از بلند لشکر حضرت کو پڑھ کر سنایا۔ یزید بن مہاجر نے قاصد ابن زیاد کو پہچانا۔ اور اس سے کہا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے یہ کیا پیغام تو لایا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے اپنے امام کی اطاعت اور وفا اپنی سبعت پر کی ہے۔ ابن مہاجر نے کہا۔ بلکہ تو نے اپنے خدا کی معصیت کی ہے۔ خدا دنیا اور وفاقی کو تو نے اپنے لئے مہیا کیا ہے۔ تیرا امام ان اماموں میں سے ہے۔ جن کے حق میں خداوند عالم فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ان کو امام کیا وہ لوگوں کو بجانب آتش بلاتے ہیں۔ بروزیقا سبت یاری ان کی نہ کی جائے گی پس حرم وہاں اترا حضرت نے فرمایا مجھے جانے دو۔ کہہ مینوایا غرض یہ یا کسی اور جگہ جہاں پانی اور آبادی ہو۔ وہاں اتروا حرم نے کہا۔ امیر نے اس قاصد کو بھیجا ہے اور یہ حکم لکھا ہے۔ میں ان کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ نہ میر بن قیس نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ کو اجازت دیجئے کہ ہم ان سے مقابلہ کریں۔ اس لئے کہ اس وقت ان سے ہماری جنگ بہت آسان ہے۔ بمنزلہ اس کے جبکہ لشکر ہائے بے حدود احصاء کے بعد آئیں گے۔

حضرت نے فرمایا میں چاہتا ہوں ان پر رحمت خدا تمام کروں۔ اور ان سے لڑنے میں ابتداء نہ کروں پس حضرت اسی جگہ اترے۔ قناتیں اور خیمے اہل بیت کے نصب کئے گئے۔ بقول ایک جماعت کے دوسری محرم سنہ حرکی تھی یا روز چہار شنبہ یا پنج شنبہ تھا۔ اور بقول بعض آٹھویں محرم کی تھی۔ پس حرنے ایک خط ابن زیاد کو لکھا اور حقیقت حال اس میں درج کی۔ جب وہ خط ابن زیاد پاس پہنچا۔ اس شقی نے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا اور اس میں تحریر کیا میں نے سنا ہے آپ کربلا میں اترے ہیں۔ یزید معاویہ نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کو مہلت نہ دوں یا آپ سے بیعت لوں اور اگر انکار کیجئے تو یزید پاس بھیج دوں۔ جب خط اس شقی کا حضرت پاس پہنچا اور حضرت نے مطالعہ کیا۔ اس خط کو پھینک دیا۔ اور کہا وہ گروہ متکبرانہ ہو گا جو رضامندی مخلوق کیلئے حق و خالق خرید کرے۔ جب قاصد نے جواب مالکا حضرت نے فرمایا۔ اس کے خط کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ عذاب الہی اس پر نازل ہوا ہے۔ جب یہ خبر اس بد بخت کو پہنچی۔ آتش کفر و نفاق اور زیادہ بھڑکی اور لڑائی کا اس نے عزم بالجزم کیا۔ سرداری لشکر کی تکلیف عمر بن سعد کو دی اس نے اول انکار کیا۔ مگر چونکہ قبل ازیں حکومت شہر سے دے چکا تھا۔ کہا۔ اگر امام حسینؑ سے تو نہ لڑے گا۔ تو حکومت سے دست بردار ہو میں اور کسی کو دہاں کا حکم بنا دوں گا۔ پس اس رو سیاہ نے بطیع حکومت سے شقاوت ابدی و عذاب سرمدی اختیار کر کے امام حسینؑ سے جنگ قبول کی۔ اور مع چار ہزار نامرد روانہ کر دیا۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں پہنچے۔ ایک خط اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو لکھا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ یہ خط حسینؑ ابن علی کا۔ اور جوان کے قریب فرزندان بنی ہاشم سے ہیں۔ انہیں پہنچے۔ اما بعد واضح ہو کہ میں نے ترک زندگانی کی اور منتظر شہادت ہوں۔ اور دنیا کو میں ایسا جانتا ہوں۔ کہ گویا ہرگز نہ تھی اور آخرت کو باقی اور ہمیشہ جانتا ہوں آخرت کو دنیا پر میں نے اختیار کیا ہے والسلام۔ حسینؑ ابن علی علیہم السلام۔

کلام زہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
برداشت اول جب امام حسینؑ کربلا میں اترے  
فصیح و بلیغ فرمایا اور فرمایا میرا کام یہاں تک پہنچا جو تم دیکھتے ہو۔ دنیا نے روگردانی کی ہے ایام زندگانی تمام ہوچکے ہیں لوگ حق سے دستبردار ہو کے باطل پر جمع ہوئے ہیں۔ جو کوئی ایمان خدا اور قیامت پر رکھتا ہے لازم ہے۔ کہ دنیا سے روگردانی کرے۔ اور مشتاق لقائے پروردگار ہو جائے اس لئے کہ شہادت راہ حق میں موجب سعادت ابدی ہے اور زندگی ہمراہ ستمکاروں کے اور ان کا مومنین پر غلبہ بجز محنت و مصیبت کے دوسرا اثر نہیں رکھتا۔ پس زہیر بن قین اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا اگر دنیا ہمارے لئے باقی رہتی۔ تحقیق کہ راہ خدا میں قتل ہونا ہم بقائے دنیا پر اختیار کرتے اور جب ہم جانتے ہیں کہ دنیا فانی ہے پھر کیونکر اپنی جان آپ سے عزیز کریں

## کلام ہلال بن نافع

پس ہلال بن نافع بجلی اٹھے اور کہا: یا ابن رسول اللہ آپ کے جد بزرگوار سے نہ رکھتے بہت منافقین ایسے تھے کہ ان سے وعدہ نصرت کرتے تھے اور دراصل مکر و عذر پر مستعد تھے۔ اور ہمیشہ اپنے منافقین اصحاب سے عنایت و شفقت میں بسر کرتے تھے یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ آپ کے پدر علی مقدار نے بھی تاکسین و قاسطین و مارقین سے جو جو مصائب اٹھائے معلوم ہیں۔ یہاں تک کہ برحمت الہی ہوئے اور آپ بھی آج اس گردِ اشرار کے عذر و کسر میں گرفتار ہیں۔ جو کوئی آپ سے ہمدِ فطنی اور فسخِ بیعت کرے گا اس نے اپنی ضرر رسانی خود کی ہے۔ میں نے باینتِ درست و عزم صحیح آپ کی متابعت اختیار کی ہے۔ آپ کے دوستوں کا دوست اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور جو آپ فرمائیں گے اسے بجاں و دل قبول کروں گا۔

## کلام برید بن خضیر

پس برید بن خضیر اٹھے۔ اور کہا اسے فردنذر رسول خدا حق تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا کہ آپ کے سامنے جہاد کریں۔ اور الافغانہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور آپ کے جد بزرگوار بروز قیامت ہمارے شفیع ہوں۔ وہ گروہِ سنگار نہ ہوگا۔ جو فردنذر پیغمبر خدا کو چھوڑ دے گا۔ اور ان کی نصرت کرے گا۔ ان پر توفیق ہے وہ بروز قیامت عذاب الیم و حسرت و عداوتِ جمیم میں مبتلا ہوں گے یہ سن کر جناب سید الشہداء نے ان کو دعا دی اور اپنے اہل بیت بھائی بھینوں پر بحسرتِ نظر کی۔ اور ہاتھ دھو کر لائے اٹھائے۔ کہا خداوند! ہم تیرے پیغمبر کی عزت ہیں۔ مجھے وطن سے نکال کر حرمِ بد بزرگوار سے دور کیا۔ مجھ پر بیٹی امیرہ تعدی کرتے ہیں۔ خداوند! تو میرا حق ان سے لے اور گروہِ سنگار پر مجھے نصرت دے۔ پھر فرمایا سب لوگ بندگانِ دنیا ہیں اور دین ان کی زبان پر جاری ہے مگر وقتِ امتحان دیندارِ طالبِ حق بہت کم ہیں۔

## اہتمام قتل سید الشہداء

جب دوسرا دن ہوا۔ عمر بن سعد لعین مع چار ہزار منافقین داخل کر بلا ہوا اور مقابل لشکرِ امام حسین اترا۔ اور وہ بن قیس اصسی کو بلا کے چاہا بطورِ قاصد ہی امام حسین پاس بھیجے۔ مگر چونکہ وہ نامردان میں سے تھا۔ جنہوں نے خطوطِ امام حسین کو لکھے تھے اس نے قاصد ہی قبول نہ کی۔ اور جس دھیس و امیر لشکر سے کہتا تھا۔ کوئی قبول نہ کرتا تھا۔ اسلئے ان میں سے اکثر وہی لوگ تھے۔ جنہوں نے خطوط لکھے اور حضرت کو عراق میں بلایا تھا۔ پس کثیر بن عبد اللہ کو کہ وہ ملعون شجاع و بیباور بیباک تھا اٹھا اور کہا جو پیغامِ امام حسین سے کہنا منظور ہو بیان کر دو میں جا کے پہنچا دوں گا۔ اور اگر کہو ان کو قتل کر کے ان کا سر تنہا سے پاس لے آؤں۔ عمر بن سعد شقی نے کہا۔ یہ ابھی منظور نہیں۔ لیکن تو ان کے پاس جا۔ اور پوچھ کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ جب وہ ملعون متوجہ لشکرِ امام حسین ہوا اور اصحاب

حضرت نے اسکی شرارت دیکھی۔ آگے بڑھ کے اس سے کہا۔ اپنے ہتھیار کھول کے حضرت امام حسینؑ پاس جا اس  
 شقی نے اس بات کو نہ مانا۔ اور واپس گیا۔ عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو امام حسینؑ پاس بھیجا۔ اور اس نے حضرت  
 کو پیغام پہنچایا سید الشہداءؑ نے فرمایا۔ تمہارے شہر کے لوگوں نے ناہمگئے بیشمار مجھے لکھے اور بہت مالغہ  
 و امرار کر کے بلایا۔ اگر میرا آنا منظور نہیں تو مجھے واپس جانے دو۔ جب قرہ بن قیس نے چاہا۔ واپس جا کر  
 حبیب بن مظاہر نے کہا۔ اے قرہ تجھ پر وائے ہو امام بحق سے روگردانی کر کے ظالموں کی طرف جاتا  
 ہے۔ ان کے گھرانے سے تو نے ہدایت پائی۔ اب ان کی نصرت نہیں کرتا۔ اس بے سعادت نے کہا۔ میں  
 عمر بن سعد کا پیغام لے جاؤں اس کے بعد فکر کروں گا۔ جب جواب امام حسینؑ عمر بن سعد کو پہنچا۔ اس نے  
 کہا۔ امیدوار ہوں خدا مجھے معاملہ و مقاتلہ امام حسینؑ سے نجات دے۔ بعد اس کے ایک خط ابن زیاد  
 کو لکھا۔ اور اس میں سب حقیقت حال درج کی۔ جب اس روسیہ پاس خط پہنچا۔ اس نے۔ جیانے کہا جب  
 امام حسینؑ میرے جنگل میں آگئے۔ اب ان کو چھوڑ دوں یہ ہرگز نہ ہوگا۔ بروایت دیگر وہ شقی راضی ہوا کہ امام حسینؑ  
 چلے جائیں مگر شمر ذی الجوشن حرامی نے ابن زیاد کو پشیمان کر کے مستعد کیا۔ اس نے عمر بن سعد کو لکھا  
 کہ حضرت سے کہو۔ معاصحاب بیعت کریں۔ بعد اس کے جیسا مناسب ہوگا ویسا کروں گا جب یہ  
 خط عمر بن سعد پاس پہنچا۔ اس نے وہ مضمون امام حسینؑ سے نہ کہلا بھیجا۔ اس لئے کہ جانتا تھا۔ حضرت  
 بیعت یزید پر راضی نہ ہوں گے جب ابن زیاد عمر بن سعد کو خط لکھ چکا مسجد میں آیا۔ اور لوگوں کو طلب  
 کر کے منبر پر گیا۔ اور کہا۔ ایہاء الناس تم نے ابوسفیان کا امتحان کیا ہے کہ دو ستوں کو کس قدر نواز شہائے یشمار  
 کرتے ہیں۔ اور ان کی رعایا پر وہی نہیں معلوم ہے۔ مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے وظائف کو مضائقہ  
 کر دوں۔ اور تم کو انعامات و کرامات کثیر سے سرفراز کروں بشرطیکہ ان کے دشمن امام حسینؑ سے جنگ کرو و ہم  
 ہے کہ حکم امیر قبول کرو۔ اور انعامات۔ نوازشات فراوان کے امیدوار ہو۔ یہ کہہ کر وہ شقی منبر سے اترا  
 اور کسی قدر مال تقسیم کرنا شروع کیا اور لوگوں کو ترغیب دی۔ کہ اعانت عمر بن سعد کو روانہ ہوں اکثر بے زیادہ  
 خدا نے دین کو دنیا سے بیچ والا۔ اور امداد قتل امام حسینؑ ہوئے۔ پس پہلے جو شخص روانہ ہوا وہ  
 شمر ذی الجوشن تھا کہ مع چار ہزار کافراں ستم شعار روانہ ہوا۔ اور یزید بن رکاب کو مع دو ہزار ظالموں کے  
 بھیجا اور حصین بن نمیر کو چار ہزار افراد کے ہمراہ روانہ کیا۔ و بروایت حضرت امام زین العابدین علیہ السلامؑ  
 بن حصین کو ایک ہزار سوار اور شعیب بن ربیع کو چار ہزار سوار اور محمد بن اشعث بن قیس کو ایک ہزار سوار کے ہمراہ  
 روانہ کیا۔ اور ایک خط عمر بن سعد کو لکھا۔ کہ سب لشکر اس کی اطاعت کرے۔ اور لکھا۔ کہ امام حسینؑ پر سختی کرو اور پانی  
 کا راستہ روک لو جس طرح عثمان کے درمیان حائل ہوئے تھے۔ اور موافق بعض روایت کے تیس ہزار سوار تک

عمر بن سعد تابکار پاس جمع ہو گئے۔ ابن زیاد نے ایک خط عمر بن سعد لعین کو لکھا۔ کہ تمہارا کوئی عذر و رباہ قلدت لشکر نہیں لازم ہے کہ مردانہ جواور جو کچھ گذرے اس کی صبح و شام مجھے اطلاع دو اور موافق اس روایت کے یہ لشکر بد اختر چھٹی تاریخ محرم کو کربلا میں جمع ہوا

**رفاقت حبیب ابن مظاہر** جب حبیب ابن مظاہر نے کثرت لشکر مخالف دیکھی خدمت میں اگر اجازت دیکھے تو میں جا کر آپ کی نفرت کی طرف ان کو دعوت دوں۔ جب رخصت ملی رات قبیلہ بنی اسد پاس گئے۔ اور ان کو بمواظفہ شافینہ بجانب امام حسین مائل و راتب کیا۔ اور نوے آدمیوں کو راضی کر کے چاہا۔ امام حسین کی خدمت میں لے جائیں۔ ناگاہ کسی منافق قبیلہ نے یہ خبر عمر بن سعد کو پہنچائی اور اس شقی نے چار سو نفر پر ازرق شامی کو افسر مقرر کر کے راستہ میں جماعت بنی اسد کے روانہ کیا۔ اور لڑائی ہوئی چونکہ مردوم قبیلہ بنی اسد کم تھے۔ ان چار سو سے تاب مقابلہ نہ لاسکے۔ اور مغلوب ہو گئے۔ مگر حبیب ابن مظاہر خدمت امام حسین میں پہنچ گئے۔ اور سب حال بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ

**دشمنان امام کافرات پیکر ہرہ** عمر بن سعد رو سیاہ نے عمر بن حجاج کو معہ پانچ سو سپاہیوں سے منع کریں۔ جب تشنگی نے اصحاب و قادار امام ابرار پر غلبہ کیا۔ حضرت پاس آکے شکایت پیاس بیان کی حضرت نے ایک سیلہ دست مبارک میں لیا۔ اور عقب ٹیمہ حرم محترم تشریف لائے اور پشت ٹیمہ سے قدم سمت قبلہ چلے اور وہاں ایک سیلیمہ زمیں پر مارا۔ کہ باوجود حضرت چشمہ شیریں آب وہاں ظاہر ہوا۔ اور امام حسین نے مع اصحاب وہ پانی شیریں نوش کیا۔ اور مشکیں وغیرہ بھر لیں۔ پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا اور اس کا اثر بھی کسی نے نہ دیکھا۔ جب یہ خبر امام حسین ابن زیاد کو پہنچی کہ امام حسین کو اں کھود کر پانی نکالتے ہیں۔ اس شقی نے عمر بن سعد کو اس بارہ میں ایک نامہ لکھا کہ جس وقت یہ نامہ میرا پہونچے اسی وقت سے امام حسین پر سختی کر۔ اور ہرگز ایک قطرہ پانی کا نہ پیئے۔ یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائیں۔ جس طرح عثمان تشنہ لب قتل ہوا۔ جب اس خط کے آنے پر عمر بن سعد نے امام حسین اور اہل بیت پر تنگ گیری کی۔ اور پیاس نے ان پر غلبہ کیا۔ امام حسین نے اپنے برادر عباس کو بلایا۔ اور تین سو سوار بتیس پیاسے ان کے ہمراہ کر کے انہیں مشکیں ان کو دیں کہ فزات سے مبر لائیں۔ جب کنارہ فزات پہنچے۔ عمرو بن حجاج نے پوچھا۔ کون ہو ہلال بن تاغ نے اصحاب اسحضرت میں سے کہا۔ میں تمہارا پیسر عم ہوں۔ پانی پیئے آیا ہوں۔ اس نے کہا تم پیو تم کو پانی گوارا ہوا۔ ہلال نے کہا۔ تمہارے پیو میں کس طرح پانی پیوں۔ حالانکہ اہل بیت نبوت و جگر گوشہ

رسالت پناہ پیاسے ہیں۔ اس شقی نے کہا۔ یہ سچ ہے۔ لیکن جو مجھے حکم دیا ہے اس کی میں تعمیل کروں گا۔ یہ سن کر بیٹا نے اپنے اصحاب کو آواز دی۔ کہ جلد پانی بھرو۔ حجاج نے اپنے لشکر سے کہا۔ پانی نہ بھرنے دو قریب تھا۔ آتش حرب و ضرب مشعل ہو۔ مگر اصحاب امام حسینؑ نے جلدی سے مشکیں بھر لیں اور روانہ ہوئے اور کوئی سبب و گزند نہ پہنچا۔ اس وجہ سے حضرت عباسؑ کو سقائے اہل بیعت کہتے ہیں۔ بعد اس کے امام حسینؑ نے عریقتا بعد کو شب کے وقت طلب کیا۔ کہ درمیان دونوں لشکروں کے ہیں۔ تب مجھ سے چند باتیں کروں گا امام حسینؑ۔ میں آدمی اپنے لشکر سے لے کر علیحدہ ہوئے اور وہ شقی بھی بیٹن آدمی اپنے لشکر سے لے کر جدا ہوا۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا۔ ٹھہرے رہو۔ اور عباسؑ و علیؑ اکبر کو اپنے ہمراہ لیا۔ اس رو سیاہ نے بھی اپنے اصحاب سے کہا۔ رک جاؤ۔ حفصؑ اپنے پیسر اور ایک غلام کو ہمراہ لے کے آیا۔ امام حسینؑ نے حجت تمام کرنے کو اس شقی سے کہا۔ اے بلذخمت تو مجھ سے مقاتلہ کرتے ہو حالانکہ تو جانتا ہے۔ میں کون ہوں۔ اور کس کا پیسر ہوں۔ آیا خدا سے نہیں ڈرتا۔ اور انتقاد قیامت پر نہیں رکھتا۔ میری طرف چلا آکر سعادت ابدی حاصل ہو۔ اور عذاب آخرت سے نجات ملے۔ اس لعین نے کہا مجھے خوف ہے میرا گھر لوٹ لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تمہارے لئے اپنے روپیہ سے مکان بنا دوں گا۔ اس نے کہا۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے مرزوعات کو پھین لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اس سے عہدہ نہ اعلت اپنے سال سے تجھے حجاز میں دوں گا۔ اس نے کہا مجھے اپنے بیال کا فکر ہے۔ جب حضرت نے دیکھا کہ وعظ و پسند اس خود پسند شقاوت مند کو اثر نہیں کرنے۔ اس کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا خڑا تجھے تیری خواب گاہ میں قتل کرے اور آخرت میں نہ بخشنے۔ میں امید دار ہوں کہ تجھے کوئی تمتع دنیا حاصل نہ ہو۔ اور بعد میرے گندم عراق دکھائے۔ یہاں تک کہ مارا جائے۔ اس ملعون نے از روئے استہزاء کہا اگر گندم نہ ہوں گے نان جو خوب ہے۔

پس دوسرا خط ابن زیاد نے بتائید و تہدید عمر بن سعد کو لکھا کہ میں احکام ابن زیاد ملعون نے سنا ہے تو امام حسینؑ کی خاطر و مدارت کرتا ہے اور راتوں کو ان سے ملاقات کرتا جب یہ میرا خط پہنچے۔ فوراً امام حسینؑ سے مقاتلہ کرنا۔ اور ان کو ہمت نہ دینا۔ اور بعد قتل کرنے کے ان کے جمائے مبارک پر گھوڑے دوڑانا۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو بڑا مرتبہ اور انعام پائے گا۔ اور میں تجھ کو اس کے صلہ میں بہت کچھ دوں گا۔ اور اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا سرداری سے دست بردار ہو جا۔ اور امارت سپاہ ثمر ذی الجوشن کے سپرد کر دے۔ و بروایت شیخ مفید شریعین یہ خط لے کر عمر بن سعدؑ پاس نوین محرم روز پنج شنبہ یا بروز جمعہ لایا جب عمر بن سعد نے وہ خط پڑھا۔ شمر سے

کہا۔ غدا تب مجھے بڑی بڑی جہاد سے تو نے صلح نہ ہونے دی۔ امام حسینؑ فرزند علی ابن طالب ہیں۔ وہ ہرگز نہ راضی ہوں گے کہ ابن زیاد کے مطیع ہوں۔۔۔ ناچار مجھے ان سے لڑنا پڑا جو ان سے لڑے گا۔ دنیا و عقبیٰ میں اسے نجات نہ ملے گی۔ شمر نے کہا میں ان باتوں کو نہیں جانتا۔ اگر ابن زیاد کی اطاعت منظور ہے اطاعت کرو۔ ورنہ سرور کا لشکر کی مجھے دید و اس ملعون شقی نے محبت دنیا و دنی کے لئے دیدہ دانستہ عذاب ابدی کو گوارا کیا۔ اور شمر کو پیادگان لشکر ضلالت کا سردار کر کے اپنے لشکر نامعلوم و جنود معدود کو حکم دیا۔ کہ اصحاب امام حسینؑ کی جانب رخ کریں۔ شمر یحییٰ بن زید کا لشکر گاہ فرزند سید المرسلینؐ آیا۔ اور کہا۔ میرے فرزند ان خواہر کہاں میں اسلئے کہ بعض برادران آنحضرتؐ قبیلہ شمر سے تھے یہ سن کر جعفر و عباس و عثمان فرزند ان جناب امیرؑ باہر آئے اور کہا کیا چاہتا ہے اس شقی نے کہا۔ چونکہ تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے تم کو امان دی۔ انہوں نے کہا۔ خدا تجھ پر اور نیری امان پر لعنت کرے تو ہم کو امان دیتا ہے۔ اور فرزند رسولؐ خدا کو امان نہیں دیتا۔ جب فروش و غلغلہ لشکر بد اختر بلند ہوا۔ زینبؑ خاتون خواہر امام حسینؑ باہر آئیں اور دیکھا۔ کہ سید الشہداءؑ سر زانوئے مبارک پر رکھے آرام کر رہے ہیں۔ اور کہا۔ اے برادر صدائے اہل جور و شر کو آپ نہیں سنتے۔ حضرت نے سر مبارک بلند فرمایا۔ اور کہا۔ اے خواہر اس وقت میں نے اپنے جد بزرگوار پر عالی و مادر گرامی و برابر نامدار کو خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس آئے اور کہا۔ اے حسینؑ تم بہت جلد میرے پاس آؤ گے جب حضرت زینبؑ نے یہ خبر روشت اثر سنی اپنا منہ پیٹ لیا۔ اور فریاد و احوال بلند کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خواہر گرامی عذاب و نکل تمہارے دشمنوں کے لئے ہے۔ تم صبر کرو۔ اور دشمنوں کی شہادت و ہنسائی سے مجھے بچاؤ۔ پھر حضرت عباسؑ آئے۔ اور کہا لشکر مخالف ہم پر یورش کر رہا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے برادر جاؤ اور ان سے دریافت کرو تمہارا مطلب کیا ہے۔

**بیان ایک شب کی مہلت طلب کرنا پس حضرت عباسؑ میں سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر سے کیا عرض ان اشقیانے کہا۔ ہم کو حکم امیرؑ ہے۔ کہ تم سے بیعت لیں۔ اگر بیعت قبول نہ کرو۔ تم کو پاس امیرؑ لے چلیں۔ اور اگر انکار کرو۔ اس وقت تم سے جنگ کریں حضرت عباسؑ نے فرمایا۔ صبر کرو میں تمہارا پیغام پہنچاؤں۔ امام سے جا کر بیان کروں۔ جب حضرت عباسؑ ان ملائین شقاوت اساس کا پیغام امام حسینؑ پاس لائے حضرت نے فرمایا۔ اگر ہو سکے ان سے مہلت چاہو۔ کہ لڑائی کل پر رکھیں۔ کہ میں آج کی رات و دعا ربا عبادت قاضی الحاجات کروں۔ اسلئے کہ میں ہمیشہ خواہان و مشتاقان نماز و استغفار و تلاوت و دعا رہا ہوں۔ غنیمت جانتا ہوں اور ایک رات کی مہلت کے طالب ہوئے۔ ان اشقیانے معانقہ کیا۔ تا انکا**

شکر کفار سے فروغ بلند ہوا۔ کہ اگر تم سے کوئی مسلت مانگتا تو تم مہلت دیتے۔ جگر گوشہ رسول خدا تم سے ایک رات کی مہلت مانگتا ہے۔ اور تم انکار کرتے ہو۔ اس وقت عمر بن سعد نے شکر شقاوت اثر میں آواز دی کہ حسین اور ان کے اصحاب کو ایک رات کی مہلت ہم نے دی۔

**خطبہ جناب سید الشہداء و التماس اصحاب با وفا** بعد اگلے امام حسین نے اس خطبہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بیمار تھا۔ مگر انتہا دُخیراں اپنے پدر عالی مقدار تک پہنچا۔ میں نے سنا کہ حضرت اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں بہترین حمد و ثنائے الہی بجالاتا ہوں۔ اور اس کی حمد ہر نرمی و سستی و نصرت و بلا پر کرتا ہوں۔ خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں۔ کہ تو نے مجھے گرامی بی بیغیر رکھا۔ قرآن ہم کو تعلیم کیا۔ اپنا دین ہم کو عطا فرمایا۔ پشہائے یثرب و گوشہائے شنوا و دہائے باور و ضیاعنایت فرمائے ہیں بے حمد کرنے والوں میں شمار کرنا۔ ابا بعد تحقیق کہ میں اپنے اصحاب سے وفادار نیکو کار زیادہ اور کسی کے اصحاب نہیں جانتا۔ اور اپنے اہل بیت سے پاکیزہ تر و شائستہ تر و حق شناس تر اور کسی کے اہل بیت کو نہیں پاتا ہوں خدا تم لوگوں کو جزائے خیر میری جانب سے عطا کرے۔ مجھ پر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھائے لیتا ہوں اور تم سے نصرت معاونت بھی نہیں چاہتا ہوں۔ اس وقت اندھیری رات ہے۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ کہ ان اشیاء کو بھی سے کام ہے۔ جب مجھے پائیں گے۔ اور کسی کو طلب نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عباس اور جمیع برادرانِ حق شناس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا ہم ہرگز آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ خدا وہ دن ہم کو نہ دیکھے دے کہ بعد آپ کے زندہ رہیں۔ ہم آپ کے دامن کو نہ چھوڑیں گے۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنی سعادت جانتے ہیں۔ یہ سن کر امام مظلوم اولادِ عقیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا شہادت مسلم تم کو کافی ہے۔ میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ ان سعادت مندوں نے کہا۔ اسے فرزند رسول خدا لوگ ہمیں کیا کہیں گے جبکہ آپ ایسے بزرگ و سید و فرزندِ بہترینِ امام و فرزندِ پیغمبر کی باری و نصرت ہم نہ کر کے آپ کے دشمنوں سے شمشیر بازی نہ کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ جہاں آپ جائیں ہم بھی وہاں جائیں۔ اور اپنی جان و خون کو آپ کے جانِ مکرم اور خونِ محرم پر فدا کر کے آپ کا حق ادا کریں۔ اس زندگی پر لعنت ہے جو بعد آپ ایسے امام کے ہو۔ پھر مسلم بن عوسما اٹھے اور کہا اگر ہم آپ کی نصرت سے دستبردار ہوں تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک نہ اپنے پیڑ و دشمنوں کے سینوں میں لگائیں۔ اور جب تک دستِ شمشیر ہمارے ہاتھ میں رہیگا۔ آپ کے مخالفوں کی جانیں نکال لیں گے

اور اگر کوئی حربہ نہ ہو گا جس کے ساتھ دشمنوں سے لڑیں پھر ہم ان پر ماریں گے۔ مگر آپ کی نفرت سے دستبردار نہ ہوں گے۔ ہمارا خدا جانے کہ حرمت پیغمبر خدا کی آپ کے حق میں ہم نے رعایت کی ہے قسم بخدا اگر ہم کو معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہوئے۔ اور ہر مرتبہ جلا کے راکھ ہماری اڑادی جائیگی۔ تب بھی آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ اب ہم کیونکر آپ سے مفارقت کریں۔ حالانکہ ایک ہی مرتبہ تو قتل ہونا ہے۔ اور پھر وہ سعادت جادید حاصل ہے جس کا حساب نہیں۔ بعد اسکے زمین پر بنی قین اٹھے۔ اور کہا۔ قسم بخدا میں راضی ہوں کہ ہزار مرتبہ قتل ہوں۔ اور زہو ہوں اور پھر قتل ہوں اور ہزار جان سے آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر قربان ہو جاؤں۔ پھر جمیع سعادت و نجات باوقاف اسی طرح کلام کیا۔ اور حضرت نے ان کو دعا دی۔ بروایت دیگر حضرت نے ہر ایک شخص کو اسکی جگہ بہشت میں اسکو دکھا دی۔ جب انہوں نے حورو و قصور نعیم موفور کو معائنہ کیا۔ ان کا مرتبہ یقین زیادہ ہوا اس وجہ سے نیزہ و شمشیر و تیران کو معلوم بھی نہ ہوتے تھے اور شہادت شہادت انہیں گوارا تھا۔ حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ جب لشکر مخالفت نے سید الشہداء کو گھیر لیا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ میں نے اپنی بیعت تم پر حلال کی۔ اگر منظور ہو اپنے اہل بیت سے جاملحق ہوا اور اپنے اہل و قبائل سے کہا۔ میں نے تم کو رخصت دی۔ اسلئے کہ تم اس گروہ میٹھار سے تاب مقاومت نہیں رکھتے۔ یہ سن کر ایک گروہ منافقین و مردمان ضعیف الایمان مفارقت آنحضرت سعادت ابدی پر اختیار کر کے پرالندہ ہوئے اور اہل بیت عزیز و اقربا و خواص اصحاب آنحضرت نے کہ بقوت ایمان و یقین ممتاز عالمیان تھے کہا۔ ہم آپ سے مفارقت نہ کریں گے۔ اندوہ و بلا و محنت میں آپ کے شریک ہیں۔ اور قرب خدا کو مخصوص آپ کی خدمت گزاری پر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ درآنحالیکہ تم نے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو میں نے اپنے قرار دیا ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ و درجات رفیعہ نہیں سمجھتا۔ مگر اس شخص کو جو اس کی راہ میں تحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو اور واضح ہو کہ تلخ و شیریں دینائے فانی بمقابلہ جہاں باقی مثل اس خواب لے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جائے فائز در سنگار وہ شخص ہے جو آخرت میں فائز در سنگار ہے ادا فقی و بدوخت وہ ہے۔ جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

**وفاداری اصحاب سید الشہداء** بروایت دیگر اس شب کو حضرت نے محمد بن بشیر جعفری سے جواب دیا۔ اس کی اور اپنی جان کا عوض آفرینندہ جان سے بیچنا چاہتا ہوں جب حضرت نے یہ سنا فرمایا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ میں تم کو رخصت دیتا ہوں چلے جاؤ اور اپنے فرزند کو قید سے بھڑاؤ۔ محمد بن بشیر نے کہا۔ مجھے درندہ سے چھڑ ڈالیں۔۔۔ اگر آپ سے جدا ہوں پس حضرت نے پانچ جامہ سے مطاف ملے کر ایک ترازو

ان کی قیمت تھی۔ اور فرمایا۔ ان کو اپنے فرزند کی ربائی کے لئے بھیج دو۔ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ حضرت نے اس شب حکم دیا کہ خیمہ ہائے حرم محترم متصل ایک دوسرے کے برپا کئے گئے اور ان کے گز خندق کھودی گئی اور ٹکڑیوں سے بھر دیا۔ کہ جنگ ایک طرف سے ہو اور علی اکبر کو مع میں سوار اور بیس پیادہ کے بھیجا کہ وہ چند شک آب باہنایت خون و اضطراب بھر لائے۔ حضرت نے اپنے اہل بیت اور اصحاب سے فرمایا پانی پیو کہ یہ آخری توشہ تمہارا ہے۔ اور وضو و غسل کرو۔ اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگاؤ کہ وہ تمہارے کفن ہونگے اور وہ تمام رات عبادت و دعا و تلاوت و تفرغ و مناجات بسر کی صدائے تلاوت و عبادت شکر سعادت اثر نور دیدہ غیر البشر سے بلند تھی۔ اور موافق ایک روایت کے تیس لفظ شکر عر بدر آخرت سے شکر امام حسین میں داخل ہوئے اور سعادت ملازمت آنحضرت اختیار کی۔ اس رات کی سحر کو امام مظلوم نے تہیہ سفر آخرت کیا۔ اور نورہ حضرت کیلئے اس طرف میں حملہ بہت مشک تھا۔ تیار کیا۔ اور حضرت خیمہ مخصوص میں نورہ لگا رہے تھے۔ اس وقت بریڑ بن خفیر ہمدانی و عبدالرحمن بن عبدالربہ انصاری درخیمہ پر کھڑے منتظر تھے کہ جب آنحضرت فارغ ہوں یہ بھی نورہ لگائیں۔ بریڑ ہمدانی اس وقت عبدالرحمن سے مذاق کرتے تھے۔ عبدالرحمن نے کہا۔ اسے بریڑ یہ ہنگام مذاق نہیں ہے۔ بریڑ نے کہا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ میں ہرگز عہد سیری و جوانی میں مائل ہو و لعب و مذاق نہیں ہوا ہوں مگر اس وقت اس وجہ سے خوش ہوں کہ جانتا ہوں شہید ہوں گا۔ اور بعد شہادت کے جو راتیں شہ سے ہم آغوش ہو کے نعیم ابدی آخرت سے مستعم ہو لگا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس شب مرحلہ مجھ پر شدید تھا۔ اور میری چھو بھی زینب خاتون مشغول تیمار داری تھیں۔ اور میرے پدر عالی مقدار دوسرے خیمہ میں تھے۔ اور غلام ابو ذر حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت ہتھیار... حرب و ضرب و رتبہ کر رہے تھے اور حالت مایوسی اور وداغ دینا اور حجب لگانے خدا میں چند شعر اس مضمون کے پڑھتے تھے۔ اے روزگار ناپائدار ترف ہو تجھ پر کہ تو نے ہرگز کسی دوست و یار سے وفائے کی۔ کس قدر مصاحب و یار پر فہر و یار میں تو نے قتل کئے اور کسی کے بدلہ پر بھی راضی نہیں ہوتی سب کی ہر گشت جانب خدا ہے اور ہر زندہ کو جس راہ میں جاتا ہوں۔ وہ راہ و پیش ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا۔ جب میں نے یہ اشعار محنت آثار پڑھ کر سنے جانا کوئی بلا نازل ہوئی ہے اور آنحضرت منتظر شہادت ہیں۔ اس سبب سے میرا حال متغیر ہو گیا اور لذت مجھ پر طاری ہوئی۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے۔ لیکن بنیال اضطراب اہل بیت میں نے صبر کیا۔ جب میری چھو بھی حضرت زینب نے وہ سنمان و حشت انگیز سننے بیٹا بانہ پا برہنہ خیمہ محترم سے اپنے برادر معظم پاس کئیں۔ اور رو رو کے کہتی تھیں۔ کاش اس دن مجھے موت آجاتی کہ یہ حال آپ کا نہ دیکھتی۔ میرے پدر بزرگوار امیر المومنین شہید ہوئے۔ میری مادر گرامی زہرانے بھی انتقال کیا

برادرِ حسنِ جنتی زہرا اہل جہا سے شہید ہوئے اب ایک آپ فقط یادگارِ رنگین و پشت و پنہا باز ماندگان ہیں اور مجھے اپنی زندگی سے آپ ناامید کرتے ہیں۔ یہ سن کر امام حسینؑ اضطرابِ اہل حرم سے رونے لگے۔ اور فرمایا اے خواہرِ ذبیحان۔ برابرِ علم و بردباری کو اختیار کرو۔ اور شیطان کو تسلط نہ دو۔ وفضلے خدا پر صبر کرو اگر مجھے آرام سے بہنے دیتے تو میں کیوں آپ اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا حضرت زینبؑ نے فرمایا۔ اس سے اور بھی میرا دل زیادہ مجروح ہے کہ راہِ چارہ جوئی مسدود ہو گئی اور پھیری شریعت ناگوار مرگ آپ نوش کرتے ہیں۔ اور مجھے غریب و بیگس و تنہا اہل نفاق و شقاق میں پھوڑے دیتے ہیں۔ یہ فرما کر ہاتھوں سے منویث لیا۔ اور مقدمہ سر سے چھینک دیا۔ اور گریبانِ طاقت چاک کر کے بے ہوش گریز میں امام مظلوم اٹھے اور اپنی ہمشیرہ کو چونکایا جب جنابِ زینبؑ خاتونِ ہوش میں آئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خواہرِ نیک اختر خدا سے خوف لازم ہے۔ قضائے حق تعالیٰ پر راضی رہنا چاہئے۔ واضح ہو کہ سب اہل زمینِ سریت ناگوار مرگ نوش کریں گے اور ساکنانِ آسمان پر بھی باقی نہ رہیں گے۔ مگر ذاتِ حق تعالیٰ باقی ہے اور سب چیزیں معرضِ زوال و فنا ہیں۔ خدا سب کو مار ڈالے گا۔ اور پھر زندہ کرے گا۔ فقط اسی کو بقاء ہے۔ دیکھو ہمارے پدر و مادر و برادر و شہید ہوئے۔ اور سب سے بہتر تھے۔ جنابِ رسولِ خدا کہ اشرف المخلوقات تھے دنیا میں نہ رہے اور بجانبِ سرائے باقی رحلت فرمائی۔ اسی طرح بہت مواظظ اپنی خواہر سے بیان کر کے وصیت کی۔ اور کہا۔ اے خواہرِ گرامی تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ میں جب شہید ہو کر بعالمِ بقا رحلت کروں۔ گریبان چاک نہ کرنا۔ اور منہ نہ نوچنا۔ وادیلانہ کہنا۔ پس اہل حرم کوئی الجملہ تسلی و دلا سے دے کے تہیہ سفرِ آخرت درست کیا۔ اور فرمایا تنہا بہائے غیمہ ہائے محرم ایک دوسرے میں باندھ دیں اور راہِ آمد و رفت خیموں کی بند کر دی گئی اور خندق جو گردِ غیمہ تھی۔ اُسے لکڑیوں سے بھر دیا۔ اور مشغولِ نثار و عبادت و دعا و تلاوت میں ہوئے جب صبح ہوئی۔ حضرت کو نیند آگئی۔ اور گریباںِ خواب سے بیدار ہوئے اور فرمایا اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کئی کتوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ اور ان کتوں میں ایک اہل حق تھا۔ کہ اور کتوں سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا تھا۔ گمان میرا یہ ہے کہ میرا قاتل مبرحہ ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ بدم رسولِ خدا مع افواجِ مدوح مقدسہ میرے پاس آئے۔ میرے نانائے مجھ سے کہا۔ اے فرزندِ گرامی تم ہی شہیدِ آلِ محمدؑ ہو ساکنانِ جمیعِ آسمان و قدسیانِ ملا رطلے تمہارے استقبال کو آتے ہیں۔ اور تمہاری روح مقدس کے منتظر ہیں تحلیل کرو کہ آج کی رات ہمارے ساتھ انظار کرنا۔ اور اس وقت ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور ایک شبیہ بند لایا ہے جب تم شہید ہو گے تمہارا خون اس شبیہ میں رکھ کے آسمان پر لے جائے گا۔ جنابِ صادقؑ سے منقول ہے کہ جب صبح طالع ہوئی۔ امام حسینؑ نے ہمراہ اصحابِ نادوا کی۔ اور بعدِ فراغ

نماز اصحاب سعادت انساب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تم سب بغیر علی بن حسین شہید ہو جاؤ گے۔ لازم ہے کہ خدا سے ڈرو۔ اور صبر کرو۔ تاکہ سعادت شہادت فائز ہو اور مشقت و مذلت دنیا سے فانی رہائی پاؤ۔

**امام حسین کا صفوں لشکر کو ترتیب دینا** جنگ کو مرتب کیا۔ اور مجموع لشکر فیل و مسکریلیں

آنحضرت میں تیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ اور بروایت دیگر بیاسی پیادے تھے۔ امام محمد باقر سے منقول ہے کہ پنتالیس سوار اور ستو پیادے تھے۔ اور لشکر مخالف میں بقول مشہور بائیس ہزار نامرد تھے۔ اور جناب حق سے منقول ہے کہ تیس ہزار شقی تھے پس حضرت نے زائیر بن قہن کو مہمہ لشکر اور حبیب بن ابی مظاہر کو میسرہ لشکر سعادت اثر پر مقرر فرمایا۔ اور علم ہدایت شمیم اپنے برادر عباس نامور کو عطا کیا۔ اور حکم دیا کہ آگ خندق میں لگا دیں کہ کافران پیمیا قریب خیام کرام حرم محترم نہ آسکیں۔ اور لڑائی ایک طرف سے ہو۔ ادھر عمر بن سعد بد اختر نے اپنے لشکر شقاوت اثر کو اسی طرح مرتب کیا۔ کہ مروان بن حجاج کو مہمہ اور شمر ذی الجوشن کو میسرہ پر مقرر کر کے رایت قساوت علامت واہر اپنے غلام کو دیا۔ اور عروہ بن قیس کو سردار سواران لشکر اور شیبث بن ربعی کو سردار پیادان لشکر کیا۔ بعد ترتیب لشکر عمر بن سعد مع فوج یا نہایت پیشمری سپاہ ملائک پناہ مقرب درگاہ الہ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب امام حسین نے میاکی و بیہیائی اس کی دیکھی اذ روئے رخا و تسلیم دست نیاز درگاہ خداوند سلیم میں اٹھکے یہ دعا پڑھی۔ اللھم انت یقینی فی کل کیب و رجائی فی کل شدۃ و اخوت لی فی کل امر نزل لی ثقۃ و عذۃ کم من کرب یصعب عنہ العواد ثقل فیہ الحیلۃ و یخذل فیہ الصدیق و یثمت فیہ العد و انزلہ بک و شکرتہ الیک رغبۃ منی الیک من سواک ففرجتہ و کشفته فانت ولی کل نعمۃ و صاحب کل حسنۃ و منقذ کل رغبۃ۔ جب وہ اشقیائے بے حیا قریب خندق پہنچے۔ اور راہ اس طرف مسدود پائی عثمان روک لی۔ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ اس وقت ابن ابی جویریہ مزی شقی نے تالی بجا کے کہا۔ اے حسین تم کو بشارت ہو کہ تم نے دنیا میں اپنے لئے آگ بھلائی ہے۔ امام حسین نے دعا کی۔ خداوند اسے جلد دنیا میں عذاب آتش چکھا دے۔ ناگاہ باسماز آنحضرت اس بد نعت کا ٹھوڑا بھاگا۔ اور لاکے خندق میں گر دیا۔ کہ وہ ملعون جل گیا۔ اور برادر آتش دنیا جاب شعلہ ہائے عذاب جہنم روانہ ہوا۔

بعض اشقیاء پر دعائے امام سے نزول عذاب اے حسین اور اصحاب حسین اب فزت  
 کو دیکھو کہ مثل شکم ماہی کیسا چمکتا ہے اور موجزن ہے و قسم بخدا اس دریا سے تم کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملے گا یہاں  
 تک کہ جگر نہ ناگوار مرگ پیو۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ اور اس کا باب دونوں نہیں ہیں۔ خداوند آج اُسے پیسا ہلاک  
 کرے گا یا ہذا صدر نشین مسند امامت و خلافت اس رو سیاہ پر تشنگی غالب ہوئی اور گھوڑے سے نیچے گر کے  
 زیر سم اسہاں نشند لب با حلل سقیم روانہ صمیم جمیم ہوا۔ اور بروایت دیگر عبد اللہ بن حصین نے یہ آواز دی اور حضرت  
 نے دعا کی خداوند اُسے پیسا ہلاک کر اور اُسے ہرگز نہ بخش۔ راوی کہتا ہے کہ بعد واقعہ کہ ملا وہ لعین بیدار ہوا  
 اور میں اسکی عیادت کو گیا میں نے دیکھا کہ شدت عطش و تشنگی سے وہ طعنی چلاتا تھا۔ جب پانی اسکے پاس لاتے  
 تھے۔ اس قدر پیتا تھا کہ دم رک جاتا تھا۔ اور قے کر دیتا تھا۔ اور پھر عطش و تشنگی سے فریاد کرتا تھا اور ہمیشہ  
 اس کا یہی حال تھا۔ یہاں تک کہ وہ واصل ہنم ہوا۔ و بروایت امام زین العابدین محمد بن اشعث کندی قریب  
 لشکر آیا۔ اور کہا۔ اے حسین بے سر فاطمہ تمہیں حضرت رسولؐ سے کوئی فضیلت حاصل ہے جو دوسرا نہیں رکھتا  
 امام حسینؑ نے یہ آیت تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ صَظَّ اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهٖمَ وَّ اٰلَ عِصْمٰنَ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ  
 ذٰلِکَ بِعَظَمٰتِمْ بَعْضُہُمْ اَوْفٰی مِنْ بَعْضٍ۔ اور فرمایا قسم بخدا جناب رسول خدا آل ابراہیم تھے اور عزت آل محمدؐ آدمی  
 ہے۔ پس سر مبارک جناب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوند آج محمد بن اشعث کو ایسا ذلیل کر کہ اس  
 کے بعد اسے پھر کبھی عزت نہ ہو۔ وہ طعنی اسی وقت لشکر سے باہر قھائے حاجت کو گیا۔ ناگاہ خداوند عالم  
 نے ایک بچھو اس پر مسلط کیا۔ اس بچھو نے ڈنگ مارا۔ وہ میا اپنے غلیظ میں ننگا لوشنے لگا یہاں تک  
 کہ اس کی روح بلید بجانب عذاب شدید پہنچی۔

کلام برہنہ ہمدانی: ہمدانی نے اصحاب حضرت پر غلبہ کیا۔ برہنہ بن خضیر ہمدانی خدمت  
 ہو میں ان کا فراں سنگین دل سے جا کے گفتگو کروں۔ جب رخصت ملی۔ برہنہ قریب لشکر عمر بن سعد آئے اور  
 کہا۔ ایہا الناس یقینی کہ خداوند عالم نے محمد صلعم کو براستی بھیجا۔ کہ مردم کو ثبوت خدا و اشارت دیں اور عذاب  
 سے ڈرائیں اور خلائی کو بجانب خالق دعوت کریں۔ وہ چراغ ارشدی راہ ہدایت تھے۔ اس وقت آب فرات  
 سے سنگ و خوک پانی پیتے ہیں۔ اور تم لوگ فرزند نبیؐ اور پانی کے بیج میں حائل ہوتے ہو۔ ان کیسے  
 کہا سخن فضول نہ کہ ہم ان کو پانی نہ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ تشنگی سے ہلاک ہو جائیں جس طرح عثمان تشنہ قتل ہوا اور  
 دیگر ثمر لعین کناہ خندق آیا اور کہلائے حسینؑ آتش دنیا کو قبل آتش آخرت کے تم نے اختیار کیا بھرت نے اُسے گڈوڑیے کے بیٹھے

بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ تو ہی سزاوار آتش جہنم ہے اس وقت مسلم بن یوسف نے کہا: یا ابن رسول اللہ مجھے  
اجازت دیجئے کہ اس شقی کو ایک تیر ماروں۔ اسنے کہ یہ سب سے زیادہ تر فقی ہے۔ اور تیر کی زد پر آگیا ہے  
حضرت نے فرمایا: میں لڑائی کی ابتداء نہ کروں گا۔ چاہتا ہوں ان پر جنت خدا تمام کروں۔ پس بریڑی بنی تغیر قبیلہ  
سپاہ فہریر گئے اور کہا: اسے گروہ بے حیا خدا سے ڈرو کہ حرمت و ذریت و اہل بیت و فرزند ان حضرت رسالت  
تہدی زمین پر آئے ہیں اور تمہارے ہمماں ہیں۔ ان کی نسبت تمہارا کیا ارادہ ہے ان اشیاء نے جواب دیا  
ہم چلتے ہیں ان کو پکڑنے ابن زیاد کے حوالہ کر دیں۔ کہ وہ ان کی نسبت جو چاہے کرے۔ بریڑی نے کہا: اس پر  
مجی راضی نہیں ہو کہ وہ اپنے وطن چلے جائیں۔ اہل کو ذمہ پر وائے ہو۔ کہ تم اپنے وہ عہد و مہمان اور وعدہ  
اور خطوط مؤکد بقیم جو تم نے لکھے تھے سب بھول گئے۔ اسے بے شرم و تم نے اہل بیت پیغمبر کو لکھا تھا  
کہ ہمارے فہر میں تشریف لائیے ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کریں۔ اب جبکہ وہ تشریف لائے تو پانی بھی ان  
کو نہیں دیتے۔ اور چاہتے ہو۔ پسرا بن زیاد بے بنیاد کو ان پر مسلط کر دو۔ اپنے پیغمبر کی رعایت ان کے  
فرزندوں کے حق میں اسی طرح کرتے ہو تم بہت برے لوگ ہو۔ خدا تمہیں بروذ قیامت میاب نہ کرے۔ جب ان  
رؤسے جواب شافی نہ پایا۔ ان کی طرف سے رد گردانی کر کے کہا۔ الحمد للہ تمہارے ضلالت و کفر سے میری بینائی بکمال  
زیادہ ہوئی خداوند اتری جانب ان کے افعال ناپسندیدہ سے میں بیزاری و خوف و ہراس ہوں۔ خداوند ان کی تلواریں  
انہیں کے چہروں پر برہنہ کر کہ بہت جلد یہ ہلاک ہو جائیں۔ اور تو ان سے غمناک رہے۔ جب ان اشیاء نے  
بے پیر تیر ان کی طرف پھینکے۔ بریڑی خدمت باسعادت امام حسینؑ میں واپس آئے جب حضرت نے دیکھا۔ کفار لڑائی پر مجبور  
تو امام حجت کے لئے اٹھے۔ عمامہ حضرت رسولؐ سر پر رکھا۔ اور شمشیر آنحضرت  
**اتمام حجت سید الشہداء** حائل کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور برابر لشکر ضلالت اثر جاکے خطبہ  
نہایت نصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور آخر خطبہ میں بعد اٹھے بلند ان ظالموں کو آواز دی کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں  
آیا مجھے پہچانتے ہو۔ ان اشیاء نے جواب دیا۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں آپ خزانہ دار و خزانہ رسول خدا ہیں حضرت نے  
پھر قسم تم جانتے ہو میرے نانا رسول خدا ہیں سب نے کہا۔ ہاں ہم جانتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو یہی  
ہاں فاطمہ الزہراءؑ اور دختر رسول خدا ہے انہوں نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو میرے پردہ عالی  
منفرد حیدر کرام علیؑ ابی طالب ہیں انہوں نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو میری جدہ خدیجہؑ دختر غریبہ  
ہیں کہ قبل جمیع دانا امت انہوں نے اسلام قبول کیا سب نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو حمزہ سید اشہاء  
میرے پردہ کے چچا ہیں۔ کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو جعفر طیار میرے چچا ہیں سب نے کہا ہاں حضرت نے  
فرمایا تم جانتے ہو یہ شمشیر جناب رسول خدا کی میں باندھے ہوں۔ اور علامہ آنحضرتؐ سر پر رکھے ہوں اور اب آپ آنحضرتؐ

پرسوار ہوں سب نے کہا۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو میرے پدر بزرگوار اس امت میں سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے دانا اور بردبار زیادہ تھے اور ولی و مولائے ہر مومن و مومنہ تھے۔ سب نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا پھر کس محبت سے تم نے میرا خون اپنے اوپر حلال کیا ہے۔ حالانکہ میرے پدر قیامت میں حوض کوثر سے ایک گروہ کو ہنکا دیں گے جس طرح شتر بیکانہ کو پانی پر سے ہنکا دیتے ہیں اور لوائے حمد و روز قیامت میرے نانا کے ہاتھ میں ہونگے۔ آیا تم نے نہیں سنا کہ میرے جد عالی مقدس نے میرے اور میرے برادر کے حق میں کہا کہ بہترین بھائی اہل بہشت ہیں۔ اگر تم نے نہیں سنا ہے اور میرے سخی کو باور نہیں کرتے ہو جابر انصاریؓ و ابوسعید خدریؓ پہلی ساعدی و زید بن ارقم و انش بن مالک اور جمیع صحابہ آنحضرتؐ جو سقوت زندہ ہیں دریافت کرو کہ تم سے وہ حدیث بیان کریں ان اشقیائے جفا کار نے بجا اب جہنمائے شافی امام ابراہیمؑ کہا ہم سب جانتے ہیں اور دانستہ ہم آپ سے دست بردار نہ ہونگے۔ یہاں تک کہ آپ نقشہ لب شریعت مرگ نوش کریں۔ یہ سن کر حضرت نے دست مبارک منہ پر پھیرا۔ اور اس وقت عمر شریف حضرت نے ستاون سال کی تھی۔ پس فرمایا غضب خدا یہود پر شدید ہوگا جس وقت انہوں نے کہا۔ عزیز پر خدا ہیں اور غضب نصاریٰ پر شدید ہوا جبکہ انہوں نے کہا مسیحؑ پسر خدا اس اور غضب خدا مجوس پر شدید ہوا جبکہ حوض خدا انہوں نے شش پختی اختیار کی۔ اور غضب خدا اس گروہ پر شدید ہوا جس نے اپنے پیغمبر کو شہید کیا۔ اور غضب خدا دند جبار اس گروہ اشترار پر شدید ہوگا۔ جو امام اختیار فرزند پیغمبر ممتاز کو قتل کرتے ہیں۔

۲ بروایت دیگر امام حسینؑ نے خطبہ فرمایا۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے خطبہ جناب سید الشہداءؑ نے دنیا کو پیدا کیا۔ اور خانہ فنا و نیستی بنایا۔ اور اہالیان دنیا کا متغیر و متحول امتحان کیا۔ واضح ہو۔ فریب خوردہ وہی شخص ہے جس نے دنیا سے فریب کھایا۔ اور بدعت و ہی ہے جو دنیا کا مفتون و گردیدہ ہوا۔ اسے گروہ اشترار تم کو دنیا سے غدار فریب نہ دے۔ تحقیق کہ دنیا اپنے امیدواروں کی امید کو قطع اور اپنے طمع کرنے والوں کو ناامید کر دیتی ہے میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم لوگ اس کام کے لئے جمیع ہوئے ہو کہ خدا کو تم نے اپنے اوپر شکیں کیا ہے اور اس کے غضب کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ اور اس کی رحمت سے محروم ہوتے ہو۔ واضح ہو کہ ہمارا پروردگار نیکو کام ہے اور تم اس کے شراب و بدکار بندے ہو۔ پہلے تم نے اس کی فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ اور پھر اس کے پیغمبرؐ کو ایمان لائے۔ اور آپ ہی اسی پیغمبرؐ کی ذریت و عترت کو قتل کرنے پر جمع ہوئے ہو شیطان تم پر غالب ہوا ہے۔ اور اس نے یاوہ خدا تمہارے دلوں سے تم کو بڑی ہے تمہارا وہاں سے اداہ پر لعنت ہو اسے جو قایمان جفا کاران خدا تم پر دئے ہو۔ تم نے ہنگام اضطراب و اضطراب اپنی مدد کو مجھ بلایا۔ اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا۔ اور تمہاری نصرت و ہدایت کرنے کو آیا۔ اس وقت تم نے شمشیر کو نہ محمدؐ پر کھینچی۔ اپنے دشمنوں کی تم نے

یاری دند و گاری کی۔ اور اپنے دوستوں سے دستبرداری کر کے دشمنوں سے مل گئے بغیر اس کے کہلائے تم میں اپنی کوئی عدالت ظاہر کی ہو اور بغیر اس کے کہ تم کچھ بھی امید رحمت ان سے رکھتے ہو۔ مگر قوسے مال حرام جو مصلحتاً تم کو دیا ہے یا حکومت باطل کا تم سے وعدہ دروغ کر کے تمہیں امیدوار کیا ہے اور میری جانب سے کوئی برائی تمہاری نسبت صادر نہیں ہوئی اور کوئی برائی مجھ سے تم کو نہیں پہنچی تم پر اسے ہو بے عداوت و کینہ و نزاع تم کیونکر شہر کیس نیا م انتقام سے کھینچ سکے اور بے سبب قتل اہل بیت رسول پر کرماندہ سکے مثل هجوم مگس خوال لبیان تم صحیح ہوئے ہو۔ اور مانند پروانگان میا کا نہ آگ پر گر پڑے ہو۔ اسے گمراہان امت ترک کنندگان کتب و متفرقان خراب و پیروان شیطان و ترک کنندگان منتہائے پیغمبر آخر الزمان و کشتگان و ہلاک کنندگان اولاد و محترت و ادھیائے پیغمبران و الحاق کنندگان اولاد زنا بغیر پدران و ایندرا ساند و ممال و یادری کنندہ ظالم تم پر روئے ہو۔ اور تم پر نفرین ہو کہ فرزند حرب کی نصرت و باری کرنے اور فرزندان پیغمبر کو ان کی خاطر سے قتل کرتے ہو۔ تم میں بے وفائی و ترک نصرت اگر پیشوایان دین خدا شائع ہو گئی۔ اور خور و دھلاں کے ذہن میں راسخ ہو گیا تمہارے دلوں میں ریشہ دوانی کر دی ہے ان ظالموں پر لعنت خدا ہو جو اپنے عہد و پیمان کو بعد از ان کہ موکلفیم کر چکے اور اب فسخ کرتے ہیں۔ باوجودیکہ خدا کو اپنے قول پر گواہ کر چکے ہیں تحقیق کہ دل الزنا و فرزند و ولدان تا پسر زیاد میرے قتل ہونے یا بیعت کرنے اور ذلیل و خوار ہو جانے کو کہتا ہے یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ میں ایسے کافر کے سامنے اپنے کو ذلیل و اسیر کروں صاحبان ہمتائے بلند و خصلتہائے اجید و درباب نبضائے خاصہ و پروردگان و امانتائے ظاہر و پرگزندات لبیانہ کو شہادت کریمانہ پر گوارا نہیں کرتے واضح ہو کہ میں نے اپنا منہ ظاہر کر دیا۔ اور محبت خدا تم پر تمام کر دی۔ اس وقت باوجودیکہ عدم سامان و قلت۔ احوال اس گروہ زرگوار سے تمہارا مقابلہ کر دوں گا اور جہاد سے پشت گردانی نہ کر دوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں شہید ہو جاؤں گا لیکن میرے جد عالی مقدار نے مجھے خبر دی ہے کہ میری شہادت کے بعد تھوڑے ہی دنوں میں تم اشقیاء تیغ انتقام سے قتل ہو گے۔ اور تمہاری آرزوئیں حاصل نہ ہوں گی۔ اب سوچا ہو کرو۔ میں نے اپنے خدا پر توکل کیا ہے اور خدا نے جو کچھ میرے لئے مقرر کیا ہے۔ اس پر میں راضی ہوں۔ یہ فرما کر روئے مبارک جانب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوند ان سے باران رحمت کو حبس کرے اور ان کو قحط میں مبتلا کرے۔ اور فرزند نقیض یعنی مختار کو ان پر مسلط کر دے۔ کہ کاسمائے زہر آلود مرگان کو ہلاکے۔ ان میں سے کسی کو بغیر میرے اور میرے عزیزوں و دوستوں کے انتقام لینے سے باقی نہ چھوڑے اس لئے انہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور جھوٹ بولے اور میرے دشمنوں کا ساتھ دیا۔ ان کی نصرت کی۔ خداوند اتوی میرا پروردگار ہے میں نے تجھ پر توکل کیا اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے بعد اس کے فرمایا۔ عمر بن سعد کہاں ہے۔ اسے خدا میرے سامنے بلاؤ۔ اس ملعون کو منظور نہ تھا۔ کہ سامنے

حضرت کے آئے مگر حجب قریب آیا حضرت نے فرمایا اے عمر تو مجھے بامید حکومت و جبر حق قتل کرتا ہے اور مجھے امید ہے کہ پھر زیادہ مزاحمت مجھے دے دے گا۔ قیام بخدا ہم گزرتے تھے میسر نہ ہو گا اور بعد میں سے زندگی تجھ پر گزارا نہ ہوگی۔ اس کے بعد جو میں نے تجھ سے بیان کیا ہے اس کی خبر بزرگوں نے مجھے دی ہے جو تیرا دل چاہے وہ کوئی حد سے دنیا و مافیہ میں خوشی تجھے نہ ہوگی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت جلد تیرا سر نیزہ پر کوفہ میں نصب کیا ہے اور اس کے اس پر پتھر مار کر نشانہ بنا ہے میں یہ کہ عمر یہ گہر خوشنک ہو کے اپنے اصحاب و عقائد آب کی جانب متوجہ ہوا۔ اور کہا کیا انتظام ہے اور کیوں انکو ہمت دے رکھی ہے اور ان کے اصحاب ایک لقمہ سے زیادہ نہیں برطیت دیگر امام حسینؑ نے درمیان لشکر خلیفہ و ازادی کے اے شہید بن ربیع اے حمزہ بن الجوز اے قیس بن اشعث اے یزید بن عمارت کیا تم نے مجھ کو غلط نہیں لکھے کہ یہ وہ جات تیار ہو گئے اور عمر سر نیزہ ہو گیا اور لشکر باٹے دوستان دیکھ رہا ہو گئے بہت جلد آپ تشریف لائے کہ ہم سب آپ کی نصرت و یاری کریں قیس بن اشعث نے جواب دیا کہ اب یہ باتیں مفید نہیں میں لڑائی سے دست بردار ہوں کہ اپنے پسرانِ اہل کے حکم پر رضامند ہو جاؤ کہ وہ آپ سے ارادہ بدی نہیں رکھتے حضرت نے فرمایا قسم بخدا میں اپنے کو تمہارے اختیار میں دے کے ذلیل و خوار نہ ہوؤ گا اور مثل ذریعوں کے بنوں گا۔ اور برسمِ علان طوق اطاعت گردن میں نہ پہنوں گا۔ یہ فرما کر باز و بلند حضرت نے ندا کی یا عباد اللہ اتی عذت بونی و ربکھان تو یعمونی آمنو ذی بونی و ربکھان من کل متکبر ذی قوۃ بیوم الحساب۔ اور اپنے اصحاب سعادت مآب کی جانب مراجعت فرما کے تہیہ حرب و ضرب کیا۔ اور مخالفین بیدین سے اور حفاکاران بزدل گوار کی طرف بڑھے۔

**حضرت حر کا لشکر سید الشہداء میں شامل ہونا لڑائی ہوگی نزدیک مدین سعد آیا اور کہہ**  
**اے عمر ایسے بزرگ سے توڑے گا۔ اس نے کہا ہاں ایسی جنگ کروں گا کہ سر جدا ہو جائیں۔ اور ہاتھ کٹ جائیں**  
 نے کہا۔ ان کا سوال ہے کہ تم ان سے دست بردار ہو جاؤ اس پر بھی کیا تو راضی نہیں۔ عمر نے کہا اگر میرا اختیار متاویں راضی ہو جاتا لیکن تمہارا امیر راضی نہیں ہو تا یہ سن کے عمر اپنی جگہ گئے اور قزو بن قیس سے کہا تو نے اپنے گھوڑے کو پانی دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ قرہ کہتا ہے عمر یہ پوچھ کے چلے گئے۔ مسیں سمجھا اپنے گھوڑے کو پانی دینے گئے ہیں۔ اور اگر چاہتا کہ امام حسینؑ کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف چلے جا رہے ہیں یہ دیکھ کر مہاجرین اوس عمر پاس گیا۔ اور دیکھا۔ اس کا جسم کانپ رہا ہے مہاجر نے کہا میں تم کو شہادت ترین کو فہماں تھا۔ یہ کیا حال ہو گیا ہے عمر نے جواب دیا وہ بات نہیں جو تو سمجھا ہے لیکن درمیان ہیشت و دوزخ مترو دو ہوں اگر میرے کٹے ٹکڑے کر کے جلادیں ہرگز دوزخ قبول نہ کروں گا یہ کہہ کے گھوڑا دوڑایا۔ اور بخدمت امام حسینؑ حاضر ہو کے ہاتھ اپنے سر پر رکھے اور کہا۔ خداوندائیں تو بہ کرتا ہوں میری توبہ قبول کر تحقیق کہ تیرے دستوں کے دلوں کو میں نے ڈرایا۔ اور تیرے پیغمبر کے فرزندوں کو میں نے خائف کیا پھر حضرت سے کہا یا ابن سول

میں دی ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا اور اس مقام پر آپ کو لے آیا لیکن میں نہ جابجا تھا کہ تم گارہ پر  
 سے ایسا سلوک کر دیں گے۔ آیا تو یہ میری قبول ہوگی بھنرت نے فرمایا۔ ہاں تو یہ تمہاری قبول ہوگی بھنرت نے کہا یا ابن  
 رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ پہلے میں ہی ان کافروں سے لڑنے جاؤں، جب اجازت پائی بعد رجز خوانی معرکہ  
 میں آکے لشکر مخالف کو آؤزدی کہ اے ابن کوہ تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں گرفتار ہوں۔ فرزند رسول کو بوجھو جائے  
 دروغ تم نے طلب کیا اور اب تلواریں الٹ کر کھینچتے ہو اور انہیں اجازت دے دے کہ ابھی نہیں دیتے ہو اور اب  
 فرات کو یہود و نصاریٰ جو اس دریاگ و خوک پیستے ہیں اور امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کو نہیں دیتے ہو۔ اب پیغمبر  
 کو یہی عوض دیتے ہو خدا تم لوگوں کو ہر روز قیامت تشنگی سے نہات نہ دے جب ان کافروں نے ہرگز کو نشانہ تیر  
 ہائے ظلم و ستم کیا۔ مرثیہ امام حسینؑ کی خدمت میں واپس آئے کہ حضرت کو دریا گریں پھر طعن سعد نے تیر کمان میں  
 رکھ کر لشکر سعادت شرم امام بھروسہ کی طرف پھینکا اور کہا گواہ رہنا۔ پہلے جس نے تیر لشکر امام حسینؑ کی طرف پھینکا وہ  
 تھا بعد اسکے میکدح جمیع کافران بے جہانے تیر ہائے شتاق کمان لفاق سے امام آفاق پر برسائے اصحاب امام  
 حسینؑ میں سے کم کوئی کچا ہو جو اس حملہ میں زخمی نہ ہوا ہو۔ اور موافق ایک روایت کے اس حملہ میں سپاس مجاہد شہریت  
 شہادت نوش کر کے جمیع سعد و شہداد سے ملحق ہوئے۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مروانہ کو کہ یہ  
 تیر تمہاری طرف قاصدان کافران غداروں بھنرت نے کہا یا ابن رسول اللہ جو نہ میں ہی آپ کی راہ میں تھیں ہوا تھا چاہتا ہوں  
 پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ پہلے میں ہی آپ کی راہ میں قتل ہوں جب نہ نصرت ملی معرکہ قتال میں آئے مدجز پڑھ  
 کے شہامان معرکہ نہرو کو خاک ہلاک پر گرا دیا۔ یہاں تک کہ چالیس اشقیائے سیدہ کو جہنم واصل کیا۔ اور بروایت امام  
 زین العابدینؑ اٹھارہ کافروں نے سقر کئے جب اس پر خڑپے کیا گیا پیادہ جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان اشقیائے گرا دیا۔  
 اور اصحاب امام حسینؑ معرکہ قتال سے اٹھا لائے اس وقت ایک مرقی جان باقی تھی اور خون گوں سے ہماری تھا۔ امام حسینؑ نے  
 اپنا ہاتھ معرکہ منہ پر پھیرا اور فرمایا تمہاری ماں نے تمہارا نام حر رکھا۔ اب تم دنیا و مافیہ میں آزاد ہو لیکن چاہے کہ ایوب بن  
 مروح ملعون نے خنجر کو شہید کیا۔ بعد ازاں ایک ایک اصحاب آئینہ بے میں سے آٹا اور رخصت جہاد مانگتا تھا اور امام  
 مظلوم کو دروغ کر کے کہتا تھا۔ اسلام علیک یا ابن رسول اللہ حضرت فرماتے علیک السلام کہا و بہت جلد ہم بھی عقبہ سے  
 آتے ہیں اور یہ ایتہ تلاوت فرماتے تھے فَمِنْهُمْ مَنْ تَقْبَلُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ وَ مَا جِدَ لَوْ تَبْدِلُكَ لَعَنَ بَعْنُ  
 مرگئے اور بعض فتنہ گر ہیں۔ اور اپنا دین تبدیل نہ کیا۔ اور اپنے دین پر ثابت قدم رہے موافق روایات معتبرہ اس وقت  
 جو فرشتے نصرت حضرت کو آئے تھے زمین سے آسمان تک ان سے بھر گیا اور حضرت نے ان کی نصرت قبول نہ کی۔ اور فرمایا  
 اختیار کی و بروایت دیگر جنت آئے اور جہاں نصرت کیوں حضرت نے انکار کیا۔

**برسرین خنجر ہمدانی** ہیں برسرین خنجر ہمدانی کہ عباد و زیاد و بندگان شائستہ رب العباد اور قلدی  
 تمہیں اہل زمان سے تھے بغیر جہاد روانہ ہوئے اور رجز خوان ہو کر برابر بنی نعین کے کھڑے ہوئے اور کہا اے

کشتگان مومنوں کے قاتلان اولاد پیغمبروں میرے قریب آؤ آپ میں جو انسان لشکر شقاوت اثر کو رواہ مقرر کر کے  
 سرخ نور و زعفران میں داخل ہوئے گئے کہ نہ بدین معقل متصل بر شیر ایمان اور کہا میں گواہی دیتا ہوں تمہارا گناہ جو بریر  
 نے کیا۔ آگے مجھ سے مباہرہ دونوں میں سے جو دروغ کہے وہ دوسرے کی تیغ سے مارا جائے پس بریر بدین معقل نے  
 بریر پر تلوار لگائی۔ ان پر اثر نہ ہوا۔ بریر نے ایک ایسی ضربت اس ملعون کے سر پر لگائی کہ اس کا خود کاٹ کے مغز  
 تک پہنچ گئی۔ اور وہ شقی زمین پر گر آیا۔ دیکھ کر عمر بن اوس نے اصحاب بن زیاد سے بریر پر حملہ کر کے شہید کیا اور شہرستان مغیرہ  
**وہب بن عبد اللہ کلبی** بریر کے بعد وہب بن عبد اللہ کلبی نے خدمت مبارزت طلب کی ان کے جہاد میں  
 کی زبرد اور ملار بھی تھی۔ اور شقاوت مند اپنے پس کو عار بد مقابلہ کی تاکید و ترغیب کرتی تھی جب وہب معرکہ کار درسی  
 آئے ایک گروہ اشرا کو قہر شہر آباد کر کے اپنی زہد و اہل و عیال کو لے کر کہا اے ملار آپ مجھ سے راضی ہو گیا  
 اس مومن نے کہا۔ اے فرزند تم سے میں اس وقت راضی ہوں گی جب نصرت امام حسینؑ میں قتل ہو جائے گا ورنہ  
 کہا۔ مجھے یکس دوزخ نہ چھوڑے جاؤ۔ ماں نے کہا اے فرزند سعادتمند اس کی بات سنو اور اپنی جان امام حسینؑ پر فدا  
 کرو۔ کہ بروز قیامت اپنے بعد بزرگوار سے وہ تیری شفاعت کریں۔ یہ سن کر وہب بن عبد اللہ جو نگاہ میں پھر گئے  
 اور دیرائے جنگ میں غوطہ مار کے دلیرانہ حملہ کیا یہاں تک کہ انیس سو اور بارہ پیادے لشکر شقاوت اثر کے دھل  
 جہنم کے ظالموں نے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے مادہ وہب نے جب یہ حال اپنے پس کو دیکھا جو بے ہمت ہاتھ میں  
 کے متوجہ معرکہ ہوئی۔ اور کہتی تھی میرے مادر پدر سے فرزند تم پر نشانہ ہوں جرم محترم جناب رسول خدا کی حالت  
 کر کے شہید ہو جاؤ اور سعادت ابدی حاصل کرو۔ وہب ہر چہ چاہتے تھے ماں کو پھیر دیں مگر وہ نہ مانتی تھی جب امام  
 حسینؑ نے یہ حال ملاحظہ فرمایا۔ فرمایا خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے کہ نصرت اہل بیت میں تو نے کوئی دقیقہ چھوڑا۔  
 اے زن عاملہ واپس چل آسورتوں پر جہاد نہیں جب وہب نے شہادت نوش کیا۔ اس کی نصرت باہر اس کے  
 پاس گئی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ کے خاکِ شہر کے منہ سے بھاڑنے لگی شہرین نے اپنے غلام سے کہا۔ اس نے  
 گرز اس سوگوار کے سپرد ایسا لگایا کہ اپنے شوہر سے ملتی ہوئی۔ اور حدیث ہیں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے  
 کہ وہب پہلے نصرانی تھا بعد میں وہ اور اس کی ماں امام حسینؑ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے اور وہب معرکہ میں پہنچا۔ سات آٹھ  
 شقی قتل کئے اور ہریت مگر جو پہلی پیادے اور ۱۲ سو اور ناقان نابکار کے قہر سے کئے جب کثرت جرات سے مجبور  
 ہو گئے اس کو قید کر کے عمر بن سعدؑ پاس لے گئے اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ کر امام حسینؑ کی طرف پھینک  
 دو اس کی ماں نے تلوار اپنے پس کی لی اور متوجہ لشکر خلافت ہوئی امام حسینؑ نے فرمایا اے مادر وہب لڑنے نہ جاؤ  
 نے جہاد کا عورتوں پر حکم نہیں دیا۔ مجھ کو شہادت ہو تو اور تیرا پس ہرشت میں میرے بعد بزرگوار کے ہمراہ ہوگا برطیت  
 دیگر سر اپنے فرزند کا بجا لب لشکر خلافت پھینک دیا۔ اور ایک ظالم کو ہلاک کیا پھر جو بے نیم اٹھا کے دو کافروں کو

ملہ وہب کا نام از قہر تھا امام حسینؑ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئی اور بجزان امام حسینؑ دو وہب پیدا ہوئے

قل کیا حضرت نے فرمایا۔ اسے مادر و پش پھر آؤ وہ مومنہ پھر آئی۔ اور کہا خداوند امیری امید قطع نہ کرنا حضرت نے فرمایا اسے مادر و پش خدا تجھے نا امید نہ کرے گا اور تو مومنہ پھر نہ دست میند البشر میں درجہ اعلیٰ بہشت میں ہوگی۔

**رفقائے حسین کا باری باری درجہ شہادت پر فائز ہونا پس عترتِ خالد از دی**  
 متوجہ لشکرِ مخالف ہوئے اور کارزار کر کے شہید ہوئے ان کے بعد ان کے فرزند نیک اختر خالد بن عمرو از دی گئے  
 اور بہادر کر کے شہید ہوئے ان کے بعد سعید بن عظمیٰ شوقِ ریا فی جنت متوجہ قتال کا فرمان ہوئے۔ اور بہت  
 سے منافقین کو داخل جہنم کر کے بدر جہنم شہادت فائز ہوئے ان کے بعد عمرو بن عبد اللہ بن جحجہ لمار کھنچ کے معرکہ  
 کارزار میں آئے اور بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ آخر کار حضرت مسلم منابی و عبد اللہ الجعفی شہید ہو گئے پھر مسلم  
 بن یوسف کہ اکابر زاد و بہادر بزرگان اصحاب بیتہ الفہد اس لئے تھے۔ بعزم شہادت متوجہ اشتیاق امت ہوئے  
 اور بہت بدل و قتل کر کے ایک گروہ تیرہ جنت کو داخل جہنم کیا اور جب گھوڑے سے زمین پر گرے۔ امام حسینؑ مد  
 حبیب بن مظاہر تشریف لے گئے۔ ہنوز ایک رفق حیات باقی تھے حضرت نے فرمایا اے مسلم خدام پر رحمت کرے  
 تم بسعادت شہادت فائز ہوئے اور جو تم پر حق تھا۔ اس کو تم نے ادا کیا۔ اب میں بھی تمہارے عقب آتا ہوں حبیب  
 ابن مظاہر نے کہا۔ مجھے یہ تمہارا حال دیکھنا بہت دشوار ہوتا ہے تم کو بہشت کی بشارت ہو۔ مسلم بن یوسف  
 نے بعد اٹھے ضعیف کہا خدام کو بخیر و سعادت بشارت دے حبیب ابن مظاہر نے کہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا کہ میں  
 بھی بہت جلد تم سے ملتی ہوتا تحقیق تم سے کہتا۔ جو چاہو وہینت کرو۔ مسلم بن یوسف نے کہا میری وصیت یہ ہے کہ  
 ہاں حسینؑ کی نفرت سے دستبردار نہ ہونا یہاں تک کہ اپنی جان اُن پر سے فدا کرو۔ یہ کہہ کے روح شریف نے بجانب نبیؐ  
 زقدس پرواز کیا میں کینز کی مسلم نے مدائے یاسیدہ یا ابن یوسف بلند کی جب حدائے شیون کینزک لشکر عربین سعد یدنہ  
 میں پہنچی دو اشیا خوش ہوئے شیعہ بن ربیع نے ان سے کہا تمہاری آئیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں ہم لوگ اپنے  
 باقوسے اپنے نذرگوں کو مارتے ہو اور اپنی عزت کو مذلت سے بدلتے ہو۔ جس بزرگوار کے قتل کرنے  
 سے ہنستے ہو اور خوش ہوتے ہو۔ ان سے کس درجہ مرواگی جہاد میں کر کے اسلام اور مسلمانوں پر اپنا حق ثابت  
 کیا ہے و بروایت امام زین العابدین بعد شہادت مسلم بن یوسف جہاد اشقیاء کو زمینِ شریف میں قیس بنی گئے اور عربوں  
 محاربہ و مقاتلہ کر کے انیس کافر لشکرِ مخالف کے راہی جہنم ہوئے۔ یہاں تک کہ شہادت شہادت نبش کر کے ہلاک  
 عدا جات شہادت مشرف ہوئے و بروایت دیگر ایک یومین کافر جہنم واصل کئے۔ آخر حضرت کثیر بن عبد اللہ  
 شعبی و جہا مہرین اوی تمہیں شہید ہوئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا خدام کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔ اور کہا کہ  
 قاتلوں کو بدترین عذاباں دے دینا و یقین میں معذب کرنے روایت نصیر بن قیس کی اس کے بعد بروایت دیگر  
 درج ہو گئی بعد ان کے حبیب ابن مظاہر اموی جہاد اشقیاء بد نہاد کو روانہ ہوئے اور کثیرؑ نفر لشکر ضلالت

اثر کے روانہ سفر کئے و برطیت دیگر ہاتھ کا فروں کو قتل کیا، آخر بھڑبھڑ بن نمیر بدو جبر فیہ شہادت فائز ہوئے و برطیت دیگر بدیل بن حریم نے ان کو شہید کیا۔ اور ان کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا جب اصل مکہ ہوا۔ پسر حبیب نے وہ نافذ کو دک ربچہ اتھا اس شقی کو قتل کیا۔ بعد شہادت حبیب بن مظاهر خروش اصحاب امام حسین سے بلند ہوا۔ اور امام مظلوم نے فرمایا میں ہی نزدیک خدا اپنی جان اور مایان اصحاب کی جان کو جانتا ہوں اور ان کے مزد کو خدا سے طلب کرتا ہوں۔ پس مالک بن انس کا بی نے قدم سعادت میدان شہادت میں رکھا۔ اور اٹھارہ کافروں کو جہنم داخل کر کے خود ریاضی بہشت میں پہنچے۔ ان کے بعد زیاد بن مہاجر کندی ان ظالمان طائی پر حملہ آور ہوئے۔ اور نوبائی قتل کر کے باغ جنت کو روانہ ہوئے ان کے بعد بلال بن مہاج اواج افواج میں غوطہ زن ہوئے اور تیور و سیاہ کو داخل جہنم کر کے خود جہنم سے طعن ہوئے۔ و برطیت دیگر جب تک تیران کے ترکش میں رہے مخالفوں پر برسایا کئے۔ جب تیر ختم ہو گئے تیرہ سیاہ قلب کو جہنم داخل کیا۔ بلال کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو دستگیر کر کے سعد بن معنوں پاس لے گئے اور یکدم سر مبارک کو قتل کیا۔ پھر نافع بن بلال کو جلال آیا۔ اور ایک جماعت اشقیاء کو میدان میں جا کے قتل کیا اور مزاتم بن حرث لہیں نے ان کو شہید کیا جب ہر حملہ میں جماعت کثیر کافراں بے پیر سے روانہ ہوئے اس وقت مروان بن الحجاج نے عمر بن سعد کو مشورہ دیا کہ مصلحت مبارزہ طلبی میں نہیں ہے لازم ہے ان پر ایک دفعہ حملہ آور ہوں۔ عمر نے یہ صلاح پسند کر کے حکم دیا۔ یہ مبارزہ طلبی نہ کریں۔ اور سب ایک دفعہ حملہ کریں۔ یہ سن کر عمر بن لہیں مع اصحاب شقاوت قویں یسوع شکر سعادت اثر پر حملہ آور ہوا۔ اور اس وقت لشکر امام میں تیس سو سے زیادہ نہ تھے اصحاب امام حسین ثنابت قدم ہوئے جس طرف سے لشکر مخالف حملہ کرتا تھا ہا و فاعملہ کر کے سد راہ ہو جاتے تھے۔ سر مبارک سے صہیں ہی نمبر کو پانچ سو تیر انداز دے کر اعانت شمر کو بھیجا۔ اور آپس جنگ مشتعل ہوئے تافہر لڑائی ہوئی چونکہ نصیر رائے عزم محترم با یکدیگر متصل تھے۔ بغیر ایک طرف کے حملہ نہ کر سکے تھے عمری سعد طعون نے حکم دیا کہ خیمہ بلے اہل حرم گرا دو جب وہ ستکار اس بے شری اور جرأت پر مستعد ہوئے۔ اصحاب آنحضرت خیموں سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئے اور بہت ظالموں کو جہنم داخل کیا جب عمر بن سعد طعون نے یہ کیفیت دیکھی حکم دیا کہ خیموں میں آگ لگا دیں حضرت نے فرمایا رہنے دو اور آگ خیموں میں لگانے دو جب آگ خیموں میں لگی اس وقت ان کا راستہ اسطون سے سدود ہو جائے گا۔ پس یہی ہوا کہ ان کو اثر لکھار حق نامنے آگ سے خیمہ ہائے اہل بیت اہل بیت دیئے۔ اصحاب کی راہ راہ امام اہل ایمان اشقیاء سے مشغول کا راز تھے۔ اگر اس طرف کا ایک آدمی شہید ہوتا تھا کسی معلوم ہوتی تھی اور اگر اس لشکر سے دشمن یا تو بھی مارے جاتے تھے کچھ بھی معلوم نہ ہوتا تھا جب اصحاب آنحضرت بہت شہید ہو گئے۔ اور مخالفین کی کثرت ہوئی۔ ابو سلمہ بن عبدی امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا ابن رسول اللہ مری جان آپ پر سے قربان ہوا ب لشکر مخالف قریب آگیا ہم چاہتے ہیں اپنی جان آپ پر سے فدا کریں لیکن ناظرہ دیکھو یہ

اداکر لیں کہ ناز و دل ہے جب امام حسینؑ نے ناز کاٹنا۔ اہل سرزمین پر دروسے کھینچی اور مسیحا رک بکانب آسمان بلند کر کے فرمایا تم نے مجھے ناز یاد دلائی۔ خدا تم کو ناز گذاروں سے کرے بیشک ازل وقت ناز ہے اب کافروں سے مہلت طلب کرو کہ ناز ادا کر لیں۔ جب ان کفار سے مہلت ناز پر ہنسنے کی مانگی جھین بن فیہ طعون نے کہا۔ ناز نگہ قبول نہیں جیسا ابی مظاہر نے کہا اسے ہمدار مکار ناز فرزند سید ابراہیم قبول نہ ہو۔ اور تبھی ایسے نابکار کی ناز قبول ہو جھین بن فیہ نے خشتناک ہو کر جیسا ابی مظاہر پر حملہ کیا جیسا نے ایک تلوار اس طعون کے نگائی۔ وہ شعی گھوڑے سے کود پڑا جیسا نے چاہا اسے قتل کریں۔ اس کے اصحاب اُسے جو کم کر کے لے گئے بس نہ شیر بن قین اور جیسا بن عبد اللہ صغریٰ جناب امام حسینؑ کے آگے کھڑے ہوئے اور اپنی جان حضرت پر قربان کر ڈالی۔ اور حضرت نے ناز ظہر جامعیت اصحاب باقی ماندہ بعنوان ناز خوف ادا فرمائی جو نیزہ اور تیر شکر مخالف سے حضرت کی طرف آتا تھا۔ دونوں بزرگوار اپنے جسم پر لیتے تھے تا آنکہ سعید سعادت مند کثرت جراحت نیزہ و تیر سے زین پر گر پڑے۔ اور کہتے تھے خداوندان افریقا پر لعنت کر مثل لعنت عاد و ثمود۔ خداوند امیر اسلام اپنے پیغمبر کو بچا اور ان کے فرزند و بلند کی نفرت میں جو میں نے عدالت دالم اٹھا کے اس کی نہیں اطلاع دے۔ خداوند ایسی تیر سے پیغمبر کے فرزند کی نفرت کی مجھے اپنی رحمت کا امیدوار کر جب شہد شہادت نوش کیا۔ تیو تران کے بدن میں علاوہ جراحت نیزہ و شمشیر تھے اور جھنوں نے کہا حضرت کو فرصت ناز کی نہ دی۔ اور ہر ایک نے ہمدان ناز ادا کی۔ پھر عبد الرحمن بن عبد نیر کی نے عوکر کارزار میں آگے قتل کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ ان کے بعد عمرو بن قریطہ انصاری نے اپنی جان فدا کی سید الشہداء کی حضرت کے سامنے کھڑے بہادر کرتے تھے اور جو شمشیر و نیزہ و تیر ادا کی طرف آتا تھا شوق سے اپنے جسم پر لیتے تھے۔ اور حضرت تک نہ جانے دیتے تھے جب لڑتے لڑتے گرے۔ کہا یا ابن رسول اللہ میں نے اپنے ہمدان پر وفا کی حضرت نے فرمایا۔ ہاں جب میں داخل بہشت ہوں گا تم میرے آگے ہو گے میرے بعد رسول خدا کو میرا سلام پہنچانا اور کہتا میں بہت جلد آتا ہوں پس جوق آزاد کردہ غلام حضرت ابوذر غفاریؓ کو غلام بخشی تھا خدمت حضرت میں آیا اور رخصت جہاد طلب کی حضرت نے فرمایا۔ میں تجھے فرصت دیتا ہوں کہ واپس چلا جا۔ اُسے کہا یا ابن رسول اللہ میں نے نعمت و پیش و عزت میں آپ کے بدولت بسر کی جبکہ ہنگام بلا و منت ہے اس وقت آپ سے جدا ہو جاؤں۔ یا ابن رسول اللہ آپ نہیں چاہتے کہ میں باہر روئے سیاہ و حسب تباہ دبوئے بد شہید ہو کے بسفید و خوشبو داخل بہشت ہوں قہم بخدا میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ یہاں تک کہ اپنے خون سیاہ کو لپکے خون طیب و پاکیزہ میں غلط کر دوں۔ یہ سن کر حضرت نے رخصت جہاد دی۔ وہ مروانہ مقابلہ امداد کو گیا۔ اور داد مروانگی دے کر شہید ہو گیا۔ بعد اس کی شہادت کے حضرت اسکے سر ہاتے شریف لائے اور کہا خدا و نذا اسکا منہ سفید کر دے۔ اور بد بو کو اس کی خوشبو سے تبدیل کر اور اُسے ہمراہ نیکو کاران مشور کر۔ اسکے اور محمد و آل محمد کے درمیان ہمدانی نہ کرنا امام زین العابدینؑ سے منقول ہے جب مروان قید نے شہد کو بعد دس روز کے دفن کیا۔ اور اسکے قہم ہوئے۔ دعا کے حضرت سے ہوئے مشک اس سے آتی تھی پھر عمرو بن عبدادی خدمت آنحضرتؐ میں حاضر ہوئے۔ اور کہا یا ابن

رسول اللہ آپ جلالت دیکھے کہ اپنے ہمراہوں سے ملحق ہوں اور آپ کی شہادت نہ دیکھوں حضرت نے فرمایا: ہمارا میں  
 بھی مقدم سے ملحق ہوتا ہوں جب رحمت بھادپائی لشکر مخالف سے دوچار ہوئے۔ بعد مقاتلہ بسیار جمیع شہداء نے  
 ابرار سے ملحق ہوئے پس غطفہ بن اسعد شامی حاضر ہوئے اور سپردار رو برائے امام کھڑے ہوئے تیر و نیزہ و  
 دشمنی و شان مخالفان سدا برار اپنے سینے پر لیتے تھے۔ اور با واد بلند کہتے تھے۔ یا قاتلانی اخاف علیک مغل یدیم  
 اللہ عذاب مثل واعب قوم نوح و عاد و ثمود و الذین من بعد ہم و اللہ یا یعد ظلمنا اللعباد یا قوم  
 انی اخاف علیک یدیم قتلون صمد جوین صاکنہ۔ من اللہ یا من عاصم یا قوم لا تقنوا احسینا فیما یحکم  
 اللہ بعد اب و قد تاب من افتویٰ اور یہ چند نصائحیں جو مومن آل فرعون نے قوم فرعون سے کہے تھے۔  
 یعنی اس قوم میں تم پر ڈرتا ہوں مثل خدا ہوں کے جو امتہائے گذشتہ پر نازل ہوئے۔ مانند عذاب قوم نوح و عاد  
 ثمود اور وہ لوگ جو بعد انکے تھے اور خدا کوئی تم اپنے بندوں پر نہیں بھارتا اسے قوم میں تم پر ڈرتا ہوں عذاب روز  
 قیامت سے تمہارے منہ عشرے پھیر کے جہنم میں بھاؤ۔ اور تمہیں عذاب خدا سے بچانے والا کوئی نہ ہو۔ اسے  
 قوم حسین کو شہید نہ کرو کہ خدا تمہیں بعد اب الیم ہلاک کرے گا: تحقیق کہ وہ شخص ناامید ہے جو خدا پر اقرار کرے۔ امام  
 نے کہا: اسے پس اسعد خدا تم پر رحم کرے یہ گروہ اشقیاء مستوجب عذاب ہوئے جبکہ تمہاری وصیت انہوں نے  
 قبول نہ کی اور تمہیں اور تمہارے اصحاب کو انہوں نے دشنام دیئے اب کہو مگر مستحق عذاب الیم یہ کافر نہ ہونگے  
 حالانکہ بزرگان دین کو شہید کر چکے غطفہ نے عرض کیا میں۔ آپ پر سے خدا ہوں آیا نہ وہی ثواب خدا کو نہ پائے  
 گا۔ اور اپنے بھائیوں سے ملحق نہ ہو گا۔ حضرت نے فرمایا: جاکر تیرے لئے بڑے درجے میں جو کہ  
 دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر میں ہیں۔ تو اس ملک کی طرف جاتا ہے جو زوال نہیں رکھتا غطفہ  
 نے کہا: السلام علیک یا فرزند رسول خدا آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود و صلوات ہو خدا مجھے بہشت بھاد  
 میں آپ کا مصاحب کرے حضرت نے فرمایا: آمین۔ پس غطفہ دریا کے حرب و فرب میں غوطہ لگائے بے عاصت شہادت  
 فائز ہوئے۔ اور ممالک دنیا سے جانب مائل نہایت پہنچے۔ ان کے بعد سوید بن نکر کہ شرافت حسب و کثرت  
 نماز و عبادت مشہور و معروف تھے میدان کارزار میں پہنچے۔ اور لڑے۔ یہاں تک کہ کثرت جراحت سے دلیان  
 کشنگان صحرائے جب شہداء کہ امام حسین شہید ہوئے چھری اپنے موزے سے نکال کے اسی حالت میں جان  
 میں بھاد کر کے شہید ہو گئے پھر عقی بن سلیم رازانی معرکہ متیقار میں ہما کے لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد قزو  
 بن ابی قرق غفاری بعزم و خلاص میدان قتال آئے اور بعد ہمارے بسیار شہید ہوئے۔ ان کے بعد عمرو بن غطفہ جعفری نے  
 بآب تیغ آبلہ آتش خون حیات کفار بھاد دیا اور آپ بھی شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد جاجی بن مسروق پہلے بھاد  
 میدان سعادت میں پہنچے اور بعد ہمارے و مقاتلہ بسیار کافران اشرار کو روانہ کر کے آپ بھی خلعت شہادت پہنا  
 ان کے بعد جناد بن حارث میدان میں گئے۔ اور بعد قتال جمیع شہداء سے ملحق ہوئے ان کے

بعد عمرو بن جناحہ بشفہ شہادت فائز ہوئے۔ ان کے بعد عبدالرحمن بن عروہ نے شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد عالس بن شیبہ شاکر سی نے شہادۂ اپنے غلام سے کہا اے شہید! یہ کچھ دن پہلے جہاد و قتال کروں گا تا آنکہ قتل ہو جاؤں۔ عالس نے کہا مجھے بھی تیری جانب یہی گمان تھا اب چونکہ سعادت شہادت کا خواہاں ہے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں جا کر رخصت طلب کر۔ اور اپنی بیعت جدید کر کے مستعد سفر آخرت رہ آج وہ دن ہے کہ حتی الوسع تحصیل اجر آخرت میں کوشش کریں۔ کہ بعد اسکے کوئی ایسا عمل نیک نہ ہو گا۔ اور حساب روز جزا در پیش ہے پس عالسؑ شیبہ بقدم اخلاص و یقین بخدمت امام المتعین ہمارے ہوئے۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ آج کے دن کوئی عزیز قریب میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز نہیں اور ہو سکتا تو میں آپ سے ظلم و ستم اہل جفا کو دفع کرتا اس چیز سے جو میرے نزدیک جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اب میں آپ کو سلام اور وداع کرتا ہوں اور گواہ کرتا ہوں کہ آپ کے جد بزرگوار اور پدر عالی مقدار کے طریقہ پر ثابت قدم ہوں۔ یہ کہنے کے بعد تلوار حلف سے کھینچی لی۔ اور مثل شیر متوجہ لشکر نکلتے ہیں۔ اور میں ان کی شجاعت معرکہ ہائے کارزار میں دیکھ چکا تھا۔ میں نے کہا ایہا الناس یہ پسر شیبہ فیروز شجاعت ہے۔ جو نہاری طرف آتا ہے کہ میدان کوئی تم میں سے اس کے مقابلہ کو جائے یہ سن کر وہ ہزاروں رو باہ غیف ڈوگئے۔ ہر چند عالس نے مبارز طلبی کی مگر کسی کی جرأت سامنے آنے کی نہ پڑی جب عمر نے دیکھا کہ کسی کو جرأت مبارزت ان سے نہیں حکم دیا۔ کہ انہیں سنگ باران کریں جب عالسؑ ان کی نامردی مشاہدہ کی۔ اپنی جان پر کھیل کے خود زرہ اپنی پھینک دی اور مثل شیر زیاں بر بندہ ہو کے ان اشقیاء پر حملہ کیا۔ جس طرف جا پڑتے تھے دو سو کافروں سے زیادہ ان کے آگے سے بھاگ جاتے تھے یہاں تک کہ ان نامردان بے جہانے بسنگ جو رو جفل سے چور چور کر دیا جب حرب حرب سے عاجز ہو گئے۔ ان کا سر کاٹ لیا۔ اور ان کے سر کاٹنے پر کئی روسیاحوں نے تنازعہ کیا۔ ہر ایک کہتا تھا۔ میں نے کاٹا ہے۔ مگر میں سعد نے کہا۔ ان کو ایک آدمی نہیں مل سکتا تھا۔ تمام لشکر کے حملہ سے وہ مارے گئے ہیں۔ پس عبد اللہؑ و عبد الرحمنؑ مغفاری بخدمت امام مظلوم حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ابا عبد اللہ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کریں حضرت نے فرمایا۔ مرحبا قریب آؤ اور مہیا ئے شہادت بھو۔ جب وہ دونوں سعادت مند قریب آئے۔ قطرات حسرت اشک آنکھوں سے ٹپکائے۔ حضرت نے فرمایا اے فرزند ان برادر کیوں روتے ہو قسم بخدا میں امید دار ہوں کہ بعد ایک ساعت کے تمہاری آنکھیں روشن اور دل خوش ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا ہم آپ

پر سے فدا ہوں۔ اپنے حال پر ہم نہیں روتے لیکن آپ کے حال زار پر ہمیں رونا آتا ہے کہ ان مخالفوں نے سب طرف سے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم دفع ٹھہر آچے نہیں کر سکتے حضرت نے فرمایا خدا تمہیں اس اندوہ پر جو تم میرے حال پر رکھتے ہو جزائے خیر بہترین جزا دے گا پر ہیز گاراں عطا فرمائے پس حضرت کو وداع کر کے بجانب میدان کارزار روانہ ہوئے۔ اور اپنے سر راہ سرور میں نثار کر کے سر عزت اور رفعت تک پہنچائے۔ جب اکثر اصحاب امام حسینؑ شہید ہو چکے۔ اس وقت غلام ترکی امام مظلوم کہ نہایت صلح اور قاری قرآن تھا خدمت آقاؐ سے نامدار سے رخصت ہو کر مقابلہ کفار گیا اور بہت سے نابکار اشرار کو واصل جہنم کر کے آخر بتیں ظلم زمین پر گرا۔ جب امام حسینؑ اس کے سر ہانے تشریف لائے رونے لگے۔ اور اپنا روئے مبارک اس کے منہ کے اوپر رکھ دیا اس غلام باوقار نے آنکھیں کھول کر اپنے آقا کو دیکھا۔ اور بسم کر کے مرغ روح نے جانب ریاض جنات پرواز کیا پس ریاض جنات شعثا لشکر مخالفت کی طرف گئے اور آٹھ تیر جوان کے پاس تھے لشکر خلافت اثر پر مارے اور پانچ منافق روانہ جہنم گئے۔ جو تیر یہ لشکر مخالف کی طرف پھینکتے تھے۔ امام حسینؑ فرماتے تھے۔ خداوند ان کا تیر نشانہ پر لگے۔ اور اس کے عوض نیکو کو بہشت عطا فرما۔ ان کے بعد ابو عمر ہشامؓ کہ عباد و زیاد و قاریان قرآن سے تھے جنگ گاہ میں پہنچے اور بہت سے کافروں کو ہلاک کیا۔ آخر عابریں ہشامی شفیق نے ان کو شہید کیا، پھر سیف بن ابی عارث و مالک بن عباد رخصت کارزار سے گئے اور شہید ہو کر داخل جنان ہوئے۔

## شہادت عزیزان امام دجہاں

جب بجز اہل بیت رسالت و خویشاں و اقارب آنحضرتؐ کوئی نہ رہا۔ اس وقت اہل بیت و اولاد امجاد امام مظلوم و اولاد جناب امیر و اولاد امام حسن و اولاد امام جعفر بن ابی طالب و اولاد عقیل نے جمع ہو کر ایک دوسرے کو وداع کیا اور عازم حرب و ضرب ہوئے۔ ان میں سے جو پہلے لڑنے کو نکلے۔ عبد اللہ پسر مسلم بن عقیل تھے اپنے چچا پاس آئے اور رخصت لے کر میدان و غامیں گئے اور جز خواں ہوئے۔ بروایت امام زین العابدینؑ ہمیں کافر قتل کئے و بروایت دیگر تین حملوں میں اٹھانوے دشمن سپاہ مخالفت کے واصل جہنم کئے یہاں تک کہ اسد بن صبیح و عمرو بن مالک علیہما اللعنة نے ان کو شہید کیا۔ بروایت دیگر اپنا دست مبارک سر پر رکھا تھا ناگاہ ایک نرود نے ایسا تیر مارا کہ دست مبارک پیشانی نورانی میں پیوست ہو گیا۔ ابو العزج لکھتا ہے کہ اور دجہاں شتر قیہ صبیہ بناب امیر تمیم بعد ان کے بروایت امام محمد باقرؑ اور عبد اللہ جنگ گاہ میں آئے۔ اور بطلب حویٰ برادر ایک جماعت پر قتل و شتر کو روا نہ سفر کیا آخر حضرت ابو جہر ہم اسدی و قسط بن تاثر جہلمی علیہما اللعنة شہادت نوش کیا۔ پھر جعفر پسر عقیل رجز خواں میدان میں آئے اور پندرہ

کافروں کو اصل جہنم کیا۔ و بروایت دیگر دو کافر مارے اور آپ بھی بھرت بشر بن غوطہ ہدانی بدرجہ شہادت فائز ہوئے بروایت امام محمد باقرؑ وہ بن عبد اللہ شقی حنفی نے انہیں شہید کیا۔ پھر عبد الرحمن بن عقیل میدان قتال میں گئے۔ اور سترہ اشقیاء کو اصل جہنم کیا۔ آخر بھرت عثمان بن خالد جہنی خلعت شہادت پہنا۔ بروایت دیگر ان کے بعد عبد اللہ پسر عقیل معرکہ قتال میں آئے اور ایک جماعت کو قتل کر کے بھرت عثمان بن خالد و بیشین غوطہ علیہما اللعنة بدرجہ عالیہ شہادت فائز ہوئے پس محمد پسر ابو سعید بن عقیل میدان میں آئے۔ اور بہت کافروں کو جہنم واصل کر کے ضرب تیر قیظ بن یاسر جہنی سے بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ علی پسر عقیل بھی روز عاشورا شہید ہوئے۔

**شہادت اولاد جعفر طیار** میدان کارزار میں گئے اور دس کافران مستکار کو روانہ کر کے آخر تیغ بیدریغ عامر بن ہشامی شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عون بن یسے بھائی معرکہ کارزار میں پہنچے۔ اور زمین و آسمان اٹھارہ پیادوں کو قتل کر کے یحییٰ بن عبد اللہ بن قطبہ سے شہید ہو گئے۔ و بروایت دیگر عبد اللہ ان کے بھائی بھی اسی صحران میں بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

**شہادت اولاد امام حسن علیہ السلام** بعد میں قائم پسر امام حسنؑ نے کہ چہرہ ان کا مثل انتخاب بزرگوار سے رخصت جہاد طلب کی۔ امام مظلومؑ نے حضرت قاسمؑ کو اسفوش مبارک میں لیا۔ اور اسقدر روئے کہ قریب تھا بے ہوش ہو جائیں۔ ہر چند قاسم طلب جہاد میں مبالغہ کرتے تھے مگر حضرت اہادت نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ قاسم اپنے چچا کے پاؤں پر گر پڑے اور اسقدر روئے اور اجازت ان کی کہ امام حسینؑ نے انہیں اجازت دیدی۔ جب اجازت پانی میدان کو نور جمال سے روشن کیا۔ اور باوجودیکہ خرو سال تھے ایک حکم میں منتیں سنگین دلائے حیا کو بے رحمہ فناء روانہ کیا۔ لڑی کہتا ہے کہ میں عمر بن سعد شقی کے لشکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکا لشکر امام حسینؑ سے جدا ہو کر متوجہ میدان ہوا۔ اور حسینؑ بین سے تاباں تھا۔ ایک قمیض اور ایک ازو پہنے اور دو موزے پہنے تھا۔ بند نعل راست ٹوٹا ہوا تھا۔ اس وقت عمر بن سعد از دی نے کہا۔ قسم بخدا میں بھاگے اسے قتل کرتا ہوں راوی کہتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ آیا تیرے دل سے اس امر کی تاب ہو سیکے گی کہ اس پر ضرب لگائے قسم بخدا اگر وہ مجھ پر تلوار مارے میں اس کے دھن کرنے میں ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ یہ فوج جو اسے گھیرے ہے اس کے لیے کافی ہے لیکن اس ظالم نے گھوڑا دوڑا کہ ایک ایسی ضرب حضرت قاسم کو لگائی کہ منہ کے بن گئے اور فریاد کی دماغہ خبر لہجے ناگاہ میں نے دیکھا امام حسینؑ مثل عقاب آئے اور صفوں کو شکافتہ کر کے مثل

شیر خشناک ان کافران میں ایک پر حملہ کر دیا۔ اور ایک تلوار عمر بن سعد اذی قاتل قاسم پر لگائی۔ اس ملعون نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ حضرت نے ہاتھ اس کا جدا کر دیا۔ وہ شقی چل دیا۔ لشکر اہل نفاق جمع ہو گیا کہ اسے دست بزرگ امام حسینؑ سے پھوڑ لے جائیں اور وہ ملعون قتل ہو گیا۔ اور وہ طفل زیر سم اسپان مخالفان چور چور ہو گیا جب امام حسینؑ نے ان کافروں کو دور بھگا دیا۔ اپنے جھنڈے پاس پہنچے دیکھا کہ ایڑیاں زمین پر گر رہی ہیں اور عازم سفر و گلشت ہشت ہے جب حضرت قاسمؑ کا یہ حال امام حسینؑ نے دیکھا۔ دریائے اشک حسرت دیدہ ہائے مہارک حضرت سے جاری ہوا۔ اور کہا قسم بخدا تیرے چچا پر بہت گراں ہے کہ تو اسے اپنی نصرت و مدد کو بلے اور نہ تو تیرے خدا اپنی رحمت سے ان شقیہ کو دور کرے تیرے بھائی نے تجھے قتل کیا۔ اس گروہ پر دے ہو جسک دشمن تیرے بعد ملے ہوں۔ یہی ہمارا امام مظلومؑ نے اس شہید معصوم کو اٹھایا اور اس کا سینہ اپنے سینہ پر رکھا۔ پائل طفل کے زین پر گرے جلنے لگا اور شہداء ہلاکت میں ملے۔ اہل کافران قاتلوں کو تو قتل کر اور ان کی جمہیت کو پرالندہ کر دے اور ان میں سے ایک کو نہ پھوڑا اور ہرگز انکو نہ بخشنا۔ بعد اسکے فرمایا۔ اے میرے جھنڈو اور اے میرے اہل بیت اور اے میرے بھائیو صبر کرو پھر اسکے بعد کوئی ذلت و خواری نہ دیکھو گے۔ اور بعزت و سعادت ابدی پہنچو گے بروایت امام زین العابدینؑ حضرت قاسمؑ تھے میں کافر روانہ بہنم کئے اور اس سے زیادہ کی بھی روایت ہے اور روایت و امامی حضرت قاسمؑ کتب معتبرہ میں نظر فقیر سے نہیں گذری نہ مجلسیؒ و ایس عبد اللہؒ پسر امام حسنؑ معرکہ کارزار میں پہنچے اور تیغ آبدار سے چودہ کافران عذاب ہاک اسفل نار روانہ کئے اور بعد مقاتلہؒ بسیار ہانی بن قنبلت خضرمی نے ان پر ضربت لگائی اور اسی ضربت سے شہادت نوش کر کے اپنے جہد و پد سے ملحق ہوئے و بروایت امام محمد باقرؑ حرولہ بن کاہل نے انکو شہید کیا اور انکی شہادت بروایت دیگر ان کے بعد ذکر ہوگی۔ پس ابو بکر بن امام حسنؑ معرکہ قتال میں گئے اور ایک گروہ مخالفین کو بہنم واصل کر کے آخر بھڑت عبد اللہ بن عقبہ غنوی شہید ہوئے سروئے فانی سے بجانب ہشت ہمارو اتی انتقال فرمایا۔

**شہادت فرزند ان جناب امیر** پس برادران بزرگوان امام انبیاء نے رخصت جہاد طلب کی اول عبد اللہ فرزند جناب امیرؑ کہ انکو ابو بکر کہتے تھے میدہ کارزار میں پہنچے اور ایک گروہ کافران کو بہنم واصل کر کے تیغ عبد اللہ بن عقبہ غنوی یار جز بن بدر کی تلوار سے شہید ہو گئے اور بروایت امام محمد باقرؑ قبیلہ ہمدانی کے کسی نامزد نے ضرب لگائی اور اسی ضرب سے بریانی جنت انتقال کیا۔ ان کے بعد عمر بن علیؑ انکے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا۔ اور معرکہ کارزار میں پہنچے کے بعد پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو بہنم واصل کیا پھر بنو نواں صفوت مخالفین پر جا پڑے اور اکثر مخالفین کو بہنم واصل کر کے آپ بھی اپنے پر بزرگوار پاس پہنچے۔ انکے بعد عثمان بن علیؑ میدان میں گئے اور بہت ظالموں

کو قتل کیا۔ تاکہ خولی اصبھی لعین نے ایک تیر پیشانی پر مارا۔ کہ اس کے صدمہ سے زمین پر گر پڑے۔ اور ان کا سر مبارک ایک نامرد نے فرزند ان ابان بن حازم سے کاٹ لیا۔ اس وقت انکی عمر شریف اکیس سال کی تھی۔ ان کے بعد حفصہ بن علیؓ جن کی عمر اسی سال کی تھی۔ بعزم شہادت میدان میں گئے۔ بروایت امام محمد باقر خولی اصبھی نے ایک تیغ مبارک یا پیغمانی نورانی پر لگایا کہ اس کے صدمہ سے بہشت خلد میں اپنے پدر پاس پہنچے بروایت دیگر حضرت بانی پسر شفیث حسری شہید ہوئے۔ بعد انکے عبداللہ بن علیؓ معرکہ کا زار میں آئے اور ایک گروہ انقیاد کو تیغ آبدار سے شہرت مرگ ناگوار چکھلے آخر کار تیغ بانی پسر شفیث ملعون سے خلعت بابرکت شہادت پہن کر جمیع شہدائے اہل بیت رسالت سے ملحق ہوئے۔ اس وقت عمر شریف پچیس سال کی تھی انکے بعد محمد پسر جناب امیر میدان میں گئے اور ایک نامرد قبیلہ تمیم کی ضرب سے روانہ نعیم ابدی ہوئے اور کہتے ہیں کہ ابراہیم فرزند جناب امیر بھی اسی روز معرکہ جہاد میں شہادت سے سرفراز ہوئے مگر ثابت نہیں (مجلسی) اور جنسوں اولاد امجد جناب امیر کی شہادت میں اختلاف کیا ہے مگر بروایت حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پانچ برادران امام حسینؑ اس صحرا میں شہید ہوئے عباسؓ و عثمانؓ و محمدؓ و عبداللہؓ۔ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت عباسؓ و جعفرؓ و عثمانؓ و آخر فرزند ان جناب امیر جو صحرائے کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی مادر گرامی ام المہین و خیر خرام کلہیہ تھیں اور جب مدینہ میں خبر شہادت اہل بیت رسالت انہیں پہنچی ہر روز بقیع قبرستان میں جاسے اپنے فرزند کو روتی تھیں۔ اور اہل مدینہ ان کی صدائے گریہ و فود سے روتے تھے۔ یہاں تک کہ مروان علیہ اللعن باوجود اس شقاوت و عداوت کے جو اہل بیت رسالت سے رکھتا تھا۔ انکی نوحد و زاری سے میثاب ہو کے روتا تھا۔ اور حضرت عباسؓ بن علیؓ اپنے بھائیوں سے بڑے تھے اور حسن و جمال و سیاحت و شجاعت و قوت و شوکت و تنومندی و بلندی قامت اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ جب بڑے ٹھوڑے پر سوار ہوتے تھے یا ہائے مبارک زمین تک پہنچتے تھے لوگ انکو ماہ بنی ہاشم کہتے تھے۔ اس روز حضرت عباسؓ علیہ السلام دیکھا فوج امام ابراہیم تھے جب حضرت عباسؓ نے دیکھا کہ اب کوئی بغیر امام حسینؑ و فرزند آنحضرت باقی نہیں رہا اپنے برادر گرامی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے برادر مجھے رخصت دیکھئے کہ اپنی حالی آپ پر سے قربان کروں اور بدرجہ رفیعہ شہادت فائز ہوں۔ امام مظلوم اس کلام حسرت انجام کے استماع سے زار زار روئے اور کہا اے برادر نامدار تم میرے لشکر کے علمدار ہو۔ تمہارے جانے سے میرا لشکر منتشر ہو گا۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ اے برادر بزرگوار میرا سینہ بھائیوں اور دوستوں کے قتل ہونے سے ٹکا رہا ہے اور اپنی زندگی سے ملول ہوں اور آرزو مند تقائے حق تعالیٰ ہوں۔ اب تاب مصیبت و دوستان ما و فاقا نہیں اب پابستا ہوں اپنے بھائیوں اور دوستوں کا ان محفلوں سے خون طلب کر کے انہیں پسپا کروں۔ امام حسینؑ

نے فرمایا اگر ارادہ سفر آخرت ہے تو کچھ پانی اہل بیت رسالت اور بچوں کے لئے حاصل کرو کہ پیاس سے مبتلا ہو رہے ہیں یہ سنکر حضرت عباس حق شناس ان سنگین و لان ظلم ساس پاس گئے اور کہا ہے بیشتر مگر تمہارے گمان ناقص میں ہم گناہگار ہیں ہمارے زنان و اطفال نے کیا گناہ کیا ہے ان پر رحم کرو اور تھوڑا پانی دے دو۔ جب حضرت عباس نے دیکھا کہ نصیحت ان کا فرمان بے حجت، کو اثر نہیں کرتی۔ خدمت بابرکت امام حسینؑ میں واپس گئے۔ ناگاہ نیمہ ہلے حرم سے صلائے العطش بلند ہوئی حضرت عباس بے تاب ہو کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ مشک لیکے قصد نہر فرات کیا۔ جب قریب نہر پہنچے چار ہزار گھار اثرار موکل آب فرات تھے۔ انہوں نے حضرت عباس کو گھیر کے جسم شریف کو تیر ماراں کر دیا۔ حضرت عباس نے بھی اس فوج بے قیاس پر حملہ کر دیا اور انہی شقی تنہا قتل کر کے نہر فرات پر پہنچے۔ جب ایک چلو پانی اٹھایا کہ بی لیں اسوقت پیاس حضرت امام حسینؑ اور انکے اہل بیت کی یاد آئی۔ وہ پانی چلو سے پینک دیا۔ اور مشک دوش مبارک پر بھر کے رکھی اور لڑتے ہوئے متوجہ نیمہ حرم محترم ہوئے۔ وہ کا فرمان بے جیاسد رہے ہوئے اور حضرت عباس کو گھیر لیا۔ مگر حضرت عباس ان اشیاء سے لڑتے چلے آتے تھے ناگاہ یزید بن دناؤد کینکھ سے آیا۔ اور حکیم بن طفیل شقی نے بھی اس کی مدد کی اور ایک ضربت دست پر ابھی لگائی کہ وہ ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت عباس نے مشک دوش چپ پر رکھی اور تلوار بھی دست چپ میں اٹھا کے جہاد شروع کیا۔ اور لہ طے کرتے تھے۔ ناگاہ حکیم بن طفیل عین نے دوسری ضربت دست چپ پر لگائی۔ اور وہ ہاتھ بھی گیا۔ مگر نے مشک دانتوں میں پکڑ کے گھوڑا دوڑا دیا۔ کہ کسی طرح پانی پیاسوں تک پہنچ جائے۔ ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا۔ اور پانی زمین پر بہہ گیا۔ اور دوسرا تیر سینہ اقدس پر لگا۔ کہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ اسوقت آواز دہا کہ اے برادر میری خبر لیجئے۔ اور بروایت دیگر نوفل بن اریق شامی ملعون نے ایک ایسا گرز سر مبارک پر لگایا کہ حضرت عباس نے بہ شہر سعادت جانب ریاض جناب پرواز کیا۔ اور آب کو خرابی نہ پڑ بڑ گواہ کے ہاتھ سے لوش کیا۔ جب امام حسینؑ نے اپنے بھائی کی آواز سنی جلدی تشریف لائے اور حضرت عباس کا وہ حال دیکھ کر آہ صرست دل پر در سے کھینچی اور قطرات اشک خوں دیدہ حق میں سے جاری ہوئے اور فرمایا الان انکس وظہدی۔ یعنی اسوقت میری پشت شکستہ ہو گئی و بروایت جناب صادق۔ خدا نے بعض دونوں ہاتھوں کے دو بازو حضرت عباس کو نیت خولے کا رخ جنت میں لیاں باندھ لیا تھا سعادت پروردگار نے جب حضرت عباسؑ کو عیشہ بنت خنیسہ سے ملائی اہل بیت رسالت سے بغیر اولاد کو امام امام علیہ السلام باقی نہ رہا۔

پس علی الصغر کہ مشہور بہ علی اکبرؑ میں پدید پڑا  
**شہادت فرزند ان امام حسین علیہ السلام**  
 اس کے اور رخصت میدان طلب کی اس  
 وقت انکی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور پچیس سال بھی کہتے ہیں۔ مگر روایت اول زیادہ تر صحیح ہے حضرت علی اکبرؑ صلی اللہ علیہ وسلم

و فضل و کمال میں نظیر بغیر تھے اور صورت میں جناب رسول خدا سے بہت مشابہ تھے جب اہل مدینہ مشتاق لقاے دیارت رسول خدا ہوتے تھے حضرت علی اکبر پاس حاضر ہونے کے لئے جمال و کمال پر نظر کرتے تھے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب وہ امام نژادہ متوجہ میدان کارزار ہوا۔ امام اخید زار زار روئے اور آسمان کی جانب دیکھ کے فرمایا خداوند! تو گواہ رہنا کہ فرزند رسول اور شبیہ ترین مروجہ با نضر ان اشقیاء کی جانب جاتا ہے جب میں مشتاق لقاے پیغمبر خدا ہوتا تھا۔ اس اپنے فرزند کو دیکھتا تھا۔ خداوند! برکتہائے زمین کو ان سے منع کر اور ان کو پرانگندہ کر دے اور حاکموں کو ان سے راضی نہ رکھ اسلئے کہ انہوں نے مجھے اپنی نصرت کے لئے بلایا ہے۔ اور شمشیر مجھ پر کھینچ رہا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عمر بنی سعد لعین کو آواز دی کہ اسے بدترین اشقیاء مجھ سے کیا چاہتا ہے خدا قری نسف قطع کرے اور کوئی کلام نہجہ پر مبارک نہ کرے۔ اور بعد میرے تبجہ پر اس کو مسلط کرے جو مجھے درمیان رخت خواب ذبح کر دے جس طرح تو نے مجھ سے قطع کیا اور قرابت حضرت رسالت کی میرے حق میں رعایت نہ کی۔ پھر باؤلا بلند اس آیت کو جو اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے۔ تلاوت فرمایا۔ ان الله اسطق آدم و نوحا وال ابوہیم وال عسوان علی العالمین ذریۃ بعضہما من بعض واللہ سمیع العدیم۔ پس وہ شہزادہ ذیشان مانند خورشید تاباں افق میدان سے طالع ہوا۔ اور صحرائے نبرد کو اپنے نور جمال سے منور کر دیا۔ جمیع لشکر مخالف حیران جمال بالکمال آفتاب اوج عزت و جلال تھے۔ جب حضرت علی اکبر درمیان میدان پہنچے۔ ہر چند مبارز طلب کیا۔ مگر کسی کو جڑے حرب و حرب نہ پڑی۔ جناب علی اکبر نے تیغ نیام سے کھینچ کے ان اشقیاء کو طعہ شمشیر آتش بار کیا۔ جس طرف حملہ کرتے تھے۔ ایک گروہ کو ہلاک کر دیتے تھے اور جس جانب پڑتے تھے۔ کشنوں کے پشتے لگا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بروایت امام زین العابدینؑ پتیلہ اشقیائے پر تبلیس کو بہنم روانہ کیا۔ و بروایت ہشتم ایک سو سن میں میدان بد اختر کو جانب عذاب سقر پہنچایا۔ پھر اپنے پدر عالی مقدار پاس آئے۔ اور کہا۔ اے پدر بزرگوار! پیاس مجھے مار ڈالتی ہے اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا۔ تو میں دشمنوں کو خوب ہلاک کرتا۔ امام حسینؑ نے جب یہ سنا۔ سیلاب اشک دیدہ حق بین سے جاری فرما کے کہا۔ اے فرزند سعد! محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ اور تیرے پدر پر بہت دشوار معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اس حال سے بیاسا دیکھیں اور پانی نہ دے سکیں یہ فرما کر امام انس و جان نے زبان اپنے فرزند نوجوان کی۔ اپنے دہن معجز بیابان میں لے کے چھوٹی اور پانی انگوٹھی فرزند دلبند کو دیدی کہ اپنے منہ میں رکھیں اور فرمایا۔ اے نور چشم جاوید! دشمنان بیدین سے جنگ کرو۔ کہ بہت جلد اپنے جد بزرگوار کے ہاتھ سے باب کو ترسیراب ہو گے۔ یہ سن کر جگر گوشہ سید الشہداء فرزند شیر خدا قلب لشکر میں جا پڑا۔ اور پھر ساتھ ظالمان جفا کار کو تیغ ابدار کر کے روانہ کر دیا۔ آخر کار مقتد بن مردہ عبدی لعین نے ایک فرست حضرت علی اکبرؑ کے سر پر لگائی۔ کہ زمین پر گرے اور گھوڑے کی گردن میں پھٹ گئے۔ گھوڑا لشکر مخالفین کی طرف

بھاگا۔ اور ان بیدیناں پر جھٹلنے اس جگر گوشہ رسول کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت علی اکبرؑ نے اچھڑ دی اسے پدر بزرگوار مجھے میرے جد بزرگوار رسول خداؐ نے ایک کانسہ سے سیراب کر دیا کہ ہر گز پیاسا نہ ہوں گا۔ اور دوسرا کا سر لٹے ہوئے آپ کے منظر میں بردایت دیگر ایک تیر حلق پر لگا۔ اور سیلاب خون گلوٹے علی اکبرؑ سے جاری ہوا۔ اس وقت اپنے خون میں لوشن لگے اور آواز دی کہ اسے پدر مہربان میرا سلام پہنچے اس وقت میرے جد بزرگوار رسولؐ آپ کو سلام کہتے یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا۔ اور روح کثیر الفتوح نے بریاض جنان پر واز کیا۔ جب سید الشہداءؑ اپنے فرزند شہید تیغ ظلم و جفا کے پاس آئے اور وہ حال اپنے نور چشم کا دیکھا۔ رہنے لگے اور آہ جالسنوز سینہ تم اندوز سے کھینچ کے فرمایا۔ خداوند اس کردہ کو مہار سے جس نے اسے فرزند بجھے ناصح شہید کیا۔ اور تیرے شہید کرنے میں خدا اور رسول اللہؐ حرمت حضرت رسالت پر انہوں نے بڑی جرأت کی اسے فرزند بعد تیرے اسی دنیا اور زندگی پر خاک ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت علی اکبرؑ شہید ہوئے۔ میں نے دیکھا۔ ایک بی بی مثل خورشید تاباں خیمہ حرم محترم سے میا کاتہ باہر نکل آئی۔ اور فریاد دلا دلا و شور بلند کی۔ اور فرماتی تھیں اسے نور دید کا اختیار اسے میوہ ولی دگار اسے حبیب تلب برادر بزرگوار کہاں گیا۔ پس بانالہ و زاری و اندوہ بیقار می آئے جسد مطہر علی اکبرؑ کو اپنے آنکوش مبارک میں لے لیا۔ میں نے پوچھا یہ عاتون کون ہے لوگوں نے کہا یہ حضرت زینبؑ خواہر امام حسینؑ ہیں ناگاہ حضرت امام حسینؑ آئے۔ اور ان کو غیمہ میں جمیع دیا۔ بعد اسکے اپنے فرزند دلہند کو اٹھایا۔ اور درمیان جمیع شہداء لکے لٹا دیا۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اول پوچھنا کہ ابو طالب سے اس صومرائے پر آشوب و بلا میں تیغ اہل جفا سے شہید ہوا۔ علی اکبرؑ تھے۔

راوی کہتا ہے اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک کودک

## شہادت طفل خور و سال

مانند خورشید تاباں خیمہ سے باہر آیا دو گو شوار سے اس کے کان میں تھے اور دہشت و حیرت سے دابنے بائیں دیکھتا تھا اور دونوں گوشوارے کان میں بٹے تھے۔ ناگہ بانی بن بعیت ملعون سنگین دل لشکر عربین سعد سے جدا ہوا۔ اور ایک ضربت اس ملعون نے معصوم پر لگا کر شہید کیا۔ حضرت شہر بانوؑ سکتہ کی حالت میں کھڑی تھی۔ کلام حرکت نہ کر سکتی تھی۔ مشہور یہ ہے کہ مادر علی اکبرؑ لیلیٰ و فخرابی مرہ کفنی تھیں اور روایت معتبرہ سے ظاہر ہے کہ شہر بانوؑ تو اس صومرائے نہ تھیں اور لیکن زمانہ میں زندہ بھی نہ تھیں چنانچہ اسکا بیان اور مقام پر ہو گا۔

جب اہل بیتؑ حضرت رسالتؐ میں بغیر امام حسینؑ و امام زین العابدینؑ کوئی باقی نہ رہا اس

شہادت علی اصغرؑ وقت باوجودیکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ اور طاقت تلوار اٹھانے کی نہ تھی مگر اسی حالت میں جب اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ تنہا تلوار اٹھا کے چاہا معرکہ کارزار میں جائیں ام کلثومؑ نے فریاد کی اسے

نور چشم کہاں بہاتے ہو۔ امام زین العابدینؑ نے کہا۔ چھو بھی مجھے پھوڑ دیجئے۔ کہ اپنی جان فدا کرے پدر بزرگوار کو۔  
جب امام حسینؑ ارادہ فرزند گرامی سے مطلع ہوئے کہا۔ اسے ام کلثوم اس فرزند کو میدان میں نہ جانے دینا  
کہ میری نسل اسی سے ہوگی۔ اور ذریت حضرت رسالت پناہ اسی فرزند سے باقی ہوگی اور یہی میرا خلیفہ و جانشین  
ہوگا۔ بعد اسکے امام حسینؑ نے بطور اہتمام حجت فرمایا۔ بلند آواز سے کوئی ہے کہ اہل حرم سے دفع فرما دہی  
شقادت کرے۔ کوئی خدا پرست ہے کہ میرے حق میں غصے خوف کرے۔ کوئی فریاد رس ہے جو میری فریاد رس  
کیوجہ سے امیدوار ثواب ہو۔ جب حرم محترم نے صدائے استغاثہ امام مظلوم اسی۔ صدائے گریہ و زاری سنا  
ہائے مصمت و طہارت سے بلند ہوئی امام حسینؑ دروازہ خیمہ حرم پر آئے۔ اور کہا۔ میرے پھوٹے فرزند عبادت  
کو لاؤ۔ کہ اسے وداع کروں اور بعضوں نے ان کو علی الصغر کہا ہے جب اس طفل معصوم کو امام نے اپنے  
ہاتھوں پر لیا۔ پیار کیا اور کہا۔ ان کافروں پر وائے ہو۔ جبکہ تیرے جد بزرگوار محمد مصطفیٰ ان اشقیاء کے دشمن ہیں  
ناگاہ حرمہ بن کاہل یحییٰ نے ایک تیر لگایا حلق معصوم پر اور وہ بچہ اپنے پدر نامدار کی گود میں شہید ہو گیا۔ اور مرغ  
روح نے جانب شاخ سدرۃ المنتہی پرواز کیا۔ امام حسینؑ اپنے چلو میں خون اس شہید معصوم کا بھر کے آسمان  
کی طرف پھینکتے اور فرماتے تھے راہ خدا میں یہ مصیبتیں آسان اور سہل ہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ کہ  
ایک قطرہ بھی اس خون کا زمین پر نہ گرا۔ بعد اسکے امام حسینؑ نے فرمایا۔ خداوندایہ میرا فرزند و بلند ہے تیرے  
نزدیک بچہ نافہ صراط سے کم نہ ہوگا۔ خداوند اگر اسوقت مصیبت میری نصرت میں نہیں ہے۔ تو یہ حق قدر آزاد  
مجھ پر گذرے ہیں۔ ان کو موجب تعاضف ثواب آخرت کرنا۔ پھر اس طفل معصوم کو امام حسینؑ نے درمیان  
شہداء لٹا دیا۔ اور بروایت دیگر اسی جگہ دفن کر کے پروگیاں عمر ادنیٰ مصمت و طہارت کو طلب کیا۔

**رخصت امام حسینؑ از اہل بیتؑ**  
اپنی دختروں اور خواہروں کو وداع کر کے ثنوا بہائے  
خدا تسلی و دلاہ دیا۔ اس رخصت سے صدائے نالہ و شہوان  
وزاری خیمہ ہائے حرم محترم سے بلند ہوئی۔ اور آواز الوداع و نالہ الفراق زمین سے آسمان تک پہنچی۔ مسکینہ دختر  
بیک اختر نے متعق سر پہ پھینک دیا۔ اور کہا۔ اسے پدر عالی مقدار آپ مرنے بہاتے ہیں مجھے کس پر چھوڑے  
جاتے ہیں۔ امام حسینؑ رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اسے دختر جس کا کوئی یار دوست باقی رہے قیاس جوہ جینے سے سیر  
ہوگا۔ اسے دختر سب کا خدایا دور و معین ہے اور رحمت خدا دنیا و محبتی میں تم سے جدا نہ ہوگی۔ صبر کرو اور بھائی  
خدا راضی رہو بہت جلد دنیا سے فانی گزر جائیگی۔ اور نعیم ابدی آخرت کو زوال نہیں۔ یہ فرما کر امام زین العابدینؑ  
کو طلب کیا۔ اور اسرار امامت و خلافت ان کے سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہ و جانشین کیا اور وصیتیں کیں چونکہ  
امام حسینؑ کو اپنی شہادت کی خبر تھی۔ اسوجہ سے قبل سفر اراق کتب اور جمیع و دائع اہیاء و اوصیاء ام سلمہؓ

ذوہر رسول خدا کے لیے سپرد کر دیئے تھے کہ جب امام زین العابدینؑ کو بلا سے اُٹے۔ سب تبرکات حضرت ام سلمہؓ اُسکے سپرد کر دیں چونکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ وصیت نامہ امام حسینؑ نے اپنی دختر فاطمہ کے سپرد کیا۔ کہ امام زین العابدینؑ کو وے دینا۔ چنانچہ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ کے منقول ہے کہ جب وقت شہادت امام حسینؑ پہنچا۔ حضرت نے اپنی دختر فاطمہ کو بلا یا۔ اور نامہ لپیٹ کے وصیت نامہ ظاہرہ ان سے بیان کی۔ اُسکے کہ امام زین العابدینؑ کو مرض تب لاحق تھا۔ اور لوگوں کو گمان نہ تھا کہ اس مرض سے صحت حاصل ہوگی۔ جب امام زین العابدینؑ کو صحت حاصل ہوئی فاطمہ نے وصیت نامہ ان کے سپرد کیا۔ اور اب وہ وصیت نامہ ہمارے پاس ہے۔ بعد اُسکے جناب سید الشہداء نے کرفہادت پر باندھی اور بقدم یقین و ایمان و آرزو سے شوق لٹائے خداوند عالمیان متوجہ کافران و منافقان ہوئے۔ اور اپنے فضائل و مناقب رجز میں بیان کر کے مبارز طلبی کی۔ جو کوئی مقابلہ کو آتا تھا۔ حضرت اسے داخل جہنم کرتے تھے۔ جب کسی کی جرأت مقابلہ آنحضرتؐ میں نہ پڑی۔ اسوقت امام حسینؑ نے میسرہ و مہینہ لشکر فضائل اثر پر حملہ کیا۔ اور ہر حملہ میں جماعت کثیر کو روانہ فرمایا۔ جس طرف حملہ کرتے تھے وہ گروہ انبویہ مثل مگس و ملخ اُٹے سے بھاگ جاتا تھا۔ جب حملہ کر کے حضرت پھرتے تھے ایک نقطہ توقف کر کے فرماتے تھے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اسوقت امام حسینؑ پر تشنگی کا قبضہ تھا۔ ہر چندان کافران بیدین سے پانی مانگا۔ مگر انہوں نے نہ دیا۔ عربین سعد ملعون نے کہا۔ یہ فرزند سید المرسلین و نور دیدہ کشندہ عرب ہے تم لوگ جدا ہوا ان سے مقابلہ نہ کر سکو گے۔ مناسب ہے امام حسینؑ کو ہر طرف سے۔ بیچ میں گھیر کے تیر باران کر دو۔ یہ سنکر چار ہزار نامرد کماندار اشرار نے اس امام ابراہیم کو گھیر لیا۔ اور راہ خیمہ ہائے حرم مسدود کر دی۔ امام حسینؑ نے اِشتیاق سے کہا۔ اے کافر داگردین کو تم نے کھو دیا۔ جمعیت عرب کیا ہوگی۔ تم کو مجھ سے کام ہے خیمہ ہائے حرم کی طرف کیوں جاتے ہو۔ یہ سنکر شمر لعین نے اس گروہ بیدین کو منع کیا۔ کہ نزدیک خیمہ ہائے حرم نہ جائیں اور حکم دیا کہ امام حسینؑ کا جملہ کائنات کر دو۔ کہ انکا سب و نسب تم سے بہتر ہے۔ ان کے سارے جانے میں ننگ و عار نہیں حضرت پر بیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ امام تشنہ غیب جانب نہر فرات روانہ ہوئے قریب فرات پہنچے۔ سواریوں پر چڑھ کر راستہ روک لیا۔ اور یہ اِشتیاق چار ہزار سے زیادہ تھے۔ امام مظلوم نے باوجودیکہ شدت تشنگی بہت کفار کو جانب نادر روانہ کیا۔ اور صفوف لشکر کو شکافہ کر کے گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ اور اپنے اسب ہادقاسے فرمایا۔ پہلے تو پانی پی لیں اور اُسکے بعد میں پیو نگا۔ گھوڑا اپنی تھو تھنی پانی سے اٹھائے اور منتظر تھا۔ کہ پہلے امام تشنہ پانی پی لیں۔ جب امام حسینؑ نے چلو میں پانی اٹھایا۔ اور یا ہا فوطل کریں۔ ایک ملعون ناہنجار نے آواز دی کہ آپ پانی یہاں پیتے ہیں۔ اور ہر لشکر منی لعت خیمہ ہائے حرم میں پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی حضرت نے وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا۔

کانہ پایا۔ جانتا ہی مقدس میں ہے کہ آج کا روزہ آب کوثر کے افطار ہوگا بدست مبارک خیر البشر پس دوسری دفعہ اہل بیت رسالتؑ و پرورگیان سرادق عصمت و طہارت کو حضرت نے دعا کیا۔ اور بصیر شکیبائی حکم فرما کے بولہ ٹوا بہانے غیر متناہی الہی تسکینی دے کے ارشاد کیا۔ چادر میں سر سے اوڑھ لو اور آمادہ لشکر مصیبت و بلا ہو کہ خدا تمہارا حامی و محافظ ہے۔ شر اعدائے تم کو وہی نجات دے گا۔ اور تمہاری عاقبت بخیر کرے گا۔ اور تمہارے دشمنوں کو بانوائے عذاب و بلا مبتلا کرے گا۔ اور تمہیں ان بلاؤں مصیبتوں کے کوفی و دنیا و عقبیٰ میں بانوائے نعمت و کرامت ہمائے بے اندازہ سرفراز فرمائے گا۔ ہرگز صبر و شکیبائی سے دستبردار نہ ہونا۔ اور کلام ناخوش زبان پر نہ لانا۔ کہ موجب نقص ثواب ہوگا۔ یہ ارشاد کر کے پھر دوسری مرتبہ میدان میں تشریف لائے اور صف لشکر کو دعا پر حملہ کر کے باوجود جراحت و تشنہ لمبی کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ مثل برگہائے خزاں سرہائے کافران پر بیدیاں قلم کر کے زمین پر گرادیا۔ اور بجزب شمشیر ابدال خون افسار و فجار خاک محرکہ کارزار میں ملا دیا۔ روایت ہے کہ اس روز امام حسینؑ نے ایک ہزار نو سو سیپاہی کافران شقاوت اساس کو ہلاک کیا۔ و بروایت مسعودی ایک ہزار آٹھ سو کافران بچیا کو واصل جہنم کیا۔ یہ دیکھ کر عمر بن سعد لعین نے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ امام مظلومؑ پر تیر برسائیں ایک دھم چار ہزار کافران خدا نے امام ابرار پر تیر لگائے۔ امام تشنہ لب راہ خدا میں تیر ہائے جو رو بچا کو پہرہ مبارک و میدان مقدس و گلوئے مطہر پر لیتے اور جہاد اعداء میں کوشش کر کے فرماتے تھے۔ تم نے اپنے پیغمبرؐ کی رعایت ان کی عزت کے حق میں بہت بری کی۔ میرے قتل کرنے کے بعد کسی بندہ مومن کے قتل سے پرواہ نہ کرو گے۔ قسم بخدا میں دست خدا پاس جاتا اور شہادت کو اس کی راہ میں سعادت جانتا ہوں۔ تم پر دائے ہو کہ خدا دونوں جہاں میں تم سے میرا انتقام لے گا حسین بن مالک بالک نے کہا۔ کس طرح خدا ہم سے انتقام لے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم ایسا حکم کرے گا کہ تم اپنی تلواریں ایک دوسرے پر کھینچو گے اور اپنا خون بہاؤ گے دنیا سے منتفع نہ ہو گے اور تمہاری امید ہاتھ دل بھی حاصل نہ ہونگی۔ جب جہان سرگئے آخرت ہاؤ گے۔ وہاں عذاب ابدی تمہارے لئے ہی ہے۔ اور تمہارا عذاب بدترین عذاب کافران بیدین ہوگا۔

شمار زخماں بر جسم مبارک اہم مظلوم ۲ منقول ہے کہ بدن طریف سید الشہداء پر اس قدر جہمت بہتر کھم نمایاں بدن مبارک شاہ شہیدان پر پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے کہ علاوہ زخم تیسویں ۲۳ زخم نیزہ اور چونتیس زخم شمشیر پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ علاوہ نشانہائے تیر ستر

سے دیا وہ زخم ہائے شمشیر اور ستر سے زیادہ زخم نیزہ بدن مظهر پر پائے گئے دبر وایت دیگر امام محمد باقر سے منقول ہے تین سو تیس زخم سے زیادہ جسد محترم امام حسینؑ میں پائے گئے دبر وایت دیگر مجموعاً زخم ہائے تیر و نیزہ و شمشیر کو جسد شریف امام حسینؑ پر لگے ایک ہزار نو سو زخم تھے اور اس قدر تیر حضرت پر لگے تھے معلوم ہوتا تھا تو کیا پرواز اوج سکاوت کے لئے پر نکل آئے ہیں اور یہ زخم سب سامنے کی طرف تھے۔ اسی وجہ سے کہ حضرت لڑائی سے سرگردان نہ ہوتے تھے اور حرب و ضرب سے منہ نہ پھیرتے تھے۔ یہاں تک بدر بدر رفیع شہادت فائز ہوئے۔ جب کثرت جراحت سے صدر نشین مسند امامت چور چور ہو گیا۔ ایک لحظہ توقف کیا۔ ناگاہ ابوالمخوق لعین نے ایک تیر مارا کہ مشافی مبارک امام مظلوم پر لگا جیسے تیر کھینچا۔ غل چہرہ مبارک پر سرکھڑی ہوا تاکہ تیر اپنے مزایا خداوند تو کھٹا اس کا کتبی راہ خلیفہ فاطمہؑ نے کیا کیا مصائب اٹھائے خداوند اس کا لطف ان دشمنوں کو دینا اور بھتی میں دے۔ یہ فرما کر جہاد مبارک اٹھایا۔ اور چاہا کہ ہمیں مبارک سے خون پر پھینچیں ناگاہ ایک تیر زہر آلود دسہ پہلو سینہ مبارک پر کہ صندوق علوم ربانی تھا لگا۔ اس وقت حضرت نے کہا۔ بسم اللہ وباللہ وعلیٰ سلمۃ رسول اللہ یہ کہہ کر آسمانی کی طرف نظر کی۔ اور فرمایا خداوند! تو جانتا ہے کہ یہ اشیاء اسے شہید کتے کہ آج زمین پر فرزند رسول بجز اس کے کوئی معبود نہیں جب سید الشہداءؑ وہ تیر کھینچا۔ خون مثل پر تالہ جاری ہوا۔ حضرت وہ خون جلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکتے تھے اور ایک قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا۔ اسی روز سے سرخی شفق کی آسمان پر زیادہ ہو گئی۔ پھر حضرت نے ایک جلو خون اپنے سر مبارک اور پھرہ انور پر ملا۔ اور فرمایا۔ اسی طرح خون سے غضاب کر کے جہاد بزرگوار سے ملاقات کروں گا۔ اس کے بعد سید الشہداءؑ و نور دیدہ شہسوار عروج لافنی پیادہ ہو گئے۔ مگر کسی کی جرات نہ پڑتی تھی کہ نزدیک آنحضرتؐ کے آسکے۔ بعضے خوف اور بعضے شرم سے ہٹ جاتے تھے۔ اس حالت میں مالک بن بشر شقی نے ایک ایسی ضربت سر مبارک آنحضرتؐ پر لگائی کہ تمام مظهر خون سے بھر گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ہرگز اس ہاتھ سے مجھے کھانا پینا نصیب نہ ہوا اور کافروں کے ہمراہ تو عشتور رہو۔ بعد اسکے اس لعین کے بغض و نفرت ختم امر سلین بدترین احوال دونوں ہاتھ خشک ہو گئے گرمی کے دنوں میں مثل چوب ہو جاتے۔ اور سردیوں میں خون بہتا تھا۔ اسی احوال خسران مال سے وہ ملعون واصل جہنم ہوا۔

بروایت فیض مغیہ و سید ابی طاووسؑ ایک پسر جو کم سن شہادت پسیر عبد اللہ بن امام حسنؑ تھا جب اس نے اپنے چچا کا یہ حال دیکھا۔ غیہ و حرم محترم سے نکل آیا۔ اور دھکے اپنے علم نامہ سے لپٹ گیا۔ حضرت زینبؑ نے ہر چند چاہا کہ غیہ میں لے جائیں۔ مگر نہ منہ نہیں لے سکتا تھا۔ چار ہزار زخم امام مظلوم کو آئے اور دل پر جو صہدا اور تازیانیام کے زخم تھے وہ عیدہ تھے۔

اس نے نہ مانا۔ اسی وقت حرملہ بن کاہل نے بروایت دیگر الجبر بن کعب نے ایک ملحد امام حسینؑ پر لگائی۔ اس طفل معصوم نے کہا۔ اے ولد الزنا تجھ پر دئے ہو۔ تو چاہتا ہے میرے چچا کو شہید کرے۔ وہ معصوم ہاتھ پھیلائے یہی کہہ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ تلوار امام حسینؑ پر نہ لگے۔ اس خارجی نے تلوار سے سجدائند کے ہاتھ جدا کر ڈالے۔ طفل معصوم نے فریاد و اغماء بلند کی۔ امام حسینؑ نے اس معصوم کو اسفوض مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ اے پسر بزدل صبر کر کہ ابھی اسی ساعت روضات جنان میں اپنے پدر ان عالی شان باس پہنچے گا۔ پھر حرملہ نے ایک تیر اس طفل معصوم کو مارا۔ اور وہ بچہ دامن سید الشہداء میں شہید ہو گیا۔ اور مرغ روح نے بائشیا نہ قدس پر واز کیا۔

**شہادت امام حسین علیہ السلام** پس صالح بن دہب غزنوی لعیین نے ایک فیضیہ پہلوئے امام حسینؑ پر اس زور سے لگایا۔ کہ حضرت زمین پر منہ کے بل گر پڑے اس وقت حضرت زینبؑ غم سے نفل آئیں اور فریاد و اسیدہ و اغماء کر کے کہتی تھیں کاش اس وقت آسمان زمین پر گر پڑتا۔ اور بہار ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اس وقت جناب زینبؑ نے کہا۔ عمر بن سعد لعیین سے اے پسر سعد امام حسینؑ کو قتل کر رہے ہیں۔ اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر وہ سنگین دل یہی بھی رونے لگا اور منہ پھیر لیا۔ امام حسینؑ اپنا خون اپنے سر مبارک اور چہرہ منور پر پڑتے تھے اور کہتے تھے اسی صعدت سے ستم کشیدہ بخون غلطیہ خدا سے ملاقات کروں گا۔ بعد اس سے فرمود اللہ الزنا نے کہا۔ کیا انتظار کرتے ہو کہ ان کا کام تمام نہیں کرتے یہ سن کر ان کا فران بیدیں نے رجم کیا۔ حصین بن نمیر لعیین نے ایک تیر دین مبارک پر لگایا۔ ابو ایوب غنوی غنی نے دو ستر تیر حلقی شریعت پر مارا۔ خضر بن شریک ملعون نے ایک ضربت دست چپ پر اور دوسری ضربت دوش مبارک پر لگائی۔ سنان بن انس لعیین نے نیزہ مارا۔ اور امام ابرار کو منہ کے بل گرا دیا۔ خولی ملعون نے کہا۔ ان کا سر کاٹ لو۔ جب نزدیک آیا۔ ہاتھ اس فتنی کا کاٹنے لگا۔ اور جرات نہ کر سکا۔ بعد اس کے سنان بن انس فتنی خود آگے آیا۔ اور سر مبارک تن مطہر سے جدا کیا۔ کہتا جاتا تھا میں جانتا ہوں کہ تم (زندہ رہو) گناہی لوگوں کا طلبہ موزیجہ میں سے خیال ہے کہ بھن جناب فاطمہ زہراؑ سے مولا حسینؑ علیہ السلام کی ایک ہی بشریہ تھی اس کا نام ہے زینبؑ اور ام کلثومؑ جس اسی کا نام ہے اگر یہ دو علیحدہ علیحدہ ہوتیں تو شہادت امام حسینؑ کے وقت دونوں باہر آتیں مگر ایک آتی ہے جس سے ثابت ہے ایک ہی تھی یہ غلط ہے یہ دونوں نام دو ذوات قدیمہ کے ہیں حضرت ام کلثومؑ یوں باہر نہیں آ رہیں اور ہر مقام پر یوں خاموش ہے جناب زینبؑ بڑی ہیں تھیں جس طرح امام حسینؑ علیہ السلام امام حسنؑ کی زندگی میں خاموش رہے بوجہ ادب بڑے بھائی کے ایسے ہی جناب ام کلثومؑ بوجہ ادب و احترام بڑی بہن کے خاموش رہیں

(کو فرج بھڑکی)

ہوا اور تمہارے مامور و پدربہترین خلق خدا ہیں۔ امام زین العابدین سے بھی منقول ہے کہ قاتل امام حسین سنان بن اسلمین تھا۔ اور مشہور زیادہ تر یہ ہے کہ قمر ولد الزنا اپنے گھوڑے سے نیچے اتر۔ اور چاہا۔ امام حسینؑ کا سر تن سے جدا کرے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں تو میرا قاتل ہو گا۔ اسلئے کہ تو میرا دشمن ہے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ کتوں نے مجھ پر حملہ کر کے مجھے زخمی کیا ہے اور ان کتوں میں ایک سگ ابلیس مبروص تھا۔ کہ وہ مجھ پر زیادہ تر حملہ کرتا تھا اور میرے بدر رسول خداؐ نے بھی یہی مجھے خبر دی ہے بس کوفہ حرامی خشکیں ہوا اور کہا۔ مجھے کس سے تشبیہ دیتے ہو۔ اس وقت امام حسینؑ پر پیاس کا نہایت غلبہ تھا اور شدت تشنگی سے حضرت اپنی زبان مبارک جساتے تھے اس ولد الزنا ملعون نے کہا۔ اے لکن ابو ترابؑ تم دلو علی کہتے ہو کہ باپ تمہارے ساتھی کو قتل کریں۔ صبر کرو کہ وہ تمہیں پانی دیں حضرت نے فرمایا۔ تو جانتا ہے میں کون ہوں اس ملعون نے کہا میں تم کو پہچانتا ہوں تمہاری والدہ فاطمہ زہراؑ ہے۔ اور تمہارے پدر علی المرتضیٰؑ اور تمہارے جد محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ ولین میں تم کو قتل کرتا ہوں۔ اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ پس بارہ ضربتوں سے سر مقدس امام حسینؑ بدن مہر سے جدا کیا۔ بروایت دیگر خولی شقی نے سر اقدس امام حسینؑ پر جدا کیا۔ اور منظر یہ ہے کہ تینوں ملعون قاتل امام حسینؑ میں شریک تھے۔ اگرچہ سنان بن اسلمین ملعون و قمر ولد الزنا کا دخل قتل امام حسینؑ میں زیادہ تھا جب امام حسینؑ کے گھوڑے نے اپنے آقا کو شہید دیکھا۔ کافروں پر حملہ کیا۔ اور چالیس اشقیاء کو روانہ بہنم کر دیا۔ اور اپنا خون سرد میں رنگین کر کے لغرہ زن و فریادگنان۔ بجانب خمیر روانہ ہوا۔ فریاد کرتا اور کہتا تھا۔ اس گروہ پر دائے موجس نے اپنے خیمبر کے فرزند کو شہید کیا۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے خون امام مظلومؑ سے اپنی پیشانی رنگین کی۔ اور فریاد کرتا ہوا خیمہ ہائے حرم محترم کی طرف دوڑا۔ مخدرات خیارم حم عصمت و مہارت گھوڑے کی آواز سن کر سردار برہنہ نیموں سے باہر نکل آئیں۔ جب گھوڑے کو دیکھا۔ اور سوار کو نہ دیکھا فریاد و اسیناہ و الماہ بلند کی۔ ام کلثومؑ خواہر آنحضرتؐ سر پیٹ کے نوحہ و زاری کرتی تھیں اور کہتی تھیں و امحمداہ اس وقت تمہارے امام حسینؑ بے حجامہ در داغ اہل جفا سے قتل ہوئے صحرائے کربلا میں پڑے ہیں۔ حضرت زینبؑ خواہر آنحضرتؐ رورو کے کہتی تھیں۔ و امحمداہ یہ وہی حسینؑ تمہارا پیارا ہے جو خاک و خون میں غلطان پڑا ہے اور ان کے اعزاء جدا جدا ہو گئے ہیں۔ آپ کی دختر وں کو اسیر کرتے۔ میں خداداد محمد مصطفیٰؐ و علی مرتضیٰؑ و حمزہ سید الشہداءؑ سے اپنے حال کی شکایت کرتی ہوں۔ و امحمداہ یہ وہی تمہارا حسینؑ ہے کہ تیغ اولاد زنا سے شہید ہو گیا۔ اور لڑیاں صحرائے کربلا میں پڑا ہے۔ و لتباہ آج میرے جد محمد مصطفیٰؑ زندہ نہیں اے اصحاب محمدؐ یہ ذریت تمہارے پیغمبر کی ہے۔ کہ جو اہل جور و جفا نے انہیں قید کیا۔ روایات معتبرہ میں وارد ہوا ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اسی وقت سیاہ آندھی چلی اور زمین کا پانی اور سیاہ خاک اڑ کے اندھیرا ہو گیا

سورج کو گھٹن لگا۔ لوگوں نے جانا۔ قیامت آگئی۔ اور عذاب بھی تعالیٰ نازل ہوا۔ پس بہرکت و حمد و ثناء الجود و جہاد  
امام زین العابدینؑ وغیرہ رحمہم لکئی

**فریاد و نالہ حضرت جبریلؑ** ابن قولویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔  
مدینہ طیبہ میں ایک آواز سنی دی۔ کہ آج بلا اس امت پر نازل ہوئی۔  
اچھ خوشی نصیب نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ قائم آل محمدؑ ظہور کریں اور تہمد سے غم و اندوہ کو دور کر دیں۔ اور تمہارے  
دشمنوں کو قتل کر کے تمہارے شہداء کا خون طلب کریں۔ اہل مدینہ اس آواز کے سننے سے جزع و فرج کرنے  
لگے۔ کہ کوئی حادثہ عظیم حادث ہوا ہے اور ہم کو اطلاع نہیں۔ جب خبر شہادت آنحضرتؐ مدینہ میں پہنچی۔ اور  
حساب کیا۔ وہ آواز مطابقت اس رات کے پڑی۔ جس روز آنحضرتؐ شہید ہوئے تھے جب امام مظلوم کو  
شہید کیا۔ ایک شخص درمیان لشکر نعرہ زنانہ نمایاں ہوا۔ لوگوں نے اسے منع کیا۔ اس نے جواب دیا کہ صرح  
میں فریاد قائم کروں۔ حالانکہ جناب رسول خداؐ کھڑے ہیں۔ اور تم لوگوں کا حال مشاہدہ کر رہے مجھے دوسرے کہ  
کہیں زمین و آسمان اہل زمین پر نعرہ زن نہ کریں۔ کہ جمیع اہل زمین ہلاک ہو جائیں۔ اور میں بھی تم میں ہلاک ہو جاؤں  
یہ سنکر ان اشقیاء نے کہا۔ یہ شخص دیوانہ ہے اور کچھ لوگ اس آواز سے متغیر ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا جو کچھ ہم  
نے خود اپنے لیے کیا۔ کوئی دوسرا ہمارے ساتھ نہ کرتا۔ سرکار ان جو انان اہل بہشت کو ابن زیاد۔ دلدلونا کی  
خاطر سے شہید کیا۔ بعد اسکے اسی جگہ سے ایک دوسرے سے بیعت کی۔ کہ ابن زیاد پر خروج کریں اور فرقت  
کیا۔ مگر مفید نہ ہوا۔ راوی نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں وہ فریاد کی کون تھا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ میرٹیل  
امین تھے۔ اگر ان کو اجازت ملتی۔ تحقیق کہ ایسا نعرہ مارتے کہ ارواح کا فران بیدار ہو جائے۔ کہ ہر وادہ گتیں و لیکن  
حق تعالیٰ نے ان کو مہلت دی کہ گناہ ان کے زیادہ ہوں اور عذاب الیم ان پر آخرت میں ہو۔

**پیرندوں کا مدینہ میں خبر شہادت پہنچانا** بعض کتب معتبرہ میں امام زین العابدینؑ سے  
بعض کتب معتبرہ میں امام زین العابدینؑ سے کہ بعد شہادت امام حسینؑ ایک  
جانور خون آنحضرتؐ میں لوٹ کے آگیا۔ اور مدینہ میں جا کے دیوار مکان فاطمہؑ دختر امام حسینؑ پر جا بیٹھا جب نظر فاطمہؑ کی  
اس جانور پر پڑی دیکھا خون اسکے پردوں سے بھر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر فاطمہؑ فریاد و نالہ و زاری کرنے لگی۔ اور کہا۔  
یہ خبر شہادت شہدائے کربلا میرے پاس لایا ہے۔ جب اہل مدینہ اس بات پر مطلع ہوئے۔ کہایہ دختر  
ہم جاتی ہے۔ ہمارے عہد الصلب کو تازہ کرے۔ بعد چند روز کے خبر مدینہ میں پہنچی۔ کہ امام حسینؑ اسی روز  
شہید ہوئے تھے۔ اور یہ حدیث بچہت حق لغت اخبار دیگر سرائت سے خالی نہیں۔

**غارت خیمہ ہائے حرم محترم** شیخ مفیدؒ و سید ابن طاووسؒ نے روایت کی ہے۔ جب ان اشقیاء نے  
سر مبارک جدا کیا۔ اکثر جاہلے آنحضرتؐ جو غمتی تھے۔ جملہ خیمہ خود کمانہ خیر

لوٹ لیا۔ اور وہ غارت گر بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے۔ پھر وہ کافران بیبا خیمہ حرم محترم سید الشہد میں آئے اور اسباب لوٹ لیا۔ ایک عورت لشکر عمر بن سعد بن سعید میں جو قبیلہ بکر بن وائل سے تھی۔ اس نے جب یہ بیباخی دیکھی تلوار اٹھائی اور ان نامردوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے یہ شرمان پر جفا فرزانہ ابن رسول خدا کو لوٹتے ہو۔ پس اس عورت کا شوہر آیا۔ اور اسے واپس لے گیا۔ ان بیباک بیباکوں نے جو کچھ غیمہ میں پایا لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ گوشوارے پکوں کے کان سے اور نخلال عورتوں کے پاؤں سے اتارنے اور ام کلثوم کے گوش مبارک چاک کر کے گوشوارہ چھین لے گئے۔ فاطمہ دختر امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ میں کم سن تھی اور دو نخلال طلا میرے پاؤں میں تھے۔ ایک بیباک نے وہ دونوں نخلال میرے پاؤں سے اتار لئے۔ اور دو تاقھا میں نے کہا۔ اے دشمن خدا تو روتا کیوں ہے۔ اس نے کہا کیونکہ رڈوں سالانہ دختر رسول خدا کو لوٹ رہا ہوں۔ میں نے کہا جب تو ہانتا ہے کہ یہ میرے پیغمبر کی دختر ہے پھر تو کہیں مجھے لوٹتا ہے۔ اس نے کہا۔ اگر میں نہ لوٹ لے جاؤنگا۔ اور کوئی لے جاتا ہے گا۔ شیخ مفید نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ جب شمر خیمہ ہائے امام زین العابدینؑ میں آیا۔ حضرت بستر بیماری پر بے ہوش تھے۔ اس شقی نے چاہا کہ انہیں بھی قتل کرے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے۔ سبحان اللہ تم نے سب کو قتل کیا۔ اب اس بیمار کو بھی نہیں چھوڑتے۔ جب عمر بن سعد نزدیک خیمہ ہائے حرم محترم میں آیا۔ آواز دی کہ کوئی متعرض احوال زنانہ خیمہ نشین نہ ہو۔ اور علی بن حسینؑ کو ضرر نہ پہنچائیں۔ اور جو کچھ ان سے چھین لیا۔ واپس دیں۔ اس حکم سے وہ اذیت متعرض غارت نہ ہوئے۔ لیکن جو کچھ لوٹ لیا تھا۔ وہ واپس نہ دیا اور آگ خیمہ ہائے اہل بیت میں لگا دی۔ اس وقت پر وہ نشیمن سر پر وہ عصمت و عفت یعنی اہل بیت رسالت مع اطفال و کودکان صغیر و سر و پا برہنہ خیموں سے باہر نکل پڑے۔ فاطمہ صغیرہ دختر سید الشہد سے روایت ہے کہ میں بعد شہادت پدر بزرگوار بہوش و حیران در ذلہ خیمہ پر کھڑی تھی۔ اور اپنے پدر و برادران و عزیز و اقارب کو خاک و خون میں غلطان دیکھ رہی تھی اور شکر تھی کہ دیکھے اذیتاں سے

لے حمید بن مسلم ایک غیر مسلم یہودی مذہب کا آدمی ہے اور یزید ملعون کی طرف سے میدان کربلا میں واقعہ نہیں تھا لہذا اس نے وہ روایات نقل کیں جو منافق یزید تھیں۔ فوج یزید کے انتہائی ظلم کو چھپانے کیلئے منکرویت اہل بیت کو پورے قتل پر نکل نہیں گیا۔ یہ روایت بھی بے بنیاد ہے۔ جو حمید بن مسلم نقل کرتا ہے۔ جب لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے خیام کو زبرد آتش لیا۔ میدانوں کو لوٹا اور قیدی بنا کر بے کچادہ اذیتوں پر سوار کر کے عابدینار کو طوق و سلاسل میں باندھ کر لے گئے اور صبار یزید تک ایذا رسانی اہل بیت میں پیش پیش شمر ملعون تھا۔ لہذا یہ الفاظ ناممکن ہیں اس کی زبان سے نکلے۔ (کوٹوبہ بیہی)

بنی امیہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے قبل کر ڈالیں گے یا قید کر ڈالیں گے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سوار نمودار ہوا۔ نیزہ ہاتھ میں لئے عورتوں کی پیٹھ پر مارنا تھا۔ یہ عورتیں بھاگتی تھیں۔ اور جوان کے پاس تھا۔ ان کو لوٹ لیتا تھا۔ یہ عورتیں فریاد کرتی تھیں۔ واجدہ و اتباع و علیہ و اقلنت ناصرہ و احینہ آیا۔ کوئی مسلمان اس گروہ میں نہیں۔ جو ہماری نصرت کرے۔ کوئی مومن اس جماعت میں نہیں کہ ہم کو پناہ دے۔ میں اس حالت کے دیکھنے سے کانپنے اور اپنی پھوپھیوں کو ڈھونڈنے لگی۔ کہ ان کے پاس جا کے چھپ جاؤں۔ ناگاہ ایک لعین کی نظر مجھ پر پڑی میں بھاگی۔ اس نے نیزہ کی نوک میرے دونوں شانوں کے بیچ میں چبھو دی۔ اور میں اس صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔ اس شقی نے میرا کان ہاک کر کے گوشوارے اتار لئے اور متعجب میرے سر سے پھین لیا۔ اور مجھے چھوڑ کے کھجول کی جانب چلا۔ میں اس اذیت سے بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا۔ میں نے دیکھا میری پھوپھی سر ہٹے بیٹھی رو رہی ہیں۔ مجھ سے کہا۔ اے دختر اٹھو محل کے دیکھیں کہ تمہاری بہنوں اور برادر بیمار پر کیا گزری ہیں نے کہا اے پھوپھی میرے پاس چادر نہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں بھی تمہاری طرح سر بہنہ ہوں جب ہم وہاں پہنچے۔ دیکھا سب اسباب لوٹ کے لے گئے ہیں۔ اور ہمارے برادر امام زین العابدینؑ بیامی و تشکی سے منہ کے بل زمین پر پڑے ہیں۔ اور ہم لوگوں کے حال پر در رہے ہیں۔ کلینی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہو چکے۔ امام حسینؑ کی ایک زوہر قید بنی کلبہ تھیں انہوں نے براہ اسم ماتم و تہریت آنحضرتؐ قیام کیا۔ خویشاں و خدمتگاران زوہر آنحضرتؐ کے استفادہ کے لئے روئے روئے آنسو ان کی آنکھوں سے خشک ہو گئے۔ مگر ایک کیزر کو دیکھا کہ اس کے آنسو جاری ہیں اور خشک نہیں ہوئے۔ اس نے کہا۔ جب آنسو میرے خشک ہو گئے۔ میں نے تنو پانی میں گھول کے کھالیا۔ اسوہ سے آنسو میرے جاری ہیں۔ یہ سن کر ان زوہر آنحضرتؐ نے حکم دیا۔ کہ کھانا اور پانی سب کے لئے لائیں۔ اس لئے کہ کھانا کھانے کی قوت رونے پر زیادہ ہو پس چنداں سفر و ران کیلئے لائے۔ کہ ماتم آنحضرتؐ میں ان سے اعانت ملے۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ فلاں شخص نے ہدیہ آپ کو بھیجا ہے۔ اس سے گریہ و زاری ماتم آنحضرتؐ میں مدد آپ کو ملے۔ انہوں نے کہا۔ یہ گھر شادی کا نہیں ہے۔ میں انہیں کیا کروں اور حکم دیا کہ ان کو گھر سے نکال دو۔ جب گھر سے نکال دیا۔ غائب ہو گئے اور پھر نشان بھی نہ پایا۔

تعداد و شہداء کے کہ بلا یہ واقعہ جانو شہادت روز جمعہ یا ثقیفہ دسویں محرم ۶۱ھ کو واقع ہوا اور عمر شریف آنحضرتؐ اس وقت ستائیس سال کی تھی۔ بروایت دیگر اڑتالیس سال کی تھی یعنی گزرے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ سال ماتم کو پورا سال حساب کیا ہو۔ اور بروایت

وچونہالیس و پچھالیس سال کی عمر شریف لکھی ہے اور ریش مبارک آنحضرتؐ میں اثر خضاب و رسم کا تھا۔ اور تعداد شہدائے اہل بیت میں اختلاف ہے۔ اکثروں نے تائبین شہداء کو لکھا ہے۔ سات اولاد عقیل و مسلم سے کہ پہلے شہید ہوئے جعفر و عبدالرحمنؑ پسران عقیل بن محمد و عبداللہ پسران مسلم و جعفر بن پسر محمد بن عقیل بن محمد پسر سعید بن عقیل اور بعضوں نے عونؑ و محمدؑ پسران عقیلؑ کو زیادہ کیا ہے۔ اور تین شخص اولاد جعفرؑ باقرؑ سے محمدؑ عونؑ عبداللہ پسر عبداللہ بن جعفرؑ اور شخص فرزندان جناب امیرؑ سے جناب سید الشہداء حضرت عباسؑ عمر بن عثمانؑ و جعفرؑ ابراہیم و عبداللہ۔ و اصغر و محمد اصغرؑ اور ابو بکرؑ و جناب امیرؑ اور محمدؑ فرزندان عباسؑ اور فرزندان جناب امیرؑ ابو بکرؑ کے شہید ہونے پر اختلاف ہے۔ اور چار شخص فرزندان امام حسینؑ سے ابو بکر و عبداللہ و قاسم و بشیر اور بعضوں نے بجائے بشیر عمر کہا ہے۔ اور فرزندان امام حسین علیہ السلام سے جو شہوہیں علی اکبرؑ ہیں اور عبداللہ کہ امام حسینؑ کی گود میں شہید ہوئے اور بعضوں نے ابراہیمؑ و محمد و حمزہ اور علی و جعفر و عمر و زید کو لکھا ہے۔ ابو الفرج اصفہانی کتاب مقاتل الطالبین میں لکھتا ہے کہ جو کچھ معلوم ہے شہادت شہداء معمرؑ کہ بلا سے وہ یہ ہے کہ فرزندان ابو طالبؑ سے بائیس شخص تھے۔ اور ابن نمائش نے امام محمدؑ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ستو شخص فرزندان فاطمہؑ بن اسد سے اس صحر میں شہید ہوئے۔ اور زیارت ناحیہ مقدسیہ میں فرزندان امام حسینؑ سے علی و عبداللہ کا ذکر ہے۔ اور فرزندان جناب امیرؑ سے عبداللہ و عباسؑ و جعفرؑ و عثمانؑ و محمدؑ اور فرزندان امام حسینؑ سے ابو بکر و عبداللہ و قاسم اور فرزندان عبداللہ بن جعفرؑ سے عونؑ و محمدؑ اور فرزندان عقیلؑ سے جعفرؑ و عبدالرحمنؑ و فرزندان مسلمؑ سے عبداللہ و ابی عبداللہ و محمد بن ابو سعید بن عقیلؑ کا ذکر ہے۔ یہ اٹھارہ شخص ہوتے ہیں۔ اور چار شخص اس زیارت میں باسم مذکور ہیں۔

**روز عاشورہ کے متعلق** نے کہا میں بروز عاشورہ خدمت جناب صادقؑ میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ رنگ مبارک آنحضرتؐ متغیر ہو گیا ہے اور آثار حزن و اندوہ چہرہ شریف سے ظاہر ہیں۔ اور مانند مردار بداشک دیدہ ہائے مبارک سے جاری ہیں۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ گر آپ کی آنکھیں گریاں نہ ہوں۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ تو غافل ہے کہ آج کا دن کون سا دن ہے مگر تو نہیں جانتا کہ آج کے روز میرے جد بزرگوار امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ اس دن کے روزے رکھتے ہیں۔ آپؐ کیا فرماتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا۔ روزہ بغیر نیت رکھو نہ از روئے شہادت اور دن کو افطار کرو اور تمام روز روزہ نہ رکھو۔ بعد ایک ساعت عصر کے ایک گھونٹ پانی سے افطار

کر کہ اس وقت لڑائی آل رسول سے ختم ہو چکی تھی اور تین شخص اولاد رسول اور ان کے آئندہ کردہ میں سے زمین پر پڑے تھے کہ ہر ایک اگر ان میں سے جہاں رسولؐ میں فوت ہوتا۔ حضرت رسولؐ ان کی ماتم دہی کرتے یہ فرما کے حضرت ابن رسولؐ اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر فرمایا: خورنے اور کو روزِ جمعہ پہلی تاریخ مبارک رمضان کو پیدا فرمایا۔ اور ظلمت کو بروزِ جمعہ اربعہ دسویں محرم کو پیدا کیا اور اس روز امام حسینؑ شہید ہوئے۔

**دفن جناب سید الشہداء** شیخ مفیدؒ نے بلکہ اور راویوں نے بھی روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ عمر بن سعد ملعون نے سرہائے شہدا کو بلا قبائل عرب کو تقسیم کئے اور ہمراہ حرم محترم اسی روز کو خوروانہ ہوئے اور آپ دوسرے روز تک دہاں رہے اور اپنی فوج کے کشتگان نجس کو دفن کیا۔ اور اسی طرح اجسام ظاہر شہدا کو چھوڑ دیا خاک و خون میں غلطان جب وہ اشیائے امت میدانِ کربلا سے چلے گئے۔ اہلِ حاضر یہ قبیلہ بنی اسد سے آئے اور ان جسدِ مطہرہ و بدنائے محرم پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا۔ اور جسدِ مطہرہ و خیر جناب امام حسینؑ کو اس مقام شریف میں جہاں بالفعل حضرت معتمد ہے دفن کیا۔ اور علی بن حسینؑ یعنی علی اکبرؑ بائیں طرف سرور کے دفن کیا۔ اور جمیع شہدا کو پائیں پائے علی اکبرؑ ایک دفعہ دفن کر دیا۔ اور حضرت عباسؑ کو نزدیک فرات اسی جگہ جہاں شہید ہوئے تھے دفن کر دیا۔ بحسبِ ظاہر اسی طرح واقع ہوا ہے و لیکن امام کو امام کے سوا دوسرا دفن نہیں کر سکتا۔ پس امام زین العابدینؑ باعجازِ امارت آئے اور جسدِ مطہرہ پر بزرگوں اور بلکہ جمیع شہدا کو دفن کیا۔ ابنِ شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اہلِ حاضر یہ کہتے تھے۔ جب ہم نے چاہا۔ ہمارے شہدا کو دفن کریں۔ ان کی قبریں کھدی کھدائی اور بنی بنائی دیکھیں۔ اور مرغانِ سفیدانِ خردوں پائی اڑتے ہوئے ہم نے دیکھے۔ امام رضاؑ سے منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ غنی تشریف لائے اور اپنے پدر بزرگوار پر نماز پڑھ کے جسدِ مطہرہ آنحضرتؐ کو دفن کر دیا۔ اور واپس تشریف لے گئے۔ مولف فرماتے ہیں۔ اے شیعیان جسدِ کرام و مومنین دیندار واضح ہو کہ کوئی واقعہ اس واقعہ سے عظیم۔ اور کوئی مصیبت اس مصیبت سے زیادہ عظیم تر نہ تھی۔ ابتدائے عالم سے تا انقضاءِ نبی آدم نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ لازم ہے کہ وقوعِ اموزگود باعثِ فزایدِ اعتقادِ شیعیان و محبانِ اہل بیت ہوں۔ اس لئے کہ دنیا میں جس کا حق تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ عظیم تر ہے۔ بلا مصیبت اس کی عظیم تر ہے۔ دوستانِ خدا اس شہداء و مصائب کے امیدوار رہتے ہیں اور ہمیشہ خداوندِ عالم سے بدعا و نذرِ مرتبہ شہادت و مصائب طلب کرتے ہیں جو دوستِ خدا ہیں۔ اور جنہوں نے اس کو بچا نہ ہے۔ وہ اپنا سر راہِ خدا میں دنیا سعادتِ عظمیٰ جانتے ہیں تہمتوں کے نزدیک راحت ہے

اور رضائے محبوب جس میں ہو۔ وہ ان کا منتہائے لذت ہے۔ بہت پیغمبروں کا پوسٹ سر کھینچا۔ اور بہترین ان کے کو دنیا میں شہید کیا۔ احادیثِ معبرہ میں وارد ہے۔ کہ اکثر پیغمبروں نے اپنی قوم سے مذلت ہائے عظیم اور آنا رہائے۔ اور خداوند عالم نے پیغمبرِ آخر الزماں کی کرامت کے لئے وہ آزار و مصائب ان کی اہل بیت کے لئے مقرر فرمائے کہ آنحضرتؐ اور ان کے اہل بیت کے یہ مصائب موجب ارتفاع درجات ہوں اگر یہ حضرات وقتِ نزول بلا اس کے دفع ہونے کی خدا سے دعا کرنے۔ حق تعالیٰ دعا ان کی قبول کرتا۔ اگر دعا کرتے کہ آسمان زمین پر آجائے اور سرنگوں ہو بیشک ایسا ہی ہوتا۔ لیکن بقضائے حق تعالیٰ راضی تھے اور خواہاں سعادت شہادت تھے۔ ہر چند افواج ملائکہ و اقوام جن نصرت امام حسینؑ کو آئے مگر حضرت نے ان کی دعا قبول نہ فرمائی۔ جمیع پیغمبرانِ داد صیائے آرزوئے منزلت آنحضرتؐ کرتے تھے۔ اور حضرت اپنی شہادت اور راہِ خدا میں شہید ہونے سے خوش تھے۔ اور وہ کلمات جو بظاہر فرماتے تھے واسطے تمام جنت کے کفار سے تھے۔ جیسا کہ احادیثِ سابقہ سے ظاہر ہو چکا۔ اور وہ جماعت جو بخدمت آنحضرتؐ تھی۔ اور ایک دشمنِ حبائے معرفت علم ربانی سے ان کو پہنچا تھا۔ بشوق شہید ہوتے اور الم تیر دیزہ و شمشیر سے مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم مومن کو ہر طرح کی بلا میں مبتلا کرتا ہے اور بلا نہیں ہے۔ مگر مومن کے لئے اور مہم مومن کا یہ ہے کہ کوری و شقاوت آخرت سے اُسے خدا نجات دیتا ہے۔ پس فرمایا۔ امام حسینؑ صحرائے کربلا میں اپنے شہدا کو بلا بر لٹاتے اور فرماتے تھے۔ ہمارے شہید شہدائے پیغمبرانِ خدا اور اولادِ پیغمبرانِ خدا ہیں۔ دوسری حدیثِ معبرہ میں فرمایا۔ کہ امام حسینؑ نے بروزِ شہادت اپنے اصحاب سے کہا۔ کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا۔ اے فرزندِ گرامی بہت جلد تجھے بجانبِ عراق اس زمین پر لے جائیں۔ جہاں ہمیں ان داد صیبا آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ اور اس زمین کا عمور نام ہے۔ اندنم اس زمین پر مسیح اصحابِ کرام جن کو الم جہنم آہن نہ معلوم ہو گا۔ شہید ہو گا۔ پس آیہ مندرجہ ذیل تلاوت فرمایا۔ یا نازکونی بڑا و سلافا علی ابراہیم۔ اے حسینؑ تم پر اور تمہارے اصحاب پر آتشِ حربِ بردِ سلامت ہو گی امام حسینؑ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو کہ ہم اور تم کہ اپنے پیغمبر پاس جلتے اور آنحضرتؐ پاس رہیں گے جب تک خدا چاہے۔

مجملاً احوالِ زمانِ رجعت پس جو شخص رجعت میں پہلے لوٹے گا۔ اور قبر سے باہر آئے گا۔ وہ میں ہونگا۔ اور برابر رجعت میں آنا مثل تشریف آوریِ جنابِ امیر ہو گا۔ جبکہ قائم آلِ محمدؐ ظاہر ہوں گے۔ پھر سے پاس ایک گروہ آسمان سے حاضر ہو گا۔ کہ اس سے پہلے وہ

اس سے پہلے زمین پر نہ آئے ہوں گے اور جبریل و میکائیل۔ اسرافیل و لشکر گائے ملائکہ و محمد رسول اللہ علیٰ ابن ابی طالب امام حسن مع جمیع ائمہ کہ وہ سب اسپاں اہلن نور پر سوار ہونگے اور کوئی مخلوق ان سے پہلے ان اسپاں نور پر سوار نہ ہوگی۔ تشریف لائیں گے۔ بعد اس کے رسول خدا اپنے علم کو حرکت دے کے قائم آل محمد کے دست مبارک میں دیں گے۔ اور اپنی تلوار بھی ان کو دیں گے۔ اس حال میں ہم زمین پر ایک مدت تک رہیں گے اور خداوند عالم مسجد کوفہ سے ایک چشمہ آب چشمہ روغن و چشمہ شیر جاری کرے گا۔ پس جناب امیر رسول خدا کی تلوار مجھ سے دے کے بجانب زمین مشرق و مغرب روانہ کریں گے کہ میں ہر دشمن خدا کو قتل کروں۔ اور سب بتوں کو جلا دوں۔ یہاں تک کہ جمیع بلاد ہندوستان کو فتح کروں۔ حضرت دانیالؑ دلو شمع ازمنہ ہو کے جناب امیر المؤمنینؑ ان کو مع شتر آدمیوں کے بصرہ کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ جا کر غلافین بصرہ کو قتل کریں۔ اور ایک لشکر بلاد روم کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ اس تمام ملک کو فتح کریں میں ہر حیوان حرام گوشت کو مار ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ زمین پر بغیر طبیعت و طاہرہ پاکیزہ اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہود و نصاریٰ و جمیع مذاہب کو بجانب اسلام دعوت کروں گا۔ اور ان کو اسلام قبول کرنے یا قتل ہونے پر اختیار دے دوں گا۔ جو کوئی اسلام قبول کرے گا۔ اس کے ہمراہ احسان کر دوں گا۔ اور جو کوئی اسلام قبول نہ کرے گا۔ اسے قتل کروں گا۔ اور جو ہمارے شیعوں میں سے زمین پر ہو گا۔ خدا اس کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجے گا۔ کہ وہ فرشتہ خاک اس کے چہرے سے پاک کرے اور اسے اس کی ازواج و مائیں بہشت میں دکھا دے اور زمین پر کوئی اندھا بہرا اور کسی طرح کا مبتلائے عوارض باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ وہ ہم اہل بیت کی برکت سے شفا پائے گا۔ اور برکت ہائے خداوند عالم اس درجہ زمین پر نازل ہوں کہ درختان دنیا میں اس قدر پھل لگیں کہ شاخیں ان درختوں کی پھلوں کی وجہ سے ٹوٹ جائیں اور ایسی کثرت ہو کہ میوہ ہائے زمستان تابسان اور میوہ ہائے تابستان زمستان میں لوگ کھائیں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَبَوَّأَتْ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَتَقَبَّلُوا فَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابَ ذَا الْحِجَّةِ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِّنَّا خَضَعُوا لَهُمْ جَمَاعًا كَذِبًا يَكْسِبُونَ ۝

یعنی اگر اہل شہر ایمان لائیں اور پرہیزگاری کریں۔ تحقیق کہ فرما دیاں کریں گے ان پر برکتیں زمین و آسمان سے نازل ہوں گی۔ لیکن انہوں نے جیسا کہ آپس ہم نے ان کا مواخذہ کیا۔ بمقابلہ ان کے کرا رہائے بد کے بعد اس کے حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم ہمارے شیعوں کو چند ایسی کرامتیں بخشے گا۔ کہ ان پر کوئی چیز زمین کی مخفی نہ رہے گی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ایسا کرم کی خبر جاسے زمین اس کے گھر کی

نجراس کو پہونچائی گئی واضح ہو کہ کہ نہ امتہائے دنیا ان کے لئے موجب مزید عزت، آخرت ہے۔ اور دوست خدا ان بلاؤں سے ذلیل نہیں ہوتے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو ذلیل کیا۔ ان کے نام زمین پر یوسف یعن و نضر بن مذکور نہیں ہوتے ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ اور نشان تک ان کی قبروں کا باقی نہیں اور خداوند عالم نے شہداء کے نام بلند کئے ہیں۔ اور ان کے علوم و کمالات نے عالم کو گھیر لیا ہے۔ دوست و دشمن نماز اور غیر نمازیں و دود و صلوات بھیجتے ہیں۔ اور ان کی شفاعت سے بدرگاہ خداوند حاجت طلب کرتے ہیں عیروں پر ان کے فضائل و مناقب ذکر کرتے ہیں۔ وہم و دینار کو سلاطین ان بزرگوں کے نام نامی سے

مزیّن کرتے ہیں۔ بادشاہان زمین پر رغبت از روئے اخلاص اپنی پیشانیوں ان شہداء عالی شان کے آستان پر ملتے ہیں۔ ہزار ہا بندگان۔ خدا برکت صلوات و درود بخشنے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں زوار کی برکت زیارت مغفرت ہوتی ہے۔ اور ہزاروں برکت لعن دشمنان اہل بیت مستحق بہشت ہوتے ہیں اور ہزاروں برکت گریہ و زاری و سرن و اندوہ مصائب اہل بیت اپنے صحنہ گناہ کو لوٹ گناہ سے دھو ڈالتے ہیں۔ اور ہزاروں برکت احادیث اہل بیت بدرجہ معرفت و یقین پہنچتے ہیں اور ہزاروں برکت روایت و اخبار و نشر

آثار آئمہ اطہار و سعادت ابدی خائز ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں بنا بہت احادیث و اقتدائے بمقام اطلاق و محاسن آداب آراستہ ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں کور باطن و ظاہر ان کے روضات مقدسہ میں شفا پاتے ہیں۔ اور ہزاروں مبتلائے بلا ہائے جسمانی و روحانی دار الشفائے روضات رفیعہ و علوم شیعہ اہل بیت رسالت سے صحت پاتے ہیں۔ جو لوگ کچھ بھی بصیرت رکھتے ہیں۔ مشاہدہ جلال بزرگوں ہار گاہ ذوالجلال سے بیہوش ہو جاتے اور قرب معنوی مقربان خداوند حمدان سے ہر ساعت فیض حاصل مانتا ہی پاتے ہیں۔ خداوند عالم ان کی بزرگی و جلالت و عظمت و شوکت بروز قیامت رجعت میں جمیع عالم پر ظاہر کر دے گا۔ پس کون سی جلالت و عظمت اس سے عظیم تر اور کون سی بزرگی اس سے بیشتر ہو سکتی ہے۔ اور کون سی اذیت و ذلت اسی جلال و عظمت کو دفع کر سکتی ہے۔

**جوابات مشتمل بر دفع اعتراضات** لیکن جو شبہ عوام کے دل میں غلط کرتا ہے کہ

آنحضرت باوجودیکہ جانتے تھے کہ شہید ہو جائیں گے پھر کیوں کر بلا گئے اور کس لئے اپنے اہل بیت کو ہمراہ لے گئے۔ اس شبہ کے بہت جواب ہیں ممل جواب یہ ہے کہ احوال پیشوایان دین کو مطابق اپنے حالات کے قیاس نہ کرنا چاہئے ان کی تکلیف اور تکلیف ہے اور وہ جو لوگ اسرار قضا و قدر حق بجا نہ تھے پر مطلع ہیں۔ ان کی تکلیف مثل ہماری تکلیف نہیں ہوتی۔ اور

اور قضا و قدر کا ذبیحہ بن کر مطلع ہیں۔ اپنے سے کر لیتے ہیں۔ اس وقت قضا و قدر کا نفاذ ان پر لازم نہ آتا اور کسی بلا میں مبتلا نہ ہوتے اور جمیع امور و اتفاقی ان کی خواہش کے واقع ہوتے۔ یہ بات خلاف مصلحت و حکمت حق تعالیٰ ہے۔ پس ضرور ہوا کہ یہ لوگ بعلم واقعہ مکلف نہ ہوں اور تکالیف ظاہرہ جمیع خلق کے شریک رہیں جس طرح طہارت و نجاست و ایمان و کفر میں بظاہر مکلف تھے۔ اگر بعلم واقعہ مکلف ہوتے چاہتے تھے کسی سے معاشرت و مصاحبت نہ کرتے اور سب چیزوں کو جلالتے اور حکم کفر اکثر دین پر کرتے۔ پس اگر ایسا ہوتا تو پھر جناب رسول خدا... کسی سے نکاح نہ کرتے۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ پھر امام حسینؑ بھی بظاہر مکلف تھے کہ باوجود قلتِ اعداء و انصار منافقان کفار سے بہادری کریں۔ اور باوجود تنہائی ہزار لوگوں سے بیعت کرنے اور بارہ ہزار سے زائد خطوط کو فیاں بیونا کی طرف سے لے کر اگر حضرت انکار کرتے۔ اور ان کی التماس نہ قبول کرتے۔ بظاہر ان اشقیاء کی حجت حضرت پر تمام ہوتی اور حجت الہی ان پر تمام نہ ہو سکتی۔

جواب دیگر۔ آنکہ جس وقت حضرت کا نہ جانا مفید ہوتا۔ کہ آنحضرتؐ اگر نہ جاتے شہید نہ ہوتے اور فی الواقع ایسا نہ تھا۔ اس لئے کہ زید بن ابیہین نے بہت لوگوں کو بھیجا تھا۔ کہ آنحضرتؐ کو مکہ میں گرفتار کریں اور زید پاس پہنچا دیں یا قتل کر ڈالیں۔ چنانچہ حضرت خود فرماتے تھے کہ جب چاہا مجھے قتل کریں۔ میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ہر چند محمد بن حنفیہ نے اس سفر سے منع کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے برا در اگر میں کسی جانور کے سوا رخ میں چھپ جاؤں بیشک بنی امیہ مجھے وصال سے بھی نکال کر شہید کر ڈالیں گے بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ زید بن ابیہین نے لشکر کشیدہ عمر بن سعد بن عاص بھیجا۔ اور اسے حکومت حاجیاں کہ مقرر کر کے روانہ کیا جس جیل سے ممکن ہوا امام حسینؑ کو قید کر کے یا قتل کر ڈالے۔ اور تیس بنی امیہ کو جو اکابر تھے اس شقی نے اس کام کے اہتمام کے لئے اس سال حج کے لئے بھیجا۔ اس وجہ سے حضرت نے احرام حج کو عمر سے بدل لیا اور قبل انام حج روانہ عراق ہوئے اور زمانہ معاویہ میں کہ مصلحتاً دنیا داری کی وجہ سے وہ رعایت کرتا تھا اور مہانت بقتل و ذلت نہ کرتا تھا۔ حضرت نے کو فیوں کی التماس قبول نہ کی تھی۔ اور صبر کیا تھا۔ پس جبکہ حضرت کو بخوفی معلوم ہو گیا۔ کہ حال میں قتل ہو رہا ہے۔ اگر اس حالت میں بعض جہاد راہ خدا میں شہید ہونا اور بذلت ابیری اہل حرم گوارا کرنا اختیار کیا۔ محل اعتراض نہیں ہو سکتا۔

دیگر جواب:۔ آنکہ جب حق تعالیٰ مصلحت اپنے دین کی ظاہر کرنے میں جانتا اور بغیر دل اور ان کے اعدیاء کو خطرات عظیمہ میں مداخلت کرنے کی تکلیف دیتا تھا۔ جس طرح حضرتؐ کو حق تعالیٰ نے تیار فرمایا لوگوں پر دعوت کیا۔ اور موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعونؑ پاس دعوت اسلام کو بھیجا۔ اور رسول خداؐ کو تکلیف تبلیغ رسالت مکہ دی۔ اگر ان کی مصلحت شرارت اعداء سے حفاظت کی تھی۔ تو اور بغیر دل کو انام حجت کے سفر چھوڑ دیا۔ کہ بانواع سیاست انہیں اشقیاء نے شہید کر ڈالا۔ اگر درحقیقت بنظر تاریخی خیال جائے تو جناب امام حسینؑ

نے اپنی جان عزیز فدا کر دیں جد بزرگوار کو ڈالی۔ اس لئے کہ حضرت پیرید سے صلح کر لیتے اور اس کے افعال قلیح کا تدارک نہ کرتے۔ غصہ سے ہی دلوں میں شرائع دین و اصول و فروغ ملت سید المرسلین تباہ برباد ہو جاتے۔ اس لئے کہ معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت میں اس قدر اخلائے احادیث نبوی میں اہتمام کیا تھا کہ بہت کم احادیث باقی رہ گئیں تھیں۔ اور یہ قلیل احادیث بھی غصہ سے ہی دلوں میں برطرف ہو جاتیں۔ اور قبل از افعال و اعمال انقیاس سے سیدین لوگوں کی نظروں میں مستحق اور حق معلوم ہوتے اور کفر عالمگیر ہو جاتا۔ پس بسبب شہادت آنحضرتؐ کچھ کچھ خوب غفلت سے لوگ بیدار ہوئے اور قبل از عقائد و اعمال خسراں مال کو سمجھے اور صاحبان خرد و ج مثل مختار وغیرہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ارکان دولت بنی امیہ کو انہوں نے منتشر فرل کر دیا۔ اور وہی باعث انقراض و استیصال ارباب بدعت و ضلال ہوئے پس آؤ خرد دولت بنی امیہ اور اوائل سلطنت بنی عباس اسی وجہ سے کہ مخالفین چنداں قوت نہ رکھتے تھے کہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے علوم الہی و ربیان خلق منتشر کر کے بدعت و ضلالت ارباب ظلم و عدوان کو ظاہر کر دیا۔ لہذا بشاہدہ علوم و معجزات حضرت امہ علیہم السلام فرقہ ناجیہ شیعہ اثنا عشریہ کو اطراف عالم میں ترقی ہوئی اور دین حق امامیہ ظاہر ہو گیا۔ اور جنت جمیع عالم پر تمام ہوئی اور تاحال محمد بنده جمیع بلاد و مملکت عالم میں شیعان حیدر کرار و اہل بیت اطہار شاہد اللہ موجود ہیں اور ان کی کتابیں اور شرائع اور جمیع مذاہب سے مضبوط و مستحکم اور ان کے علماء و فضلاء تمام مذہبوں کے عالموں و فاضلوں سے بنفسیۃ تعالیٰ بیشتر اور دانا تر ہیں۔ اگرچہ انصاف دیکھا جائے تو یہ سب ببرکت تبارک الشہداء ہے فراہوان پر سے جان میری اور سب شیعوں کی۔

جواب دیگر۔ اجمالاً یہ ہے کہ بعد ثبوت عصمت و امامت حضرات امہ معصومین ان پر اعتراض کرنا جو کچھ ان سے صادر ہوا جہل و خطا ہے اور درحقیقت امہ پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے جو کچھ ان حضرات نے کیا سب بحکم خدا کیا۔ کلیتی نے پسند معترف و ایتہ کی ہے کہ ضرر برسنے خدمت بابرکت صادق میں عرض کی میں آپ سے فدا ہوں۔ کس قدر آپ حضرات کی عمر کم ہوتی ہے اور مرگ کس قدر آپ حضرات اہل بیت کی یکدیگر نزدیک ہوتی ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بڑی احتیاج ہوتی ہے جناب صادق نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک۔ پاس ایک مجتہد ہونے کی وجہ سے کچھ کچھ بدعت جہالت میں کرنا چاہئے۔ اس صحیفہ میں مندرج ہوتا ہے۔ جب احکام اللہ و جہالت ہم پر ہوتی ہے۔ وہ ہم پر جہالت ہے کہ اب ان کی جانب سے باقی رہا ہے۔ لہذا اگر حضرت رسول خدا شریف لاتے اور ان کی خبر دات دیتے اور قدر و منزلت ان اپنے فرزند کی جو خدا کے نزدیک ہے مشاہدہ کر دیتے ہیں۔ جب امام حسین نے اپنے

صحیفہ پھیل گیا۔ ہنوز احکام صحیفہ تمام نہ ہوئے تھے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے خبر شہادت دی اور حکم جہاد کا فرمایا جب آنحضرت مشغول جہاد ہوئے۔ ملائکہ نے بارگاہ کبریا میں استدعا کی نصرت کی۔ جب رخصت ملی اور وہ فرشتے پہنچے۔ امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ پس حق تعالیٰ نے ان کو حکم دیا۔ کہ قبر شریف امام حسینؑ پاس رہو اور ان کے مصائب پر گریہ و زاری کرو۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ رجعت میں پھر دنیا میں آئیں واپس اور تم ان کی اس وقت نصرت کرو۔ اور وہ اپنا خون طلب کریں۔ یہ اس صحیفہ میں درج تھا اور ہنوز تعمیل اس کی نہیں پہنچی ہے اور بروایت دیگر جبرائیل وقت وفات رسولؐ ایک وصیت نامہ لائے اور بارہ ہر طلوع بہشت کی اس پر ثبت کیں۔ کہ ہر امام اپنی مراثی اور جو کچھ اس ہر کے نیچے نوشتہ یابیں۔ اپنے ایام حیات میں اس پر عمل کریں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اس مقام پر سخن ہائے طولانی ہیں۔ مگر ارباب فطانت و ذکا کے لئے جو کچھ مذکور ہوا کافی ہے۔ واللہ الموفق۔

## فصل پندرھویں۔ بیان وقائع جانگاز و مصائب محنت پر واز جو بعد شہادت شہدا ہوئے

گذر اہل بیت اطہار و مقتل شہدا۔ شیخ مفید و رید ابن طاووس وغیرہ نے اس واقعہ جانسوز کی اس طرح روایت کی ہے۔ کہ جب سرکار مقدس سرور ان جہان برگزیدگان اہل زمین و آسمان نیزوں پر نصب کئے گئے اس وقت خود دل و غلغلہ زمین و آسمان و زمان اور شور و فغاں ملائکہ آسمان بلند ہوا۔ امام زمین العابدین کو طوفی وزنجیر پہنائی۔ اور موافق مشہورین صابرا سے حضرت امام حسنؑ کے کم سن تھے۔ اور شہید نہ ہوئے تھے ہمراہ حرم تھے۔ حسنؑ و زینبہؑ و عمروؑ پروگیاں سرادق عصمت و محذرات اہل بیت رسالت کو شتران بر منہ پر سوار کیا۔ عمر بن سعدؑ نے ان مقربان بارگاہ رب العالمین کو ہمراہ شمر ذی الجوش و قیس بن اشعث و عمر بن الحجاج علیہم اللعنة روانہ کو ذہ کیا۔ و بروایت دیگر امام حسینؑ کا سر مبارک خولی یحییٰ و حمید بن مسلم کو دیا اور سر ہائے جمیع شہدا ہمراہ شمر ذی الجوش روانہ کئے۔ جب مقتل میں پہنچے۔ اور اہل بیت رسالت کی نظر بدستائے طیبہ اعضا ہائے بریدہ پر پڑی جو درمیان خاک و خون پڑے تھے۔ شور و فغاں بلند کیا۔ اور سیلاب اشک دیدہ ہائے حرم سے جاری ہوا۔ اور جب ان کی نظر درمیان شہدا جسد مطہر سید الشہداء پر پڑی۔ صدائے ناله و شیون بلند کی اور اونٹوں

سے بنیاب ہو کے اپنے آپ کو زمین پر گر دیا۔ اور گرہ و فوج سے ساکنال ملا، اعلیٰ کو رلا دیا۔ اور دہائے حاضرین کو آتش حسرت سے جلا دیا۔ حضرت زینبؓ نے فریاد کی واہ محمد! یہ حسینؑ آپ کا بگڑا گزرا و فرزند شہیدہ با اعضائے گزیدہ بجاگ و خون غلیظہ بال لب تشنہ سراز قضا بریدہ بے علامہ و ردا خاک کر بلا پر پڑا اور ان کا چہرہ نورانی خون سے سرخ ہو گیا ہے۔ ان کی ریش مطہر کا خون سے خضاب ہو گیا ہے۔ ہم آپ کی اولاد ہیں اور ہمیں قیدی بنا کر لئے جاتے ہیں۔ آپ کی دخترؤں کو مثل کنیزوں کے اسیر کر لیا ہے آپ کی حرمت کے متعلق ہمارے حق میں رعایت نہ کی۔ کہ ہمارے خیمے آگ سے جلا کے ہمارا اسباب لوٹ لیا پھر اپنی ماں فاطمہؓ زہراؓ سے خطاب کیا۔ اور شکایت حالی شہدائے کربلا و اسیران کشتہ و ابتلا سے و خیان صحرا و ماہیان دریا کو آتش حسرت سے کباب کر ڈالا۔ پھر حید مطہر امام حسینؑ کی طرف دیکھ کر با جگر بریاں دلب و خون افشال کیا۔ اسے فرزند محمد مصطفیٰؐ اسے جگر گوشہ علی المرتضیٰؑ اسے لوزیہ فاطمہؓ زہراؓ اسے پارہ تن خدیجہ الکبریٰؓ اسے شہید آل عبا۔ اسے میثوائے اہل محنت و بلا میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں سیکندہ و خرمید شہدار و دوش کے اپنے پدر بزرگوار کے جسد منور سے لپٹ گئی۔ اپنا منہ گونے مبارک پدر پر ملتی اور نالہ فدا کی کفنی تھی۔ یہاں تک کہ جمیع حاضرین دوست دشمن سب کو رلا دیا۔ اور کثرت رقت سے خود ہوش ہو گئیں۔ آخر کار اس معصومہ سوگوار کو بجز حید مطہر امام ابراہیمؑ سے جدا کیا۔ بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے مقول ہے کہ فرمایا جب صحرائے کربلا میں میرے پدر عالی مقدار اور عمو ہائے نامدار و برداران و خویشاں سعادت کو رلا کر ان ملاہین کفائے شہید کیا۔ اور حرم محترم و ذناں کرم کو اونٹوں پر سوار کر کے روانہ کو نہ ہوئے۔ جب ہم معرکہ قتال میں پہنچے اور میری نظر شہدار پدر پر پڑی۔ جو درمیان خاک و خون غلطان پڑے تھے۔ اور کسی نے دفن نہ کیا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ نزدیک تھا۔ میری روح جسم سے نکل جائے۔ جب میری پھوپھی جناب زینبؓ نے میری کیفیت دیکھی۔ فرمایا۔ اسے نور دیدہ۔ مستندان اسے یادگار بزرگان یہ کیا حالت ہے جو میں تمہاری معائنہ کر رہی ہوں۔ میں نے کہا۔ کیونکر فریاد و فدا کی نہ کروں۔ حالانکہ پدر بزرگوار شہد عالی مقدار کو مع عمو ہائے نامدار و برداران و خویشاں نیکو کردار درمیان خاک و خون برہنہ دیکھ رہا ہوں۔ اور کسی کو ان کے کفن و دفن کی طرف متوجہ نہیں پاتا ہوں گویا وہ اشقیائے بے ایمان ان کو مسلمان نہیں جانتے۔ میری پھوپھی زینبؓ نے فرمایا۔ اسے نور چشم اس حال کی خبر تمہارے جدم عم و پدر کو خود در رسول خداؐ نے دی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ حتیٰ تلعنایے ایک گروہ کو اس امت سے بھیجے گا۔ کہ ان کے ہاتھ بخون شہدار آلودہ نہ ہوتے ہو گئے۔ وہ لوگ اس بدلتے پارہ پارہ کو جمع کر کے دفن کریں گے اور ایک نشان خضر ترشح مقدس سید الشہداء کا اس صحرائے نضب کریں گے اور اس کا اثر مرکز برطرت نہ ہوگا

اور ان کا نشان ہر روز ان محو نہ ہوگا۔ ہر چند کہ پیشوایان کفر و عدوان اس کے شانے میں بہت کوشش و سامان کریں اسی طرح ظہورِ زہرِ منور در وقت مرقہِ معطر بیشتر ہوگی۔

یہ واقع اس طرح ہے کہ ام ایمن نے کہا۔ ایک روز رسول خدا فاطمہ روایت حضرت ام ایمن اپنی دختر کو دیکھنے کو تشریف لائے اور جناب فاطمہ نے حریرہ حضرت کے لئے تیار کیا۔ اور جناب امیر ایک طبق خرمالہ لائے اور میں شیر و مسک لائی۔ جناب رسول خدا و امیر المؤمنین و حسین نے متبادل فرمایا۔ امیر المؤمنین پانی لائے۔ رسول خدا نے اپنے ہاتھ دھوئے۔ اور دست مبارک و معطر روئے منور پر پھیر کے از روئے شادی و سرور اہل بیت کی طرف نظر کی۔ اس کے بعد متوجہ آسمان ہوئے۔ اور رو بقبلہ ہو کر ہاتھ دعا کو اٹھائے۔ پھر سجدہ کیا۔ اور صدمے گریہ آنحضرت بلند ہوئی پھر سر مبارک سجدہ سے اٹھایا۔ مثل بادان آنسو چشمائے مبارک سے لہان ہوئے۔ جب حضرت کی بی بی حالت مشاہدہ کی جمیع اہل بیت کو بھی اندہ غم ہوا۔ امیر المؤمنین و جناب فاطمہ نے سبب دیافت کیا۔ پھر نے فرمایا۔ جس وقت میں تمہارے شمع ہونے سے خوش ہوا۔ جبریل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند عالم آپ کی شادی و سرور پر مطلع ہوا۔ اور نعمت آپ پر ختم کی۔ اور اس عطیہ عظمیٰ کو آپ پر گواہ کیا۔ اور مقرر کیا۔ آپ کے اہل بیت مع فرزندان و شیعیان ہمراہ آپ کے بہشت میں ہوں گے۔ آپ کے اور ان کے درمیان جدائی نہ ہوئی۔ اور جو شمش آپ کو کرامت کرے گا ان کو بھی عطا کرے گا۔ تا آنکہ آپ راضی و خوشنود ہو جائیں ولیکن آپ کے اہل بیت پر عظیم بلا ہائے نازل ہوگی۔ اور ان پر مصائب بہت پڑیں گے اور وہ معیبتیں ان لوگوں سے ہی پہنچیں گی۔ جو اپنے آپ کو آپ کا ہم مذہب کہیں گے اور دعویٰ کریں گے۔ کہ آپ کی امت سے ہیں۔ خدا اور رسول ان لوگوں سے بیزار ہیں۔ وہ لوگ آپ کے اہل بیت کو قتل کریں گے۔ اور ہر ایک کی قبر ایک دوسرے سے دور ہوگی۔ اور خداوند عالم نے اس واسطے ان کیلئے یہ مصائب اختیار کئے ہیں۔ کہ اس کے سبب سے ان کے درجات بلند و رفیع ہوں اسے محمد خدا کی حمد کیجئے اور اس کے فضل پر راضی رہجئے۔ پھر جبریل نے کہا۔ اے محمد آپ کے برادر علی مرتضیٰ مغلوب امت ستمگار ہونگے۔ یہاں تک کہ بد بخت شہادت فانی ہوں۔ اور یہ آپ کا فرزند حسین بن علی مع فرزندان و اہل بیت و بیباں امت ہنر فرات کے کنارے اس زمین پر چھے کر ناپا کھتے ہیں۔ شہید ہوگا۔ اور اس سبب سے کرب دہلا آپ کے دشمنوں اور آپ کی فدیت کے دشمنوں پر اس راز بہت ہوگی جس روز کہ کرب و بلا سے اٹھائے اور جس روز کی حسرت تمام نہیں ہوئی۔ وہ زمین پاک ترین نقطہ ہائے زمین ہے۔ اس زمین کی حرمت جمیع قطعہ ہائے زمین سے زیادہ ہے اور وہ زمین زمین ہائے بہشت سے ہے۔ جب وہ دن آئے گا۔ جس روز آپ کا فرزند و اسکی اولاد

و اصحاب شہید ہونگے۔ لشکر ہائے اہل کفر و لغت و ضلالت سب طرف سے ان شہیدوں کو گھیر لیں گے تمام زمین کو لرزہ ہوگا۔ سب پہاڑ متحرک و مضطرب ہوں گے۔ اور تمام دریا ہائے عالم متلاطم ہو کے موجزن ہوں گے سب آسمان اور ساکنان آسمان آپ کی ذہبت کی ہنک حرمت ہونے اور آپ کے حق کی رعایت نہ کرنے اور ان پر ظلم و ظم کرنے کی وجہ سے حرمت کو صادر ہوگا غضب اور غصہ میں آکر کانپ جائیں گے اور اضطراب کریں گے۔ اور کوئی مخلوق باقی نہ رہے گی۔ جو خدا سے اجازت نصرت حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے لئے نہ مانگے کہ وہ بزرگوار بعد آپ کے حجت خدا خلق پر ہیں پس خداوند عالم آسمانوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے حکم کرے گا۔ کہ میں وہ بادشاہ خداوند قادر ہوں۔ کہ کوئی بھاگنے والا میرے ہاتھ سے بھاگ نہیں سکتا اور کوئی منع کرنے والا مجھے عاجز نہیں کر سکتا۔ جس سے جس وقت چاہوں انتقام لے سکتا ہوں میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ نہ ہمارے پیغمبرؐ اور اپنے برگزیدہ کے فرزند کو جس نے قتل کیا ہے۔ اور اس کے اہل بیت کی جس نے ہنک حرمت کی ہے اور اس کی ذہبت و حرمت کو جس نے قتل کیا ہے اور عہد و پیمان شکستہ کر کے تم اس کے اہل بیت پر کیا ہے ان کا فردوں ظالموں پر ایسا عذاب نازل کر دوں گا۔ کہ تمام عالم میں کسی پر ایسا عذاب نازل نہ کیا ہوگا۔ اس وقت جو کوئی آسمانوں اور زمین پر ہوگا۔ سب کے سب با آواز بلند ان اشقیاء پر لعنت کریں گے جنہوں نے آپ کی عزت پر ستم کیا۔ اور ان کی ہنک حرمت کو حلال جانا۔ جب وہ سعادت مند بدرجہ شہادت فائز ہوں گے۔ خداوند عالم اپنے دست رحمت سے ان کی قبض ارواح کر لیا۔ اور آسمانی ہفتم سے ملائکہ طرفائے باقوت و زور و آب حیات سے بھرے ہوئے ہاتھوں میں لائیں گے اور اپنے ہمراہ حلد ہائے بہشت و خوشبو ہائے بہشت بھی لائیں گے اور ان بدنامے معطر شہداء کو اس پانی سے دھوئیں گے اور حلوں میں کفن کر کے اس خوشبو سے حنود کریں گے۔ اور صفحائے ملائکہ ان پر نماز پڑھیں گے۔ پھر خداوند عالم ایک گروہ کو بھیجے گا۔ کہ وہ کافران بے جہاں کو نہ پہچانیں گے اور بدنامے شہداء میں بگفتار و کردار و نیت و خاطر شریک ہوئے ہوں گے۔ وہ لوگ آپ کے بدنامے معطر شہداء کو دفن کریں گے۔ اور ایک نشان قبر سید الشہداء کے لئے اس صحرا میں نصب کریں گے کہ وہ نشان اہل حق کے لئے موجب نجات اور باعث رسنگاری مومنین ہوگا۔ اور ہر شہداء روز ایک لاکھ فرشتے آسمان سے نازل ہوں اور گروہ خیر سراج مقدس احاطہ کر کے درود ان پڑھیں گے۔ اور خدا کی تسبیح و تہنیر قبر طہر پاس کر کے زائرین کے لئے طلب آمزش کرینگے ان زائرین کے نام جو آپ کی امت سے نبیالی تقرب بخدا و رسول خدا شہداء کی زیارت کو آئے ہیں۔ وہ ملائکہ لکھیں گے اور نام لے پدران و قبیلہ دشہر ہائے زائران شہداء بھی لکھیں گے اور ان اشقیاء کے نام بھی لکھیں گے جن پر عذاب و لعنت خدا واجب ہے۔ اور وہ سنگار نشان قبر طہر کو برابر کرنا چاہیں اور

علامت ضربیح مقدس کی ٹھوکر نے پرستند ہوں گے۔ مگر خدا حافظ ہے وہ ایسا نہ کرنے دے گا بلکہ ہر روز اس نشان قبر منور و علامات ضربیح معطر کو زیادہ تر بلند در فیض نثر کرے گا۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں: جب میرے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ نے فرمایا: ام ایمن نے سچ اور سچ کہا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اے زینبؓ تم اور میری عزت و اہل بیتؑ کو اس شہر میں بذلت و خواہی اسپر کر کے لائے ہیں۔ اور تم خائف رہو کہ لوگ تم کو اسپر کریں۔ پس اس وقت تم صبر کرنا۔ اور میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے دانہ شگافہ اور خلائق کو پیدا کیا ہے۔ اس وقت کوئی دوست خدا بغیر تمہارے اور تمہارے شیعوں کے نہ ہو گا۔ جب رسول خداؐ نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی مجھے خبر دی کہ شیطان اس روز بسبب شادی و سرور ہمارا شیطا طین پر داذ کرے گا۔ اور اپنے احوال و انصا کے تمام ترین پرگشت کر کے اپنے ہمراہیوں سے کہیگا اے مردہ شیطا طین جو کچھ فرزندان آدمؑ سے میں چاہتا تھا۔ اس پر انہوں نے عمل کیا۔ اور ان کی بلاکت انتہا کو پہنچادی۔ اور ان کو جہنم میں پھنچا دیا۔ ان میں سے نجات نہیں پائے گا۔ مگر وہ شخص جو دامن ولایت و متابعت اہل بیتؑ رسالت تھلے ہوئے ہے۔ تم کو لازم ہے کہ لوگوں کو حقیقی اہل بیتؑ رسالت میں بہ شک مبتلا کرو۔ اور ان سے ان کے دشمنوں سے عداوت کرنے پر تحریص و ترغیب کرو۔ کہ کفر و ضلالت خلق میں مستحکم ہو جائے۔ اور کوئی نجات نہ پائے۔ بولف فرمانے ہیں اگرچہ یہ حدیث مبالغہ آلود ہو چکی ہے۔ مگر اس مقام پر بسبب بعض متابعت کچھ اس میں سے نقل ے لی گئی۔

**روایت حفاظت شیر صحرائی** کلینیؒ نے بند معتبر روایت کی ہے کہ بعد شہادت حضرت مبارک کو پامال سم اسپاں کریں۔ جب یہ شیر اہل بیتؑ رسالت و معدن عصمت و عفت نے سنی۔ سب اندوہناک ہوئے۔ پس فقہہ خادمہ فاطمہ زہراؑ حضرت زینبؓ کے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے خاتون معظم جب سفینہ آزاد کردہ رسول خداؐ کی کشتی دریا میں ٹوٹ گئی۔ اور وہ ایک جزیرہ میں گئی۔ اس جزیرہ میں اس نے ایک شیر دیکھا۔ اس شیر سے کہا۔ میں سفینہ آزاد کردہ حضرت رسولؐ ہوں۔ شیر نے جب نام آنحضرتؐ سنا۔ تہہم کیا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر راستہ پر پہنچا دیا۔ اس نواح میں بھی ایک شیر ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اس شیر سے خبر کر دوں۔ کہ ان کافروں نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ حضرت زینبؓ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب فقہہ اس شیر کے قریب پہنچی۔ کہا۔ اے ابو محارث شیر نے سر اٹھایا۔ فقہہ نے کہا۔ کچھ جانتا ہے کافر یا جتنے ہیں۔ جسد مطہر امام حسینؑ سے بے ادبی کریں یعنی ان کا قصد ہے کہ حضرت کے بدن مبارک شریف کو پامال سم اسپاں کریں۔ جب شیر نے یہ کلام سنا۔ قتل گاہ میں گیا اور حضرت کے جسد مطہر پر اپنے ہاتھ لگے رہا۔ جب سر درو فوج کو وہ بد بختیان رد کیا۔ اس قصد سے قتل گاہ کی طرف گئے۔ اور وہ حال دیکھا۔ عمر سعدؓ عین نے کہا۔ یہ فقہہ ہے

اس کا اٹھانہ کرو اور اس قصد سے باز رہو۔

**نزل اہل بیت بکوفہ و کلام فصاحت انصمام حضرت زینب سیدہ ابن طاؤس وغیرہ نے**  
 روایت کی ہے کہ جب اہل بیت رسالت قریب کوفہ پہنچے پیچھے کوفہ تماشا دیکھنے آئے۔ ایک عورت  
 غمزدہ چہرہ پر گم آہستہ سے ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ ہم امیران آل محمد ہیں۔ جب اس عورت نے ان کو  
 پہچانا۔ بہت جلد کوٹھے سے نیچے اتری۔ اور چونکہ اس کے گھر میں چادر و مقننہ تھے وہ ان کے لئے گئی  
 اور اپنے ہاتھ سے انہیں اوڑھ لیا جب اہل حرم کوفہ میں داخل ہوئے۔ اہل کوفہ نے حضرت امام زین العابدین  
 کو دیکھا کہ بہت رنجور و نحیف ہیں۔ در دست مبارک پس گردن بندھے ہیں۔ اور مخدرات عصمت کو شتران  
 پر بندہ پر سوار کیا ہے۔ یہ حال دیکھ کے صدائے گریہ و نوح بلند کی۔ حضرت نے باز ضعیف فرمایا۔ تم ہم پر  
 گریہ و نوح کرتے ہو لیکن یہ بتاؤ ہمیں قتل کس نے کیا ہے۔ بشیر بن جہلم اسدی کہتا ہے کہ اس وقت حضرت  
 زینب دختر امیر المؤمنین نے اٹھنا کہا خاموش رہو اس حالت اضطراب و شدت میں اس طرح کلام  
 کرتی تھی۔ گویا امیر المؤمنین کلام فرماتے ہیں پس بعد اسے حمد الہی فرمود و سیدہ خنکار اہل بیت اختیار و عزت  
 اظہار فرمایا۔ اما بعد اسے اہل کوفہ اسے اہل مکہ و عذر و حیلہ ہم پر گریہ کرتے ہو۔ اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے  
 ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا دنا موقوف نہیں ہوا۔ اور تمہارے ستم سے ہمارا فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا۔ اور  
 تمہاری مثل اس عورت کی ہے۔ جو اپنی رسی کو مضبوط بناتی اور کھول ڈالتی تھی۔ تم نے بھی اپنی رسی، ایمان  
 کو توڑا۔ اور اپنے کفر کی طرف پھر گئے۔ تمہیں تمہارا دعویٰ مگر سر اسر ہے اصل اور ایک فن باطل اور مانند  
 خوشامد کینز و عجیب جوئی دشمنان اور مثل تمہاری ایسی ہے جیسے گھاس گھور سے پر ادگی ہو قریب تیرہ دن  
 پر آتش مغرہ کار کی گئی ہو۔ تم نے اپنے لئے آخرت میں توشہ و ذخیرہ بہت خراب بھیجا۔ اور اپنے کو اہل آباد  
 سزاوارہم کیا تم پر گریہ و نالہ کرتے ہو۔ حالانکہ خود تم ہی نے ہم کو قتل کیا ہے۔ سچ ہے واللہ لازم ہے کہ  
 تم بہت گریہ کرو۔ اور کم خندہ کرو۔ تم نے عجیب و غریب وعدہ خود خرید کیا۔ اس عار کا دھبہ کسی پانی سے تمہارے  
 جلے سے زائل نہ ہوگا۔ جگر گوشہ ختم پیغمبران و سید جوانان بہشت کے قتل کرنے کا کس چیز سے تدارک کر  
 سکتے ہو۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو تمہارے پیشواؤں کا جائے پناہ اور تمہاری جھٹول کا روشن کرنے والا تھا  
 اور ہر مصیبت و بلا میں اس سے پناہ چاہتے تھے۔ دین و شریعت کو اس سے اخذ کیا۔ تم پر لعنت خدا ہو۔  
 تم نے وہ گناہ کیا۔ جس سے رحمت خدا سے ناامید ہو گئے۔ اور گناہگار دنیا و آخرت ہو کے مستحق غضب الہی  
 ہوئے۔ اور اپنے لئے ذلت و خسران مولیٰ لیا۔ تمہارے یہ ہاتھ قطع کئے جائیں اسے اہل کوفہ تم پر دے ہو تم  
 نے کون جگر گوشہ ہائے رسول کو قتل کیا۔ اور رکن پروردگیاں اہل بیت رسول کو بے پردہ کیا۔ کس قدر فرمان سفل

کی تم نے خونریزی کی۔ ان کی حرمت کو ضائع کیا۔ تم نے ایسے بڑے کام کئے ہیں جن کی تاریکیوں سے زمین و آسمان گھریا۔ تم کو جو تک کہ آسمان سے خون برسا۔ جو کچھ آخرت میں تم پر ظاہر ہوگا۔ ان آثار سے بدتر زیادہ ہوگا یاری و نصرت نہ کئے جاؤ گے۔ اس مہلت سے مفرور نہ ہو۔ کہ حق تعالیٰ گناہگاروں پر عقوبت کرنے میں تعجل نہیں کرتا۔ اور وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ وقت انتقام گزر جاتا ہے۔ تمہارا پروردگار گناہگاروں کی گناہات میں ہے راضی کہتا ہے۔ قسم بخدا لوگ اس کلام فصاحت انصاف پر حیرت میں تھے اور اپنے حال پر بدوست تھے اور اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے چباتے تھے۔ ایک مرد میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ وہ اس قدر رویا کہ اسکی دڑھی بھیگ گئی۔ وہ کہتا تھا میرے پردہ مادہ پر سے فدا ہوں تمہارے ضعیف بہترین سن رسیدگان اور تمہارے جوانان بہترین جوانان تمہاری عورتیں بہترین زنان اور تمہاری اولاد بہترین اولاد ہے۔ ہرگز تم خود مغلوب نہ ہو گے اور تمہاری بزرگی کوئی صلب و عویس نہ کر سکتا۔ پس حضرت امام زین العابدین نے فرمایا۔ اے بھوپتی اس قدر کافی ہے محمد اللہ آپ عاقل و دانائیں۔ آپ جانتی ہیں کہ بعد مصیبت جزع کرنا مفید نہیں۔

**خطبہ مفصیحہ حضرت فاطمہ بنت سید الشہداء** المنی طرہ دختر سید الشہداء نے خطبہ پڑھا۔ اور ان اشقیاء پر محبت خدا تمام کی۔ اور فرمایا۔ میں حمد خدا کرتی ہوں۔ بعد دستگیر یزید دریاگ بیابان اور بوزن عرش تا تخت الشری ایمان بخدا رکھتی اور اس کی واحد انیت پر گواہی دیتی ہوں اور اسی پر مجھے توکل ہے اور اس امر پر خدا کو گواہ کرتی ہوں کہ محمد مصطفیٰؐ مجذہ اس کا اور رسول اس کا ہے۔ اور گواہی دیتی ہوں کہ کئے فرزندان گرامی کو لب فرات بے جرم و قصور شہید کیا۔ خداوند میں تجھ سے اس امر پر پناہ مانگتی ہوں کہ تجھ پر تہمت کروں اور اس کے برخلاف کہوں۔ جو کچھ تو نے پسند پیغمبر سے فرمایا۔ کہ اپنے وصی کے واسطے لوگوں سے بیعت لے اور اس کی امت نے اس کا حق غضب کیا۔ اور اس کو بے گناہ شہید کیا۔ چنانچہ کل کے روز اس کے فرزند کو کہ بلا میں شہید کیا اور اس کے پردہ بزرگوار کو بیشتر تیرے گھر میں شہید کر چکے تھے۔ خاک ہر ایسے مسلمانوں کی جنہوں نے ان کی حیات اور وقت وفات ان سے دفع ظلم نہ کیا۔ یہاں تک کہ پاک پائیزہ و پسندیدہ انہوں نے تجھ سے ملاقات کی۔ اس حال میں کہ منائب ان کے معروف اور ان کا دین مشہور تھا۔ اور خوف ملافت کفندگان سے تیری راہ رضا میں انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پروردگار تو نے انہیں عالم طفلی میں اسلام کی طرف ہدایت کی۔ اور بزرگی میں ان کی عاقبت بخیر کی۔ اور ان کے اطوار کو پسندیدہ کیا۔ اور وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسولؐ کی خیر خواہ رہے۔ یہاں تک کہ جب تجھ سے ملاقات کی۔ تارک الدین تھے اور آخرت کی طرف راضی تھے۔ راہ تیری میں کفار سے کیسے کیسے جہاد کئے۔ تو نے انہیں برگزیدہ اور بادی کیا۔ اب بعد اے اہل کوثر! اہل غرہ

و کبر و جبر و حق تعالیٰ نے ہم اہل بیت رسالت کو تمہارے ہاتھ میں مبتلا کیا ہے اور تم کو ہم سے امتحان کیا ہے اور ہماری بلاؤں کو ہم پر نعمت کیا ہے اور اپنا علم ہم کو دیا ہے اور ہم کو ادراک ہم کو عطا کیا ہے اور ہم ہی نہیں خدا پر صندوق علم خدا و خزن حکمت خدا جمیع بیا و بلا پر ہیں اور ہم کو اپنی کرامت سے بزرگ کیا ہے اور ہم کو اپنے پیغمبر کی برکت سے تمام مخلوقات پر تعلیت دی ہے۔ تم نے ہماری تکذیب کی اور کانفر سمجھا اور ہم پر قتال کرنا حلال سمجھ کر تمہارے مال کو غارت کیا اور ہم کو مانند اسیران ترک و دیلم اسیر کیا۔ کل کے روز تم نے ہم سے بد پروردگار کو قتل کیا اور سبب کینہ ہائے دیرینہ ہر وقت ہم اہل بیت کا خون ہماری نگوادوں سے ٹپکتا رہا اور ہمارے قتل کرنے سے تمہارے دل شاد ہوئے اور بہت جلد تم اپنے جڑے اعمال کو بچو گے خدا تمہارے اور تمہارے میلان حکم کرے گا۔ تم ہماری خونریزی اور ہماری مال لوٹ لینے سے خوش نہ ہو۔ یہ ہمارا موجب سعادت ہے اور خدا نے ہماری بہتری و بزرگی کیلئے یہ مصائب مقرر رکھے ہیں۔ اسے ہونم پر نعمت اور خداوند کے منتظر رہو کہ بہت جلد تم پر نازل ہوتا ہے اور خدا ہائے پے در پے آسمان سے تم پر نازل ہو سکے تم کو متا صل کریں گے اور تم دنیا میں اپنی تلواریں ایک سر سے بچھینو گے اور جمعی میں ہنداب الیم کو قتل کر دو گے بعض اس کے جو تم نے ہم پر ستم کیا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ الامنة الله على الظالمين۔ وائے ہونم پریم نہیں جانتے کہ تم نے کس مانتوں سے نیزے مارے اور تمہارے کن لوگوں نے ہمیں قتل کیا۔ کن پاؤں سے تم ہمارے قتل کو ردائے ہوئے تمہارے دل سنگین اور جگر غلیظ ہیں تمہارے دلوں پر ہر شقاوت کی گئی ہے حتیٰ کی طرف سے ہماری آنکھیں اندھی اور کان ہم سے ہو گئے شیطان نے ہماری فطروں میں اعمال قبیح کو نہایت دی اور تمہارے دیدہ بصیرت کے سامنے پردہ ضلالت ڈال دیا۔ تم پر راہ راست مسدود کر دی۔ ہلاک ہونم سے اہل کوفہ کن کن خوں کا تم سے حضرت رسالت قصاص لیں گے اور کس کس ظلم و ستم کا بدلہ تم سے رسول خدا لیں گے اس مکہ و عذر کا جو کہ میرے جد علی بن ابی طالب اور فرزندان رسول سے تم نے کیا اور انہیں قتل کیا اور تم میں سے فخر کرنے والے نے فخر کیا کہ میں نے علیؑ اور فرزندان علیؑ کو شمشیر ہائے ہندی سے قتل کیا اور ان کی عورتوں کو اسیر کیا۔ اسے فخر کرنے والے تیرے رتہ میں خاک ہو تم لوگ اس نردہ کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو جن کی پروردگار نے شہنشاہی ہے اور ہر شک و گناہ سے پاک و مطہر کیا ہے مثل اپنے آباؤ اجداد کے تم بھی کافر ہو۔ اپنے انساں و کردار پر نظر کر دو اور اپنی عاقبت پر روتو تم نے ہماری جلالت و عظمت پر حسد کیا اور ہماری رفعت و کمربست دیکھ کر تم کو تاب نہ رہی اور آگاہ ہو کہ یہ سب فضل خدا ہے وہ جسے جانتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے خدا نے اپنا نور عطا نہیں کیا وہ دنیا و آخرت میں بے نور ہے ان معظّمہ اور ان جگر و خنہ مبتلا کے ان خنجان جانور سے جو ش خروش برپا ہوا اور درو دیوار سے صدائے فوج و گریہ و زاری بلند ہوئی اور کہا۔ اے دختر پاکاں اور معصومان غلوں ہو کہ ہمارے دلوں کو تم نے جلادیا اور ہمارے سینہ میں آتش حسرت روشن کر دی اور تمہارے دلوں کو کباب کیا۔

خطبہ ام کلثومؓ خواہر شہداءؓ بعد اس کے ام کلثومؓ دروسری دختر خباب فاطمہؓ نے صدائے گریہ و زاری بلند کی اور درود کر آزدی کہ اے اہل کوثر تمہارا حال اور مال بُرا ہوا اور تمہارے منہ بیاہ ہوں۔ تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؓ کو بلایا۔ اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا۔ اور ان کے پر و گیان عصمت و طہارت کو اسیر کیا۔ دوائے ہونم پر اور لغت ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا ظلم و ستم کیا ہے۔ اور کن گناہوں کا اپنی پشت پر انبار کیا ہے۔ اور یکے غونہائے محترم کو مہایا۔ دختران محمدؐ کو نالال کیا۔ اور کن بزرگوں کے مال کو تم نے لوٹ لیا بعد حضرت رسولؐ تم نے منتر بن خلق خدا کو قتل کیا۔ تمہارے دلوں سے رحم دور ہو گیا۔ اور تحقیق کہ گروہ و دشمنان خدا ہمیشہ غالب رہے۔ اور شیطان کے مددگار و یاد دہیزاں کا رہیں۔ بعد اس کے مرثیہ بتید الشہداء میں چند اشعار انشاء فرمائے۔ جس کے سننے سے اہل کوثر نے خروش و ادبلا و احسن تابلند کیا۔ غلغلہ و نالہ و زاری و گریہ سوا وادی و فوج و خروش فلک سیما و پوش بکسہ پہنچا تھا۔ ان کی عورتوں نے بال اپنے کھول دیئے۔ خاک حرمت اپنے نزل پر ڈال کے اپنے منہ پر طمانچے مارتیں تھیں اور دوا و بلا و اثبور کہتی تھیں۔ اور ماتم برپا تھا کہ دیدہ روزگار نے کچھ دیکھا۔

بعد اس کے حضرت امام زین العابدینؑ نے لوگوں کی طرف اشارہ

**خطبہ حضرت امام زین العابدینؑ** کر کے فرمایا۔ خاموش رہو اور کھڑے ہو کر حمد و ثنا پروردگار کی ادا کی۔ اور حضرت رسولؐ اہل بیتؑ پر درود بھیج کے فرمایا۔ ایہا الناس۔ جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا ہے جانے میں علیؑ ابن الحسینؑ ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جسے بے جرم و قصور کناز فرات ذبح کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کی ہتک حرمت کی اور اس کا مال لوٹ لیا اور اس کے عیال کو اسیر کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کا راہ خدا میں سرکا گیا۔ اور یہی فخر میرے واسطے کافی ہے۔ ایہا الناس میں تم کو قسم خدا کی دیتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا۔ اور ان سے عہد و پیمان کیا۔ اور ان سے بیعت کی۔ آخر کار ان سے جنگ کی۔ اور دشمن کو ان پر مسلط کیا۔ پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی۔ اور میری راہ اپنے واسطے پسند کی۔ تم لوگ کن آنکھوں سے حضرت رسولؐ کی طرف دیکھو گے جس روز وہ تم سے فرمائیں گے۔ تم نے میری عزت کو قتل کیا۔ اور میری ہتک حرمت کی۔ کیا تم میری امت سے نہ تھے۔ یہ سن کر صدائے گریہ ہر طرف سے بلند ہوئی۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے۔ ہم ہلاک ہوئے۔ جب صدائے فضاں کم ہوئی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا اس پر رحمت نازل کرے۔ جو میری نصیحت قبول کرے اور میری وصیت کو بحق خدا و رسولؐ اہل بیتؑ یاد رکھے کیونکہ مجھے تبلیغ و رسالت میں حضرت رسولؐ کی پیروی لازم ہے۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا مجھے فریاد کی۔ یا بن

رسول اللہ ﷺ نے آپ کا کلام سنا۔ ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہم آپ کی حرمت کو پہچانتے ہیں اور آپ کے خواہاں خدمت میں ہیں۔ جو کچھ آپ فرمائیے ہم اس کو بجالائیں۔ جو آپ سے جنگ کرے ہم اس سے جنگ کریں اور آپ سے صلح کرے ہم اس سے صلح کریں۔ اگر آپ کہیں آپ کے ننگاروں سے آپ کا خلع طلب کریں حضرت نے فرمایا یہی ماتم یہی مات اے خدا رو اے مکارو۔ مجھ سے بھی وہ سلوک کر دو جو میرے بزرگوں سے کیا۔ بحق خداوند آسمان ہائے دوا میں تمہارے قول و قرار پر اعتماد نہیں کرتا۔ اور کیونکر تمہارے دروغ بے فرارغ کو یقین کر دوں۔ حالانکہ میرے زخم ہائے دل ہنوز تازہ ہیں میرے پدر اور ان کے اہل بیت کل کے لئے تمہارے مکر سے قتل ہوئے اور ہنوز مصیبت حضرت رسولؐ و پدر و برادر و عزیز و اقارب میں نہیں بھولا۔ اور اب تک ان مصیبتوں کی تلخی میری زبان پر ہے۔ اور میرے سینے میں ان غمتوں کی آگ بھڑک رہی ہے بعد ازاں چند شعر مرثیہ امام مظلوم و بیان شقاوت و شدت عذاب قاتلان آنحضرتؐ پر پڑھ کر نہائے اور غنائیں پڑھیں۔

بعض کتب مقبولہ میں مسلم گجکارسے روایت کی ہے

**روایت زبانی مسلم معمار دارالامارۃ** اس نے کہا مجھے ایک دن ابن زیاد نے دہر الامارۃ کی مرمت کے لئے کوفہ میں طلب کیا۔ اور میں شغول گجکاری تھا۔ ناگاہ اطراف کوفہ سے میں نے صدائے شیون و فغان سنی ایک شخص میرے پاس کھڑا تھا۔ اس سے میں نے پوچھا۔ یہ کیسی آواز ہے۔ اس نے کہا کسی نے نید پر خروج کیا تھا۔ ابن زیاد کا لشکر اس سے جنگ کرنے گیا تھا۔ آج اس کا سر شہر میں لاتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کون تھا۔ جس نے خروج کیا تھا اس نے کہا۔ حسین ابن علیؑ تھے۔ یہ سن کے میں سبب خوف کے اس شخص سے کچھ کہہ نہ سکا۔ جب وہ باہر گیا میں نے اپنا منہ اس قدر پیٹا۔ کہ اندھا ہو جاؤں بعد اس کے اپنے ہاتھ دھو کے قصر سے باہر گیا۔ ادھر بیرون کوفہ پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ لوگ جمع ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ ناگاہ مجھے چالیس کجاوے اور محل دکھائی دیئے مجھ سے لوگوں نے کہا۔ حرم محترم حضرت بیتا شہدار اور فرزندان فاطمۃ الزہراؑ ان محفل میں ہیں ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام زہراؑ العابدین شہر ہنہر علیہ در بخورد و مجروح سوار ہیں اور ہم اقدس سے خون نپک رہا ہے۔ اور اپنے حزن و اندرہ کے اظہار میں اس مضمون کے چند شعر ہیں کہ اسے بدترین امت خدا تم کو غیر نزد سے۔ تم نے ہمارے جد نامدار رسول خدا کی رعایت ہمارے حق میں نہ کی۔ روز قیامت جب ہم تم ان کے پاس حاضر ہوں گے۔ اس وقت انہیں کیا جواب دو گے۔ کہ ہم کو شتران بے کجا دم پر سوار کیا ہے اور مانند امیروں کے لئے جاتے ہو۔ گویا ہسم کبھی تمہارے امور دینی میں شریک نہ ہوتے تھے۔ ہم کو حاضر رکھتے ہو۔ اور ہمارے قتل کرنے پر خوش ہوتے ہو۔ وائے ہو تم پر کیا تم نہایت تھے کہ رسول خدا و سید انبیاء ہمارے جد ہیں۔ اسے واقعہ کو بلا تو نے وہ رنج میرے

دل کو دیا ہے کہ ہرگز تسکین نہیں ہوتی۔ اہل کوفہ بچوں پر رحم کھا کے خرے اور روٹیاں دیتے تھے ام کلثوم نہیں منع کر کے فرمائی تھیں اسے اہل کوفہ ہم اہل بیت پر تصدق حرام ہے اور خرے بچوں کے ہاتھ سے زمین پر پھینک دیتی تھیں زناں کو ذہان منقربان حضرت ذوالجلال کے حال پر گریہ کرتی تھیں ام کلثوم نے جب ان کی صدائے گریہ سنی عمل سے آواز دی اور فرمایا ۱۰۔ اے زناں کو ذہان منقربان نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہم اہل بیت کو اسیر کیا ہے پھر تم کیوں روتی ہو خداوند عالم بر ذہان امت ہمارا اور تمہارا حاکم ہے اس ہی کلام سے صدائے نالہ و شہوان بلند ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ سرہائے شہداء انبیزوں پر نمایاں ہوئے اور ان سروں کے درمیان ایک سر تھا حسن و صفا و نور ضیا ہو رہا تھا اور وہ سر جناب رسول خدا سے بہت مشابہ اور مانند آہ تاباں و نیشاں تھا اور جناب ریش مبارک سے ظاہر تھا حضرت زینب نے جب اس سر طہر کو دیکھا اپنا سر چوب محل پر ٹپکا اور فریاد کی کہ اے مہتاب فداک امامت ظلم و ستم سے بیاہ دیووں کے تجھے گن گناہے خورشید پر خلافت اس گردش روزگار نے تیرا رخ افق غروب میں ہم سے پوشیدہ کر دیا۔ اسے برادر مہربان فاطمہ زہرا نے تفسیر کو بلاؤ اور اس کی دلجوئی و دلداری کرو۔ اسے برادر بزرگوار اپنے فرزند باقم زندہ بیلد و نذر علی بن حسین کی خبر فدیہ کہ ان کا جسم نجف ظلم و جور دشمنان سے مجرد اور ان کا دل ظلم و ستم دشمنان سے مفرود ہے۔ اس کلام سے ان معظمہ نور دیدہ جناب فاطمہ کے آتش حسرت زمین سے آسمان تک شعلہ در ہوئی اور چشم حاضرین سے اشک خویش جاری ہوئے آندھی سیاہ اٹھی۔

**اہل بیت کا دربار ابن زیاد میں نشر لٹ لانا۔** شیخ بن نما وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن سعد لعین نے پیدا شہدار کا سر منور خولی اجمعی ملعون کو دیا۔ اور ابن زیاد ملعون پاس بھیجا۔ خولی ملعون شب کو پہنچا۔ اس وقت اس ولد الزنا کے قصر کا دروازہ بند تھا۔ وہ ملعون حضرت کا سر مبارک اپنے مکان میں لے گیا اس شقی ملعون کی دو پیسیاں تھیں ایک قبیله بنی اسد سے اور دوسری بنی خضر سے اس ملعون نے سر طہر کو مکان میں پوشیدہ کر دیا اور خود زن خضر میرہ پاس سو بیا۔ زن خضر میرہ نے اس سے پوچھا۔ تو کہاں سے آیا ہے اور کیا لایا ہے اس نے کہا سر حسین لایا ہوں اس عورت نے کہا۔ وائے ہو تجھ پر فرزند حضرت رسول کا سر اس مکان میں لایا ہے قسم خدا اب میرا سرتن سے بالین پر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر اٹھی اور صحن میں آئی۔ ناگاہ اس کی نظر ایک نور عظیم پر پڑی کہ وہ نور حجرہ سے آسمان تک سا طع تھا جب وہ اس حجرے میں گئی اس نے دیکھا۔ وہ نور حضرت کے سر منور سے سا طع تھا۔ اور ملائکہ بصورت مرغان سفید اس سر مقدس کے گرد جمع ہیں۔ دوسرے روز ابن زیاد ملعون نے قصر دار الامارۃ میں جلسہ کیا اور مردمان کوفہ کو حاضری کا حکم۔ اور سر امام حسین کا طشت میں رکھ کے اس ملعون کے پاس لے گئے۔ اور پردگیاں سراق عصمت و طہارت فرزند ان حضرت

رسالت کو مثل امیردوں کے اس لعین کے سامنے لائے بردایت حضرت امام زین العابدینؑ نشان بن انس ملعون حضرت کا سر مبارک اس لعین کے پاس لایا۔ اور چند شعر اس مضمون کے پڑھے کہ میری سپرد کو طلا و نقرہ سے بھر دے۔ کہ میں نے ایک بادشاہ بزرگ کو قتل کیا ہے کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ جو حسب و نسب میں سب سے افضل تھا اور اس کے مادر و پدر سب سے بہتر تھے۔ ابن زیاد نے کہا۔ برہم و غضب آلود ہو کے۔ جبکہ تو جانتا تھا۔ کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ پھر کیوں تو نے ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے حکم دیا اس ملعون کو قتل کریں۔ اس کے بعد حضرت کا سر مبارک اس ملعون پر سخت کے سامنے رکھا۔ اس بدگھر ملعون نے تبسم کر کے اظہار شادی دسور کیا۔ اور پھڑکی آنحضرتؐ کے لب و دندان مبارک پر رکھنا ادا کرتا تھا۔ کیا خوب یہ لب و دندان ہیں۔ یہ حال دیکھ کر زید بن ارقم نے کہا۔ اے پسندیدہ پھڑکی ان لب و دندان و دندان سے اٹھائے میں نے سکھ دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ اس مقام کے لئے لیتے تھے اور ان ہونٹوں کو چوستے تھے کہ کہ زید نے صدائے گریہ و زاری بلند کی۔ اس دلدل زمانے کہا۔ اے دشمن خدا تو گریہ و زاری کرتا ہے خدا نے مجھے فتح دی اگر بڑھاپے سے نیراہ حال صدف کا نہ ہوتا تو میں بیشک تجھے قتل کرتا زید نے کہا۔ میں نے دیکھا ایک روز حضرت رسولؐ نے ان کے برادر حسنؑ کو اپنے داہنے زانو پر ان کو بائیں زانو پر بٹھایا اور ان کے سر پر پڑا تھ پیر کے فرمایا۔ خداوند! میں ان کو نیرے سپرد کرتا ہوں۔ اور نیرے شاکستہ مومنوں کے حوالے کرتا ہوں۔ اے پسندیدہ تو نے امانت حضرت رسولؐ کی خوب حفاظت کی۔ یہ کہہ کر روتے ہوئے اس ملعون کی مجلس سے باہر آئے اور کہا۔ اے اہل کوفہ تم پر لعنت ہو کہ تم فرزند فاطمہ کو قتل کیا اور فرزند مہمان کو اپنا سردار کیا جس نے ہمارے حکموں کو قتل کیا۔ اور بدوں کو اپنا صاحب کیا۔ جب اس ملعون نے حضرت زینب کو دیکھا کہ ایک کنارے کھڑی ہیں اور کینیزیں ان کے گرد احاطہ کئے ہیں۔ اس دلدل زمانے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ ایک کینیز نے کہا یہ حضرت زینب خاتون دختر حضرت فاطمہ بنت رسولؐ خدا ہیں اس ملعون نے کہا۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تم کو خدا نے رسوا کیا۔ اور تمہارا دروغ ظاہر کر دیا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا میں اس خدا کا شکر کرتی ہوں جس نے ہم کو لعیب اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰؐ کے عزت دی۔ اور ہم کو جس و شرک و گناہ سے پاک کیا جو حق پاک کرنے کا تھا۔ اور رسوا نہیں ہوتا۔ مگر فاسق اور دروغ نہیں کہتا مگر فاجر کہ وہ اور لوگ ہیں۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھا۔ خدا نے تمہارے برادر اور اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا میں نے ان کو بنیکی دیکھا۔ اور خدا نے ان کو بدرجہ شہادت فارغ کیا۔ اور بہت جلد تیرے اور ان کے درمیان حکم کرے گا وہ تجھ سے غاصمہ کہیں گے۔ اس وقت تجھے معلوم ہو گا۔ کہ کون حق پر تھا۔ اس ملعون نے اس کلام سے شتمناک اور غضب آلود ہوس کے قتل کا حکم دیا۔ عمر بن حریث نے کہا۔ زناں مانم زندہ کے کلام پر موافقہ

کرا غفل سے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ: اے خداوند! اہل بیت پر فتح دی، حضرت زینب نے فرمایا کہ: ہمارے بزرگ کو قتل کیا، اور اہل بیت رسول کی اصل و فرع کو قطع کیا، و ہر دہشت و بھروسہ کھنڈنے فرمایا، اے پسر زید! امام حسین کے قتل سے میری آنکھیں روشن ہوئیں، ان کے جد بزرگوار رسول مختار کی آنکھیں ان کے دیکھنے سے بہت روشن ہوئیں، ہمیشہ ان کے منہ کے بوسے لیتے تھے۔ اور ان کے ہنڈول کو چومتے تھے اور ان کو اپنے دوش پر سوار کرنے تھے آخرت میں ان کے جواب دہی پر عیا اور مستعد رہ۔ اس لیے ان نے امام زین العابدین کی طرف دیکھ کر پوچھا: یہ کون ہے، لوگوں نے کہا: یہ علی ابن الحسین ہیں، اس ملعون نے کہا: میں نے سنا ہے علی بن الحسین کو خدا نے قتل کیا ہے، امام نے فرمایا: میرا ایک برادر تھا، اس کا نام علی تھا ظالموں نے اسے ستم قتل کیا ہے، ابن زینب نے کہا: بلکہ خدا نے قتل کیا ہے، امام نے فرمایا: وقت ہنگام یعنی وقت وفات خدا ہی سب کی جانب قبض کرتا ہے، ابن زید نے کہا: تم میرے جواب دینے میں بہت حراست رکھتے ہو، پھر اپنے ملازموں سے کہا: ان کو بھی لے جا کر قتل کر دو، جب حضرت زینب نے یہ سنا مضطرب اپنے بھتیجے سے لپٹ گئیں، اور فرمایا: اگر تو انہیں قتل کرتا ہے، پہلے مجھے قتل کر، امام زین العابدین نے فرمایا: پھر بھی اناں مجھے چھوڑ دیجئے، پھر فرمایا: اے پسر زید! تو مجھے قتل کرنے پر دھمکا تا ہے، کیا تو نہیں جانتا کہ وہ خدا میں قتل ہونا، ہماری عادت ہے، اور اظہار دین میں شہید ہونا ہماری کرامت ہے بعد اس کے اس ملعون کے حکم سے اہل بیت کو قریب مسجد ایک مکان میں قید کیا، حضرت زینب فرماتی ہیں کہ حالت ابھری میں ایک عورت بھی اہل کوفہ سے ہمارے پاس نہ آئی، مگر لونڈیاں اور کنیزیں دیکھنے کو آئیں تھیں، رتنی نے عباس میں عمر و پسر امام زین العابدین سے روایت کی ہے، کہا: جب میرے جد امام حسین مظلوم کو شہید کیا، زناں بنی ہاشم نے حضرت کے ماتم میں موٹے کپڑے بیاہینے گرمی سردی سے مطلق پر راہ نہ کی، حضرت امام زین العابدین ان ماتم داروں کیلئے کھانا بھیجتے تھے، سید احمد بن ابی طالب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابن زید نے عمر بن سعد معین کو طلب کر کے کہا: جو نامہ قتل حسین کے بارے میں تجھے لکھا تھا وہ مجھے دے عمر نے کہا: وہ نامہ گم ہو گیا، ابن زید نے کہا: تجھے ضرور ہے، کہ وہ نامہ حاضر کرے، تو کیا چاہتا ہے دفع طعن و تشنیع مردم کے لئے تیرے پاس ایک عذر معقول رہے عمر سعد نے کہا: میں نے کیا تجھے نصیحت نہیں کی تھی، کہ ان کے قتل کا دھپے نہ ہو، تو نے نہ سنا، اور وہ محض خیر خواہی تھی، عثمان برادر ابن زید نے کہا: یہ سچ کہتا ہے، میں بھی چاہتا تھا، کہ حسین قتل نہ ہوں، اور ہم لوگ ہمیشہ ذلیل نہ رہیں، عمر بن سعد نے کہا: قسم خدا کسی نے مجھ سے بدتر کام نہیں کیا، میں نے ابن زید کی اطاعت کر کے خدا کو غضبناک کیا اور اپنا قطع رحم کیا میں نہیں جانتا، میرا انجام کیا ہو گا، پس ابن زید برسم ہو گیا، اور کہا: الحمد للہ خدا نے حق اور اہل حق کو غالب کیا، زید اور اس کے لشکر کی مدد کی کذاب ابن کذاب کو قتل کیا۔

کلام عبداللہ بن عقیف الرومی نے کہ شیخان حضرت امیر المومنینؑ سے تھے اور ایک ۱ لکھ ان کی جنگ جمل میں اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں جاتی رہی تھی۔ اور ہمیشہ مسجد میں مشغول عبادت تھے کھڑے ہو کے کہا۔ اسے میرے جانے کذاب پس کذاب تو اور تیرا باپ ہے۔ اور جس شخص نے تجھے حاکم کہا ہے۔ وہ اداں کا باپ کذاب ہے۔ اسے دشمن خدا فرزند رسولؐ کو تو نے قتل کیا۔ اور مسلمانوں کے ممبر پر قدم محسوس کر کے ایسی باتیں بکتا ہے ابن زیاد نے خشتناک ہو کے کہا۔ یہ کون ہے جس نے یہ کلام کہا۔ ابن عقیف نے کہا میں ہوں۔ اسے دشمن خدا نے ذریت طاہرہ حضرت رسولؐ کو قتل کیا کہ خدا نے جن کی شان میں یہ تطہیر نازل کیا۔ اور دعویٰ مسلمانی کو نہ ہے واثمناہ کہاں ہیں اولاد ماجربین و انصار کہ طاعی یسین پس یسین یعنی یزید علیہ السلام سے انتقام نہیں لینے کہ حضرت رسولؐ نے مر کر اس پر اور اس کے باپ پر لعنت کی ہے۔ پس کہ اس یسین کی آتش غضب سینے میں بھڑکنے لگی۔ اور رگمٹے گردن عقدہ کے مارے پھول گئیں۔ اور کہا۔ اسے میرے پاس لاؤ۔ چوہدار دوڑے اور ان کو گرفتار کر لیا عثمان کہ اشرف قبیلہ بنی ازد سے تھا۔ اس نے ان کو چوہداروں کے ہاتھ سے چھوڑا کہ ان کے مکان میں پہنچا دیا۔ ابن زیاد ملعون نے کہا۔ اس اندھے کو پکڑ لاؤ۔ جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہنچی سات سو آدمی جمع ہو گئے اور تمام قبائل من بھی جمع ہو گئے۔ جب یہ خبر ابن زیاد ملعون کو پہنچی۔ قبائل مہرج جمع کیا۔ اور محمد بن اشعث کو ان سے جنگ کے لئے بھیجا۔ ان دونوں گروہ میں محارب عظیم واقع ہوا۔ اور دونوں طرف سے بہت عذاب قتل ہوئے۔ ابن زیاد کے لوگ غالب ہو کے ابن عقیف کے دروازے پر پہنچے۔ اور دروازے کو توڑ کے مکان میں گئے۔ ابن عقیف کی دختر نے اس پر عقیف کو خبر کی کہ دشمن آپہنچے۔ انہوں نے کہا۔ میری شمشیر مجھے دو جب شمشیر انہیں دی۔ رجز پڑھتے۔ اور تلوار ہلا ہلا کے دشمنوں کو دافع کرتے تھے۔ ان کی دختر بیک اختر کہتی تھی۔ کاش میں مرد ہوتی اور آج ان فاجروں اور فالتوں مترتبہ میرے سے تمہارے سے ملنے محاربہ و مقاتلہ کرتی وہ ملاعین ہر طرف سے ان پر حملہ کرتے تھے۔ اور ان کی دختر ان کو خبردار کرتی تھی۔ اور جس جانب سے دشمن آتے تھے۔ وہ دختر بیک اختر اپنے باپ کو مطلع کرتی تھی۔ اور وہ اسی طرف جنگ میں مشغول ہو کے دشمنوں پر حملہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیانے انہیں گھیر لیا۔ ان کی دختر فریاد کرتی تھی کہ وادبلاہ کوئی اس وقت مدد گاری کو نہیں آتا۔ کہ میرے باپ کو بچائے۔ ابن عقیف تلوار چلائے۔ اور رجز پڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیاء کو خوب عاجز کیا۔ آخر الامر گرفتار کر کے ابن زیاد پاس سے گئے ابن زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا الحمد للہ خدا نے تم کو ذلیل کیا۔ ابن عقیف نے کہا۔ اسے دشمن خدا کی چیز سے خدا نے مجھے ذلیل کیا۔ قسم بخدا اگر میری آنکھیں سہیں اس وقت عرصہ کا رتھ پر تنگ کر دیتا۔

نے کہا۔ اسے دشمن خدا تو عثمان کے سنی میں کیا کہتا ہے۔ ابن عقیف نے کہا۔ اسے ملد الزنا غلام کا فراں اسے پسمرجانہ از ایند تھے عثمان سے کیا کام خواہ سنی پر پٹھا یا باطل پر خدا اس کے اور اس کے قتل کرنے والوں کے درمیان حکم کرے گا۔ لیکن مجھ سے اپنے اور اپنے پدر اور بزرگ اور اس کے پدر کا حال پوچھ کہ میں تجھے اور اس کے نسب سے آگاہ کروں۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں اب تجھ سے کوئی سوال نہیں کرتا۔ جب تک کہ شریعت مرگ تو نہ چکے۔ ابن عقیف نے کہا الحمد للہ رب العلمین قبل تیری ولادت کے میں اپنے پروردگار سے سوال کرتا تھا کہ سنی تعالیٰ مجھے شہادت عطا کرے اور دعا کرتا تھا کہ میری شہادت بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے ہو جب میں نابینا ہوا۔ اپنی شہادت سے ناامید ہو گیا بحمد اللہ کہ اب خدا نے مجھے بعد ازاں امیدی کے امید شہادت کی نصیب کی۔ اور میری دعا سے قدیم کو مستجاب کیا۔ بعد اس کے حکم ابن زیاد ملعون ان بزرگوار کا خون قتل کر کے بہا یا گیا۔ اور ان کو سولی پر کھینچا۔ اور دوسرے روز حکم دیا کہ نوریدہ خیر البشر کا سر مٹھ لو کہ نیزہ پر نصب کر کے کوچہ بازار کو فریں پھرایا جائے۔

زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں اپنے مکان میں قریب کھڑکی روایت زید بن ارقم کے بیٹھا تھا۔ ناگاہ میں نے صدائے ہجوم عام و خروش عوام سنا جب کھڑکی سے سر باہر نکالا۔ دیکھا تیزوں پر سر بلند ہیں۔ اور ان سروں میں ایک سر مانند آفتاب کے درخشاں ہے۔ اور نور اس سے ساطع ہے۔ جب وہ قریب میری کھڑکی کے پہنچا۔ میرا مکان اس سرور کی شعاع سے روشن ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس سر مٹھ کے بول کو حرکت تھی جب بنو رنا معلوم ہوا وہ سر مبارک سورہ کہف کی تلاوت کرتا تھا۔ جب اس آیت تک پہنچا۔ اَمْ حَسِبْتَ اِنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ اس وقت میرے تمام بدن کے روئیں کھڑے ہو گئے۔ جب میں نے منظر غور دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا ہے میں نے کہا۔ اسے فرزند رسولؐ آپ کا حال اصحاب کہف کے حال سے زیادہ عجیب ہے۔ وروایت دیگر جب آنحضرتؐ کا سر مبارک بازار کو فریں پہنچا۔ نیزہ کے اوپر اس وقت سر مٹھ نے بلند آواز سے سورہ کہف پڑھنا شروع کی۔ اور پھر اس آیت کی تلاوت کی اَنْتُمْ نَبِیُّہٗ اٰمَنُوْا بِرَبِّہِمْ وَرَزَقْنٰہُمْ ہٰثِمِی۔ ان معجزات کے مشاہدہ سے بھی ان کافروں کو کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ ان کی ضلالت بڑھتی گئی۔ وروایت دیگر جب سر مٹھ کو فریں درخت پر لٹکایا۔ تو یہ آیت کی تلاوت فرمایا۔ وَیَسْبِغُوْا لَہٗمْنَ ظَلَمُوْا اٰیٰی مُتَعَلِّیْنَ یُتْلٰی لَہُمْ یٰۤاٰیٰتِیْنَ بَیِّنٰتٍ لِّیِّنِیْ بَیِّنٰتٍ قَرِیْبٍ حال معلوم ہو گا۔ ظالموں کو کہ کیوں مکر ان کی بازگشت ہے۔

و روایت سابقہ ابن زیاد عیین نے اطلاع

خیر شہادت سید الشہداء کا مدینہ منورہ پہنچا میں فتح نامے روانہ کئے اور یزید پلید کو

لکھا۔ کہ جو کچھ یقینہ اہل بیت رسالت کے لئے حکم ہوا۔ اس کی تعمیل کروں اور ایک خط اس ملعون نے مرد بن سعید امیر مدینہ کو بھی لکھا۔ جب اس ملعون کو یہ خبر پہنچی۔ اس نے حکم دیا۔ کہ مدینہ میں ندا کرو۔ حسین قتل ہو گئے۔ لہذا اس صدا کے خانہ ہائے بنی ہاشم اور تمام مکانات مدینہ سے صدائے شیون بلند ہوئی۔ کہ کبھی ایسا ماتم مدینہ میں برپا نہ ہوا تھا۔ بعد اس کے وہ ملعون ہنسر پڑ گیا۔ اور کہا۔ یہ نالہ و شیون اس نالہ و شیون کا عوض ہے۔ جو خانہ ہائے بنی ہاشم سے قتل عثمان پر بلند ہوا تھا۔ بعد ازاں مصلحتاً کہا۔ میں چاہتا تھا۔ ان کا سر ان کے بدن پر ہونا اور وہ مجھے گالیاں دیتے اور میں ان کی مدح کرتا۔ لیکن کیا کروں۔ جو شخص تلوار کھینچ کے میرے قتل کا قصد کرے۔ بغیر اس کے قتل کے اور کیا چارہ ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن صائب نے اٹھ کر کہا۔ اگر فاطمہ زندہ ہوتیں۔ تو سر حسین دیکھتیں۔ تو اپنا کیا حال کرنیں۔ عہد نے کہا میں فاطمہ سے زیادہ ترادار ہوں ان کا پدر میرا عم اور ان کا شوہر برابر اور ان کا فرزند میرا فرزند ہے۔ اگر فاطمہ زندہ ہوتیں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور ان کے دل میں آتش حسرت مستعمل ہوتی۔ مگر ان کے قتل کرنے واسطے ہر ملامت نہ کرتیں۔ بعد ازاں ایک غلام نے عبداللہ بن جعفر پاس جا کے ان کے دونوں فرزندوں کی خبر شہادت بیان کی حضرت عبداللہ بن جعفر نے زبان صبر و رضا کہا۔ اِنَّا لَعَدُوٌّ اَکْبَرُ رَاجِعُونَ۔ یہ سن کر ابو سلاسل کہ منجملہ غلامان آزادہ کردہ۔ حضرت عبداللہ تھا کہنے لگا۔ کہ یہ مصیبت بسبب حسین بن علی شکستہ ہوئی۔ جب اس غلام غلام نے یہ کہا عبداللہ نے اسے کفش اپنی ماری اور کہا اے فرزندہ کبیر گندہ امام حسین کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہے۔ قسم بخدا مجھے آرزو تھی کہ میں خود آنحضرت کے ہمراہ شہید ہوتا۔ اور اس سے بھی خوش ہوں کہ محمد اللہ میرے فرزندان کے ہمراہ سعادت شہادت فائز ہوئے۔ اگرچہ میں سعادت شہادت سے محروم رہا۔ بعد ازاں ان غلامان و خنجر عقیل بن ابی طالب نے مع اپنی خواہروں کے صدائے گریہ و زاری بلند کی۔ اور سدا شہداء اور شہدائے کربلا پر گریہ کرتیں۔ اور مرثیہ پڑھتی تھیں۔ و بردایت و بجز زینب دختر عقیل نے اپنے گیسو پریشان کر کے خونآب اشک آنکھوں سے رواں کئے اور کہتی تھیں۔ اے کافران بے جہا پیغمبر خدا کو کیا جواب دو گے جس وقت آنحضرت تم سے پوچھیں گے کہ میری عترت بر گزیدہ سے تم نے میرے بعد کیا سلوک کیا۔ اور کس وجہ سے ان کو قتل کیا اور امیر کیا میری نیکیوں کا یہی عوض تھا نا گاہ ایک آواز درمیان ہوا پیدا ہوئی۔ اور لوگوں نے سنا۔ کہ امام مظلوم پر کوئی فوج کر رہا اور مرثیہ پڑھتا ہے۔ جب رات ہوئی تو اطراف و جوانب سے صدائوں و مرثیوں کی بلند ہوئی اور معلوم ہوا۔ کہ آوازیں جنات کی ہیں۔ مگر ان پڑھنے والوں کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔

قصہ محافظہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام۔ جب یزید پلیدی ابن زیاد لعین کے نامہ پر مطلع ہوا۔ اس لعین کو لکھا کہ سر ہائے شہدایع امیروں کے شام کی طرف روانہ کر جب اس ہذین شقیہ کا نام نہ ملے تو ناگوئی پھر بنی شکیک روایت دیو پر بنی بنی



کی تعمیل کردہ۔ ان ملائکہ کے ہاتھوں میں جبریلؑ آتش تھے۔ وہ حربہ جسے مارتے تھے اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور اُسے جلا دیتی تھی۔ پس ان میں سے ایک نے میری جانب قصد کیا۔ میں نے فریاد کی۔ الامان الامان یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ درود ہو خدا تجھے نہ نشتے۔ جب صبح ہوئی۔ میں نے دیکھ دیکھ کر سب سامنے نما کرتے ہوئے تھے۔ درود ایت دیکر جب ہم شہر بلبلک کے قریب پہنچے۔ اہل شہر صبح علم و فلاح و دفریح سے استقبال کو آئے اور اظہار شادی و سرور کرنے لگے۔ ام کلثومؑ نے کہا۔ خدا تمہاری جمعیت کو پراگندہ کرے۔ اور تم پر ایسے شخص کو مسلط کرے۔ جو تم کو قتل کرے۔ اس وقت حضرت امام زین العابدینؑ نے ہفائے زمانہ فدا و شہادت روزگار میں چند شعر پڑھ کر گریہ فرمایا۔

قطب رواندی نے آتش سے روایت  
قصہ راہب سرافندس امام حسین علیہ السلام کی ہے وہ کہتا ہے۔ میں نے ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو سر مبارک امام حسینؑ کے ہمراہ شام تک گئے تھے۔ حرم مکہ میں دیکھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا۔ راہ شام میں ہم ایک نصرانی راہب کے گرجا میں پہنچے۔ اور آنحضرتؐ کا سر مبارک نیزہ پر نصب تھا۔ اور ہم اس کے گرد حفاظت کر رہے تھے۔ ہم شراب پی کر عیش و سرور میں مشغول ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا۔ دیوار گر جا پر سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ اس نے بقلم فولاد و خون سے اس مضمون کے چند شعر دیوار گر جا پر لکھے۔

اتوجوا امت قتلت حسینا  
شفاعتہ جدا یوم الحساب  
جن کا ترجمہ حضرت کوثرؑ بھریوی نے یوں کیا ہے۔  
میں کر شہید جن نے کیا ہے حسین کو  
دیکھ کے خوف زدہ ہوا۔ اور قصد کیا۔ اس ہاتھ کو پکڑ لوں۔ مگر وہ ہاتھ غائب ہو گیا۔ جب ہم پھر شراب خواری میں مشغول ہوئے۔ پھر وہ ہاتھ ظاہر ہوا اور اس مضمون کا دوسرا شعر لکھا۔  
کوئی شفیع نہ ہوئے گا میدانِ حشر میں  
معذب رہیں گے سفر میں وہ اشقیاء  
جب ہم سے ایک شخص نے پھر اس ہاتھ کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ وہ پھر غائب ہو گیا جب ہم پھر بیٹھے۔ وہ پھر غائب سے ظاہر ہوا۔ اور اس مضمون کا تیسرا شعر لکھا۔  
کتاب خدا سے مژد کے منہ کو عینوں نے  
ناسق کے حکم سے کیا ذبح حسین کو  
اس رت گریما کی کھڑکی سے راہب نے باہر سر نکالا۔ دیکھا۔ ایک نور اس سر مطہر سے طرف آسمان سا طلوع یہ دیکھ کر اس لشکر شقاوت اثر سے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہا۔ عراق میں عین سے لڑنے گئے تھے۔ اور

یہ سراسر کا یزید پاس لئے جاتے ہیں۔ راہب نے کہا۔ وہ جسبیں جس کا پدر تمہارا ہے پیغمبر کا ابن عم بہت ملاں کی مادر تمہارا ہے پیغمبر کی دختر ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ راہب نے کہا۔ تم پر لعنت ہو۔ اگر عیسیٰ کا پسرخوڑنا تو اس کو ہم اپنی آنکھوں پر رکھتے۔ تم اپنے سردار سے کہو۔ مجھ سے دس ہزار درہم لے۔ اور یہ سر مجھ دے دے۔ کہ آج کی شب میرے پاس رہے اور جب صبح کو تمہارا وقت کوچ ہو گا ہیں بہرے دہلے گا۔ جب عمر سعد عین سے کہا۔ وہ راضی ہو گیا۔ اور کہا۔ رہو میرے کہ یہ سراسر کو دے دو۔ کہ صبح تک اس کے پاس رہے پس راہب نے دس ہزار درہم کے دواؤں سے گرجا کی کھڑکی سے ان کی طرف پھینک دیئے۔ عمر بن سعد عین نے ایک ایک درہم پر رکھ دیا اور عمر کہہ کر کے تو بھلا کر کے پیر کر دیا۔ اور سر آنحضرتؐ اسے دے دیا۔ جب راہب اس سر بزرگوار کو اپنے گرجا میں لے گیا۔ اس کا گرجا۔ اس سر مٹھ کے نور سے روشن ہو گیا۔ اور صدائے ہائے غمی کہ خوشحال تیرا اور خوشحال اس شخص کا جو اس بزرگوار کی حرمت جانے پھر راہب نے سر مٹھ کو گلاب سے دھویا۔ اور مشک و کافور سے معطر کر کے اپنی جانے نماز پر رکھا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ پروردگار بحق عیسیٰ حکم کر کہ یہ سر بزرگوار مجھ سے کلام کرے۔ ناگاہ آنحضرتؐ کا سر مبارک گویا ہوا۔ اور فرمایا۔ اسے راہب تو کیا چاہتا ہے۔ مہربانہ عرض کی آپ کون ہیں۔ حضرت کے سر مبارک نے فرمایا۔ میں فرزند دلبند محمد مصطفیٰ و جگر گوشہ علی مرتضیٰ و نور دیدہ فاطمہ زہرا و شہید کریمہ و لثمت لب معلوم اہل جوارح ہوں۔ جب راہب نے یہ کلام غم انجام سنا۔ خروش بلند کیا۔ اور منہ آنحضرتؐ کے منہ پر رکھ کر کہا جب تک آپ میری شفاعت کا اقرار نہ کریں گے۔ تب تک میں اپنا سر مٹھوں گا۔ ناگاہ سر مبارک بیتا شہداء سے آواز آئی۔ کہ تو میرے جلد کا دین قبول کر۔ کہ ہر روز ہزار تیری شفاعت کر دل طلب نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

پس حضرت نے اس کی شفاعت قبول فرمائی۔ ان ملائین نے تصدیق کیا۔ کہ راہب سے سر مبارک نے پس راہب کو مٹھ پر دیا اور کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ تمہارے سردار سے کچھ کہوں۔ جب عمر سعد گرجا کے پاس آیا۔ راہب نے کہا میں تجھے خدا اور اس سر کے جد محمد مصطفیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اس کو صندوق میں رکھو۔ اور اس سر مبارک کو تکلیف نہ دے عمر سعد عین نے قبول کیا۔ مگر اپنے کہنے پر وفانہ کی۔ بعد اس کے راہب اپنے گرجا سے سر مٹھ اور نکلا۔ ہر مٹھوں میں حق تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ برکت الہی ملتی ہو۔ جب وہ طہین قریب دمشق پہنچے عمر بن سعد عین نے نوازہ دار سے دس ہزار درہم طلب کیے اور اپنی جہر دیو کے وہ توڑے کھوئے دیکھا۔ کہ بجائے درہم اس میں بٹیکے پال بھری ہیں۔ اور ان پر ایک طرف لکھا تھا۔ لا تُخْبِنَ اللّٰهُ فَاذِلَّا عما یعمل الفاعلون۔ یعنی گمان نہ کر کہ جو کچھ ظالم کرتے ہیں۔ اس سے خدا غافل ہے اور دوسری طرف لکھا تھا۔ یَعْلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوْا۔ لب بقلبوں یعنی بہت جانتے کاروں کو معلوم ہو گا۔ کہ ان کی بازگشت کہاں یہ دیکھ کر

اس ملعون نے کہا۔ اِنَّا لَنُؤَدِّئُکُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں نے دنیا و آخرت کو برباد کیا۔ پس ان ٹھیکریوں کو دریا میں پھینک دیا۔ مولف فرماتے ہیں۔ کہ اس لڑاہب کا قصہ اور سر امام حسین سے لڑاہب پر کشت یعنی ظاہر ہونا قصص مشہورہ سے ہے۔ اور اکثر کتب فریقین میں مذکور ہے اور شعر نے بھی اس قصہ کو نظم کیا ہے۔ اور اکثر روایات میں ذکر ہے کہ یہ حال منزل قنسرین میں گذرا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ لڑاہب یہودی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جس صندوق میں آنحضرت کا سر مبارک تھا۔ اس سے نور سا طبع ہے۔ اس نے وہ سر اطران سے لیا۔ اور اس سر پہلے کو معطر کیا۔ اور اس سے التماس شفاعت کی۔ حضرت کے سر منور نے فرمایا۔ اگر میرے جہد کا دین قبول کرے تو میں تیری شفاعت کروں۔ پس اس یہودی نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کیا۔ اور وہ سب مسلمان ہوئے۔

**دمشق میں اہل بیت اطہار کا درود کی ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین نے فرمایا**

جب ہمیں یزید پدید پاس لئے جاتے تھے۔ تو ہم کو شتر برہنہ پر سوار کیا تھا۔ اور مخدرات اہل بیت عصمت و طہارت بھی شتران برہنہ پر سوار تھے۔ اور ہمارے جد عالی مقدار کا سر مبارک نیزے پر ہمارے بگے آگے لئے جاتے تھے اور وہ اشقیاء ہمارے گرد حلقہ کئے تھے جو ان اشقیاء سے ہمیں روتے دیکھتا تھا۔ وہ ہمارے سر پر نیزہ مارتا تھا۔ یہاں تک کہ اس حال سے ہم کو دمشق میں داخل کیا۔ جب ہم اس شہر شوم میں پہنچے۔ ایک ملعون نے آواز دی۔ کہ یہ اہل بیت ملعون ہیں رمذا اللہ! بروایت اول جب وہ شہر دمشق کے قریب پہنچے ام کلثوم نے شمر لعین سے کہا۔ جب ہم کو شہر میں داخل کرنا تو اپنے ہمراہیوں سے کہنا کہ عورتوں کو اس راہ سے لے جائیں جس طرف تماشا کی کم ہوں یا یہ کہنا کہ سردوں کو آگے لے جائیں۔ تاکہ لوگ سردوں کے دیکھنے میں مشغول ہوں۔ اور ہماری طرف نظر نہ کریں۔ اس دلدل نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ بلکہ کثرت کفر و عناد سے حکم دیا۔ کہ سردوں کو شتران حرم کے بیچ میں لے چلو۔ بعض کتب معتبرہ میں سہیل بن سعد سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں شہر دمشق میں داخل ہوا۔ میں نے شہر کو نہایت آباد و کثرت اشجار و انہار و مکانات بلند و قصور رفیعہ سے سمور پایا۔ اور دیکھا کہ وہاں کے بازاروں کو خوب نرین کیا ہے دکانوں پر پردے لٹکائے ہیں۔ لوگوں نے اپنی زینت کی ہے۔ دنت و نقارے وغیرہ بجاتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ شاہ آج ان کا عید کا دن ہے۔ یہ خیال کر کے میں نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا یہاں آج کوئی عید ہے جس کو ہم نہیں سمجھتے؟ لوگوں نے کہا۔ اے سہیل ہم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون کیوں نہیں برستا۔ اور زمین سرنگوں کیوں نہیں ہوتی۔ اے سہیل یہ خوشی اس واسطے کہ سر امام حسین ابن علی یزید کے لئے بدبہ لائے ہیں میں نے کہا۔ سبحان اللہ! ایسے امر اعظم پر لوگ شادی و خوشی و سرور کرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ کس روز اسے لائیں گے۔ کہا۔

دروازے سے حالت سے یہ سن کے میں اس دروازے کی طرف دوڑا جب قریب دروازہ پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں! رایت کفو فلانت پلے ہم چلے آئے ہیں۔ ناگاہ دیکھا۔ ایک سوار آتا ہے۔ اندیزہ اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر اس پر نصب ہے جو حضرت رسولؐ سے بہت مشابہ ہے۔ بعد ازاں دیکھا کہ شتران پر سوار ہوئے اندھتے سار ہیں۔ پس میں ان میں سے ایک معطلہ کے قریب گیا۔ اور پوچھا، تم کون ہو۔ انہوں نے کہا میں دختر امام حسینؑ ہوں۔ میں نے کہا۔ میں تمہارے جد بزرگوار کے اصحاب سے ہوں۔ اگر کوئی خدمت ہو تو مجھ سے فرمائیے سیکھنے کے لیے۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس بد بخت سے کہو۔ جس کے پاس میرے پدر بزرگوار کا سر ہے کہ ہمارے درمیان سے نکل جائے۔ اور سردل کو آگے لے جائے تاکہ لوگ ان کے تماشے میں مشغول ہوں۔ اور ہماری طرف نظر نہ کریں سہل کہتا ہے۔ میں اس ملعون پاس گیا۔ اور اس سے کہا۔ میری ایک حاجت ہے مجھ سے چار سو طلا دینا دے۔ اس نے کہا تمہاری کیا حاجت ہے میں نے کہا۔ میری یہ حاجت ہے۔ کہ عورتوں کے درمیان سے اس سر کو لے جا۔ اس ملعون نے مجھ سے روپیہ لے لیا۔ اور سر کو علیحدہ لے گیا۔ درودین ابن شہر آشوبؒ جب اس نے اس روپیہ کے خرچ کرنے کا قصد کیا۔ تو وہ روپیہ سنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ اور ایک جانب لکھا تھا۔ لا تحسبن اللہ غافل عما یعمل الظالمون۔ اور دوسری جانب لکھا تھا۔ سیعلم الذین ظلموا اسی منقلب یتقلبون۔

**روایت منہال بن عمرو** میں نے دمشق میں سر امام حسینؑ دیکھا۔ کہ نیزہ پر نصب تھا۔ اور کوئی حضرت کے آگے آگے سدرۃ کف پڑھتا تھا۔ جب اس آیت تک پہنچا۔ ام حبیبہ ان اصحاب کہف وارقم کاؤمن آیاتنا عجبا۔ بقدرت خدا سر تبد الشہد ابزبان فیض گویا ہوا۔ اور فرمایا۔ میرا قصہ اصحاب کہف سے عجیب ہے۔ اور یہ آیت حضرت کی رحمت پر دلالت کرتی ہے کہ وہ حضرت زمانہ رحمت میں کفار سے طلب خون کریں گے پس ان کفار ان خدا نے اہل بیت اطہار کو دروازہ جامع مسجد دمشق میں ٹھہرایا ایک مرد پیراں شام نے ان سے کہا۔ الحمد للہ خدا نے تم کو قتل کیا۔ اور بڑید کو تم پر مسلط کیا۔ جب اس کا کلام تمام ہوا۔ حضرت امام زہراؑ العابدین نے فرمایا کہ اے شیخ تو نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ آیت بھی پڑھا ہے قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی القربی اس نے کہا۔ ہاں پڑھا ہے حضرت نے فرمایا۔ قرنی سے مراد ہم ہی ہیں۔ ہماری مودت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔ بعد اس کے فرمایا۔ یہ آیت بھی تو نے پڑھا ہے۔ وایت فی القربی اس نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس آیت سے بھی ہم مراد ہیں۔ کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا ہے۔ کہ حق ہمارا ہم کو عطا کرے۔ پھر فرمایا ہے۔ یہ آیت بھی پڑھا ہے کہ واخلوا انما فتنکم من شیء یات اللہ خمسہ وللرسول وایہ القربی اس نے کہا ہاں پڑھا ہے حضرت نے فرمایا۔ وایہ القربی ہم ہی ہیں

کہ قریب ہی قریب رسول میں۔ پھر فرمایا: یہ آہ بھی تو نے پڑھا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمَ اَبْلِ اِبْرٰہِیْمَ اَہْلِ الْبَیْتِ وَکَیْفَہُمْ لِمَنْ یُّطِیْرُہُمْ اِس نے عرض کیا۔ ہاں پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم ہی ہیں اہل بیت رسالت کو خدا نے ہماری پاکیزگی کی۔ شہادت دی ہے۔ وہ مرد پیر بہ سن کے گریاں ہوا۔ اور اپنے کلام سے شیخان جو کے عمامہ اپنے سر سے پھینک دیا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ خداوند میں پیراری اور قدرت کرتا ہوں دشمنان آل محمد سے جن ہوں یا انس۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدین کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اگر میں توبہ کروں۔ تو میری توبہ قبول ہوگی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ پس اس مرد پیر نے توبہ کی۔ اور جب یہ خبر یزید پلید کو پہنچی۔ اس نے مرد پیر کو قتل کیا۔ اور حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے۔ کہ جب فرزدان و خواہران و خویشاں سید الشہداء کو مجلس یزید پلید میں لے گئے۔ شتران پر بندے عماری و محل پر سوار کر کے۔ اس وقت ایک شامی ملعون نے کہا۔ میں نے ان سے بہتر امیر نہیں دیکھے۔ حضرت سیکھنے نے کہا۔ اسے شقی ہم امیر آل محمد سے ہیں۔ اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ ملک شام میں سر مبارک سید الشہداء سے منکر و سنا گیا۔ و حول دلاۃ اللہ۔ دوسری روایت میں حضرت صادق سے منقول ہے۔ کہ جس وقت اہل بیت عصمت و طہارت دمشق میں داخل ہوئے پھر طلحہ حضرت امام زین العابدین پاس آیا۔ اور جن زخمائے کاری جنگ جمل سے اس کا سینہ فگار تھا بکمال بغض و عداوت کہنے لگا۔ کہ اس کو لا سراپ مغلوب ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ دریافت کرے۔ کون مغلوب ہوا۔ تو وقت نماز اذان و اقامت سن کہ کس کا نام دونوں میں پکارتے ہیں اور کس کا شہر بلند ہے اور تار و ز قیامت بلند رہے گا۔

پس یزید پلید ایک دن دربار آراستہ کر کے بائزیت احتشام تخت پر بیان دربار یزید ملعون پیشا اور ملاعین اہل شام کو جمع کر کے اہل بیت حضرت رسول کو طلب کیا جب اہل بیت اس ملعون کے دروازہ تک پہنچے۔ محض بن ثعلبہ ملعون نے آواز دی۔ کہ ہم برے امیروں کو مجلس امیر المؤمنین میں لائے ہیں۔ حضرت امام زین العابدین نے اثنائے راہ میں کسی سے کلام نہ کیا۔ مگر اس وقت فرمایا کہ خدا و خلق خدا پر ظاہر ہے۔ کہ ناجز و لیم کون ہے۔ پھر عمار الحسن بن حکم نے کہا۔ تو نے خوب کیا۔ کہ نسل فاطمہ ظاہرہ کو منقطع اور نسل سیدہ زینب کو بڑھا یا۔ یزید نے اس سے کہا۔ اس مجلس میں ایسی باتیں نہ کہو جب حضرت امام حسین کے سر منور کو اس بد گھر کے سامنے رکھا۔ اس شقی نے خوش ہو کے کہا۔ اس سر کا مالک کتنا تھا۔ میرے والدین اس کے والدین سے افضل ہیں۔ اور میرا جد اس کے جد سے بہتر ہے اور میں اس سے بہتر ہوں۔ اور اس بات پر وہ قتل ہوئے۔ اور بسند مائے معتبر امام رضا سے منقول ہے۔ جب سرِ مطہ امام حسین کو یزید کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت ہمراہ رفقا و ملعون شراب زہر مار کرتا تھا۔ اور شترانچ

کھیتا تھا۔ اور اپنے ہم صحبتوں کو شراب دے کے کہتا تھا۔ پیو کہ یہ شراب مبارک ہے اس بچے کو یہ سر پیر دشمن کا ہے۔ جو میرے پاس رکھا ہے۔ اور میں خوش و خرم ہوں۔ اور حضرت امام حسین اور ان کے پسر و جد صلوات اللہ علیہم اجمعین کو کلمات ناسزا کہتا تھا۔ اور جب شطرنج میں اپنے حریف پر غالب ہوتا تو تین پیلے شراب کے زہر مار کر دیتا۔ اور بقیہ شراب بھونچتی وہ اس طشت میں سرافند امام مظلوم رکھا تھا۔ ڈال دیتا تھا حضرت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے شیعوں سے اسے لازم ہے۔ کہ شراب اور شطرنج سے اجتناب کرے کہ یہ ہمارے دشمنوں کا کام ہے۔ اور جو شخص دیکھنے شراب اور شطرنج کے حضرت امام حسین پر صلوات بھیجے۔ اور زہریدوال زہر پر لعنت کرے۔ جی تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اگرچہ بعد دیگ صحرا ستارہ ہائے آسمان ہوں۔

حال دربار زہرید ملعون امام زین العابدین کو مع تمامی اولاد حضرت رسول باطوق و زنجیر اور عزت اہل بیت اطہار کو مجلس زہر میں لے گئے۔ اس ملعون نے کہا۔ الحمد للہ تمہارے باپ کو خدا نے قتل کیا۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا لعنت خدا اس شخص پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔

یہ سن کر وہ شقی برہم ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ امام زین العابدین کو قتل کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو مجھے قتل کرے گا۔ دختران رسول کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا۔ کہ سوائے میرے ان کا کوئی محرم نہیں۔ اس ملعون نے شرمندہ ہو کر کہا۔ تم ہی ان کو لے جاؤ گے۔ بعد اس کے حضرت امام زین العابدین کو اپنے پاس بلایا۔ اور سرہن لے کر اپنے دست نخس سے طوق آہنی کو گلوئے مبارک سے قطع کیا۔ اور کہنے لگا۔ تم نے دیکھا۔ کس لئے میں نے یہ کام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں اس واسطے کہ سوائے تیرے کسی

کا حجر پر احسان نہ ہو کھٹکا۔ سچ کہا پھر اس ملعون نے یہ آئینہ پڑھا دعا اصابکم من مصیبتہ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان تبوءوا لہا لیلاں سو اعلیٰ صاف تم کو ولا تقو حوا بعنا انتیکم یعنی نہیں پہنچتی تم کو کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں کو سحر کتاب میں لکھ دیا گیا قتل آفریش تمہارے نفوس کے اس لئے کہ تم طویل نہ ہو۔ اس بات سے جو تم سے فوت ہوئی اور شاد نہ ہو اس سے جو کچھ تم کو دیا گیا۔ اور فرمایا کہ مراد ہم ہیں۔ کہ اس آئینہ پر ہم نے عمل کیا ہے اور قضاے سخی نعلے پر ہم راضی ہیں۔ اور

جو کچھ ہم سے فوت ہوا دنیا میں ہم اس پر غرور نہیں ہوئے اور جو کچھ ہم کو نعمتہائے دنیا سے پہنچتا ہے۔ اس پر ہم خوش نہیں ہوئے۔ در روایت ابن نماد بنیرہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا۔ کہ ہم بارہ شخص اہل بیت حضرت رسول ﷺ کے ہم کو مجلس زہر میں لے گئے۔ ہمارے غلوں میں طوق آہنی اور بازو میں رسی باندھی تھی

میں نے کہا۔ اے یزید میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اگر حضرت رسولؐ ہم کو اس حال سے دیکھیں تو کیا کہیں پھر فاطمہ دختر امام حسینؑ نے کہا۔ اے یزید دختران حضرت رسولؐ کو تو اسیر کرتا ہے۔ یہ سن کے حاضرین مجلس سب کے سب رونے لگے۔ اور آواز عورتوں کے رونے کی یزید کے گھر سے بلند ہوئی اس وقت اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ طوق و زنجیر لٹا لیں۔ اور امام حسینؑ کا سر مبارک طشت میں رکھ کے اس کے آگے لے گئے۔ جب حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے پسر یزیدؑ کو اس کے سر منور کو دیکھا۔ آہ سرد دل پر دلا دے کھینچی اور اشک خویش بہائے۔ بعد اس کے مدۃ العمر تک کبھی کلاہ کو سفند نہ داخل فرمایا۔ اور جب حضرت زینبؑ نے اس سر منور کو دیکھا۔ بیاباں ہو کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور بعد اس کے حزن میں فریاد کی۔ یا حسینا اے حبیب قلب رسولؐ خدا اے فرزند اے فرزند حضرت دلبند سیدۃ النساء اے جگر گوشہ محمد مصطفیٰؐ اے نور دیدہ علی المرتضیٰؑ۔ اس کلام سے اہل مجلس میں خروش و قائم ہوا۔ اور یزید ملعون خاموش تھا۔ پس ایک زن ہاشمیہ نے جو یزید کے گھر میں تھی۔ بنو حمرہ و فریاد و صدا بلند کی اور کہتی تھی۔ یا حسینا اے بزرگ اہل بیت رسولؐ خدا اے فرزند محمد مصطفیٰؐ اے فرہاد رس ہوہ زناں و بیبیاں اے کشتہ تیغ اولاد زنا کاراں پھر دو۔ و قائم رہا ہوا۔ اور وہ دلداز نر نابے جیا کچھ متاثر نہ ہوا۔ اور خیر زناں کی پھڑکی دندان مبارک پر لگاتا تھا اور کچھ تھا

لبت اشیاخی بیدر شہد و ا جذع الخوارج من وقع الاسل

قد قتلنا القوم من ساداتہم وعدنا بیدر فاعتدل

کاش بزرگان بنی امیہ جو جنگ بدر میں قتل ہوئے ہیں۔ اس وقت ہونے دیکھتے ہیں ان کے قاتلوں کی مدد سے انتقام لیا۔ تو یہ جواب ضرور بر ضرور دیتے۔ اے یزید تیرا ہاتھ شل نہ ہو۔ کیا خوب انتقام لیا تو نے پس ابو بزرہ اسلمی کہ اصحاب رسولؐ سے اس مجلس میں موجود تھے۔ کہنے لگے۔ تجھ پر دوائے ہو۔ اے یزید تو پھڑکی کو دندان حسینؑ فرزند فاطمہؑ پر باز ناپے حالانکہ میں نے مکرر دیکھا ہے کہ حضرت رسولؐ ان کے اور ان لب و دندان مبارک کے بوسے لیتے اور فرماتے تھے۔ تم بہترین جوانان اہل بہشت ہو خدا قتل کرے تمہارے قاتلوں کو اور خدا لعنت کرے۔ اور ان کو عذاب ایم میں گرفتار کرے اور ان کو اسفل درجہ جہنم میں جگہ دے۔ یہ سن کے یزید نے غضبناک ہو کے حکم دیا کہ ان کو دربار سے نکال دو۔

دربار یزید میں جناب زینبؑ کا خطبہ فصیح اس وقت حضرت زینبؑ دختر جناب امیر نے کہا ہم خدا کی حمد کرتے۔ اور اپنے جلد سردیہ خیراں پر درد دیکھتے ہیں۔ اور خدا نے سچ فرمایا کہ ان لوگوں کا انجام کار کیا ہوگا۔ جنہوں نے بڑے کام کئے ہیں اللہ جنہوں نے آیات خدا کی تکذیب کی۔ اور اس پر ہنستے ہیں۔ آیا تو لوگان کرتاہے۔ اے یزید

اس حالت میں کہ تو نے ہم پر سختی کی۔ اور اسیر کر کے شہر ہنجر پھرایا۔ کہ یہ بات سب ہماری خواری و ذلت کا نزدیک خدا ہے۔ اور تیرے لئے سبب کرامت و بزرگواری کا ہے۔ یہ گمان کر کے تو بکسر کرتا۔ اور خوش ہوتا ہے۔ کیا تو نے کلام خدا کو بھولا دیا۔ کہ فرماتا ہے۔ وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْهَمُونَ كَلِمَاتِ اللَّهِ أَنْ هُمْ يَعْلَمُونَ خَيْرًا مِنَ اللَّهِ لَا يَفْهَمُونَ إِلَّا الْقَلِيلَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ۔ یہ ہے کہ گمان کر کر جو ہمارے کافروں کو دی ہے۔ ہم نے وہ اُن کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ اس لئے ہدایت دینے گئے۔ کہ اپنے گناہوں کو زیادہ کریں اور ان کے لئے عذاب نوا کہندہ ہے۔ کیا یہی تیری عدالت ہے۔ اسے فرزندِ غلامان آزاد کردہ تو نے اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردے میں بٹھایا۔ اور کہا کہ شقاوت و طغیانی و انکارِ پیغمبری سرورِ انبیاء ان کی عزت و ذریت کو اسیر کر کے شتران بے کجاوہ و دہودج پر شہر ہنجر پھرتا ہے جن کا کوئی مددگار معین و یاد رہنمائی اور یہ ظلم و ستم اس فرزندِ نابھار سے یہی نہیں جنہوں نے برگزیدہ گالِ خدا کا جگر چسپا یا ہو۔ اور وہ بدکار خونِ شہیدِ اہل کے پلے ہوں۔ اور ہمیشہ حضرت رسولؐ پر تلوار کھینچا کئے ہوں۔ اور یہ سب کفر۔ ضلالتِ قدیم کا نتیجہ ہے اور شیر ہاسے بدرد۔ مد کا کینہ دیر بہہ ہے۔ کہ بغض و عداوت سے اہل بیت رسولؐ کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے قتل سے کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور نہایت خوشی سے لب و دندان پیر جھانان بہشت پر جو کہ بوسہ گاہ حضرت رسولؐ ہیں بھڑی لگانا اور اپنے اجداد اور اسلافِ مشرکین سے جو کہ جہنم میں ہیں داد خواہ ہے اور اہل بیت رسالت و خود شہدِ فلکِ امت کے قتل و ہلاکت پر انہیں دوزخیوں سے تقرب چاہتا ہے۔ قسم بخدا بہت جلد اپنے زرگوں سے تو ملحق ہو گا۔ کاش تیرا دستِ نحس خشک ہوتا۔ اور تیرا پی ماور سے متولد نہ ہوتا۔ تو جو کچھ ترسے کیا۔ اور کہا نہ کرتا۔ اور نہ کہتا۔ خداوندِ جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ ان سے ہمارا انتقام لے اور جنہوں نے ہمارا خون بہایا۔ اور ہمارے وارث و مددگار کو قتل کیا۔ ان پر اپنا غضب نازل کر اور اسے بڑی قسم بخدا کہ نہیں قطع کیا۔ تو نے مگر اپنے پوست کو اور نہیں کاٹا تو نے مگر اپنے گوشت کو۔ اور بہت جلد تو حضرت رسولؐ کے آگے حاضر ہو گا۔ دروغا لیکہ تو نے ان کی ذریت کی خونریزی کی اور ان کی عزت کی ہشک حرمت کی مگر جس روز ان کا تفرقہ بجمیعت اور ہر اگندگی مبدل ہانیت ہو گی۔ اس روز خدا ان کا عوض ان کے ظالموں سے لیگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان ظالموں پر گمان کر دو۔ جو راہِ خدا میں قتل ہوئے کہ وہ مر گئے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور ایک روز انے دے دیے ہیں۔ اور خلیفہ لے حاکمِ حق اور پیغمبرِ تمھارے سے خاصہ کے لئے کافی ہیں اور جبرائیل ان کا یادِ درد مددگار ہے۔ اور تم بہت جلد اپنے اعمال کی سزا پاؤ گے۔ اور جس نے تجھ کو مسلمان پر مسلط کیا اور خلافتِ باطل کو تیرے سے قرار دیا۔ وہ اپنی سزا کو پہنچا۔ اور قریب ہے کہ دیکھے۔ تو اپنی جائے ناپاک اپنے قبیلِ اعوان کو اور یہ سزائش و کوہش اس لئے نہیں

کی گئی۔ کہ تجھے موثر ہے۔ حالانکہ تو اہل اسلام کی آنکھوں کو گمراہیوں اور آنکھ سینوں کو برہاں کر چکا۔ اور مٹکوں کو جو طاقی اور سرکش ہیں۔ اور بدن ان کے غضب و لعنت خدا اور رسول سے مملو ہیں اور سینے ان کے جو کہ ترل و آشیانہ شیطان ہیں ایسے مواظظ انہیں کیا بنفید ہوتے ہیں۔ باعانت مردمان شیطان سیرت و سیر کالان خبیث سریرت جو کچھ تو نے چاہا کہ گزرا۔ اس حالت میں پرہیز گاران و فرزندان اوصیائے پیغمبران کا دستہ ملے آزدگان خبیث و شلہائے زنا گالان فاجر سے قتل ہو جانا کہ ہمارا خون ایسے اشقیاء کے ہاتھوں سے بہتا اور ہمارا گوشت ان کے ذہن ہائے شمس سے باہر گرتا ہے۔ کوئی تعجب کی بات ہے۔ اسے بڑا اگر تو ہم کو اپنا امیر و سر وقت جانتا ہے۔ بہت قریب ہے۔ کہ تیرے انتیصال کا باعث ہو۔ اور جو تو نے اپنے ہاتھوں اپنے اعمال کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔ دبسا ہی پائے گا۔ اور خدا اپنے بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ میں خدا سے شکایت کرتی ہوں۔ اور وہی میرا پشت و پناہ ہے۔ اور اسی پر مجھے اتما دہ ہے۔ جو مکر تو چاہا کہ۔ اور جو کوشش ہم سے مدد کرنے میں تجھے منظور ہو۔ اس میں کوتاہی نہ کر۔ قسم بخدا تو ہمارا نام نہیں مٹا سکتا اور ہماری وحی کو برطرف نہیں کر سکتا۔ اور ہماری فضیلت کو نہیں پاسکتا۔ اور اپنی عار و بدننامی کو اپنے سے دور نہیں کر سکتا۔ اور تیری رہائے کچھ بھی نہیں مگر تھوڑا مکر اور ایام و دولت تیرے بہت نہیں۔ مگر مدت قلیل عنقریب تیری جمیعت مبدل پر انگشتگی ہو جائے گی۔ جس روز کہ منادی خدا کی جانب سے ندا کرے گا۔ کہ لعنت خدا ظالموں اور شتمکاروں پر ہے۔ پس میں اس خدا کی حمد کرتی ہوں جس نے ہمارے اقل پر سعادت ختم کی۔ اور ہمارے آخر رحمت و شہادت کا اختتام کیا۔ اور میں خدا سے سوال کرتی ہوں۔ کہ ان کا ثواب کامل اور ان کے اجر کو مضاعف کرے اور ہمارے درمیان غلیظہ ہو تحقیق وہی رحیم و ودود ہے اور دیکھ کہ کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا وکیل ہے ہمارے لئے یہ بڑا ملعون نے یہ کلام نصاحت قلام سنا بلکہ ایمانی کہنے لگا کہ جو کہ خدا ایسے ہی کہتے ہیں۔

**کلام یزید یا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام** { کی طرف مخاطب ہوا۔ اور کہا۔

اے فرزند حسین تمہارے باپ نے جو حکم مجھ سے قطع رحم کیا۔ اور میری سلطنت میں منازعت کر کے میرے حق میں رعایت نہ کی۔ اس سبب سے خدا نے ان سے ایسا سلوک کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے یزید پستلاریہ و ہند واضح ہو کہ قبل تیری پیدائش کے ہمیشہ بادشاہی و پیغمبری ہمارے باپ دادا میں رہی اور بروز جنگ ہمدرد و احد از اب وایت رسول ہمارے جد علی ابن ابی طالب کے دست مبارک میں رہا۔ اور رایت کفایت تیرے باپ دادا کے ہاتھ میں رہا۔ اے یزید تجھ پر دے ہو۔ اگر تو جانے کہ ہمارے برادران و پدر اور چچاؤں اور ہمارے اہل بیت کے حق میں کیسی خطاؤں کا نوکر ملک ہو ہے۔ البتہ پیاروں پر تو بھاگ جائے اور خاک نشین ہو۔ اور فریاد و بیل و شور راہ تو بلند کرے۔ اے یزید تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ میرے پدر حسین

فرزندِ فاطمہ و علیؑ و جگر گوشہ رسول خدا کا سر مبارک تو نے دروازہ شہر پر لٹکایا ہے۔ باد جو دیکھ میرے پدرِ مہربان میں امانت رسولؐ تھی۔ اسے یزید تجھے بر ذقیامت بخواری و دندامت بشارت ہو بعض روایات میں مذکور ہے کہ یزید ملعون اس کلامِ امام زین العابدینؑ سے خشناک ہوا۔ اور حکم دیا کہ انیس باغ میں لے جا کر قتل کر دو۔ اور اسی جگہ دفن کر دو۔ جب جلا حضرت کو باغ میں لے گیا پہلے وہ شقی قبر کھودنے میں مصروف ہوا۔ اور حضرت شغولی نماز ہوئے جب قبر کھود چکا۔ اور ارادہ قتل حضرت کیا۔ اس وقت ایک ہاتھ ہوا سے نمودار ہوا کہ اس شقی پر لگا۔ اور وہ نابکار لغو مار کے منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ جب خالدِ لیسر یزید نے یہ حالت دیکھی اپنے باپ پاس گیا۔ اور جو کچھ واقعہ گذرا تھا۔ اس سے نقل کیا۔ اس ملعون نے حکم دیا کہ اس قبر میں کہ امام زین العابدینؑ کے لئے کھودی گئی تھی۔ اس میں اسے دفن کر دیں۔ اور حضرت امام زین العابدینؑ کو دریا میں طلب کیا۔

ایک شامی کا دختر حسینؑ کو طلب کرنا عیدیم نے بروایت مختلفہ فاطمہؑ دختر امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ جب ہم کو مجلس یزید میں لے گئے۔ وہ ملعون ہمارے حال پر رہا۔ اس وقت شقی شامی جس کے بال سرخ تھے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اے یزید اس دختر کو مجھے بخش دے اور میری طرف اشارہ کیا میں خوف سے کانپنے لگی اور اپنی چھوٹی زینب سے پیٹ گئی۔ چھوٹی نے مجھے دلاستہ تسکین دے کہ اس شامی سے کہا۔ اے ملعون تجھے اور یزید اور کسی کو اختیار اس امر کا نہیں۔ یزید نے کہا۔ اگر میں چاہوں حکم کر سکتا ہوں۔ میری چھوٹی نے کہا۔ قسم بخدا تو حکم نہیں دے سکتا مگر یہ کہ ہمارے دین سے نکل جائے اور اپنا کفر باطنی تو ظاہر کرے۔ وہ ملعون اس کلام سے غضبناک ہوا۔ اور کہا مجھے ایسی درشتی اور سختی سے کلام کرنی ہو بلکہ معاذ اللہ تمہارے بھائی دین سے خارج ہو گئے۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا۔ دین خدا اور ہمارے ہمدرد پدر و ہمدادر کے دین پر تیرے باپ دادا اور تو نے ہدایت پائی۔ بشرطیکہ مسلمان ہونے پر۔ اس ملعون نے کہا۔ تم جھوٹ کہتی حضرت زینبؑ نے کہا۔ تو اپنی بادشاہی و سلطنت پر مغرور ہو گیا ہے۔ اور جو چاہتا ہے سو بکتا ہے۔ اب تیرا جواب میں نہ دوں گی۔ دوسری مرتبہ پھر اسی شامی نے وہی کہا۔ یزید نے کہا۔ چپ رہ خدا تجھے موت دے بروایت دیگر ام کلثومؑ نے اس شامی سے کہا۔ اے بدخت خدا تیری زبان کو قطع۔ ہانکھوں کو اندھا اور ہاتھوں کو خشک کر کے تجھے جہنم واصل کرے چپ رہ۔ واضح ہو کہ اولادِ انبیاء و خدا متکار اولادِ زمانہ نہیں ہوتی ہے۔ ابھی کلامِ ام کلثومؑ تمام نہ ہوا تھا کہ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور وہ ملعون گونگا ہو گیا اور آنکھیں اس شقی کی اندھی اور ہاتھ خشک ہو گئے۔ ام کلثومؑ نے فرمایا۔ الحمد للہ خدا نے اس دنیا میں ہی تجھے تھوڑی عقوبت کا نرا چکھا دیا۔ یہ اس کی جزا ہے جو ہنگ حرمات حضرت رسولؐ کرے بروایت یزید

ابن طاووس دوسری دفعہ اس شامی نے زید سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ یہ دختر امام حسین فاطمہ ہے۔ یہ زینب دختر علی ابن ابی طالب ہے۔ شامی نے کہا۔ حسین پسر علی فاطمہ زید نے کہا۔ ہاں شامی نے کہا۔ اسے زید تجھ پر لعنت خدا ہو۔ عترت پیغمبر کو قتل کر کے ان کی فریت کو ایسر کر لے۔ قسم بخدا مجھے خیال تھا کہ یہ اسیران فرنگ ہیں۔ زید نے کہا۔ قسم بخدا تجھے بھی ان سے ملنی پڑے گی۔ یہ کہہ کے حکم دیا۔ کہ شامی کو قتل کیا جائے۔ اس کے بعد اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ اہل بیت رسول کو زنداں میں سے جائیں۔

**خطبہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام** زید حضرت امام زین العابدین کو اپنے کو طلب کر کے منبر پر بٹھا۔ اس خطیب ملعون نے بہت کچھ ناسرائرا جناب امیر اور امام حسین کے حق میں کہا۔ اور عداوت و زید کی تعریف و توصیف کی۔ امام زین العابدین نے آواز دی۔ اے خطیب تو نے خدا کو ایک مخلوق کی خوشنودی کے لئے ناراض کیا۔ اور اپنی جگہ جہنم میں جیتا کی۔ پھر فرمایا۔ اسے زید مجھے اجازت دے کہ منبر پر جا کے چند کلمات ایسے بیان کروں۔ جو موجب خوشنودی خداوند عالمیان و باعث اجر و ثواب حاضران ہوں زید نے قبول نہ کیا۔ حاضرین نے التماس کیا۔ کہ انہیں اجازت دیجئے۔ ہم ان کے کلام کے مشتاق ہیں۔ زید نے کہا۔ اگر یہ منبر پر جائیں گے۔ مجھے اور آل ابوسفیان کو رسوا کریں گے۔ حاضرین نے کہا۔ اس کو دک سے کیا ہو سیکے گا۔ زید نے کہا۔ یہ ان اہل بیت سے ہے جو حالت شیر خواگی میں تسلیم و کمال کرانے میں جب اہل شام نے ہمت ممانہ کیا زید نے اس وقت اجازت دی۔ پس حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الہی و درود حضرت رسالت شاہی ایک خطبہ ایسا فصیح و بلیغ ادا کیا۔ جس نے دیدہ ہائے حاضران گریاں اور دہائے سنگدلاں زریاں کر دیئے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس۔ خدا نے اہل بیت رسالت کو کچھ فضیلتیں عطا کیں اور سات فضیلتوں سے تمام مخلوق پر فضیلت دی۔ علم بردباری۔ جوانمردی۔ فصاحت و شجاعت و محبت دہائے منین میں عطا کی۔ اور ہم کو اس سبب سے فضیلت دی ہے کہ حضرت محمد صلعم ہم سے ہیں۔ اور صدیق اعظم عالم تھا ہم سے ہیں اور جعفر طیار جو کہ اپنے دونوں پروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں ہم سے ہیں۔ اور نضرہ شیر خدا رسول ہم سے ہیں۔ اور سبط امت یعنی امام حسن اور امام حسین سردار جوانان اہل بہشت ہم سے ہیں۔ جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور مجھے مہین پہچانتا۔ میں اسے اپنے نسب و حسب کی خبر دیتا ہوں۔ ایہا الناس میں فرزند مکہ منی ہوں۔ میں ہی فرزند نرم و صفا ہوں میں اس کا فرزند ہوں جس نے اپنی چادر سے مقام ابراہیم کو اٹھایا۔ میں ہی فرزند نمبر ان بہترین ہوں۔ میں ہی بہترین فرزند سعی و طواف گنڈگاں ہوں میں ہی فرزند بہترین حاجیان و تبلیہ گیا ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جو کہ قرب خدا میں بنام قاب قوسین اودائی پہنچا۔ جو برف پر

ہو کے ہوا پر بلند ہوا میں اس کا فرزند ہوں جو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جائے گئے  
 میں اس کا فرزند ہوں جسے جبریل نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے ملائکہ ہائے  
 آسمان کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں ہی فرزند محمد مصطفیٰ ہوں میں ہی فرزند علی المرتضیٰ ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند  
 ہوں جس نے اپنی نوا پر مبنی ہائے مردم پر لگائی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بواحد انیت خدا قائل ہوئے ہیں میں ہی اس  
 کا فرزند ہوں جس نے حضرت رسول کے روم و دکن و اورول سے جہاد کیا۔ اور دونوں سے اہل عناد کو دفع  
 کیا۔ اور دونوں ہجرت میں ہجرت کی اور دونوں یمنوں میں موجود تھے۔ کا فہرل کو جنگ بدر میں ہزیمت دی اور  
 بقدر چشم زدن بھی خدا کا فرزند کیا۔ میں ہی فرزند صالح مومنوں و وارث پیغمبروں و برادرانہ ارادہ محمدان و بادشاہ مسلمانوں  
 نورجہا و کشتگان و تربیت عابدان و تاج گہ کشتگان و صبر کنندہ ترین صبر کنندگان و متبرین نماز گزارندگان ہوں میں  
 ہی فرزند اس کا ہوں جس کی تائید جبریل اور نصرت میکائیل کرتے تھے میں ہی فرزند حمایت کنندہ مسلمانوں و کشتہ  
 مارتان و ناکثان و فاسقان ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے اہل دین خدا و رسول مومنوں میں قبول  
 کیا۔ میں ہی فرزند اہل سابقان و برادرانہ مشرکان و تبریزہر اکو خدا بر منافقان و زبان حکمت عارفاں  
 و باری کنندہ دین خدا و گلستان حکمت خدا و صندوق علم خدا ہوں۔ میں ہی فرزند محمد و نجی و شجاع زنی و  
 پسندیدہ اطہی قطع کنندہ اصحاب و متفرق کنندہ احزاب ہوں جس کا ولی سب سے ثابت تر اور جس کی  
 عزیمت سب سے حکم تر تھی وہ شیر پیشہ شجاعت تھے۔ کہ شمشیر آبدار سر بلند کا فران نا ہمار کاٹتے تھے اور  
 برق شمشیر آبدار سے آگ خرمین عمر کفار و فجار میں لگا دیتے تھے۔ شیر پیشہ حجاز و مرد مردانہ عراق شہسوار بدر  
 و احد شیر پیشہ۔ با وارث مشعرین والا سبطین یعنی ہمارے دادا علی ابن طالب تھے۔ پس فرمایا میں ہی  
 ہوں۔ فرزند فاطمہ زہرا سیدۃ النساء اور فرزند خدیجہ الکبریٰ ہوں۔ میں ہی فرزند مقتول تیغ اہل جفا فرزند  
 لب تشنہ صحرائے کربلا فرزند غارت شدہ اہل جور و جفا ہوں میں ہی اس کا فرزند ہوں جس پر سائنان،  
 زمین اور مرقطین ہوائے نوحہ کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔

جس کے سر مبارک کو نیزہ پر نصب کر کے شہروں

میں پھیرایا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس کی  
 حرمت اور عظمت کو اولاد زمانے امیر کیا۔ ہم ہی اہل بیت محنت و بلا ہیں۔ ہم ہی عمل نزل ملائکہ سجاد و مبیط  
 علم خدا ہیں۔ یہ فرما کر اس قدر مداح اپنے اجداد و کرام اور مفاخر اپنے ابائے نظام کے بیان کئے کہ غرور  
 ابلیہاں دیار سے بلند ہوا۔ اور بڑی ملعون فرمایا کہ ایسا نہ ہو لوگ مجھ سے منحرف ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے موزن  
 کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اذان کہ جب موزن نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت نے فرمایا۔ کوئی چیز بزرگ زیادہ نہیں ادا

جب مؤذن نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا، حضرت نے فرمایا، اس کلمے پر میرے بالی اور پوست اور گوشت اور خون شہادت دیتے ہیں، جب مؤذن نے اشہد ان محمدًا رسول اللہ کہا، حضرت نے فرمایا، اسے یزید بن ابی محمد بن کا نام اس رفعت و عزت سے لئے جاتا ہے میرے دادا ہیں یا تیرے۔ اگر تو اپنا جہان کو کچھ دوسے کو اور کافر کہلائے گا۔ اور اگر کہے کہ وہ میرے ہدفے پھران کی عزت کو تو نے کیوں قتل کیا۔ اور ان کی اولاد کو کیوں قتل کیا۔ اس ملعون ولد الزنا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور نماز کو کھڑا ہو گیا۔

ایک عالم یہودی کا قتل دربار یزید میں ایضا روایت کی ہے، کہ مجلس یزید ملعون میں ایک مرد علمائے یہود سے حاضر تھا۔ اس نے پوچھا، یہ کون جوان ہے، کہا یہ علی ابن الحسین ہیں۔ اس نے کہا حسین کس کے سپر ہیں، کہا حسین ابن علی ابن ابی طالب پھر اس نے پوچھا، ان کی والدہ کون ہیں، کہا ان کی والدہ زینب بنت جحش ہیں۔ یہودی نے کہا، سبحان اللہ حسینؑ فرزند تمہارے پیغمبر کے تھے اور اس قدر جلدان کو تم نے قتل کیا تم نے اپنے پیغمبر کی ذریت سے برا سلوک کیا۔ اور ان کی کچھ حرمت نہ کی تم بخدا اگر فرزند نبویؐ زندہ ہوتا، میرے یقین اس پر ہے کہ ہم لوگ اس کی پرستش کرتے تمہارے پیغمبرؐ کل کے روز تم سے جدا ہوئے اور آج تم نے ان کے فرزند کو قتل کر ڈالا تم میری امت ہو یہ سن کے یزید نے اس کے قتل کا حکم دیا، یہودی اٹھا، اور کہا، تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو، لہذا سن لوہ میں نے تو روایت میں پڑھا ہے، کہ جو اپنے پیغمبرؐ کی ذریت کو قتل کرے، جب تک وہ زندہ ہے ملعون ہے اور جب مرے گا خدا اسے جہنم میں ڈال دے گا۔ ابن ربیع نے روایت کی ہے، کہ ابوالاسود نے کہا، ایک دن اس الجالوت کہ بزرگ ترین علمائے یہود سے تھا، میرے پاس آیا، اور کہا، قسم تمہارے اور داد کے درمیان شریعت کا فاصلہ ہے، مگر جب یہود لوگ مجھ سے ملاقات کرتے ہیں، میری بہت تعظیم کرتے ہیں، اور تم نے اس شخص کو جس کی پشت ہنوز تمہارے پیغمبرؐ سے گزری تھی قتل کر ڈالا۔

**بیان مجلس یزید و کیفیت کنیسہ حاضر قتل فرنگی** امام زین العابدینؑ سے روایت ہے جب سر مبارک سید الشہداء یزید ملعون پاس لائے وہ شقی سر منور مجلس شراب میں رکھ کر شراب زہر مار کر ڈالتا تھا۔ ایک روز بادشاہ فرنگ کا قاصد اس کی مجلس میں حاضر ہوا، اور وہ قاصد اپنی قوم کا بزرگ و شریف تھا، اس نے کہا، اے بادشاہ عرب یہ کس کا سر ہے، یزید نے کہا، مجھے اس سر سے کیا سرکار، اس نے کہا، جب میں اپنے بادشاہ پاس جاؤں گا وہ اس شہر کا رسم و طریقہ مجھ سے دریافت کرے گا، اس وجہ سے میں چاہتا ہوں، کہ اس سر کے حال سے مطلع ہوں اور اس سے جیسے بیان کروں کہ وہ بھی تمہارے فرحت و سرور خوشی میں شریک ہو گا، یزید نے کہا، یہ سر حسین ابن علی کا ہے، فرنگی نے کہا، اکیں کا کیا نام ہے، یزید نے کہا، ان کی ماں کا نام فاطمہ بنت رسولؐ ہے، فرنگی نے کہا، تجھے پتا ہے، یزید نے کہا،

پر بٹھری ہو۔ ہمارا دین تیرے دین سے بہت اچھا ہے۔ واضح ہو کہ میرا باپ فرزند ان حضرت داد کی نسل سے ہے۔ اور بہت زیادہ گزر چکا ہے۔ مگر فرنگی ہماری تعظیم کرتے ہیں۔ ہمارے پائل کے نیچے کی خاک تبرک کے طور اٹھالے جاتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے فرزند پیغمبر کو قتل کر دیتے ہو۔ درحالیکہ اس میں اور تمہارے پیغمبر میں ایک پشت بھی نہیں گذری تمہارا دین بہت برا دین ہے۔ کیا تو نے حکایت کلیسائے کافر کی نہیں سنی۔ یزید نے کہا بیان کرو۔ بیان کرو۔ فرنگی نے کہا۔ ملک چین و عمال کے درمیان ایک دریا ایسا ہے جس کی مسافت ایک سال کی ہے۔ اور اس میں آبادی نہیں۔ بغیر ایک شہر کے جو کہ درمیان پانی کے واقع ہے۔ اور طول اس شہر کا انشی فرسخ مگر تہ ہے اور تمام روئے زمین پر کوئی شہر اس سے زیادہ بڑا نہیں۔ کافور اور یاقوت اور عنبر و ہاں سے لاتے ہیں۔ اس شہر کے درخت خود کے ہیں۔ اور وہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں ہے۔ اور اس شہر میں بہت گرجا ہیں۔ اور سب سے بڑا گرجا کینسہ حاضر ہے۔ اس کی محراب میں حقہ طلائی آویزاں ہے اور اس حقہ میں ایک تم ہے جسے لوگ کہتے ہیں وہ شہر عیسیٰ کا ہے جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے۔ اس حقہ کے دور کو طلا اور دیر با سے مزین کیا ہے اور ہر سال گروہ درگروہ فرنگی اطراف عالم سے اس گرجا کی زیارت کو آتے ہیں اور اس حقہ کا طواف کر کے اس کو چومنے اور آنکھوں سے لگا کر اپنی اپنی حاجات قاضی الحاجات سے طلب کرتے ہیں۔ وہ لوگ حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سم کی جس پر گمان ہے کہ یہ ہم حضرت عیسیٰ کے گدھے کا ہے۔ اس قدر عزت اور رعایت کرتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے پیغمبر کی دختر کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ جب یزید ملعون نے یسنا حکم کیا کہ اس کو قتل کرو اپنے شہر میں جا کے یہ مجھے بدنام نہ کرے جب اس فرنگی نے یسنا کہا میرا قتل تجھے منظور ہے۔ یزید نے کہا ہاں۔ اس فرنگی نے کہا۔ کل کی رات تمہارے پیغمبر کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اسے فرنگی تو بہشتی ہے۔ میں اس کلام آنحضرت سے متعجب تھا۔ اب میں شہادت بوحسانیت الہی و رسالت حضرت پناہی دینا ہوں۔ یہ کہا۔ اور زور کے سر مبارک سید الشہداء اپنے سینے سے لگا لیا۔ پیار کر کے رونا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ قتل ہوا۔

ابو خنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حکم یزید ملعون سے سر مبارک زوجہ یزید کا باہر نکلتا سید الشہداء اس کے دروازہ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرت کو اپنے محل چھوڑ دیا۔ جب محذرات اہل بیت عصمت و طہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابی سفیان نے اپنے زپور اتار دیے اور لباس ماتم پہن کے آواز نوحہ و گریہ زاری بلند کی۔ اور تین روز ماتم رہا ہند و نثر عبد اللہ بن عامر کہ اس زمانہ میں یزید کی زوجہ تھی۔ اور پیغمبر امام حسین کی خدمت میں تھی

اس نے پردہ کا خیال نہ کیا۔ اور گھر سے نکل کے مجلس یزید ملعون میں جس وقت کہ مجمع عام تھا۔ اُسے کہا اسے یزید تو نے سربھارک امام حسینؑ پر غلطہ نہرا کا میرے دروازہ پر لٹکا دیا ہے۔ یزید نے دوزخ کے کپڑا اس کے سر پر ڈال دیا۔ اور کہا۔ گھر میں چلی جا اور گھر میں جا کر فرزند رسولؐ خدا بزرگ قریش پر نوحہ و ناری کر۔ ابن زیاد نے ان کے بارہ میں جلدی کی ہیں ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔ مولف فرماتے ہیں یہ بات اس ملعون نے اپنی زوجہ ہند کو سمجھانے کے لئے کہی تھی۔ درتہ قاتل امام حسینؑ کا وہی ملعون تھا۔

## خواب حضرت سکینہ بنت الحسینؑ شیخ ابن نمار نے روایت کی ہے کہ ایک رات سکینہؑ دختر امام حسینؑ نے خواب میں دیکھا

کہ پانچ ناقے نور کے ظاہر ہوئے۔ اور ہر ناقہ پر ایک مرد پیر نور سوار تھا۔ اور بہت فرشتے ہر طرف سے انہیں گھیرے ہوئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک کنیز خوبصورت تھی۔ جب وہ ناقے میری طرف سے نکل گئے۔ وہ کنیز میرے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے سکینہؑ تمہارے جد رسولؐ خدا تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ رسولؐ خدا پر سلام ہو۔ تم کون ہو۔ کہا۔ میں حوران بہشتی سے ہوں۔ میں نے کہا۔ وہ مردان پیر جو کہ ان ناقوں پر سوار تھے کون لوگ تھے۔ اس حور نے کہا۔ ایک حضرت آدمؑ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابراہیم خلیل اللہؑ تیسرے موسیٰؑ کلیم اللہ اور چوتھے عیسیٰؑ روح اللہ تھے۔ میں نے کہا۔ وہ ایک مرد پیر جو کہ اپنی ریش مبارک اپنے ہاتھ سے پکڑے تھے اور ضعف و نقاہت ان کے چہرہ سے ظاہر تھے وہ کون تھے۔ اس نے کہا۔ وہ تمہارے جد رسولؐ خدا تھے جب میں نے اپنے جد کا نام سنا دوسری۔ کہ آنحضرتؐ کے پاس جاؤں اور اس امت جفا کار کی شکایت کروں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہوں کہ پانچ سو درج نور کی پیدا ہوئیں۔ اور ہر ایک ہو درج میں ایک ایک بی بی نورانی بیٹھی تھی۔ میں نے اس حور سے پوچھا۔ یہ حور تیں کون ہیں۔ اس نے کہا۔ پہلی حضرت خوادوسری آسیہ زین فرعون تیسری مریم دختر عمران چوتھی خدیجہ دختر خویلد ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ پانچویں کون ہیں۔ کہ بکمال اندہ اپنا سربھارک ہاتھوں سے تھامے حیران اور پریشان ہیں۔ اس نے کہا۔ وہ تمہاری جدہ فاطمہؑ نہرا ہیں۔ جب میں نے اپنی دادی کا نام سنا۔ مدحی اور ہو وچ تک پہنچ کے نالہ و فریاد کرنے لگی۔ اسے مادر گرامی ظالمان امت نے ہمارے حق سے انکار کیا۔ ہماری جمعیت کو پراگندہ کر دیا۔ ہماری بہن عورت کو مہاجر جانا اسے داری میرے بعد بزرگوار امام حسینؑ کو شہید کر کے مجھے یتیم کیا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے سکینہؑ اب اگے کچھ نہ کہہ میرے دل کو تو نے پارہ پارہ اور میرے جگر کو تو نے مجروح کر دیا۔ اسی وقت پیرا بن امام حسینؑ حق تعالیٰ کے پاس سے جاتی ہوں۔ اور اس کا خون بہا طلب کرتی ہوں۔ ایضا۔ دیگر علما نے حضرت سکینہؑ روایت

کی ہے۔ کہ ایک روز سکینہ نے نیرید پلید سے کہا۔ شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اگر تو اجازت دے میں بیان کروں۔ اس نے کہا۔ بیان کرو۔ حضرت سکینہ نے کہا۔ شب کو جب ہم نماز سے فارغ ہوئے اپنے اور اہل بیت کے حال پریشان پر بہت گریہ و زاری کی۔ جب میں سو گئی۔ میں نے دیکھا درہائے آسمان کھل گئے اور درمیان آسمان و زمین ایک نور سا طبع ہوا۔ اور سوران بہشت اتریں۔ ناگام مجھے ایک باغ نہایت بہر و شاداب گل اور یاسمین سے آراستہ اور ایک قصر نہایت باریعت و زینت نظر آیا۔ پھر میں نے دیکھا۔ پانچ مرد پیر نورانی اس قصر میں داخل ہوئے میں نے ایک حور سے پوچھا۔ یہ قصر کس کا ہے۔ اس نے کہا۔ تمہارے پدر امام حسین کا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ مرد پیر نورانی کون ہیں اس نے کہا۔ اے سکینہ تم نے نہیں پہچانا۔ وہ تمہارے جد حضرت رسول ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کہاں گئے۔ اس نے کہا۔ تمہارے پدر امام حسین پاس گئے ہیں۔ میں نے کہا واللہ میں پسے جد پاس جا کے اپنے حال کی ان سے شکایت کرتی ہوں۔ پھر میں نے ایک مرد خوش رو نورانی کو دیکھا۔ کہ نہایت خزن و اندوہ سے کھڑا ہے اور شمشیر ہاتھ میں ہے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ اس نے کہا۔ تمہارے جد علی ابن ابی طالب ہیں۔ یہ سن کر میں ان کے پاس گئی۔ اور بروایت دیگر حضرت رسول پاس گئی۔ اور کہا۔ یا جد ہمارے مردوں کو قتل کیا۔ اور ہماری خونریزی کر کے ہماری حرمت کو ضائع کیا۔ ہم کو شتر زہنہ پر سوار کر کے یزید کے دربار میں لے گئے۔ پس حضرت رسول نے مجھے گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ اے پیغمبران خدا! بکھو میری امت نے میری ذریت فرزندوں سے کیا سلوک کیا۔ اس حور نے کہا اے سکینہ اپنی شکایت موقوف کرو۔ کہ حضرت رسول کو تم نے رلا دیا۔ بعد ازاں مجھے دوسرے قصر میں لے گئے اس قصر میں پانچ بیبیاں نہایت با عظمت و شان تھیں اور ان میں ایک بی بی سب سے عظیم مرتبہ سیاہ لباس پہنے اور بال سر کے بکھرے تھے۔ اور پرانہن خون آلود ہاتھ میں تھا۔ جس وقت وہ اٹھتی تھیں ان کی تعظیم کو سب بیبیاں اٹھتی تھیں۔ اور جب وہ بیٹھتی تھیں۔ اس وقت سب بیبیاں بیٹھتی تھیں۔ اور ہر امر میں ان کی عزت کرتی تھیں۔ میں نے اس حور سے پوچھا۔ یہ خواتین معظّمہ کون ہیں۔ اس نے کہا اے سکینہ ایک حضرت حوا ہیں۔ اور دوسری مریم مادر عیسیٰ ہیں اور تیسری خدیجہ اور چوتھی سارہ زہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ و بروایت دیگر مادر اسماعیل ہیں اور جن کے ہاتھ میں پیرا من ہے اور سب ان کی تعظیم کرتے ہیں وہ تمہاری دادی فاطمہ زہرا ہیں۔ یہ سن کر میں اپنی داری پاس گئی۔ اور کہا اے جدہ نامہ ادریسے پدر کو قتل کیا۔ اور مجھے یتیم کیا۔ انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا۔ اور بہت گریہ و زاری کی اور وہ خواتین بھی بہت رونا دیکھا۔ اے فاطمہ خدا تمہارے اور یزید کے درمیان بروز قیامت حکم کرے گا۔

ناگاہ میں نے دیکھا۔ درہائے آسمان کھل گئے اور ملائکہ فوج فوج میرے پدر کے سرافندس کی زیارت کو آتے اور زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔ جب یزید نے یہ خواب سنا۔ اپنے منہ پر طمانچہ مار کے مرنے لگا۔ اور کہا۔ مجھے قتل حسین سے کیا مطلب تھا۔ بروایت دیگر اس خواب کو سچ نہ جانا اور ٹھکانا ہے۔

**محافظ سر امام حسینؑ کا خواب دیکھنا** میں کعبہ میں طواف کرتا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک شخص دعا کر کے کہتا ہے۔ خداوند! مجھے بخش دے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ تو نبخشے گا۔ جب میں نے اس سے سبب ناامیدی پوچھا۔ وہ مجھ کو حرم سے باہر لے گیا۔ اور کہا۔ میں ان میں سے ہوں۔ جو عمر بن سعد جیسی کے لشکر میں تھے اور ان چالیس نفر سے ہوں۔ جو امام حسینؑ کا سر شام لے گئے۔ اور راہ میں بہت معجزات سر بزرگوار سے مشاہدہ کئے۔ جب ہم دمشق میں داخل ہوئے۔ جس روز اس سر مطہر کو یزید کی مجلس میں لے جاتے تھے۔ تاتلی نے سر مبارک اٹھا کر یہ جہنم بڑھا۔ کہ میری سپر کو طلا و نقرہ سے بھر دے۔ اس نے کہ میں نے ہادشاہ بزرگ کو قتل کیا اور میں نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو سب سے افضل ہے یزید نے کہا۔ جبکہ تو جانتا تھا۔ کہ وہ ایسے بزرگ ہیں۔ پھر کہیں ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے اس ملعون کے قتل کا حکم دیدیا اور اس سر منور کو اپنے گمے رکھ کے بہت خوش ہوا۔ اور اہل مجلس نے اس پر اہتمام حجت کی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا بعد اس منور کو ایک حجرے میں کہ اس کی مجلس عیش و شرب کے متصل تھا۔ ایک نیزہ پر نصب کیا۔ اور مجھے اس مبارک کا پاسبان مقرر کیا۔ اس سرافندس کے معجزات سے مجھے دہشت پیدا ہوئی۔ اور نیند نہ آئی۔ جب ایک شلٹ شب گزری اور میرے ہمراہی خواب مرگ میں گئے ناگاہ میرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔ اور میں نے سنا۔ ایک منادی نے کہا۔ اے آدمؑ! تروپ حضرت آدمؑ مع ملائکہ آسمان سے اتارے ناگاہ دوسری آواز آئی کہ ابراہیمؑ تروپ وہ حضرت بھی مع ملائکہ بے شمار آئے۔ اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ مع ملائکہ بھی و شمار آئے۔ بعد ازاں ایک غلغلہ عظیم سنا اور ایک آواز آئی کہ اے محمدؐ! ناگاہ میں نے دیکھا حضرت رسولؐ مع افواج ملائکہ آسمان سے اتارے۔ اور ملائکہ نے اس حجرہ کو جس میں امام حسینؑ کا سر تھا۔ گھیر لیا۔ اور حضرت رسولؐ اس حجرے میں داخل ہوئے۔ جب امام حسینؑ کے سر کو دیکھا۔ تو حضرت رسولؐ پر صدمہ درخ کی وجہ سے ضعف طاری ہوا۔ اور بیٹھ گئے۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ جس نذرے پر سر امام حسینؑ نصب تھا۔ وہ خم ہوا اور وہ سر منور آنحضرتؐ کی گود میں آگیا۔ حضرت نے اس سر مطہر کو اپنے سے لگایا۔ اور حضرت آدمؑ پاس لائے اور کہا۔ اے پدر دیکھئے میری امت نے میرے فرزند دلبند کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ناگاہ جبریلؑ حضرت رسولؐ پاس آئے اور کہا یا رسول اللہؐ میں زلزلہ زمین پر مامور ہوں۔ مجھے اجازت

دیجئے کہ زمین کو متزلزل کر دوں۔ اور ایک ایسا نعرہ ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ حضرت نے اجازت نہ دی۔ جس پر سب نے کہا اجازت دیجئے۔ کہ ان چالیس نفرو کو ہلاک کر دوں۔ حضرت نے فرمایا: تم کو اختیار ہے۔ پس جس پر سب نے کہا کہ میری نوبت پہنچی ہے میں نے فریاد اور استغاثہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: اس ملعون کو چھوڑ دو۔ خدا اس کو نہ بخشے۔ یہ سن کر مجھے ہچوڑ دیا۔ اور سر اٹھا کر سے گئے۔ اور پھر دوسری شب کسی نے اس سر کو نہ دیکھا۔ جب عمر سعد لعین ملک رے کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں ہنم واصل ہوا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچا۔ مولف فرماتے ہیں۔ در باب سر مبارک سید الشہداء اہل سنت میں بہت اختلاف ہے۔ مگر علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے۔ کہ امام زین العابدین مع سر ہائے شہداء روزِ رجبین کر بلا میں آئے اور ان سروں کو جسوں سے ملحق کیا۔ یہ قول حسب روایات بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور حدیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ایک شخص شیعہ ان غنیمت سے اس سر مبارک کو لے گیا۔ اور ہلاک کر دیا۔ سر حضرت امیر المؤمنین دفن کیا۔ اس سبب سے وہاں بھی زیارت امام حسین پڑھنا سنت ہے اور یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ اس سر منور کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ واضح ہو کہ اگرچہ حقیقت واقعی سراقدس کی دریافت نہ ہو۔ لیکن اس میں تو شک نہیں کہ وہ سر طہر اور جسم النور مقام شریف اور محل لطیف کو منتقل ہو کے عالم قدس میں باہمہر گر ملحق ہوئے۔

**بیان زندان اہل بیت عصمت و طہارت ابن بابریہ نے روایت کی ہے کہ یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدینؑ کو مع محذرات مطہرات ایسے مکان میں قید کیا جہاں کچھ سایہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ چہرہ ہائے نورانی کبھی بوسنت جدا ہو گئے۔ اور ان دنوں میں بیت المقدس میں جو پتھر اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مازنا تھا۔ اور وقت طلوع شمع آفتاب دیواریں سرخ ہو جاتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا دیوار پر سرخ چادر ڈال دی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت امام زین العابدینؑ خواہن معظمہ اور سروں کو کر بلا میں لائے۔ بصائر الدجانت میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جب حضرت علی بن حسین کو یزید پلیدی پاس لے گئے اور ان کو ایک کھنڈر میں اس نے قید کیا۔ بعض اہل بیت نے کہا ہم کو اس واسطے اس کھنڈر میں قید کیا ہے کہ یہ مکان ہم پر گرے۔ جو لوگ پاسبانی ننگ کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں زبان لڑی کہا۔ یہ لوگ خائف ہیں کہ یہ مکان ہم پر گرے۔ مگر نہیں جانتے کل صبح ان کو قتل کریں گے ان غلاموں کو یہ گمان تھا کہ یزید انہیں جانتے چورنگ حضرت امام زین العابدینؑ تمام زبانوں سے واقف تھے فرمایا۔ خدا نہ چاہے گا۔ جب دوسرا روز ہوا۔ ان کو قید سے رہا کیا۔**

سید ابن طاووسؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امام زین العابدینؑ دمشق میں تشریف لے جاتے تھے منہال بن عمرؓ نے حضرت سے پوچھا آپ کو یہ شام کس حال میں ہوئی اور کیا مصیبت گزری حضرت نے فرمایا جس طرح بنی اسرائیل پر اہل فرعون میں گزری کہ ان کے فرزندوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو ابھر کرتے تھے۔ اسے منہال عرب عجم پر فخر کرتے ہیں۔ کہ محمدؐ عرب سے ہیں۔ اور قریش تمام عرب پر فخر کرتے ہیں کہ وہ حضرت قریش سے ہیں اور ہم کو کہ اہل بیت رسولؐ ہیں قتل کرتے ہیں اور اپنے ساکن و مکانات سے دور کرتے ہیں۔ اور ہمارا حق غصب کر کے شہر شہر ہم کو پھرتے ہیں۔ پس قصائے حق تعلیٰ پر راضی ہیں اور کہتے ہیں یا نابالغ دانا البہ را جعون۔ روایت کی ہے۔ ایک روز زید ملعونؓ نے حضرت امام زین العابدینؑ اور عمر و فرزند امام حسنؑ کو طلب کیا۔ اور عمر و کا سن گیارہ برس کا تھا۔ عمر سے کہا۔ اسے فرزند خالد سے کشتی لڑو۔ عمر نے کہا۔ کشتی سے کیا فائدہ ہوگا۔ اگر ہماری شجاعت کا امتحان تجھے منظور ہے تو ایک پھری مجھے دے ایک پھری اسے دے تاکہ میں اس سے مقابلہ کروں۔ زید نے کہا۔ یہ شجاعت تمہارے باپ دادا کی میراث ہے۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدینؑ سے کہا کہ اپنی حاجت مجھ سے بیان کرو۔ حضرت نے فرمایا میری تین حاجتیں ہیں۔ اقل یہ کہ میرے پدر بزرگوار کا سر مجھے دے۔ دوسرے حکم کرو جو کچھ ہمارا مال و اسباب وٹا ایسا ہے۔ وہ ہم کو واپس کر دیں۔ تیسرے اگر میرے قتل کا ارادہ ہو تو کسی کو مخدرات عصمت و طہارت کے ہمراہ کر کر انہیں ان کے جد کے روضہ مبارک تک پہنچا دے اس ملعون نے کہا۔ تم کبھی اپنے پدر کا سر نہ دیکھو گے اور عورتوں کو تم خود مدینہ میں سے جاؤ۔ اور جو کچھ تمہارا مال وٹا گیا ہے میں اس کے عوض تم کو اپنے مال سے ونگلا حضرت نے فرمایا۔ میں تیرا مال نہیں چاہتا، لیکن جو ہمارا اسباب ہے۔ اس لئے اسے طلب کرتا ہوں۔ اس میں کئی کپڑے ایسے ہیں جن کا تانا گاماری جدہ معظمہ جناب فاطمہ کے دست مبارک کا کاٹا ہوا ہے اور ایک مقحفہ اور ایک گردن بند اور ایک پیراہن ان معظمہ کا اس اسباب میں ہے۔ یہ سن کر اس نے حکم کیا کہ وہ تمام اسباب دو۔ اور دوسو دینار طلائی بھی دیئے۔ حضرت نے وہ روپیہ بھی فقرار و مساکین کو تقسیم کر دیا پھر زید نے امام زین العابدینؑ کو اس امر کی اجازت دی کہ خواہ مدینہ میں تشریف لے جائیں۔ یا دمشق میں رہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں۔ مدینہ میں جہاں میرے جد بزرگوار کا مقام ہے یعنی مقام ہجرت جلالہ ہند زو جہر بزرگوار حسینؑ کا خواب دیکھنا۔ بعض کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ کہ ہند زو زید نے کہا۔ کہ جب سہمہ دئے کر بلا کے سر شام میں لائے ہیں نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ کہ آسمان کیے دروازے کھل گئے۔ اور فوج فوج ملائکہ نازل ہوئے حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کے برابر کھڑے ہوئے تھے۔ اور کہتے تھے۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا ابن رسول اللہ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک

ابر آسمان سے اُترا۔ اور اس ابر میں بہت لوگ تھے ان میں ایک مرد نہایت صلاحیت و صباحت و نور و صفا رکھتا تھا جب وہ زمین پر پہنچے دوز کے اس سر منور کے پاس جا کے بپ و دمدان کے بوسے ملے اور یکمال لوح و قاری کہتے تھے۔ اسے میرے فرزند دلبند تھے قتل کیا۔ اور تجھے پانی نہ دیا۔ کہا تجھے نہیں پہچانتے تھے۔ اسے فرزند گرامی میں تیرا امداد رسول خدا ہوں۔ اور یہ تیرا پیدر علیٰ مرنقی اور یہ تیرا برادر حسن مجتبیٰ ہے۔ اور یہ نیز سے چچا جعفر طیار و عقیل و حمزہ و عباس ہیں۔ اسی طرح تمام اہل بیت کو نام بنا کر بتایا۔ ہند کہتی ہیں میں اس خواب سے خائف و ترساں چونکی۔ اور جب اس منور کے پاس گئی۔ تو دیکھا کہ نور اس منور سے سا طع ہے۔ جانب آسمان میں نے جا کے قصد کیا۔ کہ یزید کو جھکا کے اس کو اپنے خواب سے مطلع کروں۔ مگر اس کو اس کی جگہ پر نہ پایا۔ جب تلاش کیا تو دیکھا۔ ایک اندھیرے مکان میں دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھا ہے اور نہایت خوف و ہشت سے کہتا ہے۔ کہ مجھے حسین سے کیا مطلب تھا۔ جب اس نے میرا خواب سنا اس کا غم داندہ زیادہ ہوا۔ اور سر جھکا کے کچھ جواب نہ دیا۔ صبح کو اہل بیت رسالت کو طلب کر کے ان کو شام میں رہنے یا مدینہ کی طرف جانے کا اختیار دیا۔ انہوں نے کہا۔ اول ہم کو امام مظلوم کا ماتم برپا کرنے کی اجازت دے اس نے کہا۔ جو تمہیں منظور ہو۔ وہ کرو۔ اور ایک مکان اہل بیت کو دیا۔ اہل بیت نے جاہمائے سیاہ پہنے اور ملک شام میں جس قدر قریش و بنی ہاشم تھے۔ وہ ماتم دگر بہ زاری و لغزبت و سوگواری میں ان کے شریک تھے اور سات روز تک ان حضرت پر لوح و قاری کی۔ روز ششم یزید نے ان کو طلب کیا۔ اور غدر خواہی کر کے ان کو شام میں رہنے کی تکلیف دی۔ جب انہوں نے قبول نہ کیا۔ محلیں اور ہود حویں ان کو دلوادیں۔ اور خرچ کے لئے مال حاضر کیا۔ اور ان سے کہا۔ یہ اس ظلم کا عوض ہے جو تم پر ہوا حضرت ام کلثوم نے فرمایا۔ اسے یزید تو کس قدر بے جیا ہے۔ ہمارے بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کر کے کہتا ہے۔ کہ یہ عوض ہے۔ حالانکہ تمام دنیا کا معاوضہ ان کے ایک روٹے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

روایت شیخ مفید و غیرہ یزید ملعون نے نعمان بن ابی شام سے اہل بیت کا کر بلا پہنچنا بن بشر کو کہ اصحابہ حضرت رسول سے تھے طلب کیا۔ اور کہا کسی ثانی کو کہ جو صلاح و نیکی و امانت و دیانت سے موصوف ہوا۔ اس کو ان کے ہمراہ کر و اور عمدہ طرح سے ان کے سفر کی تیاری کر و اور کچھ لوگ نگہبانی کے لئے ان کے ہمراہ روانہ کرو۔ ویر روایت دیگر خود نعمان بن بشر کو روانہ کیا۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدین کو طلب کر کے نجیال رنغ تبلیغ کہا ابن مرجانہ پر خدا لعنت کرے۔ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا۔ تو امام حسینؑ کو کچھ مجھ سے طلب کرتے یہاں

کو دیتا۔ اور ان کے قتل پر راضی نہ ہوتا۔ آپ ہمیشہ مجھ کو خط لکھا کریں۔ اور جو مجھ سے حاجت ہو وہ طلب فرمائیں کہ میں بجالاؤں گا۔ بعد ازاں جس شخص کو ان کی رفاقت اور نگہبانی پر مقرر کیا تھا۔ اس کو طلب کر کے حضرت کی رعایت کے بارے میں اس سے بہت کچھ کہنا رہا۔ اور جب اہل بیت روانہ ہوئے تو قریب عراق پہنچے اس شخص سے جو ان کے ہمراہ تھا۔ اس کو بلا کر کہا۔ ہم کو کربلا سے چلو۔ اور وہاں سے مدینہ کی جانب روانہ ہو۔ اس شخص نے منظور کیا۔ جب کربلا پہنچے۔ اسی روز عاشرین عبد اللہ انصاری اور گردہ بنی ہاشم اور ان مظلوم امام کے اقارب حضرت کی زیارت کو آئے تھے۔ اس مقام منبرک میں آپس میں ملاقات کر کے بہت گریہ و زاری کی۔ ایک جماعت کثیر عورات قریہ و دیہات سے حاضر ہوئیں۔ اور مراکم تضرعت بجالائیں بعد اس کے روانہ ہوئے۔

**مرثیہ بشیر بن جذلم مشتمل بر شہادت امام حسینؑ مدینہ منورہ میں۔** بشیر بن جذلم کہ ہماریاں اہل بیت سے تھا۔ وہ کہتا ہے۔ جب ہم قریب مدینہ پہنچے۔ حضرت سیدنا جبریلؑ نے ایک مقام پر قریب شہر نزول اجلال فرمایا۔ اور حکم دیا۔ کہ تہہ نصب کریں۔ اور ننانیس گھڑی ہوں۔ پھر فرمایا۔ اے بشیر خدا تیرے باپ پر رحم کرے۔ تیرا پدر مرنا عرض تھا۔ اپنے باپ کا حصہ تو نے مجی پایا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ میں بھی شعر کہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ چند شعر مرثیہ سیدنا شہداء میں مدینہ میں جا کے پڑھ اور اہل مدینہ کو ہمارے آنے سے مطلع کر۔ بشیر کہتا ہے کہ میں سوار ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ جب سجد حضرت رسولؐ کے قریب پہنچا۔ میں نے صدائے گریہ و زاری چند شعر جانسوز اس مضمون کے پڑھے۔ اے اہل شہر یہ جگہ قہام کی نہیں رہی۔ کیونکہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور اسی سبب سے میری آنکھوں سے سیلاب شک رواں ہے۔ ان کا بدن شریف کربلا میں خاک و خون میں غلطان ہے۔ اور ان کا سر شہر شہر نیز سے پر پھرتے ہیں۔ بعد ازاں کہا۔ علی بن الحسینؑ مدینہ اہل بیت تمہارے قریب آگئے ہیں۔ اور میں ان کا قاصد ہوں، جب یہ آواز مدینہ میں بلند ہوئی۔ تمام عذرات بنی ہاشم درناں حجاب حریں و انصار سر و پا برہنہ اپنے مکانات سے نکل آئیں۔ اپنے منہ پر طمانچے لائے اور اپنے بال بکھر کر صدائے نالہ و فوج و زاری و دیلا و مصیبتناہ بلند کی میں نے کبھی مدینہ کو اس حال سے نہ دیکھا تھا۔ اور کبھی اس روز سے پہلے اس زور شور کا ماتم نہ دیکھا تھا۔ پھر سب میرے پاس آئے اور کہا۔ اے بدخبر سنانے والے تو نے ماتم سیدنا شہداء میں ہمارے اندر کو تا زہ، اور ہمارے جراثیم کو اپنے نالہ جانسوز سے خراشیدہ کیا۔ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا۔ میں بشیر بن جذلم ہوں۔ میرے قاتل علی بن حسینؑ نے تم سب کے پاس بھیجا ہے۔ اور خود مع حیا امام شہید و اہل بیت صل

مقام پر مقیم ہیں۔ جب مجھ سے یہ خبر سنی تو عامی زن و مرد سر دیا برہنہ گریباں و نالال اس طرف روانہ ہوئے۔ میں ہر چند گھوڑا دوڑاتا تھا۔ اور جلدی کرتا تھا۔ مگر کثرت ہجوم مردم سے راہ نہ ملتی تھی جب میں حضرت کے قریب خیمہ پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ امام زین العابدینؑ کو سی پر بیٹھے ہیں۔ اور چشم مبارک سے مثل باران آنسو جاری ہیں روال سے آنسو پاک کرتے ہیں اور ہر جانب سے صدائے قہر و گریہ مردان و زناں کینراں و خوانین معظمہ بلند ہے۔ بکثرت لوگ چلے آتے ہیں۔ اور حضرت کو پر سنا دیتے ہیں۔ صدائے وحیدناہ عرش بریں تک بلند ہے سیلاب اشک اہل زمین آسمان تک پہنچا ہے قدسیوں کے اشک غویں نے روئے زمین کو گلگوں کر دیا ہے۔ جب شور و فغاں میں کچھ کمی ہوئی۔ اس وقت حضرت نے لوگوں سے اشارہ کیا۔ کہ خاموش رہو۔ جب سب چپ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جو پروردگار عالمیان اور تمام خلایق پر رحیم اور مہربان ہے۔ وہی صاحب روز جزا و آفرینہ ارض و سما ہے اور معرفت اس کی ادراک عقول سے بعید اور زار ہائے پہناں سے قریب ہے۔ پھر کہا۔ حمد کرتا ہوں میں اس کے لئے عزائم امور و مصائب و ہول اور محنتائے درد آورندہ اور ماتم ہائے صبر و اندازہ پر۔ ایسا انسان خاص خدا کے لئے حمد ہے۔ کہ ہم کو سخت ترین مصیبت میں مبتلا کیا اور اسلام میں رخصت عظیم پیدا ہوا۔ بید جوانان بہشت کو قتل اور ان کے فرزندان اور اہل بیت کو اسیر کیا۔ اور ان کا سر نیزے پر شہر بشہر پھرایا۔ یہ مصیبت ہے جس کا مثل و نظیر نہیں کون سا دل بعد دیکھنے ایسی مصیبت جانسوز کے شاد ہو گا۔ تحقیق کہ ساتوں آسمان نے حضرت کی شہادت پر گریہ کیا۔ اور دریا خروش میں آئے۔ اور آسمان وزمین کو ترزلزل ہوا۔ اور درختوں میں آگ لگ گئی۔ ماہیان دریا آتش حرمان پر طعیدہ ہوئیں۔ قدسیان عالم بالا معاطان عرش اعلیٰ نے مصیبت سید الشہداء میں اشک غویں بہائے۔ ایسا انسان کون دل اس مصیبت سے شگافتہ اور کون سیلئے اس مصیبت میں مجروح نہ ہوا۔ ایسا انسان آگاہ ہو۔ ہم کو مانند اسیروں کے طوق و زنجیر میں گرفتار کیا۔ اور شتران برہنہ پر سوار کر کے شہر بشہر و دیار بدیار پھرایا۔ قسم خدا۔ اگر پیغمبر خدا ان لوگوں سے ہماری ذلت و قطع نسل کے لئے ارشاد کرتے۔ تب بھی اس سے زیادہ ظلم نہ کرتے۔ حالانکہ حضرت رسولؐ نے ہمارے اعزاز و اکرام و احترام اور رعایت حقوق کی ان سے سفارش کی ہے۔ **وَاِنَّا لَلشَّادَاتَا** ایہ راجعون۔ کیا ماتم جائگداز اور کیا واقفہ راحت بر انداز ہے میں خدا سے اپنا صواب طلب کرتا ہوں اور اسی سے امید ثواب رکھتا ہوں۔ اور وہی ظالموں سے انتقام لینے والا۔ اور صابر دل کا ثواب لینے والا۔ یہ سن کر صوحان نے اٹھ کے عذر کیا۔ کہ میں زمین پر گر گیا ہوں۔ اس سبب سے آپ کی نصرت سے ناامید رہا۔ حضرت نے اس کا عذر قبول کر کے اس کے باپ کو بکلمہ رحمت یاد کیا۔ بعد ازاں مدینہ میں

تشریف لائے جب حضرت رسولؐ کے مرقد منور پر نظر پڑی۔ فریاد کی۔ کہ اجداد محمدؐ ایک حسین کو  
تشنہ لب شہید کیا۔ اور آپ کے اہل بیت کو اس پر کیا۔ پس دوبارہ مدینہ میں غلغلہ خروش بلند ہوا۔ اور صدقہ  
نالہ و گریہ درودیلوار سے بلند ہوئی۔

**بیان گریہ و بکا حضرت امام زین العابدینؑ:** حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت

امام زین العابدینؑ چالیس سال اپنے پدر بزرگوار پر دس دن کو روزہ رکھنے اور شب کو عبادت  
حق تعالیٰ میں قیام فرماتے۔ جب حضرت کا غلام آب و طعام حاضر کرتا۔ اور عرض کرتا۔ اتنا  
تنا دل کیجیے۔ حضرت گریہ کر کے فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ کھانا کھاؤں حالانکہ فرزند رسولؐ گوشتہ شہید ہوا  
اور کیونکہ یہ پانی پیوں۔ کہ فرزند رسولؐ تشنہ لب قتل ہوا۔ یہ کلام مقرر فرما کر یہاں تک روتے تھے کہ اس

آب و طعام میں وہ آنسو مخلوط ہو جاتے تھے۔ اور جب تک اپنے پدر بزرگوار سے ملتی نہ ہوئے۔ اسی  
حالی میں بسر کی۔ یہاں تک کہ محنت دنیا سے فراغت ملی۔ حضرت کے ایک غلام نے روایت کی ہے۔ ایک  
روز میرے آقا صحر میں تشریف لے گئے۔ میں بھی عقب آنحضرتؐ میں تھا۔ میں نے دیکھا۔ حضرت زین  
ناہوار میں سجدے میں گر گئے۔ گریہ و زاری کرتے تھے۔ اور ذکر خدا میں صدا بلند تھی، پس ہزار مرتبہ استغفار

کو پڑھا۔ لا الہ الا اللہ حقاً حقاً لا الہ الا اللہ تعبد اور من لا الہ الا ابما فاء و

صدقاً۔ جب حضرت نے سجدے سے سر اٹھایا۔ ریش مبارک آنسوؤں سے زبوں گئی تھی۔ میں نے عرض

کیا۔ اے میرے مولا۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ آپ کا گریہ و اندوہ کم ہو حضرت نے فرمایا۔ دامن ہو مجھ پر

حضرت یعقوب خود پیغمبرؐ اور فرزند پیغمبرؐ تھے۔ ان کے بارہ فرزند تھے جن کے نام ان کے ایک فرزند کو ان سے

جدا کر دیا۔ اس اندوہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو گئے۔ اور پشت خم ہو گئی۔ آنکھوں سے نور جاتا رہا چہرہ ان

کا پسر زندہ تھا۔ میں نے پدر و برادر منوہ شخص اہل بیت سے قتل ہونے دیکھے۔ پھر کیونکہ میرا اندوہ خم کم ہو

موافق فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت کا گریخت و خوف حق تعالیٰ سے ہو۔ چنانچہ حضرت کی مناجات سے

معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ یہ مصائب بھی شریک ہوئے شاید اسی طرح اظہار مصلحت فرمایا ہو۔ تاکہ لوگوں پر

اس واقعہ عظمیٰ و داہلیہ کبریٰ کی رسوائی ظاہر ہو۔ تاکہ دوستان خدا و مغربان حق تعالیٰ کا گریہ ایک دوسرے پر مثل ادراس

کے نہیں ہے کجبت بشری سے ہو۔ چنانچہ فوت اولاد میں اس قدر گریہ نہیں کرتے۔ بلکہ حضرت امام زین العابدینؑ چند روز گوارا کو

ادراس سے ہزار درفرا ندو جان بزرگوار اور قاصد علم و جد اس امام خیار کے ادراس سے یاد جاتے تھے اور علم تھا کہ وہ اپنے زمانہ میں عین

خلق خدا تھے۔ ان کے قتل سے ایک عالم کی گراہی نہ تھی۔ دین و فلاح پر حضرت رسولؐ کی سنت برطوت ہوئی۔ بنی امیہ کی بدعتیں ظاہر

ہوئیں۔ اس سبب گریہ کرتے تھے۔ اور تھوڑے غور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گریہ خدا کی طرف راجع ہے اور کسی قدر

اس کا حال کتاب حیات انصوب و عین الحیات میں مذکور ہے۔

Presented by www.ziaaraat.com

## فصل سولہویں

### بیان غرائب معجزات و گریہ و بکا آسمان و زمین بعد شہادت امام مظلوم

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے۔ بسند معتبر ایک روز ایک دشمن خدا و رسول حضرت امیر المومنین کی طرف سے گذرا۔ حضرت نے یہ آیت پڑھا۔ فَمَا يَكُنْ عَلِيًّا سِوَا رُؤُلَا رَضَى وَمَا كَانُوا مُتَذَكِّرِينَ یعنی نہیں گریہ کیا ان پر آسمان و زمین نے اور نہ تھے وہ مہلت یا دہندگان سے اسی اثناء میں امام حسینؑ اسی طرف سے گذرے۔ حضرت نے فرمایا۔ ولیکن ان پر آسمان و زمین گریہ کریں گے۔ اور فرمایا۔ آسمان و زمین نے گریہ نہیں کیا۔ مگر یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ بن علیؑ پر۔ بسند معتبر حسین بن ابی فاختہ سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے خدمت جناب صادق میں عرض کیا۔ میں مجالس مخالفین میں شریک ہوتا۔ اور آپ کو یاد کرتا ہوں۔ اس وقت کیا کہا کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ جب ان کی مجالس میں جایا کرو اللہم ارنی الرفاء و السرور کیا کرو۔ راوی نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں مجھے امام حسینؑ یاد آتے ہیں۔ اس وقت کیا کہوں حضرت نے فرمایا تین مرتبہ کہو۔ صلی اللہ علیہ یا عبد اللہ پھر حضرت نے فرمایا۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ ان کی شہادت پر ساتوں آسمان اور ساتوں طبقات زمین اور جو کچھ درمیان آسمان و زمین ہے۔ اور جو بہشت و دوزخ میں ہیں۔ اور جو خلقت حق تعالیٰ دکھائی دیتے ہیں۔ اور جو نہیں دکھائی دیتے ہیں سب رونے لگے۔ مگر تین چیزیں گروہ امام حسینؑ پر نہیں روئیں۔ راوی نے عرض کیا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ وہ چیزیں کون ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ بصرہ زرد شق اور آل حکم بن ابی عاص یہ نہیں روئے۔

روایت ثنیم تمنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ اصحاب جید و کرام صاحب اسرار سے تھے سنا

ہے۔ انہوں نے کہا۔ قسم بخدا میں یاد کرتا ہوں۔ کہ یہ امت اپنے پیغمبر کے فرزند کو دسویں محرم کو شہید کرے گی۔ اور دشمنان خدا اس دن کو روزِ برکت سمجھیں گے اور یہ امر البتہ شدنی ہے اور علم الہی میں گذرا ہے اور اس کی خیر میرے آقا اور مولا امیر المومنین نے مجھے دی ہے۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ امام حسینؑ پر جمیع ثیاب یہاں تک کہ دشتیان صحر و ماہیان دریا و مرغان ہو اگر یہ کریں گے۔ اور آفتاب و ماہتاب و ستارگان و آسمان و زمین و مومنین جبرائیل و جبرائیل و طہات زین و رضوان خاندن بہشت و مالک خاندن جہنم و حاملان

عرش الہی سب مصیبت امام حسینؑ کے رویں گے۔ اور آسمان خون و خاک ترسائے گا۔ اور لعنت قاتلانِ امام حسینؑ پر واجب ہوتی ہے۔ جس دن ان کافروں پر لعنت خدا واجب ہوتی ہے۔ جبکہ نے کہا میں نے یتیم تمنا سے پوچھا کہ اسے یتیم کس طرح یہ لوگ اس دن کو جس دن ایسے بزرگوار شہید ہونگے روزِ برکت جان سکتے ہیں۔ یہ سن کر یتیم تمار رونے لگے۔ اور کہا اس بارہ میں ایک حدیث واضح کہی ہے کہ خدا نے اس روزِ توبہ آدم قبول کی ہے۔ اور یہ دروغ ہے۔ بلکہ توبہ آدم ماہ ذی الحجہ میں قبول ہوئی۔ اور کہتے ہیں۔ اس روزِ یونسؑ شکم ماہی سے باہر آئے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یونسؑ بھی ماہ ذی الحجہ میں شکم ماہی سے باہر آئے اور کہتے ہیں کہ خدا نے اسی روزِ ذی اسرئیل کے لئے دربار کو شکاف دیا۔ حالانکہ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں گذرا۔ اور کہتے ہیں۔ نوحؑ کی کشتی اسی روز کوہِ جودی پر ٹھہری۔ حالانکہ وہ اٹھارویں ماہ ذی الحجہ کی تھی۔ پس یتیم نے کہا۔ اسے جبکہ واضح ہو کہ حسین بن علیؑ شہید کو بروزِ قیامت اور ان کے اصحاب کو بروزِ قیامت جیت شہداء پر فضیلت ہے۔ اسے جبکہ دیکھنا کہ آسمان مثل خون نازہ سرخ ہو گیا ہے۔ اس وقت جانا کہ امام حسینؑ شہید ہوئے۔ جبکہ نے کہا۔ میں ایک روز باہر آیا۔ اور شجاع آفتاب کو دیکھا کہ دیواروں پر سرخ مثل لباسِ خون رنگ چمک رہی ہے۔ یہ دیکھ کر میں فریاد کر کے رونے لگا اور کہا قسم بخدا ہمارے سردار امام حسینؑ شہید ہو گئے۔

**علاماتِ مجر و مشعر شہادتِ امام حسینؑ:** ابنِ قولیہ نے روایت کی ہے کہ باشندگانِ بیت المقدس سے ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ قسم بخدا ہم ساکنانِ بیت المقدس اطرافِ دواچی نے آخر روز جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے جانا کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ راوی نے کہا۔ تم نے کیونکر جانا۔ اس شخص نے کہا۔ جو سنگِ دل کو ہم نے اس زمین سے اٹھایا۔ اس کے نیچے سے خونِ نازہ جو شریکِ زند تھا اور دیواروں پر مثلِ خون تھا جو زمین سے اٹھ گیا۔ تین دن تک خونِ نازہ آسمان سے برسا۔ اور درمیانِ شب ایک منادی کی ندا ہم نے سنی کہ وہ چند شعر پڑھتا تھا جس کا معنی

**التوجوا امة قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب**

آیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کیا۔ معاذ اللہ ان کے جد محمد مصطفیٰؐ کی شفاعت کی بروزِ حساب میرا ہے شفاعتِ بہید خنار و جید کر در اس کی نصیب نہ ہوگی۔ اس لئے کہ بہترین سوارانِ معرکہ و شجاعت و بہترین جوانانِ دیرانِ ہرجا عت کو اس امت نے شہید کیا۔ اور تین دن تک آفتاب ایسا سیاہ و تاریک نکلا کہ ستارے آسمان پر دکھائی دیتے تھے۔ بعد اس کے ٹھوڑے دنوں کے خبر پہنچی کہ پہلے روز جس دن سے عجائب و غرائب و علاماتِ مشاہدہ کئے وہ روز شہادتِ امام حسینؑ شہید تھا زہری نے ہا سائید معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ جو سنگِ ریزہ بیت المقدس سے

اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون رنگین جوش اڑتا تھا۔ ایضاً بسندائے معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ کی مصیبت پر آدمیان درختان و درغان و جنبانہ و حجر اسد کے سب روئے۔ ایضاً بسند معتبر حارث و عمار سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا میرے پسر و داد و حسینؑ پر سے خدا ہلے۔ وہ عقبہ کو فریاد شہید ہوگا۔ قسم بخدا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ دشمنانہ صحر اپنی گردنیں اٹھائے حسینؑ کی قبر مطہر کو دیکھ کے شام سے صبح تک نوحہ و زاری کرتے ہیں۔ جب ایسا سانحہ واقع ہو کر گزرا تو جو روئے جفا نہ کرو۔ اور اس امام مظلوم کی نیابت نہ چھوڑو۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ مسجد کو فریں تشریف رکھتے تھے۔ ناگاہ امام حسینؑ آئے جناب امیرؑ نے اپنا دست مبارک امام حسینؑ کے سر پر رکھا اور فرمایا۔ اسے فرزند بیکہ جماعت کو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ ان کی شہادت پر زمین و آسمان نے گریہ کیا۔ اور قسم بخدا اسے نور چشم تھے شقیہ و قتل کریں گے۔ اور تیری مصیبت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ بسند ہائے معتبرہ دیگر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ قتل امام حسینؑ پر زمین و آسمان روئے اور سرخ ہو گئے۔ و روایت دیگر فرمایا۔ کہ آسمان بجلی بن کر آیا اور حسینؑ بن علیؑ پر رویا راوی نے پوچھا۔ کہ گریہ آسمان کیونکر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ چالیس روز دقت طوع اور غروب سرخ ہوتا تھا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ایک دن صالحہ کو فیس نے کہا۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے ایک سال نو مہینہ تک آسمان مثل خون سرخ تھا۔ کہ آفتاب نہ دیکھ پڑتا تھا۔ ایضاً بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت ہے۔ کہ جب سے خدا نے آسمان کو پیدا کیا ہے۔ وہ کسی پر نہیں رویا ہے۔ مگر بجلی بن کر آیا۔ اور میرے پسر امام حسینؑ پر۔ راوی نے پوچھا۔ کہ آسمان کیونکر رویا حضرت نے فرمایا۔ جب کپڑے ہو میں پھیلاتے تھے۔ خون کی چھینٹیں ان پر پڑتی تھی۔ جس طرح خون پتہ ٹہرنے پر دیکھ کر پڑتا تھا۔ یعنی لگ جاتا تھا۔ ایضاً بسند موثق جناب صادق سے روایت کی ہے۔ امام حسینؑ کا قاتل ملنا اڑتا تھا۔ اور یحییٰ بن زکریا کا قاتل بھی ملنا اڑتا تھا۔ اور جب امام مظلوم کو شہید کیا۔ ایک سال تک آسمان سرخ رہا۔ اور آسمان و زمین امام حسینؑ اور یحییٰ بن زکریا پر روئے اور گریہ آسمان اس کی سرفرازی۔

**حکایت اُلُو جانور کی** بسند ہائے معتبر امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ اُلُو زمانہ جناب رسول خداؐ میں رات کو گھروں میں رہا کرتے تھے۔ اور آدمیوں سے بہت انس و محبت رکھتا تھا۔ اور جب دسترخوان پھٹتا تھا۔ وہ بھی آگے بیٹھتے تھے اور کھانا لوگ اس کے آگے ڈالتے تھے۔ لیکن امام حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد آدمیوں سے اُلُو بھاگنے لگا اور بادی سے دیرانی میں نکل گیا۔ اور صحر و جنگل میں مقیم ہوا۔ اور کہا تم لوگ بڑی امت ہو۔ کہ اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ اور میں تم سے مطمئن اور بے خوف نہیں ہوں۔ پس دن کو مصیبت امام حسینؑ کے علم

سے روزہ رکھتا اور دانا پانی نہیں کھاتا ہے۔ جب رات ہوتی ہے صبح تک امام حسینؑ پر نوتر و زاری کرتا ہے۔ ابن شہر آشوب نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کتب معتبرہ سے ایک لڑن بنی اڑوئے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آسمان نے خون برسا یا۔ اور ہمارے قبیلہ میں کنوئیں اور گھڑے اور برتن خون سے بھر گئے ایضاً۔ عروذ میں عبد اللہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز دن کو پانی برسا۔ جب ہم اپنے سفید کپڑوں پر نظر کی۔ سب خون سے رنگین ہو گئے تھے۔ جب اونٹوں کو پانی پلانے لے گئے تھے۔ سب پانی خون ہو گیا تھا۔ پھر خبر پہنچی کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔ جناب صادق سے روایت کہے۔ کہ آسمان امام حسینؑ کے مصائب پر چالیس روز خون سے روبا۔ ام سلیم سے روایت ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا آسمان سے خون برسا۔ کہ مکانات اور دیواریں سرخ ہو گئیں تفسیر ثعلبی میں ہے۔ کہ یہ سرخی جو آسمان پر ظاہر ہو کر تھی ہے۔ قتل امام حسینؑ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے۔ تاریخ نسائی میں اسود بن قیس سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ سرخی مشرق و مغرب سے بلند ہوئی۔ اور درمیان آسمان قریب تھا کہ اگر دونوں سرخیاں مل جائیں۔ مگر چھ مہینہ تک وہ سرخی اس طرح جدا رہی۔ ابو قبیل سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آفتاب کو گھن لگا۔ اور اس قدر تاریک ہو گیا۔ کہ ستارے دن کو ظاہر ہوئے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ قیامت برپا ہوئی ہے بعض کتب معتبرہ میں ام حیان سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسینؑ سے تین دن تک بیاہ آندھی چلی اور جو پتھر اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے خون تازہ جوش ملتا تھا۔ شیخ طوسی نے عمار بن ابی عمار سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسینؑ خون تازہ آسمان نے زمین پر برسا یا۔ ابن بابوئیہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے امام حسینؑ کو بضر بہتہائے شمشیر سے مجروح کر کے گرا دیا۔ اور آکے چاہا سر جدا کریں۔ ایک نادہ نے خدا کی جانب سے درمیان آسمان ندا کی۔ اے امت مہموت و متحیر شدہ و تنمکار اپنے پیغمبر بزرگوار کے بعد خدا تم کو عید فی دجہد الفطر کی مہلت نہ دے۔ پس جناب صادق نے فرمایا قسم بخدا ان اشقیانے نہ توفیق پائی۔ اور پائیں گے کہ نماز فطر و الفحی۔ امام الحنفی کے ہمراہ بجالائیں۔ یہاں تک کہ طالب خون امام حسینؑ یعنی قائم آل محمدؑ ظاہر ہوں۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسینؑ اپنے برادر امام حسنؑ کے پاس تشریف لائے۔ جب اپنے بھائی کو دیکھا رونے لگے۔ امام حسنؑ نے فرمایا اے برادر کیوں روتے ہو امام حسینؑ نے عرض کیا۔ مجھے اس پر رونا آتا ہے۔ آپ سے منافقین کا سلوک کریں گے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ مجھ سے جو سلوک کریں گے یہ ہے کہ زہر سے مجھے شہید کریں گے۔ ولیکن وہ دن مثل تمہارے دن کے نہیں اے برادر تم کو تیس ہزار تنگاری کا کار کہ سب دعویٰ تمہارے ہر بزرگوار کی امت سے ہونے کا کریں گے۔ اور

اپنے کو مسلمان کہیں گے۔ وہ تمہارے قتل اور خودکشی پر دہشت گردی کرتے اور تمہارے فرزندان و زنان محترم کو امیر کرنے اور مال لوٹ لینے پر آمادہ اور جمع ہونگے اس وقت بنی امیہ پر لعنت خدا نازل ہوگی۔ اور آسمان خاک و خون برسائے گا۔ اور تمہارے مصائب پر ہر چیز روئے گی۔ یہاں تک کہ وحشی جنگلوں میں اور دیباؤں میں بھی پیاں روئیں گی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **امام حسینؑ** نے بعد مقتدر عروہ بن زہیر سے روایت روایت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذر غفاریؓ کو مدینہ سے بھگام ریزہ بھیج دیا۔ لوگوں نے ابوذرؓ سے کہا۔ اے ابوذرؓ! دشمنوں کو خوشحال رہو۔ کہ ایسے آثار راہ خدا میں سہل ہیں ابوذرؓ نے کہا۔ ہاں بہت سہل ہیں۔ لیکن اس ذلت تمہارا حال کیا ہوگا۔ جب امام حسینؑ کو شہید کریں گے قسم بخدا امیر المؤمنینؑ ان کے فرزندان امام حسینؑ کے قتل سے بڑھ کر کے اور کوئی ٹکلی نہ ہوگا۔ بخدا وہ عالم شمشیر انتقام اس مسئلہ پر کھینچے گا۔ اور خلافت میں نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک مرد کو قبریت امام حسینؑ سے ظلم کرے۔ اور وہ لوگوں سے انتقام لے۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے قتل ہونے پر ریادوں اور پہاڑوں اور جنگلوں اور بیابانوں کے ہاشندوں کو کس قدر حزن و اندوہ ہوگا۔ پھر تم بھی اس قدر روؤ کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالو۔ بعد اس کے روح نقی امام حسینؑ اول آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سے جائیں گے۔ شہر ہزار فرشتے خائف و ترسائے کھڑے ہو جائیں گے اور اعضا ان کے تار و زقیا مت کا پتے رہیں گے۔ اور جو ابر اٹھتا ہے اور ہم آواز عدد و برق اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ سب امام حسینؑ کے قتل کرنے والوں پر لعنت کرتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس دن روح متقدس امام حسینؑ کو جناب رسول خدا کی ملاقات کے لئے نہ لائے ہوں۔ اور ایک یگر ملاقات کرتے ہیں اور بعض کتب معتبرہ میں نسخ عابد سے روایت کی ہے کہ ہر روز میں چڑیوں کے لئے روٹی کے ٹکڑے توڑنا تھا۔ اور وہ کھاتی تھیں۔ لیکن روز عاشورا بدستور جب میں نے روٹی کے ٹکڑے توڑے انہوں نے نہ کھائے۔ اس سبب سے میں نے جانا کہ خیال تعزیت امام حسینؑ نہیں کھاتیں۔

حضرت ابوذر غفاریؓ رسول پاکؐ کے علیل القدر صحابہ میں سے تھے آخر وقت دامن اہل بیت مضبوطی سے تھامے رکھا حضرت عثمان جب غلیظہ ہوئے تو انہوں نے حکومت کی ہر طرح کی عنایات بنی امیہ پر نشان زدیں۔ جو یوں کی گورنریاں ان کے ہاتھوں میں بیت المال کے ہاتھوں میں فتح و فتوح کا تمام کام تمام مال جو کہ ایک بیت بڑی رقم تھی اور مذکور جس میں سات گاؤں دلال عفاف جسی صاحبہ ملام بیت اور برقیہ نہایت زرخیز علاقے تھے جن کی سالانہ آمدن چالیس ہزار سکے رائج الوقت تھو وہ منۃ العظام بہ سبب طاعن کو دے دیا بنی امیہ کے ہاتھوں میں حکومت کا اتنا تھا۔ کہ انہوں نے اسلام کی صورت بدنے کی خوشنویس کو

کردی حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس دور میں ہمت جو انفرادی سے کام لیا اور حکومت کو بنی امیہ کے سلیمہ کر دینے اور اسلامی اصول کی حفاظت کر لیا جس کے نتیجہ میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کر دیا۔ مقام ریزہ کی طرف اپنے صاحبزادے و غلام بیت المقدس پٹے کے قوت ہونے کے بعد یہاں جنگل میں ہی انتقال کیا۔ بعد وفات ایک بیٹی کے سوا میت پر اور کوئی (باقی صفحہ پر)

## فصل سترھویں بیان گریہ و زاری انبیاء و اوصیاء و ملائکہ مقربین

ابن بابویہ و ابن قولویہ وغیرہ نے بسند ہائے متبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتوں نے حق تعالیٰ سے رخصت طلب کی کہ زمین پر جا کے امام حسین کی نصرت کریں۔ جب وہ ملائکہ زمین پر آئے۔ امام حسین نے اجازت نہ دی۔ وہ سب آسمان پر واپس گئے۔ اور بار دیگر اجازت کے لئے زمین پر آئے۔ جب کہ بلا میں آئے۔ امام حسین شہید ہو چکے تھے۔ وہ فرشتے زبیدہ و زکریا و قمر و نوح کے جھاکر ہوئے۔ اور مصائب آنحضرت پر تازہ و زقیامت روئیں گے۔ اور ان کا افسر ایک فرشتہ ہے جس کا نام حمولہ ہے۔ جو کوئی شیعہ امام حسین کی زیارت کو جاتا ہے۔ وہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جب رخصت ہو کے اپنے گھر جانے لگتا ہے۔ اس شیعہ کے وہ گروہ مشابعت کرتے ہیں۔ اگر بیمار ہوتا ہے۔ اس کی عیادت کو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ شیعہ مرجاتا ہے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور خدا سے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور منتظر ہیں کہ حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ ظاہر ہوں۔ اور خون آنحضرت کا طلب کریں۔ شیخ طوسی نے بسند ہائے معتبرہ امام خمینی و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے۔ ملائکہ رونے لگے اور شور و فغاں کر کے کہا۔ اے خداوند ہمارے اے بیٹے ہمارے تیرے غفلت کو نہا ہے۔ اور ان سے انتقام نہیں لیتا ہے۔ جنہوں نے تیرے برگزیدہ اور تیرے برگزیدہ کے فرزند اور سترین خلق کو شہید کیا ہے۔ خداوند عالم نے ان کو دہی کی۔ کہ میں ان انتقام سے انتقام لوں گا اگر یہ بدعت کے لیا جائے۔ بعد اس کے حق تعالیٰ نے پردہ اٹھا دیا۔ کہ اے اللہ مقدس و ارحم منورہ ائمہ معصومین امام حسین کی ملائکہ نے زیارت کی اور ان حضرات میں سے ایک بزرگوار کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حق تعالیٰ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ معصوم جو کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ میں اس کی معرفت انتقام لوں گا۔ ان کفار سے۔ اسی وجہ سے حضرت صاحب العصر کو قائم کہتے ہیں۔ ابن قولویہ نے روایت کی ہے کہ وہ فرشتہ جو جناب رسول خدا پاس خبر شہادت امام حسین لایا۔ وہ ملک یافوں پر ٹوکل ہے۔ تحقیق کہ ایک فرشتہ ملائکہ فردوس اعلیٰ سے نازل ہوا۔ یادوں پر اپنے پر کھول کے کہا۔ وہ دنیا کی کس باشندہ جا رہا ہے ناظم و اندوہ مینو۔ کہ جگر گوشہ رسول خدا کو ذبح کیا۔ پھر تربت امام حسین کو اپنے بازوئیں پر اٹھائے آسمانوں کی طرف پرواز کی۔ جو فرشتہ دیکھتا تھا۔ اس تربت کو چومتا اور بزرگی اس تربت کی حاصل کر کے امام حسین کے قاتلوں اور ان اشقیاء کے ناصروں اور بادروں پر لعنت کرتا تھا۔ محاسن برقی میں لند مغیرہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے

(تعبیر لغیر منقولہ ص ۳۱) تھا ایک تافلہ نے جس کی پیش گوئی رسول اللہ نے ابوذر سے کی تھی جس میں مشہور صحابی رسول تھا ایک میت کو دفن کیا۔ اور آپ کی پیش گوئی میں لاند۔ (کو شہید ہوا۔ ص ۳۱)

کی ہے۔ کہ خداوند عالم نے ستر ہزار فرشتے زویلہ ہو کر آلودہ قبر امام حسینؑ پر جس روز سے آنحضرتؐ شہید ہوئے تو کل کئے ہیں۔ کہ وہ ملائکہ امام حسینؑ اور ان لوگوں پر جو مصائب امام حسینؑ پر رونے میں تا قیام قائم آلی حرم صلوٰۃ بھیجیں گے۔ ابن قولیہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ہر روز چار ہزار فرشتے قبر امام حسینؑ پر نازل ہو کر زویلہ ہو کر آلودہ طلوع صبح سے نوافت زوال شمس نور دگر بہ کرتے ہیں۔ اور جب زوال ہوتا ہے یہ آسمان پر جاتے اور چار ہزار فرشتے اور حاضر ہوتے اور طلوع صبح تک مصائب امام حسینؑ پر رونے ہیں۔ شیخ کلینی کا بن قولیہ نے بسند معتبر حمزہؑ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادقؑ میں عرض کیا میں آپ پر سے خدا ہوں۔ اس قدر آپ اہل بیت کی فرنگی کم اور اجل نزدیک ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بہت احتیاج رہتی ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک پاس ایک صحیفہ اور نام ہے۔ اس نام میں جو ہم کو اپنی مدت امامت میں کرنا چاہئے۔ درج ہے۔ پس جب وہ امور خیر جو ہم پر مامور ہیں تمام ہو جاتے ہیں۔ اس وقت رسول خداؐ تشریف لاتے اور خبر وفات دیتے ہیں۔ اور منازل و درجات قرب حق تعالیٰ کے جو اس امام کے لئے متبیا ہیں۔ دکھا دیتے ہیں۔ امام حسینؑ نے اپنا صحیفہ پڑھا۔ جو اس میں درج تھا۔ اس کی تعمیل کی۔ اور جو باقی رہا کہ بعد وفات اس کی تعمیل کرتے۔ اور جو کچھ باقی رہا کہ ایام حیات میں اس کی تعمیل نہ کی تھی۔ نا انکہ متوجہ قتال ہوئے۔ اور جو امور باقی رہ گئے تھے۔ اور ان کی تعمیل نہ ہوتی تھی۔ وہ تھے کہ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ ان کی نصرت کو ہم جائیں اور جب تک کہ بیسٹ سال ہوں۔ حضرت شہید ہو چکے تھے۔ جب امام حسینؑ کو شہید پایا زمین پر پہنچ گئے۔ عرض کی پروردگار! ہم کو تو نے رخصت دی کہ زمین پر جا کے امام حسینؑ کی نصرت کریں۔ جب ہم یہاں آئے تو ان کو تو نے اپنی رحمت سے ملحق کیا۔ پس خداوند عالم نے ان ملائکہ کو وحی کی۔ کہا۔ ان کے فقہ مقدسہ پر یقین رہو۔ اس وقت تک کہ دیکھو امام حسینؑ اپنی قبر سے باہر آئے ہیں۔ اور جانب دینار جوع کی ہے تب ان کی نصرت کرو۔ اور اب ان کی نصرت نصیب نہ ہونے سے ان کے مصائب پر گریہ و زاری کرو۔ تحقیق کہ ہم نے تم کو ان کی نصرت کے لئے اور ان پر رونے کے لئے مخصوص کیا ہے۔ جب یہ حکم بانگاہ خداوند عالم سے ہوا۔ ملائکہ حصہ دلی تقرب حق تعالیٰ کے لئے اس حسرت پر جو انہیں عدم نصرت آنحضرتؐ سے طرہ ہوئی۔ گریہ و زاری کرنے لگے۔ جب امام حسینؑ رجعت میں ظہور کریں گے۔ یہ فرشتے تا صراں دیاوران امام حسینؑ ہونگے۔ ابن قولیہ نے بسند معتبر صفوان جمال سے روایت کی ہے۔ کہ میں راہ مکہ میں خدمت بابرکت جناب صادقؑ میں حاضر تھا۔ کہ ماہین۔ کہ مدینہ ایک روز حضرت کو ملگین پاکے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! آپ کا سبب حزن داندہ کیلئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے صفوان جو کچھ میں سنتا ہوں۔ اگر تم بھی وہ سنو تو



سے وہ بسبب گریہ و زاری سے وہ باز رہے اب صبر کر کہ خدا تمہارا انتقام تمہارے فرزندوں کے قاتلوں سے لے گا جب جناب فاطمہ ان شیعوں پر جو زیارت امام حسینؑ کو آتے ہیں نظر کرتی ہیں۔ حق تعالیٰ سے ان کے لئے سزا سزا خیر کیلئے سوال کرتی ہیں۔ لازم ہے کہ زیارت امام حسینؑ ترک نہ کرو۔ کہ فضیلت زیارت آنحضرتؐ اس سے زیادہ ہے کہ احصا اور بیان اس کا کیا جائے۔

**روایت اسحق بن عمار از جناب صادقؑ** ابن قولیہ نے بند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اسحق بن عمار نے بخدمت

صادقؑ عرض کیا۔ کہ میں شب عرفہ حاضر کربلا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ وہاں فریب چاس ہزار خوبصورت لوگوں کے میں نے دیکھا کہ ان سے خوشبو آتی تھی۔ تمام شب وہاں زیارت دہنا کرتے رہے۔ جب صبح طالع ہوئی۔ اور میں سجدہ میں گیا۔ اور سجدہ سے سر اٹھایا۔ کسی کو نہ دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب صبح کربلا میں امام حسینؑ کو خالی بین نے گھیر لیا۔ اس وقت چاس ہزار فرشتوں کا گندہ آنحضرتؐ کی طرف سے ہوا اور آسمان پر چلے گئے۔ جب آسمان پر پہنچے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میرے حبیبؑ کے فرزند کی طرف سے تمہارا گندہ ہوا۔ کہ اشقیاء اسے شہید کر رہے تھے۔ اور تم نے اس کی نصرت نہ کی۔ اب زمین پر جاؤ۔ اداسی جگہ نزدیک قبر سید الشہداء اگر آؤ تو زوید و تار و زقیامت مقیم رہو۔ اے اسحق جن کو تم نے دیکھا۔ وہ یہ فرشتے تھے۔ ابن شہر آشوبؒ نے بند معتبر روایت کی ہے کہ زہرہ نام نوحہ و زاری کنندہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہؑ نزدیک قبر امام حسینؑ کھڑی اور ہسی تھیں۔ مجھ سے فرمایا۔ یہ شعر پڑھ کہ میرے فرزند امام حسینؑ پر گریہ نہ کرو۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ اے آنکھوں اشک حسرت اس شہید کربلا پر برساؤ جس کا سینہ نیزہ و تیغ سے بھرا کیا۔ اور میں مصیبت حسینؑ میں حاضر نہ ہو سکی۔ اور اس کے ماتم میں اشک حسرت نہ بہا سکی۔ کلینیؒ نے بند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ جیسے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں تھا۔ مثل ملائکہ وغیرہ سب نے فریاد کی۔ کہ پروردگار اہم کو اجازت دے کہ مخلوق کو زمین پر سے اٹھا کر پینک دیں اور سب کو ہلاک کر ڈالیں کہ تیری ہنک حرمت انہوں نے حلال جانی۔ اور تیرے برگزیدہ گاہ بارگاہ کو قتل کیا۔ خدا نے ان کو وحی کی۔ کہ اے میرے ملائکہ اے آسمان و اے زمینوں و ساکن رہو۔ ناگاہ ایک عجب اپنے عجب سے اٹھایا۔ اس عجب کے پیچھے رسول خدا اور ان کے بارہ وصی دیکھتے پھر اشارہ بجاہ قائم آل محمد کیا۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔ اے ملائکہ اے آسمانوں اے زمینوں میں اس شخص کو حکم دوں گا۔ کہ یہ حسین بن علی و شہداء اے کربلا کے قاتلوں سے انتقام لے گا

حضرت ام سلمہؓ کا خواب دیکھنا تیغ مفید کو ضیاع موسیٰ نے بند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے

روایت کی ہے ایک روز ام سلمہؓ گریاں و نالال خواب سے بیدار ہوئیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ کیوں روتی ہیں۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسینؑ اس دن شہید ہوگا۔ اس سنے کہ جس دن سے رسول خداؐ نے تعالٰیٰ فرمایا میں نے حضرت کو خواب میں نہیں دیکھا تھا۔ مگر آج کی رات میں نے حضرت رسول خداؐ کو بہت غمگین و بیقرار خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ یہ آپ کی کیا حالت ہے۔ جو میں دیکھتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ اس تمام شب میں نے قبریں کھودی ہیں۔ اور حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو دفن کیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں ایک روز اپنے گھوڑے آرام کر رہا تھا۔ ناگاہ خانہ ام سلمہؓ سے رونے چلانے کی آواز آئی میں نے ملازم سے کہا۔ مجھے ام سلمہؓ کے مکان میں بے چل۔ جب ان کے مکان میں پہنچا۔ مرداں و زناں مدینہ کو دیاں جمع پایا۔ میں نے کہا۔ اے ام المؤمنینؓ سب گریہ و زاری کیا ہے۔ انہوں نے میرا جواب نہ دیا۔ اور زناں بنی لاشم کی طرف متوجہ ہو کے کہا۔ اے دختران، عبدالمطلب میرے رونے میں شریک ہو۔ قسم بخدا تمہارا بزرگ و تیرا جوانان بہشت و بسلار رسول خداؐ گل بوستان عمر مصطفیٰؐ یعنی حسینؑ مظلوم شہید ہو گیا۔ میں نے کہا۔ اے امیر المؤمنینؑ آپ نے کیوں مکر جانا۔ ام سلمہؓ نے کہا میں وقت میں نے رسول خداؐ کو زہر دیدہ ہو کر دیا اور وہ غمگین خواب میں دیکھا ہے۔ اور سب اندر دریافت کیا کہ حضرت نے فرمایا۔ میرے فرزند حسینؑ اور اس کے اہل بیتؑ کو آج شہید کیا ہے۔ اس وقت ان کے دفن سے میں فارغ ہوا ہوں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوئی۔ پہنوش دھواں اس گھر کے اندر دوڑی۔ کہ وہ توت جو جناب رسول خداؐ کو جبریلؑ نے لا کر دی تھی اور حضرت نے مجھے دے کے فرمایا تھا۔ جب یہ قربت خون ہو جائے اس وقت جانتا کہ تمہارا فرزند حسینؑ شہید ہوا ہے۔ میں نے وہ خاک کو بلا ایک ٹیشہ میں رکھ چھوڑی تھی۔ جب اس ٹیشہ پاس پہنچی۔ دیکھا وہ خاک سب خون ہو گئی۔ اور ٹیشہ کے اندر سے اہل رہی ہے۔ پھر میں نے اس خون کو لے کر اپنے منہ پر ملا۔ اور قائم امام حسینؑ برپا کیا۔ اور نوحہ و زاری کرنے لگی یہاں تک کہ غصہ پہنچی۔ امام حسینؑ اس دن شہید ہوئے تھے۔ عمرو بن ثابت نے کہا۔ جب میں نے یہ حدیث سنی۔ خدمت بابرکت جناب امام محمد باقرؑ میں حاضر ہوا۔ اور یہ حدیث عرض کی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ حدیث سخی ہے اور وہ تربت اب ہمارے پاس ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا خواب دیکھنا کہ کہا۔ میں نے دن کو سونے میں جناب رسول خداؐ کو خواب میں ٹوہیدہ ہو کر دیا اور ایک ٹیشہ خون سے بھرا ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ خون کہا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ خون میرے فرزند حسینؑ کا ہے جس نے صبح کر کے اس ٹیشہ میں رکھا ہے جب

خبر شہادت پہنچی۔ معلوم ہوا۔ اسی دن امام حسین شہید ہوئے تھے۔

**روایت حضرت ام سلمہ** رضی اللہ عنہا نے سند مغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک رات رسول خدا گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ اور رڑے عرصہ کے بعد موگر و خبار آلود ہاتھ میں کچھ لے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کا کیا حال ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس وقت عراقی کے اس موضع میں لے گئے۔ جسے کر بلا کہتے ہیں۔ وہاں جا کے مجھے میرے فرزند حسین و اصحاب و فرزندان و اہل بیت حسین کا مقتل دکھایا۔ میں نے اس کے قتل گاہ سے ایک مشت خاک اٹھائی ہے۔ اور میرے ہاتھ میں ہے اسے لے کے رکھ چھوڑو۔ جب میں نے لی وہ خاک سرخ تھی۔ میں نے ایک ٹیشہ میں لکھ کے سرس ٹیشہ کا مضبوط بانڈھ دیا۔ اور اس کی حفاظت کرتی تھی۔ جب میرا فرزند حسین مکہ سے متوجہ عراق ہوا ہر شب و روز اس ٹیشہ کو باہر لاکے میں دیکھتی اور سو گھنٹی۔ اور ان کے مصائب پر روتی تھی۔ جب دسویں محرم کی ہوئی وقت صبح میں نے اس ٹیشہ کو دیکھا۔ بحالت اصل پایا۔ جب آخر روز نظر کی۔ اس ٹیشہ کو خون سے بھرا ہوا دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں اپنے گھر میں فریاد کر کے رونے لگی۔ لیکن بوجہ شہادت اعدا ان سے اظہار کیا۔ یہاں تک کہ خبر پہنچی۔ کہ اسی روز امام حسین شہید ہوئے تھے۔

**روایت زبانی کسان نہر علقمہ کے** بعض کتب معتبرہ میں ایک شخص قبیلہ بنی اسد سے روایت کی ہے۔ کہ ان سے کہا۔ میں نہر علقمہ کے

کنارے کھیتی کرتا تھا۔ جب لشکر شقاوت اثر عمر سعد۔ وہاں سے کوچ کر گیا۔ میں نے شہداء کے گریباں سے بہت عجائب مشاہدہ کئے کہ ان کا ذکر نہیں کر سکتا۔ بعد ان کے یہ ہے کہ جب ہوا ان اجسام شریفہ سے آتی تھی۔ خوشبو مشک و عنبر کی میرے دماغ میں پہنچتی تھی۔ اور ہمیشہ میں دیکھا کرتا تھا۔ کہ سنارے سامان سے نیچے اس جسم مبارک کے قریب آتے اور پھر آسمان پر پہلے جلتے تھے۔ میں مع عیال اس صحرا میں تھا تھا۔ اور کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ جس سے یہ حال دریافت کرتا۔ جب قریب نزدیک ہوتا تھا۔ ایک شخص کی بیای دیکھائی دیتی تھی۔ کہ قبلہ کی طرف سے وہ آئے درمیان کشدگان صحرا داخل ہوتا۔ اور صبح کو چلا جاتا تھا۔ میرا گمان یہ تھا۔ کہ وہ شیر ہے گوشت کھانے آیا کرتا ہے۔ جب میں نے جا کے دیکھا۔ ان شہداء کے جسم طبعی طور پر نزع۔ اس حالت کے مشاہدہ سے میں متعجب ہو کے دل میں کہتا تھا۔ یہ لوگ خارجی ہیں۔ انہوں نے خلیفہ ناں پر خروج کیا ہے۔ پھر ان سے ایسے عجائب و غرائب کیوں مشاہدہ ہوتے ہیں۔ یہ سوچ کے میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ ایک رات میں نہ سوؤں گا۔ شاید اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ جب شام ہوئی اور وہ سیاہی بھی نمودار ہوئی مجھے وہم ہوئی۔ کہ سارا شیر ہو اور مجھ پر حملہ کرے۔ اسی نگرانی میں تھا۔ کہ وہ درمیان شہداء

داخل ہوا۔ اور ان اجسام تھرکے میں سے ایک جسم شریف کے قریب آیا۔ کہ مثل انقلاب نور اس جسم شریف منور باطبع تھا جس میں اس جسم شریف کو انگوٹھ میں سے کے اپنا منہ اس جسم سے ملا۔ اس مشاہدہ سے مجھے حیرت تھی جب اندھیرا ہو گیا۔ اس صحرا میں اس قدر شعلیں روشن ہوئیں کہ دن سے زیادہ روشنی ہو گئی۔ ناگاہ صدائے شیون و نوحہ وزاری اور پیٹنے کی آواز اس صحرا سے بلند ہوئی۔ اور یہ معلوم ہونا مقصود تھا کہ یہ آوازیں زمین کے نیچے سے آتی تھیں۔ ان میں سے ایک کہتا تھا دھینا دھینا دھینا یہ سن کے میں کانپنے لگا۔ اور نہایت خائف و ترساں اس آواز کے قریب گیا۔ اور اسے میں نے خدا و رسول کی قسم دی کہ مجھ سے بیان کرو تم کون لوگ ہو۔ اور کہیں روتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم قوم جن ہیں اور ہر شب تا صبح امام حسینؑ تشنہ لب غریب پر نوحہ و گریہ وزاری کرتے ہیں۔ اور جسے تو خیر جانتا ہے۔ وہ شیر الیمین علی ابن ابی طالب ہیں۔ جو اس شہید کے پدر عالی مقدار ہیں۔ کہ ہر شب تشریف لاتے اور اپنے فرزند پاس گریہ وزاری کرتے ہیں۔

## فصل اٹھارویں بیان گریہ وزاری جنات بر سید الشہداء

بعض کتب مغنرہ میں ہندو جہیزید و خضر عبداللہ بن عامر سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول خداؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرتؐ مع اصحاب ام مہدی میری خالہ کے خیمہ میں اترے اور ان سے دودھ طلب کیا۔ ام مہدی نے کہا۔ گو سفندوں کو جھگل میں چرانے سے گئے ہیں۔ مگر ایک گو سفند کو اس کی کمزوری و لاغری کی وجہ سے دروازہ خیمہ پر چھوڑتے گئے ہیں۔ دودھ اس کے نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دو ہوں۔ ام مہدی نے اجازت دی۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اس گو سفند کے قفوں پر رکھا۔ اور باٹھا آ آنحضرتؐ دودھ جالی ہو گیا۔ حضرتؐ صلعم نے دوا یہاں تک کہ ظر ف ام مہدی کے سب کے سب بھر گئے اور آپؐ نے مع اصحاب نوش کیا۔ چونکہ اس دن گرمی بہت تھی۔ حضرتؐ نے دروازہ خیمہ پر قبیلہ فرمایا۔ جب بیدار ہوئے پانی مانگا۔ اور درخت غار دار کے نیچے جو قریب خیمہ تھا۔ ہاتھ دھوئے لی کی۔ اور اپنا آب دہن مبارک اس درخت کے نیچے ڈالا۔ جب دھو سے فارغ ہوئے پھر اس درخت سے چند موم عجیب و غریب ظاہر ہوئے۔ پھر اسٹے اور درخت نماز ادا کی۔ ام مہدی نے کہا۔ میں ان بجا آدمی اعمال سے بہت تعجب تھی۔ اور میرے اہل قبیلہ بھی تعجب تھے۔ اس لئے کہ جب تک ہم وضو کرنا اور نماز پڑھنا نہ جانتے تھے۔ جب دسران ہوا۔ ہم نے دیکھا۔ اس درخت کے کانٹے بڑے بڑے ہو گئے۔ اور درخت بھی بہت بڑا ہو گیا تھا۔ کانٹے اس کے جھڑ گئے۔ شاخیں مچھوٹیں۔ اس کے بعد اس میں بہت بڑے بڑے پھل بکثرت لگے

اور جب پکچنے لگے۔ وہ سب پھل خوش رنگ بھی ہو گئے۔ اور خوشبو عطر کی اور شیرینی شہد کی تھی۔ جو بھوکا اس کا میوہ کھاتا تھا۔ سیر ہو جاتا۔ اور جو اس کا پیسا میوہ کھاتا تھا۔ وہ بھی سیراب ہو جاتا تھا۔ جو بیمار وہ میوہ کھاتا تھا۔ اچھا ہو جاتا تھا۔ اور جو ماحموند وہ میوہ کھاتا تھا۔ اس کی حاجت برآتی تھی۔ جو پریشان و محتاج اس کا میوہ کھاتا تھا۔ مسکنتی ہو جاتا تھا جو ادٹ گلے کو سفند اس درخت کے پتے کھاتے تھے۔ فرہر ہو جانے لگے۔ اور دودھ بہت ہو جاتا تھا۔ جس دن سے حضرت میرے خیمہ میں آئے خیر و برکت اس دن سے ہم کو بہت ہوئی۔ اور ہمارا شہر سرسبز ہو گیا۔ اور آبائی و فروائی ہمارے قبیلہ میں ظاہر ہوئی اس سبب ہم نے اس درخت کا مبارک نام رکھا اور جس قدر لوگ ہمارے گرد و فواح جنگل میں رہتے تھے۔ اس درخت کے سایہ میں آگے بیٹھتے اور اس کے پتے تبرکاً اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ جب کبھی جنگل میں روٹی پانی انہیں تیسرہ ہوتا تھا۔ ان پتوں کے کھانے سے ہر وہ سیراب ہو جاتے تھے۔ اور ہمیشہ وہ درخت اسی طرح تھا۔ ناگاہ ایک روز صبح کو آٹھ کے جو میں دیکھتی ہوں۔ تو کیا دیکھا۔ کہ سب میوہ اس کا بھر گیا۔ اور پتے اس کے زرد ہو گئے۔ یہی اس امر کے شاہد ہے بہت اندوہناک ہوئی۔ اور اس حادثہ سے تنفک و متردّد تھی تھوڑے دنوں میں خبر و نجات رسول خدا پہنچی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ جس روز بغیر اس درخت میں پھل لگے۔ مگر پہلے سے کم چھوٹے اور لذت بھی کم تھی۔ اور تین سال یہی حالت رہی۔ ناگاہ ایک دن صبح کو میں اٹھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تمام درخت سیاہ ہو گیا ہے اور طراوت و فراغت ڈالوں اور پتوں کی جاتی رہی۔ اور میوہ بھی بھر گیا ہے۔ اس کیفیت کے تھوڑے دنوں بعد معلوم ہوا۔ کہ اس روز امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ اس کے بعد ہر اس درخت میں بڑا چھوٹا بارہدہ کم کچھ بھی میوہ لگا۔ لیکن قبائل عرب اور بیماروں کے لئے پتے اس درخت کے لے جاتے اور ہر امر میں اس کی شاخ و مرگ سے برکت طلب کرتے تھے۔ ایک دن تنگ وہ اسی حالت پر رہا۔ ایک روز میں نے آٹھ کے دیکھا۔ کہ اس درخت کے نیچے سے خون تازہ جوش زن ہوئے زمین پر بہنا ہے اور پتے اس کے خشک ہو گئے ہیں۔ اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے قطرہ ہائے خون زمین پر پڑتے ہیں۔ اس حادثہ سے میں بھی کوئی عظیم حادثہ ہوا ہے۔ میں ہر وقت ہر سال و عیدین منتظر خبر تھی۔ جب رات ہوئی۔ اس درخت کے نیچے سے آواز گریہ و نالہ و زاری شدید بلند ہوئی۔ اور ایک آواز نور کہنے والے کی ان میں سے بلند تھی اور وہ یہ آواز دیتا تھا۔ اے فرزند محمد مصطفیٰ اے جگر گوشہ علی رضی اللہ عنہ اے یقیہ پیشوایان راہنما۔ پس کثرت مائے آواز گریہ و زاری سے اور کچھ میری سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہتے ہیں۔ لیکن صدائے گریہ و زاری صبح تک بلند تھی یہاں تک کہ بعد چند روز کے خبر پہنچی کہ اس روز سید الشہداء امام حسین صحرائے کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ پھر وہ درخت پھنکی سے جز تک خشک ہو گیا۔ اور پانی دہرا سے ٹوٹ ٹوٹ کے جاتا

اور نشان تک باقی نہ رہا۔ کتاب مشیر الاحزان میں روایت کی ہے کہ جس دن امام حسین شہید ہوئے اس کی رات کو صدائے نوحہ قوم جن اہل عربہ سنتے تھے۔ اور صدائے ہائف آئی۔ مگر کسی کو نہ دیکھا۔ اور اس صدا سے چند شعر بایں مضمون سنتے تھے۔ اسے قاتلان حسینؑ ازلہ کے جہل و ضلالت تم کو برد قیامت عذاب کی بشارت ہو۔ ان شہیدوں پر جمیع اہل آسمان و پغیران و ملائکہ مقرر بان ایزد منان گریہ و نالہ و فغان کرتے ہیں۔ تم کو داد و دوستی و عیسیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور جمیع بصرہ اور سب شہروں میں۔ اسی طرح کا نوحہ اور آواز لوگ سنتے تھے۔ اور کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ ابن قریب نے روایت کی ہے کہ قوم جی نے امام حسینؑ کے غم میں چند شعر نوحہ کے پڑھے۔ جن کا مضمون یہ ہے تم خدا اور اس کے رسولؐ رہنا کے جواب میں کیا کہو گے۔ جس وقت تم سے سوال کرے گا۔ کہ اے انہوں کی پچھلی اُمت تم نے میری اہل بیت اور بھائیوں اور محضموں سے کیا سلوک کیا۔ اور کسی تفسیر پر انہیں خاک و خون میں غلطان کیا۔ خدا اور رسولؐ سے تم نے شرم نہ لکھی۔ ایضا بند مغیر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام متوجہ عراق ہوئے۔ ایک شب اصحاب آنحضرتؐ نے سنا کہ قوم جن چند شعر و ج آنحضرتؐ میں پڑھتے ہیں۔ اور حضرتؐ نے بھی چند شعر ان کے جواب میں پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔ میں جانا ہوں اور شہید ہونے سے مجھے پروا نہیں ہے اور قتل ہونا اس شخص کو جس کی نیت حق ہو۔ اور راہ خدا میں جہاد کر کے شاکستگان خدا سے موافقت اور خیران و کافران باشقادت سے مخالفت کرنے سے عار نہیں ہے۔ اگر میں زندہ ہوں نام نہ ہوں گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ دل ملاحت نہ ہوگا۔ ابن بابویہ نے بند مغیر روایت کی ہے کہ ایک روز ام سلمہؓ اٹھیں اور کہا۔ بیشک میرا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا۔ اس لئے کہ جس دن سے رسول خداؐ نے دنیا سے رحلت کی تھی۔ صدائے قوم جن میں سے نہ سنی تھی۔ رات کو صدائے جہیز میں نے سنی کہ وہ روتی اور مرثیہ امام حسینؑ کا پڑھتی۔ شیخ مفید و شیخ طوسی نے ایک پیر مرد قبیلہ بنی تمیم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے مجھے امام حسینؑ کی لڑائی اپنے دشمنوں سے کرنا شہید ہو جانے کی خبر نہ تھی۔ بعد عشاء رات کو میں ایک گوشہ میں ایک کپڑے تبدیلہ کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ ناگاہ صدائے ہائف آئی۔ وہ کہتا تھا قسم خدا میں تماری طرف نہیں آیا۔ مگر بعد اس کے کہ امام حسینؑ کو کر بلا میں شہید اپنے خون میں ان کو غلطان دیکھا اور گردان کے جوالوں کو دیکھا کہ خون ان کی گردنوں سے جاری تھا۔ ان میں سے ہر ایک پیرا رخ ہدایت تھا۔ ہم نے اپنے اونٹ و مٹھے کے شاید ان سے ملاقات ہو جائے۔ قبل اس کے کہ وہ حورالعین کو اپنی آغوش میں سے لیں۔ قضا و قدر حق تعالیٰ کی مانع ہوئی۔ اور جو کچھ قدر سے وہ البتہ شدنی ہے۔ اس کے بعد سب اشعار امام اہل بیت کی مدح و ثناء میں پڑھے ہیں نے اس سے پوچھا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ تم کون ہو۔ اس نے کہا میں

سرور ایک قبیلہ کا قوم جن سے ہوں۔ کہ نصیبین میں وہ رہتے ہیں۔ بقصد، معادنت و نصرت امام حسینؑ کو گیا تھا۔ کہ اپنی جان ان پر سے قربان کرتا۔ مگر اس وقت وہاں پہنچا۔ جب امام حسینؑ مع اصحاب شہید ہو چکے تھے۔ اب محبت و نامیدی اپنے قبیلہ کی طرف جاتا ہوں۔ ابن قولیہؒ نے روایت کی ہے۔ کہ پانچ شخص اہل کوفہ بقصد نصرت امام حسینؑ روانہ ہوئے رات کو ایک قمریہ میں اترے۔ کہ اس موضع کا نام شاہی تھا۔ نالاکہ دو مردان کے پاس آئے۔ ایک جوان دوسرا بوڑھا۔ دونوں نے سلام کیا۔ اس مرد پر نے کہا میں قوم جن سے ہوں۔ اور یہ جوان میرا بھتیجا ہے۔ چاہتا ہے۔ نصرت امام حسینؑ کو جلسے میں تے اپنے اہل و عیال سے ایک امر کو تجویز کیا ہے۔ ان کو فیوں نے کہا۔ کیا تجویز ہے۔ اس جن پر نے کہا۔ میں پر راز کر کے جاتا ہوں اور خبر تمہارے پاس لاتا ہوں۔ پس ایک شہانہ رفتہ غائب رہا۔ دوسرے جن اس کی آواز نہ سنی۔ مگر اُسے نہ دیکھا۔ اس نے چند شعر پڑھے۔ جن کا مضمون حدیث سابق میں گذرا پس کو فیوں نے کہا۔ امام حسینؑ شہید ہو گئے اور جانب کوفہ واپس گئے۔ ایضاً۔ ابن قولیہؒ نے بسند پلے مقبرہ روایت کی ہے۔ کہ بعد شہادت امام حسینؑ وقت صبح کوفہ کے کھار لوگ جنگل میں ٹکڑیاں لینے کو جاتے تھے۔ صبح میں دشت سحر آواز قوم جن کی نوحہ کرنے کی سنی کہ ہزاروں کرتے تھے۔

امام حسینؑ اس کے جانشین تھے جو عالمین کیلئے رحمت اور نبی تھا۔ لہذا امام حسینؑ کی مصیبت تمام عالمین کے لئے باعث انغم ہوئی اور عالمین کی ہر ایک شے نے غم مصیبت میں ماتم و لوم کیا۔ چہرے سے خون اہن تھا۔ دیواریں خون رو بہی تھیں اور انبیائے اکرام ہمراہ لاکھ غلامین پریشان حال تھے۔ صحرائے ذرات روتے تھے۔ دریاؤں میں مچھلیاں اور مہوایں پر نام سے لوم و غران تھے۔ لہذا جب عالمین کی ہر شے امام مظلوم کی سوگوار تھی اور بے توجہات کا لوم و غوانی کرتا تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ ان سب کو کیلئے دلیل و دلیل نام ہے جو معاذ اللہ بدلت قرار دیتے ہیں۔ جس کو ہر شے لومے اور شمر و مبر شمس و قمر ایسا دولا گسا اور بنات سب ماتم کوئی۔ اور انسان نہ روئے وہ انسان بہت ہی بد بخت ثابت ہوتا۔ جنات کے حلق اکثر روایات میں خلأ عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنۃ متنوہ علی الحسین و علی تقول۔ مسم البنی جیدہ فله جود فی الخدود۔ ابواہ فی علیا قریش و جلدہ خیر الجلد و (ماخذ ابونیم سنی) حبیب بن ثابت کہتا ہے۔ میں نے عورت جنات کو امام حسینؑ پر رونے اور لوم و غوانی کرتے سنا ہے وہ یہ لوم پڑھ رہی تھی۔ نبی نے ان کے ملنے کو چھو لیا۔ ان کے رخساروں میں چمک تھی۔ انکے ماں باپ قریش کے بزرگ تھے۔ ان کے بعد تمام اہل و عیال بہتر تھے۔ اس طرح علامہ ابی جبر کی نے حضرت ام المؤمنینؑ جناب ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے۔ مہدی عن محمد بن عمار عن ام سلمہؓ فاما کانت لیلة قتل الحسین سمعت قائلاً یقول لہ

الشربا بالاعذاب والتکیل  
ومر سنی وعامل الانجیل  
باقی صفحہ ۳۲۰ پر

یا ایہا القاتلون جہلاً حسیناً  
قد لعنتہ علی اسنان ابن داؤد

## فصل انیسویں: سبب تاخیر عذاب قاتلان امام حسین علیہ السلام بلکہ انتقام بزمانہ صاحب العصر قرار دیا

ہم باید یہ نے بند مغیر روایت کی ہے کہ ابو الصلت ہروی نے امام رضا سے پوچھا: ایک حدیث جناب صادق سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صاحب العصر ظاہر ہونگے۔ فرزدان قاتلان امام مجتبیٰ کو ان کے بزرگان گذشتہ کے انعال زشت کے عوض قتل کریں گے۔ حضرت امام رضا نے فرمایا: اسی طرح ہے۔ راوی نے کہا: ان کا کیا گناہ۔ امام نے فرمایا: وہ لوگ چونکہ انعال اجداد سے راضی ہیں۔ اور ان ظالموں پر غر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ قتل کئے جائیں گے۔ جو کوئی کسی کے فعل زشت پر راضی ہو اس کی طرح ہے کہ گویا وہ کام اس نے خود کیا ہے۔ اگر کوئی کسی کو مشرق میں مارے اور دوسرا مغرب میں اس کے اس فعل سے راضی ہو۔ تحقیق کہ وہ اس کا شریک ہوگا۔ اس وجہ سے صاحب العصر ان کا قتل کریں گے کہ وہ اپنے ظالمان گذشتہ کے مظالم پر راضی ہیں، تفسیر امام حسن عسکری میں لکھا ہے۔ ایک روز امام زین العابدین نے اس جماعت بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا۔ کہ انہوں نے شکار مچھلیوں کا دو شنبہ لیا۔ اور خداوند عالم نے ان کو شوک رسور، ذبیحون رہنبر بنا دیا۔ پھر فرمایا: حق تعالیٰ نے ایک جماعت کو مچھلی کو شکار دو شنبہ کے روز کرنے پر ایسا عذاب کیا۔ تو اس جماعت کا حال حضرت ذوالجلال کے نزدیک کیسا ہوگا۔ جنہوں نے اولاد حضرت رسول خدا کو قتل کیا اور ان کی ہشک اور حرمت

بقیہ حاشیہ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں۔ میں نے جب کل امام حسینؑ کو کھینچا دیا کہتا ہے اسے جہالت سے امام حسینؑ قتل کرنے والوں کو مذاب و دست کی بشارت ہو تم پر لعنت کی جا چکی ہے۔ سلیمانؑ اور داؤدؑ کی موتی اور حامل انیل مسیحؑ کی ہذا جناب آج تک تم حسینؑ میں نہ ہو خواں ہیں۔ اور آج تک بلکہ قیامت تک آسمان اوتا رہیگا۔ تم حسینؑ میں چنانچہ وقت غزو اور ظور عا جو سرخ آسمان پر ظاہر ہوئی ہے۔ یہ سبب تم حسینؑ ہے سواد الظلم یعنی اہل سنت کے مشہور علامہ ابن سعد طبقاً میں لکھتے ہیں۔ ان هذه الحموة له توفى السماء قبل قتله یعنی یہ مشرق کی سرفی قبل قتل حسینؑ کے کبھی نہیں گئی۔ امام سرین لکھتے ہیں۔ اخبو فان حموة اللوات السماء لعل تنك قبل قتل حسينؑ۔ محمد بن مہرین کہتے ہیں۔ جو سرفی طراو آسمان پر پائی جاتی ہے قبل قتل حسینؑ نہ تھی۔ بس یہی کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں جہاں میں آج نہ تاقم یا تفسیر کا۔ (احقر سید ظہور الحسن کوثر بھر پوری)

اگرچہ خدا نے ان کو دنیا میں مسخ نہ کیا۔ ولیکن جو کچھ عذاب ان کے لئے آخرت سے مہیا کیا ہے۔ وہ چند عذابِ مسخ سے ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے حاضرین مجلس سے عرض کیا۔ کہ دشمنانِ اہل بیت کہتے ہیں۔ اگر قتل کرنا امام حسینؑ کا شکارِ مایہ سے بدتر تھا۔ چاہئے کہ خداوند عالم ان کو بھی مسخ کرتا۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ شیطان کی مصیبت اس گروہ سے زیادہ ہے۔ جو اس کے انگوٹے گناہ کرتے ہیں اور خدا نے دنیا میں ان گناہوں کے عوض بہت لوگوں پر عذاب نازل کیا۔ اور شیطان پر عذاب نہ کیا۔ اور اسے مہلت دی۔ لہذا بمقابلہ حکمتِ ہائے حق تعالیٰ کلام کرنا جائز نہیں ہے اور بہت ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعض گناہاں قلیل دنیا ہی میں عوض لیتا ہے۔ اور عقوبتِ عذابِ ہائے کثیر کا عوض بردہ قیامت قرار دیتا ہے اس لئے کہ عذاب ان پر شدید تر اور رجعت ان پر تیار تر ہو۔ لہذا قائم آل محمدؑ ان کافروں کی اولاد سے انتقام لیں گے۔ ابنِ قویہؒ نے بندِ مختارِ امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ قسم بخدا قاتلانِ حسینؑ مارے گئے ولیکن ہنوز طلبِ خونِ امام حسینؑ نہیں ہوا ہے۔ رجعت اور قیامت میں خوں طلب کیا جائے گا۔ ابنِ شہر آشوبؒ نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے جنابِ رسول خدا کو وحی کی کہ بعضِ خونِ حضرت یحییٰؑ شہزادِ اشقیاء میں نے قتل کئے۔ اور ہمارے فرزندِ حسینؑ کا خون کا عوض بھی شہزادے سے لوٹا اور ان کو قتل کر دینا۔ ایضا۔ جنابِ صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ بعضِ خونِ امام حسینؑ ایک لاکھ کافر مارے گئے۔ اور ہنوز ان کا طلبِ خون نہیں ہوا ہے۔ اور اس کے بعد طلبِ خونِ امام حسینؑ کیا جائے گا۔ ایضا امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ جب میں ہجرہ پیدہ ہو کر گوار کر بلا جاتا تھا۔ جس منزل پر میرے پدرِ عالیِ قدر اترتے تھے۔ حضرت یحییٰؑ کو یاد کرتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ سب اس بے اعتباری دنیا کا جو خدا کے نزدیک ہے یہ تھا۔ کہ سر مبارک یحییٰؑ ایک زنِ زنا کار کے لئے جو قوم بنی اسرائیل سے تھی بطور ہدیہ بھیجا گیا۔ اور خداوند عالم نے نجاتِ نصر کو ان پر مسلط کیا۔ کہ شہزادے کا قتل کر دے یہاں تک کہ خونِ حضرت یحییٰؑ ساکن ہوا۔ اسے فرزندِ قسم بخدا میرا خون ساکن نہ ہو گا۔ تا آنکہ مہدیؑ میرے فرزندوں میں سے بعض میرے خون کے شہزادے منافقوں کو قتل کرے۔

## فصل بیسویں بیانِ معجزاتِ امام حسینؑ عذابِ قاتلانِ حضرت

ابنِ شہر آشوبؒ نے بندِ مختارِ روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے عمر بن سعدؑ سے کہا۔ میں اسوجہ سے خوش ہوں۔ کہ جب تو مجھے شہید کر چکے گا۔ اس وقت گندم عراق میں نہ کھا سکے گا۔ اس لحاظ سے نے بطورِ مسخرہ پن کہا۔ اگر گندم نہ ہو۔ جو ہی غنیمت ہیں۔ پس ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حضرت فرمایا تھا

کہ امارت شہر کے لئے میسر نہ ہوئی۔ اور مختار نے اسے رواتہ ناز کیا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ جس قدر خوشبو امام حسینؑ کی لوٹ میں گئی سب خون ہو گئی۔ اور خوشبو گھانسی جس قدر سے گئے تھے۔ وہ سب آگ سے جل گئی۔ روایت دیگر۔ اس خوشبو کا جس نے استعمال کیا۔ مرد خواہ عورت سب مہووس ہو گئے۔ ایضاً ابن کثیرؒ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں پیاسے ہوئے۔ کنار فرات تشریف لے گئے۔ اور پانی اٹھایا۔ چاہا نوش کریں ناگاہ ایک ملعون نے تیر حضرتؑ کو مارا۔ کہ وہ تیر دہن مبارک امام حسینؑ پر لگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا ہرگز تجھے معاف نہ کرے۔ بعد اس کے اس ملعون کو پیاس لگی جس قدر پانی پینا تھا۔ پیاس نہ بھتی تھی۔ یہاں تک کہ شقی فرات کے کنارے کود پڑا۔ اور اس قدر پانی پیا کہ جہنم داخل ہوا۔ ایضاً روایت ہے کہ جب امام حسینؑ نے ان کافروں سے پانی مانگا۔ ایک ملعون نے ان انقیایاں سے آواز دی۔ کہ اے حسین ایک قطرہ آب فرات تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ تشنہ لب شہید ہو جاؤ۔ یا حکم ابن زیاد قبول کرو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خداوند اس شقی کو پیاس سے ہلاک کرے۔ اور ہرگز اسے نہ بخش۔ پس تشنگی اس ملعون پر غالب ہوئی اور ہر وقت العطش کی فریاد کرتا تھا۔ اور جس قدر پانی پینا تھا۔ سیراب نہ ہوتا تھا۔ آخر کار اس قدر پانی پیا۔ کہ اس بد بخت کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور جہنم داخل ہوا۔ بعضوں نے کہا۔ وہ ملعون عبداللہ بن حصیبؓ یزدی تھا۔ اور بعضوں نے کہا۔ حمید بن مسلم تھا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ایک ولد ترانہ قبیلہ دارم سے ایک تیر امام حسینؑ کی طرف چھینکا۔ اور وہ تیر لگے سہارک حضرتؑ پر لگا۔ حضرتؑ خون اپنا آسمان کی جانب پھینکتے تھے۔ بعد اس کے وہ شقی ایسی بلا میں مبتلا ہوا۔ کہ سردی اور گرمی سے فریاد کرتا تھا۔ آگ اس کے پیٹ سے شعلہ درہوتی تھی اور میٹھ سردی سے کانپتی تھی۔ اس شقی کے پشت سر آگ روشن کرتے اور پیش سر نکھیا بھلتے اور برف اس کے شکم پر رکھتے تھے۔ معودہ ملعون پیاس سے فریاد کرتا تھا۔ پانی پینا۔ مگر سیراب نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور جہنم داخل ہوا۔ ابن ابی بکرؒ نے شیخ طوسیؒ نے سند اسے بقبر یعقوب بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ کہ ایام حج میں جب مجھ پر شدت تشنگی ہوئی۔ مع چند اشخاص کو ذرے سے باہر گیا۔ یہاں تک کہ کربلا میں پہنچا۔ مگر کوئی موضع ایسا نہ ملا۔ جہاں اتنا ناگاہ ایک مکان کنار فرات مجھے نظر آیا کہ وہ مکان بکڑی اور گھانسی سے بنایا تھا۔ رات کو میں نے اسی جگہ قیام کیا۔ اتفاقاً ایک مرد غریب آیا۔ اور کہا۔ مجھے آج کی رات یہاں رہنے کی اجازت دو کہ میں غریب آدمی ہوں۔ اور در سے آیا ہوں۔ ہم نے اسے اجازت دی۔ اور وہ بھی داخل ہوا۔ جب آفتاب غروب ہوا۔ اور چراغ؟

نے روغنِ نطفہ سے جلایا۔ ہم سب ایک جگہ بیٹھے ادھر ادھر کا ذکر کرتے تھے۔ باتوں باتوں میں کر بلا اور شہادتِ امام حسینؑ کا ذکر آگیا ہم نے کہا کوئی اس صحرا میں ایسا نہ پچا جس کے بدن میں کوئی بلا نازل نہ ہوئی ہو۔ یہ سن کر اس مردِ غریب نے کہا۔ میں بھی ان میں سے ہوں جو اس جنگ میں تھے۔ اب تک تو کوئی بلا مجھ پر... نازل نہیں ہوئی۔ تم شیعوں کا دار و مدار جھوٹ پر ہے۔ جب ہم نے اس سے یہ کلام سنا۔ ذکرِ اپنے سخن سے ہشیمان ہوئے۔ اس وقت چراغ کی روشنی دُعا دھیمی ہو گئی تھی اس ملعون نے چاہا اُسے بچھائے ہاتھ بڑھاکے چاہا۔ بتی اس کی کاٹے۔ فداً ہاتھ چراغ تک پہنچتے ہی آگ کے دستِ نخس میں لگ گئی۔ جب اس نے چاہا اُسے بچھائے اس کی داڑھی جلنے لگی۔ اور تمام بدن میں شعلہ آتش شعل ہونے لگی۔ دوستی نہرِ فرات میں کود پڑا۔ جب اس نے غوطہ مارا پانی کے اوپر آگ اس کے سر پر رہی۔ اور اس کی منتظر تھی کہ سر باہر نکلسے۔ جب سریانی سے نکلتا تھا پھر آگ لگ جاتی تھی اور ہر وقت یہی کیفیت اس بد بخت کی تھی یہاں تک کہ جہنمِ واصل ہوا۔ ابنِ بابویہ نے بسندِ مغیر قائم بنِ اجنب سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک ملعون قبیلہ دارم سے ہمراہ لشکرِ ابنِ زیاد ملعون صحرائے کربلا میں امام حسینؑ سے لڑنے گیا تھا۔ وہ میرے پاس آیا میں نے دیکھا منہ اس کا سیاہ ہو گیا تھا۔ اور اس واقعہ سے پہلے وہ نہایت خوبصورت اور گورا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ اس قدر تمہارا رنگ کیوں متغیر ہو گیا ہے۔ کہ ممکن تھا۔ کہ میں تم کو نہ پہچانتا۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے ایک خوبصورت گورے آدمی کو۔ اصحابِ امام حسینؑ سے شہید کیا ہے کہ اکثر کثرتِ عبادت اس کی پیشانی فدائی سے ظاہر تھا۔ اور میں اس کا سر لایا ہوں۔ رادی کہتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ملعون ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ سر مقدسِ زین میں لٹکا تھا۔ کہ گھوڑے کی ٹانگوں سے ٹکر کھاتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا۔ کاش اس سر کو یہ اونچا باندھتا۔ کہ اس درجہ گھوڑے کی رانوں سے اس سر مقدس کو صدمہ نہ پہنچتا۔ میرے باپ نے مجھے جواب دیا۔ اسے فرزند جو بلا اس سر کا مالک اس پر نازل کرتا ہے وہ اس صدمہ سے جو اس سر پر ہے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جس روز سے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے اب تک ہر شب میرے خواب میں آتا اور کہتا ہے۔ چل پس بچے جانبِ جہنم لے جاتا ہے۔ اور جہنم میں ڈل دیتا ہے۔ صبح تک اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ میں نے خود اس کے مہیا پر کے لوگوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے راتوں کو اس کی صدائے فریاد سے ہم کو نیند نہیں آتی ہے۔ میں اس کی عورت پاس گیا۔ اور حالِ حقیقت دریافت کی اس کی زوجہ نے کہا۔ اس کم بخت نے خود اپنے کو رسوا کیا ہے اور در حقیقت ایسا ہی اس کا حال ہے جیسا اس نے تم سے بیان کیا ہے۔ ایضاً۔ عمار بنِ عبیدہ سے روایت کی ہے کہ جب سرِ معبدِ ائمہ بنِ زیاد ملعون کا سر کاٹا

اصحاب شقاوت مآب کو نہیں لائے۔ میں ان سردوں کا تماشا نہ دیکھنے کو گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ لوگ کہہ رہے تھے آیا آیا۔ ناگاہ کیا۔ دیکھتا ہوں ایک سانپ آیا۔ اور ان سب سردوں میں پھیر کے ابن زیاد کا سر تلاش کیا۔ جب وہ سرا اس سانپ کو ملا۔ اس کی ناک کے سوراخ میں گھس گیا۔ اور کان کے راہ سے باہر نکل آیا۔ پھر کان کی طرف سے گھسا اور ناک کی طرف سے نکل آیا۔ اور ہر وقت وہ سانپ اسی طرح کرتا رہا۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے کتب مقبرہ سے روایت کی ہے کہ بحرین کعب ملعون کے ہاتھ جن ہاتھوں سے اس لعین نے بعض ہمارے امام حسین انار سے تھے گریبوں میں مثل دو ٹکڑیوں کے خشک ہو جاتے اور جاڑوں میں ان دونوں ہاتھوں سے خون بہا کرتا تھا۔ اور جاہلین یزید نے عمامہ امام حسین اٹھایا تھا۔ جب اس شقی نے اپنے سرخس پر باندھا اس وقت دلدان ہو گیا۔ اور دوسرا جاہل امام حسین جسویر بن حویر نے اٹھایا تھا۔ اسی وقت وہ شقی بھی زمین پر گر گیا اور اپنا بیج ہو گیا۔ ایضاً۔ ابن حاشر نے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک شخص ان ملائین میں سے جو امام حسین سے لڑنے گئے تھے جب وہاں سے میرے پاس آیا۔ امام حسین کے مال میں سے ایک اونٹ اور تھوڑی زعفران لایا تھا جب اس زعفران کو بیٹے تھے آگ اس میں سے شعلہ زن ہوتی تھی۔ اس کی زد جرنے اپنے بدن پر ملے۔ اور اسی وقت بردص ہو گئی۔ جب اس شتر کو بچر گیا۔ اس اونٹ کے جس عضو کو پھری لگاتے تھے۔ آگ اس عضو سے مشتعل ہوتی تھی۔ جب اس کے ٹکڑے کئے ان ٹکڑوں سے آگ مشتعل تھی۔ جب دیگ میں ڈالتے آگ ان سے بھڑکتی تھی۔ اور جب دیگ سے نکالا۔ گوشت ہمدار سے زیادہ تلخ تھا۔ ایک شقی نے اشیائے فوج عمر بن سعد ملعون سے امام حسین کو ناسرا کہا۔ ناگاہ دعتیر شہاب آسمان سے نڈا آئے۔ اور دونوں آنکھیں اس ملعون کی اندھی کر دیں۔ یہاں طاعون و امین شہر آشوب وغیرہ نے عبداللہ بن رباح سے جو فاضی دنت تھا۔ روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے ایک مرد نابینا کو دیکھا ہے اس سے میں نے اس کے اندھ ہو جانے کو پوچھا۔ اس اندھے نے جواب دیا۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جو امام حسین سے جنگ کرنے گئے تھے۔ میں ہمراہ نو آدمیوں کے تھا۔ میں نے کوئی نیزہ نہیں لگایا۔ اور کوئی نیزہ نہیں پھینکا تھا۔ لیکن جب امام حسین کو شہید کیا۔ اور میں اپنے مکان میں اپنی آیا۔ نماز مشا پڑھ کے سو رہا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ چل تجھے رسول خدا بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے ان سے کیا کام اس شخص نے میرا جواب نہ دیا۔ اور میرا گویاں پکڑ کے مجھے خدمت رسول خدا میں لے گیا۔ میں نے دیکھا۔ رسول خدا اصحاب میں محزون و غمگین بیٹھ ہیں۔ اور آستینوں کو کہنیوں تک چڑھائے ایک مرد بد دست مبارک میں لے ہیں اور فرش پر بیٹھے حضرت کے سامنے بچھا ہے۔ اور ایک فرشتہ کھڑا ہے اور ایک تیشہ آتش اس کے ہاتھ میں ہے اور ان نہ شخصوں کو جو میرے رفیق تھے قتل کر رہا ہے۔ اپنی تلوار جس شخص کے گناہ ہے آگ اس کے بدن میں مشتعل ہوتی ہے اور جل جاتاہے۔ پھر زندہ ہوتا ہے۔ اور پھر وہ فرشتہ اسے قتل کرتا ہے۔ میں نے

جب وہ حالت شاہدہ کی۔ دوزخو بیٹھ کے کہا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ حضرت نے جواب سلام نہ دیا۔ اور ایک ساعت سر مبارک جھکائے رہے اور کہا۔ اے دشمن خدا تو نے میری تنگ و حرمت کی۔ اور میری عزت کو قتل کیا۔ میرے حق کی رعایت نہ کی۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کوئی تیرہ وزیر تو ارباب میں نے نہیں لگایا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو سچ کہتا ہے۔ لیکن تو اس لشکر میں تھا۔ اور ان اشقیاء کے لشکر کی سپاہی کو تو نے زیادہ کیا تھا۔ میرے نزدیک؟ جب میں فریب گیا۔ دیکھا۔ ایک طشت خون سے بھرا ہوا ہے اور حضرت کے آگے رکھا۔ پس حضرت نے فرمایا یہ میرے فرزند حسین کا ہے۔ اس خون سے دو سلاہاں میری آنکھوں میں بھر دیں جب جاگا اندھا ہو گیا۔ بعض کتب معتبرہ میں حدیث ابن زیاد علیہ اللعن سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں عقب ابن زیاد داخل قصر ہوا۔ جب قہقہے کیا۔ آگ اس کے چہرے پر شعل ہوئی۔ اس نے مضطرب ہو کر مجھ سے کہا کیا تو نے دیکھا میں نے کہا۔ ہاں۔ اس خفی نے کہا۔ اور لوگوں سے یہ قصہ بیان نہیں کرتا۔ ع کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ زمانہ عمر ابن الخطاب میں متنبی روایت کعب الاحبار میں سے وہ واقعات آئندہ کو نقل کرتا تھا۔ جو اس عمر میں واقع ہوئے اور جو فتنہ و فساد ظاہر ہو گا۔ پھر کعب الاحبار نے کہا یہ جمع دفعہ فساد سے عظیم تر اور سب مصائب سے شدید تر قتل سید الشہداء امام حسین ہو گا۔ اور یہ وہ فساد ہے جس کا خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ کہ ظہور الساد فی البو والحنہ بمنّا کسبت الیدی العاصی۔ سب سے پہلے فساد عالم میں باپیں کا قتل تھا اور آخر فساد قتل امام حسین علیہ السلام ہے۔ روز شہادت امام حسین دروازہ ہائے بہشت کھول دیں گے اور جہج آسمان آنحضرت کے مصائب پر خون کے آنسوؤں سے روئیں گے۔ جب دیکھنا کہ سرخی آسمان پر بلند ہوئی ہے۔ جانا امام حسین شہید ہوئے ہیں لوگوں نے کہا اے کعب الاحبار آسمان پیغمبروں کی شہادت پر کیوں نہ رو دیا اور امام حسین کی شہادت پر روئے گا۔ کعب الاحبار نے کہا تم پر وہاں سے ہو قتل امام حسین امر عظیم ہے۔ وہ فرزند برگزیدہ سید المرسلین اور ان کا پارہ تن ہے۔ اور آپ کے آب و تن مبارک سے تربیت پائی ہے۔ اس فرزند رسول خدا کو بخور و جفا و ظلم شہید کر دیں گے۔ اور وصیت رسول خدا کی ان کے حق میں ذرہ بھر بھی رعایت نہ کریں گے۔ اس خدا کی قسم میں کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے۔ کہ امام حسین پر گروہ ملا کہ آسمان ہائے ہفت گانہ گریہ کریں گے۔ کہ قیامت ان کا گریہ منقطع نہ ہو گا۔ اور وہ بقتہ جہاں سید الشہداء دفن ہوں گے۔ بہترین بخت ہائے زمین ہے۔ اللہ ہر ایک پیغمبر اس بقتہ مبارک کی زیارت کو گیا ہے۔ اور مصائب امام حسین پر ہر ایک پیغمبر رویا ہے۔ بہر روز جو جہائے ملاکہ و قوم جی اس مکان شریف کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور روز جمعہ کو آئے ہنر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور اس امام مظلوم پر گریہ کر کے فضائل بیان کرتے ہیں آسمان پر اس فرزند رسول خدا کو حسین مذکور اور زمین پر ابو عبد اللہ مقتول کہتے ہیں۔ و دباؤں میں ان کو فرزند منور مظلوم کہتے ہیں بروز شہادت امام حسین چاند گہن اور سورج گہن گئے گا تین

دن تک تمام عالم نظر مردم میں تاریک رہے گا۔ پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ اور دریا خرویش میں آئیں گے۔ اگر بغیر نبوت و شیعان آنحضرت زمین پر نہ ہوتے، تحقیق کہ خدا آگ آسمان سے زمین پر برساتا۔ پھر کھینچ لیا۔ اسے گردہ تم تعجب کہتے ہو۔ ہم کچھ میں نے نام حسین کے ہاتھیں تم سے کہا۔ اور کہہ دیا ہوں قسم بخدا خدا نے کوئی چیز جو واقع ہوئی اور آئندہ ہوگی باقی نہیں بچوڑی۔ مگر یہ کہ سب کی اطلاع حضرت موسیٰ کو دے دی۔ اور جو بندہ مخلوق ہوا اور ہوگا۔ سب کا حال عالم ارواح میں حضرت آدم کو بتا دیا۔ اور جس قدر اختلاف و تنازعات دنیا میں ظاہر ہو گئے۔ سب کا ذکر کیا۔ حضرت آدم نے کہا۔ امتیغ بنیر آخر الزمان کہ بہترین امت پیغمبران ہے۔ اس میں اس قدر اختلاف کیوں ہوا خداوند عالم نے فرمایا۔ اسے آدم جب کہ انہوں نے اختلاف کیا۔ ان کے دل مختلف ہو گئے۔ وہ لوگ فساد زمین پر مثل فساد زمین پر مثل فساد قتل بائیل کریں گے۔ اور میرے حبیب محمد مصطفیٰ کے فرزند شہید کیٹے۔ پھر حق تعالیٰ نے واقعہ کہ بلا حضرت آدم کو دیکھا دیا۔ حضرت آدم نے جب امام حسین کے قانون کی اطلاع کو دیکھا۔ رد کے عرض کیا۔ خداوند تو قتل حسین کا انتقام ان سے لینا۔ جس طرح وہ اشیاء تیرے پیغمبر بزرگوار کے فرزند کو شہید کریں۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسین شہید ہو چکے میں اسکے دوسرے سال حج کو گیا کہ بخدمت امام زین العابدین بعد حج مشرف ہوں۔ ایک روز کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ ہاتھ اس کے کٹے ہوئے اور منہ مثل شب نار سیاہ تھا۔ کعبہ کے پردے سے لپٹا ہوا کہ رہا تھا۔ خداوند تعالیٰ اس خادہ محترم کے میرا گناہ بخش دے۔ اور میں جانتا ہوں تو نہ بخشنے کا میں نے اس سے کہا۔ دے ہو تجھ پر تو نے گناہ کونا گناہ کیا ہے۔ کہ رحمت خداوند عظیم سے اس قدر ناامیدی ہے اس نے کہا میں حال امام حسین کا تھا۔ جب وہ کر بلا گئے تھے جب امام حسین کو شہید کیا۔ میں چھپ گیا۔ کہ بعض جاہلے حضرت انار کے لے جاؤں۔ اور آنحضرت کے کپڑے انار کے وقت شب ان کو پہن کر ہی رہا تھا۔ ناگاہ میں نے سنا کہ ایک خرویش اور غلغلہ عظیم اس صحرے سے بلند ہوا۔ اور بہت صدائے گریہ و فزع نہیں۔ کہ کوئی کہتا تھا۔ اسے فرزند شہید من اسے حسین غریب من تجھے شہید کیا۔ اور تیرا حق نہ پہچانا۔ پانی تجھے نہ دیا۔ ان صدائے دہشت انگیز سے میں سبکدوش ہو گیا۔ اور درمیان شہدا اپنے کو گرا دیا۔ میں نے اس حالت میں دیکھا۔ کہ ایک عورت اور زمین مرد کھڑے ہیں۔ اور ان کے گرد گرد بہت ملائمہ اساطیر کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اسے فرزند نامدار اسے حسین مقتول سیف اشرار تجھ پر سے تیرے جد و پدر و مادر برادر و نثار ہوں ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسینؑ اٹھ بیٹھے۔ اور کہا۔ لبیک یا جبار یا رسول اللہ و یا اتبا و یا اصبوا المؤمنین و یا اصاہ یا فاطمۃ النبیؐ و یا اخاہ۔ آپ پر میرا سلام ہو پھر فرمایا اسے ناما میرے انصار کو کفار نے قتل کیا۔ اسے ناما میرے اہل بیت کو اسیر کیا۔ اسے ناما میرا مال لوٹ لیا۔ اسے ناما میرے اطفال کو قتل کر ڈالا۔ اس کلام کے سننے سے سب کے سب گریہ زاری کرنے لگے۔ اور جناب فاطمہؑ

زیادہ لوحہ درازی کرتی تھیں۔ پھر جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اسے پدر بزرگوار آپ ملاحظہ کیجئے میرے نور چشم کا اس امت جفا کار نے کیا حال کیا ہے۔ اسے پدر عالمی قدر مجھے اجازت دیجئے۔ کہ خون اپنے فرزند کا اپنے سر اور چہرے پر مل لوں۔ اور جب خدا سے ملاقات کروں۔ اس کے خون سے آلودہ ہوں۔ یہ فرما کر ان سب بزرگوں نے خون امام حسینؑ کا اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ اس کے بعد میں نے سنا۔ کہ رسول خداؐ فرماتے تھے۔ اے امام حسینؑ میں تجھ پر سے قدا ہوں۔ تجھے میں سر بریدہ خون غلیظہ دیکھ رہا ہوں۔ اسے فرزند گرامی تیرے کپڑے کس نے اتارے۔ امام حسینؑ نے عرض کیا۔ اسے جو بزرگوار ایک ساریاں میرے ہمراہ آیا تھا۔ اور اس سے میں نے بہت نیکیاں کیں تھیں۔ اس نے بعض ان نیکیوں کے بٹھے عریان کر دیا۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ تو نے خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مجھ سے شرم نہ کی۔ کہ میرے نور دیدہ اور جگر گوشہ کو برہنہ کیا۔ خدا تجھے دنیا اور آخرت میں ردیہ کرے اور تیرے ہاتھ قطع کرے۔ اسی وقت میرا منہ سیاہ ہو گیا۔ اور دونوں ہاتھ گر پڑے۔ اب میں دعا کرتا ہوں۔ اور جاننا ہوں۔ کہ نفرین و لعنت رسول خداؐ مجھ سے برطرف نہ ہوگی۔ ادیں تختہ جہاں کا اپنا روایت کی ہے کہ ایک لوبار کو فریسی رہتا تھا۔ جب لشکر عمر بن سعد ملاحون کہ ملا میں امام حسینؑ سے لڑنے کے لئے کوثر روانہ ہوا۔ اس لوبار نے بہت سا لوبہ اٹھایا۔ اور لشکر کے ہمراہ کر بلا گیا۔ لشکر کے نیزے ٹھیک کرتا۔ اور نیموں کی چوہیں بناتا۔ اور تھمیر و منجھ کو صاف کرتا تھا۔ اس لوبار نے کہا۔ میں انیس روز اس لشکر میں رہا۔ اظہن کے کام کرتا تھا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کو شہید کیا۔ جب اپنے مکان پر واپس آیا۔ ایک شب اپنے مکان میں سو رہا تھا۔ ناگاہ خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی تشنگی سے زبانی نکل پڑیں۔ اور آفتاب قریب سر ہائے مردم ہے میں شدت تشنگی سے بے ہوش تھا۔ یکایک ایک سوار نمایاں ہوا۔ نہایت حسین و جمیل و جلالت و جلالت ہمراہ اس کے پیغمبران و اہیاد و صدیقان و شہداء بھی تھے۔ تمام محشر اس جوان کے نور جمال سے منور ہو گیا اور وہ سوار بسرعت وہاں سے عبور کر گیا۔ بعد ایک ساعت کے دوسرا سوار مثل اہ تاباں نمایاں ہوا۔ اور عرضہ محشر کو اپنے نور جمال سے روشن کر دیا۔ ہزاروں آدمی اس کی رکاب سعادت انساب میں تھے۔ جو حکم وہ جوان کرتا تھا یہ لوگ اس کی تعمیل کرتے تھے۔ جب وہ سوار میرے قریب پہنچا۔ گھوڑے کی باگ رک لی۔ اور حکم دیا اسے پکڑ لو۔ فوراً اس سوار کے ہمراہیوں نے میرا بازو پکڑ کے اس زور سے کھینچا۔ کہ مجھے گمان ہوا۔ شانہ الگ ہو گیا۔ میں نے کہا تمہیں اس شخص کی قسم جس نے تم کو میرے لئے جانے کا حکم دیا ہے تم مجھ سے بیان کرو۔ وہ جوان کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ میں نے پوچھا۔ جو ان سے پہلے گئے۔ وہ کون تھے انہوں نے کہا۔ وہ رسول خداؐ تھے میں نے پوچھا۔ ان کے گرد جو لوگ تھے وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا۔ وہ پیغمبران و صدیقان و شہیدان و صالحان و یزید و مومنان تھے میں نے کہا۔ تم کون لوگ ہو جو ایہ کوششیں کے رکاب میں حاضر ہو۔ اور جو حکم وہ دیتے ہیں تم لوگ اس حکم کی تعمیل کرتے ہو انہوں نے کہا۔ ہم فرشتگان پروردگار عالمیان ہیں۔ ہم کو اس نے حکم فرمایا ہے کہ علی ابن ابی طالب کے تابع فرمان رہیں۔ میں نے کہا

میری گرفتاری کا کیوں حکم دیا۔ اس فرشتے نے کہا۔ تیرا حال وہ ہو گیا۔ جو اس گروہ کا حال ہے۔ جب اس طرف  
 میرے نظر کی۔ عمر بن سعد شقی کو رح اس کے شکر کے دیکھا۔ بعض کو میں پچاٹنا تھا۔ اور بعض کو نہ پچاٹنا تھا۔ ایک  
 زنجیر آتشیں عمر بن سعدین کی گردن میں تھی۔ کہ شعلہ ہائے آتش اس کی آنکھوں اور کانوں سے باہر نکلتے  
 تھے۔ اور وہ گروہ جو اس کے ہمراہ تھا۔ اس میں سے کچھ لوگ زنجیر ہائے آتش میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور کچھ لوگوں کی گردن  
 میں ملوث ہائے آتش تھے اور بعضوں کے بازو مثل میرے فرشتے پکڑے ہوئے تھے۔ جب غزوہ مدینہ کے گئے۔ میں  
 نے دیکھا۔ رسول خدا ایک کرسی بلند پر بیٹھے ہیں۔ اور دو مرد پر نورانی ان کی داہنی جانب کھڑے ہیں۔ اس فرشتے سے میں  
 نے پوچھا۔ کہ وہ صاحب کون ہیں۔ اس نے کہا۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم ہیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے  
 علی تم نے کیا کیا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ جین کے کسی قاتل کو نہیں چھوڑا۔ اور سب کو جمع کر کے خدمت میں لایا ہوں  
 رسول خدا نے فرمایا۔ ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب ان کو رسول خدا کے پاس لے گئے۔ آنحضرت ہر ایک سے سؤل  
 کرتے تھے۔ کہ میرے فرزند حبیب سے کیا سلوک کیا۔ یہ پوچھتے تھے۔ اور روتے جلتے تھے۔ اہل عشر میک سب  
 گروہ آنحضرت سے گریباں تھے ان انتہی میں سے کوئی کہتا تھا۔ میں نے تیرا ان کو مارا۔ کوئی کہتا تھا۔ میں نے ان کا سر  
 اقدس جدا کیا۔ کوئی کہتا تھا میں نے ان کا فرزند زح کیا۔ جناب رسول خدا نے ان کے سینے سے فریاد کی۔ کہ مے  
 میرے فرزند غریب بے یار و انصار اے میرے اہل بیت الطہار میرے بعد تم سے اس امت بجا کار نے ایسا سلوک کیا  
 بعد اس کے خیمہ بول سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے پدرم آدم اے برادرم نوح اے پدرم ابراہیم آپ دیکھئے اس میری  
 امت نے میری ذریت سے کیا سلوک کیا ہے اس کلام کے سننے سے انبیاء و اوصیاء اور صحیح اہل عشر روتے بیٹھے لگے چہر  
 جناب رسول خدا نے نوکلان جہنم کو حکم دیا۔ کہ ان ظالموں کو جہنم میں سے جاؤ۔ اس حکم سے ایک ایک کو جہنم کے جہنم میں ڈالتے  
 تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو لائے۔ اس سے پوچھا۔ تو نے کیا کیا۔ اس نے کہا۔ میں نے کوئی تیردینہ و دشیرام حسین  
 پر نہیں لگایا۔ بلکہ میں بڑھی تھا۔ اور ان تمکاروں کے لشکر کے ہمراہ تھا۔ ایک دن خیر حسین بن مرعین کا متون ٹکرتے  
 ہو گیا میں نے اُسے درست کر دیا تھا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ آخر تو اس لشکر میں داخل تھا۔ اور ان کے لشکر کی باہا  
 زیادہ کی تھی۔ اور میرے فرزندوں کے قاتلوں کا تو معین اور مددگار تھا۔ یہ فرما کر حکم دیا۔ کہ اے جہنم میں ڈال دو اس  
 وقت اہل عشر خردش و فریاد کرنے لگے۔ کہ آج کے دن بجز حکم خدا و رسول خدا علی مرتضیٰ دوسرے حکم میں ہے  
 جب مجھے جناب رسول خدا کے سامنے لے گئے اور میں نے اپنا حال عرض کیا۔ وہی جواب جو اس بڑھی کو دیا تھا  
 مجھے بھی دیا۔ اور حکم فرمایا۔ مجھے جہنم میں ڈال دیں۔ اس حال کے دہشت سے میں جاگ اٹھا۔ میری زبان اور نصف  
 بدن خشک ہو گیا تھا۔ اب سب لوگ دنیا میں بھی مجھ سے بیزار ہیں۔ اور مجھ پر لعنت کرتے ہیں مرنے وقت  
 تک اس کا حال خسران مالی ہی رہا۔ یہاں تک کہ جہنم داخل ہوا۔

# فصل اکیسویں۔ بیان مجمل حوال مختار اور قتل بعض قاتلان

## امام حسین علیہ السلام

شیخ طوسی نے بسند معتبر منہال بن عمرو سے روایت کی ہے کہ ایک سال بعد مراجعت سفر حج مدینہ میں داخل ہوا اور بخدمت امام زین العابدین گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے منہال حرطہ بن کابل اسدی لعین کیا ہوا۔ کہا میں نے اسے کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے دستہ ملے مبارک دعا کے لیے بلند فرمائے اور مکر فرمایا خداوند! اسے گرمی آہن و آتش چلے۔ منہال نے کہا جب میں کوفہ میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مختار بن ابی عبیدہ ثعلبی نے خروج کیا ہے۔ مجھ سے مختار بہت محبت و الفت رکھتے تھے۔ بعد کئی دن کے جب لوگوں کی طاقات سے فارغ ہوا مختار کی ملاقات کو گیا۔ اور اس وقت پہنچا جب وہ مکان کے اندر سے باہر آئے تھے۔ مختار نے مجھے دیکھ کر کہا اسے منہال مدت کے بعد آئے۔ تم نے ہم کو مبارک باد نہ دی۔ اور میرے شریک بھی نہ ہوئے میں نے کہا ایہا الامیر میں شہر میں نہ تھا۔ ابھی تو سفر حج سے واپس آتا ہوں یہی باتیں کرتا ہوا میں ان کے ہمراہ چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مقام کنا میں جو ایک محلہ کوفہ کا ہے۔ وہاں پہنچے۔ اسی جگہ مختار نے گھوڑے کی باگ روک لی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ یہ کسی کے منتظر ہیں۔ ناگاہ کیا دیکھتا۔ کچھ لوگ چلے آتے ہیں جب قریب پہنچے۔ کہا ایہا الامیر آپ کو بشارت ہو۔ ہم نے حرطہ بن کابل اسدی شقی کو گرفتار کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کو لائے مختار نے کہا۔ الحمد للہ تو میرے ہاتھ آگیا۔ پھر جلا دوں کو طلب کیا۔ وہ حاضر ہوئے۔ ان کو حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور ایک گٹھا نرکل کا منگا کر حکم دیا۔ اس میں یہ ملعون جلا دیا جائے۔ جب وہ ملعون چلنے لگے میں نے کہا۔ سبحان اللہ۔ مختار نے کہا۔ تسبیح خدا ہر وقت بہتر ہے۔ لیکن اے منہال اس وقت سبحان اللہ تم نے کیوں کہا۔ میں نے کہا۔ اس وقت سبحان اللہ میں نے اس وجہ سے کہا کہ اس سفر کی واپسی میں میں جیب خدمت امام زین العابدین میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس ملعون کا حال مجھ سے پوچھا میں نے کہا کوفہ میں اسے زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے دستہ ملے مبارک بلند فرمائے دعا کے لیے اور اسے نفرین کی۔ کہ خداوند عز و جلال آہن و آتش و آہن و آہن کابل۔ اسدی شقی کو چلے دے اس وقت اجابت دعائے آنحضرت میں نے مشاہدہ کی۔ یہ سن کر مختار نے مجھے قسم دی کہ تم نے اسی طرح امام سے سنا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ ہاں اسی طرح یہ کلام حضرت سے میں نے سنا ہے۔ پھر مختار گھوڑے سے نیچے آئے۔ اور بعد دو رکعت نماز کے مسجد سے میں گئے اور سجدہ طولانی ادا کر کے سوار ہوئے جب دیکھا۔ وہ ملعون جل گیا ہے۔ اُسے داندہ ہوئے

اور میں ابراہیم علیہ السلام کو روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرے دروازہ تک پہنچے۔ میں نے کہا: اے ابراہیم میرے سر فرما لیجئے سیر گھر میں چل کے کچھ تناول فرمائیے۔ طعام میرا باعث فخر ہوگا۔ مختار نے کہا: اے قبیل تم نے مجھے خوشخبری دی۔ کہ امام دین العابدین نے دعا فرمائی اور خدا نے اس کی دعا کی اجابت میرے ہاتھ سے فرمائی۔ اب مجھے کہتے ہو کہ تمہارے گھر جا کر کھانا بھی کھاؤں کیا آج اس نعت کے لشکر یہ میں روزِ نذر رکھوں۔ کہ حرمہ لعین کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ فتنی وحشی ملعون ہے۔ جو امام حسینؑ کا سر مبارک ابن زیاد لعین پاس لایا۔ اور عبد اللہ بن مسعود کو مع دیگر فہمہا شہید کیا۔ اور جنہوں نے لکھا ہے کہ اسی ملعون حرمہ والد الزنم نے سر مبارک امام حسینؑ کا سر کاٹا تھا۔ ایضاً ثابت کی ہے کہ مختار نے سولہویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۶۰ھ شہرہ شہینہ کو خرد کیا۔ اور لوگوں نے اس شرط پر ان سے بیعت کی کہ بکتاب خدا اور رسول اللہ کی سنت پر عمل کریں اور امام حسینؑ و اہل بیت علیہم السلام۔ انحضرتؐ کا خون طلب کریں۔ اور دفع ضرر شیطان و محتاجان کر کے مومنوں کی مدد کریں۔ اس وقت عبد اللہ بن مطیع عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے حاکم کوفہ تھا۔ پس مختار نے اس پر نذر کیا۔ اور اس کا لشکر کوفہ سے باہر کر دیا۔ اور کوفہ میں محرم ۶۰ھ تک قیام کیا۔ عبید اللہ ابن زیاد ملعون اس وقت حاکم جزیرہ تھا۔ جو کہ قریب موصل ہے مختار لشکر کشی کر کے متوجہ گرفتاری عبید اللہ ابن زیاد ملعون ہوئے اور ابراہیمؑ فرزند مالک اشتر کو اپنے لشکر کا سربراہ کیا۔ اور ابو عبید اللہ جدلی اور ابو حمزہ کیسانی کو بھی ہمراہ لشکر کیا۔ ابراہیمؑ بن مالک اشتر ساتویں محرم کو مع دو ہزار مردان قبیلہ مذحج و اسد و دو ہزار نفر قبیلہ تیم و جلدان اور ڈیڑ دو ہزار شخص قبائلی۔ مدینہ اور ذریعہ ہزار لوگ قبائل کندہ و رومیہ اور دو ہزار قبیلہ ہمل کوفہ سے باہر گئے۔ ویرانہ گراؤں و نذر قبیلہ جرا اور چار ہزار اور قبیلہ کے لوگ ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ابراہیمؑ کوفہ سے باہر گئے۔ مختار ان کی مثالیت کو پیادہ آئے۔ ابراہیمؑ نے کہا: خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ سوار ہو مختار نے کہا: میں چاہتا ہوں۔ تمہاری مثالیت میں میرا ثواب زیلا ہو۔ اور چاہتا ہوں۔ نصرت اہل محمدؐ میں میرے پاؤں گرد آلود ہوں۔ پھر رخصت ہو کے واپس گئے۔ اور ابراہیمؑ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدائن میں پہنچے جب یہ خبر مختار کو پہنچی کہ ابراہیمؑ نے مدائن سے کوچ کیا۔ کوفہ سے چلے اور مدائن میں پہنچ گئے۔ جب ابراہیمؑ موصل میں پہنچے عبید اللہ ابن زیاد لعین مع لشکر انبوه متوجہ ہوا اور بمقام صمد چار فرسخ اس کا لشکر اترا جب دونوں لشکر صمد آرا ہوئے ابراہیمؑ نے اپنے لشکر میں آواز دی کہ اے اہل حق! اسے یاد ران دین۔ خدا و معنی ہو کہ یہ پسر زیاد قاتل حسینؑ بن علیؑ و اہل بیتؑ ہے۔ انحضرتؐ ہے اس وقت وہ مع لشکر کہ حد حقیقت لشکر شیطان ہے۔ تمہارے مقابلہ کو آیا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ اس سے مقابلہ بہ نیت درست کرو اور مضارب و ثابست قدم جہاد میں رہو خدا حق تعالیٰ اس ملعون کو تمہارے ہاتھ سے قتل کرے۔ بعد حزن و اندوہ سینہ ہائے مومنین سے براحت و سرور مبدل ہو۔ پس لڑائی شروع ہوئی۔ اہل لڑائی

فریاد کرتے تھے۔ اسے طالبان خون حسینؑ یہاں تک ایک گروہ لشکر ابراہیمؑ فتح مزمن کر کے ان سے پھر گیا اور نزدیک تھا۔ مغلوب ہو جائیں برابر ابراہیمؑ نے ان کو آؤلا دی۔ کہ اسے یاد روان خدا دشمنان خدا کے ساتھ جہاد کرنے میں مہر کرو۔ یہ سن کر وہ لوگ جہنوں نے فتح مزمن کیا تھا۔ واپس آئے عبد اللہ بن یسار نے کہا میں نے امیر المؤمنینؑ سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے تم لوگ لشکر شام سے ہر جہاد کے کنارے ملاقات کرو گے وہ تم کو بھگتا دیں گے۔ اور فتح و نصرت سے تم کو مایوسی ہو جائیگی۔ بعد اسکے تم ان پر پھر لڑو گے۔ اور لشکر مخالفت پر غالب ہو گے۔ اور ان کے سردار کو قتل کر ڈالو گے۔ تم پر لازم ہے مہر کرو۔ اسلئے تم ضرور ان کے لشکر پر غالب ہو گے بعد اسکے ابراہیمؑ نے مسندہ لشکر مخالفت پر حملہ کیا۔ اور سب لشکر نے ان کی جرأت دیکھ کر خوبھی حملہ کیا۔ اور ان کو پسپا کر کے ان ملائین کا تعاقب کیا۔ اور خوب مارا جب جنگ بر طرف ہوئی معلوم ہوا۔ عبید اللہ بن زیاد ملعون و حصین بن نمیر یحییٰ و سر جلیل بن ذی الکلاء شقی و ابن جوشب و دویہ و غالب بن باہلی و عوف و عبد اللہ بن ایاس سلسلی بد بخت و ابوالاشرس نابکار حاکم خراسان و صیغ سرادان لشکر ضلالت اتر جہم و اصل ہونے جب جنگ سے فارغ ہوئے ابراہیمؑ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ بعد ہزیمت لشکر مخالفت میں نے ایک گروہ کو بھگیا کہ وہ مقابلہ کر رہے ہیں میں ان کی طرف پشامیر سے برابر ایک شخص استر پر سوار آیا۔ وہ لوگوں کو لڑائی پر تحریریں دے ترغیب کرتا تھا اس نے مجھ پر حملہ کیا میں نے لپک کے ایک مزیت ایسی اسکے ہاتھ پر لگائی کہ اسکا ہاتھ کٹ گیا اور وہ کنارہ گر پڑا اس سے بوئے مشک آتی تھی کہ اپنے کپڑوں میں لگائے تھا میرا گمان یہ ہے کہ وہ ہی عبید اللہ ابن زیاد ملعین تھا۔ یہ سن کر ایک شخص اس طرف گیا جب درمیان کشتگان تلاش کیا۔ اسی جگہ جہاں کاتبہ ابراہیمؑ نے دیا تھا۔ اس لعین کو پڑا پایا اس کا سر کاٹ کے ابراہیمؑ پاس لائے۔ ابراہیمؑ نے حکم دیا کہ اس ملعون کا بدن تمام زائعات اور اس شقی کے دھویں سے اپنی آنکھیں روشن اور خاکستر بد اختر سے اپنے سینوں کا زخا صاف کر کے روشن بدن پلید سے چراغ امید صبح تک روشن رکھیں جب مہران غلام ابن زیاد ملعون نے اپنے آقا کا وہ حال سنا کہ اس کی چربی سے تمام زائعات روشن رکھا۔ اس نے قسم کھائی۔ کہ اس کے بعد میں پھر کبھی گوسفٹ کی چربی نہ کھاؤں گا کیونکہ وہ شقی اپنے آقا ملعون کو دوست رکھتا تھا اور مقرب تھا۔ جب صبح ہوئی بشکر ابراہیمؑ نے اسباب غنیمت ہائے لشکر مخالفت جمع کیا۔ اور روانہ ہوئے طرف کو ذایک شقی معرکہ جنگ گاہ سے بھاگ کے عبد الملک بن مروان پاس شام میں گیا۔ جب عبد الملک نے اسے دیکھا کہا ابن زیاد کی خبر ہے۔ اس مفرد نے کہا جیسے لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی۔ مجھ سے ابن زیاد نے کہا۔ ایک کوزہ پانی کا میرے پاس لا۔ جب میں پانی لایا۔ کچھ پیا اور تھوڑا درمیان زہرہ جہم چمکا۔ اور باقی پانی اپنے گھوڑے پر چمک کے سوار ہوا۔ اور دریائے جنگ میں غوطہ مارا۔ پھر ان کو میں نے نہ دیکھا۔ اور بھاگ کے آپ پاس چلا آیا۔ بعد اسکے ابراہیمؑ نے سرخس عبید اللہ

ابن زیاد سے سر ہائے سواران لشکر نکلا۔ انہیں غلہ پائے روانہ کیا۔ اور وہ سر ہائے شقیہ اس وقت مختار پاس پہنچے  
 جبکہ چاشت تنہا کر رہے تھے۔ کچھ مختار نے غلہ لودھا کی جگہ پر لائے۔ اور کہا، الحمد للہ اس والد الزنا کا گھر اس وقت مختار پاس لائے  
 یہ چاشت کھا رہا ہوں۔ اس لئے کہ سر اقدس جناب امام حسینؑ جب اس ملعون پاس لائے اس وقت یہ بھی زہر مار  
 کر رہا تھا۔ جب وہ سر ہائے گندیہ مختار پاس لائے رکھے ایک سفید سانپ آئے ان سر ہائے اشتیاء میں پھرا  
 یہاں تک ابن زیاد لعین کے سر تک پہنچا۔ اور ملعون کی ناک میں گھس گیا اور کان کے سوراخ سے نکل آیا۔ پھر  
 سوراخ گوش سے داخل ہوا اور سوراخ بینی سے نکل آیا جب مختار چاشت سے فارغ ہوئے اور اپنا جوتا پہن کے  
 جوتے کی تلی کٹی دفعہ اس ملعون بھی یعنی ابن زیاد ولد الزنا کے منہ اور جبین پر گر دیں اور وہ کفش اپنے غلام کی گرد  
 پھینک دی اور کہا۔ اس کفش کو غوطہ دے دے۔ کافر نفس کے سر سے میں نے ٹی ہے بس مختار نے سر ابن  
 زیاد لعین و حسینؑ بنی نیر و عمر جیل بنی ذی الطلاع وغیرہ ہمراہ عبد الرحمن بن ابی سلمہ ثقیفی و عبد اللہ بن شداد قیس  
 و صائب بن مالک اشعری بخمد مت محمد بن حنفیہ بھیجے۔ اور ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھا۔ اما بعد بتجسس  
 کے شیعہ ان دیادوان خیر خواہ کو آپ کے دشمنوں کی طرف میں نے روانہ کیا۔ کہ آپ کے برادر مظلوم سید الشہداء  
 کا خون طلب کریں پس وہ محبان اہل بیت بائیت درست ان کفد کے مقابلہ کو گئے اور یہ نہایت خشمگین و شوقان  
 دین میں سے منزل نصیبین پر دوچار ہوئے باعانت و نصرت رب العلمین ان کفار و شیاطین کو منہزم کر کے حیاؤں  
 جنگلوں میں متفرق کر دیا۔ اور ان کا تعاقب کر کے جہاں پایا قتل کر کے کینہ ہائے دل ہائے مومنین کو پاک کر  
 سینہ ہائے مومنین کو شاد و فرحناک کیا اب منصوبوں کے سرداروں اور سرگردوں اور افسروں کے سر ہائے  
 نفس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ جب یہ خط اور سر ہائے ملائین محمد بن حنفیہ پاس لائے۔ اس وقت  
 اما زین العابدینؑ بھی تشریف رکھتے تھے محمد بن حنفیہ نے ابن زیاد ملعون کا سر نفس بخدمت باسعادت  
 اما زین العابدینؑ روانہ کیا۔ اور وہ سر حضرت پاس اس وقت پہنچا جب آپ چاشت تنا دل فرما رہے تھے حضرت  
 نے فرمایا جب مجھے اس ملعون پاس لے گئے تھے اس وقت یہ بھی چاشت زہر مار کر رہا اور میرے پیر بزرگوار  
 کا سر اس کے سامنے رکھا تھا میں نے اس وقت دعا کیا۔ خداوند اس وقت تک مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب  
 تک ابن زیاد ملعون کا سر مجھ میں چاشت کھاتا ہوں۔ دکھانے۔ پھر فرمایا میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس  
 نے میری دعا قبول و مستجاب فرمائی۔ بعد اسکے حضرت نے حکم دیا کہ اس سر نفس کو باہر پھینک دو جب اس  
 سر نفس کو عبد اللہ بن زبیر پاس لے گئے حکم دیا کہ نیزہ پر چڑھا کے پھرائیں جب وہ سر نیزہ پر رکھا اندھنی  
 نے سر نفس کو زمین پر پھینک دیا ناگ کا ایک سانپ نکلا۔ اور اس ملعون کی ناک میں چبٹ گیا۔ دوسری دفعہ جب نیزہ  
 پر رکھا۔ پھر ہوا سے زمین پر گر پڑا۔ اور اس کی ناک میں بدستور سانپ لپٹ گیا۔ پہاں تک کہ تین مرتبہ یہی  
 حالت ہوئی۔ جب یہ غیر عبد اللہ بن زبیر کو پہنچا حکم دیا کہ اس ملعون کا سر نفس کلیوں میں ڈال دو ہر کوئی

## انتقام مختار بن ابوعبیدہ ثقفی علیہ الرحمۃ عمر بن سعد ملعون سے قتال امام

حضرت امیر مختارؓ

ابراؤ کو تلاش کر کے جہاں جسے پاتے قتل کرتے تھے یہاں تک بہت لوگ جمع ہو کر عمر بن سعد ملعون کی شفاست کرنے منتظر پاس آئے اور امان طلب کی جب مختار کو بہت اضطراب و اضطراب ہوا۔ کہا میں نے اسے اس شرط پر امان دی کہ باہر نہ جائے۔ اگر باہر جائے گا تو اس کا خون سہاگ ہو گا۔ ایک شخص عمر بن سعد ملعون پاس آیا اور کہا میں نے آج مختار سے سنا ہے کہ وہ قسم کھانے کہتا تھا۔ میں آج ایک شقی کو قتل کروں گا۔ میرا گمان یہ ہے کہ اس کا مطلب تیرے قتل سے ہے۔ پس عمر بن سعد ملعون کو ذرے باہر اس موضع میں جس کا نام حمام ہے چلا گیا۔ اور وہاں جا کے چھپ رہا۔ اور اس ملعون سے لوگوں نے کہا۔ تو نے خطا کی مختار کے ہاتھوں سے کچ نہیں سکتا۔ جب اس کو خبر ملے گی۔ تو کو ذرے باہر چلا آیا ہے وہ یہی کہے گا۔ اس نے میری امان پر قیام نہ کیا۔ اب اس کا قتل لانا ہوا۔ یہ سن کر وہ ملعون اسی رات اپنے مکان میں واپس آ گیا۔ راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی میں مختار کی خدمت میں گیا جب میں وہاں پہنچ کے بیٹھا۔ ہشیم بن اسود جی آ کے بیٹھے ان کے بعد حفص بن عمر بن سعد آیا۔ اور کہا میرا باپ کہتا ہے۔ وہ امان کیا ہوئی جو آپ نے مجھے دی تھی۔ اب سننے میں آیا ہے آپ میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مختار نے کہا۔ بیٹھ جا۔ اور ابو لکھ کو بلا لیا۔ پس میں نے دیکھا ایک شخص کو تباہ قیامت اور سر لہرائی آہن آیا مختار نے کچھ اس کے کان میں کہا اور دو شخصوں کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ چھوڑی دیر بعد ابو لکھ عمر بن سعد ملعون کا سر کاٹ کے لے آیا۔ مختار نے حفص سے کہا۔ اس سر کو یہاں تک ہے حفص نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مختار نے کہا۔ اے ابو لکھ اس کو بھی اس کے پدر سے ملحق کر کہ جہنم میں وہ ملعون نہا نہ ہے پس ابو لکھ نے اس کو بھی قتل کیا۔ مختار نے کہا۔ عمر بن سعد ملعون بعض خون امام حسینؑ اور حفص بعض خون علیؑ لکھ مارا گیا۔ اور ہرگز ہرگز ان دونوں کا خون ان بزرگواروں کے خون پاک کی برابری نہیں کر سکتا۔ بعد قتل ہوئے۔ عبید اللہ ابن زیاد و عمر بن سعد علیہما اللعنة سلطنت مختار کو قوت حاصل ہوئی روسلے قبا محل عرب و رعایا سب مطیع و منقاد مختار کے ہو گئے۔

جب حکومت مختار مضبوط ہو گئی اس وقت

## انتقام مختار قاتلان حسین علیہ السلام سے

کھانا پنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک ایک ایک کو امام حسینؑ و اصحاب و اہل بیت کے قاتلوں سے جو زمین پر نہیں تھکتے نہ کر ڈالوں۔ میں ان ملائین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ مجھ سے اب کوئی ان کا سعی و سناش نہ کرے اور جو جو شریک خون آنحضرتؐ و اصحاب و اہل بیتؑ تھے سب کو تلاش کرو۔ اور مجھے اعلان

اور جو لوگ ان اشقیائے گھار کے مددگار تھے ان کی بھی خبر لاؤ۔ بعد اسکے جس کسی کو لاتے اور بیان کرتے۔ کہ یہ قاتلانِ امام سے ہے۔ یا قاتلِ پیران کے دشمنوں کی اعانت کی تھی اس کو مختار قتل کرتے تھے پھر خبر پہنچی کہ شمر ذی الجوشن حرامی نے شترانِ آنحضرتؐ سے ایک شتر لوٹ میں لیا تھا۔ اور کوفہ میں پہنچ کے اس اونٹ کو ذبح کیا اور اس کا گوشت تقسیم کیا تھا۔ جب یہ خبر مختار کو معلوم ہوئی۔ حکم دیا۔ اس شقی کو تلاش کرو اور وہ گوشت جس جس گھر میں تقسیم ہوا ہے۔ ان کی بھی اطلاع کرو جب مطلع ہوا۔ حکم دیا۔ ان گھروں کو لوٹ لو۔ اور جس نے وہ گوشت کھالیا۔ اور کھایا تھا اس کو قتل کیا۔ بعد اسکے عبداللہ بن اسید جہنی و مالک بن شیم کندی و حل بن مالک معاربہ کو مختار کے پاس لائے۔ مختار نے کہا۔ اے دشمنانِ خدا مجھے بتاؤ۔ کہ امام حسینؑ سے تم کس طرح پیش آئے۔ ان اشقیانے جواب دیا ہم کو جبراً ان سے مقاتلہ کر کے گئے تھے۔ مختار نے کہا۔ آیا تم لوگ ان سے احسان نہ کر سکتے تھے۔ یا ان کو پانی نہ دے سکتے تھے۔ پس مالک بن شیم سے کہا۔ تو ہی نے کلاہِ فرزندِ رسالت پناہ اٹھائی تھی اس نے انکار کیا۔ مختار نے کہا بے شک تو ہی نے اٹھائی تھی۔ اور حکم دیا۔ کہ اس شقی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اور وہ بدعت و اصل جہنم ہوا۔ اور ان دو ملعونوں یعنی عبداللہ بن اسید جہنی و حل بن مالک معاربہ کی گردن زدنی کا حکم دیا۔ اور ان کی گردن زدنی کی گئی۔ اس کے بعد فرزد بن مالک و عمر بن خالد عبدالرحمن بکلی و عبداللہ بن قیس غولانی کو اسیر کر کے لائے۔ مختار نے کہا۔ اے قاتلانِ صلی خدا تم سے سزاوار ہو۔ تم نے عطر امام حسینؑ کو لوٹ کے اس روڈ جو خمس ترین ایام تھا۔ آپس میں تقسیم کیا ہے۔ پھر حکم دیا۔ کہ بازو میں لے جا کے ان کی گردن زدنی کرو۔ اور تعمیل حکم کی گئی۔ پھر معاذ بن بانی اور ابو لمرہ کو غولی بن یزید انجی لعین پاس روانہ کیا۔ کہ وہ شقی ابن زیاد پاس امام حسینؑ کا سر لایا تھا جب اس کے گھر میں گئے تھے وہ ملعون پانچمانہ میں ایک طرف کلاں کے نیچے چھپ گیا تھا۔ وہاں سے اس مردود کو نکال لائے۔ اٹھائے راہ میں مختار کو دیکھا مع لشکر چلے آتے ہیں۔ حکم دیا۔ اس شقی کو واپس اس کے گھر سے چلو۔ کہ اپنے مکان میں اپنی بدکردار زشت کی سزا پائے۔ پس دروازہ مکان پر اس ملعون کو قتل کر کے اس کا جسدِ پلید اُگ سے جلا دیا اور وہاں سے واپس آئے جب شمر ذی الجوشن کو پکڑنے کو بھیجا وہ شقی میں بھاگ گیا۔ ابو لمرہ کو مع چند اشخاص اس ملعون کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے جا کے اس لعین مصاحبین سے بہت جنگ کی اور وہ شقی بھی بہت لڑا۔ یہاں تک کہ کثرتِ جراحت سے مجبور ہو گیا۔ پھر اس شقی کو پکڑ کے مختار پاس لائے مختار نے حکم دیا۔ کہ روغنِ زیتا جوش کر کے اس میں اس رو سیاہ کو ڈال دو کہ تمام جسمِ پلید اس بیجا کا گھل جاوے و برایت دیگر ابو لمرہ نے اس ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ اور اس کا سر مختارؑ کے پاس بھیجا۔ اسی طرح ہمیشہ مختار قاتلانِ حسینؑ کو تلاش کرتے قتل کرتے تھے۔ اور جو بھاگ جاتا تھا اس کا گھر تہس نہس کر دیا جاتا تھا۔ اور سادی کر دی جو غلام پنچ

آقا کو قتل کرے گا۔ کہ وہ اس کا آقا.... قاتلانِ امام حسینؑ سے ہو گا۔ اور اس اپنے آقا کا سر وہ غلام میرے پاس لائے گا۔ میں اس غلام کو آزاد کر دوں گا۔ اور بہت کچھ اسے انعام و اکرام عطا کروں گا۔ اس حکم سے بہت غلاموں نے اپنے آقاؤں کو قتل کیا۔ اور ان کے سر ہائے غمس منتاز کے دربار میں حاضر کئے۔ فیض ابو جعفر نے کتاب محل اثاثر میں روایت کی ہے کہ جب منتازؑ اپنے کاروبار میں مشغول ہوا۔ اس وقت امام حسینؑ کے قاتلوں کو تلاش و تعقب کیا۔ پہلے اس گروہ شقاوت پرزدہ کو طلب کیا۔ جسم شریف کو جنہوں نے اور ان کے اہوان و انصار کے اجسام شریف کو گھوڑوں سے روندنا تھا۔ پس حکم دیا۔ ان ملائین کو اوندھا لٹا کے ہاتھ پاؤں میں میخیں آہن کی ٹھونک دیں اور ساروں کو حکم دیا۔ کہ ان کے بدنہائے نفس پر گھوڑے دوڑائے اور وہ اتقیا پردہ پارہ ہو گئے اور ان کے ٹکڑے آگ میں جلا دیئے گئے۔ بعد اسکے دو شخصوں کو حکم دیا۔ حاضر کرنے کا کہ وہ دونوں قتل عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالب میں شریک تھے حکم ہوا کہ ان کی گردن زدنی کی گئی اور ابوہریرہؓ کو مع ایک جماعت خولی بن یزید اصبی ملعون کے مکان پر بھیجا وہاں جا کے اس کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اس کی زوہر شیعان اہل بیت سے تھی۔ گھر سے نکل آئی۔ بظاہر اس نے کہا۔ میں نہیں جانتی مگر اشارہ سے بتا دیا۔ کہ پائٹھانہ میں چھپا ہے۔ وہاں سے اس ملعون کو نکال کے آگ میں جلا دیا۔ بعد اللہ بن کامل کو حکیم بن طفیل کے پکڑنے کو جس نے تیر حضرت عباسؑ پر لگائے تھے۔ اور ان کا لباس اتار لیا تھا۔ روندنا کیا۔ پس اس کو پکڑ کے تیر باران کیا عبداللہ بن ناجیہ کو بطلب منتقد بن مرہ عبدی کہ وہ فقی قاتل علی اکبرؑ تھا روانہ کیا۔ وہ ملعون نیزہ تلے گھر سے باہر آیا۔ اور عبداللہ کے نیزہ مار کے زمین پر گر دیا۔ عبداللہ نے بھی چھٹ کے ایک تھوڑا اس کے دست چپ پر لگائی۔ کہ وہ ہاتھ اس نابکار کا بیکار سو گیا۔ اور بھاگ گیا۔ .... اور ہاتھ نہ لگا پس زید بن رقاد کو طلب کیا۔ اور حکم دیا سنگبداں کا سنگباری کر کے اس کے بعد جلا دیا گیا۔ بسنان بن انس ملعون کو ذہ سے بھرہ بھاگ گیا۔ منتازؑ نے اس کا گھر کو ذہ سے لوٹ لیا۔ پھر وہ فقی بھرہ سے قادسیہ چل دیا جب قریب قادسیہ پہنچا۔ منتازؑ کے جاسوسوں نے اسے قید کر لیا۔ اور منتازؑ پاس لائے منتازؑ نے حکم دیا۔ کہ پہلے اس رو سیاہ کی انگلیاں کاٹی نہیں پھر ہاتھ پاؤں کاٹ کے روغن زیت گھول کے کھوتے ہوئے میں اسے ڈال دیا۔ کہ جہنم واصل کیا پھر مرد بن صبح کی تلاش میں لوگوں کو دایک رات کو اسکو اسکے گھر میں پکڑا حکم دیا کہ اسکو سر سے پاؤں تک نیزے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور کر دیا۔ اسکے بعد محمد بن انث کو طلب کیا۔ وہ اپنے تھوڑے قادسیہ جہاں تھا۔ جب لوگ وہاں پہنچے۔ وہ تھوڑے دوسرے دروازے سے نکل کے مصعب بن زبیرؓ پاس چلا گیا۔ منتازؑ نے حکم دیا کہ گھر اس بد گھر کا کھود ڈالو۔ اور مال لوٹ لو۔ پھر سجد بن سلیم فقی کو حاضر کیا۔ اور کہا اس نے انشت مبارک سید الشہداء قلع کر کے حضرت کی انگوٹھی اتاری تھی منتازؑ کے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور وہ بد بخت جہنم قتل

**حال مختار بن ابی علیہ ثقفی** حضرت امام حسن مسکری کی تفسیر میں مندرج ہے کہ جناب امیر نے فرمایا  
 لڑائی رکھا۔ اور بعض بنی اسرائیل نے معصیت خدا کی اور خدا نے انہیں عذاب کی اور انہیں خدا نے  
 اصحاب جناب امیر نے مرض کیا۔ اسے امیر المومنین ہم لوگوں میں عامی کس حالت سے ہوں گے حضرت نے فرمایا وہ  
 لوگ جن کو ہم اہل بیت کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمارے حقوق کی رعایت ان پر لازم ہے۔ وہ لوگ ہماری  
 مخالفت اور ہمارے حقوق سے انکار کیا کریں گے اور فرزند ان دو لاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت و تکلیف کرنے کا حکم دیا  
 ہے۔ ان کو وہ لوگ قتل کریں گے اصحاب نے کہا۔ یا حضرت یہ امور واقع ہونگے حضرت نے فرمایا۔ ہاں البتہ  
 واقع ہونگے۔ اور ان دو فرزند میرے بزرگوار حسینؑ کو شہید کرینگے خداوند عالم ان منافقین پر عذاب اس حالت  
 کی تلوار سے نازل کرے گا جن کو ان پر مسلط کر بیگا حضرت نے فرمایا۔ ایک پسر قیدہ ثقیف سے ہے جسے مختار بن  
 بن ابی علیہ کہتے ہیں۔ امام زین العابدین نے فرمایا جب یہ خبر حجاج لعین کو پہنچی اور لوگوں نے اس سے کہا کہ امام  
 زین العابدینؑ اپنے بزرگوار امیر المومنین سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج نے کہا۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ رسول  
 خدا یا علیؑ ابن ابی طالبؑ نے یہ بات کہی ہو۔ علی بن الحسینؑ کم عمر ہیں بہت سے امور باطل کہہ کے اپنے دوستوں  
 کو فریب دیتے ہیں اچھا مختار کو میرے پاس حاضر کر دو کہ ان کا بھوٹ کچھ ظاہر کر دوں۔ جب مختار کو حاضر کیا  
 حجاج نے فرشتے چرمین منگایا اور اپنے غلاموں کو طلب کر کے حکم دیا۔ تلوار لاؤ اور اس کی گردن مار دو جب  
 ایک ساعت گزری اور تلوار نہ لاسے حجاج نے کہا۔ تلوار کیوں نہیں لاتے غلاموں نے کہا۔ تلواریں خزانہ میں  
 ہیں اور خزانہ کی کنجی نہیں ملتی مختار نے کہا مجھے قتل نہ کر سکو گے حضرت رسول خداؐ نے بھوٹ نہیں کہا اور لو فر  
 خدا اگر مجھے قتل بھی کر دے گا۔ خدا مجھے پھر زندہ کرے گا۔ کہ میں سو آسمی اشرار تم سے قتل کرونگا حجاج نے اس  
 کلام مختار سے تشلیں ہو کے ایک ملازم کو کہا۔ کہ اپنی تلوار بلا دو دے دے تاکہ اس کی گردن زدنی کی جائے  
 جب بلاؤ تلوار لے کے جلدی سے متوجہ ہوا۔ منہ کے بل گر پڑا اور تلوار اس کے پیٹ میں گھس گئی۔ کہ شکم شکاف ہو  
 کے مر گیا۔ پھر دوسرا بلاؤ ملا یا جب وہ متوجہ قتل مختار ہوا۔ ایک بچھوٹے اسے کاٹا۔ اور وہ جلا د زمین پر گر کے  
 مر گیا مختار نے کہا۔ اسے حجاج تم مجھے قتل نہ کر دے گا۔ ذرا قصہ نزاد بن معد بن عدنان بمقابلہ شاپور ذوی  
 الاکف یاد کر دو جس وقت وہ یوں کو قتل کر کے ان کو مستاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور زار و زور سے اپنے فرزندوں  
 کو حکم دیا۔ کہ مجھے زنجیل میں رکھ کے اسے میں شاپور کے شکا دو جب شاپور نزار کے قریب پہنچا۔ اور اس  
 کی نظر ان پر پڑی۔ کہاتم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں ایک مرد عرب ہوں۔ اور تجھ سے میرا ایک سوال  
 ہے۔ شاہ پور نے کہا۔ کیا سوال ہے۔ گوار نے کہا۔ تو کیوں یوں کو قتل کرتا ہے۔ انہوں نے تم سے کیا بدگئی کی شاپور

نے کہا میں انہیں ایسے قتل کرتا ہوں کہ میں نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص قوم عرب سے ظاہر ہو گا۔ اور اس کا نام محمد ہے۔ وہ دعویٰ پیغمبری کرے گا۔ ملک و بادشاہی اس کی وجہ سے عجم کی برطرف ہوگی۔ اس سبب سے میں قوم عرب کو قتل کرتا ہوں۔ کہ وہ پیدا نہ ہو سکے۔ نزار نے کہا۔ جو کچھ تو نے جھوٹی کتابوں میں دیکھا ہے۔ جائز نہیں ہے۔ کہ بے گناہوں کو جھوٹوں کے کہنے سے قتل کرے۔ اگر کسی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے پس خدا اس شخص کی جس کی نسل سے وہ حاضر ہو گا۔ حفاظت کریگا۔ شاہ پور نے کہا۔ اسے نزار یعنی لافز و تحیفات تم سچ کہتے ہو۔ اسی وجہ سے لوگ ان کو نزار کہنے لگے۔ یہ کلام نزار شاہ پور کو پسند آیا۔ اور قتل عرب سے متبردار ہوا۔ اسے حجاج حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔ کہ میں تم میں سے تین سو چالیس ہزار اشراق کو قتل کرو۔ اب یا تو خدا تجھے میرے قتل سے مانع ہو گا۔ اگر مار بھی ڈالے گا۔ تو خدا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ کہ جو کچھ اس نے مقدر کیا ہے۔ میں اسکی تعمیل کروں اور فرمان رسول خدا حق ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ یہ سن کر پھر حجاج نے جلاد کو حکم دیا۔ کہ اس کی گردن زدنی کی جائے مختار نے کہا۔ وہ نہ مار سکے گا۔ اگر چاہو۔ تم خود مجھ پر کرو ابھی خدا ایک سانپ کو تمہارے پر مسلط کرے گا جس طرح اس جلاد پر کچھ کو مسلط کیا تھا۔ جب جلاد نے قصد گردن زدنی کیا سناگا ایک خواص عبد الملک بن مردان سے حاضر ہوا۔ اور چلا کے کہا۔ قتل مختار سے متبردار ہو۔ اور ایک خط حجاج کو دیا۔ کہ عبد الملک نے اس خط میں یہ لکھا تھا۔ ابا بعد اسے حجاج بن یوسف دافع ہو کہ ایک کبوتر خط میرے پاس لایا۔ جس میں یہ مندرج تھا۔ کہ تم نے مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کو گرفتار کیا ہے۔ اور چاہتے ہو۔ انہیں قتل کرو۔ سبب اس روایت سے جو رسول خدا سے تم پر پہنچی ہے۔ کہ مختار بنی امیہ کے انصار کو قتل کر لیا۔ لازم ہے جب یہ میرا خط تمہارے پاس پہنچے مختار سے متبردار ہو۔ اور اس کے متعرض نہ ہونا کہ وہ شوہر دایہ پسر ولید بن عبد الملک ہے اور ولید نے مجھ سے مختار کی سفارش کی ہے اور جو حدیث تم نے سنی ہے۔ اگر دروغ ہے۔ تو کیا معنی کہ ایک مسلمان کو بخیر دروغ قتل کرو۔ اگر سچ ہے مگر یہ قول رسول خدا نہیں ہو سکتی پس حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا۔ مختار جہاں جاتا۔ اور کہتا تھا میں نروج کر کے بنی امیہ کو قتل کر دوں گا۔ جب پھر یہ اخبار حجاج کو پہنچے دوسری مرتبہ پھر اس نے مختار کو پکڑ بلوایا۔ اور قصد قتل کیا۔ مختار نے کہا۔ تو مجھے قتل نہ کر سکے گا یہی گلتاگو ہو رہی تھی۔ کہ پھر دوسرا خط عبد الملک بن مردان کا کبوتر لایا۔ اس خط میں درج تھا کہ اسے حجاج متعرض مختار نہ ہونا کہ وہ شوہر دایہ پسر ولید ہے۔ وہ حدیث جو تو نے سنی ہے۔ اگر سچ ہے تو اسے قتل نہ کر سکیگا جس طرح حضرت دانیال بخت نصر کو قتل نہ کر سکے۔ اس لیے کہ یہ مقدر ہوا تھا کہ بنی اسرائیل کو وہ قتل کرے پس حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا۔ اور کہا۔ اگر اب پھر میں نے تم سے ایسا کلام سنا۔ جان لینا کہ میں تم کو مار ڈالوں گا۔ مگر مختار اسی طرح لوگوں میں یہ باتیں کہا کرتے تھے پھر حجاج نے طلب کیا۔ اس دفعہ مختار چھپ رہے اور ایک

مدت تک چھپے رہے۔ یہاں تک کہ حجاج نے پھر تہہ لگا کے پکڑ بلایا۔ اور ارادہ قتل کیا۔ اس وقت پھر خط عبد الملک کا پہنچا۔ کہ مختار کو قتل نہ کرنا۔ حجاج نے ان کو قید کر لیا اور ایک خط عبداللہ کو لکھا۔ کہ اس شخص کے قتل سے تم بچھے کیوں منع کرتے ہو جو شخص علانیہ لوگوں میں کہتا پھرتا ہے کہ میں تین سو تراسی ہزار بنی امیہ کے انصار کو قتل کرونگا۔ عبد الملک نے جواب میں لکھا۔ اسے حجاج تم جاہل ہو۔ مختار جو کچھ کہتا ہے۔ اگر حق ہے پس ضرور اس کی تربیت کرونگا۔ تاکہ وہ مجھ پر مسلط ہو۔ جس طرح فرعون کو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت پر موکل کیا۔ یہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر مسلط ہوئے اور اگرچہ یہ خبر دروغ ہے کیونکہ میں اسکی رعایت نہ کروں کہ اسکا حق خدمت مجھ پر ہے۔ آخر کار مختار مسلط ہوئے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ظاہر ہے۔

**خروج مختار بن ابو عبیدہ ثقفی** ایک روز امام زین العابدینؑ اپنے اصحاب سے مختار کے فوج

اللہ آپ ہم کو خبر کیوں نہیں دیتے کہ ان کا خروج کس وقت ہوگا۔ فرمایا دوسرے سال ہوگا۔ اور عبد اللہ ابن زیاد و شمر ذی الجوشن قسطنطنیہ کے سرہائے نخس کاٹ کے وہ ہمارے پاس اس وقت بھیجے گا۔ جب ہم چاشت تناول کرتے ہونگے۔ بعد اسکے جب وہ وقت آیا جس کی خبر حضرت نے دی تھی۔ مختار نے خروج کیا۔ اصحاب انحضرتؑ خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حضرت نے کھانا منگایا۔ اور یہ فرمایا۔ یہ کھانا نوش کرو۔ کہ آج مستکاران بنی امیہ قتل ہو رہے ہیں۔ اصحاب نے کہا۔ اے اتحادہ لوگ کہاں قتل کیئے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ فلاں موضع میں مختار ان شرار کو قتل کر رہا ہے۔ اور بہت بھلا ان ظالموں میں سے دو ہمتکاروں کے سرہائے نخس میرے پاس فلاں سوزن لائیں گے چپ وہ دن آیا جس روز کی حضرت نے خبر دی تھی۔ اور حضرت تعقیبات لکھ سے

کہ حجاج بن یوسف انتہائی ظالم انسان تھا یہ دشمن خدا و رسول اور آل رسول تھا جتنے قتل سادات اس ظالم نے کروایا۔ اتنا کسی دور میں نہیں ہوا۔ غون سادات سے دیواریں تیار کرائیں۔ بچوں کو زندہ دیواروں میں چنوا یا۔ اس کے دور میں اپنے آپ کو سید کہنا جرم بن گیا تھا۔ سادات بنی ناطلہ نے نسل سادات کو سپانے کیلئے اس دور میں اپنی ذات کو چھپایا۔ اس ظالم کی طرف سے انعام مقرر تھا۔ قتل سادات کیلئے اور سپاہی مقرر تھے۔ تلاش سادات کے لئے۔ نیز خاص ایک حکمہ بنایا تھا۔ چنانچہ علامہ بغدادی نے تحریر کیا ہے کہ ایک آدمی راستے پر گڑھ میں پڑا رہتا۔ اور کہتا رہتا۔ میں اندھا اس کنوئیں میں گر گیا کوئی نکل دے جو اسکو نکال دیتا۔ وہ اسکو پکڑ لیتا۔ اور قتل کر دیتا کہ تم سید ہو۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ علامت تم نے کیسے مقرر کی۔ بولا۔ میں جانتا ہوں۔ سادات کے علاوہ رحم دل لوگوں کا ملنا مشکل ہے۔ لہذا جو رحم کھا کر بچھے نکلتا ہے اس کے رحم کی وجہ سے میں سمجھ جاتا ہوں یہ سید ہے۔ رسول پاکؐ کی پیش گوئی جی ہے جو دوبار حجاج میں

مادر ابن زبیر نے پیش کی کہ میری امت میں ایک ظالم حجاج نای پیدا ہوگا۔ خدا کی نعمت ہو کہ شملہ اس لعین ازلی پر۔  
(کوثر پھر سکوی)

فدایہ ہوئے اصحاب آنحضرت خدمت باسعادت میں حاضر ہوئے اور حضرت نے پھر کھانا ان اصحاب کیلئے منگایا جب کھانا لائے اسی وقت دو سر ملائین حضرت پاس پہنچے۔ یہ دیکھ کر حضرت سجدہ میں گر گئے اور فرمایا۔ میں اس خدا حمد کرتا ہوں جس نے مجھے دنیا سے نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ اس وقت میرے پیر عالی مقدار کے قاتلوں کے سر مجھے دکھائے اور حضرت بار بار ان اشعار کے سر ہائے نحس کی طرف نظر کرتے اور شکر حق تجلاتے چونکہ مقرر تھا کہ بعد چاشت کے صلوا مہمانوں کے لئے لاتے تھے۔ اس روز اس وجہ سے کہ مشغول سر ہائے نحس کے دیکھنے میں تھے صلوا لانا ہم لوگ بھول گئے۔ ایک نے اصحاب آنحضرت سے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آج صلوا نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ان سر ہائے نحس کی طرف دیکھ کے مسرور ہونے سے زیادہ تر شریک آج کون سا صلوا ہے شیخ کنی نے بسند معتبر اصبع بن بنا سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے ایک روز مختار بن کو دیکھا جب وہ کچھ ساتھا اور جناب میرا سے آغوش میں لئے ہوئے تھے اور دست مبارک اس کے سر پر پھیر کے فرماتے تھے، پاکیں یعنی عقلمند و دانشمند۔

### حضرت مختار سے ائمہ اہل بیت کی محبت

ایضاً بسند حسن روایت کی ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا مختار کو دشنام نہ دو اس لئے کہ اسے ہمارے بزرگوں کے قاتلوں کو قتل کر کے ہمارا غلبہ خون کیا۔ اور ہماری عورتوں کا نکاح کر دیا اور وقت تنگ دستی مل و زر ہم میں تقسیم کیا۔ ایضاً بسند معتبر عبداللہ بن شریک سے روایت کی ہے کہ کہا میں بروز عید النضی سجدت جناب امام محمد باقر بمقام منی حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت تکیہ کئے ہوئے تھے اور حجام کو بلایا تھا کہ حجامت بنوائیں جب میں خدمت امام میں بیٹھا۔ ایک مرد سپر کو نہ کاہنے والا حاضر ہوا۔ اور حضرت کے دست ہتھکڑی آنکھوں سے لگانے چاہے حضرت نے منع کیا اور فرمایا تم کون ہو۔ اس شخص نے کہا میں حکم پسر مختار ہوں یہ سن کر حضرت نے اسے نزدیک بلایا اور اپنے بہت قریب بلکہ دی پسر مختار نے کہا۔ یا حضرت لوگ میرے پیر بزرگوں کے حق میں بہت کچھ کہتے ہیں میں چاہتا ہوں آپ سے ان کا حال سنوں اور جو کچھ آپ ان کے حق میں کہتے ہیں سنوں اور پھر مرثیہ میں نقل کیا ہے کہ مختار منافعین امام حسن سے تھا۔ اور حضرت حسن کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا میرے منہ تنہا علی علیہ السلام کے پروردہ تھے ان سے ایسی حرکات کا سرزد ہونا محال ہے۔ اگر وہ موافق معاویہ اور مخالف اہل بیت تھے جو خون امام کے انقار کے لئے نہ تلوار اٹھاتے یہ ایسی روایات منافعین اہل بیت نے تیار کی ہوتی ہیں بعض مسلمان آج بھی امیر منہ کو ظالم قرار دیتے ہیں وہ سخت گمراہی میں ہمارے جو یہی خطاب نے حالت کفر میں ارادہ قتل رسول کیا تلوار سے کرائے بھی گمراہان ہوئے وہ بار رسالت سے یہ غلطی معاف ہو گئی یہی طرح ان لوگوں کے نزدیک تیار کردہ روایات ہر سے ہیں تو بعد قریب اور نفرت صحیحی سے سب معاف ہو گئیں جیسے حکم بن خطاب ارادہ قتل رسول سے مجرم نہیں بلے ہی ان روایات کے مطابق امیر مختار بھی مجرم نہیں ان کو مجرم کہنے والا خود مجرم ہے، واللہ اعلم (کوثر عبود)

میں ارشاد فرمائیں گے اس پر اعتماد کرونگا۔ حضرت نے فرمایا۔ لوگ کیا کہتے ہیں حکم نے کہا۔ لوگ کہتے ہیں وہ دودھ کو قحط  
حضرت نے فرمایا سبحان اللہ تم مجھ کو میرے پدر عالی مقدس نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مہر میری والدہ ماجدہ کا اس پدر  
سے ادا کیا۔ جو مختار نے بھیجا تھا۔ مختار نے ہمارے مکانات شکستہ تعمیر کئے۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کر  
کے ہمارا خون طلب کیا۔ خدا مختار پر اپنی رحمت نازل کرے۔ تم کھدا میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے کہ مختار  
خدمت اہل بیت اطہار میں حاضر ہوئے اور لباس ان کو نظر کرتے اور احادیث ان سے اخذ کرتے تھے۔ خدا  
تمہارے پدر پر رحم کرے۔ کہ انہوں نے کوئی حق ہمارے حقوق سے کسی پر نہ چھوڑا مگر یہاں سے طلب کیا اور  
ہمارے خون کا بدلہ لیا۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کیا۔ ایضاً ابن معتبر مگر پسر زین العابدین نے روایت کی ہے  
کہ کہا جب عبد اللہ بن زیاد و عمر بن سعد یمن کے سرہانے محس ہمارے پدر بزرگوار پاس لائے حضرت نے سجدہ کیا  
اور فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہمارا خون ہمارے دشمنوں سے طلب کیا۔ اور خلا مختار کو جزائے غیر  
عطا کرے۔ ایضاً ابن جعفر جناب صادق سے منقول ہے کہ جب تک مختار نے سرہانے قاتلان امام حسین نہ بھیجے  
کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے اپنے بالوں میں گنگھی نہ کی اور غضاب نہ کیا اور بالوں میں تیل نہ ڈالا۔ ایضاً۔  
عمر بن حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ اول مختار نے میرے پدر عالی مقدس کے مٹے میں ہزار  
دینار بھیجے اور میرے پدر بزرگوار نے وہ دینار لے کر ان سے مکانات عقیل بن ابی طالب اور دیگر بنی ہاشم  
کے مکانات جو بنی امیہ نے مہاکر ڈالے تھے تعمیر کئے۔ اور جب مختار نے مذہب باطل اختیار کیا۔ اس کے بعد پھر چار  
ہزار دینار پھر پدر بزرگوار پاس بھیجے مگر حضرت نے قبول نہ فرمائے اور واپس کر دیئے۔ ایضاً یسند معتبر امام محمد باقر سے  
روایت کی ہے کہ مختار نے ایک عریفہ میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔ اور مع پسند بدایا و تحفہ عراق سے بہ خدمت  
آنحضرت روانہ کیا جب قاصدان مختار در دولت حضرت پر پہنچے۔ اجازت چاہی کہ حاضر ہوں۔ حضرت نے کہا  
بھیمیا چلے جاؤ میں بدیہ دروغ گو یاں قبول نہیں کرتا۔ اور ان کا خط بھی نہیں پڑھتا۔ پھر ان قاصدوں نے  
عنوان خط مشائے۔ اسکی جگہ لکھا۔ کہ یہ خط مہدی محمد بن علی کی خدمت میں پہنچے پس اسی طرح عنوان تبدیل  
کر کے محمد بن حنفیہ پاس لے گئے۔ اور انہوں نے ہدایہ تحفہ قبول کئے اور مختار کے خط کا جواب بھی لکھا۔

امیر مختار سے اممہ کی ناراضی کی وجہ اور محبت کے اسباب معتبر جناب صادق سے

روایت کی ہے کہ جب خدا چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں کا انتقام کسی ذریعہ سے لے جائے بدترین خلق انتقام لیتا ہے اور  
جب چاہتا ہے خاص اپنی جانب سے انتقام لے اپنے دوستوں کی معرفت انتقام لیتا ہے۔ تحقیق کہ انتقام کئی بن ذکر بافت  
نصرت کے ہاتھ سے لیا۔ کہ وہ بدترین خلق خدا تھا۔ ابن ادیس نے یسند موثق جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب قیامت

برپا ہوگی جناب رسول خدا و جناب امیر و امام حسن و امام حسینؑ مرا طے کر دیں گے اس وقت انکو تین مرتبہ جہنم میں بھیجا شخص آواز دینگا کہ یا رسول اللہ میری فریاد کو پہنچے آنحضرتؐ جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ کہے گا یا امیر المؤمنین میری فریاد کو پہنچے حضرت بھی جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ کہے گا یا امام حسن مدد کیجئے حضرت بھی جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ آواز دے گا یا امام حسینؑ میری فریاد دے کیجئے کہ میں نے آپ کے دشمنوں کو قتل کیا ہے اس وقت جناب رسول خدا فرمائیں گے اے حسینؑ اس نے تم پر جنت تمام کی ہے اس کی فریاد کو پہنچو یہ سن کر امام حسینؑ مثل اس عقاب کے جو پھٹ کر جانور کو دبوچ لے اسی طرح اس شخص کو جہنم میں لگا لیں گے راوی نے کہا میں آپ پر سے خدا ہوں یا حضرت وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا وہ مختار ہے راوی نے پوچھا مختار کیوں کہ جہنم میں عذاب کریں گے حالانکہ اس نے بڑے بڑے کام کئے ہیں حضرت نے فرمایا اگر اس کا دل شگفتہ کرتے تحقیق کہ اس کے دل میں سے کچھ محبت غیروں کی ظاہر ہوتی تھی اس خدا کے جس نے حضرت رسولؐ کو برسات و راستی بھیجا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر جبریل و میکائیل کے دل میں بھی اگر کچھ اختیار ہو مثلاً خدا ان کو منہ کے بل آتش دوزخ میں ڈال دے بعض کتب معتبرہ میں روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ کیلئے مختارؑ نے ایک لاکھ درہم بھیجے حضرت چاہتے تھے قبول نہ کریں اور خوف بھی تھا کہ مبادا واپس دینے سے مختارؑ کچھ ضرور سانی کرے لہذا حضرت نے اس مال کو اسی طرح گھر میں رہنے دیا جب مختار قتل ہوا حضرت نے حقیقت حال عبدالملک کو لکھی کہ یہ مال تمہارا حق ہے تم کو گوارا ہوا اور حضرت مختارؑ پر لعنت فرماتے تھے کہ خدا پر آدم پر دروغ باندھا تھا اور دعوئی کرتا تھا کہ مجھ پر دمی نازل ہوئی ہے مولف فرماتے تھے کہ احادیث دربارہ مختارؑ مختلف وارد ہوئی ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ اور درمیان علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اختلاف ہے ایک جماعت علماء مختارؑ کو اچھا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ ضرور مختارؑ سے راضی تھے اور بظاہر خوف مخالفین سے بیزار تھے اور رضامندی بیان نہ کرتے تھے مختارؑ نے طلب خون امام حسینؑ کے لئے شروع کیا اور دعوئی امامت و خلافت اپنے اور کسی دوسرے کیلئے بھی نہ کیا اور بعض علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ مختارؑ کی غرض ریاست و بادشاہی تھی اور اس امر خاص کو اس کا وسیلہ قرار دیا تھا پہلے متوسل با امام زین العابدینؑ ہوا اور چونکہ آنحضرتؐ خداوند عالم کی جانب سے مسموم و مجروح مختارؑ نہ تھے اور نیت فاسد مختارؑ سے واقف تھے حضرت نے القام مختارؑ کی قبول نہ کی پھر مختارؑ محمد بن حنفیہ سے متوسل ہوا اور لوگوں کو ان کی طرف سے دعوت کرتا تھا اور انہیں مہدی قرار دیتا تھا اور مذہب کیسانہ اس سے لوگوں میں ظاہر ہوا ہی نہیں بلکہ شائع ہوا اور مذہب کیسانہ محمد بن حنفیہ کو اپنا امام آخر جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ ہیں مگر غائب ہو گئے ہیں اور زمانہ آخر میں ظاہر ہوں گے لیکن الحمد للہ کہ مذہب کیسانہ بظورت ہو گیا۔ اور کوئی اس میں سے باقی نہ رہا۔ اور ان کو کیسانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اصحاب مختارؑ اور خود

مختار کو بھی کیسان کہتے تھے۔ اسلئے کہ بناب امیر نے موافق بعض روایات کیسانہ مختار کو بلطف کیس خطاب کیا۔ یا اس اعتبار سے کہ مختار کے لشکر کا سردار اور مشیر کار و مدبر ابو عمر تھا۔ اور اسی کا نام کیسان تھا۔ مگر چونکہ جو کچھ جمع بین الاخبار سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مختار کے خروج کرنے سے فیتہ صحیحہ نہ تھی دروغ گو یوں اور پاگلوں کو مختار نے وسیلہ تردیک امور دین قرار دیا تھا۔ لیکن چونکہ کار ہائے غیر عظیم اس کے وسیلہ سے جاری اور ظاہر ہوئے۔ اسکی نجات کی امید ہے اور معترض نہ ہونا حالات سے ایسے لوگوں کے بہتر ہے۔

## فصل بالیسویں بیان معجزات و غرائب قبر امام حسین علیہ السلام

حکایت ابو بکر بن عیاش شیخ موسیٰ بن یحییٰ بن عبد الحمید حمانی سے روایت کی ہے کہ کہا ایام مہکت  
ابو بکر بن عیاش الاناظیر سوار مجھ سے دو چار ہوئے اور کہا۔ آؤ اس شخص پاس چلیں میں نہ سمجھا انکا مطلب  
کیا ہے مگر چونکہ میں ان کو بڑا جلیل القدر جانتا تھا۔ اس وجہ سے میں نے ان سے نہ پوچھا۔ اور انکے  
ہر کام روانہ ہوا۔ جب ابو بکر بن عیاش دروازہ عبد اللہ بن حازم پر پہنچے۔ مجھ سے ملقت ہوئے اور کہا  
اسے پیر حمانی میں نے تم کو اس سبب سے رحمت دی اور اپنے ہمراہ لیا کہ تم سنو میں اس طاعنی ملعون سے کیا  
کہتا ہوں میں نے کہا ایہا الشیخ کس کو آپ فرماتے ہیں انہوں نے کہا۔ اس فاجر کا فر موسیٰ بن عیسیٰ عالم کوفہ کو  
کہتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر میں ان کے عقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ دروازہ موسیٰ بن عیسیٰ تک پہنچے۔ قافلہ  
یہ تھا کہ پیادہ ہوئے لوگ اندر جاتے تھے۔ مگر ابو بکر بن عیاش الاناظیر سے نہ اترے اور چاہا سوار داخل ہوں۔  
دربان نے چاہا۔ قریب آئے منع کرے جب ان کو پہچانا منع نہ کر کا پس ابو بکر بن عیاش الاناظیر سوار ایک پیرا ہن  
پہنے بند ہائے پیرا ہن کھوئے اندر مکان کے داخل ہوئے اور مجھے آواز دی۔ اے پیر حمانی چلے آؤ۔ دربان نے مجھے  
منع کیا۔ ابو بکر بن عیاش نے اسے لاکھا کہ اسے ملعون میرے رفیق کو کیوں منع کرتا ہے پس میں بھی ان کے عقب  
روانہ ہوا۔ اور وہاں کی طرح سوار مکان موسیٰ تک پہنچے اسوقت موسیٰ صدر مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور دوطرفہ ملازمین مسلح  
کھڑے تھے جب موسیٰ نے ابو بکر کو دیکھا مڑ جھکا اور اپنے قریب بیٹھا یا مجھے نگہبانوں نے نہ جانے دیا پھر  
ما حضرت امیر مختار صحیح العقیدہ شہید تھے انہوں نے ندلولی امامت کیا اور نہ ہمدی سونے کا دلولی کیا اور اس کا شروع ذاتی اقتدار کیلئے ہیں  
تھا بلکہ تالان حسین کے خلاف تھا اور اس نے ایک ایک شامی کو جو کرکڑا میں موجود تھا قتل کیا امام زین العابدین فعل مختار سے راضی تھے جو  
روایات مختار کے خلاف ہیں وہ سبہ بنی امیہ کی بنائی ہوئی روایات ہیں آج جو لوگ مختار کے متعلق اچھا لائقہ اور خیال نہیں رکھتے وہی  
بنی امیہ کی شراب کا اثر ہے جو مختار کے خلاف تیار کر کے لوگوں کو پلائی گئی (کوثر مجملہ نوی)

ابوبکر بن عیاش نے اکوازدی اور میں بھی داخل منزل ہوا میں ایک پرانے دروازے پہنچا تھا۔ مجھے انہوں نے اپنے نزدیک بٹھالیا۔ موسیٰ نے ابوبکر بن عیاش سے کہا۔ اس شخص کی سعی کرنے کے لئے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ انکو اپنے ہمراہ اسلئے لایا ہوں کہ تم پر گواہ کروں۔ موسیٰ نے کہا۔ کسی چیز پر گواہ کر دو گے۔ اور ان دونوں میں موسیٰ بن عیاشی شقی نے بھیجا تھا۔ لوگوں کو کہ قبر امام حسینؑ کے گرد کھیتی کریں۔ اور مخمراشی کر کے نشان قبر اسید الشہداءؑ بنادیں۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ جو کچھ تو نے اس قبر کے بارے میں تجویز کی ہے۔ اس پر مجھے اطلاع ہے اور چاہتا ہوں گفتگو کروں۔ موسیٰ بن عیاشی نے کہا۔ کون سی قبر کہہ سکتے ہو۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ قبر حسینؑ بن علیؑ و فاطمہؑ و زینبؑ خد کے بارہ میں کہتا ہوں۔ جب موسیٰ بن عیاشی نے یہ سنا ایسا غضبناک ہوا۔ کہ قریب تھا۔ بخود دھوکے اور پھل پڑے۔ اور کہا۔ تم کو ان باتوں سے کیا کام۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ مجھ سے سنو۔ میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنی قوم یعنی بنی عامرہ کی طرف گیا جب کو فذ کے پل پر پہنچا۔ دس سوڑ مجھ پر دوڑے اور خداوند عالم نے ایک مرد بنی امیہ کی ملک سے مجھے انکے شر و فساد سے محفوظ رکھا۔ پھر میں روانہ ہوا۔ جب بمقام شامی راستہ معمول گیا۔ وہاں ایک بوڑھیا کو دیکھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ ایہا امیہ شیخ کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا۔ غافریہ جاتا ہوں۔ اسنے کہا۔ اسے جنگل میں پہلے جاؤ۔ جب جنگل کی تمامی پر پہنچو۔ جو گے راستہ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ جب مینو میں پہنچا۔ وہاں ایک مرد میر کو بیٹھا دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ کہاں کے رہنے والے ہو۔ اسنے کہا۔ اسی موضع کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کہا۔ تمہاری عمر کیا ہے۔ اس نے کہا۔ میں حساب اپنی عمر کا نہیں جانتا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ اس جنگل میں اسی نہر فرات کا پانی حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے اہل بیت و اصحاب پر بند کیا تھا۔ اور وحشیان و حیوانات پر نہ بند کیا تھا۔ میں نے کہا۔ تم پر دلے ہو۔ وہ واقعہ مجھے یاد ہے۔ اس بڑھے نے کہا۔ ہاں کئی اس خدا کے جس نے آسمان کو بلند کیا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے وہ واقعہ دیکھا ہے۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہارے اصحاب وہ فعل کرتے ہیں جس سے لازم ہے کہ دیدہ ہائے مردمان کثرت گریہ و زاری و فغاں سے مجروح ہو جائیں بشرطیکہ دنیا میں کوئی مسلمان باقی ہو۔ میں نے کہا۔ وہ واقعہ کون سا ہے اس بڑھے نے کہا۔ جو تمہارے حاکم نے حکم دیا ہے۔ اور تم نے اس کام سے انکار نہ کیا۔ کہ قبر فرزند رسولؐ خدا پر کھیتی کی گئی۔ اور پانی وہاں تک پہنچا گیا۔ میں نے کہا۔ وہ قبر شریعت کہاں ہے۔ اس نے کہا۔ اسی موضع میں ہے۔ جہاں تم کھڑے ہو۔ اور تم سے بہت قریب ہے۔ نشان قبر کا شاید لگایا گیا ہے۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ میں نے اس سے قبل وہ قبر نہ دیکھی تھی اور اپنی مدت العمر میں اس قبر منور کی زیارت کو نہ گیا تھا۔ میں نے عالم خواب میں اس مرد پر سے کہا۔ کوئی ایسا یہاں ہے جو مجھے نشان قبر کا بتا دے۔ وہ مرد میر سے ساتھ ہوا۔ اور مجھے قریب حائر کے لایا۔ کہ اس کا ایک دروازہ تھا۔ اور دروازہ پر دربان کھڑا تھا۔

میں نے دربان سے کہا میں زیارت فرزند رسول خدا کو آیا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اسوقت وہاں جانا نہ ملے گا میں نے کہا کیوں اس دربان نے کہا کہ اسوقت ابراہیم خلیل اللہ و محمد رسول اللہ مع جبرئیل و میکائیل و گروہ گروہ ملائکہ زیارت امام حسین کو آتے ہیں۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا جب میں خواب سے جاگا ترس و خوف عظیم و حزن و اندوہ فراوان مجھ پر چھا گیا۔ کئی روز اس خواب کو دیکھے گذرے ہیں اور میں مبولہا چاہتا تھا۔ اتفاقاً مجھے ایک ضرورت درپیش آئی کہ قبیلہ غاضریہ سے کچھ اپنا روپیہ وصول کر لاؤں اس قصد سے میں روانہ ہوا۔ اور وہ خواب مطلق میرے ذہن میں نہ تھا جب کوفہ کے پل پر پہنچا دس چور مجھ پر آپڑے جب میں نے انہیں دیکھا اس وقت مجھے وہ خواب یاد آیا۔ ان چوروں نے کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے ڈال دو۔ اور پہلے جاؤ میرے پاس ایک خرمین تھی۔ ان سے میں نے کہا تم پر دانتے ہو میں ابو بکر بن عیاش ہوں۔ اپنا روپیہ وصول کرنے جاتا ہوں۔ مجھے اپنی راہ جانے سے منع نہ کرو کہ یہاں کو نہایت دوست رکھتا ہوں یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے اکواڑی کہ یہ میرے آقا ہیں بحق خدا وندان سے معترض نہ ہونا انہوں نے اپنے رفیقوں میں سے ایک شخص کو میرے ہمراہ کر دیا۔ کہ اس نے مجھے راستہ پر لگا دیا مجھے اس خواب کی تعبیر میں تعجب تھا کہ سماعت بساعت ظہور اس کا ہوتا تھا یہاں تک کہ میں نابینا نہ بن گیا۔ اور وہاں ایک مرد پر کوبیسا خواب میں دیکھا تھا۔ اس جگہ پایا میں نے کہا۔ لا الہ الا اللہ میرا خواب بمنزلہ دی ہو گیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے اس سے خواب میں پوچھا تھا وہی سوال کیا۔ اور اس مرد پر نے وہی جواب دیا جو کہ خواب میں دیکھا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نہیں قبر شریف تک پہنچا دوں۔ یہ کہہ کر مجھے وہ ایک مقام پر لے گیا۔ اور بتایا یہ موضع قبر شریف النعمان ہے میں نے دیکھا کہ اطراف قبر شریف پر زراعت کی ہے۔ اور جو کچھ خواب میں نے دیکھا تھا بغیر ساردر بان میں نے وہاں سب کچھ دیکھا۔ اسے موسیٰ خدا سے خوف کر میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ خواب ہمیشہ بیان کیا کرونگا۔ اور زیارت امام حسین و تعظیم وقول اسنحضرت ہرگز ترک نہ کرونگا۔ اسلئے کہ خلیل خدا و حبیب خدا و جبرئیل و میکائیل و ملائکہ مقرران بارگاہ حدیث اس قبر شریف کی زیارت کو آتے ہیں۔ اسے موسیٰ لازم ہے کہ مردم زیارت و تعظیم قبر سید الشہداء میں رغبت کریں۔ تحقیق کہ ابو حصین نے مجھے خبر دی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ بس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو خواب میں دیکھا ہے شیطان میرا شبیبہ و نظیر نہیں ہو سکتا جب ابو بکر بن عیاش نے یہاں تک بیان کیا اس ملعون نے کہا میں تمہارے خواب سے چپ ہوں یہاں تک کہ کلام اعلانہ تمہارا ختم ہو جائے قسم بخدا اگر اسکے بعد میں سنوں گا۔ کہ اس کلام کو تم نے کسی اور کے سامنے نقل کیا ہے بیشاک تم کو قتل کرونگا۔ اور اس گواہ کی بھی گردن زدنی کرونگا۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا خدا حافظ و گہنا ہے تو مجھے ضرور پہنچا سکے گا۔ اسلئے کہ میں نے جبرئیلہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے یہ سن کر وہ شقی نہایت شرمگین

و غضبناک ہوا۔ اور کہا تم میرا جواب دیتے ہو۔ یہ کہہ کر خنساں دیا ابو بکر بن عیاش نے کہا خاموش رہ خدا تجھے ذلیل کرے اور تیری زبان کو قطع کرے یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا۔ اس مرد پیر کو قید کر دیا۔ پس میرے اور ابو بکر کے پاؤں پکڑ کے وہ لوگ گھسیٹتے ہوئے لے چلے ہمارے سر پتھروں سے ٹکراتے تھے اور ہلادی ڈٹھیں پونے موٹی لاکڑ کے حکم دیتا تھا۔ ان دونوں ولد الزنا کو قتل کر دیا۔ ابو بکر بن عیاش باوجود اس حالت کے کہتے تھے بس بس خاموش رہ خدا تیری زبان کو قطع کرے اور تجھ سے انتقام لے۔ خداوند تیری رضا کیلئے میں نے یہ ارادہ کیا تھا۔ اور تیرے پیغمبر کے فرزند کے بارہ میں کہا تھا۔ اور تجھ پر بھروسہ کیا تھا۔ جس کی بابت غضب کا سامنا ہوا آخر کار ہم کو قید خانہ میں لے گئے جب ہم داخل زندان ہوئے۔ ابو بکر بن عیاش نے دیکھا میرے کپڑے پھٹ گئے اور خون جسم سے جاری ہے۔ کہا اے پیر حجابی ہم نے مسرتہ لاشہ جو حق تھا۔ کہا۔ اور داخل ثواب ہوئے واضح ہو کہ ثواب خدا در سول ضائع نہ جائے گا۔ .. .. .

تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کا چو بلہ آیا اور ہم کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ ہم بہت بڑے تہ خانہ میں محبوس تھے بڑی تکلیف ہم کو ہوئی۔ دروازہ گوش چین لیا تھا۔ چند قدم راہ چلتے اور بیٹھ کے کہتے تھے۔ خداوند تیرے غضب و عقوبت تیری رضا کے لئے ہم نے اٹھائی ہے ہم کو ثواب ملے گا کہ جب ہم کو اس پاس لیگئے اور اس نے ہم کو دیکھا۔ ابو بکر بن عیاش سے کہا اے احمق جاہل ان چند امور کا تو معترض ہوتا ہے جو تیرے لئے موجب ضرر ہے تجھے کیا مطلب جو ہم بنی ہاشم میں آتا ہے۔ اور بہت کچھ برا بھلا ابو بکر بن عیاش کو کہا۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا۔ میں نے تیرا کلام سنا تھا اچھے سمجھے موسیٰ بن حنیسیٰ لعین نے کہا۔ خدا تیرا برا کرے باہر چلا جا۔ اب اگر میں نے سنا کہ تو نے کسی سے اس کلام کو بیان کیا بیشک تجھے قتل کروں گا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور مجھے بھی بہت کچھ ناسزا اس بیعت کے کہہ کے بتائیگی جو تم نے سنا ہے۔ اگر کسی سے اظہار کر کے خواب کو بیان کر لگا۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔ خدا تم پر لعنت کرے میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ جب ہم قتل ہوئے باہر نکلے جانا پھر سے دمہ ہوئے اس وجہ سے کہ اپنی زندگی سے ہم کو بالکل مایوس تھی۔ کیونکہ ان کا دروازہ گوش چین لیا تھا۔ مجھ سے ابو بکر بن عیاش نے کہا۔ اس حدیث کو حفظ کر کے اپنے دل میں رکھنا اور ہجر اہل عقل و ایمان و دین کے علوم سے روایت نہ کرنا

**قصہ متوکل و ابراہیم و یزید**  
ایضاً بلند معتبر ملازمین متوکل میں سے جس کا نام ابراہیم و یزید تھا روایت کی ہے کہ کہہ مجھے متوکل نے کربلا بھیجا اور علم دیا کہ نشان قبر امام حسین کو شاہوں اور ایک نامہ بنام جعفر بن محمد بن عمار قاضی اس مضمون کا لکھا کہ میں نے دیکھ کر کربلا بھیجا ہے کہ وہ امام حسین کی قبر کھود ڈالے جس وقت یہ فرمان تھا اسے پاس پہنچے اس کام کی نگرانی تم پر لازم ہے کہ

آیا جس صبر پر میں نے اسے مقرر کر کے روانہ کیا ہے اس کی تعمیل اس نے کی یا نہیں۔ دینرج نے کہا جب میں کر بلا پہنچا اور وہاں سے طلحہ چلا۔ قاضی مذکور نے مجھ سے پوچھا۔ تو نے کیا کا کیا۔ میں نے کہا ہر سند نشان قبر تلاش کیا مگر وہاں کچھ بھی نہ پایا۔ قاضی نے کہا۔ خوب گہرا کیوں نہ کھودا۔ اس نے کہا بہت گہرا کھودا۔ مگر کچھ وہاں نہ ملا یہ سن کر اس قاضی نے متوکل کو لکھا کہ دینرج کر بلا پہنچا۔ اور قبر امام حسین کھودی۔ مگر وہاں کچھ نہ پایا۔ جب متوکل نے یہ سن حکم دیا کہ اس زمین پر زراعت کرو اور پانی وہاں بھر دو کہ نشان قبر شریف بر طرف ہو جائے راوی کہتا ہے۔ میں نے دینرج کو ایک روز تنہائی میں دیکھ کے حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے کہا۔ میں ہمراہ غلامان مخصوص کر بلا گیا اور کسی غیر شخص کو اپنے ہمراہ نہ لے گیا۔ جب میں نے قبر شریف آنحضرت کھودی۔ ایک نے بوریئے حرم فرمیں تازہ پاکیزہ بحالت خواب دیکھا کہ مشک کی خوشبو سے زیادہ تر اس جسم مبارک سے خوشبو آتی ہے یہ دیکھ کر میں نے اپنا ہاتھ اس جسم مبارک پر نہ رکھا۔ اور قبر کو بدستور کر دیا۔ اور بیوں کو جوت کے چا ہا زمین جو توں جب بیل اس قبر شریف پر پہنچتے تھے۔ اس طرف سے لوٹ آتے تھے۔ اس سبب سے اس مقام مبارک کو نہ جوت سکا۔ اسوقت اپنے غلامان خاص کو بلا کے میں نے قسم دی کہ اگر اس واقعہ کی خبر تم کسی سے بیان کر دے تو اسوقت میں تم کو قتل کر دوں گا۔ ایضا ابو عبد اللہ باقطنی نے روایت کی ہے کہ کہا۔ بارون محری جو کہ امراء متوکل سے تھا۔ میں اسکا کاتب ہوا۔ اسکے تمام بدن کی رنگت گوری تھی۔ مگر ہاتھ پاؤں اور چہرہ اسکا نہایت سیاہ تھا۔ اور ہمیشہ بدبو پیپ اور اسکے منہ سے ٹپکتی تھی۔ جب میں اسکا مقرب ہوا ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے سیاہی چہرے کا کیا سبب ہے۔ اس نے مجھے نہ بتایا۔ جب وہ مرض موت میں مبتلا ہوا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا۔ اور قسم کھائی کہ اور کسی شخص سے ذکر نہ کروں گا۔ اسوقت اس نے مجھ سے کہا کہ متوکل نے ہمراہ دینرج مجھے جانب کر بلا روانہ کیا کہ قبر امام حسین کھودو۔ وہاں پانی بھر دوں۔ جب میں نے چاہا کہ بلا جاؤں اسوقت جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں ہمراہ دینرج قبر حسین پر نہ جانا اور جس کام پر مامور ہوا ہے اسکی تعمیل نہ کرنا جب صبح ہوئی اور مجھے لے جانے پر ترفیب و تحریص ہوئی۔ مجھ پر شقاوت غالب ہوئی۔ اور کر بلا جاکے جو حکم متوکل نے دیا تھا اسکی میں نے تعمیل کی۔ اسی رات کو پھر جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ ان لوگوں کے ہمراہ نہ جانا۔ اور اس کا حکم بھی بجا نہ لانا۔ تو نے میرا کہنا نہ مانا۔ یہ کہہ کے ایک ٹھانپہ میرے منہ پر لگایا۔ اور میرے منہ پر تھوک دیا۔ اسی رات سے اب تک میرا منہ اسی طرح سیاہ ہے اور یہ بدبو پیپ بہتی ہے۔ ایضا۔ بسند معتبر فضل بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں ابراہیم دینرج کے ہمسایہ میں رہتا تھا جب وہ بمرض موت مبتلا ہوا۔ میں اسکی عیادت کو گیا۔ اسے میں نے حالت کرب میں پایا ایک طبیب اسکے پاس بیٹھا تھا مجھ میں اور دینرج میں محبت بے تکلفی بے حد تھی اور وہ اپنے راز مجھ سے

کہا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ کیا حال ہے۔ اور تم کو کیا ہو گیا ہے۔ میرا جواب اس نے کچھ نہ دیا۔ اور اشارہ سے کہا۔ طبعیب بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے نہیں کہہ سکتا طبعیب اس کے اس اشارہ کو سمجھ کے اٹھ گیا جب تنہائی ہوئی۔ دوسری مرتبہ میں نے اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا میں تم سے بیان کرتا اور خدا سے آمرزش چاہتا ہوں۔ بتحقیق کہ متوکل نے مجھے حکم دیا۔ کہ کر بلا ہاس کے نشان قبر امام حسینؑ مشادوں اور زمین بیوں سے جوت کے بیج بوؤں جب میں کر بلا پہنچا شام ہو گئی تھی اور میں بہت سے مزدور اور کاریگر مع بیلوں اور گھٹنگوں کیلے کھڑے کیا تھا۔ پھر اپنے غلاموں کو میں نے حکم دیا کہ مزدور دن سے کام لو اور قبر شریف امام حسینؑ کھود کے زمین پر ختم رہی کرو مگر چونکہ سفر سے میں تھک گیا تھا مجھے نیند آگئی۔ ناگاہ شور و غل کی آواز میرے کان میں آئی اور غلاموں نے آگے مجھے جگا دیا۔ میں خواب سے ترسناک و خوفناک چونکا اور کہا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا ایک ایسا امر عجیب و غریب ظاہر ہوا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کے دوسرا امر عجیب و غریب نہیں ہو سکتا۔ ایک گروہ درمیان کارکنان متوکل اور قبر امام حسینؑ ظاہر ہوا ہے۔ اور وہ لوگ ہم کو قبر امام حسینؑ پاس پہنچنے سے منع کرتے ہیں۔ اور ہمیں تیر مارتے ہیں۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ اس کلام کی تصدیق ہوئی۔ اور یہ واقعہ اقل شب شہنائے ماہ سے تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان لوگوں پر تم بھی حیر لگاؤ جس نے تیر انکی طرف پھینکا وہ تیر ملٹ کے اسی کو آگاہ اور کام تمام کر دیا۔ اس کیفیت کے دیکھنے سے مجھ پر دہشت اور خوف عظیم طاری ہوا۔ اور اسی وقت سے تپ و لرزہ آنے لگا۔ بعد اسکے میں نے اسباب وغیرہ لاوے اور قبر مبارک سے دور ہو گیا اور مخالفین حکم متوکل اور اپنا قتل ہونا دل میں ٹھکان لیا۔ راوی کہتا ہے میں نے ورنہ سے کہا۔ اب تم شروفا و متوکل سے بخوف ہو گئے۔ کیونکہ کل شب متوکل باجائے منتظر مارا گیا۔ دیر سے کہہ میں نے بھی سنا ہے لیکن اپنے بسم میں ایک ایسی حالت پاتا ہوں کہ امید زندگی مجھے نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے یہ باتیں صبح کی تھیں اور قبل از شام وہ شقاوت انجام و حمل جہنم ہو گیا۔ ایضا۔ ابو المنفل شیبانی سے روایت کی ہے کہ منتظر پسر متوکل نے ایک روز اپنے پدر ملعون سے سنا۔ کہ وہ جناب ناظمہ کو دشنام دیتا ہے منتظر نے ایک عالم سے پوچھا اور اس سے قتل متوکل پر نتوخی چاہا۔ اس عالم نے کہا۔ اس کلام سے اس کا قتل واجب ہو گیا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے باپ کو قتل کرتا ہے اس کی عمر دراز نہیں ہوتی منتظر نے کہا۔ جبکہ ایلے پدر کے قتل سے اطاعت خدا مقصود ہے پھر مجھے اسکی پروا نہیں کہ میری عمر دراز ہو۔ بعد اسکے اپنے پدر بگومر کو۔ اسکے پسر منتظر نے قتل کیا۔ اور بعد قتل سات جہینے زندہ رہا۔ مؤلف فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہاں عمر منتظر اس کی سعات کی وجہ سے ہو جبکہ اس نے یہ کار خیر کیا تھا۔ اور مدت سے زیادہ زندہ رہنے میں مبتلا نہ ہو مصلحت غضب خلافت ہوتا۔

## قصہ متوکل وقاسم بن احمد اسدی

ایضاً بسند معتبر قاسم بن احمد اسدی سے روایت کی ہے  
امام حسینؑ کو جمع ہوتے ہیں۔ اور گروہ گروہ مردم زیارت قبر شریف کو آتے ہیں۔ یہ سن کے اسنے ایک اپنا میر خاص  
کو مقدر کیا۔ اور بہت بڑا لشکر اس کے ہمراہ کیا۔ کہ کربلا ہلکے قبر امام حسینؑ ہموار کر دیں اور زیارت قبر امام حسینؑ  
سے لوگوں کو منع کریں۔ وہ امیر مع لشکر حصہ میں کربلا پہنچا۔ جب چاہا۔ لوگوں کو زیارت سے منع کرے  
اہل کربلا و دروان اطراف و جوانب جمع ہوئے۔ اور کہا اگر متوکل ہم سب کو قتل کر ڈلے گا۔ تو ہمارے بعد ہمارا

اولاد اور جو لوگ باقی رہ جائیں گے وہ ترک زیارت قبر امام حسینؑ نہ کریں گے ہم لوگ ہر روز بکثرت معجزات  
قبر امام حسینؑ سے دیکھتے ہیں۔ اگر تم ہم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو گے جب بھی ہم ترک زیارت نہ کریں گے جب غیر متوکل ہوں گے  
پہنچے مکان لوگوں سے دست بردار ہو کے بجانب کربلا روانہ ہوا۔ یہ اظہار کر دیا کہ ہم اہل کربلا کو مصائب  
کئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد وہ شقی خطبہ تک متعرض نہ ہوا پھر اسے خبر پہنچی کہ اہل کربلا و اطراف  
و جوانب زیارت قبر امام حسینؑ کو جایا کرتے ہیں۔ اور قبر آنحضرتؐ پر زائروں کا بڑا ہجوم ہوتا ہے اور اس دن

دہاں بازار ملکتا ہے اور وہاں لوگ سودا خریدتے ہیں اور معاملات تجارتی بھی بہت ہوتے ہیں۔ یہ سن کر اس شقی  
نے پھر ایک اپنے امیر کو مع لشکر گراں روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ وہاں جاکے منادی کر دے کہ جو کوئی قبر زیارت  
امام حسینؑ کو آئے گا۔ وہ میرے عہد و میان سے باہر ہے۔ اور جس کو پائیں کہ وہ زیارت قبر امام کو جاتا ہے اس کو  
قتل کر ڈالو اور اسکا مکان غارت کر ڈالو۔ یہ سن کر لوگ خائف ہو کر زیارت قبر امام حسینؑ کو بہت کم جاتے  
تھے۔ و شقی سادات علوی کو تلاش دیکھی کر کے قتل کرتا اور ان کے مکانات غارت کرتا تھا۔ اس کیفیت و حالت

کو محض ابی زناد گذر راتھا۔ کہ وہ شقی ظالم و اصل جہنم ہوا۔ ایضاً بعد اللہ طور سے روایت کی ہے کہ میں نے  
خطبہ میں حج کیا جب حج سے واپس آیا تو سبہ عراق ہوا اور زیارت بناب امیر نہایت ترس و خوف  
سے کی۔ اس وجہ سے کہ متوکل شقی نے زیارت بناب امیر سے منع کیا تھا۔ بعد زیارت بناب امیر میں  
توجہ قبر زیارت امام حسینؑ ہوا جب کربلا پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ گرد قبر امام حسینؑ پانی بھر دیا ہے۔ اور  
منظیریں باندھ کے تخم ریزی کر رہے ہیں اور میں نے پچشم خود دیکھا۔ کہ جب بیلوں کو قریب قبر آنحضرتؐ

لے جاتے ہیں۔ ہر چند ان کو ڈنٹے مارتے ہیں مگر وہ بیل آگے قدم نہیں بڑھاتے بلکہ ادھر سے ہلٹ  
کے دہانے ہائیں ہو رہتے ہیں۔ اس وجہ سے مجھے زیارت میسر نہ ہوئی۔ لہذا دور سے زیارت کر کے بغداد کو روانہ ہوا۔  
اور اپنے دل میں کہتا تھا۔ اگرچہ بنی امیہ نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔ مگر یہ لوگ تو دعویٰ قرابت رکھتے ہیں اور انہیں  
کہتے ہیں کہ ہم وقت شہادت حاضر نہ تھے۔ مگر اس کے برعکس قبر شریف سید الشہداء سے انتقام لیتے ہیں جب میں  
داخل بغداد ہوا۔ لوگوں کو منتشر و مضطرب پا کے دریافت کیا۔ کہ کس وجہ سے تمہارا اضطراب و انتشار ہے انہوں

نے بیان کیا۔ خبر اُئی ہے۔ کہ متوکل قتل ہو گیا ہے۔ اس وقت میں سمجھا کہ وہ شقی بد رحمت با مجاز امام حسین قتل ہوا ہے یہ خبر پا کر میں نے شکر خدا کیا کہ یہ دن اس دن کا بدلہ نظر آیا۔

**حکایت حمیر بن عبد الحمید وغیرہ** ایضاً یحییٰ بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ کہا میں حمیر بن یزید

سے پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا۔ ہمدان نے لوگوں کو بھیجا کہ قبر شریف امام حسین کو ہموار کریں۔ اور درخت سدر جو کہ نزدیک قبر امام حسین ہے اور اس سے قبر امام حسین کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ اس درخت کو بھی کاٹ ڈالیں جب حمیر نے یہ خبر سنی ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہا۔ اللہ اکبر اب میں مطلب رسول خدا سمجھا کہ آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا تھا کہ خدا درخت سدر کے قطع کرنے والے پر لعنت کرے۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ نرض رسول خدا کی اس طعون سے قحی کہ یہ درخت سدر اسلئے قطع کر لیا کہ لوگوں کو زیارت قبر امام حسین سے منع کرے ایضاً ابنہ معتبر جعفر بن محمد ابو افرج سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا مجھے میرے چچا عمر بن فرج نے خبر دی کہ متوکل نے مجھے کہہ دیا بیجا۔ اور حکم دیا کہ قبر شریف امام حسین کھود ڈالوں جب میں کہہ رہا تھا۔ اور بیلوں کو جوت کے چاہا قبر امام حسین پر ہانکوں جب میل قبر پاس پہنچے کھڑے ہو جاتے تھے اور قدم آگے نہ بڑھاتے تھے یہاں تک کہ میں نے ڈنڈا اٹھا کے بیلوں کو استقدر مٹا کہ وہ ڈنڈا انکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر انہوں نے قدم آگے نہ اٹھایا۔ اور میرا چچا اس وجہ سے کہ اہل بیت رسول سے نہایت عداوت رکھتا تھا۔ یہ واقعہ کسی اور شخص سے بیان نہ کرتا تھا۔ ابن شہر آشوب نے بتایا کی ہے کہ مسترشد عباسی نے اہل بیت خزانہ امام حسین لوٹ لیا اور کہا۔ قبر کو خزانہ کی احتیاج نہیں اور وہ مال اپنے لشکر کو بانٹ دیا جب کہ بلا سے باہر نکلا۔ وہ شقی اور اس کا بیٹا دونوں مارے گئے۔ ائمہ نے روایت کی ہے ایک شخص نے نزدیک قبر شریف بول و برا کیا۔ وہ شقی اور اسکے اہل و عیال دیوانے ہو گئے اور اجاضہ بن عبدالم و برص مبتلا ہوئے۔ اور اب تک اس کی اولاد برص و جذام میں مبتلا ہے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ جب متوکل نے حکم دیا کہ پانی قبر شریف امام حسین پر باندھ دیں اور زراعت کریں۔ اس وقت زید و پہلول جنہوں کو بلا معلیٰ تھے۔ اور دیکھا کہ قبر شریف درمیان زمین و آسمان ہوا پر معلق ہے۔ زید نے جب یہ معجزہ دیکھا اس آئینہ کی تلاوت کی۔ یویداون لیطھو النور اللہ بانواھم دیابی اللہ الا ان یتیم نودہ و نو کدہ الکافون۔ اور موید اس مقال کا یہ ہے کہ سترہ مرتبہ قبر شریف امام حسین پر ہل چلائے اور پھر جب آگے دیکھتے تھے۔ قبر شریف کو بے حالت اول درست پاتے تھے جب اس شخص نے جو اس کام پر معین و مقدر تھا یہ معجزہ دیکھا۔ مومن و شیعہ ہو گیا۔ اور اس وجہ سے متوکل نے اس کو قتل کیا۔

## روایت اعمش اور زیارت قبر امام حسین

۴ بعض کتب معتبرہ مثل شعبہ روایت کی ہے جب میں کو نہ میں داخل ہوا ایک شخص میرے ہمراہ رہتا تھا۔ اس کے پاس راتوں کو میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شب جمعہ کو اسکے پاس گیا۔ اور کہا۔ دربارہ زیارت امام حسین تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس نے کہا۔ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔۔۔۔۔ اور ہر ضلالت کی بازگشت ہمانب آتش ہے یں کر میں بہت خستگین و غضب ناک اس کے پاس سے اٹھ کے اپنے گھر واپس آیا۔ اور دل میں ٹھان لیا۔ کہ کل صبح کو اس کے پاس جا کے بعض فضائل امام حسین و ثواب زیارت قبر شریف آنحضرت بیان کروں گا۔ اگر وہ نہ مانے گا۔ اور اپنی عداوت پر قائم رہے گا۔ اسے میں قتل کر ڈالوں گا۔ جب صبح ہوئی میں اس کے دروازے پر گیا۔ اور کندھی کھٹکیں کے اسے آواز دی۔ اس کی زدو بزنے جواب دیا۔ وہ اڈل قتب بقصد زیارت قبر امام حسین کر بلا گیا ہے آتش نے کہا میں بھی اس کے عقب میں۔ روانہ ہوا۔ جب مرتقد منور پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص رو رو کے سجدہ میں دعا کر رہا ہے اور خدا سے طلب آمرزش کرتا ہے جب اس نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ میں نے اس سے کہا۔ کل تو کہتا تھا۔ زیارت قبر امام حسین بدعت ہے۔ اور آج خود ان کی زیارت کو آیا ہے اس نے کہا۔ اسے آتش مجھے حلاوت نہ کرو۔ اس لئے کہ بیشتر میں اعتقاد انکی امامت پر نہ رکھتا تھا۔ اس شب بکب خواب میں نے دیکھا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک مرد حلیل القدر میاں قد نہایت حسین و جمیل عظیم المرتبت رفیع المرتبت بہت سے لوگوں کے بیچ میں چلا آتا ہے اور آگے ایک سوار ہے اور اس کے سر پر ایک تاج چہار گوشہ کا ہے اور ہر گوشہ پر جوہر نصب ہیں۔ کہ مسافت میں روزہ اس سے روشن ہے میں نے پوچھا۔ یہ بند گوار کون ہیں۔ کہ اس قدر لوگ انہیں گھیرے ہیں۔ ایک شخص نے کہا۔ یہ جناب رسول خدا ہیں میں نے کہا۔ وہ جو آگے جاتا ہے۔ کون ہے اس نے کہا۔ وہ علی ابی طالب ہیں۔ ناگاہ میں نے ایک ناقہ نذر دیکھا۔ کہ ہودج نور اس پر بندھا ہے۔ اور دو غلامیں ہانپائیت لور و جمال اس ہودج میں بیٹھی ہیں اور وہ ناقہ درمیان آسمان و زمین پرواز کرتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ خورمیں کون ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ فاطمہ زہرا و خدیجہ الکبریٰ ہیں اس کے بعد ایک سوار نو جوان مثل ماہ تاباں نظر پڑا میں نے پوچھا۔ یہ جوان کون ہے۔ اس نے کہا۔ امام حسن ہیں میں نے کہا۔ یہ سب حضرات کہاں جاتے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ زیارت قبر شریف امام حسین کو محلے کر بلا میں جاتے ہیں۔ بعد اسکے میں نزدیک ہودج جناب فاطمہ زہرا گیا۔ دیکھا کہ رقبہ ہائے برات لکھے ہوئے آسمان سے قریب ہودج اٹھ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ یہ رقبہ ہائے برات کیسے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ یہ دفعہ ہائے برات آتش ان لوگوں کے لئے ہیں جو لوگ قبر شریف امام حسین کی زیارت شب جمعہ کو کرتے ہیں۔ میں نے اس سے اتنا س کی۔ کہ ان رقبوں میں سے ایک رقبہ میرے لئے بھی ہے تو اس نے کہا۔ تو کہتا ہے کہ قبر امام حسین کی

زیارت برعت ہے جب تک تو اس عقیدہ اور کلام ناجائز سے توبہ نہ کرے گا۔ اور زیارت قبر امام منور کو نہ جائیگا۔ ان دفعہ اسے برائت میں سے کوئی رقعہ تجھے نہ ملے گا۔ یہ دیکھ کر میں خائف و ترساں خواب سے بیدار ہو کے اٹھا اور توجہ زیارت قبر امام حسین ہوا۔ اور اپنے گفتار و عقیدہ باطل سے توبہ کی۔ اسے اٹس قسم خدا جب تک میری روح میرے بدن سے مفارقت نہ کرے گی تب تک میں زیارت امام حسین ترک نہ کروں گا

**حکایت و عیل خزاہی** ایضاً۔ بسند معتبر و عیل خزاہی مراح امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ کہا صلہ اور عوف میں انعام و اکرام پلکے روانہ ہوا ایک شہر میں پہونچا۔ وہاں ایک رات بیٹھا اپنے مکان میں قیام دہ اہل بیت میں نظم کر رہا تھا۔ ناگاہ کسی نے کندھی کھٹکے شائی میں نے کہا کون ہے۔ اس نے کہا تمہارے بھائیوں سے ہوں جب میں نے دروازہ کھولا ایک شخص اندر آیا میں نے اسے پہچانا۔ اور اس سے مجھ پر خوف طاری ہوا جب وہ شخص داخل ہوا اور بیٹھا۔ اور کہا۔ واضح ہو کہ میں تمہارا بھائی قوم جن سے ہوں اور تمہاری شب و لادت میں بھی پیدا ہوا ہوں چاہتا ہوں ایک ایسی حدیث تم سے بیان کروں۔ کہ موجب سرور مزید بعیرت تمہاری ہو۔ اسے و عیل واضح ہو کہ میں دشمنان علی ابن ابی طالب سے تھا ایک روز مع گروہ سرکشان من لوگوں کو گمراہ کرتے نکلا۔ ناگاہ ایک جماعت پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لوگ رات کو توجہ زیارت قبر شریف امام حسین تھے۔

اس حدیث کے راوی سلیمان کش امام اہل سنت ہیں۔ یہ کوڈ کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے جمل علین اور امیر میں شمار ہوتے تھے امام ہمدانی اور امام سلم نے اپنی صحیحین میں اکثر احادیث ان سے روایت کی ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان کے متعلق میزان اللہ بلکہ دم حق میں لکھا ہے۔ کہ یہ اپنے وقت کے ثقہ اور معتبر محدث و عالم ہیں لہذا ایسا انسان جو مذہب اہل بیت نہ رکھتا ہو۔ اور اپنے فرقہ میں لٹے ہو اس کی کلام ہمیشہ حق ہوئی ہے۔ کیونکہ تعریف وہ ہی جس کو دشمن بھی فخر سے بیان کرے۔ آج تک بلکہ قیامت تک کے مسئلہ میں شیطان علی زیارت قبر امام مظلوم کے جاتے ہیں اور جانتے ہیں گے وہ مسلم جو شیعوں کو مفلون کرتے ہیں کو زیارت امام حسین سے کیا فائدہ اس روایت کو بغور مطالعہ فرمائیں اور توبہ کریں ورنہ زیارت قبر حسین کو بدعت کہہ کر جنت میں جانا محال ہے۔ امام خمینی خدا اور مولیٰ کیلئے اپنے گھر کو اجازت اپنی لاش مبارکہ کو سم اپنا سے پانچاں جو ناگوار کیا۔ اور خود بقول خواجہ حسین امیری جانے والا ہی گئے اسی وجہ سے ان کا ذکر اور انکی قبر کی زیارت عبادت خدا بن گئی معصوم کو بھی اسی نے فرما دیا۔ من ذاد قبر الحسین وجبت لہ الجنة۔ جس نے قبر امام حسین کی زیارت کی اس کیلئے جنت واجب ہو گئی لہذا اس من انسانیت اور بنائے والا کی قبر مبارک کی زیارت کرنا ہر مسلمان کے لئے جو صاحب استطاعت ہو نا ضروری ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔

کے راستے بنے ہیں حقیقت کے سامنے سب کچھ ہے: سچے حق کی محبت کے سامنے  
ملوؤں نے یوں طوفان کیا اُکے اے حسین کعبہ بھی بھٹک گیا تری تربت کے سامنے  
(کوثر مہر علیہ صلی علیہ وسلم)

جب ہم نے چاہا۔ ان کو گزند و ضرر پہنچائیں دیکھا کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین تک ان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور ہم کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیتے۔ وہ فرشتے زمین کے جانوروں کی شرارت ان سے دفع کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ پر عظمت و بزرگی اہل بیت رسول ثابت ہوئی۔ اور میں نے توبہ کی۔ اور ان زائروں کے ہمراہ توجہ زیارت امام حسینؑ ہوا اور ان کے ہمراہ حج کو بھی گیا۔ اور زیارت قبر جناب رسول خداؐ سے مشرف ہوا۔ وہاں ایک مرد نورانی سے ملاقات ہوئی کہ گردہ بے شمار ان کے گرد جمع تھے اور مسائل دین ان سے دریافت کرتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون بزرگوار ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ یہ فرزند رسول خدا امام جعفر صادقؑ ہیں میں نے ان کے قریب جا کے معلوم کیا میرے سلام کا انہوں نے جواب دیا۔ اور فرمایا خوش آمدی۔ اسے عرواقی وہ دن نبجھے یاد ہے جس رات کو قبر شریف کے قریب تو ہمارے دوستوں کا متعرض ہوا تھا۔ اس وقت جب ان کی کرامت و بزرگوار سی نگہ پر ظاہر ہوئی۔ تو نے توبہ کی اور خدا نے تیرا گناہ بخش دیا۔ میں نے کہا۔ اس خدا کی میں حمد کرتا ہوں جس نے آپ کی معرفت سے مجھے سرفراز کیا اور آپ کے نور ہدایت سے میرا دل متور کیا دیا۔ یا حضرت آپ کوئی حدیث مجھ سے بیان کیجئے کہ اس سے مشرف ہو کے اپنے ہم جنسوں میں واپس جاؤں حضرت نے فرمایا۔ میرے پدر امام محمد باقرؑ نے اپنے پدر امام زین العابدینؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ سے انہوں نے اپنے پدر عالی مقدار علیؑ ابن ابی طالب سے انہوں نے جناب رسول خداؐ سے سنا کہ اس حضرت فرماتے تھے یا علیؑ بہشت اور پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں داخل بہشت نہ ہوں اور اویسؑ پیغمبران گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک یا علیؑ نعم داخل بہشت نہ ہو۔ اور امہانکے گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک میری امت داخل بہشت نہ ہو۔ اور میری امت پر بہشت حرام ہے جب تک یا علیؑ وہ تمہاری ولایت و امامت کا اقرار اور اعتقاد نہ کریں۔ یا علیؑ میں اس خدا کی قسم لگاتا ہوں جس نے مجھے ہر امتی جیسا ہے کہ داخل بہشت کوئی نہ ہو سکے گا۔ جب تک تم سے کسی طرح کا وسیلہ یا سبب و نسبت درست و ہیبا نہ کرے گا پھر اس جن نے کہا۔ اسے دلیل اس حدیث کو لکھ لو کہ ایسی حدیث مجھ ایسے کسی سے نہ سناؤ گے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ بعد اُنکے پھر میں نے اسے نہ دیکھا۔

**حکایت زید مجنوں و پہلو الودانا** ایضا روایت کی ہے کہ جب متوکل عباسی نے اپنے ایک لازم کو مع ایک گروہ روانہ کر بلا کیا۔ کہ نشان قبر مقدس سید الشہداءؑ کو مشاد سے اور نہر علقمہ سے پانی کاٹ کے وہاں پانی پھر دے۔ اور جو زیارت قبر شریف اس حضرت کو آئے اس کو قتل کر ڈالو جب یہ بزرگ مجنوں کو پہنچی وہ چونکہ فیض مومن تھے اور مصلحتاً ائمہ ہدایتؑ کو قتل کرنے تھے کہ ہر سمن حق کہہ دیا کریں۔ اور کوئی ان کا متعرض نہ ہو سکے۔ اس خبر کے سننے سے بہت خرد و غمگین ہوئے۔

ہوئے اور اس وقت مصر میں تھے۔ یہ سن کر وہاں سے بادیہ گریاں و بادل بریاں متوجہ زیارت قبر شریف امام حسین ہوئے جب کوہ میں پہنچے بہلول دانا کو وہاں دیکھا۔ اور یہ بھی عقلی دلائل سے کابل تھے۔ دین حق کی حفاظت اور ضرورت و ایذا رسانی مخالفین سے پناہ میں رہنے کے لئے نظر دیوانہائی اختیار کی تھی جب زید بنون نے بہلول دانا کو دیکھا۔ سلام کیا بہلول نے کہا تم نے مجھے کیونکر پہچانا۔ ہاضیکہ کہی دیکھا بھی نہ تھا۔ زید نے کہا اور طرح کو آپس میں رابطہ و محبت ہے جو لوگ عالم ارواح میں ہیں بایک دگر دوستی کر چکے ہیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے کو اسی طرح پہچانتے ہیں بہلول نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اب مجھے بتاؤ۔ یہاں تم اپنے شہر سے کس کام کو آئے اور بغیر کوشہ و مرکب علم یہاں تک تعقب و مشقت اٹھا کے کس لئے آئے۔ زید نے کہا جب میں نے سنا کہ متوکل فقی نے قبر بناب سید الشہداء سے یہ جو رجحان کی کتاب ہو کے اپنے پاؤں جھگڑوں میں بہلول پر ملتا بادیہ گریاں و سینہ بریاں غروں و فتناک یہاں تک پہنچا ہوں۔ بہلول نے کہا میں بھی اسی حالت میں تم سے ملاقات کرتا ہوں۔ آؤ ہم تم آپس میں رفیق ہوں اور زیارت قبر امام حسین کو چلیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر متوجہ زیارت قبر شریف آنحضرت ہوئے جب اس مقام مبارک میں پہنچے دیکھا کہ وہاں پانی بھرا ہوا ہے اور بقدر حق تعالیٰ پانی گرد حائر بلند ہے۔ اور ایک قطرہ حائر کے اندر نہیں جاتا ہے اور مردہ مہر آنحضرت پانی کے درمیان بلند دکھائی دیتی ہے جب انہوں نے یہ حالت دیکھی ان کا یقین اور زیادہ ہوا۔ اور کہا جو کوئی چاہے کہ نور خدا کو ہر طرف کسے وہ خود نا امید ہو تا ہے اور خدا بر خلاف ارادہ منکرین و کافرین روشن و ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس شخص کو جسے یہ حکم دیا تھا۔ کہ جا کے قبر شریف کا نشان ملادے اور اس نے مدتوں قبر آنحضرت کے نشانے میں کوشش و محنت کی اور وہاں پانی بھر دیا تھا۔ اور اس مقام شریف کو کھودا اور ہل چلاتے تھے مگر عود ہر طرف نہ سکا تھا جب اسکی نظر زید بہلول پر پڑی۔ ان کے پاس آیا۔ اور زید سے کہا۔ اے شیخ کہاں سے آئے ہو۔ زید نے فرمایا۔ مصر سے آتا ہوں۔ اس نے کہا یہاں کیوں آئے ہو۔ اسنے کہ حکم خلیفہ کا ہے کہ جو کوئی قبر شریف زیارت امام حسین کو آئے اسے قتل کر ڈالو زید نے کہا میں بھی اس ارادے سے آیا ہوں۔ اس ارادے نے میرے دل میں جگہ کر کے مجھے یہاں تک پہنچا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص زید کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور زید نے قدم ہلے مبارک چہم کے کہا۔ مدتوں سے میں یہاں کوشش کر رہا ہوں کہ اس نور خدا کو ہر طرف گردوں مگر برعکس اس کے روز بروز نور خدا ترقی پذیر ہے اور زیادہ ہوتا جاتا ہے اور میری کوشش و سعی کچھ مفید نہیں ہوئی۔ میں نے مقرر اس قبر شریف پر پانی بھر دیا مگر پانی گرد قبر منور بلند ہو گیا۔ اور قبر کے قریب نہ گیا۔ اور ہر چند میں نے بیوں کو ہانکا جب نزدیک قبر شریف پہنچتے تھے۔ کھڑے ہو جاتے تھے اور آگے قدم نہ بڑھاتے تھے اب تمہاری برکت سے میں نے ہدایت پائی اور تمہاری بدولت میں نے

ہدایت پائی اور توبہ کی ماس وقت متوکل پاس میں جاتا ہوں۔ اور حقیقت حال اس سے بیان کرتا ہوں۔ چاہے وہ مجھے مار ڈالے یا صاف کر دے جب وہ شخص اس ملعون پاس گیا۔ اور مہزات مرقد منور اس سے بیان کئے وہ خفی غضب ناک ہوا اور اس کے قتل کا حکم دیارسی پاؤں میں باندھ کے بازاروں میں کھینچتے تھے۔ اسکے بعد اس ظالم نے حکم دیا کہ اُسے سولی پر لٹکا دو تاکہ پھر کوئی فضیلت اہل بیت قتل نہ کرے۔ زید نے جب یہ واقعہ سنا۔ سرخ رشتے میں گئے اور اس شخص کا جسم اٹھا کے غسل دیا۔ اور کھٹا کر اس پر نماز پڑھی۔ بعد اسکے دفن کر دیا اور تین دن تک اس کی قبر پر تلاوت قرآن کرتے رہے جب تیسرا دن ہوا۔ بکثرت مدائے نومہ و گریہ و زاری کان میں آئی اور بکثرت مرد و عورت دیکھے کہ بال بکھرے گریبان چاک کئے۔ چہروں پر سیاہی ملے ایک جنازہ کے پیچھے چلے آتے ہیں اور اس جنازہ کو کثیر انبوہ گھیرے ہوئے ہے۔ اور بہت سے علم بلند کئے ہیں کثرت خلایق سے راستے بند ہو گئے ہیں۔ زید نے خیال کیا متوکل مر گیا ہے۔ کسی سے پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے۔ کہا یہ جنازہ ریکمانہ کا ہے کہ منبہ کیزوں کے ہے۔ اس کینز کو متوکل بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر اس کینز کو دفن کر کے انوار اقامت کے یا عین دمشق و تبراس کے قبر پر رکھے اور مقبرہ عظیم الشان اس کی قبر پر تعمیر کیا۔ جب زین نے یہ کیفیت دیکھی خاک اڑائی اور گریبان چاک کر کے فریاد کی کہ ماویلا اسناد امام حسینؑ سحرائے کلام میں غریب الوطن تشنہ لب شہید کئے جائیں۔ ان کے فرزندوں کو قید کریں۔ اور کوئی ان پر گریہ و زاری نہ کرے۔ بلکہ سعی و کوشش کریں کہ نشان تک قبر طریقت کا مشاویں۔ انوس وہ بکر گوٹہ محمد مصطفیٰ و نود ویدہ علی مرتضیٰ و سرور سینہ فاطمہ زہرا ہے جس سے اس طرح کے سلوک کرتے اور اس کینز جو شہید کئے گئے پر اس قدر گریہ و زاری کر کے اس اکرام و احترام سے دفن کرتے ہیں بعد اسکے زین نے چند اشعار اس بارہا نظم کئے۔ اور ایک ملازم متوکل کو دیئے اور کہا یہ اشعار متوکل پاس پہنچا دو جب متوکل نے وہ اشعار پڑھے خشت ناک ہوا اور زید کو بلا کے بہت ڈرایا دھمکایا۔ زید نے اسے بہت نصائح فرمائے متوکل اور زیادہ غضب ناک ہوا۔ اور کہا ابو تراب کون ہیں جس کے فرزندوں کی اس قدر تم مداخل کرتے ہو۔ زید نے فرمایا۔ ان کی فضیلت و شرف و نسب کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ قسم بخدا ان کے فضائل سے انکار نہیں کرتا مگر کافر اور ان کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق۔ بعد اسکے بکثرت فضائل آنحضرت اسکے سامنے ذکر کئے یہاں تک کہ اس ملعون نے حکم دیا۔ ان کو قید کر دو جب رات ہوئی اس ملعون نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اس کے سر پر آیا۔ اور لات مار کے کہا۔ اٹھ اور قید خانے سے ذیہ گور ہا کر۔ ورنہ ابھی مجھے ہلاک کر دیں گا۔ یہ دیکھ کر وہ خفی اٹھا۔ اور ذیہ گور ہلا کے خلعت و انعام دے کے حکم دیا۔ جو تہارسی حاجت ہو مجھ سے بیان کرو۔ زید نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ توبہ اہازت سے کہ قبر امام حسین پر سعادت بنا دوں۔ اور ان کے

دائروں کو زیارت سے منع نہ کروں۔ متوکل نے کہا: اچھا میں نے ہمازت دی۔ یہ سن کر ذیذختر شمال نہایت مسرور شاہان باہر آئے شہروں میں ندا کرتے تھے جو شخص چاہے کہ زیارت قبر امام حسینؑ کو جائے وہاں میں ہے۔

**زیارت قبر امام حسینؑ اور خوف متوکل عباسی** ابن قلوبیہ و سید ابن طاووس نے حمزہ شمال سے روایت کی ہے کہ کہانیں زمانہ آخر نبی مردان میں خوف و ترس اہل شام سے مخفی زیارت قبر منور امام حسینؑ کو گیا۔ جب کربلا میں پہنچا۔ کسی طرف میں چھپ رہا۔ یہاں تک کہ آدھی رات آگئی۔ اس وقت میں رقد منور آنحضرتؑ کی طرف گیا۔ جس وقت میں قریب رقد پہنچا۔ ایک شخص میرے قریب آیا۔ اور کہا: اس وقت تم زیارت کو نہیں جاسکتے میں نے کہا خدا تمہیں عافیت عطا کرے میں کیونکر نہیں جاسکتا۔ حالانکہ کوڈ سے زیارت کو آیا ہوں۔ مجھے زیارت آنحضرتؑ سے منع نہ کرو۔ اس لئے کہ دشمنوں۔ صبح نہ ہو جائے۔ اور اہل شام مجھے دیکھ کے قتل کریں۔ اس شخص نے کہا: تھوڑا مبر کرو۔ کہ حضرت موسیٰ بن عمران مع ستر مزار فرشتوں کے حق تعالیٰ سے زیارت قبر آنحضرتؑ کی رخصت لے کے زیارت رقد منور امام حسینؑ کو آتے ہیں۔ جب تک صبح نہ ہوگا دالہ نہ جائیں گے۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ خدا تمہیں عافیت دے اس نے کہا: میں ان فرشتوں میں سے ہوں جو فرشتے قبر امام حسینؑ پر موحل ہیں۔ اور زائران قبر آنحضرتؑ کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ جب میں نے یہ سنا۔ میرا حال متغیر ہو گیا۔ اور اول وقت طلوع صبح منور مقدس امام حسینؑ پر حاضر ہوا اور سلام کر کے اور حضرت کے قاتلوں پر لعنت کر کے پھر نماز صبح پڑھ کے بربرعت تمام خوف ال شام سے واپس آیا۔

**حکایت ابوحنانہ انصاری طبیب** کہ کہ ایک روز ابوحنانہ انصاری طبیب قریب مکان ابی احمد محمد سے ملا۔ اور کہا: تمہیں تمہارے پیغمبر کی اور تمہارے دین کی قسم دیتا ہوں۔ تم مجھ سے بیان کرو کہ کس شخص کی قبر ان اطراف میں ہے اور قبر ابن ہبیرہ کے قریب واقع ہے۔ اور تم میں سے بہت لوگ زیارت کو بلایا کرتے تھے وہ کون شخص ہیں۔ آیا۔ اصحاب پیغمبر میں سے کوئی ہے۔ میں نے کہا وہ اصحاب میں سے نہیں۔ بلکہ ہمارے پیغمبرؐ کی دختر کے فرزند ہیں تمہارا مطلب اس سوال ہے کیا ہے اس طبیب نے کہا: ان کا ایک طبیب و غریب واقع ہے میں نے کہا وہ امر واقعہ مجھ سے بھی بیان کرو۔ اس طبیب نے کہا: شاید غلام شہید نے رات کو مجھے بلایا جب میں اس کے پاس گیا۔ وہ مجھے موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کے گھر لے گیا۔ میں نے اسے بیمار پایا۔ لیکن عقل اس کی بالکل زائل ہو گئی تھی اور نیکہ لگائے بیٹھا تھا۔ اور ایک مشت اس کے ساتھ

دیکھا تھا جس میں اسکے سب اعضائے اندرونی پڑے تھے۔ ان دنوں میں اسے بارون نے کوفے بلایا تھا۔ پھر  
 ہمدون نے اس کے خادم شاہپور کو طلب کیا۔ اور کہا: تم پر واسطے ہو موسیٰ کا کیا حال ہو گیا ہے اور یہ بلا بخیر اس  
 پر کیونکر نازل ہوئی ہے۔ شاہپور نے کہا: میں تم کو خبر دوں۔ واسطے ہو کہ ایک ساعت قبل اس کے یہ صبح ونام  
 بیٹھا تھا۔ اور مصابین و خواص گرد حاضر تھے۔ اس وقت یہ بہت خوش و مانع اور خوشحال تھا۔ اور مطلق کوئی طفت و  
 بیماری اسے نہ تھی۔ ناگاہ امام حسینؑ کا نام اس کے سامنے آیا گیا۔ اس نے کہا: انھی ان کے حق میں یہاں تک  
 غلو کرتے ہیں کہ ان کی خاک قبر کو دبا جلتے ہیں جب وہ لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ خاک قبر کھائی جاتی ہیں۔ ایک بنی  
 ہاشم بھی دربار میں حاضر تھا۔ اس نے کہا: مجھے سخت بیماری تھی۔ جو علاج کیا۔ مفید نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرے کاتب  
 نے مجھ سے کہا: تربت خاک امام حسینؑ شغائے ہر در و بیماری ہے۔ تھوڑی خاک وہاں سے اٹھا کر کھا لو  
 اچھے ہو جاؤ گے۔ میں نے موافق اس کے کہنے کے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا۔ موسیٰ نے کہا: اب بھی تمہارا  
 پاس اس میں سے کچھ باقی ہے۔ اس ہاشمی نے کہا: تھوڑی سی باقی ہے۔ موسیٰ نے کہا: کچھ اس میں مجھے بھی دے  
 دو۔ اس ہاشمی نے اپنا آدمی بھیج کے قدس سے طویل تربت قبر امام حسینؑ منگائی۔ موسیٰ نے وہ تربت خاک ہاتھ  
 اپنے میں لے کے عمدہ نظر سے ادبی ہنس کر اپنے مقام برازیں رکھ لی رکھتے ہی چلانے لگا۔ انار النار مجھ  
 میں اگ لگ گئی۔ جلدی طشت ملاؤ۔ جب میں طشت تھلا یا یہ تمام آنتیں اور کلیجہ اس نے اگل دیا۔ مصعب و  
 خواص اٹھ گئے۔ صحبت خوشی بہ غم مبدل ہوئی نصرانی طیب نے کہا: اس وقت شاہپور نے مجھ سے کہا: کیا اس  
 بارہ میں کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے۔ میں نے شمع قریب رکھی۔ اور اس طشت میں نظر کر کے دیکھا تو دل جگر اور  
 طحال اور پیچیدہ اس کا طشت میں پڑا ہے اور کبھی ہرگز ایسی حالت میں نے کسی کی نہ دیکھی تھی۔ میں نے فلو  
 سے کہا: اس کی چارہ جوئی کسی سے نہیں ہو سکتی۔ مگر عیسیٰ بن مریم اس کا علاج کر سکتے ہیں۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کرنے  
 تھے۔ شاہپور نے کہا: سچ کہتے ہو۔ لیکن تم یہاں حاضر رہو۔ کہ اسہام کار بھی اس کا معلوم ہو جائے۔ میں اس کے  
 پاس حاضر تھا۔ اور موسیٰ اس طرح بدستور بے ہوش تھا۔ یہاں تک کہ وقت سحر جہم واصل ہوا۔ رادوی کہتا ہے۔  
 اس کے بعد یوحنا نصرانی طیب کو میں نے دیکھا۔ کہ مکہ زیارت قبر امام حسینؑ کو ہوتا تھا۔ باوجودیکہ نصرانی تھا۔  
 بعد اسکے وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا کال ہوا۔

**حکایت مریض اور خاک شفا**  
 مدینہ میں غادر پڑوسی میرے پہلو میں دو شخص بیٹھے تھے۔  
 میں سے ایک جامہ ہائے سفر پہنے تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: خاک قبر امام حسینؑ تمام دروں کی  
 دوا ہے۔ مجھے درد اندرونی عارض تھا جو دواں مفید نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ ایک بومیا

کو فکری رہنے والی میرے پاس رہتی تھی۔ ایک دن آئی اور مجھے اس حال میں دیکھ کے کہا: تمہارا مرض ہر روز زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہارا علاج کروں۔ انشاء اللہ بقدرت حق تعالیٰ جلدیغا پاؤ گے۔ میں نے کہا کوئی ایسا ہے جو اپنی صحت نہ چاہے گا۔ پھر اس بوڑھی نے پانی قدرج میں ڈالا۔ اور میرے لئے لائی۔ میں نے وہ پانی پیا۔ اور اسی وقت شفا پائی مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں ہرگز بیمار نہ تھا۔ بعد چند دنوں کے میں اس بوڑھی کے دیکھنے کو گیا۔ اور اس کا نام سکہ تھا۔ میں نے کہا اسے سکہ تمہنے میرا علاج کس چیز سے کیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ اس نے کہا: اس تسبیح کے دانے میں نے تمہارا علاج کیا۔ میں نے پوچھا: یہ تسبیح کس چیز کی ہے۔ اس ضعیفہ نے کہا: خاک پاک قبر امام حسینؑ سے تسبیح بنی ہے۔ میں نے کہا اسے راضیہ تو نے خاک قبر حسینؑ سے دوا کی۔ یہ کہہ کے غضب ناک ہو کر اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسی وقت وہ بیماری مجھے پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ اور اب تنک ایذا آواز میں مبتلا ہوں۔ اور زندگی سے ناامید ہو گیا ہوں۔ ناگاہ موزن نے اذان دی جب نماز کو اٹھے۔ پھر چلنے اسکو نہ دیکھا۔ مجھے یہاں پر ایک قطعہ یاد آیا۔ کوثر بھر بلویؒ

کر بلا ہا کے ہمیں راہ خدا ملتی ہے      دین دنیا کی ہراک دکھ کی دوا ملتی ہے  
دیکھ بیمار ذرا ہو کے تو کوئی کوثر      بو ترابی کو اسی درد سے شفا ملتی ہے

## فصل نویں۔ بیان عدد اولاد و ازواج امام حسینؑ

شیخ مفید وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کے چھ فرزند تھے۔ علی اکبر یعنی امام زین العابدینؑ جن کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کی مادر گرامی شہ زہراؑ بی بی یزید و جزو بادشاہ عم تھی۔ اور بعضوں نے ان کا نام شہر بانو لکھا ہے۔ علی اصغر جو کہ صغرائے کر بلا میں شہید ہوئے جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ ان کی ماں بی بی دختر ابو مرہ نقی تھیں۔ و جعفر کہ ان کی ماں تمیمہ قضاہ سے تھیں۔ اور جعفر نے حالت پید بزرگوار میں انتقال کیا تھا۔ و عبد اللہ جو حالت طفولیت میں اپنے پدر عالی مقام کے دامن میں تیرے شہید ہوئے جن کو لوگ علی اصغر کہتے ہیں۔ اور عبد اللہ کی ماں بی بی من کی تھیں اور سکینہ کی ماں دختر ام قیس حضرت رباب تھیں۔ و فاطمہ ان کی ماں ام الملوک دختر طہ بن عبد اللہ تمیمی تھیں۔ اور فرزندان امام حسینؑ نسل امام زین العابدینؑ سے پیدا ہوئے۔ کہ بعد ان کے باقی رہے۔ عدد اولاد آنحضرتؐ میں بہت اختلاف ہے۔ انہر یہ ہے کہ جو ذکر کیا گیا۔ اور علماء کے اسامیہ میں بھی آ رہے۔ بعضوں نے گناں کیا ہے کہ وہ بزرگوار جو صغرائے کر بلا میں شہید ہوئے۔ امام زین العابدینؑ

سے بڑے تھے۔ یہ خطا اس لئے ہے کہ اٹھارہ سال یا اس سے بھی زیادہ کم عمر تھے۔ اور اس وقت امام زین العابدین کی عمر تیس یا اس سے بھی زیادہ تھی امام محمد باقر اسی عمر میں موجود تھے۔ اور پانچ برس کے تھے شیخ کلینی نے بسند مجرب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب دختر یزید و جبر کو مگر بن خطاب پاس لائے دختر ان مدینہ ان کے جمال کے مشاہدہ کو اپنے کو ٹھوس پر چڑھ آئیں۔ جب ان کو مسجد میں لائے۔ ان کے چہرہ نورانی سے مسجد روشن ہو گئی۔ عمر بن خطاب نے چاہا۔ ان کے چہرہ پر نظر کرے۔ اس فہزادی نے اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہا۔ ہرگز ات ہو۔ کہ اس کے فرزند تیرے امیر ہوں۔ عمر بن خطاب نے کہا۔ اسے گہرا دی مجھے دشنام دیتی ہے اور چاہا انذار ساقی کو کہ جناب امیر نے فرمایا۔ یہ فہزادی بزرگ زادی ہے۔ تجھے سزاوار نہیں ہے کہ اس سے بدسلوک کرے۔ اور بروایت دیگر فرمایا جناب رسول خدا نے ارشاد کیا ہے۔ لازم ہے کہ ہر قوم کے بزرگ کو بزرگ چالو اور تعظیم کرو۔ ہر چند کا فر ہو۔ اور فرمایا۔ اسے اختیار دے دو کہ مسلمانوں میں سے ہے چاہے۔ اختیار کرے۔ اور جے چاہے پسند کرے۔ اس کے حصہ غنیمت میں اسے عسوب کر دے جب اس سعادت مند شاہزادی نے ان سب لوگوں کو دیکھا۔ اپنا ہاتھ امام حسین کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ اس وقت جناب امیر نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ کہا۔ جہاں شاہ جناب امیر نے فرمایا۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا نام شہر بانو ہو۔ پھر امام حسین سے فرمایا۔ اے ابو عبد اللہ اس دختر سے تمہارے یہاں ایک ایسا فرزند پیدا ہو گا۔ کہ وہ بہترین اہل زمین ہو گا۔ پس امام زین العابدین ان سے منولہ ہوئے۔ اسی وجہ سے حضرت کو ابن الخیرین کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عرب میں برگزیدہ خدا حضرت ہاشم تھے۔ اور برگزیدہ ہم پادشاہ فارس تھا۔ اور نسب شریف انحضرت دونوں سے متصل ہے۔

۱۰ حضرت فہر باد کا دعویٰ میں غلط ہے جس کی تردید علمائے تاریخ اہل سنت نے بھی کی ہے۔ یزید مذہب بلا حدیث کے الفاظ اور حضرت فہر بانو کی عمر میں چار سال ہونا و طرز قیاس میں۔ یہ روایات روایت و درایت دونوں اعتبار سے غلط ہیں۔ جو اس امر کا بین ثبوت میں یہ کلام اہل بیت نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور علمائے امامیہ نے اس ناذک و در میں نزاکت و وقت کے پس نظر ہر طرح کی احادیث و روایات ذکر اہل بیت کو معفو کرنے کیلئے نقل فرمادیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کتب سے صحیح روایات سے معرفت اہل بیت حاصل کر سکیں۔ لہذا یہ آنے والی نسلیں کا فریبہ ہے۔ کہ کتب خیال اور اصول روایت و درایت سے احادیث و روایات لے کر کلل کرے۔ اس لئے بندہ نے اس کتاب مطاب کا حاشیہ دے دیا۔ تاکہ مخالفین ان مقامات کو لے کر امامیہ پر اعتراض کی جسارت نہ کریں۔

کوثر بہو دیلوی عفی عنہ

# باب دوم

بیان ولادت و شہادت حضرت سید الساجدین و قبلتہ العارفین

امام چہارم علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام

## فصل اول

بیان ولادت و اسم و لقب و کنیت امام زین العابدین علیہ السلام

شیخ مفید و شیخ طوسی و سید ابن طاووس رضوان اللہ علیہم نے ذکر کیا ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت پندرہویں ماہ جمادی الاول ۳۸ھ صبح ہے شیخ محمد بن یعقوب کلینی ۳۸ھ لکھا ہے اور شیخ طبری کا بیان ہے کہ ولادت آنحضرت روز جمعہ بقول بزرگوار بنی ہند پندرہویں ماہ جمادی الثانی کو واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ نہم ماہ شعبان کو متولد ہوئے کشف النعمہ میں حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت ۳۸ھ کو دس سال قبل شہادت جناب امیر واقع ہوئی اور جناب کی وفات تک دس سال اور دس سال امام حسن کی وفات تک اور دس سال اپنے پدر بزرگوار کی شہادت تک رہے اور زمانہ امامت آنحضرت پینتیس سال اور عمر شریف آنحضرت ساون سال تھی۔ اور مادر آنحضرت موافق مشہور شہر مالوہ دفرینہ جو جرد شاہ حکم تھیں اور بعضوں نے شاہ زمان لکھا ہے۔

نہ گھڑتہ پر دعایت عارفین اہل بیت کی تذکرہ ہے۔ عزت اہل بیت کی تذلیل اور مومن انقلاب کی افضلیت کے لیے خود اس واقعہ کے متعلق مورخ اہل سنت علامہ شبلی الماروق ص ۲۷ میں اس طرح رقم طراز ہیں حضرت فہرہ لاکھتہ جو غلط طور پر مشہور ہو گیا ہے اس کا ذکر تا فردی ہے۔ علم طور پر مشہور ہے جب غار میں قح ہوا۔ تو زرد گرد کی بیشیاں ٹوٹاں ہو گئے عین آئیں۔ حضرت عمر نے علم لائڈیوں کی طرح بازار میں بیچنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت علی نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا (باقی صفحہ ۳۶۰ پر)

## قصہ حضرت شہر بانورضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام رضا سے

غراسان کو فتح کیا۔ یزدجرد بادشاہ عجم سے دو بیٹیاں لے کے عثمان کے واسطے بھیجیں۔ اس نے ان میں سے ایک حضرت امام حسن اور دوسری حضرت امام حسین کو دی۔ اور جو حضرت امام حسین کے پاس تھیں ان سے حضرت امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ اور جب حضرت ان سے پیدا ہوئے اس وقت حالت زکیا انہوں نے

بقیہ حاشیہ ص ۵۹۹ سلوک ہائے نہیں۔ ان بڑیوں کی قیمت کا انداز کر لیا ہائے۔ پھر یہ لڑکیاں کسی کے اہتمام اور پردگی میں سے دی جائیں۔ اور اس سے ان کی قیمت اٹلی سے اٹلی شہر پر کی جائے چنانچہ حضرت علی نے خود ان کو اپنے اہتمام میں لیا۔ ایک امام حسین کو ایک محمد بن ابی بکر کو اور ایک عبد اللہ بن مکر کو عاتق کی۔ اس غلط فہمی کی حقیقت یہ ہے کہ دہشری نے جس کو فن تاریخ سے کچھ بھی واسطہ نہیں دینے والا ہر اہل گمراہی نے ان کو اور ابن طلوع نے حالات امام زین العابدین میں یہ روایت اس کے حوالہ سے نقل کر دی۔ لیکن یہ محض غلط ہے۔ اولاً تو دہشری کے سوا طبری۔ ابن الاثیر یعقوبی بلانکا اور ابن قتیبہ وغیرہ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اور دہشری کا فن تاریخ میں جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے اس کے علاوہ تادوسی قرطبی مالک اس کے خلاف ہیں۔ حضرت عمر کے عہد میں یزد۔ جرد اور خاندان شاہی پر مسلمانوں کو مطلق تسلط حاصل نہیں ہوا۔ نیز مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دہشری کو یہ معلوم تھا یا نہیں کہ یزدجرد کا قتل کس عہد میں ہوا ہے اس کے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے۔ امام حسین کی عمر دس برس تھی کیونکہ جناب محمد و جبرائیل کے پانچویں سال پیدا ہوئے تھے۔ اور ہندس سالہ میں متح ہوئے۔ اس سے یہ امر بھی مستفید ہے کہ حضرت علی نے نا اعلیٰ میں ان پر ایسی حدیث کیوں کی ملامت کی کی اس عمر کے بعد مزید یہاں پر کھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ نیز علامہ قطب زادندی کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کردہ روایت کہ عہد یزدجرد بن شہر یار اسخ بادشاہان عجم کی دفتر کو عمر پس لائے۔ یہ روایت اصول کافی سے ہے علامہ شیعہ خواہ مجلسی ہوں۔ یا محمد بن یعقوب کلینی صاحب اصول کافی تمام نے اس وقت جب کہ زمانہ دشمنی اہل بیت پر تھا ہوا تھا شیعیت نازک تھی ہندو ہی تھی کتب کو مرتب کیا اور ہر وہ رعایت جو ملی نجات کہیں سے ملی اور کیسی بھی ملی تحریر فرمادی۔ اب اس کے ضعیف یا مضعف یا صحیح کو دیکھنے کے لئے عقل اور علم رجال سے دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک یہ دونوں طریق مستند ہیں لہذا پہلے اس حدیث پر عقلی تبصرہ کرتے ہیں۔ ولادت شہر بانور علیہ السلام کے درمیان ہوتی ہے۔ اگر علامہ فرض کی جائے۔ تو عہد عمر میں مدائن علامہ میں فتح ہوا۔ تو شہر بانو کی عمر چار یا ساڑھے چار سال ہوگی۔ اور یہ بعید از عقل ہے کہ ایک چھوٹی سی نا اعلیٰ بچی عمر کے منہ چھپائے اور پانچویں پشت میں اپنے جد ہرز کا نام لے کر فریاد کرے۔ اور عمر و شام سمجھ کر سزا دینے کے در پہ ہوں جبکہ نا اعلیٰ کو سزا دینا شرعاً درست نہیں۔ حضرت علیؑ اس بچی کو فوراً قتل کرنے کا اختیار دلو انہیں

انتقال کیا۔ اور دوسری دختر نے بھی ولادت کے وقت فرزند اول وفات پائی۔ حضرت امام حسینؑ کی ایک کینز نے حضرت امام زین العابدینؑ کی پرورش کی۔ حضرت اس کو مادر کہتے تھے۔ جب امام حسینؑ ظہید ہوئے امام زین العابدینؑ نے اس کینز کا کسی شیعہ مومن سے عقد کر دیا۔ اس اشتباہ سے مشہور ہو گیا۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنی مادر کا ایک شیعہ سے عقد کر دیا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس سے مخالفت رکھتی ہے۔ جو کچھ احوال اولاد امام حسینؑ میں گزری کہ حضرت شہر باؤ کو مہد عمر بن الخطابؓ میں لگائے اور شاید کسی راوی نے اس روایت میں شبہ کیا ہو۔ اور وہ روایت جس کا یہاں ذکر ہوا ہے۔ شہر و اقویٰ ہے چنانچہ قطب راوندی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب یزدجرد بن شہر بار آخر بادشاہانیم بقیہ حاشیہ ۳۶۰۔ اور وہ اختیار کرے۔ اور حضرت علیؑ نابالغ میں امام حسینؑ کا چھوٹی سی بچی سے نکاح کریں عقوبت روایت بالکل غلط ناقابل اعتماد ہے۔ نیز اس اصول کافی میں اس روایت کے چار راوی ہیں۔ ابراہیم بن اسحاق الاعرج۔ عبد الرحمن بن یزید۔ خزامی۔ عمرو بن شمر۔ نضر بن مزاحم۔ ابراہیم بن اسحاق کے متعلق شیخ طوسیؒ نے لکھا۔ وہ علم حدیث میں ضعیف اور دین کے لحاظ سے متہم تھا۔ رجال کشی میں شیخ نے اس کا شمار ان لوگوں میں کیا۔ جنہوں نے اہل بیت سے روایت نہیں کی۔ ابن مفصلا میری نے لکھا ہے اس کی احادیث میں ضعف اور دین میں لٹو پایا جاتا ہے عبد الرحمن بن عبد اللہ خزامی یہ بالکل مجہول الحال ہیں نہ ضعیف کتب میں ان کا تذکرہ نہ اہل سنت کے کتب رجال میں کوئی ذکر ہے بلکہ شیخ طوسیؒ نے متبعی العقول میں نوٹ ہے میں یہ امام صادق سے روایت کرتا ہے مگر بہت ضعیف ہے۔ ابن مفصلا میری نے بھی اس کو ضعیف اور ناقابل اعتماد کہا ہے نیز صاحب مرقۃ العقول بھی اس کی تضعیف کے قائل ہیں۔ نضر بن مزاحم متبعی العقول نے علامہ سنہاشی کا یہ قول نقل کیا یہ راہ راست پر تھا۔ مگر اس میں یہ غرابی تھی کہ ضعیف رداۃ سے بھی روایت کرتا تھا۔ نیز خود علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب مرقۃ العقول شرح اصول کافی میں روایت کو ضعیف قرار دیا ہے پس جو روایت روایت ناقابل اعتماد ہو اس کا سہارا لینا جائز نہیں دوسری روایت کہ یہ دور عثمان عرب میں آئی ہو۔ جو کہ بحار الانوار سے پیش کی جاتی ہے جس کے راوی محمد بن یحییٰ صولی اور سون بن محمد الکندی ہیں۔ یہ روایت بھی رداۃ کے اعتبار سے ناقابل اعتبار ہے ان راویوں کا ضعیف کتب رجال میں یا کہیں تذکرہ نہیں۔ اہل سنت کتب میں جو تذکرہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ ابو احمد بن ابوشامہ کے ذریعے سے یہ خبر لی ہے۔ کہ ابو احمد سکری کی طرف غلط روایات منسوب کرتا تھا۔ جس طرح صولی خود غلابی کی طرف غلط کو نسبت دیتا تھا۔ اور میں طرح غلابی تمام محدثین کی طرف سے خود غلط روایتیں بیان کرتا تھا لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۲۸۱ میں یہ صاحب اخباری تھے۔ ان سے سوائے صولی اور کسی نے روایت نہیں لی۔ لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۲۸۱۔

کوئی مہدی ہو۔

کی دختر کو گھر کے پاس لائے۔ جمیع دخترانِ مدینہ اسکے تماشائے شہن و جمال کو دیکھنے کے لئے اکٹھے اور جب گھر سے قہد اسکے دیکھنے کا کیا۔ وہ مانع ہوئی۔ اور کہا ہرگز کا منہ سیاہ ہو کہ تو اس کی اولاد کی طرف ہاتھ بڑھائے مرنے لگا۔ اسے گھر زادی تہ مجھے دشنام دیتی ہے۔ اور چاہا کہ اسے ایذا پہنچائیں۔ جناب امیر نے فرمایا اس کی بات تم کیونکر سمجھے کہ یہ تم کو دشنام دیتی ہے۔ پھر گھر نے حکم دیا کہ اس کے فروخت کرنے کی سب کو اطلاع دو۔ حضرت نے فرمایا۔ دخترانِ سلاطین کا بیع کرنا ہر چند کہ کافر ہوں جائز نہیں۔ لیکن اس سے کہو ان مسلمانوں میں سے کسی ایک کو قبول کرے اور اس کو اس سے تزویج کر کے اس کا ہر سطلے بیت المال سے دیا جائے۔ عمر نے قبول کیا۔ اور کہا۔ کسی کو اہل مجلس میں سے اختیار کرتی ہے اس سعادت مند نے دوش مبارک امام حسینؑ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جناب امیر نے بربانِ فارسی اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا۔ جہاں شاہ حضرت نے فرمایا۔ میں نے تمہارا نام شہر بانور رکھا۔ اس شہزادی نے کہا یہ نام میری خواہر کا ہے۔ حضرت نے بربانِ فارسی۔ تم سچ کہتی ہو۔ پھر حضرت امام حسینؑ سے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس سعادت مند سے بے نیکی سلوک کرنا۔ اور اس کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اس سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو بعد تمہارے بہترین اہل زمین ہوگا۔ اور یہ میرے اوصیاء و ذریت طیب کی مادہ ہے۔ چنانچہ حضرت زین العابدینؑ ان سے پیدا ہوئے۔ اور منقول ہے کہ قبل اس کے مسلمانوں کا لشکر ان کی طرف جاتے شہر بانور نے یہ خواب ایک شب دیکھا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مع حضرت امام حسینؑ ان کے گھر آئے اور ان کو ان سے تزویج کیا۔ شہر بانور کہتی ہیں۔ جب صبح ہوئی۔ اس خورشید فلک امامت کی محبت میرے دل میں مستحکم ہو گئی اور مجھے ہر وقت ہمیشہ آنحضرتؐ کا خیال رہتا تھا۔ جب دوسری شب میں سوئی۔ فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے پاس تشریف لائیں اور اسلام کی مجھے ہدایت و دعوت کی۔ میں نے خواب میں ہی اسلام قبول کیا۔ بعد اسکے فرمایا کہ لشکر اسلام تمہارے پدر پر غالب ہوگا۔ اور تم امیر ہو گے بہت جلد میرے فرزند حسینؑ کے پاس پہنچو گی۔ اور خدا یہ امر ناکلو کرے گا۔ کہ تم تک کسی غیر کا ہاتھ پہنچے۔ یہاں تک کہ میرے فرزند تک پہنچو پس حق تعالیٰ نے میری مخالفت کی۔ کہ کسی غیر شخص کا ہاتھ مجھ تک نہ پہنچا۔ یہاں تک کہ مجھے مدینہ میں لائے اور حبیب امام حسینؑ کو میں نے دیکھا۔ پہچان لیا۔ کہ یہ وہی ہیں جو حضرت رسولؐ کے ہمراہ خواب میں میرے پاس آئے تھے اور حضرت نے ان سے مجھے تزویج کیا تھا۔ اس سبب سے میں نے ان کو قبول کیا اور فیضِ مفید نے روایت کی ہے کہ جناب امیر صلوات اللہ علیہ حریت بن جابر کو بعض ملا و مشرق کا حامل کیا۔ اس نے بڑبڑوٹ اہل سنت و جماعت کا کہنا ہے۔ حضرت شہر بانور و دیگر مدائنی کے مالِ غنیمت میں انہیں اور سورجین کا تھاق ہے۔ فتح مدائن ص ۱۱۲ (باقی حاشیہ صفحہ ۳۶۳ پر)



اہل سنت سے ہے کسی حدیث کو آنحضرتؐ سے نقل کرتا تھا۔ بغیر کثرت تھا کہ خبر دی مجھے زین العابدینؑ یعنی زینت عبادت کندگان نے سفیان بن عیینہ کہ وہ بھی علمائے ملافین سے ہے اس سے متعجب ہو کر پوچھتا تھا کہ تم زین العابدینؑ بن آنحضرتؐ کو کہتے ہو۔ زہری جواب میں کہتا تھا۔ اسلئے میں کہتا ہوں۔ کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا ہے۔ اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ قیامت میں ایک منادی ندا کرے گا۔ کہ کہاں ہیں زین العابدینؑ گو یا میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا فرزند علیؑ ابن المسینؑ آیا۔ اور صفوں کو شکافتہ کر کے عرض ہو گیا۔ اور بسند ہائے معتبرہی معنوں حضرت صادقؑ سے منقول ہے

**وجہ تسمیہ نام زین العابدینؑ** کشف الغم میں روایت کی ہے کہ ایک طب حضرت عمر اب جہاد نے شیطان بھرت اڑو لیا ضرر تھا۔ کہ آنحضرتؐ کو اپنی طرف عبادت سے مشغول کرے۔ لیکن حضرت اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے پھر آئے آ کے حضرت کے پاؤں کے انگوٹھے میں کاٹا یہ ہنٹک کہ غار سے فارغ ہوئے اور سمجھے کہ وہ شیطان ہے۔ اس سے فرمایا۔ اسے طعون دور ہو۔ اور پھر عبادت میں مشغول ہوئے بس میں مرتبہ ہاتھ نے ندا کی کہ تم زین العابدینؑ ہو۔ اور اسی سبب سے حضرت اسی لقب سے مشہور ہوئے۔ اور بسند ہائے معتبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ امام کو پیدا کرے۔ فرشتہ کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک عرض کے نیچے سے پانی لیکر پیدا امام کو پہنچاتا ہے۔ اور وہ اس پانی کو پیتے ہیں۔ نطفہ امام اس پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور چالیس روز شکم مادر میں بات نہیں سنتے۔ اور بعد چالیس روز کے پوچھنے کہتا ہے سنتے ہیں۔ اور امام متول ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اسی فرشتے کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک دونوں آنکھوں کے درمیان یہ آئیہ لکھتا ہے۔ تمت کلمتہ و بک جعد قائم و مدد لا مبدل لکلمۃ و ہوا السیدہ العلیہ۔ و بروایت دیگر شکم مادر میں اس آئیہ کو داہنی بازو پر لکھتے ہیں۔ اور جب وہ منصب امامت پر فائز ہوتا ہے حق تعالیٰ ہر ایک فہر میں اسکے لئے ایک نوادر قرار کرتا ہے ہر فہر میں جو شخص جو کام کرتا ہوتا ہے۔ وہ اس نوادر میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

## فصل دوسری بیان غم و اندوہ امام زین العابدینؑ علیہ السلام

ایہ قولیہ و امی فہر آشوب و غم و اندوہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ ابن امینؑ صلوات اللہ علیہ نے اپنے پدر بزرگوار کو تیس سال و بروایت چالیس سال گریہ کیا اور جس وقت طعام حضرت کے سامنے حاضر

کرتے تھے حضرت گریہ فرماتے تھے۔ اور جب پانی آنحضرتؐ کے واسطے لاتے تھے حضرت اس قدر تڑپتے تھے کہ وہ پانی آنسوؤں سے دوچند ہو جاتا تھا۔ ایک غلام نے عرض کیا۔ میں آپ پر سے خدا ہوں۔ یا ابن رسول اللہ! میں ڈرتا ہوں کہ آپ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے حضرت نے فرمایا۔ انما املکوا بئى صغریٰ الی اللہ واللہ من اللہ ملا تعلقوں۔ یعنی میں شکایت نہیں کرتا ہوں اپنے والد عالم کی گرفتار سے اور میں جانتا ہوں کہ جانب خدا سے جو تم نہیں جانتے۔ پھر فرمایا میں کسی وقت خیال میں نہیں لاتا۔ قتل ہونا فرزندانِ عالم کا گمراہی کہ گریہ میرے گلو گریہ کرتا ہے۔ درودایت دیگر فرمایا۔ کیونکر گریہ نہ کروں۔ حالانکہ میرے پدر بزرگوار کو اس پانی سے منع کیا جسے وحی اور پرندے پیچھے تھے اور پیاسا ان کو شہید کیا درودایت دیگر آنحضرتؐ سے عرض کیا گیا۔ کہ آپ کو اس قدر رونے سے ہم کو خوف ہے کہ آپ ہلاک ہو جائیے گا۔ حضرت نے فرمایا میں نے خدا اول ہی سے اپنے نفس کو قتل کیا۔ ایضا۔ ابن تولویہ و ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ ایک نے غلامان آنحضرتؐ اسبابِ شدت گریہ آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ وقت نہیں آیا کہ آپ کا گریہ آخر ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ دائے ہو مجھ پر حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹا ان میں سے غائب ہو گیا۔ تو وہ اس قدر رونے لگا کہ آنکھیں ہاتی رہیں۔ اور دفور غم داندہ سے کمرخم ہو گئی۔ بہر حال کہ جانتے تھے۔ ان کا فرزند زندہ ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میرے پدر درودایت غم اور سترۃ نغم میرے عزیزوں سے میرے سامنے قتل ہوئے۔ اور ان کے سر کاٹے گئے۔ پھر میرا غم داندہ کیونکر تمام ہو۔ ایضا روایت کی ہے کہ حضرت فرزندانِ لقیل پر بہت روتے تھے۔ لوگوں نے کہا یا ابن رسول اللہ! فرزندانِ عقیل پر آپ فرزندانِ جعفر سے زیادہ گریہ فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا مجھے یاد آتا ہے۔ ان کا پدر بزرگوار کے ہمراہ قتل ہونا۔ اور میں ان کی شہادت پر روتا ہوں۔ اور اس سبب سے زیادہ مجھے ان پر رقتِ قلب طاری ہوتی ہے۔

**حکایت زہری اور مقبرہ امام زین العابدین** ابن شہر آشوب نے زہری سے روایت کی ہے کہ عبد الملک بن مروان نے حکم دیا کہ حضرت امام زین العابدینؑ کو طوق وزنجیریں گرفتار کر کے شام میں لائیں۔ اور ایک جماعت کثیر کو آنحضرتؐ پر معین و مقرر کیا۔ میں گیدا اور بہت اس جماعت سے کوشش کر کے اس امر کی اجازت لی۔ کہ آنحضرتؐ کو سلام کروں جب میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کے پائے مبارک میں زنجیر پڑی ہے اور گلوئے مبارک میں طوق ہے۔ میں یہ حال دیکھ کر بہت رویا۔ اور کہا کاش میں آپ کی جگہ ہوتا۔ اور آپ عافیت سے رہتے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم گمان کرتے ہو یہ طوق وزنجیر مجھ پر گراں

ہیں۔ اگر میں چاہتا ہوں اسوقت اس سختی کو اپنے سے دفع کروں۔ لیکن مجھے منظور ہے کہ میں اسی طرح رہوں اور عذاب الہی مجھے یاد رہے۔ یہ فرما کر ہاتھ پاؤں زنجیر سے نکال لئے اور فرمایا اگر میں چاہوں ایسا کر سکتا ہوں۔ اور پھر ہاتھ پاؤں زنجیر میں داخل کر کے فرمایا۔ میں ان کے ہمراہ دو منزل سے زیادہ نہیں جا سکتا۔ بعد چار روز کے میں نے دیکھا کہ نگہبان آنحضرت مدینہ میں حضرت کو تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے جا کے یہ حال ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ان بزرگوار کا حال عجیب و غریب ہے ہم تمام رات جاگتے رہے اور نگہبانی کی جیب صبح ہوئی۔ سوائے طوق و زنجیر کے ان کے مقام پر کچھ نہ دیکھا۔ زہری نے کہا میں بعد اسکے عبدالملک کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے آنحضرت کا حال دریافت کیا۔ میں نے یہ واقعہ اس سے نقل کیا عبدالملک نے کہا جس روز پاسبانوں نے ان کو نہیں پایا تھا۔ اس دن وہ حضرت میرے پاس آئے اور کہا مجھے تم سے کیا علاقہ ہے۔ یہ سکر آنحضرت کا خوف مجھ پر اس قدر طاری ہوا کہ میں ان کی نسبت کسی برائی کا نہ کر سکا۔ میں نے کہا۔ اگر تم چاہو میرے پاس رہو کہ میں تم کو عزت و احترام رکھوں فرمایا میں یہ نہیں جانتا۔ یہ کہہ کے باہر چلے گئے۔ پھر میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ زہری کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ علی ابن السین ایسے نہیں جیسا تو گمان کرتا ہے اور ان کے دل میں زہری طرف سے کوئی برائی کا ارادہ نہیں ہے۔ اور وہ ہمیشہ عبادت میں مشغول ہیں عبدالملک نے کہا خوب ان کا شغل ہے خوشحال ان کا اور ان کے شغل کا۔

**حکایت فرشتہ محافظ امام زین العابدین** ایضاً۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جب یزید بن عقبہ کو بھیجا کہ مدینہ کو لوٹے اور اہل مدینہ کو قتل کرے۔ ان طامعین نے اپنے گھوڑے ستونہائے مسجد رسول سے باندھے۔ اور انکو گرد مقدس نور چھوڑ دیا۔ اور تین دن مدینہ کو لوٹا۔ اور ہر روز حضرت امام زین العابدین مجھے کے مقدس نور حضرت رسول کے پاس لے جاتے۔ اور دعا پڑھتے تھے۔ جس کو میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور اعجاز آنحضرت سے ایسا ہوتا تھا کہ میں ان کو دیکھتا تھا۔ اور لوگ مجھے نہیں دیکھتے تھے۔ اور میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ شب اشہب پر سوار جا مہائے سبز پہنے حربہ ہاتھ میں لئے ہر روز آتا تھا۔ اور دروازہ خانہ آنحضرت پر کھڑا رہتا ہے۔ اور جو شخص آنحضرت کے دروازہ پر جانے کا قصد کرتا۔ اس حربہ کو اس کی جانب حرکت دیتا تھا۔ اور بغیر اسکے کہ وہ حربہ اس تک پہنچے۔ وہ گھر کے مرجاتا تھا جب وہ طامعین لوٹ سے دستبردار ہوئے۔ حضرت امام زین العابدین اپنی دولت سرائے میں تشریف لیگئے اور عورتوں کے زیور و پوشاک اور اطفال کے گوشوارے اس سولہ کے واسطے لائے اس سولہ

نے کہا: یا ابن رسول اللہ میں ایک فرشتہ ہوں۔ ملائکہ سے اور آپ کے پدر بزرگوار کے شیعوں سے ہوں جب یہ لوگ مدینہ کو لوٹنے آئے۔ میں نے حق تعالیٰ سے اجازت لی کہ میں زمین پر جا کے آپ کی نصرت کروں اور جو کچھ کہ میں نے کیا۔ اس کی وجہ سے رحمت خدا و شفاعت رسول خداؐ اور آپ اہل بیتؑ کی امید رکھتا ہوں بکلیتی شہ نے بسند حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یزید جی کے بہانے مدینہ میں آیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لے پھر ایک قریشی کو طلب کر کے کہا میری خلائی کا اقرار کر اگر نہیں چاہتا ہوں تجھے قتل کروں ماد اور اگر چاہوں تجھے اپنی خدمت میں رکھوں۔ اس مرد بد مذہب نے کہا: قسم خدا تو سب و سب میں مجھ سے بہتر نہیں ہے اور تیرا باپ میرے باپ سے بہتر نہ تھا۔ نہ وقت جاہلیت کے وقت اور نہ اسلام میں۔ اور تو دیں سے مجھ سے بہتر نہیں ہے پھر کس واسطے میں یہ اقرار کروں۔ یزید نے کہا: قسم خدا اگر تو اقرار نہ کرے گا میں تجھے قتل کروں گا۔ اس مرد نے کہا تیرا قتل کرنا میرے واسطے زیادہ نہ ہو گا۔ قتل حسین بن علیؑ فرزند رسولؐ سے یہ سن کر یزید ملعون نے اٹھ کر قتل کیا اور کچھ لوگوں کو بھیج کر حضرت علیؑ ابن الحسینؑ کو طلب کیا۔ اور وہی کہا جو اس مرد سے کہا تھا حضرت نے فرمایا: اگر میں اقرار نہ کروں اسی وقت تو مجھے قتل کرے گا۔ جس طرح اس مرد کو قتل کیا۔ یزید نے کہا: ہاں حضرت نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے کہا ہے اسکا میں نے اقرار کیا۔ یزید نے کہا تم نے اپنی جان کی حفاظت کی۔ اور تمہارے شرف و بزرگی سے کچھ کم نہ ہوا۔ مولف فرماتے ہیں کہ یزید کا بعد شہادت امام حسینؑ کے مدینہ میں آنا مخالف تواریخ مشہور ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ راویوں کو اشتباہ ہوا ہو۔ اور مسلم بن عقبہ نے اس ملعون کی طرف سے آگے بیعت لی ہو

---

طہ یہ طاعت بالکل غلط ہے امام زین العابدینؑ کا بھی اپنے والد امام حسینؑ کے بعد وہی مرتزہ اسلام ہے تمام حسینؑ کا تھا۔ اگر امام زین العابدینؑ یزید کی یا مسلم بن جہر کی بیعت کرتے تو امام حسینؑ کیوں سرکھواتے جب اہل بیتؑ کا امیر خاں رہا یزید میں پیش نہ اور یہ ملعون شراب کے نشے میں جو رتخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اسکے سامنے امیران کربلا کی فہرست پڑھی جانے لگی اور علیؑ ابن الحسینؑ (زین العابدینؑ) کا نام آیا۔ تو اس غلام نے کہا: اس کو تو اللہ نے قتل کر دیا۔ فوراً آپ نے فرمایا: ملعون وہ میرا بھائی علیؑ اکبر تھا۔ جس کو قبری فوج نے قتل کیا۔ یزید یہ شخص نے کہا: زین العابدینؑ۔ تمہارے باپ نے میری بیعت نہ کر کے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا۔ اور تم کو ذلیل کیا۔ بیمار کر بلا کے یہ سن کر مسور بدل گئے۔ اسکاٹھ جلال آیا فرمایا۔ اور یزید کیا کہتا ہے۔ میرا باپ سید الشہاب اہل البیت تھا۔ میرا باپ وہ تھا جس کو خود رسولؐ نے فرمایا تھا۔ حسینؑ علیؑ و امام حسینؑ میرا باپ را کہ بدھش رسولؐ تھا میرا باپ حق پر تھا۔ فمر کے منبر سے پوچھ میرا باپ عم قرآن تھا۔ نوک نیزہ سے پوچھ امام کا یہ خطبہ سنکر وہ باریوں کے فیور بدل گئے سپاہیوں کی آنکھوں میں غلاف یزید خون اتر آیا۔ فوراً یہ دیکھ کر عین نے مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ جب مؤذن نے اٹھنا ان محمد رسول اللہؐ کہا۔ آپ نے فرمایا: یزید محمد علیؑ میرے باپ حسینؑ کے نانا تھے۔ یا جبر سے۔ لیکن نے جواب دیا: تیرے باپ کے۔ آپ نے فرمایا: یزید تمہارے نانا کا نام

باقی صفحہ ۳۶۸

حال ناقہ حضرت امام زین العابدینؑ

بعض روایات میں بعد منجبر جناب صادقؑ سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ کا وقت وفات آیا۔ فرمایا وضو کیلئے پانی لاؤ۔ جب پانی لائے۔ فرمایا اس میں مردہ کوئی ہالند ہے جب میں نے اس پانی کو روٹنی میں دیکھا۔ کہ چوہا مرا ہوا اس میں ہے۔ بعد اسکے ہم دوسرا پانی لائے۔ حضرت نے اس پانی سے وضو کیا۔ اور فرمایا اسے فرزند یہ وہ شب ہے جس شب میلہ و عیدہ وقت ہے۔ میرے ناقہ کو اس کی جگہ باندھ دو۔ اور کچھ چارہ اسکے آگے ڈال دو۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب حضرت کو دفن کیا۔ ناقہ رسی توڑ کے اپنی جگہ سے بھاگا اور نزدیک قبر حاک کے اپنا منہ حضرت کی قبر کے اوپر رکھتا۔ اور فریاد و نالہ کرتا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جب یثیر حضرت امام باقرؑ کو بھی حضرت اس ناقہ کے پاس آئے۔ اور فرمایا پیچ رہ۔ اور پھر حاک سے برکت دے۔ یہ سنکر ناقہ اٹھ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد دوسری مرتبہ قبر یثیرؑ میں آئے نالہ و اضطراب کرتا۔ اور روتا تھا۔ اس مرتبہ جو اسکا حال لوگوں نے حضرت سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ کہ وہ بہت بیتاب ہے پھر بعد مین روز کے وہ ناقہ شہید ہو گیا۔ اور حضرت نے اس ناقہ پر بائیں جمکے تھے اور ایک تازانہ بھی کبھی نہ مارا تھا۔ علی بن ابراہیم نے بسند امام حسن رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسینؑ طب وفات پہنچوٹس ہوئے جب ہوش میں آئے۔ فرمایا۔ انحمد للہ الذی صدقنا وعداؤنا و دشنا الارض فقبول من الجنۃ حیث نشاء فنعمہ احمد العالمین۔ یعنی حمد کرتا ہوں میں اس خدا کی جس نے سچا کیا۔ ہمارے وعدہ کو اور ہم کو میراث دی زمین۔ ہشت کی کہ جس جگہ وہاں ہم چاہیں یا میں بالبتہ کیا نیک اجر ملل گفتگان واسطے خدا کے ہے۔ یہ فرما کے سبحان رب ریاض جنت رحلت کی کہیں گئے بسند حسن امام رضاؑ سے اسی روایت بیان کیا ہے۔ مگر اس قدر زیادہ کھلے ہے کہ سورہ واقعہ اور افتخار کو بھی تلاوت فرمایا۔ بعد ازاں یہ آیت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷۔ یونہی قیامت اذان بٹل کیا جائے گا۔ میرے باپ نے قتل جو کرتے تھے اور  
تیرے خاندان کو ہمیشہ کے لئے ذلیل و رسوا کر دیا۔ ملاحظہ ہو قتل حسینؑ، مہلہ دوم ص ۲۱۲ عن مراد شاہ اہل حق۔ دیگر  
کتب فضائل اہل سنت دیکھیں یہ واقعہ طبقات ابن سعد اور صاحب الاماتہ السیاستہ نے مسلم بن عقبہ یزید کے کمانڈر  
سے نقل کیا ہے۔ حمزہ دشمن اسلام و اہل بیعت رسولؐ تھا۔ جس کا قول کسی طرح قابل قبول نہیں۔ دوسرے حوالہ جات کی  
ضرورت ہی نہیں۔ امام کا دشمن بن قید رہنا ایک بین ثبوت ہے کہ یہ آپؐ پر مخالفین نے حمایت یزید میں غلط الزام عائد  
کیا۔ خداوند تعالیٰ ایسے راہیوں کو عذاب دردناک میں مبتلا کرے۔ (کوثر ذیل میوہ یلوی)

پڑھ کے جو حدیث میں گندری اہل عالم بقدر حلت فرمائی۔ ایضاً۔ ہند معتبر حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی میں تم کو وصیت کرتا ہوں جو میرے پدر بزرگوار نے وقت شہادت مجھے وصیت کی تھی۔ اور وہ وصیت یہ ہے کہ ہرگز اس شخص پر ستم نہ کرنا جس کا بجز خدا کے کوئی مددگار نہ ہو اور احادیث کثیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ ابن بابویہ اور ایک جماعت کا اس پر اعتقاد ہے کہ ولید بن عبد الملک نے حضرت کو زہر دیا۔ اور بعض ہشام بن عبد الملک کو کہتے ہیں۔

۲ شیخ کشی نے بسند معتبر علی بن زید سے روایت کی ہے کہ میں عظیم الامام زین العابدینؑ نے سعید بن مسیب سے کہا تم کہتے ہو کہ علی بن العین صلوٰۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے۔ سعید نے کہا۔ ہاں ایسا ہی تھا لیکن کسی نے ان کی قدر نہ جان لی بن زید نے کہا یہی حجت تمہارے واسطے کافی ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے جنازہ پر تم نے نماز نہ پڑھی سعید نے کہا۔ قرآن کو غلط پڑھتے تھے۔ اور حضرتؐ ہی پاس حاضر رہتے تھے تا وقتیکہ حضرت تشریف نہ لے جائیں اس وقت قرآن کو غلط نہ کو جانتے تھے۔ ایک سال میں آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا۔ ہزار حاجی آنحضرتؐ کی خدمت میں تھا جب منزلی عقبہ میں قافلہ آئرا۔ حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد نماز سجدہ میں گئے اور سجدے میں تبیغ پڑھی پس ہر درخت و سنگ و گل و گھوڑے کہ آنحضرتؐ کے گرد تھے۔ آنحضرتؐ کی تبیغ کے ساتھ تبیغ خواں ہوئے اور مدائے تبیغ سب سے بلند ہوئی یہ حال دیکھ کے میں خائف ہوا جب حضرت نے سجدہ سے سر اٹھایا فرمایا۔ اے سعید تو خائف ہوا۔ میں نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ حضرت نے فرمایا جب حق تعالیٰ نے جبرائیل کو خلق کیا۔ یہ تبیغ انکو تعلیم فرمائی جب جبرائیل نے تبیغ پڑھی۔ تمام آسمانوں نے اور جو کھان میں تھا سب نے تبیغ میں جبرائیل کی موافقت کی۔ اور اس تبیغ میں اسم اعظم حق تعالیٰ ہے۔ بعد اسکے جب آنحضرتؐ نے وفات پائی نیکو کار و بدکار سب آنحضرتؐ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ اور سب نے آنحضرتؐ کو بیکر و لیک یا دیکھا۔ اور سب لوگ عقب جنازہ آنحضرتؐ باہر گئے میں نے کہا۔ ہو سکتا ہے آج سجدہ رسولؐ میں تنہا ملاز پڑھوں کہ بعد اس دن کے پھر ایسا دن میرے نہ ہوگا کہ مسجد خالی ہو۔ جب میں نماز کے واسطے کھڑا ہوا۔ مدائے تکبیر آسمان سے میں نے سنی بعد اسکے مدائے تکبیرات اہل زمین سے بھی میں نے سنی یہاں تک کہ گناہگیر علیٰ آسمان سے اور سچے علیٰ زمین سے شہان صدابائے تکبیرات کے سننے کے بعد میں منہ کے بل زمین پر گر کر اور ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو جنازہ آنحضرتؐ سے واپس آچکے تھے۔ پس نماز پڑھی حضرتؐ مجھے نہ ملی اور نہ ملاز سجدہ میں ادا کر سکا یہی میری بد نصیبی ہے۔ اور ہمیشہ میں اس حسرت میں ہوں کہ کیوں آنحضرتؐ پر ملاز نہ پڑھی

تاریخ وفات آنحضرت میں

## تاریخ وفات حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اختلاف ہے۔ بعض کہتے

ہیں، اٹھارویں ماہ محرم ۶۰ھ میں واقع ہوئی اور شیخ طوسی نے پچیسویں ماہ محرم سنہ مذکور لکھی ہے۔ اور بعضوں نے ۶۰ھ میں لکھا ہے کہ یہی ہے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ وفات آنحضرت کی روزِ ثنیدہ گیارہویں یا بارہویں ماہ محرم ۶۰ھ کو واقع ہوئی۔ اور کفعمی نے بائیسویں محرم سنہ مذکور کی لکھی ہے اور مدت عمر شریف آنحضرت میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر شاذ ۱۸ سال کہتے ہیں اور کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ عمر شریف آنحضرت ۱۸ وقت وفات ستاد ۱۸ سال تھی۔ اور وفات آنحضرت ۶۰ھ میں واقع ہوئی۔ بعدِ فہادت امام حسینؑ کے پچیس سال حیات ہے۔ اور کشف الغمہ میں روایت ہے کہ عمر شریف آنحضرت اٹھاد ۱۸ سال تھی۔ اور بعضوں نے اٹھ سال بھی لکھی ہے۔

## فصل پیمبری: بیان ان ظلموں کا جو زمانہ حضرت میں شیعوں پر ہوئے

حضرت صادق سے منقول ہے کہ سعید بن جبیر آنحضرت کی امامت کا انتقاد رکھتا تھا۔ اور آنحضرت کا مدح تھا۔ اس سبب سے حجاج نے اس کو شہید کیا۔ اور جب سعید کو اس شقی پاسبان لگے۔ اس نے کہا: شقی بن جبیر تو مجھ سے سعید بن جبیر کی ماں میرے نام کو مجھ سے بہتر جانتی تھی۔ اور اس نے سعید بن جبیر میرا نام رکھا تھا۔ حجاج نے کہا: ابو بکر و عمر کی شان میں کیا کہتا ہے۔ ان کو بہشت میں جاتا ہے۔ یا جہنم میں سعید بن جبیر نے کہا: اگر میں داخل بہشت ہوں۔ اور اہل بہشت کو دیکھوں اس وقت پہچان لوں گا۔ کہ کون بہشت میں ہے۔ اور اگر داخل جہنم ہوں تو اہل جہنم کو دیکھوں۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کون جہنم میں ہے۔ حجاج نے کہا: غلطی دیگر کے حق میں یک کہتے ہو۔ سعید بن جبیر نے کہا: مجھے ان پر دلیل نہیں کیا ہے۔ حجاج نے کہا: ان سے کس کو زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اس نے کہا: ان میں سے جو میرے پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حجاج نے کہا: ان میں سے کون زیادہ پروردگار کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا: اس کا علم اس کو ہے جو ان کا علم ظاہر و باطن جانتا ہے۔ حجاج نے کہا: تو نہیں چاہتا۔ کہ مجھ سے سچ بیان کرے۔ سعید بن جبیر نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے جھوٹ کہوں۔ پھر اس لعین نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ یا فعی نے کہ ملائے مخالفین سے ہے۔ نقل کیا ہے کہ حجاج بعدِ فہادت سعید بن جبیر چالیس روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اور ایامِ مرض میں یہوش ہوتا تھا اور یہوش میں ناگ کہتا تھا۔ مجھ سے سعید بن جبیر کیا چاہتا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہوش ہوتا تھا۔ سعید کو دیکھتا تھا۔ کہ وہ اس کا دامن پکڑے۔ اور کہتا ہے۔ اور دشمن خدا قتلے مجھے کس واسطے

قتل کیا۔ ابن ابی ہریرہ نے بسند معتبر بن بکیر سے روایت کی ہے کہ حجاج نے دھاک یوں کو شیعیان امیر المومنین سے گزند کیا۔ ایک کوان میں طلب کر کے کہا کہ تو علی بن ابی طالب سے بیزار کی کر اس نے کہا۔ انہوں نے کیا برائی کی ہے۔ جو میں ان سے بیزار کی کروں۔ حجاج نے کہا۔ خدا مجھے قتل کرے۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔ تو خود کہہ کہ میں تجھے کس طرح قتل کروں تیرے ہاتھ کاٹوں یا پاؤں۔ اس نے کہا۔ جو کچھ تو میرے ساتھ کرے گا اسی طرح روز قیامت میں تیرے ساتھ کروں گا۔ جو کچھ تجھے منظور ہو۔ وہ کر۔ حجاج نے کہا۔ تو زبان دراز ہے۔ گمان نہیں کرتا کہ تو اسکو پہچانتا ہو جس نے تجھ کو خلق کیا ہے۔ بیان کر کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ اس نے کہا۔ میرا پروردگار سنت کا کلام کی گھات میں ہے۔ اور ان سے انتقام لے گا۔ یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے سولی پر پھینچیں بعد اسکے دوسرے کو لائے۔ حجاج نے کہا۔ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اپنے رفیق کی رائے پر ہوں جس کو تو نے قتل کیا ہے۔ پس اسکو بھی قتل کر کے سولی پر پھینچا۔

شیخ کشمیری نے بسند معتبر حضرت امام علی نقی سے روایت کی ہے کہ جب قبر حضرت حجاج نے پوچھا تم علی ابن ابی طالب

## حضرت قبر کا قتل

کی کیا خدمت کیا کرتے تھے۔ قبر نے کہا۔ میں پانی حضرت کے دھوکے واسطے حافر کرتا تھا۔ حجاج نے کہا جب دھوکے فارغ ہوتے تھے۔ کیا کہا کرتے تھے۔ قبر نے کہا۔ اس آبیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔ فَلَمَّا سَمِعُوا ذِكْرَ وَاٰهُمْ فَمَتَّعُوا عِيْدَهُمْ اَبْوَابُ كُلِّ مَقْبَرَةٍ حَتّٰى اِذَا فُجِّرُوْا بَهَا اَدْقَا اَخَذَ نَاهُ دَفْعَةً فَاَذَاهُ مَبْسُوْنَ فَقَطَّعَ وَاَبْوَابُ الْقَوْمِ الْاٰیْنَ فَلَمَّوْا اِلَاحْمَدُ لِلّٰهِ دَبَا الطَّامِیْنِ۔ یعنی جب فراموش کیا۔ اس کو جو انہیں یاد دلایا گیا تھا۔ کھوے ہم نے ان پر دروازہ ہائے نعمت خردان ہر قسم کے ہر خشک کہ وہ ان نعمتوں سے فرحناک ہوا۔ جو کچھ کہ ہم نے ان کو عطا کیا تھا۔ اور دیکھا کہ ہم نے کیا۔ ہم نے ان کو اس طرح کہ وہ حیران و نا امید رہ گئے پس قطع کیا گیا۔ اجر اسے اگر وہ کامیابوں نے ستم کیا تھا۔ اور حمد مخصوص اسکے لئے ہے۔ جو پروردگار عالم ہے۔ حجاج نے کہا۔ یہ آئیہ میرے حق میں تاویل کرتے تھے۔ اور میری پادشاہی کیلئے جلتے تھے۔ قبر نے کہا۔ ہاں حجاج نے کہا۔ اگر میں حکم تیرے قتل کا کروں۔ تو اس وقت تو کیا کریگا۔ قبر نے کہا۔ مجھے سعادت شہادت اور تجھے فسادات ابدی حاصل ہوگی۔ پس حجاج نے ان کو قتل کیا۔ شیخ مفید و غیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز حجاج یحییٰ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو تراب کے اصحاب سے اگر ایک یا بھی ہاؤں تو اسکے قتل کرنے سے تقرب خدا حاصل کروں اس ملعون نے ملازموں نے کہا۔ کوئی شخص قبر سے زیادہ ہتر نہیں۔ اس بارہ میں پایا جاتا۔ یہ سن کر فوراً اس شقی نے قبر پر کو طعین کیا۔ اور پوچھا۔ تمہیں بندہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہو۔ قبر نے کہا۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ اور امیر المومنین علی ابن

ابو طالب میرے وطن میں جہاں نے کہا۔ ان کے دین سے بیزاری کرتے ہوئے کہا۔ ان کے دین سے بہتر مجھے کالو کا دین ہے کہ میں اس کے دین سے بیزاری کروں۔ جہاں نے کہا۔ میں تجھے ضرور قتل کروں گا جس طرح تجھے اپنا قتل ہونا منظور ہو۔ وہ بیان کرتے ہوئے کہا میں نے اس امر کا اختیار تجھ ہی کو دیا۔ جہاں نے پوچھا۔ مجھے کس لئے اختیار دیتے ہو تمہارے لئے کہا اس واسطے کہ جس طرح تو مجھے قتل کرے گا۔ اسی طرح بروز قیامت تجھے قتل کریں گے جس طرح قتل ہونا تو اپنے لئے بہتر جانتے ہو میرے لئے اختیار کر تحقیق کہ حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ مثل گو سفند میرا سر قلم کریں گے۔ یہ سن کر اس ملعون نے ان کو اسی طرح قتل کیا۔



# باب سوئم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات و حج امامت میں خلافت میر سپہر

عظمت و جلالت حضرت امام پنجم ابو جعفر محمد بن علی باقر علوم الدین و آخرین

فصل اول: بیان تاریخ ولادت و کینیت و لقب آنحضرت

شیخ طبرسی و ابن شہر آشوب و غیرہ نے روایت کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت بروز جمعہ بارہ  
شعبہ ۱۲۷۰ ماہ مبارک ربیع میں واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے تیسری ماہ صفر ۱۲۷۰ مدینہ منورہ میں لکھی ہے اور  
ام شریف آنحضرت محمد تھا۔ اور کینیت ابو جعفر اور القاب باقر و شاکر و ہادی ہیں اور مشہور ترین لقب ہے  
باقر۔ کیونکہ حضرت رسول نے آنحضرت کو اس لقب سے ملقب کیا تھا۔ اس لئے کہ شگافہ علوم الدین و آخرین  
اور حضرت رسول نے جابر انصاری سے کہا کہ تو میرے اس فرزند کو پائے گا جس کا لقب باقر ہے اور وہ علم  
کو لوگوں کے لئے شگافہ کریگا۔ اور نقش نگین آنحضرت یہ تھا ظنی یا اللہ الحسن و بالبنی المؤمن و بالوصی  
فی المن و بالحق و بدایت دیگر انگشتی اپنے جد امجد حضرت امام حسین کی اپنے ہاتھ میں رکھتے  
تھے اور مادر بزرگوار آنحضرت فاطمہ و خیر حضرت امام حسن تھیں اور ان کو ام عبد اللہ بھی کہتے تھے اور وہ عکرم  
نجیب الطریق تھے۔ اور نسب شریف آنحضرت کا امام حسن اور امام حسین تک پہنچتا ہے اور اول جو طلوی و دہلوی سے  
پیدا ہوئے وہ حضرت تھے۔ حدیث معتبرہ میں حضرت امام صادق سے منقول ہے کہ جب مادر ان کے معصومین  
علیم اسلام عالمہ ہوئیں یہی اسی روز ان کو سستی مثل نشی کے طاری ہوتی ہے۔ اس وقت ایک مرد کو خواب میں  
دیکھتی ہیں اور وہ ان کو بشارت دیتا ہے بفرزند ناوبردار اور جب بیدار ہوتی ہیں۔ اپنے گوسفہ خانہ سے  
مداستنی ہیں۔ اور کہنے دے کو نہیں دیکھتیں۔ وہ کہتا ہے تم حاملہ ہوئیں بہترین اہل زمین سے اور تمہاری  
بازگشت خیر و سعادت کی طرف ہے اور بشارت ہو تم کو فرزند برربار اور دانائے بعد اسکے اپنے میں نقل و  
گردانی نہیں پائیں۔ یہاں تک کہ نوہینے اسکے حل کے گذرتے ہیں اور اپنے مکان میں مصلے ملائکہ سنتی ہیں۔ اور  
جب شب ولادت ہوتی ہے اپنے گھر میں ایک نود دیکھتی ہیں۔ اور اس نور کو سولے پیرامام کے اد کوئی نہیں دیکھتا۔

پس امام مزین بیٹھے ہوئے پیدا ہوتے ہیں اور تین مرتبہ پھینکتے ہیں۔ بعد اسکے حمد خدا بجالاتے ہیں اور قندہ کر وہ دنات بریدہ پیدا ہوتے ہیں اور غون و کثافت میں آلودہ نہیں ہوتے اور دندانہلے پیش روئیدہ ہوتے ہیں اور ولادت کی رات اور دن پہرہ اور ہاتھوں سے امام کے ایک نور روز و مانند طلا کے سا طع رہتا ہے۔

## فصل دوسری بیان جو کچھ درمیان حضرت مخا الفین علیہ السلام و حضرت

سید ابن طاووس رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی کہ ایک سال ہشام بن عبد الملک حج کو آیا اور اس سال میں اپنے بزرگوار کے ہمراہ حج کو گیا تھا۔ ایک سفر میں نے مکہ میں جمع عام میں کہا میں تمہد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے محمد مصطفیٰ کو برحق اپنا رسول کیا اور ہم کو بسبب آنحضرت گرامی رکھا۔ ہم بزرگوار کا خدا خلق پر ہیں اور پسندیدگان خدا اسکے بندوں پر ہیں۔ اور خلیفہائے خدا زمین پر ہیں وہ سعادت مند ہے جو ہماری متابعت کرے اور جو ہم مخالفت یا دشمنی کرے وہ شقی و بدبخت ہے۔ برادر ہشام نے یہ خبر اسکو پہنچائی۔ مگر اس نے اس امر میں مصلحت نہ دیکھی کہ ہمارے حال کا مکہ میں معترض ہو۔ جب وہ دمشق میں پہنچا۔ اور ہم نے مدینہ کی طرف معاودت کی۔ ہشام نے عامل مدینہ سے کہلا بھیجا کہ ہم کو اور ہمارے پدر بزرگوار کو دمشق میں بھیج دے جب ہم دمشق میں پہنچے تین روز ہم کو طلب نہ کیا۔ اور روز چہارم کو اپنی مجلس میں بلایا۔ جب ہم اسکی مجلس میں گئے۔ وہ طعون سخت شاہی پر مٹھا تھا۔ اور اپنے لشکر کو مسلح و مطلق زمین و سید و ستادہ کیا تھا۔ اور ایک تو وہ تیر اندازی کے لئے بنایا تھا۔ اور دوسرے سلطنت اسکے سامنے شہر طہ تیر لگاتے تھے۔ جب ہم اس کے مکان میں داخل ہوئے میرے پدر بزرگوار آگے تھے اور میں ان کے عقب میں تھا جب اس لعین کے نزدیک پہنچے میرے پدر سے کہا مان لوگوں کے ہمراہ تم بھی تیر اندازی کرو میرے پدر بزرگوار نے کہا میں ضعیف ہوں۔ اب مجھ سے تیر اندازی نہیں ہو سکتی۔ اگر مجھ اس سے معاف رکھو تو بہتر ہے۔ اس طعون نے تم کھائی اور کہا۔ بحق اس خدا کے جس نے مجھے اپنے اور اپنے پیغمبر کے دین سے ممتاز کیا ہے۔ تم کو معاف نہ کروں گا۔ بعد اسکے ایک مشائخ بنی امیہ کی طرف قتل کیا کہ پنا تیر و کان ان کو دے دے۔ اس وقت میرے پدر نے اسی مرد سے تیر کمان لیکر ایک تیر چل کمان میں رکھا۔ اور بقوت امامت نشانہ پر لگایا۔ وہ تیر وسط نشانہ پر لگا۔ اور دوسرا تیر پہلے تیر کے پیکان پر ملا و فرقی نو تیر اسی طرح لگائے۔ کہ تیر پہلے تیر کی پیکان پر پڑا۔ اور اسکو دو ٹکڑے کیا اور جو تیر حضرت لگاتے تھے گویا ہشام کے بلکہ پر پڑتا تھا اور اس کا رنگ فوم تغیر ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ نویں تیر میں تیراب ہو کے کہنے لگا ہے اب جو تیر نے کیا خوب تیر نشانہ پر لگایا ہے۔ اس فن میں تم ماہر ہیں مگر اب یہ کیوں کہتے تھے۔ میں جو بوجہ اب

تاکر نہیں۔ بعد اسکے وہ ملعون شیمان ہوا۔ اور قتل حضرت کا ارادہ کیا۔ ایک مرحلہ تک سر جھٹکے رہا۔ اور تدبیر قتل میں متفکر تھا۔ ہم سامنے کھڑے رہے جب ہمارے قیام کو طویل ہوا۔ ہمارے پدر نامدار پر سخت غصہ طاری ہوا اور حضرت کا معمول تھا کہ جب زیادہ خشمناک ہوتے تھے اسوقت آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور آثار غضب جہیں نورانی سے ظاہر ہوتے تھے۔ اسوقت ہشام یعین یہ حالت مشاہدہ کر کے خوفناک ہوا اور میرے پدر کو بلائے سخت طلب کیا۔ اور میں عقب حضرت تھا جب نزدیک پہنچے! ہشام اٹھ کے نکل گیا۔ اور اپنی داہنی طرف بٹھایا۔ بعد اسکے مجھ سے معاف کیا۔ اور مجھے بھی داہنی جانب میرے پدر بزرگوار کے جگہ دی اور کہنے لگا: زیل ہے کہ قبیلہ قریش ہمیشہ عرب و عجم پر فخر کریں۔ کہ آپ ایسا بزرگ۔ ان میں موجود ہے مجھے آپ آگاہ کریں کہ یہ تیر اندازی آپ کو کس نے تعلیم کی۔ اور کہتے سرحد میں آپ نے اس کو سیکھا حضرت نے جواب دیا تو جانتا ہے یہ صفت اہل مدینہ میں شائع ہے۔ اور میں نے بچپن میں چند روزیہ نفل کیا تھا جب سے آج تک اتفاق نہیں ہوا۔ اسوقت جو تو نے اصرار کیا اور قسم دلائی۔ تو آج کمان کو اپنے ہاتھ میں میں نے لیا۔ ہشام کہنے لگا کیا کمان آج تک میں نے نہیں دیکھا آیا یہ صاحبزادہ بھی اسفن میں مثل آپ کے ہے حضرت نے فرمایا ہم اہل بیت رسالت میں علم و کمال اور تمام دین ہی کا خداوند عالم نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اذنت علیکم رضی اللہ عنہم دینا میں کیا ہے ہم اہل بیت کو عطا فرمایا ہے۔ ایک دوسرے سے میراث پاتے ہیں۔ اور ہرگز دین ہم سے خالی نہیں رہتی۔ کہ ایک کمال ہم میں سے نہ ہوں۔ اس امر میں جس میں سب قاضیوں میں جب یہ کلام اس ملعون نے آنحضرت سے سنا۔ رنگ اسکا سرخ ہو گیا۔ اور نہایت غضبناک ہوا۔ اور داہنی آنکھ اسکی کچھ ہوئی۔ اور یہ علامت اس کے غضب کی تھی۔ ایک ساعت سر جھٹکے چپ رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہنے لگا: آیا ہمارا اور آپ کا نسب کہ ہم سب فرشتوں کے بعد مناف سے ہیں ایک نہیں ہے حضرت نے فرمایا: ایسا ہی ہے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے کمنوں اسرار سے مطلع اور عالمی عالم سے مخصوص کیا ہے۔ اور یہ مرتبہ دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ وہ ملعون کہنے لگا: آیا ایسا نہیں ہے آیا خدا نے محمد صلعم کو شہرہ بعد مناف سے تمامی خلق کی جانب سفید و سیاہ و سرخ کی طرف مبعوث فرمایا جو پس میراث مخصوص آپ کیلئے کہاں سے ہو گئی۔ حالانکہ رسول سب خلق پر مبعوث ہوئے۔ اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے: ولکم فی السموات والارض پھر کس سبب میراث علم آپ کے لئے مخصوص ہوئی۔ باوجودیکہ بعد محمد کے کوئی پیغمبر نہیں اور تمہیں پیغمبروں سے نہیں ہو حضرت نے فرمایا خدا نے ہم کو اس جگہ مخصوص کیا ہے جس جگہ اپنے رسول پر وحی نازل کیا۔ اور فرمایا: لا تھولک ہم بسا نکتہ قبول جہ اور اپنے پیغمبر کو علم دیا کہ مخصوص گردانیم کو اپنے علم سے اور اسی سبب پیغمبر نے پچھائی علی ابن ابی طالب کو اپنے خدا سر سے مخصوص کیا کہ تمام صحابہ سے ہزار پرفیدہ کئے اور جبرائیل علیہ السلام ہوا کہ تعجباً اذین و لہیع یعنی یاد رکھتے ہیں اسے کوشائے ضبط کنندہ و نگہبانندہ اسوقت حضرت

رسولؐ نے فرمایا کہ اسے علیؑ میں خدا سے سوال کرنا ہوں کہ ان اسرار کا کوش سنوا خدا تم کو کرسے اور اسی سبب علیؑ ابی طالبؑ فرماتے تھے کہ حضرت رسولؐ نے ہزار باب مجھے علم کے سکھائے کہ اس کے ہر باب سے ہزار باب اور کھلتے ہیں پس جس طرح تم لوگ اپنے خاص بندوں سے کہتے ہو اور غیروں سے چھپاتے ہو اسی طرح پیغمبرؐ نے اپنے بھیدوں کو علیؑ ابن ابی طالبؑ سے کہا اور غیروں کو اس کا لائق نہ جانتا۔ اسی طرح علیؑ ابن ابی طالبؑ نے بھی اپنے اہل بیتؑ سے خاص کسی کو اپنا محرم راز قرار دیا۔ اور اسی سلسلہ سے وہ علوم و ہنر ہم کو میراث میں پہنچے ہشامؑ نے کہا علیؑ تو مدعی اسکے تھے کہ میں علم غیب جانتا ہوں۔ حالانکہ خدا نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک اور مطلع نہیں کیا۔ پھر یہ کیسا دعویٰ کرتے تھے۔ حضرت نے جواب دیا۔ خداوند عالم نے اپنے حبیبؑ پر قرآن نازل کیا۔ اور جو کچھ گذر چکا ہے اور تار و قیامت گذرے گا۔ اس میں درج ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ **وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُتَّقِينَ** اور پھر فرماتا ہے **وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ** اور فرماتا ہے **مَا فُوتَانِي الْكِتَابَ مِنْ شَيْءٍ** اور خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو دسی کی کہ جس غیب اور راز پر تمہیں کو مطلع کیا۔ اس پر تم علیؑ کو ضرور مطلع کرو۔ اور رسولؐ نے علیؑ کو حکم دیا کہ بعد اٹکے قرآن کو جمع کریں اور متکفل غفل و کفن و منوط آنحضرتؐ ہوں اور غیروں کو نہ آنے دیں اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ گھر ہے تم پر اور میرے اذواج پر کہ نظر کریں میری فرسگاہ کی طرف۔ کچھ میرے بھائی علیؑ کے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ اسی کا مال ہے۔ اور اس پر لازم ہے کہ جو کچھ مجھ پر ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا۔ اور میرے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ علیؑ بعد میرے کافروں سے تنزیل قرآن پر مقابلہ کر لیا اور کسی صحابی کو بخیر علیؑ کے قرآن کے تاویل حاصل نہ تھی اور اس سبب سے پیغمبرؐ نے فرمایا کہ وہ ناترین مردم علم قضایں علیؑ ہے یعنی چاہیے کہ وہ قاضی تم سب کا ہو۔ اور عمر ابن الخطابؓ نے چند بار کہا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ اور عمرؓ نے گواہی علم آنحضرتؐ کی دی۔ اور کچھ لوگ منکر ہیں یہ سن کر ہشامؑ بد انجام دیر تک سر جھکائے رہا۔ اور بعد ایک ہر صبح کہنے لگا جو آپؐ کی حاجت ہو بیان کیجئے حضرت نے فرمایا۔ میرے اہل و عیال یہاں آنے سے نہایت متوجش اور خوفناک ہیں بچا ہتا ہوں مجھے گھر جانے کی رخصت ملے۔ ہشامؑ نے کہا آج ہی آپؐ تشریف لے جائیں یہ سن کر حضرت نے اس سے معاف کیا۔ اور ہم اس سے رخصت ہوئے۔

**سوال و جواب در میان امام محمد باقرؑ اور عالم راہب جب ہم ہشام کے مکان سے باہر آئے رخصت ہو کے تو ایک میدان جو سامنے ہشام کے مکان کے تھا ابوہ کثیرؓ سے بھاڑا دیکھا حضرت نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ہشام کے دربان نے کہا یہ سب قیس اور راہب و علماؓ نے نصاریٰ میں اور اس پہاڑ پر ان کا ایک بڑا عالم دین ہے کہ ہر سال یہ سب ان کے پاس حاضر ہو کے اپنے مسائل کو دریافت کرتے ہیں۔ اور یہ دن ان کے اجتماع**

کا ہے پس حضرت اس گروہ میں تشریف لے گئے اور میں بھی ہمراہ رہا حضرت نے اپنا سر میلک ایک چادر سے پیٹ لیا اسلئے کہ وہ لوگ نہ پہچانیں اور اس جماعت کے ہمراہ بلائے کوہ تشریف لیگئے اور درمیان انصاری بیٹھے۔ اس جماعت ترسانے ایک مسند عالم کے لئے پکھائی اور وہ اس کے بیٹھا۔ وہ عالم بہت سن رسیدہ اور ایسا معر تھا کہ حواریین عیسائی کے کسی اصحاب کی صحبت سے متفیض ہو چکا تھا۔ اور بوجہ پیرانہ سال پلکیں اس کی کھٹوں کے اوپر آگئیں تھیں جب ایک پارچہ حریر سے اٹھا کے پلکیں اوپر باندھ لیتا تھا۔ اس وقت آنکھیں اس کی مثل دیدہ انہی حرکت میں آتی تھیں اور حاضرین کی طرف نگاہ کرتا تھا جب یہ خبر ہشام کو پہنچی کہ حضرت دیر انصاری میں تشریف لے گئے ہیں۔ ایک اپنے خواص کو تعیش حال کیلئے بھیجا کہ جو کچھ درمیان حضرت اور عالم انصاری بات صحبت گذرے۔ اس سے مطلع کرے۔ جب اس عالم نے حضرت کو دیکھا۔ پوچھا آپ ہم سے ہیں یا امت مرحومہ سے حضرت نے فرمایا میں امت مرحومہ سے ہوں۔ اس راہب نے پوچھا آپ ان کے علمائے سے ہیں۔ یا جہاں سے حضرت نے فرمایا جہاں سے نہیں ہوں۔ یہ سن کر وہ لب لبب بہت مضطرب ہوا اور کہنے لگا آپ مجھ سے سوال کریں گے یا میں آپ سے کچھ پوچھوں حضرت نے فرمایا تو سوال کر رہا ہے کہہ دے اسے گروہ انصاری تعجب ہے کہ کوئی شخص امت محمد سے مجھ سے یوں کہے کہ تو سوال کرو مگر وہ اسے کہ چند سوال اس شخص سے پوچھوں پھر اس راہب نے کہا اے بندہ خدا وہ سلامت کون ہے جس کا نہ شب میں نہ دن میں شمار ہے حضرت نے جواب دیا۔ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک راہب نے پوچھا۔ یہ سلامت کون ہے حضرت نے فرمایا۔ یہ سلامت ساعات بہشت سے ہے۔ اس وقت بیمار یوں کو آفاقہ اور درد مرض میں سکون ہوتا ہے اور عام شب جاگا بٹو اس وقت سو جاتا ہے اور حق تعالیٰ نے اس سلامت کو دنیا میں طالبان حق کیلئے ہالفت خوبہ قرار دیا ہے اور مل کشدگان آخرت کے لئے ایک دلیل واضح بنایا ہے اور شکریں و منکریں آخرت کیلئے بہت گرواں ہے اس عالم نے کہا۔ آپ نے کچھ فرمایا۔ اب یہ ارشاد کیجئے۔ کہ آپ لوگ دعوئی کرتے ہیں کہ اہل بہشت کھاتے پیتے ہیں۔ اور ان سے بول و براز جدا نہیں ہوتا۔ آیا دنیا میں اس کی نظیر ہے حضرت نے فرمایا۔ ہاں کچھ ماں کے پیٹ میں کھاتا پیتا ہے جو کچھ اسکی ماں کھاتی پیتی ہے۔ مگر اس کچھ کے لئے بول و براز نہیں۔ یہ سن کر وہ عالم کہنے لگا ابھی آپ نے کہا میں علمائے امت مرحومہ سے نہیں حضرت نے فرمایا۔ میں نے کہا تھا جہاں سے نہیں جہاں راہب نے کہا۔ اس دعوئی سے آگاہ کیجئے جو آپ لوگ کرتے ہیں کہ یہ ہائے بہشت جس قدر تناول کئے جائیں پلکیں ہوتے بلکہ اپنی حالت اقل ہر باقی رہتے ہیں۔ آیا اسکی نظیر دنیا میں ہے حضرت نے جواب دیا جہاں۔ اسکی نظیر دنیا میں چرنا ہے۔ اگر ایک لاکھ چرنا ایک چرنا سے ہلائے جائیں۔ اس پر راز کا نور کم نہ ہو گا۔ اور وہ اسی طرح باقی ہے گا۔ پھر راہب نے کہا آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔ جس کا جواب آپ سے نہ ہو سکے گا حضرت نے فرمایا

سوال کر رہا ہے۔ کہا: مطلع کیجئے محل سے اس شخص کے کہ وہ اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوا۔ اور اس کی زوجہ دو فرزندوں سے حاملہ ہوئی اور دونوں ایک ساعت متولد ہوئے۔ اور ایک ہی وقت دونوں نے انتقال کیا لیکن وقت وفات ایک کی عمر پچاس سال اور دوسرا ڈیڑھ سو برس زندگانی کر چکا تھا۔ حضرت نے فرمایا: وہ دو فرزند ایک کا نام عزیز دوسرے کا نام عزیز کہ ان دونوں کی ماں ایک وقت حاملہ ہوئی اور ایک ہی ساعت متولد ہوئے اور تیس سال دونوں نے باہم زندگانی کی۔ پھر حق تعالیٰ نے عزیز کو مار ڈالا۔ بعد سو برس کے ان کو زندہ کیا۔ اس وقت بیس برس باہم دیگر دونوں زندہ رہے۔ ایک ہی ساعت دونوں پھر فوت ہوئے۔ یہ سن کر وہ راہب اٹھ کھڑا ہوا۔ اور گردہ نصاریٰ سے کہنے لگا: تم لوگ مجھ سے زیادہ تر عالم اور دانشور اسی لئے لائے ہو کہ مجھے رسوا کر دو۔ قسم ہے خدا کی جب تک یہ شخص شام میں ہے۔ میں برگز تم سے کلام نہ کروں گا۔ جو چاہو اس شخص سے سوال کرو۔ بروایت دیگر جب رات ہوئی۔ وہ عالم حضرت پاس آیا اور معجزات مشاہدہ کر کے مشرف باسلام ہوا جب یہ خبر ہشام کو پہنچی۔ اور اسے دریافت ہوا کہ خبر مباحثہ امام محمد باقر اربعے تمام شام میں مشہور ہوئی۔ اور اہل شام پر علم و کمال آنحضرت ظاہر ہوا۔ جناب امام جعفر صادق فرماتے ہیں: اس وقت ہشام نے غلعت حضرت کے لئے بھیجا اور بیت جلازم کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا۔ بروایت دیگر آنحضرت کو قید کیا جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی کہ تمامی اہل زندان حضرت کے مرید و متعقد ہو گئے ہیں۔ اس وقت فوراً حضرت کو مدینہ روانہ کیا۔ اور ہمارے آگے ایک قاصد دوڑایا کہ اثنائے رات سب فہروں میں منادی کرے کہ دو جہادگر فرزندان ابوتراب سے ایک محمد بن علی اور دوسرے جعفر بن محمد جن کو ہم نے شام میں طلب کیا تھا۔ انہوں نے مذہب انصاری کی طرف رجوع کیا اور ان کا مذہب اختیار کیا پس جو شخص ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے یا ان پر اسلام کرے یا ان سے مصافحہ کرے۔ خون اس کا بہاؤ ہے جب وہ قاصد شہر مدائن میں پہنچا۔ اور ہمارے ہم اس شہر تک پہنچے۔ تو ہم نے دیکھا کہ تمام اہل شہر نے ہم سے احترام کیا اور ہم کو دشنام دیں اور جناب امیر کو نامزد کیا۔ ہر چند ہمارے ملازموں نے حقیقت حال کو مبایعہ بیان کیا مگر کسی دکاندار نے کھانے تک نہ دیا۔ جب ہم نزدیک دروازہ مدائن پہنچے۔ حضرت نے ان سے بحدارت کلام کر کے فرمایا۔ خدا سے ڈرو۔ جو کچھ تم سے کہا گیا۔ سب بے اصل ہے۔ ہم ایسے نہیں ہیں اور اگر ایسا ہی سمجھتے ہو تو جس حالت میں تم یہود و نصاریٰ سے معاملہ کرتے ہو۔ پھر ہم سے کیوں انکار کرتے ہو۔ ان بد بختوں نے جواب دیا تم یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہو۔ اسلئے کہ وہ جز یہ دیتے ہیں اور تم نہیں دیتے۔ بعد اُنکے ہر چند حضرت نے نصیحت کی۔ قائم نہ ہوا۔ اور کہنے لگے ہم دروازہ نہ کھولیں گے جب تک تم اور تمہارے جانور ہلاک نہ ہو جائیں جب حضرت نے مبالغہ و اصرار ان اشرار کا مشاہدہ کیا۔ پیادہ ہو کے فرمایا۔ اسے جعفر تم اس جگہ کھڑے رہو۔ اور ایک پہاڑ اس قرب میں تھا کہ شہر مدائن اس پر سے جموں دکھائی دیتا تھا۔ حضرت اس پہاڑ پر تشریف لے گئے

ادھ اہل شہر کی طرف رخ کیا، اور گوشتہائے مبارک پر انگشت رکھ کے چند آیات جو قصۂ شعیب میں بعثت شعیب پر اہل مائیں کی طرف متعلق ہیں اور اہل مدین کا بوجہ نافرمانی شعیب معذب ہونا حضرت نے اس مقام تک جہاں حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔ بقیۃ اللہ خیر لکم اچ کنتم مؤمنین تلاوت فرمائی، بعد ازاں ارشاد کیا۔ قسم بخدا بقیۃ اللہ زمین پر ہم ہیں مجز و تلاوت آنحضرت ایک سیلہ آندھی ایسی پھلی جس نے چھوٹے بڑے زن مرد کے کان تک یہ صلابہ پہنچا دی۔ کہ سب پر وحشت عظیم طاری ہوئی۔ اور سب اپنی اپنی جگہ پر چڑھ کے حضرت کی طرف دیکھنے لگے۔ بعد اسکے ایک مرد پیر نے ان میں سے حضرت کو اس حال میں مشاہدہ کر کے بعد لائے بلند درمیان فہر مدادی کہ اے اہل مدین خدا سے ڈرو۔ یہ بزرگ اس جگہ کھڑا ہے جہاں حضرت شعیب اپنی قوم کے سلاطین کھڑے ہوئے تھے۔ قسم بخدا اگر تم لوگ دروازہ نہ کھولو گے مانند اس عذاب کے جو قوم شعیب پر نازل ہوا تم پر بھی نازل ہو گا یہ سن کر یہ دُست اور دروازہ کھول دیا، اور دم کو اپنے کانوں میں جگہ دی، اور کھا نا کھلایا، دوسرے وفد ہم نے وہاں سے کوچ کیا پھر حاکم مائیں نے یہ قصہ ہشام کو لکھا، اس ملعون نے جواب میں لکھا کہ اس مرد پر کو قتل کرو۔ بروایت دیگر اس مرد پر کو طلب کیا، ہنوز وہ ہشام تک نہ پہنچا تھا کہ انتقال کیا۔ پھر ہشام نے حاکم مائیں کو لکھا کہ حضرت کو زہر دلوادے۔ اور قبل اسکے یا زادہ ظہریوں آئے۔ ہشام لعین جہنم واصل ہوا، گھسیٹنے سے بسند محتر روایت کی ہے ذراہ سے کہ ایک روز میں امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند پہاڑ کھڑا ہوں لوگ ہر طرف سے پہاڑ پر میرے پاس آتے ہیں جب لوگ بکثرت جمع ہوئے یکایک دم پہاڑ بلند ہوا۔ اور ہر طرف سے لوگ گرنے لگے بہانک کہ ایک جماعت قلیل باقی رہی۔ اور پانچ مرتبہ ایسا ہی ہوا گویا اس خواب کی تعبیر آنحضرت نے اپنی وفات سے فرمائی۔ بعد اس خواب کے پانچ روز گذشتہ کے حضرت برحمت الہی متوفی ہوئے۔

**گفتگو در میان زید حضرت امام محمد باقر** روایت کی ہے کہ زید بن جن نے میرے پردہ بزرگوار سے اوقات حضرت رسولؐ نے خاصہ کیا نہ یہ کہتے ہیں حضرت جن چونکہ اولاد اکبر ہیں۔ اس لئے ان کا فرزند اول تر فرزند حسین سے ہے ایک روز زید میرے چچا کو قاضی کے پاس لے گئے۔ اثنائے خصوصیت میرے چچا کو کہا۔ اے فرزند کینز مندی میرے چچا نے کہا۔ ایسی خصوصیت پر طعہ ہو جس میں اسم مادر ان لیا جائے۔ اچھا تک زندہ ہوں تم سے کلام نہ کروں گا۔ یہ کہہ کے میرے پردہ بزرگوار پاس آئے۔ اور کہا اے برادر میں نے قسم کھائی ہے کہ زید سے بات نہ کروں۔ آپ ہی پر مجھے اعتماد ہے اور اگر آپ اس کے معترض نہ ہو مجھے لگا۔ میرا حق ضائع ہو گا جب زید نے سنا کہ حضرت مجھ سے معترض ہو گئے خوش ہوا۔ اور یہ جانا کہ میں ان کو لوگوں کی نگاہوں میں بے قدر کروں گا پس زید میرے پردہ بزرگوار امام محمد باقرؑ پاس آیا اور کہا آئیے قاضی پاس چلیں جب حضرت کھڑے باہر تشریف لائے۔ اس کو نصیحت کی۔ اور کہا اس دعوئی ناحق سے باز رہ اور دوستانہ خلا

سے خاموش نہ کر۔ اگر تو چاہے مجھ کو دکھا دوں اس وقت جانتا کہ حق ہماری طرف ہے۔ دامن ہو کہ تیرے ہاتھ میں پھری ہے اور تو مجھ سے چھپاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اسے پھری بقدرت خدا کلام کر اور میری گواہی دے ناگاہ پھری اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور بزبان فصیح کہا اسے زید تو سنگار ہے اور امام محمد باقرؑ ذبحی اور مجھ سے زیادہ سزا دار ہیں۔ اگر ان سے دستبردار نہ ہو گا۔ میں تجھے ہلاک کر دوں گی زید اس حال کے مشاہدہ سے بیہوش ہو گئے اور گر گئے۔ پھر میرے پدر عالی مقدس نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ یہ پھر میں پر زید کھڑا تھا اس درجہ بالا۔ قریب تھا کہ شکافۃ ہو جائے اور جس حق پر میرے پدر نامدار کھڑے تھے اسے حرکت بھی نہ ہوئی اور وہ پتھر بکنے لگا اسے زید تو ستم کرتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام تجھ سے زیادہ ذبحی ہیں۔ ان سے دستبردار نہ ہو ورنہ تجھے قتل کر دوں گا۔ پھر زید بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میرے پدر بزرگوار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا یہ درخت جو قریب ہے گواہی دے تو باور کرے گا۔ زید نے کہا۔ ہاں۔ پس حضرت نے درخت کو بلایا اور وہ درخت بقدرت خدا متحرک ہوا اور زمین شکافۃ کر کے قریب آیا۔ یہاں تک کہ اپنی شاخوں سے ان پر سایہ کیا اور قدرت خدا سے گواہی دے کہ اسے زید تو ستم کا رہا ہے۔ اور امام محمد باقرؑ تجھ سے زیادہ تر ذبحی ہیں۔ ان ہاتھوں سے ہاتھ اٹھا ورنہ ہلاک کر دوں گا۔ پھر زید بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت نے زمین سے اُسے اٹھایا۔ اور درخت اپنی پدر اُپس گیا یہ دیکھ کر زید نے قسم کھائی کہ امام محمد باقرؑ سے منازعت و مخالفت نہ کروں گا اس کے بعد حضرت و اہل بیتؑ تشریف لائے اور زید اسی دن متوجہ شام ہو کر عبدالملک بن مروان پاس گیا جب اسکی مجلس میں داخل ہوا کہا۔ اس وقت میں ایک ایسے بھوٹے جہاد گر کے پاس آیا ہوں کہ اس کا زندہ چھوڑنا تم پر حلال نہیں۔ بعد اُس کے جو کچھ معجزات حضرت سے مشاہدہ کئے تھے بیان کئے۔ یہ سن کر عبد الملک نے حامل مدینہ کو لکھا کہ امام محمدؑ کو قید کر کے میرے پاس بھیج دے اور زید سے کہا۔ اگر میں انکے قتل کا حکم دوں تو سب لادو گے۔ زید نے کہا ہاں جب یہ حکم حامل مدینہ پاس پہنچا۔ اس نے جواب میں لکھا جو کچھ میں لکھتا ہوں مذروئے مخالفت و نافرمانی نہ بلکہ محض نصیحت و غیر خواہی سے ہے۔ اور جن کی ذلت و غوری کا حکم اپنے دیا اور طلب کیا ہے۔ وہ ایسے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص عفت نفس اور زاہد و راج و عبادت میں ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا جب وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ سدا بتلاوت قرأت بلند کرتے ہیں۔ اس وقت وحی شان و مرغان ہوا ان کی آواز سننے آتے ہیں۔ ان کی تلاوت مثل تلاوت داؤد ہے جب وہ زور پڑھتے تھے وہ جناب و اناترین مردم اور وہ ہی نرم دل اور تضرع و زاری عبادت میں سخی گنندہ مردم ہیں۔ دولت خلیفہ کے لئے میں مناسب نہیں جانتا کہ بزرگ سے متعرض ہو کر ایذا رسانی کی جائے۔ اس لئے کہ اگر دولت خلیفہ پر مجھے خوف ہے کہ ملکہ کوئی گزند پہنچے کیونکہ سمانہ و تعالیٰ بندوں پر اپنی نعمت کو متغیر نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنے عیالات کو اس کی شکر نعمت میں کہیں جب یرضیٰ عبد الملک پاس پہنچا اسے مضمون نامہ بسند آیا اور حامل سے خوش ہوا کہ اسے اس مرفیع پرما

کچھ اس نے جانا کہ درحقیقت میری غیر خواہی کی ہے۔ جب اسکے خط کا مضمون زید کو سنایا۔ زید نے کہا۔ عامل کو اس نے روپیہ دیکر راضی کر لیا ہے۔ بعد الملک نے کہا۔ کوئی بہانہ تمہارے ذہن میں آتا ہے کہ اس بہانے انتقام لوں۔ زید نے کہا ہاں ان کے پاس شمشیر رسولؐ اور بیع اسلحہ و زرہ و انگشتری و ہبا اور تبرکات آنحضرتؐ میں کسی کو بھیج کے یہ چیزیں ان سے طلب کیجئے اگر وہ نہ بھیجیں اس وقت انکے قتل کی راہ مل سکتی ہے اور طعن مردم سے معذور رہنا بھی اس صورت میں ممکن ہے۔ پس بعد الملک نے پھر عامل مدینہ کو لکھا۔ کہ ایک لاکھ دھام امام محمد باقر علیہ السلام کو بھیج کے اسلحہ و زرہ رسولؐ ان سے طلب کرو۔ عامل مدینہ میرے پدرباس آیا۔ اور نامہ عبد الملک پڑھ کے سنایا حضرت نے فرمایا چند روٹ کی مجھے مہلت دو۔ عامل نے کہا۔ بہت اچھا پس میرے پدربا نے اشیاء مطلوبہ عبد الملک اور ملاوہ ان کے اشیاء دیگر دیتا فرما کے عامل مدینہ پاس بھیج دیں عامل نے بعد الملک پاس روانہ کیا عبد الملک نے جب اشیاء مرسلہ عامل دیکھیں۔ بہت خوش ہوا۔ اور زید کو بلا کے دکھایا۔ زید نے کہا۔ انہوں نے تم کو دھوکا دیا ان میں سے ایک بھی اسلحہ رسولؐ سے نہیں۔ پھر عبد الملک نے میرے پدربزرگوار کے پاس لکھا کہ میرا بل آپ نے لیا۔ اور جو کچھ میں نے طلب کیا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ حضرت نے جواب لکھا جو کچھ میرے پاس تھا۔ تمہارے لئے بھیجا یقین کرو۔ پس بظاہر عبد الملک نے حضرت کی تصدیق کر کے اہل شام کو بلایا اور لغزوہ اشیاء ان کو دکھا گئے کہا۔ یہ سب امور رسولؐ میں اور میرے لئے بھیجی اور حسب ظاہر زید کو قید کیا اور کہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ میں نہیں چاہتا ہوں کسی فرزند ان فاطمہؑ کے خون میں مبتلا ہوں۔ تحقیق کہ تم کو قتل کرتا۔ ادھ ایک نامہ حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ کہ آپ کے پسر سلم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ آپ ان کو ادب دیں۔ اور وہ آپ کی خدمت میں ہے۔ اور ایک گھوڑے کا زین حضرت کو بھیجا۔ کہ اسے گھوڑے پر باندھ کے سوار ہوا کہیں جب زید کو میرے پدربا کی مقدار کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے بنوہر امامت جافایہ سب مکر وہ حیلہ ہے اور اس ملعون نے زید کو اسلحے بھیجا ہے۔ کہ مجھے شہید کرے۔ پس حضرت نے زید سے کہا تم پر دوائے ہو۔ تو نے ارادہ کیا ہے وہ کس قدر عظیم ہے۔ اور یہ کیا امر فتنہ ہے جو تیرے ہاتھوں سے ہو گا۔ تیرے گمان میں یہ ہے میں اس سے واقف نہیں ہوں جس کا تیرا ارادہ ہے البتہ میں جانتا ہوں کہ اس زین کو کس درخت کی لکڑی سے بنایا ہے اور اس میں کیا چیزیں ہیں۔ لیکن یوں ہی مقدر ہوا ہے کہ اسی طرح میری شہادت ہو۔

**بیان وفات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام** گھوڑے پر باندھا اور حضرت سوار ہوئے اس زین کے اندر دھیر رکھا تھا۔ اس زہر نے جسم مبارک میں نفوذ کیا جب حضرت واپس تشریف لائے۔ جسم مبارک پر دم آگیا تھا۔ جب آثار موت حضرت نے مشاہدہ فرمائے حکم کیا کہ گھنٹے حضرت حاضر کریں جائے گا۔

سید تھے جن میں حضرت نے احرام حج باندھا تھا۔ فرمایا۔ ان کو میرے کفن میں قرار دینا۔ بعد اسکے حضرت کو تین روز دروالم رہا۔ اسی سے روز جمعہ شہداء نے اہل بیت رسالت سے ملتی ہوئے جناب صادقؑ نے فرمایا وہ زین اب تک ہمارے پاس لٹکے ہیں وقت اس پر ہماری نظر پڑتی ہے۔ شہادت آنحضرتؐ آتی ہے۔ اور وہ زین اسی طرح لٹکا رہے گا۔ جب تک کہ ہم اپنا خون اپنے دشمنوں سے طلب کریں بعد کئی روز کے زید کو ایک درو عارض ہوا۔ اور وہ منجھٹ ہو کے ہذیان بکھتا اور غاف نہ پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ بعد ازیں واصل ہوا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد باقرؑ علیہ السلام کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ حضرت نے اس دانت کو ہاتھ میں لیا۔ اور الحمد للہ کہہ کے حضرت امام جعفر صادقؑ سے فرمایا جب مجھے دفن کرنا اس دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ بعد کئی سال کے دوسرا دندان مبارک ٹوٹا۔ پھر حضرت نے دست مبارک میں لیا اور الحمد للہ کہہ کے فرمایا۔ اے جعفر جب میں دنیا سے جاؤں اس دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ کتاب کافی و بصائر الدرجات و جامع کتب معتبرہ میں روایت ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار ایک دفع ایسے بیمار ہوئے کہ اکثر لوگوں کو زندگی سے پاس ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا۔ اس مرض میں دنیا سے رحلت نہ کروں گا۔ اس لئے کہ وہ شخص میرے پاس آئے۔ اور مجھے ایسی ہی خبر دے۔ بعد اُنکے اس مرض سے حضرت نے صحت پائی اور ایک مدت تک صحیح و سالم رہے۔ ایک روز امام جعفر صادقؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ ایک بھائی اہل مدینہ کو حاضر کرو۔ جب ان لوگوں کو حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جعفر جب میں بعالم بقارحلت کروں مجھے غسل دینا۔ اور تین کپڑوں میں کفن کرنا۔ کہ ان میں سے ایک دولے جڑے تھے جسے اوڑھ کر غار جمعہ پڑھتے تھے۔ دوسرے پیراہن جسے پہنے رہتے تھے اور فرمایا۔ ایک کلمہ میرے سر پر پڑھنا اور اس امام کو ہاتھ کفن میں حساب کرنا۔ اور مقام محمد پر زین کو میرے لئے کھودینا۔ کیونکہ میں صبیح ہوں۔ زمین مدینہ میں محمد میرے لئے نہیں بن سکتی اور میری قبر کو زمین سے ہمارا انگشت اونچا کرنا۔ اور ہانی میری قبر پر چھو کرنا پس اہل مدینہ گواہ کیا۔ جب وہ لوگ باہر گئے۔ میں نے عرض کیا۔ اے پدر بزرگوار جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اسکی میں تعمیل کرتا۔ گواہ کی حاجت نہ تھی حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند اس لئے میں نے ان کو گواہ کیا۔ کہ وہ لوگ سمجھ جائیں تم ہی میرے وصی ہو۔ اور امامت میں تم سے تنازعہ نہ کریں میں نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج سب دن سے زبا تر صبیح میں آپ کے پاتا ہوں۔ اور کوئی بیماری بھی نہیں دیکھتا حضرت نے فرمایا۔ ان دو شخصوں نے جنہوں نے اس مرض میں صحت کی خبر دی تھی۔ اس مرض میں وہ میرے پاس آئے اور کہا آپ اس مرض میں بعالم بقارحلت گریں گے۔ ویرایت دیگر فرمایا۔ اے فرزند گرامی تم نے کہا نہیں کہ حضرت علیؑ ابن حسینؑ نے مجھے دیوار کے پیچھے سے آزاری۔ کہ اے محمدؐ اور عبدیؑ آؤ کہ ہم تمہارے منظر میں کتاب بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ

جناب صادقؑ نے فرمایا کہ میں شب وفات پر عالی مقدار کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت سے باتیں کروں۔ مجھے حضرت نے ارشاد کیا، کہ الگ رہو۔ حضرت کسی سے کوئی راز کہہ رہے تھے کہ میں اس شخص کو نہیں دیکھتا تھا۔ یا یہ کہ پروردگار سے مناجات کرتے تھے۔ بعد ایک ساعت کے پھر حضرت کی خدمت میں گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی میں آج کی رات اس دنیا سے فانی کو وداع کرتا ہوں اور بھانجی ریاضِ قدس کو چھوڑتا ہوں۔ اور آج ہی کی رات حضرت رسولؐ نے بعالم بقارحلت کی تھی۔ اس وقت میرے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام میرے لئے ایک شربت لائے اور میں نے وہ شربت پیا۔ آنحضرتؐ نے مجھے بقائے حق تعالیٰ کی بشارت دی۔ قطب راوندی نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب شب وفات پدر بزرگوار ہوئی۔ اور حال حضرت کا متغیر ہوا۔ قاعدہ یہ تھا پانی حضرت کے وضو کیلئے ہر شب نزدیک خوابگاہ کھتے تھے۔ اس شب دومرتبہ فرمایا۔ پانی پھینک دو۔ لوگوں نے جانا۔ حضرت آپ کی یہ بوٹی میں فرستے ہیں ایسا ہی میں نے جل کے پانی پھینک دیا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک بچے کا اس پانی میں پڑا تھا اور حضرت بنو امامت مطلع تھے کہ کبھی آپ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص چند میل مدینہ سے دور تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا۔ کوئی کہتا ہے جانا امام محمد باقرؑ نماز پڑھ کر ملا کہ ان کو یقین میں غسل دے رہے ہیں۔ وہ شخص بیدار ہوا اور بے عت نامتوجہ مدینہ ہوا جب یقین میں پہنچا کہ حضرت نے بعالم بقارحلت کی ہے اور دیکھا کہ حضرت کو غسل دے رہے ہیں

### تاریخ و سن وفات امام محمد باقر علیہ السلام

ایضا بسند موثق جناب صادقؑ سے طہریت کی ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا۔ اے جعفر میرے اوپر رونے والوں کے واسطے میرے مال سے کچھ وقف کر دو کہ دس سال بمقام منی موسم حج میں وہ مجھ پر گریو نہ دیکریں اور ہر سال ماتمیزی میں شہید کریں اور میری مظلومیت پر رومیں۔ مشہور یہ ہے کہ وفات آنحضرتؐ ۱۲۸ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۱۲۸ھ اور بعضوں نے ۱۲۹ھ بھی لکھی ہے۔ اور ماہ وفات آنحضرتؑ کو بھی بعض نے ماہ ذوالحجہ اور بعض ماہ ربیع الاول الآخر لکھتے ہیں۔ شیخ شہید اور دیگر علما نے لکھا ہے کہ عمر شریف آنحضرتؑ وقت وفات متاوان سال تھی اس حساب سے کہ اپنے جد بزرگوار امام حسینؑ کے ہمراہ چار سال اور اپنے پدر نادر کے ساتھ چوبیس سال رہے اور مدت خلافت آنحضرتؑ ۱۰۰۰ ایس سال تھی اور بعضوں نے مدت حیات آنحضرتؑ اٹھادین لکھی ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں محمد بن منان سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرتؑ تین سال قبل شہادت اہل بیت واقع ہوئی اور مدت وفات عمر شریف آنحضرتؑ متاوان سال تھی اور مدت امامت انیس سال تھی اور وفات آنحضرتؑ ۱۲۸ھ میں واقع ہوئی اس حساب سے کہ اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ تیس سال دو مہینے کم رہے اور بعد وفات آنحضرتؑ آپ انیس سال زندہ رہے۔ کہیں "بسند معتبر جناب صادقؑ

سے روایت کی ہے کہ وفات آنحضرتؐ سال ۶۱۰ء میں واقع ہوئی اور عمر شریف آنحضرتؐ ستاون سال ہوئی اور مدت امامت انیس سال دو ماہ تھی ابن ماجہ و دیگر علمائے لکھا ہے کہ شہادت آنحضرتؐ حکم ابراہیم بن ولید واقع ہوئی۔ اور حضرت کوزہ بردیا اور بعضوں نے ہشام بن عبد الملک کو بھی لکھا ہے اور روایت قلب داود جی بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ شہادت آنحضرتؐ حکم عبد الملک واقع ہوئی۔ یہ روایت مخالف اول مشہورہ و نواسخ معروفہ ہے۔ اور شاید اس روایت میں ہشام لکھنا رہ گیا ہو۔ اور قمر مقدس بالتفاق فریقین بقیع میں پہلوئے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ اور جد بزرگوار امام حسنؑ کے واقعہ سے یکجہتی نے بسند متبر روایت کی ہے کہ حبیب امام محمد باقر علیہ السلام نے بعالم بقاء حلت کی جناب صادقؑ ہر شب حکم فرماتے تھے کہ جس حجرہ میں آنحضرتؐ نے وفات پائی۔ اس میں چراغاں روشن کریں۔

\*\*\*\*\*

# باب چہارم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات یا برکات خلاصہ دومان  
سرور کائنات امام ششم حضرت مبین المشکلات جعفر بن محمد صادق  
فصل اول

بیان نسب و کنیت و لقب و تاریخ ولادت کثیر السعادت

اسم شریف حضرت جعفر اور کنیت ابو عبد اللہ اور القاب آنحضرت صابر و فاضل و طاہر و صادق اور مشہور  
ترین القاب صادق ہے۔ ابن بابویہ نے قطب راوندی سے روایت کی ہے کہ امام زمین العابدین سے  
پوچھا گیا کہ بعد آپ کے امام کون ہے حضرت نے فرمایا محمد باقر کہ وہ علم کو فگافہ کرتا ہے جو حق فگافہ کرنے کا  
پھر سوال کیا ان کے بعد کون امام فرمایا جعفر کہ ان کا نام آسمانوں کے باشندوں میں صادق ہے پوچھا انکو خاں  
صادق کیوں کہتے ہیں حالانکہ سب امام صادق اور آپ کے ہیں حضرت نے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے اپنے  
پدر نامدار اور انہوں نے اپنے جد عالی مقدس جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب  
میرا فرزند جعفر بن محمد بن علی بن حسین متولد ہوا اس کا نام صادق رکھنا۔ اس کیلئے کہ اس کے پانچویں فرزند کا  
نام جعفر ہو گا۔ وہ دعویٰ امامت دروغ کر کے خدا پر افترا کرے گا۔ اور خدا کے نزدیک جعفر کذاب و فترتی ہے  
پھر امام زمین العابدین نے گریا فرما کے کہا گو یا میں جعفر کذاب کو دیکھ رہا ہوں کہ اس نے غلیفہ حور کو نقص امام  
زمان یعنی صاحب العصر کی تلاش پر آمادہ کیا ہے منقول ہے کہ حضرت صادق میانہ قد بلند نورانی چہرہ رنگ گورا  
کشدہ دہنی تھے اور بال گھونگھروالے تھے اور خیار مبدک پر ایک خال سیاہ تھا۔ بروایت امام رضا نقشبندی آنحضرت  
اللہ ولی و مصلحتی من خلقہ تھا و بروایت معتبر دیگر اللہ خلق کل شیء و بروایت دیگر انت تقنی فاعصمینی  
من الناس و بروایت دیگر۔ دی مصلحتی من خلقہ تھا و ولادت آنحضرت موافق مشہور سیدہ میں ہوئی اور بعض  
سیدہ اور بعض سیدہ بھی کہتے ہیں مگر ائمہ یہ ہے کہ سترہویں ماہ ربیع الاول کو ولادت باسعادت واقع ہوئی اور ماہ چتر  
بھی کہی ہے۔ روز ولادت کو بعض صحابہ کرام و شہبہ کہتے ہیں۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور مادر

امام حضرت امام فرخہ دختر قاسم پسر محمد بن ابو بکر ہیں۔ اور مضر نہیں کہ پدر ان و مادر ان انبیاء و اوصیاء میں کوئی کا فر ہو یا منافق۔ اور چاہیے تو یہ ہے۔ انبیاء اور اوصیاء پر پشت کا فر اور شکم کا فرہ میں نہ ہوں۔ اور لکھا ہے نام ہار امام حضرت فاطمہ تھا۔ کلینی نے بسند معتبر امام حضرت سے روایت کی ہے کہ قاسم بن محمد معتقدان و مخصوصان امام زین العابدین سے تھے اور ہماری والدہ ان سے تھیں کہ ایمان لائی تھیں اور پر بیزگار و نیکو کار تھیں۔ خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے بسند ہائے معتبرہ منقول ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ در بارہ امام کچھ کلام نہ کرو کہ تمہارے عقلمائے ناقص وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ امام جب شکم مادر میں ہوتا ہے لوگوں کے کلام سنتا ہے اور غصہ کیا ہوا متولد ہوتا ہے اور جب شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاتھ زمین پر رکھ کے صدائقہ شہادتین بلند کرتا ہے اور فرشتہ دونوں انگلیوں کے درمیان اس آیت کو لگھاتا ہے۔ وقت کلمۃ دہک صدقاً وعدلاً لا مبدل لکلمتہ وھو السیّد علیہ وجبت تبارک است فائز ہوتا ہے جن تعالیٰ ایک لکھتے ہر شہر میں ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ احوال اس شہر کا امام سے عرض کیا

## فصل دوسری بیان بعض ظلم و ستم کا جو بابر و سکھ حضرت توتہیہ

روایت معتبرہ میں منقول ہے کہ ابو العباس سفاح جو کہ پہلا خلیفہ خلفائے شقاوت اساس بنی عباس سے تھا۔ اس نے حضرت گود جید سے عراق میں طلب کیا اور بعد مشاہدہ معجزات بسیار و علوم بے شمار مقادیر اخلاق و اطوار حضرت اس سے نہ ہو سکا کہ اذیت پہنچائے۔ اس وجہ سے اس نے حضرت کو رخصت کر دیا اور حضرت نے جانب مدینہ معاودت کی۔ جب منصور و واثق برادر عباس نہ کو رنے احکام منصور و واثق مشیت حضرت صادقؑ غضب خلافت کی۔ اور کثرت شیعیان و اتباع امام حضرت پر مطلع ہوا۔ دوسری مرتبہ حضرت کو عراق میں طلب کیا۔ اور پانچ مرتبہ یا زیادہ قتل امام حضرت کا ارادہ کیا۔ اور ہر دفعہ معجزہ عظیم امام حضرت سے مشاہدہ کر کے اپنے قصد سے باہر ہوا۔ پینچا پچہ ابن بابویہ و ابن فہر آشوب اور دیگر علمائے روایت کی ہے کہ ایک روز منصور و واثق نے جناب صادقؑ کو طلب کیا کہ تھل کرے۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار حاضر کریں۔ پھر فرش چرمی بچھایا گیا۔ اس وقت مذبح دربان سے کہا جب وہ آئیں اور میں ان سے مشغول ہوں۔ اور تالی بجائوں تو ان کو قتل کرنا مذبح کہتا ہے جب حضرت کو لایا منصور و واثق کی نظر حضرت پر پڑی کہا مرجانوش آمدی اسے ابو عبد اللہ میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ تمہارا قرض ادا کر کے تمہاری حاجت دوائی کروں۔ یہ کہہ کر بہت ہنڈکے اور حضرت کو روانہ کیا۔ اور مجھ سے کہہ دیا۔ حضرت کو تیسرے روز مدینہ روانہ کرنا جب مذبح باہر آیا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ وہ تلوار اور فرش چرمی جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ آپ کے لئے تھا۔ آپ نے کوئی دما پڑھی کہ اس کی شرارت سے محفوظ رہے

حضرت نے فرمایا میں نے یہ دعا پڑھی تھی۔ اور دعا اسے تعلیم کی۔ و بروایت دیگر ربیع پھر کے آیا۔ اور منصور سے کہا کہ جسے آپ کا ختم و غضب مہمل بنو خنود ہی بنا۔ منصور نے کہا۔ اسے ربیع جب وہ میرے گھوڑے آئے اس وقت میں نے ایک بہت بڑے ٹوکے کو دیکھا کہ وہ میرے قریب آیا وہ اپنے دانت مجھ پر جاتا اور بزبان فصیح کہتا تھا۔ اگر کچھ بھی گزردا سیب امام زمان کو تو نے پہنچائی۔ جان لیو تیرا گوشت استخوان سے جدا کر دوں گا پس میں نے اس خوف سے ایسا کچھ کیا۔ سید ابن طاووس نے روایت کی ہے جب منصور ناشکور جس رملہ حج کو آیا۔ بمقام ربیع پہنچا۔ ایک دوزخ باب صادق پر شمشاد بنا۔ اور ابراہیم بن جبکہ سے کہا جاکے جامہ ہائے جعفر بن محمد کو ان کی گردن میں ڈال دے اور کشاں کشاں میرے پاس حاضر کر۔ ابراہیم نے کہا جب میں باہر گیا جعفر کو مسجد ابو ذر میں پایا۔ اس وقت مجھے شرم آئی کہ اس کا حکم بکمالاؤں۔ پس حضرت کی استین سے لپٹ کے کہنے لگا چلیے آپ کو خلیفہ نے بلایا ہے حضرت نے فرمایا۔ انا یلشد وانا الیہ راجعون مجھے دو رکعت نماز کی مہلت دے۔ پھر حضرت نے دو رکعت نماز پڑھ کے اور بہت گریہ کر کے میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ جس طرح اس نے تجھے حکم دیا ہے اسی طرح سے چل میں نے کہا قسم بخدا۔ اگر یہ مارا بھی جاؤں لیکن اسی طرح نہ لے جاؤں گا۔ میں نے حضرت کا ہاتھ پکڑا اور لے گیا مجھے یقین کامل تھا کہ وہ حضرت کو قتل کرے گا جب حضرت نزدیک پردہ منصور پہنچے دوسری دعا حضرت نے پڑھی اور داخل مجلس ہوئے جب اس شقی کی نظر حضرت پر پڑی۔ متاع شروع کیا۔ اور کہا قسم بخدا میں تم کو قتل کروں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے دست بردار ہو کہ میرا زمانہ مصاحبت تیرے ہمراہ بہت کم باقی ہے اور بہت جلد مفارقت ہوگی جب اس شقی نے یہ سنا حضرت کو رخصت کیا۔ اور بیسی ابی علی کو عقب آنحضرت روانہ کیا اور کہا جاکے دریافت کر ان سے میری مفارقت میرے انتقال کے بعد ہوگی یا ان کی موت سے۔ جب اس نے جاکے حضرت سے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا بلکہ میری موت سے مفارقت ہوگی بیسی نے پھر آ کے منصور سے یہ خبر بیان کی۔ وہ شقی اس خبر سے بہت خوش ہوا۔

### حکایت ربیع و زبان منصور و النقی ایضاً روایت کی ہے کہ ایک روز منصور ملعون اپنے

شقی بیٹھا تھا۔ اس دن کار و زنج نام رکھا تھا۔ اسلئے کہ اس عمارت میں غصی واسطے قتل و سیاست کے بیٹھا تھا۔ ان دونوں میں جناب صادق کو مدینہ سے طلب کیا تھا۔ اور حضرت آگئے تھے۔ جب کچھ رات گزری سوچ و رہان کو طلب کیا اور کہا۔ تیری قدر و منزلت جس قدر میرے نزدیک ہے اس سے تو واقف ہے کہ میں نے کس قدر تجھے محرم راز کیا ہے اور اکثر اوقات تجھے ایسے چند راز سے میں نے مطلع کر دیا ہے کہ ان کو اپنے اہل حرم تک پہنچا دیتا تھا ربیع نے کہا یہ سب خلیفہ کا وفور شقاق ہے بکر میں بھی خیر خواہی ہر کار میں پیچ سے زیادہ کسی پر گمان نہیں کرتا۔ منصور نے کہا۔ ایسا ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ اس وقت تم جاکے جعفر

بن محمد کو جس حال میں پاتا۔ اسی طرح میرے پاس سے آنا اور اتنی مہلت بھی نہ دینا کہ اپنی حالت و ہنیت کو بدل سکیں۔ سو بیع کہتا ہے میں باہر آیا۔ اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میں ہلاک ہوا۔ اس لئے کہ اگر ان کو اس وقت اس لعین پاس لاتا ہوں تو یہ شقی عقیقہ میں بھرا بیٹھتا ہے۔ بیشک حضرت کو قتل کر دینگا اور عقبی میرے ہاتھ سے جائی رہے گی اور اگر سستی دکا ہل کر لیا اور حضرت کو نہ لاؤں مجھے قتل کرینگا۔ بلکہ میری نسل کو قطع کر کے میرا مال لوٹ لے گا۔ مجھے دنیا و آخرت کے اختیار میں تردد ہوا اور میرا نفس دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور میں نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا۔ محمد پسر ربیع نے کہا جب میرا باپ گھر میں آیا۔ مجھے ملایا۔ اور میں سب بیٹوں میں جبری دشمنی القلب تھا۔ میرے باپ نے کہا جعفر بن محمد پاس دیوار کی طرف سے گھر میں کود جا اور جس حال میں حضرت کو دیکھتا۔ اسی حال میں لے آنا۔ میں آخر شب حضرت کے مکان میں سیڑی لگا کے داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت ایک پیرا بن پہنے اور رومال قرعے باندھے مشغول نماز میں جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے میں نے کہا چلے غلیظہ نے آپ کو بلایا ہے۔ حضرت نے فرمایا ایک دعا پڑھنے کی مہلت دے کہ نسل کر کے بیتا سفر اور جامعہ پہن لوں میں نے انکار کیا حضرت نے فرمایا مجھے نسل کرنے کی مہلت دے کہ نسل کر کے مہیا ئے مرگ ہوں۔ میں نے کہا حکم نہیں ہے۔ پس ان بزرگ ضعیف کو کہ ستر سال سے عمران کی زیادہ تھی۔ اسی طرح کہ ایک پیرا اس پہنے تھے۔ سر و پا برہنہ گھر سے باہر لایا جب قہوڑی داہ لے کی صنعت نے حضرت پر غلبہ کیا مجھے ان پر رحم آیا۔ اور اپنے شتر پر میں نے سوار کیا جب روانہ قصر خلیفہ پر پہنچے میں نے سنا کہ خلیفہ میرے باپ سے کہہ رہا ہے۔ اسے ربیع تجھ پر وائے ہود یرنگی اور نہ آئے کسی یرن کر ربیع باہر آیا۔ جب اسکی نظر حضرت پر پڑی اور اس حال سے ان کو دیکھا رونے لگا اس لئے کہ حضرت سے وہ بہت خلوص رکھتے تھے۔ اور ان جناب کو امام زادہ جانتے تھے حضرت نے فرمایا اسے ربیع میں جانتا ہوں کہ تم میری طرف رجحان رکھتے ہو۔ اس قدر مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھوں اور اپنے پروردگار سے مناجات کروں۔ ربیع نے کہا جو آپ چاہیں کریں۔ یہ کہہ کے منصور پاس گیا۔ وہ لعین نہایت طیش و غضب میں پکھتا تھا کہ جعفر کو جلدی لاؤ حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور دیر تک دانا راز سے عرض نیاز کرتے تھے جب فارغ ہوئے۔ ربیع باقیہ حضرت کا پکڑ کے داخل قصر ہوا حضرت نے قصر میں بھی ایک دعا پڑھی جب امام قصر کو قصر میں لے گیا۔ اور اس شقی نے حضرت کو دیکھا۔

درمیان منصور و امام جعفر صادق گفتگو فرزند ان عباس سے حسد و بغاوت ترک نہیں کرتے ہر چند تم ان کی خدائی ملک میں کوشش کرتے ہو مگر مفید نہیں ہوتی حضرت نے فرمایا قسم

بدا جو کچھ تو نے کہا۔ اس میں سے میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ تو جانتا ہے۔ کہ ہم زمانہ بنی امیہ میں جو کہ ہم پر ہم دشمن ترین خلق تھے۔ باوجودیکہ ان سے ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر کیا کیا ازار و تم پہنچے۔ مگر ہم ان سے برائی نہ کی۔ پھر تم سے کیوں ایسا کرتے کہ تم خویشی نسبتی ہم سے رکھتے ہو۔ اور اشفاق و انطاف تمہارے بھار اور ہمارے آقارب کی نسبت بہت ہیں۔ یہ سن کر منصور ایک ساعت سر نیچے کھٹے رہا۔ اور اس وقت وہ ملعون فرشل پر بیٹھا تھا۔ تیکہ کئے تھا۔ اور ہمیشہ مسند کے نیچے تلوار رکھتا تھا کہنے لگا۔ تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہہ کے مسند کے نیچے سے کئی خط نکال کر حضرت کے آگے پھینک دیئے۔ اور کہا یہ خط اہل خراسان کو تم نے ہی لکھے ہیں کہ وہ مجھ سے بیعت شکستہ کر کے تم سے بیعت کریں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا انہوں نے مجھ پر افترا کی ہے۔ میں نے یہ خطوط ان کو نہیں لکھے۔ اور یہ ارادہ میں نے نہیں کیا۔ جب جوانی میں اس عزم پر جرات میں نے نہ کی تو اب اس ضعف و پیری میں ایسا قصد کیوں کروں گا۔ اگر منظور ہو مجھے اپنے لشکر میں مقرر کرو کہ موت جلدی آجائے اور میری اب موت قریب ہے۔ ہر چند حضرت سخنان نرم آمیز کہتے تھے۔

غیش غضب اس ملعون پر زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ پھر تلوار ایک بالشت غلات سے کھینچ لی۔ ربیع کہتا ہے جب میں نے دیکھا کہ اس شقی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا ہے۔ کاپنے لگا۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ عین حضرت کو شہید کرے گا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کو غلاف میں کیا۔ اور کہا تمہیں قسم نہیں آتی کہ امن سن میں چاہتے ہو فتنہ برپا کرو۔ اور خونریزی ہو۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا یہ خطوط میں نے نہیں لکھے میرا کوئی خط اور مہر نہیں ہے مجھ پر افترا کیا ہے۔ یہ سن کے اس ملعون نے پھر تلوار ایک بالشت کے باہر نیام سے کھینچ لی۔ اس واقعہ میرا یہ قصد ہوا۔ کہ اگر یہ شقی مجھے قتل حضرت کا حکم دے گا۔ تو یہ تلوار لے کر اپنے اوپر ماروں گا۔ اگرچہ میرے اور میری اولاد کے ہلاک کا باعث ہو۔ اور حق حضرت میں جو میں نے اس سے پہلے کہا تھا تو بہ کی۔ بعد اسکے اس شقی کی آتش کینہ اور زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور تلوار غلاف سے تمام کھینچ لی حضرت اس بد بخت کے سامنے کھڑے منتظر شہادت تھے اور ہر چند مذر کرتے تھے۔ وہ ملعون قبول نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد ایک ساعت سر تھکائے رہا۔ پھر سر اٹھا کے کہا۔ تم سچ کہتے ہو اور مجھ سے مخاطب ہو کے کہا۔ اے ربیع میرا خاص شیشہ عطر کا جلدی لا جب میں لایا۔ اس نے حضرت کو نزدیک بلا کے اپنی مسند پر بٹھایا۔ اور خوشبو لے کر محاسن مبارک اس حضرت کو خوشبو کیا۔ اور حکم دیا کہ میرے گھوڑوں میں جو سب سے اچھا ہو حاضر کرو۔ اور حضرت کو اس پر سوار کر کے دس ہزار درہم ان کو عطا کئے۔ اور ان کے ہمراہ انکے مکان تک مجھے جانے کا حکم دیا اور کہا۔ اختیار ہے خواہ نہایت عزت و حرمت و کرامت سے ہم میں ہیں اور اگر چاہیں اپنے جد بزرگوار کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ ربیع نے کہا اس حکم سے

میں شاد و خوشحال قصر سے باہر آیا۔ اور اس بارہ میں جو کچھ اس شقی نے آنحضرت سے ارادہ کیا تھا۔ اور آخر میں جو حکم مجھے دیا۔ نہایت تعجب تھا۔ جب میں صحنِ تھریں پہنچا میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جو کچھ اول اسکا قصد تھا اور آخر میں جو حکم مجھے اس نے دیا۔ اس سے مجھے تعجب ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں یہ اس کا کار ہے جو آپ نے بعد ناز کے طلاوت کی۔ اور دوسری دعا جو کہ آپ نے قصر میں پڑھی۔ حضرت نے فرمایا دعائے اول دعا کرب و شدائد اور دعائے دوم میں وہ دعا تھی جو حضرت رسولؐ نے بروز جنگ احزاب پڑھی تھی۔ اسے ربیع اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ منصور آزرہ ہو گا تحقیق کہ یہ روپیہ مجھے بخش دیتا۔ لیکن وہ کھیتی جو مدینہ میں ہے اور قبل اسکے دس ہزار درہم قیمت تو اسکی مجھے دیتا تھا۔ اور میں نے تیرے ہاتھ فروخت نہ کی تھی۔ وہ تجھے میں نے بخشش دی۔ ربیع نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں چاہتا ہوں وہ وظیفہ دعائیں آپ مجھے بھی تعلیم کریں سوائے اسکے میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ حضرت نے فرمایا ہم اہل بیت جو کچھ جسے عطا کرتے ہیں واپس نہیں لیتے وہ دعائیں بھی میں تجھے تعلیم کرتا ہوں۔ جب ہمراہ رکاب سعادت اقتساب مکان حضرتؐ میں پہنچا حضرتؐ نے وہ دعائیں پڑھیں اور میں نے لکھیں۔ بعد اسکے ایک تمسک اس مرزادہ کا حضرتؐ نے میرے نام لکھ کے مجھے دے دیا۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جس وقت آپ کو میں اس ملعون پاس لے گیا، اور آپ مشغول نماز ہوئے وہ شقی طیش میں غضبناک ہوئے آپ کو طلب کرتا تھا۔ لیکن آپ کو مطلق خوف و اضطراب نہ تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا جس کے دل میں جلالت و عظمت خداوند ذوالجلال جلوتہ گرے اسکی نظریں شان و شوکت مخلوق نہیں آتی جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے۔ بندوں سے پرواہ نہیں کرتا ربیع نے کہا جب میں غلیظہ پاس گیا۔ اور غلیظہ ہوا۔ میں نے کہا۔ یا ابی امیر شب گذشتہ امویہ کو غیب آپ سے شاہد ہوئے۔ پہلے آپ نے اس طیش و غضب میں شابِ صادق کو طلب کیا اور اسقدر میں نے کپ کو غضب آلود بھی نہ دیکھا تھا یہاں تک کہ تلوار ایک بالشتِ ظلاف سے آپ نے کھینچی اور پھر بقدر ایک ہاتھ اور بعد اس کے پوری تلوار کھینچی۔ بعد ازاں اپنے قدم سے آپ باز آئے اور اکیڑے تغیر ہوئے۔ سطر خاص سے جس سے کبھی آپ اپنے فرزندوں کو بھی خوشبو نہ کرتے تھے اس سے ان کو خوشبو کر کے ان کا اکرام کیا۔ اور مجھے انکی مشابہت کا حکم دیا۔ اس کا سبب کیا تھا منصور نے کہا۔ اے ربیع میں کوئی راز تم سے پوشیدہ نہیں کرتا۔ لازم ہے اسے پہناں رکھنا کہ فرزندِ ان فاطمہؑ اور شیعانِ علیؑ نہ کہیں سن لیں کہ انکا موجبِ مذہب و عقیدہ ہو مجھے ان کے مفاخر جو کہ درمیانِ مردم مشہور اور زبانِ مذہب و خلق میں کافی رہیں۔

**معجزہ صادق اکمل محمد زبانی منصور و النقی** منصور نے کہا۔ اے ربیع اس وقت جو کوئی قصر میں ہوا اسے نکال دو۔ جب غلیظہ ہوا میں

اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا: اب سوائے میرے اور تمہارے اور خدا کے کوئی اس تصریح نہیں ہے جو کچھ میں کہتا ہوں اگر اس میں سے ایک کلمہ بھی کسی سے سنوں گا تو اور تمہارے فرزندوں کو قتل کر کے تمہارا مال لوٹ لوں گا پھر کہا: اسے ربیع جب میں نے انہیں طلب کیا مجھے یہی خبر تھی کہ قتل کروں اور ان کا کوئی عذر نہ سنوں۔ ان کا زندہ رہنا ہر چند وہ خروج نہ کریں بعد اللہ بن حسن اور ان لوگوں سے جو خروج کرتے ہیں زیادہ تر گراں ہے۔ اسلئے کہ میں چاہتا ہوں، انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو لوگ امام جانتے ہیں اور ان کو واجب الطاعت سمجھتے ہیں یہ جمیع خلق سے عالم تر اور زاہد و خوش اخلاق زیادہ ہیں۔ زمانہ غنی امید میں ان کے احوال سے مجھے اطلاع تھی۔ جب پہلی دفعہ میں نے ان کے قتل کا قصد کیا اور تلوار ایک بالشت خلافت سے کھینچی۔ جناب رسول خدا میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ حضرت رسولؐ دہشتہائے مبارک کھولے اور آستین چڑھائے جیسے یہ جہیں خشناک مجھے دیکھتے تھے اس وجہ سے میں نے تلوار خلافت میں کر لی۔ اور جب دوسری مرتبہ قصد قتل کیا اور تلوار کو پہلی دفعہ سے زیادہ کھینچا۔ پھر جناب رسول خدا کو اول دفعہ سے زیادہ قریب اور پہلے سے زیادہ خشناک دیکھا اور آنحضرتؐ نے مجھ پر ایسا حملہ کیا، اگر میں قصد قتل جعفر کرتا، اس وقت حضرت رسولؐ مجھے قتل کرتے۔ اس وجہ سے پھر میں نے تلوار خلافت میں کر لی۔ تیسری دفعہ جرات کر کے میں نے اپنے دل میں کہا یہ سب کرشمے جن کے ہیں ان کا خیال نہ چاہئے یہ سوچ کہ پوری تلوار میں نے برہنہ کی۔ اس دفعہ میں نے دیکھا جناب رسول خدا دامن آستین اٹھے ایسے غضب آلود و برفروختہ میرے قریب آئے کہ نزدیک تھا مجھ پر حملہ کریں۔ اس سبب سے بھی اس ارادہ سے باز رہا۔ یہ لوگ فرزندانِ فاطمہ میں ان کے حق سے جاہل نہیں ہونا اگر وہ شخص جو شریعت سے بہرہ نہ رکھتا ہو، کوئی تم سے یہ کیفیت سنے اس کا خیال رکھنا۔ محمد بن ربیع نے کہا میرے باپ نے یہ قصد مجھ سے بھی نقل نہ کیا۔ مگر جب مہدی موسیٰ و ہارون و محمد امین قتل ہو گئے۔ تب بیان کیا۔ ایضا بعد معتبر صفوان حمل سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مدینہ کا رہنے والا بعد قتل محمد و ابراہیم پسران عبد اللہ بن حسنؑ نزدیک منصور روانہ گیا۔ اور کہا۔ جعفر بن محمدؑ نے اپنے غلام علی بن نفیس کو بھیجا کہ طبعوں سے مال اور ہتھیار لے کر خروج کریں اور محمد بن عبد اللہ نے بھی انہیں کی اعانت سے خروج کیا تھا۔ یہ سن کر وہ ملعون نہایت غضب ناک ہوا۔ اس وقت اپنے چچا داؤد عامل مدینہ کے نام مکتبہ لکھا کہ بہت جلد جعفر بن محمدؑ کو میرے پاس بھیج دے داؤد نے وہ نامہ صادق پاس بھیجا۔ اور کہا۔ کل کے روز روانہ ہونا مناسب ہے صفوان کہتے ہیں۔ حضرت نے مجھے طلب فرما کے حکم دیا کہ ایک اونٹ میرے لئے لاؤ کل بجانب عراق جاؤں گا۔ یہ فرما کے اٹھے اور مسجد حضرت رسولؐ میں جا کے چند رکعت نماز ادا کیں اور ہاتھ دعا کیلئے بلند کر کے ایک دعا پڑھی جو کہ دن میں اونٹ لایا۔ حضرت سوار ہو کے متوجہ عراق ہوئے جب منصور کے شہر میں داخل ہوئے۔ اس کے روز وہ پہنچے

اہل بیت چاہی اور داخل ہوئے منصور دوانقی شقی نے اول اکرام و اعزاز کیا اس کے بعد کتاب شریعت کر کے کہا ماضی ہو میں نے سن لیا ہے کہ محلہ تمہارے لئے مال اور ہتھیار جمع کرتا ہے حضرت نے فرمایا: معاذ اللہ یہ مجھ پر افسوس ہے منصور نے کہا: بطلاق و عناق قسم کھاؤ حضرت نے فرمایا میں نے خدا کی قسم کھائی تو نے قبول نہ کی اب مجھ سے کہتا ہے کہ سو گندہائے بدعت کھاؤ منصور نے کہا: مجھ سے اظہار و انائی کرتے ہو حضرت نے فرمایا: کیوں نہ کریں۔ حالانکہ ہم معدن علم و حکمت میں منصور نے کہا: اس وقت میں اسکا اور تمہارا سامنا کرتا ہوں جس نے مجھے یہ خبر بیان کی ہے کہ وہ تمہارے سامنے کہے۔ اسی وقت کسی کو بھیج کے اس کا ذب کو بلایا۔ اور حضرت کے سامنے اس سے پوچھا اس نے کہا ہاں اسی طرح ہے اور جو کچھ میں نے کہا انکے حق میں صحیح ہے حضرت نے اس سے کہا: تو قسم کھائے گا۔ اس نے کہا ہاں اور قسم کھائی شریعت کی یہی کہا۔ واللہ الذی لا الہ الاہو الطالب الغالب المحی القیوم حضرت نے فرمایا جلدی نہ کر جس طرح میں کہوں۔ اسی طرح قسم کھاؤ منصور نے کہا: یہ جو قسم اس نے کھائی اس میں کیا برائی ہے حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ سبحانہ صاحب جبار اور کریم ہے جو کوئی اس کے صفات کمالیہ اور اس کے رحم و کرم کی مدح کرتا ہے۔ خدا اس کا معاوہہ یعقوبت نہیں کرتا پس حضرت نے فرمایا اسی طرح کہے حول و قوۃ خدا سے بیزار ہوں اور داخل اپنے حول و قوۃ میں ہوں اگر اسی طرح نہ ہو۔ جو میں نے کہا جب اس نے اس طرح قسم کھائی فوراً زمین پر گر کے بے غلبہ الہی داخل ہوا منصور یہ حال دیکھ کے کانپنے لگا اور ترساں و خوفناک ہو کے کہا: پھر کبھی کسی کا کلام آپ کے بارہ میں قبول نہ کروں گا۔

ایضاً: محمد بن عبد اللہ سکندری  
**صادق اکمل محمد اور منصور دوانقی کے درمیان کلام** سے روایت کی ہے۔ اس نے

کہا: میں مصاحب خاص و محرم اسرار منصور دوانقی سے تھا۔ ایک روز اس کے پاس گیا۔ اور اسے نہایت مغموم پایا کہ وہ آہ سرد بھرتا تھا۔ اور اندوہناک تھا۔ میں نے کہا: اے امیر آپ کا سبب اندوہ و غم کیا ہے اس ملعون نے کہا: ایک قتل و اولاد فاطمہ سے میں نے ہلاک کئے ہیں مگر ان کا بزرگ اور سوار باقی ہے اور اس کے مقدمہ میں کوئی حیلہ نہیں بن پڑتا۔ میں نے کہا: وہ کون ہے اس نے کہا وہ جعفر بن محمد ہیں میں نے عرض کیا: اے امیر ان کو کثرت عبادت سے لاغر اور شغل قرب و محبت خدا سے ان کو طلب ملک و خلافت سے غافل کر دیا ہے۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں تو ان کی امامت پر اعتقاد رکھتا ہے۔ میں بھی انکی بزرگی جانتا ہوں لیکن ملک عقیم ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ قبل از شام اس اندوہ سے فارغ ہو جاؤں، راوی کہتا ہے جبہ میں نے اس سے یہ کلام سنا۔ مجھ پر نہ تنگ ہوئی اور میں نہایت غمگین ہوا اس شقی نے جلاؤ کو بلا کے حکم دیا کہ جب میں جعفر صادق کو بلاؤں اور باتوں میں لگا کے اپنی ٹوپی سر سے تار کے زمین پر رکھوں۔ اسی وقت ان کو قتل کرنا۔ یہ میں نے نجد کو پہچان بتا دی ہے اور اسی وقت کسی کو بھیج کے حضرت کو طلب

کیا جب جناب صادق داخل قہر ہوئے۔ میں نے دیکھا وہ تھرشل کٹلی متحرک ہوا جس طرح کشتی پانی میں مضرب ہوتی ہے۔ ناگاہ منصور اٹھ کے حضرت کے استقبال کو سر دیا۔ برہنہ دوڑا۔ تمام بدن کے اعضا کانپنے اور دانت بچنے تھے۔ کبھی رنگ سرخ اور کبھی زرد ہوتا تھا۔ پھر حضرت کو نہایت آرام و اعزاز سے لاکے اپنے تخت پر بٹھایا اور دوزانو ہو کے حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ مثل اس غلام کے جو اپنے آقا کی خدمت میں بیٹھے اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ اس وقت کیوں تشریف لائے۔ حضرت نے کہا۔ باطاعت خدا اور حضرت رسول تیرے کہنے سے آیا۔ اس شقی نے کہا میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا۔ آدمی کو دھوکا ہوا اب چونکہ آپ تشریف لائے ہیں جو کچھ حاجت ہو اسے بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ مجھے بغیر ضرورت نہ بلایا کر اس نے کہا بہت اچھا پھر حضرت اٹھ کے باہر تشریف لائے اور میں نے حمد خدا ادا کیا کہ حضرت کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچی جب حضرت باہر تشریف لے گئے منصور نے لحاف مانگا۔ اور سو رہا آدمی رات تک بیدار نہ ہوا جب جاگا دیکھا میں اسکے سر پر بیٹھا ہوں۔ اس نے کہیں نہ جانا جب تک کہ اپنے غار ہلے قضا ادا نہ کروں تم سے بھی ایک تھمہ نقل کروں گا جب غار سے فارغ ہوا کہا جس وقت جناب صادق کو یہ نقل کے ارادہ سے بلایا۔ اور حضرت میرے قہر میں داخل ہوئے کیا دیکھتا ہوں ایک بہت بڑا اثر ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا منہ کھول کے اپنے اوپر کاتا لو بالا لائے قہر اور نیچے کاتا لو تیر قہر رکھ کے اپنی دم گھوڑا اور مکان پھرائی۔ اور بزبان عربی فصیح مجھ سے کہا۔ اگر امام جعفر صادق سے بدی کا ارادہ کرے گا تب مجھے اور تیرے مکان اور قہر کو ابھی نکل جاؤں گا۔ اس حال کے مشاہدہ سے میری عقل جاتی رہی اور میرے بدن میں کپکپی اس درجہ ہوئی کہ دانت بچنے لگے آدمی کہتا ہے میں نے کہا۔ یہ امور ان سے عجیب نیز نہیں ہیں اس لئے کہ ان کے پاس ایسے اسمائے عظیم اور دعائیں ہیں کہ اگر رات پر پڑھیں دن ہو جائے اگر دن پر پڑھیں رات ہو جائے۔ اگر موم جھائے وہ پیا پر پڑھیں ساکن ہو جائیں۔ پس کئی روز کے بعد میں نے رخصت مانگی کہ زیارت کو جاؤں اس نے مجھے اجازت دی اور منع نہ کیا۔ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا وہ دعا جو آپ نے منہ کے قہر میں داخل ہوتے پڑھی تھی۔ مجھے بھی تعلیم کیجئے۔ حضرت نے وہ دعا مجھے تعلیم فرمائی۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ربیع دربان نے کہا۔ ایک روز مجھے منصور نے بلا کے کہا تم دیکھتے ہو کہ حضرت محمد کی طرف لوگ مجھے کیا کیا نقل کرتے ہیں قسم بخدا ان کی نسل کو قطع کروں گا۔ پھر اپنے ایک امیر کو بلا کے حکم دیا کہ ہزار نفر اپنے ہمارے کے مدینہ ہار اور بے خبر امام جعفر صادق کے مکان میں جا کے ان اور ان کے فرزند موسیٰ کا سر کاٹ کے لاؤ۔ جب وہ امیر داخل مدینہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا دو اونٹ لاکے گرد مکان باندھ دو اور اپنی اولاد کو جمع کر کے محراب عبادت میں بیٹھے اور مشغول دعا ہوئے۔ امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ اس وقت میں کھڑا تھا۔

جب وہ امیر اپنا لشکر میرے دروازہ پر لایا۔ اور اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ان دونوں آٹھوں کے سر کاٹ لو۔ اس کے بعد واپس گیا۔ جب منصور پاس پہنچا۔ کہا جو کچھ آپ نے کہا تھا۔ اسکی میں نے تعمیل کی۔ یہ کہہ کے تعمیلی منصور پاس رکھ دی۔ جب منصور نے اس تعمیلی کا منہ کھولا۔ آٹھوں کے دوسرے دیکھ کے کہا۔ یہ کیا ہے اس نے کہا۔ اسے امیر جب میں داخل خانہ امام جعفر صادق ہوا میرا سر پھرنے لگا۔ اور گھر میری نظریں تاریک ہو گیا۔ اس میں وہ آدمی مجھے دکھائی دیئے اور ایسا معلوم ہوا یہ دونوں جعفر اور موسیٰ ان کے پسروں۔ لہذا میں نے حکم دیا کہ ان دونوں کے سر کاٹ لو۔ اور میں یہاں ان سردوں کو لایا ہوں۔ منصور نے کہا۔ ہرگز ہرگز جو کچھ تو نے دیکھا کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور کسی کو اس عجوبہ کی اطلاع نہ دینا۔ پس جب تک منصور زندہ رہا۔ کبھی سے میں نے اس قصہ کو بیان نہ کیا۔

## فصل تیسری: بیان شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام

اس میں اختلاف نہیں ہے کہ وفات آنحضرت ۳۵ھ میں واقع ہوئی۔ مشہور زیادہ یہ ہے کہ ماہ قوال میں آپ نے وفات فرمائی۔ اور بعضوں نے دو شنبہ پندرھویں ماہ رجب سنہ مذکور لکھی ہے اور اکثر شریفین پینسٹھ سال اور بعضے اڑسٹھ سال لکھتے ہیں اور کشف الغمہ میں اکھتر سال کی روایت کی ہے ابن خشاب نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ ہنگام وفات عمر شریف حضرت پینسٹھ سال یا اڑسٹھ سال ۳۵ھ میں تھی۔ ولادت با معلوت ۳۵ھ میں ہوئی۔ ہمراہ جد بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام بارہ سال اور چند روز ہے و بروایت دیگر پندرہ سال رہے اور ہمراہ پدر بزرگوار ائیس سال اور بعد پدر بزرگوار ائیس سال اور بعد پدر بزرگوار چونتیس سال زندہ رہے۔ کلینی نے بسند معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ جناب مملوق ہنگام وفات ۳۵ھ تھا پینسٹھ سال کے تھے اور ایام امامت آنحضرت پدر بزرگوار چونتیس سال کے تھے اور لکھا ہے کہ ایام امامت آنحضرت بقیہ سلطنت ہشام بن عبد الملک و محمد ولید بن عبد الملک خلافت ولید بن یزید و بادشاہت ابراہیم بن ولید و ملک مروان حاکم تھی پس ابو مسلم نے ۴۰ھ میں خروج کیا۔ اور محمد اشد سقاہ عباسی خلیفہ ہوا۔ اس نے چلہ سال آٹھ مہینے خلافت کی۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے غضب خلافت کر کے۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے غضب خلافت کر کے ایک سال گیارہ مہینے بادشاہی کی اور اکی بادشاہی کے دسویں سال و بروایت دیگر دوسرے سال جناب صادق اپنے اباہ اکرام سے ملحق ہوئے۔ و بقول دیگر ابجد لٹے امامت آنحضرت زمانہ بادشاہی ابراہیم بن ولید تھی۔ ابن بابویہ اور دیگر علماء نے لکھا ہے کہ مکہ منصور ملعون آنحضرت کو شہید کیا اور لکھا ہے انکو زہر آلود آنحضرت کو کھلائے۔ اور با اتفاق علماء ان کو بقیع میں ان کے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا۔ کلینی و ابن بابویہ برقی و دیگر علماء نے روایت کی ہے

کہ جب وفات آنحضرت ہوگا چٹھائے مبارک کھول کے فرمایا میرے عزیزوں کو جمع کرو۔ جب سب جمع ہوئے انکی طرف نظر کر کے فرمایا۔ ہماری شفاعت اُسے نصیب نہ ہو مگر کو سبک جان کے اعتنا اس کی شان و منزلت پر نہ کریگا۔ پھر فرمایا ستر دینار طلا من انطش کو پسرم آنحضرت تھے دسے دیں اور اپنے ہر ایک عزیز کو وصیت فرمائی۔ معاملہ آزاد کرو۔ لوگوں نے کہا۔ انطش کے بان میں وصیت کرتے ہیں حالانکہ اس نے چھری آپ کچھنے کے کپے تک کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا تو چاہتا ہے میں قطع حکم کروں اور ان لوگوں سے نہ ہوں جن کی خداوند عالم نے بھلہ رحم کی مرح کی اور ان کی شان میں فرمایا ہے والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل وغنمون۔ بھہر دینا خون سود الحسب پس فرمایا۔ ہاں اسے مالحہ اس کے حق میں اسلئے رح و میت کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے بیشت پیدا کیا اور اسے خوشبو فرمایا اور اسکی خوشبو دو ہزار سالہ تک پہنچتی ہے لیکن اس کی خوشبو عاق پر دماد و قطع کنندہ رحم نہیں سونگھتا۔

**حال وفات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام** کلینی علیہ الرحمۃ نے بسند موثق امام کہا۔ میں اپنے پدر بزرگوار کو دو ہجاء سفید معری کہ جن میں حضرت نے احرام حج باندھا تھا اور ایک پیراہن جسے پہنے رہتے تھے اور وہ کامہ جو حضرت امام زین العابدین سے حضرت تک پہنچا تھا۔ اور ایک برومنی جسے چالیس دینار کو خریدا تھا اور آج کل اس کی چار سو دینار قیمت تھی۔ ان میں کھن کیا۔ ایضا۔ روایت کی ہے کہ بعد وفات جعفر صادق امام موسیٰ کاظم فرماتے تھے کہ ہر شب اس حجرہ میں جہرا بخ روشن رکھیں جس مجھ میں صحت نے وفات فرمائی تھی شیخ کلینی وابن شہر آشوب نے ایوب جوزی سے روایت کی ہے کہ ایک شب منعد ورائقی نے مجھے طلب کیا جب میں وہاں گیا۔ دیکھا منصور کرسی پر بیٹھا ہے۔ اور شمع اسکے آگے روشن ہے۔ شقی ایک خط ہاتھ میں لئے پڑھ رہا ہے۔ جب میں نے سلام کیا۔ اس نے وہ خط میرے آگے ڈال دیا۔ اور کہا۔ یہ خط محمد بن سلیمان کا دربارہ وفات امام جعفر صادق آیا ہے پھر تین مرتبہ اس نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا۔ مثل جعفر کہاں ممکن ہے۔ بعد اسکے حکم دیا۔ کہ اگر ایک شخص کو انہوں نے وصی کیا ہے۔ ہے۔ بلکہ تھل کرو۔ بعد کئی روز کے جواب آیا۔ کہ آنحضرت نے پانچ شخصوں کو وصی کیا ہے خلیفہ اور محمد بن سلیمان حاکمہ بنہ اور اپنے بیٹوں بعد اشد اور موسیٰ اور حمیدہ ملا موسیٰ کاظم کو جب منصور نے یہ خط پڑھا کہا۔ ان کا قتل کرنا کیونکر ہو سکتا ہے۔ مولف فرماتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت بعلم امامت جانتے تھے کہ وہ شقی یہ ارادہ کریگا ان لوگوں کو کسب ظاہر وصیت میں فسر یک کیا تھا۔ اور اس وصیت سے بھی اہل علم جانتے ہیں کہ اس سے وصایت اور امامت مخصوص حضرت موسیٰ کاظم مراد ہے چنانچہ روایت کی ہے کہ ابو حمزہ ثمال کا اکابر مصلح

اُسے تھے لکے پاس ایک اسرائیلی آیا ابو حمزہ شمال نے اس اسرائیلی سے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا امام جعفر صادق نے انتقال کیا ابو حمزہ شمال اس خبر وحشت اثر کے سننے سے ایک نعرہ مار کے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا۔ پوچھا کسے حضرت نے وحی کیا ہے اس نے کہا تین شخصوں کو وحی کیا ہے عبد اللہ اقطع و موسیٰ کاظم و منصور ذوالفقاری کو یہ سن کے ابو حمزہ شمال متبسم ہوئے اور کہا الحمد للہ کہ ہم کو حضرت نے مکتی ہدایت فرمائی کہ حق کو تم نے کہاں سے مانا ابو حمزہ نے کہا وصیت منور ظاہر ہے کہ تبقہ کے واسطے ہے اس وجہ سے کہ حضرت کے وحی کو قتل نہ کرے اور اپنے فرزند خرد موسیٰ کاظم کو اپنے فرزند بزرگ عبد اللہ اقطع کے ہمراہ وصایت میں اسلئے فرمایا کہ لوگ جانیں کہ عبد اللہ اقطع قابل امامت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر فرزند بزرگ کوئی علت اپنے بدن یا دین میں نہ رکھتا ہو لازم ہے کہ وہی امام ہو اور عبد اللہ اقطع کے فیل پا تھا اور دین بھی اس کا ناقص تھا۔ اور احکام شریعت سے جاہل تھا۔ اگر وہ کوئی علت نہ رکھتا۔ وہی کافی تھا اس سبب سے میں نے جانا کہ امام بحق موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں اور ذکر ان دونوں کا مصلحت ہے۔

## فصل چوتھی

بیان ان بعض ظلم و ستم جو کہ آنحضرت کے تیزوں اور شیعوں پر ہوئے  
ابن ابویہ نے روایت کی ہے کہ جب منصور ذوالفقاری ملعون بغداد شہر میں عمارتیں بنواتا تھا۔ اولاد حضرت امیر المومنین کو تلاش کر کے جے پاتا تھا ستونہائے عمارت میں چبڑا دیتا تھا۔ اور وہ بزرگ اسی طرح شہید ہوتے تھے۔ ایک دن ایک طفل خوش رو و خوش خو کو فرزند ان امام متین سے لائے اور معارف کو دے دیا۔ اس نے اس امام زادہ مظلوم کو درمیان ستون رکھا اور ایک شخص کو نگہبان کیا کہ اس کے ساتھ چلے دیں جب اس معارف کی نظر جمال بے مثال پر اس طفل کے پڑی۔ اسے رحم آیا۔ اور نہ ہو سکا کہ اس معصوم کو ہلاک کرے جب ستون میں چننے لگا۔ ایک دشمنان اس نے سانس لینے کیلئے بنا دیا۔ اور کہا اسے بے گناہ مہلکین نہ ہونا۔ کہ میں بہت جلد آ کے تجھے اس جہنم سے نجات دوں گا جب رات ہوئی۔ اور لوگ اپنی اپنی جگہ جا کر آرام میں مشغول ہوئے وہ معارف اس ستون کے قریب آیا۔ اور اس طفل کو اس ستون سے نکال کے کہا کہ جوان میں نے تم پر رحم کیا۔ تم بھی مجھ پر رحم کرو۔ میرے خون اور سب کارنگروں کے خون میں جو میرے ہمراہ ہیں شریک نہ ہونا اور وہ یہ ہے کہ تم نظر میں نہ رہنا اور اپنی صورت تبدیل کر دو کہ تم

کوئی چپان نہ سکے میں نے اس شب ندر میں آکے تھیں نجات دی۔ اور اپنے کو خوف و بیم میں فقط اسی خیال سے مبتلا کیا کہ بروز قیامت تمہارے بعد جناب رسول خدا مجھ سے مخاطب نہ کریں یہ کہہ کے کسی اور اہل سے جو کہ معذروں کے پاس ہوتے ہیں۔ گیسوان کے کاٹ ڈالے اور کہا۔ اس شہر سے چلے جاؤ۔ اور اپنی ماں پاس نہ جاؤ۔ کہ مبادا میں رسوا ہوں۔ اس طفل نے کہا چونکہ تمہارے نزدیک مصلحت یہی ہے کہ میں اپنی ماں پاس نہ جاؤں تم نے مجھ پر احسان کیا۔ اور مجھے نجات دی۔ اب لازم ہے کہ میری ماں پر بھی احسان کرو۔ اور انہیں خبر پہنچا دو کہ تمہارا پسر زندہ ہے۔ شاید ان کا جزع و فزع اور نالہ و زاری میں سکون ہو۔ اور یہ میرے گیسوان کے پاس بطور نشان لے جاؤ کہ تمہارے کلام کی انہیں تصدیق ہو۔ یہ کہہ کے وہ معصوم اسی شب پنہاں روانہ ہو گیا اور کسی نے نہ جانا۔ کہاں گیا۔ اس معمار نے کہا۔ اس کے بعد میں گیا۔ اور ان کی ماں کا مکان تلاش کیا جب قریب مکان پہنچا۔ صدا ئے گریہ و زاری اس سیدہ مظلومہ کی میرے کان میں آئی پھر میں نے جا کے فرزند کی خبر حیات بیان کی وہ سیدہ خوش ہو گئیں اور میں واپس آ گیا



# باب پنجم

بیان تاتخ ولادت و وفات تخت عکبر حضرت سید البشر شافع محشر امام

ہفتم ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام

## فصل اول

بیان ولادت یا سعاد و نسب و اسم و کنیت و لقب حضرت

اسم قرین موسیٰ کنیت ابو الحسن و ابو ابراہیم و ابو علی و ابو اسماعیل بھی لکھی ہے اور مشہور کنیت ابو الحسن ہے  
القاب شریف آنحضرت کا علم صابرو صالح ہیں اور امین بھی ہے اور لقب مشہور آنحضرت کا ظم ہے۔ پدر بزرگوار  
آنحضرت امام جعفر صادق اور مادر آنحضرت ام ولد تھیں کہ ان کا نام حمیدہ بربر یہ لکھا ہے اور بعضوں نے اندلیہ  
بھی لکھا ہے اور نقش نگین آنحضرت بروایت ام رضا علیہ السلام بھی اشد تھا۔ اور بروایت دیگر الملک اشد و  
ولادت آنحضرت ابو منزل میں کہ درمیان کہ مدینہ ایک مقام ہے واقع ہوئی اور مشہور زیادہ ہے کہ ولادت  
آنحضرت ۲۵۰ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۲۵۵ھ بھی لکھی ہے اور روز ولادت آنحضرت یک شب ۱۵ ماہ  
ساتویں تاریخ ہے۔ کلینی و قطب راوندی و دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ابن عکاشہ احمدی خدمت بکر  
امام محمد باقر میں حاضر ہوئے اس وقت امام جعفر صادق خدمت آنحضرت میں کھڑے تھے حضرت نے  
اس کا اعزاز و اکرام کر کے انگور ایک سے لے کر پلاسے لے کر فرمائے۔ اثنائے سخن میں ابن عکاشہ نے عرض کی یا ابن  
رسول اشد آپ جعفر کا عقد کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ زمانہ ان کی تزویج کا آچکا ہے ایک ہیمان را  
پاس رکھتی تھی حضرت نے فرمایا بہت جلد ایک بردہ فروش ساکن بربر مہمون کے گھر میں آتا تھا۔ یہ  
اس روپیہ سے جعفر کے لئے ایک کینز خریدونگا۔ راوی کہتا ہے بعد چند روز کے پھر حضرت کی خدمت  
میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا تم کو اس بردہ فروش کی خبر دوں جس کا حال میں نے تم سے کہا تھا کہ اس  
سے ایک کینز جعفر کے لئے خریدوں گا۔ اب وہ آیا ہے جاؤ اس روپیہ سے ایک کینز خریدو جب ہم اس

برہ فروش پاس گئے۔ اس نے کہا جس قدر کنیزیں میرے پاس تھیں سب فروخت ہو گئیں۔ گرہاں دو کنیزیں میرے پاس موجود ہیں کہ ایک دوسرے سے بہتر ہے۔ میں نے کہا انہیں لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں جب انہیں باہر لایا میں نے کہا جو یہ کنیز دوسری کنیز سے بہتر ہے کتنے کو دو گے۔ اس نے کہا آخری قیمت اس کی ستر دینا رہیں میں نے کہا اگر کچھ کم قیمت کو احسان ہوگا۔ اس نے کہا کم نہیں ہو سکتا میں نے کہا اس تھیل میں جس قدر پیسہ ہے ہم خرید سکتے ہیں ایک مرد سفید ریش اس کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا اس تھیل کو کھول کے شمار کرو۔ اس برہ فروش نے کہا بیکار نہ کھولو۔ اگر ستر دینا رہے ایک جہد کم ہوگا فروخت نہ کرونگا۔ اس مرد پیر نے کہا کھول کر گنو۔ جب میں نے تھیل کھول کر گنی ستر دینا رہے پس اس کنیز کو میں نے خرید کیا اور خدمت میں آنحضرت لے گیا اس وقت امام جعفر صادق خدمت آنحضرت میں حاضر تھے جو کچھ گداز تھا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے مجھے آفرین کہہ کے اس کنیز سے سوال کیا تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا میرا نام حمیدہ ہے حضرت نے فرمایا دنیا میں پسندیدہ اور آخرت میں حمد و ثناء کثرت کر وہ ہوگی۔ مجھے خبر دو۔ باگرو ہو شیعہ اس کنیز نے کہا باگرو ہوں حضرت نے فرمایا کوئی کنیز دست فروشوں پاس نہیں آتی جسے وہ قاصد نہ کر دیتے ہوں۔ تم کیونکر باگرو رہیں اس کنیز نے کہا جب وہ میرے پاس آتا تھا اور مقاربت کا ارادہ کرتا تھا۔ خدا بند عالم ایک مرد سفید ریش کو اس پر مسلط کرتا تھا کہ اس کے منہ پر طمانچہ مار کے اس کو اس فعل سے منع کرتا تھا اور کراہیسا ہی واقعہ ہوا۔ اور ہر دفعہ وہ مرد پیر اس کا مانع ہوتا تھا حضرت نے فرمایا اے جعفر اس کنیز کو تمہارے جاؤ تم سے ہے اور اس کنیز سے ایک ایسا فرزند متولد ہوگا کہ وہ بہتوں اہل زمین ہوگا۔

بہند معتبر دیگر روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا حمیدہ

**حال حضرت حمیدہ خاتون** خاتون پاک و پاکیزہ ہر کثافت و دھب سے مثل شمشیر طلائے خاص تھی۔ اور ہمیشہ بحکم حق تعالیٰ ملائکہ نے اس کی حراست و نگہبانی کی۔ کہ بیگانہ کا ہاتھ ان تک نہ پہنچے یہاں تک کہ میری بزرگواری اور میرے بعد بزرگواری محبت خدا کیلئے مجھے ملی۔ و بروایت دیگر حمیدہ نے قبل اس کے کہ حضرت نے فرمایا خواب میں دیکھا کہ چاندان کے دامن میں اتر آیا کلینسی و مفار و برقی و دیگر علماء نے بہند ہائے معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متولد ہوئے اسی سال ہمراہ جناب صادقؑ کے حج کو گیا جب ہم منزل ابواہل پہنچے حضرت نے میرے لئے چاشت طلب فرمائی اور نہایت لطیف چاشت آئی۔ اثنائے چاشت خودی میں ایک قاصد حمیدہ کی طرف سے بہند مت آنحضرت حاضر ہوا۔ حمیدہ خاتون نے کہا بھیجا۔ اب مجھ میں اثر وضع عمل ظاہر ہوئے ہیں۔ حضرت نے کہا بھیجا جب اثر ظاہر ہو مجھے اطلاع دینا۔ کہ یہ فرزند مثل اور فرزندوں کے نہیں ہے یہ سن کے حضرت شاد و خوشحال اٹھ کے متوجہ شمیم خرم ہوئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت شگفتہ و خندان ہم سب

لوگوں پاس تشریف لائے میں نے کہا خدا ہمیشہ آپ کے دین شریف کو خنداں اور آپ کے دل کو شادمان رکھے۔ مجھے خبر دیجئے کہ حمیدہ خاتون کا کیا حال ہے حضرت نے فرمایا: مجھے خدا نے ایسا پسر عطا فرمایا ہے جو بہترین خلق خدا ہے اور حمیدہ نے مجھے اس فرزند کے ایک ایسے امر کی اطلاع دی کہ میں اس امر ہر اس سے زیادہ مطلع تھا میں نے عرض کیا آپ پر سے خدا ہوں.... کس چیز کی حمیدہ نے آپ کو خبر دی حضرت نے فرمایا جب وہ مولد مبارک زمین پر آیا۔ اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ کے اپنا سر جانب آسمان بلند کر کے کہا۔ میں نے حمیدہ سے کہا۔ ولادت حضرت رسول اور ولادت ہر امام کے بعد آنحضرت کے اسی طرح ہے میں نے کہا۔ آپ پر سے خدا ہوں۔ یا حضرت یہ کون سے علامت امام کیلئے ہے حضرت نے فرمایا جہنم سے جہد بزرگوار کا نطفہ منعقد ہوا۔ ایک فرشتہ میرے جہد بزرگوار کے پید عالی مقلد پاس آیا جبکہ وہ خواب میں تھے اور ایک شربت آسمان سے جو کہ پانی سے زیادہ صاف اور دودھ سے زیادہ سفید اور مسکے سے زیادہ نرم اور شہید سے زیادہ شیریں اور برت سے زیادہ ٹھنڈا تھا حضرت کے لیے لایا۔ اور حضرت نے نوش کیا اس فرشتہ نے پلا کے مقاربت کیلئے عرض کیا۔ حضرت نے یس کر شاد و خوشحال اٹھے اور اپنی زوجہ سے مقاربت فرمائی۔ پس جہد بزرگوار کا نطفہ اس پانی سے منعقد ہوا اور اسی طرح وقت انعقاد نطفہ پد بزرگوار وہ فرشتہ میرے جہد بزرگوار پاس آیا اور وہی شربت حضرت کے لئے لایا اور وقت انعقاد میرے نطفہ کے وہ فرشتہ میرے جہد بزرگوار پاس آیا اور وہی شربت لایا۔ اور جس شب اس فرزند کا نطفہ منعقد ہونے والا تھا اسی شب وہ فرشتہ میرے پاس آیا اور وہ شربت میرے لئے لایا میں نے وہ شربت پی کے حمیدہ سے مقاربت کی۔ اسی وقت اس مولود کا نطفہ شکم حمیدہ میں منعقد ہوا پس لازم ہے اسے پہچانے اور جانو کہ میرے بعد وہی امام ہے اور نطفہ ہر امام کا اس شربت سے منعقد ہوتا ہے جس کی مین نے تم کو خبر دی جب وہ نطفہ مبارک چار مہینہ شکم مادر میں رہتا ہے حق تعالیٰ اس کی روح مقدس کو بدن سے منعطف کرتا ہے۔ اس وقت ایک فرشتہ حاضر ہوتا ہے جس کا حیوان نام ہے وہ فرشتہ اس آیت کو دائیں بازو پر لکھتا ہے۔ **وَلَمَّا تَكَلَّمْنَا بِهِ** وہاں صمد فاوعد لا لامبدال لکلماتہ وهو السميع العليم اور جب امام شکم مادر سے باہر آتا ہے۔ ہاتھ زمین پر رکھ کے اپنا سر بجانب آسمان بلند کرتا ہے اور منادی کی آواز سنتا ہے۔ وہ منادی از جانب رب العزت افتخار علی و عرش حق تعالیٰ کے قریب سے تین مرتبہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام ہے۔ کہتا ہے کہ ہے فلاں بن فلاں ثابت رہے مجھے ایک امر عظیم کے لیے میں نے خلق کیا ہے تو ہی میری تمام خلائق سے میرا بڑا بیٹا اور میرا محل اسرار اور میرا صندوق علوم اور وحی آسمانی پر میرا امین اور زمین پر میرا خلیفہ ہے تیرے اور تیرے دوستوں پر اپنی رحمت کو میں نے واجب کیا اور ہشتیوں کو بخش دیا ہے تم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دو لگا

فصل دوسری بیان تاریخ شہداء امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بعض ظلم و ستم جو خلفائے جوہر سے حضرت برگزیدہ سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ ۱۸۳۷ء میں حضرت شہید ہوئے اور بعضوں نے ۱۸۴۰ء اور بعضوں نے ۱۸۳۶ء بھی لکھے ہیں۔ اور روز ولادت موافق مشہور ہفتہ یکشنبہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۱۷۷ھ میں جنم پانچویں ماہ رجب لکھی ہے۔ اور عمر شریف آنحضرت وقت وفات موافق مغرب و یکشنبہ ۱۱۷۷ھ میں سال تھی اور بعضوں نے چوٹ سال بھی لکھی ہے ابتدائے امامت میں عمر شریف بیس سال تھی اور اس سے کم بھی لکھی ہے اور مدت امامت بنییس سال ہے اور ایام امامت بقیہ خلافت منصور تھے۔ اور وہ بظاہر متعرض آنحضرت نہ ہوا۔ اس کے فوت ہو جانے بعد کچھ کم دس سال ایام خلافت مہدی تھے اس شقی نے حضرت کو عراق میں بلا کے قید کر لیا۔ مگر سبب مشاہدہ معجزات کثیر اذیت نہ دے سکا۔ اس کے بعد جب ہارون خلیفہ ہوا اس ملعون نے حضرت کو بغداد میں بلا کے ایک مدت تک قید رکھا یہاں تک کہ اپنی خلافت کے پندرہویں سال حضرت کو اس ملعون نے زہر سے شہید کیا۔ اور سبب حضرت کو عراق میں طلب کے کا ابن بابویہ اور دیگر ملانے یہ لکھا ہے۔ کہ اس شقی نے چاہا کہ خلافت کو اپنی اولاد کے لیے مستحکم کرے۔ اس ملعون نے اپنے چودہ بیٹوں میں سے تین منتخب کئے محمد امین پسر زبیدہ کو اپنا ولی مہدی کیا۔ اس کے بعد خلافت عبد اللہ مامون اور اس کے بعد قاسم موئمن کے نام لکھی۔ اور چونکہ محمد بن افضل کو اتالیق محمد امین کا کیا تھا۔ اس سبب سے یعنی برکتی کہ اعظم وزرائے ہارون سے تھا۔ متفکر ہوا کہ بعد ہارون کے

اگر خلافت محمد امین کے منتقل ہوگی۔ ابن اشعث مالک و مختار ہو جائیگا اس سبب سے دولت میرے  
 سلسلے سے غاصب ہوئیگی۔ یہ اندیشہ کہہ کر ابن اشعث کی بدخواہی پر کرباندھی اور مکر اسے ہارون کے  
 سامنے برا کہنا تھا۔ آخر الامر یہ تہمت تشیع و اقرار امامت حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام منہم کیا۔ اور کہا یہ دستان  
 و مہمان آنحضرت سے ہے۔ یہ ان کو خلیفہ اشرف مانتا اور جو کچھ پیدا کرتا ہے۔ اس میں سے غصہ حضرت کے  
 لئے رطوبت کرتا ہے۔ ایسے ایسے نعمان و مشیت انگیز سے اردو متغیر ہوا مہانتنگ کر لیکر رکھا موعوں سے بچنے  
 و نیر سے دور اس کے علاوہ اور لوگوں سے بھی پوچھا کہ میں اولاد ابو طالب سے بلا کے موسیٰ کاظم کا حال دریافت کروں۔ انہوں نے علی  
 بن اسماعیل بن جعفر کا بتایا۔ **حیلہ سازی در بارہ شہادت امام موسیٰ کاظم** ۴ و برایت دیگر محمد بن اسماعیل برادر زادہ  
 بن اسماعیل کے ساتھ بہت اسانات کئے تھے۔ اور وہ بھی اسرار حضرت پر مطلع تھا پس حکم خلیفہ ایک نامہ  
 اس کے نام لکھ کے طلب کیا۔ جب یہ بات حضرت کو معلوم ہوئی۔ اس کو ملاکے فرمایا۔ کہاں کا ارادہ ہے  
 اس نے کہا بغداد کا قصد ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہاں کیوں جاتے ہو۔ اس نے کہا پریشان ہوں اور  
 مقروض ہو گیا ہوں حضرت نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کر کے خرچ کی بھی کفالت کروں گا۔ اس نے  
 قبول نہ کیا۔ اور کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حضرت نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ میرے خون میں شریک  
 نہ ہونا۔ میری اولاد کو یتیم نہ کرنا۔ پھر اس نے کہا۔ مجھے وصیت کیجئے۔ حضرت نے پھر وہی وصیت کر کے  
 تین سو دینار طلا اور چار ہزار درہم اسے عطا فرمائے۔ جب وہ اٹھ کے چلا گیا حضرت نے حاضرین سے ارشاد  
 کیا کہ قسم بخدا یہ میرے خون میں کوشش کر کے میرے فرزندوں کو یتیم کرے گا۔ حاضرین نے کہا۔ یا ابن رسول  
 اللہ باوجودیکہ آپ ملتے ہیں کہ وہ ایسے کام کرے گا۔ پھر اس سے احسان کیوں کیا۔ اور یہ کثیر مال کیوں بخشا۔  
 حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ میرے بزرگوں نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے۔ کہ جو شخص اپنے قرائق  
 پر احسان کرے اور وہ اس کے مقابل میں برائی کرے۔ اور یہ شخص پھر بھی اس سے احسان کو قطع نہ کرے  
 پس تحقیق کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت کو اس سے قطع کر کے اسے اپنے عذاب سے معذب کرتا ہے۔ انخرض  
 جب علی بن اسماعیل بغداد میں پہنچا یحییٰ بن خالد برکی اسے اپنے گھر لے گیا اور اس سے معاہدہ لیا کہ تب  
 محفل ہارون میں جائے ایسے چند امور اپنے چپا کی نسبت ہارون سے کہے کہ وہ غضب ناک ہو۔ یہ مشورہ  
 کر کے اسے مجلس ہارون میں لے گیا جب داخل ہوا سلام کر کے کہا ہرگز میں نے نہیں دیکھا کہ وہ خلیفہ  
 ایک زمانہ میں ہوں۔ آپ اس شہر میں خلیفہ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کاظم مدینہ میں خلیفہ ہیں۔ لوگوں طرہ عالم  
 سے ان کیسے خرچ لیتے ہیں۔ خزانہ جمع ہو گیا ہے اور بہت مال و تمہید جمع کئے ہیں۔ پس حکم ہارون جس  
 ہزار درہم اسے عطا کیئے گئے اور اسے شب اس کے خلق میں ایسا درد شہید ہوا کہ لعذاب الہی داخل ہوا اور اس

روپیہ سے کچھ بھی مستفیع نہ ہوا۔ ویرطیت و مگر کئی دن کے بعد مارچ ۱۹۱۷ء میں بتلا ہوا اور سب گنبد بیٹھے نکل پڑے جب وہ روپیہ اس کے پاس لائے اس وقت وہ حالت نزع میں تھا اور اس روپیہ سے سوائے حسرت کچھ اسے باقی نہ آیا۔ پھر وہ روپیہ خزانہ علیحدہ میں دیا گیا اور اسی سال کہ شدہ تھا ہارون نعین نے اپنی اولاد کے احکام خلاف اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قید کرنے کے قصد سے ارادہ کیا اور اطراف میں نائے رواج کے کہ علماء و سادات و ایمان و اشراف سب کے سب کہ میں حاضر ہوں کہ ان سے بیعت لیکے اپنی اولاد کی ولی ہوگی سب فہروں میں منتشر و شہر کر دے۔ اس قصد سے وہ قحطی پہلے مدینہ طیبہ میں آیا۔

**حال قید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ جب ہارون مدینہ میں آیا ایک شب ہارون قبر جناب رسول خدا سے مخاطب ہو کے کہتا تھا میرے پدر و مادر یا رسول اللہ آپ پر فدا ہوں آپ سے میں اس قصد پر غم کرتا ہوں جو کہ دربارہ موسیٰ کاظم قصد کیا ہے میں چاہتا ہوں انہیں قید کروں اسلئے کہ مجھے خوف ہے وہ قتلہ برپا کریں کہ آپ کی امت کی خونریزی ہو سکتی ہے کہا مجھے ایسا گن ہے کہ کل کے روز موسیٰ کاظم کو ہارون قید کر لیا جب صبح ہوئی ہارون نعین نے فضل بن ربیع کو امام موسیٰ کاظم پاس اس وقت بھیجا جبکہ آنحضرت اپنے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلعم کے روضہ میں نزدیک قبر منور آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ اثنائے نمازی میں حضرت کو قید کر لیا۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ جب حضرت کو اثنائے نماز میں پکڑ لیا اور کچھ کر جا یا مسجد سے باہرے جائیں۔ حضرت نے اپنے جد بزرگوار کی قبر مبارک سے خطاب کر کے ارشاد کیا۔ یا رسول اللہ جو کچھ آپ کی امت بد کردار سے آپ کے اہل بیت بزرگوار پر ظلم و ستم گزرتے ہیں میں ان کی شکایت کرتا ہوں۔ یہ سن کے ہر طرف سے لوگ ہنگامہ بلند رونے لگے جب حضرت کو ہارون پاس لے گئے۔ اس شقی نے بہت کچھ ناسزا حضرت کو کہہ کے حکم قید دیا۔ اور دو مجلسیں تیار کیں۔ اسلئے کہ لوگ نہ جانے کہ حضرت کو کس طرف لے جاتے ہیں۔ بعد ازاں ایک محل کو جانب بصرہ اور دوسری محل کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اور حضرت اس محل پر تھے جو بصرہ روانہ کی تھی اور اسان مرد امن کو ہمراہ روانہ کیا۔ کہ بصرہ میں جائے عیسیٰ بن جعفر بن مصور اس قحطی کے چار زاد بھائی کے سپرد کرے ساتویں تاریخ ماہ ذوالحجہ کو بصرہ پہنچے اور علانیہ ان کو عیسیٰ کے حوالے کیا۔ عیسیٰ نے حضرت امام موسیٰ کاظم کو جوہ میں جو کہ اس کے دیوان خانہ سے متصل تھا میں قید کیا۔ اور شہنشاہ عیش و عشرت ہوا۔ دن میں دو دفعہ حجرہ کو کھولتے تھے ایک مرتبہ اس نے کہ حضرت باہر آ کے وضو کریں اور دوسری دفعہ کھانا لے جانے کیلئے۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ عیسیٰ کے ایک محرر نے مجھ سے کہا کہ ان ابام غوثی میں اس مرد

بزدل گوارنے ایسا ہوا اور لعب اور انوار فرائض سننے کہ مجھے گمان ہے ہرگز کبھی ان کی خاطر شریفیت میں بھی ایسے امور کا خطوط نہ ہوا ہوگا۔ ایک سال حضرت اس ملعون پاس بہت اور ملو سارون نے اسے لکھا کہ حضرت کو شہید کر سار اُسے جراث نہ پڑتی تھی کہ ایسے امر شیع کا مرتکب ہو۔ بلکہ اس کے دوست لوگ بھی اُسے منع کرتے تھے جب حضرت کو قید میں عرضہ گذرا۔ عیسیٰ نے ایک خط ہارون کو لکھا کہ موسیٰ کاظم کو یہاں قید میں عرضہ گذرا۔ اور مجھے ان کے قتل پر جراث نہیں پڑتی ہے۔ میں نے ہر چند ان کے حالات کا تفصیل کیا۔ لیکن سولے عبادت و تضرع و زاری و تسبیح و مناجات حق تعالیٰ اور کوئی چیز ان سے نہیں سنتا ہوں اور بہت دفع میں نے گان لگا کے سنا۔ کبھی تم پر یا مجھ پر یا کسی بندہ خدا پر نفیریں کرتے یا برا کہتے بھی نہیں سنا وہ ہمیشہ متوجہ اپنے کام میں ہیں دوسرے سے انہیں کچھ سرور کار نہیں۔ تم کسی کو بھیج دو کہ میں حضرت کو اس کے سپرد کر دوں مدینہ ان کو قید سے رہا کر دوں گا۔ آئندہ ان کا قیدی رکھنا میں پسند نہیں کرتا ایک جاووس ملزمان عیسیٰ سے جس کو اسے نفس احوال آنحضرت پر مومل کیا تھا کہتا ہے میں نے اس قید خانے سے کمر سنا کہ حضرت مناجات میں قاضی حاجات سے فرماتے تھے۔ خداوند میں تجھ سے ہمیشہ اسی کا سوال کرتا تھا کہ ذویہ خلوت و گوشہ عزت و فرائض خاطر اپنی عبادت و بندگی کے لئے مجھے عطا کر۔ اب تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری دوسرا مستجاب کر کے جو میں نے چاہا تھا۔ وہ مجھے عطا کیا۔ الغرض جب عیسیٰ کا خط ہارون پاس پہنچا اس شقی نے کسی کو بھیج کے حضرت امام موسیٰ کاظم کو بھوسے بغداد میں طلب کیا۔ اور فضل بن ربیع کے مکان میں قید کیا۔ مہدی قزقزی کہتا ہے کہ ایک روز فضل بن ربیع کے مکان کی طرف سے میرا گذر ہوا اس وقت وہ اپنے کوشے پر بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے بلایا جب میں نزدیک گیا اس نے کہا اس روشندان سے جو جھانک کے مکان میں نظر کرو۔ کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے کہا۔ ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے۔ اس نے کہا۔ بغور دیکھ جب میں نے نور سے دیکھا۔ میں نے کہا کوئی آدمی سجدہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اس نے کہا۔ یہ تہار سے مولا ہیں میں نے کہا۔ میرے مولا کون ہیں۔ اس نے کہا مجھ سے تجاہل عارفانہ کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ فی الواقع میں نہیں جانتا اس نے کہا۔ یہ امام موسیٰ کاظم ہیں۔ رات دن ان کا جھریائے احوال رہتا ہوں۔ مگر اسی طرح جس طرح تم دیکھتے ہو۔ ان کو ہمیشہ پاتا ہوں۔ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے ہیں ملو سار آفتاب تک مشغول نقب رہا کرتے ہیں۔ اس کے بعد سجدہ میں جا کے زوال شمس تک ہمیشہ سجدہ میں رہتے ہیں کسی کو حکم دے دو کہ جب زوال شمس ہو۔ ان کو خبر کرے۔ پس جب زوال شمس ہوتا ہے۔ اُنھ کے بغیر سجدہ و مشغول نماز ہوتے ہیں اس سے میں جانتا ہوں کہ وہ سجدہ میں سوتے نہیں ہیں۔ جب نماز ظہر و عصر کو مع نوافل ادا کرتے ہیں۔ پھر رکوع میں جاتے ہیں اور سجدہ میں غروب آفتاب تک رہتے ہیں جب شام ہوتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں اور

اور بغیر اس کے کہ پانچاں بیٹا کو جائیں۔ یا تہجد یہ وضو کریں مشغول نماز مغرب ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ نماز تعقیب رہتے ہیں یہاں تک کہ وقت نماز مشا آتا ہے۔ پھر نماز مشا ادا کر کے جب تعقیب سے فارغ ہوتے ہیں۔ قدرے قلیل طعام سے افطار کر کے تہجد یہ وضو کرتے ہیں۔ پھر سجدہ کرتے ہیں۔ جب سر سجدہ سے اٹھتے ہیں۔ تھوڑی دیر لیٹ رہتے ہیں اور اٹھ کے وضو فرماتے ہیں اور ہمیشہ عبادت و نذر و دعا و تضرع میں صبح تک رہا کرتے ہیں جب صبح ہوتی ہے مشغول نماز صبح ہوتے ہیں جب سے انکو میرے پاس لائے ہیں۔ ان کی بھی حالت ہے سوائے اسکے اور کچھ ان سے میں نے نہیں دیکھا جب اس سے میں نے یکلام سنا۔ میں نے کہا خدا سے خوف کرو اور ان کو ایذا نہ دلو۔ کہ باطلت تمہارے زوال نصیب کا ہو گا۔ میں نے کہ ان سے جو کوئی جرائی کرے گا۔ وہ دنیا ہی میں اپنی جزائے کر اور کو پہنچے گا فضل بن ربیع نے کہا کہ ہلاک نے مکر کہا بھیجا کہ ان کو شہید کرو۔ مگر میں نے قبول نہ کیا اور کہا بھیجا کہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اگر یہ مجھے قتل کریں۔ تب بھی ایسا نہ کروں گا۔

**حکایت فضل بن ربیع و دربان ہارون رشید۔** حدیث دیگر میں فضل بن ربیع سے منقول ہے کہ کہا میں ہارون رشید کا دربان تھا ایک روز داخل قعر ہوا اور اسے نہایت غضب ناک پایا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اسے بلاتا تھا جب اس نے مجھے دیکھا کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میرے پسر تم کو اس وقت حاضر نہ کریگا تیرا سر جدا کروں گا میں نے کہا آپ کے پسر تم کون ہیں اس نے کہا وہ مجازی۔ میں نے عرض کیا کون سا مجازی۔ اس نے کہا موسیٰ کا لم جب میں نے اس کا یہ حال اور خشم و غضب مشاہدہ کیا غلا سے مجھے خوف آیا کہ آنحضرت کو ایسے وقت میں اسکے پاس لاؤں۔ پھر شیطان نے مجھے دوسرا کیا اور طبع مال و زر نے مجھے مجبور کر دیا۔ پس عذاب خدا کو اپنے اوپر قرار دے کے کہا بہت اچھا حاضر کرتا ہوں۔ ہارون نے کہا دو جلاوطن تازیانہ کے حاضر کریں نے حاضر کئے اور حضرت کی تلاش میں چلا جب دیانت کیا۔ لوگوں نے ایک کھنڈل کا پتہ دیا۔ اس کھنڈل کی چھت خرموں کی مکڑیوں سے پٹی تھی اس کھنڈل میں ایک غلام حبشی کو میں نے دیکھا۔ اس سے کہا اپنے آقا سے اجازت میرے آنے کی لے۔ اس غلام نے کہا جاؤ میرے آقا پاس کوئی دربان و پاسبان نہیں ہے جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غلام حبشی مقراض سے گوشت آنحضرت کو جو کثرت سجدہ سے پیشانی مبارک در بنی نورانی پر جم گیا تھا کاٹ رہا ہے۔ میں نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کو ہارون رشید نے بلا پایا ہے حضرت نے فرمایا مجھے فرید سے کیا کام آیا کثرت مال و دولت نے بھی اسے میرے سے باز نہیں رکھا۔ یہ کہہ کے جلدی اٹھے۔ اور فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا کہ میرے جد جناب رسول خدا سے مجھ تک روایت پہنچی ہے۔ اہماعت ہارشاہ جابر تہقہ کے لئے واجب ہے تحقیق کہ میں نہ جاتا۔ میں نے راہ میں حضرت سے کہا کیا حضرت آپ

مستعد عقوبت ہیں کہ خلیفہ آپ پر بہت خشمناک ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا میرے ساتھ مالک دنیا و آخرت نہیں ہے اس مالک سے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے انتہاء اللہ محفوظ رکھے گا۔ حضرت نے ایک دعا پڑھی اور تین مرتبہ دست مبارک اپنے سر آقدس کے گرد بھرایا۔ جب ہارون پاس پہنچے۔ دیکھا کہ شقی گھروں میں حیران و پریشان ہے اور اس طرح کھڑا ہے جس طرح کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو۔ جب اس نے مجھے دیکھا۔ پوچھا میرے بوسم کو تم لائے۔ میں نے کہا۔ ہاں لایا ہوں۔ اس نے کہا کیا تو نے ان کو میرے عقد و غضب سے مطلع کیا ہے کہ میں ان پر خشمناک ہوں اس لئے کہ جو کچھ میں کہہ رہا تھا۔ اس کے گل میں لانے کا ارادہ نہ تھا۔ میں نے کہا۔ ان سے کچھ نہیں ذکر کیا۔ اس نے کہا اچھا حاضر کرو۔ جب حضرت داخل ہوئے اور ہارون کی نظر حضرت پر پڑی اپنی جگہ سے دوڑ کے اپنے ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کے کہا۔ اے برادرِ دمِ دوارث حقیقی خلافت مرجعاً خوش آمدی۔ یہ کہہ کے حضرت کو قریب بٹھایا۔ اور کہا۔ میری ملاقات کو آپ کیوں کم آتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمہارے ملک کی وسعت اور تمہاری محبت دنیا میرے کم آنے کا باعث ہے۔ اس شقی نے شیشہ عطر منگائے حضرت کی ریش مبارک کو مطر کیا۔ اور حکم دیا کہ خلعت کے دو کپڑے زر حاضر کرو۔ جب حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر ملے فرزند ابوطالب کا ترزدہ کرنا جس سے ان کی قطع نسل قیامت تک نہ ہو۔ مجھے منظور نہ ہوتا۔ تحقیق کہ یہ مال میں قبول نہ کرتا پس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ جب حضرت باہر تشریف لے گئے۔ میں نے ہارون سے کہا۔ آپ چاہتے تھے حضرت کو سیاست کریں اور جب وہ آئے۔ آپ نے انہیں خلعت دیا۔ اور کراست و نوازش کی۔ اس کا سبب کیا ہے۔ ہارون نے کہا۔ جب تم حضرت کو لینے گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک گروہ نے میرے گھر کو گھیر لیا۔ ہے۔ ان کے ہاتھوں میں حربے تھے۔ وہ سب طرف سے حربوں کا رخ میرے قصر کے نیچے لے گئے۔ اور کہا اگر کچھ بھی ایذا فرزند رسول خدا کو تو نے دی۔ یہ ہاں لینا۔ اسی قہر کو زمین پر سے ہم پٹ دیں گے۔ اور اگر ان سے تو نے اسمان کیا۔ اس وقت ہم تجھ سے دستبردار ہو کے واپس جائیں گے۔ و بروایت دیگر ثوبانی سے منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم دس سال سے زیادہ اسی طرح رہے کہ جب آفتاب ایک بیضہ بلند ہوتا تھا۔ سجدہ میں جا کے مشغول دعا و تضرع زوالِ شمس تک رہتے تھے اور جن دنوں جس ہارون میں کچھ عیب ہو کر ہالائے سقف ہمارے اس حجرہ کی طرف نظر کرتا تھا۔ جس میں حضرت مجوس تھے۔ وہ شقی یہ دیکھتا تھا کہ کوئی کپڑا زمین پر پڑا ہے سوائے اس کے اور کچھ نہ دیکھتا تھا۔ ایک روز اس نے ربیع دربان سے کہا۔ یکپڑا کیسا اس حجرہ میں دیکھ پڑتا ہے۔ ربیع نے کہا۔ یہ کپڑا انہیں۔ بلکہ امام موسیٰ کاظم ہیں ہر روز بعد طلوع آفتاب سجدہ میں ہمارے تاقوتِ ذوال سجدہ میں رہتے ہیں۔ ہارون نے کہا۔ تحقیق کہ حضرت رہبان و مہار بنی ہاشم سے ہیں۔ میں نے کہا جیکہ آپ جانتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں۔ پھر ان کو اس زندانِ تنگ میں کیوں رکھا ہے۔

ملعون نے کہا دولت و شہرت اس کی مقتضی ہے کہ ان کو اسی طرح رکھوں

**حال زہر دادن امام موسیٰ کاظم** ہمیں چاہتا یہ خیال کر کے آنحضرت کو قید خانہ سے نکل فضل بن یحییٰ برکاتی پاس عبوس کیہ فضل ہر شب ایک خوان طعام حضرت کے لئے چھوڑا تھا اور دوسری جگہ سے کھانا حضرت کے لئے نہ آئے دیتا تھا شب چہارم جب خوان طعام حضرت کے لئے لائے امام مظلوم نے سر بجانب آسمان بلند کیا اور کہا۔ خداوند! تو جانتا ہے کہ اگر قبل اسکے ایسا کھانا کھاتا میں تحقیق کہ اعانت اپنے ہلاک پر کر لاتا۔ اور اٹھب اس طعام کے کھانے سے مجبور و معذور ہوں۔ جب اس سے تھوڑا سا طعام تناول کیا۔ اثر زہر بدن شریف حضرت میں ظاہر ہوا اور حضرت بیمار ہو گئے۔ جب صبح ہوئی اس شفیق نے طیب حضرت کے پاس بھیجا۔ اور مزاج پرسی کی۔ حضرت نے جواب نہ دیا جب بہت مبالغہ و اصرار کیا اس وقت حضرت نے اپنا دست مبارک اس طیب کو دکھا کے فرمایا۔ یہ میری بیماری ہے جو طیب نے دیکھا کہ دست کف بہن ہو گیا اور وہ ظاہر جو کہ حضرت کو دیا تھا۔ اس جگہ جمع ہو گیا ہے طیب یہ کیفیت دیکھ کے ہارون پاس آیا اور کہا۔ قسم بخدا جو کچھ تم نے ان سے سلوک کیا۔ وہ اسے تم لوگوں سے نبیہ جانتے ہیں۔ پس حضرت نے اس مرض میں انتقال کیا۔ و بروایت دیگر فضل بن یحییٰ پر تاکید تھیں حضرت کی مگر اسے جرات نہ ہوئی بلکہ تعظیم و تکریم حضرت کرتا تھا جب ہارون ملعون مقام رقعہ گیا۔ اسے خبر ہوئی کہ آنحضرت فضل بن یحییٰ پاس مکرّم و معظم رہتے ہیں۔ اور وہ کوئی صدمہ اور تکلیف حضرت کو نہیں دیتا۔ اس نے مسرور خادم کو بہ قہیل بجانب بغداد روانہ کیا کہ بے خبر فضل بن یحییٰ کے مکان میں داخل ہو کے حال حضرت کا مشاہدہ کرے۔ اگر اسی طرح پائے جس طرح لوگوں نے خبر دی ہے۔ اس وقت ایک خط بنام عباس بن محمد اور دوسرا خط بنام سندی بن شاہک اسی مضمون کا بھیج دے کہ جو کچھ تم نے ان خطوط میں لکھا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس مسرور خفیہ داخل بغداد ہوا۔ اور اچانک مکان فضل بن یحییٰ میں گیا اور کوئی نہ سمجھا کہ یہ کس کام کو آیا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت اس کے مکان میں با عزت و آبرو ہیں۔ اُسی وقت وہ ملعون باہر جاکے عباس بن محمد کے مکان میں گیا اور نامہ ہارون اسے دیا۔ جب اس نے خط کو فوراً فضل بن یحییٰ کو ملایا۔ اور تختوں میں کھینچ کے ایک سوتا دیا نہ اسے لگایا۔ مسرور خادم نے جو دیکھا وہ ہارون کو لکھا۔ اس نے مضمون خط پڑھ کے ایک نامہ لکھا کہ آنحضرت کو مندی بن شاہک ملعون کے سپرد کر دے اور اپنی مجلس دیوانی میں باوازلہ کہہ کہ فضل بن یحییٰ نے میری مخالفت کی ہے میں اس پر لعن کرتا ہوں تم بھی اس پر لعنت کرو۔ یہ سن کر جسٹ اہل مجلس نے یہ آواز بلند فضل بن یحییٰ پر لعن کیا جب یہ خبر ہوئی

بر کی کہ پہنچی وہ مضطرب ہو کے ہارون کے مکان میں گیا۔ اور دوسری راہ سے سولے راہ متعارف داخل ہوا۔ اور عقب ہارون آگے اس ملعون کے کان میں کہا اگر میرے پسر فضل نے آپ کی مخالفت کی۔ میں تو آپ کی اطاعت کرتا ہوں۔ جو کچھ آپ کہیں اس کی تعمیل کروں۔ یہ سن کے وہ ملعون اس کے پسر فضل سے راضی ہوا۔ ادا اہل مجلس کی جانب مخاطب ہو کے کہا فضل پر جو یہ اس کی مخالفت کے میں نے لعنت کی تھی اب اس نے توبہ کی۔ میں نے اس کی غصہ کر دی تم بھی اس سے راضی ہو۔ ان اشقیانے ہاؤز بلند کہا۔ ہم اسکے دوست ہیں جس کے آپ دوست ہیں۔ اور ہم اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔ یہی کجی بے تعبیل بغدادیہ ہوا۔ اس کے آنے سے لوگ شکر و متوش ہوئے جو کوئی اس سے پوچھتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ ملعونہ کی تعمیر راہ عالموں کے نقص احوال کے لئے اس طرہ آگیا ہوں چند روز ملعون کمال کی دیکھ بھال میں مشغول رہا بعد اسکے مذی شقی کو حکم دیا کہ آنحضرت کو زہر دے اور چند رطب زہر آلود کر کے مذی ملعون کو دیئے کہ حضرت کے پاس لے جائے اور مبالغہ و اصرار کر کے کھلا دے۔ اور جب تک حضرت نہ کھائیں و متبول نہ ہو جب مذی شقی وہ رطب زہر آلود حضرت کے پاس لایا۔ امام مظلوم نے مجبوری تناول فرمائے۔

## حال وفات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ابن بابویہ اور دیگر علمائے حسن بن بشار مرویہ قطبہ المزیع کے باشندوں سے کہ وہ مشاہیر علمائے اہل سنت سے تھا اور میں اسکے قول پر اکتفا رکھتا تھا۔ اس نے مجھے خبر دی کہ ایک روز مذی ملعون اشی آدمی مشاہیر علماء اور اہل ایمان بغداد سے جمع کر کے اس مکان میں لایا۔ جہاں امام موسیٰ کاظم قید تھے جب ہم لوگ بیٹھے مذی شقی نے کہا۔ اس شخص یعنی امام موسیٰ کاظم کو دیکھو کچھ بھی انہیں مدد نہ دکنہ ہنپا ہے۔ حالانکہ لوگوں کو گمان ہے۔ میں نے ان کو بہت گزند اور مصیبت دیئے ہیں۔ اور ان کو محنت و مشقت میں رکھتا ہوں۔ اس بارہ میں لوگ بہت کچھ کہتے ہیں۔ ہاؤز و ایسے مکان کشادہ میں فرش ہائے تکلف پر آرام رکھتا ہوں۔ اور غلیظہ ان کی طرف سے اپنے دل میں برائی نہیں رکھتا۔ اور انہیں اسلئے یہاں رکھا ہے کہ جب پھر کے آئے ان سے ملاقات کرے اس وقت بھی یہ صحیح و سالم بیٹھے ہیں اور کسی بات میں ان پر تنگ گیری نہیں کی گئی اسے حاضرین اس وقت یہ بیٹھے ہیں تم ان سے دریافت کرو اور گواہ رہو۔ اس بڑھنے نے کہا کہ تمام حاضرین مجلس حضرت کو دیکھنے میں مشغول تھے۔ اور آثار فضل و عبادت و انوار سیادت و سجاوت و ہائے فلکی و زہادت جس میں حضرت سے راطع و لائح تھے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اسے گروہ جو کچھ اس نے درباہ و مسعت مکان و منزل و عایت ظاہری میں کیا۔ اسی طرح ہے جو اس نے کہا۔ لیکن تم لوگ گواہ رہو کہ اس نے مجھے نو ذلہ انگلیہ میں زہر دیا ہے اور کل کے بعد میرا رنگ سبز ہو جائیگا۔ اور پرسوں اس خانہ رنج و غنا سے رحلت کر کے بہائم بقاء

رفیق اعلیٰ ملحق ہوں گا۔ جب حضرت نے فرمایا۔ سذی ملعون کا پنے لگا۔ اور مثل شاخہائے درخت خرماس کا بدن  
 بلید کا پتا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا اس ملعون سے کہا میرے غلام کو صبح دے کہ میرے انتقال کے بعد  
 وہ غلام میرا تکفل احوال ہو۔ اس شقی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اپنے سال سے کپ  
 کو کفن دوں۔ حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا ہم اہل بیت کا ہر زمانہ وزرے و کفن ہمارے اہل پاکیزہ سے  
 ہوتا ہے اور میرا کفن میرے پاس موجود ہے۔ جب حضرت نے رحلت فرمائی سذی ملعون نے علماء  
 فقہاء و سارے بغداد کو طلب کیا اور کہا دیکھو کوئی نشان زخم بدن حضرت میں نہیں ہے لازم ہے کہ لوگوں  
 سے بیان کریں کہ ہارون کی کوئی تقصیر فوت حضرت میں نہیں ہے پس حضرت کو بغداد کے پل پر لٹاکے چہرہ  
 نورانی کھول دیا۔ اور لوگوں کو نڈکی کہ یہ امام موسیٰ کاظم ہیں انہوں نے دنیا سے رحلت کی ہے ان کو دیکھو۔  
 اس منادی سے لوگ آئے اور چہرہ آنحضرت پر نظر کرتے تھے۔ و بروایت دیگر بعد وفات حضرت سذی شقی  
 نے حکم دیا کہ حکم ہارون متر فقیہ امام راہ و اشرف بغداد کو بلا کے جسم مبارک آنحضرت کھولا اور کہا۔ دیکھو کوئی  
 زخم ان کے بدن پر نہیں ہے۔ اپنی موت سے انہوں نے انتقال کیا ہے گواہ رہو اور جو کچھ لوگ غیظ پر  
 اہتمام لگاتے تھے۔ وہ غلط ہے ان سب نے جسم شریف حضرت کو دیکھا۔ اور پاپائے مبارک پر ہندی کا  
 نشان پایا۔ پھر ایک محض کھا گیا۔ ان سب نے اس محض باطل پر اپنی گواہی لکھ دی۔

### معجزات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے تین روز پہلے سبب بن زبیر سے موکل

کو بلا کے فرمایا۔ اسے سبب اس نے کہا۔ لبیک سے میرے مولا حضرت نے فرمایا آج کی رات اپنے جد جناب  
 رسول خدا کے مدینہ میں جاتا ہوں کہ اپنے فرزند علی کو وراثت کر کے اپنا دم می کروں اور دوائے امامت و خلافت کو  
 اسکے سپرد کر کے جس طرح میرے پدر بزرگوار نے مجھے سپرد کئے تھے سرخرو ہوں۔ سبب نے کہا یا ابن رسول  
 اللہ میں کس طرح دروازوں اور قفلوں کو کھولوں حالانکہ دربان و نگہبان دروازوں پر بیٹھے ہیں۔ حضرت نے  
 فرمایا۔ تیرا یقین قدرت خدا اور ہماری بزرگی میں کس قدر ضعیف ہے کیا تو نہیں جانتا کہ میں خدا نے دیا  
 علوم اولین و آخرین کو ہم پر کھولا ہے وہ اس پر قادر نہیں کہ مجھے بغیر اسکے کہ دروازے کھولے جائیں  
 مدینہ میں پہنچاؤں سبب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ دیکھو کہ خدا مجھے ثابت ایمان رکھے حضرت نے دعا  
 کی۔ اور فرمایا۔ اللہ و ثبته۔ پھر فرمایا خدا کو اس اسم سے یاد کرتا ہوں جس اسم سے اسم بن برغیا نے خدا کو  
 یاد کیا۔ اور تخت بلقیس کو روہینے کی راہ سے ایک چشم زدن میں سلیمان پاس حاضر کر دیا تھا۔ خدا سے امید ہے  
 کہ وہ اسی راحت بلقیس کو روہینے کی راہ سے ایک چشم زدن میں سلیمان پاس حاضر کر دیا تھا۔ خدا سے امید ہے  
 جب میں نے حضرت کی طرف نگاہ کی ان کو بجائے نماز پر نہ دیکھا۔ بنی اسرائیل کھڑے منتظر و متوجہ تھے۔ تھوڑی دیر کے

ہدایا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنی جائے نذر پر آگئے اور زنجیر میں اپنے پائے مبارک میں پہن لیں یہ دیکھ کے میں نے  
سہرہ شکر کیا۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے قدر و منزلت حضرت پر معلوم کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے مسیب سر اٹھا اور  
سن میں میرے بعد اس دنیا سے رحلت کرونگا۔ جب میں نے اس خبر و حشت اثر کو سنا فطرتاً اشک حسرت  
لہذا آنکھوں سے برسائے حضرت نے فرمایا۔ اگر یہ نہ کرو کہ میرے بعد میرا فرزند علی امام اور تہدار مولا ہے تم کو  
چاہیے ان کا سامان ولایت تمہارے ہو جب تک تم ان کے ہمراہ ہو ان کی متابعت سے دستبردار نہ ہو گے ہرگز  
گلو نہ بھگے میں نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ جب میرا زین ہوا میرے مولا نے مجھے طلب کیا۔ اور فرمایا جو کچھ میں نے  
تم کو خبر دی تھی آج اس سفر آخرت پر عازم ہوں جب میں تم سے پانی مانگ کے پیوں اور میرا شکم نہم قہر سے  
نفع کرے اور اعضا پر دم آجائے اور رنگ چہرہ زردی مائل ہو اس کے بعد سرخ زرد ہو کے برنگھائے مختلف  
دیکھنا اس وقت ہرگز مجھ سے کلام نہ کرنا۔ اور کسی کو قبل وفات میرے حال کی اطلاع نہ دینا۔ میں نے کہا میں وعدہ  
آنحضرت کا خشک خون و ٹنگین کھڑا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت نے بعد ایک ساعت کے پانی طلب کر کے پیا۔ اور  
فرمایا۔ اس سدی میں شاہک طعون کو گمان ہے کہ مجھے غسل دکن دے گا۔ نہایت دشوار ہے یہ امر ہرگز نہ  
ہوگا۔ اس لئے کہ امیدوار دنیا کو سوائے نبی اور وصی کے دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد کھڑا  
ہوں ایک جوان خوش رو کہ نور سیادت و ولایت جہیں مہین سے اسکے لایع تھا اور یہاں نے نبابت و نہایت  
الامت چہرہ نورانی سے ساطع اور حضرت امام موسیٰ کاظم سے بہت مشابہ تھے پہلوئے آنحضرت میں بیٹھا  
ہے۔ میں نے چاہا حضرت سے اس جوان کا نام پوچھوں۔ حضرت نے مجھے آواز دی۔ کہ میں تم سے نہیں  
کہہ سکتا ہوں کہ مجھ سے بات نہ کرتا۔ یہ سن کے میں خاموش ہو گیا۔ بعد ایک لمحہ کے امام مسموم غریب مظلوم نے  
اپنے فرزند دلبند کو دو داغ کر کے بعالم قدس رحلت فرمائی۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام میری نظر سے غائب ہو گئے  
**حال مجہیز و تکفین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** جب خبر وفات حضرت ہارون کو پہنچی اس نے سنا  
غروش و غفلت شہر بغداد سے بلند ہوا۔ اشراق و ایمان و ساکنان شہر حاضر ہوئے۔ حدائے نالہ و فغاں بلند  
ہوئی زمین و آسمان گریہ زاری کر کے مظلومیت آنحضرت پر زار زار روتے تھے۔ سدی طعون ہار و ماں  
دیگر متوجہ نسل ہو۔ اسباب کہتے ہیں کہ جس طرح حضرت نے مجھے خبر دی تھی۔ اسی طرح یہ لوگ گمان کرتے  
تھے کہ حضرت کو غسل دے رہے ہیں اور قسم بخدا ان کا دست نجس بدن طہر آنحضرت تک نہ پہنچتا تھا۔ اور  
وہ لایع یہ جانتے تھے کہ ہم حضرت کو غسل دکن دے رہے ہیں مگر قسم بخدا ان اشقیاء سے کوئی امر نسبت  
آنحضرت واقع نہ ہوا۔ بلکہ امام رضا علیہ السلام مشغول ہوئے اور یہ لوگ حضرت کو نہ دیکھتے تھے جیت حضرت اپنے  
ہر ہر زنگار کے غسل سے سداغ ہوئے مہری طرف مخاطب ہو کے فرمایا۔ اے مسیب لازم ہے کہ میری ماہ

میں شک نہ کرنا اور میرے دامن متابعت سے دستبردار نہ ہونا یقین کہ میں تہلہ میٹھا ہوں۔ اور مقتدا اور بعد اپنے پدربزرگوار کے تجھ پر رحمت خدا ہوں۔ یہ فرما کے حضرت موسیٰ کاظم کو مقبرہ قریش میں جہاں بالغسل مرقہ طہر آنحضرت ہے دفن کیا۔ ابن بابویہ اور دیگر علمائے روایت کی ہے کہ جب سدی ملعون نے جنازہ آنحضرت علیہ السلام اور جہاں مقبرہ قریش میں لے جائے۔ کئی ملعونوں کو حکم دیا کہ ندا کریں معاذ اللہ جسے عبید بن جریث کی طرف دیکھنا منظور ہو وہ موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف دیکھ لے۔ سلیمان بن ابی جعفر برادر ہارون کا دریا کے کنارے ایک مکان تھا۔ جب اس نے لوگوں کے مدائے شور و غوغا سنی اور یہ آواز اس کے مکان میں پہنچی۔ پھر کے نیچے آرا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان ملعونوں کو ہٹا دو اور سامہ اپنے سر سے پھینک گریبان چاک کر برہنہ پا مقبرہ جنازہ آنحضرت روانہ ہوا اور حکم دیا کہ جنازہ آنحضرت کے آگے آگے ندا کریں جسے طیب ابن طیب کی طرف نظر کرنا منظور ہو وہ امام موسیٰ کاظم کی طرف نظر کرے۔ بعد اسکے تمام مردم بغداد جمع ہو گئے مدائے شیون و فغان زمین سے آسمان تک بلند ہوئی جب نعل مبارک کو مقبرہ قریش میں لائے۔ بنیان ظاہر واری پک کھڑے ہوئے متوجہ غسل و کفن و تنوط آنحضرت ہوا اور جو کفن اسے اپنے لئے رکھا تھا اور اس کی قیمت اڑھائی ہزار اشرفی تھی۔ تمام قرآن اس پر لکھا تھا۔ وہ کفن کلام اللہ ناطق یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم کو پہنایا۔ اور باہر از واکرام تمام حضرت کو مقبرہ قریش میں دفن کر کے قبر شریف کو زمین سے چار انگشت بلند کیا۔ اور فریخ گرد قبر مقدس بنا کے قبہ بنوایا دیا۔ جب یہ خبر ہارون کو پہنچی۔ خوف طعن و تشنیع موم اس ملعون نے سلیمان کو ایک نامہ لکھا اس میں اسکی تحسین و آفرین کی اور لکھا کہ سدی بن شاہک نے وہ اہل زحمت میرے حکم سے نہیں کئے تھے اب میں تم سے خوش ہوں کہ تم نے اسے علیحدہ کر دیا آنحضرت کے خدام میں سے ایک خادم نے روایت کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ کاظم کو مدینہ سے عراق کی طرف لے گئے امام رضا علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ ہر شب رخت خواب آنحضرت کو مکان کی کھڑی پہچاننا جب حضرت تعقیب ناز مشاء نوافل سے فرارنا ہوتے تھے ایک نفلہ استراحت فرما کے تمام طب و ہاں بلبلا میں مشغول رہتے تھے جب صبح سموتی تھی مکان میں تشریف لے جاتے تھے حسب ارشاد پدربزرگوار ہر سال تک حضرت اس سنت پر ہر شب قیام فرماتے رہے بعد اسکے ایک شب فرش خواب حضرت کے لئے بچھایا اور انتظار تھا کہ آنحضرت مسجد رسول سے بطریق معبود تشریف لائیں جب قدر انتظار کیا حضرت نہ آئے حضرت کے نہ آنے سے الہی بیت عصمت و جہارت کو نہایت تشویش و فکر ہوئی۔ جب صبح ہوئی حضرت امام رضا تشریف لائے کے پاس گئے اور فرسہ پایا وہ تہکات جو پدربزرگوار نے آپ کے کمرے میں مرحمت کیے امام احمد نے یہ سن کے نوحہ داری کی اور سینہ پر درد سے آہ سرد و مگر کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور فرما دی کہ واللہ آنحضرت نے رحلت کی ہے پس امام رضا نے ان کو غسل و طہر

دسے کے رونے پینے سے منع کیا اور فرمایا اس راز کو افشاء نہ کرنا، بلکہ اس آتش حسرت کو سینہ میں نہا رکھنا کہ ابھی حاکم مدینہ کو خبر پہنچے ہی وہ کہے گا کہ یہ لوگ دھومی امامت رکھتے ہیں اور علم طب کی خبریں جوتے ہیں جو سلوک ان انقیانے پیدا نہ دے کیا وہی مجھ سے بھی کریں گے۔ یہ سن کے جو کچھ اسرار امامت امجد پاس صح ہزار دینار ہر دگی میں تھے سب انہوں نے حضرت کے سپرد کئے اور کہا جس روز حضرت مجھے دوا کرتے تھے فرماتے اس امانت کو کسی پر مطلع نہ کرنا اور جو کوئی میرے فرزندوں سے تمہارے پاس آئے امانت کو ان کے سپرد کر دینا واضح ہو کہ میں بسا دت شہادت فائز ہوتا ہوں اور امام رضا میرا فرزند امام زمان اور جانشین میرا بے دایہ ہوتا ہے۔ بعد کئی روز کے خبر وفات آنحضرت مدینہ میں منتشر ہوئی اور جب ہم نے سب کیا اسی شب وفات آنحضرت واقع ہوئی جس شب امام رضا بتائید الہی مدینہ سے بغداد میں جا کے مشغول تجیز و تکفین والد بزرگوار ہوئے تھے اور اس شب گھوٹن تشویش نہ لائے تھے۔ اس کے بعد امام رضا اور اہل بیت عصمت و طہارت نے حضرت کا

اتم بر پاکہ  
**قصہ رطب ہائے زہر اکو دلعون فضائل و معجزات و علم و کالات امام موسیٰ کاظم سے دل تنگ ہوا**  
 ہنگام حضرت کو قتل نہ کر سکتا تھا اس کی رائے شوم میں یہ آیا کہ حضرت کو زہر سے شہید کرے پس ایک طبق انگور طلب کر کے تھوڑے زہر مار کئے اور سینی منگا کے بیس دلفن ان رطب کے ان سینی میں رکھے اور ایک زہر اور سوئی دوا منگا کے دوا زہر میں بھگوایا اور دوسرے کو کئی کئی دفعہ ایک ایک رطب میں ڈال کے کھینچا تا آنگہ جان گیا کہ زہر نے ان رطب میں اثر کیا ہے پھر ان خرموں کو اور دوسرے خرموں میں رکھ کے سینی خادم کو دی اور کہا اس سینی کو امام موسیٰ کاظم پاس بے جا اور کہہ کے رطب نفیس خلیفہ کے لئے لائے تھے خلیفہ نے یہ نہ پہچان کہ تنہا ان کو نوش کرے بلکہ ان خرموں کو اپنے دست مبارک سے جھانٹ کے بھیجا اور کہا ہے ان سب کو آپ تناول کریں اور خادم کو حکم دیا کہ حضرت کو یہ سب رطب کھلا دنا اور وہیں ٹھہرا رہنا کہ تیرے سامنے سب کھائیں اور سولے حضرت کے کسی دوسرے کو نہ کھانے دینا جب خادم مذکور سینی حضرت پاس لایا اور پیغام ہارون کلہ بنجا یا حضرت نے خلال مانگا اور وہ خادم سامنے کھڑا رہا پس حضرت اس خلال سے رطب اٹھا کے تناول فرماتے تھے ہارون پہا ایک کتا تھا کہ وہ شقی سے بہت دوست رکھتا تھا اور زنجیر پائے ملا اور صبح کا پٹہ اس کی گردن میں ڈلا کرتا تھا اس وقت کہتا باجلا حضرت پتہ توڑا کے زنجیر زمین پر گھسیٹا ہوا حضرت پاس آیا حضرت نے ایک رطب زہر اکو خلال سے اٹھا کے اس کتے کو ڈال دیا اس کتا نے وہ رطب اٹھا کے کھایا اور اسی وقت زمین پر لٹنے اور پلانے لگا اور اعضاء اس کے پارہ پارہ ہو گئے حضرت نے باقی رطب بھی نوش فرمائے وہ خادم سینی ہارون پاس لے گیا اس ملعون نے پوچھا سب رطب انہوں نے کھائے خادم نے کہا ہاں ہارون نے پوچھا بعد کھانے کے ان کا کیا حال تھا خادم نے کہا کوئی تغیر حضرت میں نہیں دیکھا اور جب کتے کا مرنا اس منگ تا پاک

نے منہ مضطرب ہو کے لئے دیکھنے آیا، دیکھا وہ کتا پارہ پارہ ہو گیا اور اثر زہر اس میں ظاہر ہے پس ایک خادم کو بلا کے حکم تلوار لانے کا دیا، اور کہا کہ اگر ان رطب کی خبر صحیح مجھ سے نہ کہے گا تبھے قتل کر دوں گا۔ خادم نے جب تلوار دیکھی جو کچھ گزرا تھا سب عرض کر دیا۔ یہ سن کے اس شفیق نے کہا، امام موسیٰ کاظم کے بارہ میں مجھ سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا۔ ہمارے رطب لہیس کھا کے ہمارے سبک ملز کو مار ڈالا اور عیال ذہر فاش کیا۔

**حکایت کنیز بارون شہید** ابن شہر آشوب نے کتاب انوار سے روایت کی ہے جن دونوں امام نہایت حسین و جمیل حضرت کی خدمت میں زندان میں بھیج دی کہ فساد حضرت اس کی طرف مائل ہوں۔ اور لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائیں یا اس سبب سے وہ کنیز بھیجی کہ اس کے بہانہ سے یہ مکرو فریب حضرت کو شہید کرے جب اس کنیز کو حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ فرمایا مجھے اس کی امتیاج نہیں تم لوگوں کو نظروں میں اسکی قدر ہے۔ اور ہم کو مطلق اس کی قدر نہیں۔ جب یہ خبر بارون کو پہنچی۔ وہ ملعون غضبناک ہوا اور کہا۔ ان سے بھاگے کہو۔ ہم نے تم کو تمہاری مدفماندی و خوشی پر جس و قید نہیں کیا ہے اور ہم کو تمہاری اجازت و کار نہیں ہے یہ کہہ کے اس کنیز کو وہاں چھوڑ کے واپس چلے آؤ۔ جب اس کنیز کو حضرت پاس بھیجا اس ملعون نے مجلس بخت کر کے ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کنیز کی خبر لائے۔ خادم مذکور جا کے واپس آیا اور کہا کہ وہ کنیز سجدہ میں کہہ رہی ہے۔ مسبوح قدوس سبحانک سبحانک ہارون ملعون نے کہا۔ امام موسیٰ کاظم نے اس پر جادو کیا ہے جب اس کنیز کو بلایا۔ آسمان کی جانب کانپ کانپ کے دیکھتی تھی۔ ہارون نے کہا تبھے کیا ہو گیا ہے اس کنیز نے کہا مجھ پر عجیب حالت طاری ہے جب حضرت پاس گئی۔ آنحضرت ہر وقت مشغول ناز تھے میری طرف متوجہ نہ ہوتے جب غار سے فارغ ہوئے مشغول ذکر و تسبیح ہوتے۔ اس وقت حضرت کے قریب گئی اور میں نے کہا۔ کسی خدمت کا مجھے موقعہ کیوں نہیں دیتے حضرت نے فرمایا۔ تیری طرف مجھے کوئی عینہ نہیں۔ میں نے کہا مجھے آپ کی خدمت گزاری کو بھیجا ہے کہ آپ کی خدمت کروں حضرت نے اشارہ سے فرمایا یہ لوگ کس لئے ہیں جب اس طرف میں نے نظر کی ایسے وسیع و بستان ہارن دیکھے جن کی انتہا دکھائی نہ دیتی تھی بانو اربعین و سیدہ ہات ارستہ تھے ان بانوؤں میں حوراں و غلمان نظر آئے کہ ہرگز مثل انکے حسین و جمیل میں نے نہ دیکھے تھے۔ جاہائے حریر و دیبا پہنتے تھے۔ تابھائے مکمل بانو اس جو ہر گراں بہا سر پر رکھ کر ہر قسم کے طعام و سیدہ ہات و طشت و ابرق ہائے لطیف ہاتھ میں لئے حضرت کی خدمت میں کھڑے تھے جب میں نے دیکھا یہ ہوش ہو کے سجدہ میں گئی اور سر سجدہ سے نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ اچکا خادم اپنے ہمراہ مجھے یہاں لایا۔ اس ملعون نے کہا۔ اسے خبیثہ شائد سجدہ میں تو سو گئی اور خواب میں یہ سب تو نے دیکھا ہو کنیز نے کہا۔ قسم بخدا سجدہ کرنے سے پہلے یہ کیفیت میں نے دیکھی اور اس حال کے مشاہدہ سے ایک

دہشت ایسی مجھ پر طاری ہوئی کہ میں نے سجدہ کیا۔ یہ سن کے ہارون نے ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کینز کی خبر رکھا کر یہ قصہ اور کسی سے نہ ذکر کرے وہ کثیر مشغول نماز ہوتی اور ہمیشہ عبادت کیا کرتی تھی۔ لوگوں نے پوچھا نمازیوں پر چھا کرتی تھی اس نے کہا ایک بعد صلح کو میں نے دیکھا کہ وہ ہمیشہ مشغول نماز رہتے ہیں میں نے بھی ان کی پیروی کی۔ پوچھایہ نام بعد صلح تو نے کہاں سے جانا اس نے کہا جن کینزوں کو میں نے بلایا میں دیکھا اور جن عوروں کو مشاہدہ کیا انہوں نے مجھے آواز دی کہ بعد صلح پاس سے دور ہو کہ ہم ان کی خدمت گذری کو آتے ہیں۔ کیونکہ ہم ان کی خدمت گذاری میں نہ تو یس میں نے ان کے کہنے سے جانا کہ لقب حضرت کا بعد صلح ہے اور ہمیشہ وہ کثیر مشغول نماز و عبادت تھی یہاں تک کہ دنیا سے رحلت کی اور یہ واقعہ چند روز قبل شہادت آنحضرت گذرا۔

**اہتمام قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** بعض کتب میں منقول ہے کہ ہارون ہر ایک شخص امر شیعی کو قتل نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے اپنے عاملوں کو جو ملاو فرنگ میں تھے ان کو لکھا میرے پاس ان لوگوں کو بھیج دو جو لوگ خدا اور رسول کو نہیں پہچانتے مجھے ان لوگوں سے ایک کام ہے ان عاملوں نے ایسے پاس آدمی فراہم کر کے بھیجے۔ جب ہارون ملعون پاس حاضر ہوئے ان سے پوچھا تمہارا خدا اور پیغمبر کون ہے انہوں نے کہا ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے بعد اسکے ان لوگوں کو اس گھر میں بھیجا جہاں حضرت امام موسیٰ کاظم قید تھے اور حکم دیا کہ جا کے حضرت کو قتل کرو۔ ہارون ملعون کھڑکی سے اس گھر کو دیکھا رہا تھا کہ حضرت کو یہ لوگ کس طرح قتل کریں گے۔ جب یہ لوگ مکان میں پہنچے اور حضرت پر انکی نظر پڑی تھیں ہاتھوں سے پھینک دیئے افسانہ کا پتے تھے۔ سجدہ میں جا کے رونے لگے حضرت نے دست مبارک ان کے سروں پر میرے ان سے انکی زبان میں باتیں کیں۔ ہارون ملعون نے جب یہ کیفیت دیکھی خوفناک ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو بلوہ ہو جائے پھر اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جلدی ان لوگوں کو مکان سے باہر کرو۔ ان لوگوں نے تعظیم کی وجہ سے حضرت کی جانب پشت نہ کی۔ کچھلے پاؤں چلتے تھے یہاں تک کہ اس مکان سے باہر گئے اور ہارون پاس نہ گئے بلکہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے بغیر رخصت ہوئے اپنے شہر واپس چلے گئے شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظم نے قید خانہ سے دادو بن رابی برکی پاس بھیجا اور فرمایا میں سے کہو حضرت کہتے ہیں لکھی سبب سے تو نے مجھے میرے وطن سے دور کر کے مجھ میں اور میرے عیال میں بخدائی ڈالی ہے جب دادو کوئی پاس گیا۔ اور پیغام حضرت کا پہنچایا۔ اس ملعون نے قسمیں کھائیں اور کہا۔ میری اس امر میں کوئی تقصیر نہیں ہے حضرت نے دوسری مرتبہ کہلا بھیجا کہ مجھے قید خانہ سے رہا کر دے ورنہ

خدا سے تیری شکست کرونگا۔ اور میری نغمین سے تو کچھ نہ سکے گا اور ایسا ہی ہوگا کہ وہ ملعون بہت جلد اپنے اہل قبیحہ کے سبب بد نعین احوال مار گیا اور سلسلہ ہرا کہ قطع ہوا۔ شیخ طوسی و شہراہن آشوب نے سجاد علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب ہارون ملعون نے امام موسیٰ کاظمؑ کو قید کیا ہمیشہ عجائب و معجزات حضرت سے مشاہدہ کرتا تھا۔ اور جو ہانہ حضرت کی شہادت پر کرتا تھا مفید نہ ہوتا تھا پس کئی کی کو اس نے بلا کے کہا کیا تم ہا عجائب اس شخص سے مشاہدہ نہیں کرتے جو میں دیکھتا ہوں جس طرح کی حیرانی ان کے بارے میں مجھے رہا کرتی ہے کہ میرے دل کو ان کے غم و اطم سے فراغت حاصل ہو چکی ہے کہا۔ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ان پر احسان کر کے نہیں قید رہا کر دیکھے اس لئے کہ ان کے قید کرنے سے لوگوں کے دل ہم سے پھر گئے ہیں۔ ہارون نے کہا اچھا زنجیر ان کے پاؤں سے نکال کے انکو میرا سلام کہو اور بیان کرو کہ آپ کا پسٹم کتاب ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ کو قید سے مدد نہ کروں تا وقتیکہ میرے پاس آکے مجھ سے اقرار نہ کرو کہ میں نے تم سے برائی کی مجھے معذور واد کہو آپ کے اس اقرار کرنے اور اس سوال سے کوئی عذر و ننگ نہ ہوگا۔ اس وقت یحییٰ بن خالد برکی کو کہ میرا اعتماد اور وزیر ہے آپ پاس بھیجتا ہوں کہ اس سے اپنے جرم کا اقرار کر کے معاف چاہو اور جو کچھ میں نے کہا ہے اسکی تعمیل کرو کہ میں اپنی قسم سے بری ہو جاؤں۔ پھر آپ کو اختیار ہے جہاں چاہے چلے جائیے جب تک میں نے پیغام اس شفیق کا حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا ایک مہنت سے زیادہ میری عمر کا زمانہ باقی نہیں۔ اسے بھی جب مہنت آئے میرے جنازہ پر حاضر ہو کے نماز پڑھنا اور واضح ہو کہ جب ہارون ملعون بمقام رتو جا کے بجانب عراق معاودت کر لیا۔ مجھ سے اور تیری اولاد سے مغفوت ہو جائیگا اور تمہارے سلسلہ کو قطع کرے گا۔ مجھے بے خوف رہنا لازم نہیں۔ اسے بھی میرا پیغام اس ملعون کو پہنچا اور کہہ دے کہ بروز جمعہ میرے انتقال کی خبر مجھے پہنچے گی اور بروز قیامت جب حق تعالیٰ کے سامنے ہم اور تم حاضر ہونگے اور خداوند عالم مجھ میں تم میں حکم کرے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ظالم و گنہگار کون ہے و اسکا یہ سن کتنے کبھی گریاں خدمت حضرت سے باہر آیا اور ہارون پاس جا کے قصہ نقل کیا۔ اس ملعون نے کہا۔ موسیٰ بن جعفر اگر چند روز پہلے اس سے دعوئی امامت کرتے اور یہ باتیں چھوڑ دیتے تو بہتر تھا جب جمعہ آیا حضرت نے رحلت فرمائی اور انتقال حضرت کے وقت ہارون ملعون مقام دامن چلا گیا۔

**جواب مسائل از طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام** شیخ طوسی نے علی بن سواد سے روایت کی کہ اس نے کہا جن دونوں امام موسیٰ کاظمؑ جس و قید ہارون میں تھے میں نے ایک مہنتہ خدمت حضرت میں لکھا۔ اور بعد مزاج پر بھی چند مسائل کا استفسار کیا بعد ایک مدت کے میرے مہنتہ اور مسائل کا جواب پہنچا عنون خط پر بعد حمد و ثناء کے الہی

دریان مخالف و معارت ربانی حضرت نے لکھا تھا۔ کہ ابابعد تم نے خط لکھ کے چند مسائل دریافت کئے تھے اور میں ان کے جوابات میں تکیہ کرتا تھا۔ اور ان کا انخام مجھ پر جائز تھا۔ اب چونکہ میں نے یہاں لیا سلطنت جباروں کی مجھ سے آخر ہو گئی ہے اور ان کے تحت فرمان سے باہر ہو کے داخل سلطنت ایسے خداوند کا ہوتا ہوں جو مالک سلطنت عظیم ہے اور اس دنیا سے مفارقت کرتا ہوں جس نے اپنے کسی دوست سے وفا نہیں کہہ سکتا انہوں نے اس کی محبت میں اپنے پروردگار کی مخالفت کی لہذا میرے مسائل کا جواب لکھتا ہوں واضح ہو کہ ضعفائے شیعہ اپنے دین میں حیران نہ ہوں خدا سے خوف کر کے جو کچھ میں نے تجھے لکھا ہے اس کو نااہل سے نہ کہنا۔ اور موجب فتنہ و بلا اپنے پیشواؤں کا نہ ہونا۔ تحقیق کہ اوّل وہ چیز جس کی تجھے اطلاع دینا ہو یہ ہے کہ اپنی غیر مرگ مجھے بیان کروں مجھے مطلع کرتا ہوں کہ ان دنوں دنیا سے مفارقت کرنے والا ہوں بلیر اسکے کہ مفارقت دنیا کے فانی سے جزا کروں یا اس سے یا جو کچھ راہ خدا میں کیا ہے نادم و پشیمان ہوں یا یہ کہ تھابا کے خدا میں شک کروں پس لازم ہے کہ سرودۃ الوثائق اہل بیت رسالت سے متمسک ہو اور ہر ایک امام کا بعد دوسرے امام کے اقرار کر اور ہر ایک دہی کا بعد دوسرے دہی کے قائل رہ اور ان سے بمقام نقیہ و تسلیم رہ ان کی گفتار و کردار سے راضی رہ مولف فرماتے ہیں کہ یہ نامہ طولانی ہے مگر میں نے مقتدر سبب لول التفتاح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کتاب بیوان البیوات میں کتاب وصایا کے علی بن محمد زیاد شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فی صیری سے روایت کی ہے کہ جب سندی شاہک ملعون نے رطب زہر آلود حضرت کے بے بھیجے آپ بھی آیا کہ دیکھے حضرت نے تناول فرمائے یا نہیں اور وہ فتنی اس وقت آیا۔ جب حضرت رطب زہر آلود تناول فرما چکے تھے۔ اس شقی نے کہا۔ اور تناول کیجئے حضرت نے فرمایا جی قدر میں نے کھائے انہیں سے تیرا مطلب حاصل ہے زیادہ کھانے کی اقیاج نہیں پس چند روز قبل وفات حضرت اس شقی نے قاضیوں عادلوں کو جمع کر کے حضرت کو ان کے سامنے بلایا اور کہا لوگ کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم کو قید خانہ میں شدت تنگی رکھا ہے تم سب ان کا حال دیکھو اور گواہ رہو کہ ان کو بیماری نہیں ہے اور میں نے ان پر تنگ گیری بھی نہیں کی ہے حضرت نے فرمایا۔ اسے گروہ عم گواہ رہو کہ تیسرا روز ہے اس نے مجھے زہر دیا ہے۔ بظاہر میں صحیح و سالم جاتا ہوں لیکن زہر نے باطن میں اثر کیا ہے آج آخر وقت میرا رنگ سرخ ہو جائے گا۔ اور کل بہت زرد ہو گا۔ اور پرسوں میرا رنگ سفید مانس ہو جائیگا۔ اور اسی وقت برحمت و خوشنودی حق تعالیٰ متوفی ہو گا جب تیسرا دن آخر ہو اور روح مقدسہ آنحضرت صلا علیہم اجمعین پیغمبروں صدیقوں شہیدوں سے ملحق ہوئی و مقتضائے آیت کریمہ واقعاً الذین یضیعون وجہہم لعلی رحمۃ اللہ آنحضرت رو سفید جانب ریاض رضوان مشرقین سے گئے۔ کتاب بصائر الدجّان

میں بسند ہائے خبر طاعت کی ہے کہ ابراہیم بن ابی عمرو نے امام رضا سے پوچھا کہ امام اپنا وقت وفات جانتا ہے حضرت نے فرمایا ہاں جانتے تھے۔ ابراہیم نے کہا۔ والستہ حضرت نے تناول فرما کے اپنی ہلاکت پر اعانت کی حضرت نے فرمایا ہاں ابراہیم نے کہا امام موہی کاظم کو کبھی برکی نے رطب زہر آکو دھینچے کیا وہ جانتے تھے کہ ان کو دہراؤ کیا ہے حضرت نے فرمایا قبل تناول تاکہ سامان اس کا درست کر دیں اور کھاتے وقت حضرت کے دل سے عمو ہو گیا۔ اسلئے کہ قضاے حق تعالیٰ ٹل نہیں سکتی شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن طاہر نے امام رضا سے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار کو کبھی بن خالد برکی نے زہر دیا تھا حضرت نے فرمایا ہاں تیس واہ رطب میں زہر دیا تھا۔ اس نے کہا کیا امام جانتے تھے کہ ان خرموں کو زہر آکو دیا ہے حضرت نے فرمایا اس وقت فرشتہ محدث نام جو کہ خدا کی طرف سے تائیں کرتا تھا غائب ہو گیا بلوی نے کہا محدث کون ہے حضرت نے کہا ایک فرشتہ جبرئیل و میکائیل سے زیادہ تر بزرگ ہے جو کہ حضرت رسول کے ہمراہ رہتا تھا اور سب اماموں کے ہمراہ بھی مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح اورد ہوئی ہے اور بعض احادیث سابقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنگام تناول بھی حضرت جانتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ یہ احادیث موافق معقول اکثر خلق وارو ہوئے ہوں اور عملاً ایسے مطالب کی تحقیق احوال امام حسین میں مذکور ہوئی کہ تکلیف ائمہ معصومین کی مثل دیگران نہیں ہے اور خاص اس بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ آنحضرت کو ان خرموں کا نہ کھانا اس وقت مفید تھا جب کہ ابن اثیر کے ہاتھ سے رہائی پاتے اور وہ ظالمین کسی دوسری طرح بھی قتل نہ کر سکتے لیکن حضرت جانتے تھے کہ اگر اس زہر سے فہید نہ ہوتے دوسری طرح جو کہ اس سے زیادہ امر ضیعیع ہوتا حضرت کو شہید کرتے پس ہو سکتا ہے کہ سہل بات کو اختیار فرمایا ہے واضح ہو کہ ایسے امور میں فکر نہ کرنا اور جو کچھ ان حضرت مہربان سے صادر ہوا اس کی بھلا تصدیق کرنا میں حق و ثواب اور اولیٰ و احوط ہے۔

## فصل تیسری

### بیان مصائب شیعان اہل بیت

جو ظلم و ستم زمانہ آنحضرت میں شیعان و سلاہیزان آنحضرت پر گذرے ہیں چنانچہ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن زید نیشاپوری سے روایت کی ہے کہ کہا مجھ میں اور حمید بن عطیہ طوسی میں ایک معاملہ تھا ایک سال اسکے پاس گیا جب اس نے میرے آنے کی خبر پائی اس دن قبل اسکے کہ سفر کے کپڑے اتاروں اس نے مجھے طلب کیا رمضان مبارک کا وہ مہینہ تھا وقت زوال جب میں اس کے پاس گیا دیکھا اس مکان میں بیٹھا ہے جس میں ایک نہر جاری ہے جب میں سلام کر کے بیٹھا ایک آفتابہ اور لگن اس کے سامنے لائے

اس نے اپنے ہاتھ دھو کے مجھ سے بھی کہا کہ اپنے ہاتھ دھو پھر خوان طعام آیا اور میں بھول گیا کہ رمضان کا مہینہ سپا اور صوم سے ہوں۔ جب کھانے پر ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت مجھے یاد آیا۔ فوراً میں نے ہاتھ روک لیا۔ حیدر نے کہا۔ کیوں نہیں کھاتے۔ میں نے کہا۔ ماہ مبارک رمضان ہے۔ میں نہ بیمار ہوں اور نہ کوئی سبب ہے کہ افطار کروں شاید آپ کو ایسا اندر ہے کہ ہاسٹ افطار ہوتا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں بھی بیمار نہیں ہوں بلکہ صحیح و سالم ہوں۔ یہ کہہ کر رونے لگا جب کھانے سے فارغ ہوا میں نکلا۔ یہاں الامیر اپنے گریہ کیوں فرمایا۔ اس نے کہا۔ صابر نے کاسبب یہ ہے کہ جب ہارون طوس میں تھا۔ ایک شہب مجھے طلب کیا۔ جب ان کے پاس پہنچا دیکھا اس کے قریب شمع روشن ہے اور ایک شمشیر منہ بھی اسکے سامنے رکھی ہے۔ اور ایک خادم سامنے کھڑا ہے جب اس نے مجھے دیکھا۔ کہنے لگا۔ تمہاری اطاعت کس درجہ تک ہے میں نے کہا۔ جان و مال سے آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں۔ یہ سن کے اس نے ایک ساعت میرے پیچھے کھا۔ پھر حکم دیا یہاں سے چلا جا جب مکان واپس آیا۔ پھر ایک چوہدار آ کے مجھے بلا لے گیا۔ اس قہقیر ڈرا اور کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون گویا میرا قتل لے منظور ہے اس وقت اس نے مجھے دیکھ کے شرم کی اب پھر بلا یا ہے کہ قتل کرے جب اس کے قہقیر میں گیا اس نے پھر وہی پوچھا۔ کہ تم میرے کس درجہ مطیع ہو میں نے جواب دیا کہ اپنے زن و فرزندوں جہاں و مال سے مطیع و فرمانبردار ہوں یہ سن کے وہ تبسم ہوا اور رخصت کیا۔ جوں ہی گھر میں پہنچا۔ دوسرا چوہدار بلانے آیا جب میں داخل نہیں ہوا۔ پھر مجھ سے ہارون نے وہی سوال کیا۔ میں نے کہا۔ جہاں و مال و دن و فرزند اور دین سے آپ کی اطاعت میں حاضر ہوں۔ جب اس نے یہ سنا ہنسنے لگا۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار کو اٹھالے اور جو کچھ یہ خادم کہے اس کی تعمیل کر یہ سن کر خادم نے تلوار میرے ہاتھ میں دی اور مجھے ایک مکان میں لے گیا جس میں قفل لگا تھا۔ اس خادم نے قفل کھولا۔ اور مجھے اس گھر میں لایا۔ جب میں مکان کے اندر گیا۔ ایک کنواں صحن میں کھیا اور تین کوٹھڑیاں اس صحن کے اطراف میں تھیں اور ہر ایک کوٹھڑی مقفل تھی۔ اس خادم نے ایک کوٹھڑی کھولی اس میں آدھی جوان و ضعیف و طفل بن کے سرودوں پر گیسو اور کاگل تھے مجھے نظر پڑے سب بخیر و میں بکڑے تھے اور سب کے سب فرزندان امیر المؤمنین و فاطمہ سے تھے پھر اس خادم نے کہا تم کو غلیفہ نے حکم دیا ہے ان سب کو قتل کرو۔ وہ غلام ایک ایک گہباہر لاتا تھا۔ اور میں اس کنویں کے کنارے ان کو قتل کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ سب کو قتل کر کے سر اور بدن کنویں میں پھینک دیتے اس خادم نے دوسری کوٹھڑی کھولی۔ اس میں بھی میں نے فرزند ان علی فاطمہ سے تھے۔ غلام مذکور نے کہا۔ غلیفہ نے تم کو اٹکے بھی قتل کا حکم دیا ہے۔ ایک ایک کو خادم باہر لاتا تھا اور میں قتل کر کے کنویں میں پھینک دیتا تھا۔ یہاں تک میںوں سادات معصومہ و مظلوم کو میں نے قتل کیا۔ پھر اس خادم نے میری کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اس

کو ٹھہری میں بھی نہیں سادات علوی و فاطمی قید تھے اور گیسو و کا کل علامت سادات ان میں تھے۔ خادم نے کہا: جیلغہ نے تم کو حکم دیا ہے ان کو بھی قتل کرو۔ ایک ایک کو وہ کو ٹھہری سے باہر لاتا اور میں قتل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ان میں ۹ سادات کو میں قتل کر چکا جب وہ خادم میسوی کو باہر لایا۔ وہ ایک مرد ضعیف تھا۔ اس نے کہا: اے ملعون تیرا ہاتھ خشک ہو۔ بروز قیامت میرے جد جناب رسول خدا کو کیا جواب دے گا اور کیا عذر کرے گا۔ جب وہ مجھ سے سوال کر رہا تھا کہ تو نے ساتھ نافر میرے فرزند ان مظلوم کو کس وجہ سے ظلم و جور قتل کیا۔ جب اس مرد پیر سے میں نے یہ کلام سنا۔ کانپنے لگا۔ اور بدن میں رعشہ پڑ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ غلام میرے پاس آیا۔ اور مجھے لاکھڑا میں نے ان پیر بزرگوار کو بھی قتل کیا۔ اور ان سب کو کنویں میں ڈال دیا۔ اے عبد اللہ جبکہ میں نے فرزند ان حضرت رسول سے ساتھ آؤنی ظلم و ستم قتل کئے ہوں۔ پھر غار روزہ سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ یقین ہے کہ ہمیشہ جہنم میں ہوں گا

\*\*\*\*\*

# باب ششم

بیان تاریخ ولادت و وفات زیدہ اصفیاء امام اتقیا پناہ غربا شہید زہر جفا

امام ہشتم علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام  
فصل اول

بیان تاریخ ولادت و نسب و کنیت و لقب حضرت

اسم شریف علی کنیت ابوالحسن و مشہور ترین القاب رضا ہے و فاضل در ضی و دلی و قرۃ عین المؤمنین و  
فیض المکرمین بھی کہتے ہیں ابن بابویہ نے بسند معتبر برطی سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے بعد موت امام محمد  
تقی عرض کیا کہ ایک گروہ مخالفین کا گمان ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کا لقب رضا مامون نے رکھا ہے جب حضرت  
کو اس نے اپنا ولی مہر قرار دیا تھا۔ امام محمد تقی نے فرمایا۔ درود کہتے ہیں بلکہ صحیحانہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بلفظ  
رضا لقب کیا۔ . . . . اس لئے کہ آنحضرت آسمان پر پسندیدہ خدا تھے  
اور رسول خدا وائمہ ہدیٰ زمین پر ان سے خوشنود تھے ان کو امامت کیلئے پسند کیا۔ راوی نے کہا آیا آپ کے  
سب بزرگوار پسندیدہ خدا اور ائمہ ہدیٰ نہ تھے حضرت نے فرمایا ہاں سب تھے۔ راوی نے کہا پھر خاص حضرت  
کو ان سب حضرات میں اس لقب سے کیوں مخصوص کیا حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ مخالفین و دشمن بھی حضرت  
سے اسی طرح راضی تھے جس طرح دوست خوشنود تھے اور اتفاق حضرت کا دوست دشمن سے تھا۔ اس کیلئے  
آنحضرت کو اس لقب سے لقب کیا۔ ایضاً بسند معتبر سلیمان بن جعفر سے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظم ہمیشہ اپنے  
فرزند کو رضا کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے فرزند کو رضا کہو اس لئے کہ میں نے اپنے اس فرزند کو رضا کہا ہے  
الوجیب آنحضرت کو خطاب کا پتر تھے ابوالحسن کہتے تھے۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام موسیٰ کاظم اور مادر گرامی آنحضرت ام  
ولہ تعین کہ ان کو مکرم و عجمہ داری و سکن و سما دام البنین کہتے تھے اور بعضوں نے فیضان و مفر و مفر بھی نام لکھا ہے۔  
ابن بابویہ نے بسند معتبر علی شیم سے روایت کی ہے کہ عیدہ خاقان  
حکایت والدہ امام رضا علیہ السلام مادر گرامی امام موسیٰ کاظم کہ منجد اشرف و دین گان ہم سے نصیر

نے ایک کینز غریبی اور اس کا کتم نام لکھا۔ اور یہ کینز غفلت و دین دیا میں بہترین زمان بھی اور اپنی خاتون حمیدہ کی بہت  
تعلیم و کرم کوئی تھی جس روز سے خرید اٹھا۔ کبھی برابر اپنی بی بی کے تعظیماً نہ بیٹھی تھی پس حمیدہ خاتون نے ایک  
روز امام موئی کاظم سے عرض کیا۔ اسے فرزند گرامی تکتم ایسی کینز ہے کہ میں نے اس سے بہتر تعلیم دی و حسن و ادب  
میں نہیں دیکھی ہیں جانتی ہوں کہ جو فرزند اسے پیدا ہو گا پاکیزہ و طہر ہو گا۔ لہذا اس کینز کو میں تمہے مشتاقم سے اس کی رعایت و  
حرمت کرنے کو کہتی ہوں جب امام رضا اس سے پیدا ہوئے اس کا نام طاہرہ رکھا۔ امام رضا دودھ بہت پیتے تھے  
ایک روز طاہرہ نے کہا ایک لانا جو بزرگی جانے کہ وہ بھی دودھ پلائے۔ کہا کیا تھا اسے دودھ کم ہے طاہرہ نے  
کہا۔ میں تم سے کچھ بڑی ہوں میرے دودھ کم نہیں لیکن نوافل و اور اوجس کی مجھے پہلے سے عادت ہے۔ دودھ پلانے  
سے کم ہو گئے ہیں اس سبب سے میں ایک آنا چاہتی ہوں کہ میرے اور اود نوافل ترک نہ ہو جائیں لہذا مجھے رولت کی  
ہے کہ جب حمیدہ خاتون نجمہ کو خرید ایک شب جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا حضرت نے ان سے کہا۔ اے حمیدہ  
اپنی کینز نجمہ کو اپنے فرزند امام موئی کاظم کو دید کہ اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہو گا جو بہترین اہل زمین ہو گا  
اس سبب سے حمیدہ خاتون نے نجمہ کو دیا۔ ایضا لہذا لہذا معتبر ہشام سے رولت کی ہے کہ کہا ایک روز امام موئی  
کاظم نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں کوئی معلوم ہے کہ مغرب سے ایک بروہ فروش کہاں آیا ہے میں نے کہا۔ یا حضرت  
مجھے نہیں معلوم حضرت نے فرمایا بیشک آیا ہو گا آؤ اس کے پاس چلیں یہ کہہ کے حضرت سوار ہوئے اور میں بھی  
خدمت حضرت میں سوار ہو کر چلا جب مقام معبود پہنچے دیکھا کہ ایک تاجر مغرب کا آیا ہے اور بہت سے غلام  
اور کینز بھی لایا ہے حضرت نے فرمایا۔ اپنی کینز میں مجھے دکھاؤ۔ تاجر نوکٹہ نریں لایا حضرت نے فرمایا۔ ان میں سے  
میں کسی کو نہیں چاہتا۔ اور لاؤ۔ اس نے کہا۔ سو اٹے انکے اور میرے پاس کوئی کینز نہیں حضرت نے فرمایا۔ بلکہ ہے  
لازم ہے۔ کہ اسے بھی لے آؤ۔ اس نے کہا قسم سچا سو اٹے ایک کینز کے کہ وہ بھی بیاد ہے اور کوئی کینز نہیں  
حضرت نے فرمایا۔ اسی کو لے آؤ جب اسنے انکار کیا حضرت دولت سرائے واپس تشریف لائے۔ دوسرے روز  
حضرت نے مجھے اس تاجر پاس بھیجا۔ اور فرمایا جس قیمت کو وہ کہے اس کینز بیمار کو میرے لئے لے آؤ  
جب میں نے ہلکے اس تاجر سے اس بیمار کینز کو طلب کیا اس نے بہت قیمت مانگی۔ میں نے کہا اے  
قیمت پر میں نے مول لی۔ اس نے کہا میں نے بھی فروخت کی۔ لیکن مجھ سے کہو وہ کون صاحب ہو گا۔ میں نے  
تھا اسے ہمراہ تھے میں نے کہا۔ وہ بنی ہاشم سے ہیں اس نے کہا کس سلسلہ سے میں نے کہا۔ اور کچھ میں  
نہیں جانتا اس تاجر نے کہا۔ واجع ہو کہ اس کینز کو اطرون بلاد مغرب سے میں نے خرید اے پھر کہا سزاظر نہیں ہے کہ  
یہ کینز تمہارے پاس ہے۔ بلکہ یہ امر ضروری ہے کہ یہ کینز بہترین اہل زمین پاس ہے۔ اور جب یہ اس کے تصرف  
میں آئے ایک زمانہ کے بعد اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہو جس کی اہل مشرق و مغرب اطاعت کریں امام

رضان سے متولد ہوئے، ایضاً بسند معتبر نجمہ مادر آنحضرت سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب میں حاملہ ہوئی تو بزرگوار ہوئی کسی طرح کی گرانی اپنے میں رہا تو ہی صدمے تبسج و تہلیل و تہسید میرے شکم سے آتی تھی اور مجھے عوف ہوتا تھا جب ۶۰ روز بعد متولد ہوا۔ اس نے اپنی دست مبارک زمین پر رکھا اور سر مطہر بجا اب اسمان بلند کر کے بھائے کو حرکت دی۔ اور اس طرح کلام کیا کہ میں نہ سمجھی۔ اس وقت امام موسیٰ کاظمؑ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ نجمہ تم کو کرامت پروردگار مبارک ہو۔ پھر اپنے فرزند سعادتمند کو ایک جامہ سفید پہنا کے حضرت کو دیا اور حضرت نے دہننے کان میں اذان اور بایں کان میں اقامت کہی اور اب فرات مانگا اور تالو اس سے اٹھا کے میری آغوش میں دیا اور فرمایا اس فرزند کو لو کہ یہ بقیۃ اللہ حجت خدا خلائق پر ہے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر محمد بن زیاد سے روایت کی ہے کہ کہا جس روز امام رضا متولد ہوئے اس دن امام موسیٰ کاظمؑ سے میں نے مسئلہ کہ فرماتے تھے یہ میل درند خفتہ کیا ہوا۔ پاک و پاکیزہ متولد ہوا ہے اور جمیع ائمہ اسی طرح متولد ہوئے ہیں لیکن ہم مقام ختمہ پر تابت سنت کے لئے استرا رکھتے ہیں تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعض روز ولادت پنجشنبہ اور بعض جمعہ کہتے ہیں ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت مدینہ میں بروز پنجشنبہ گیارہویں ماہ ربیع الاول ۲۸۵ھ میں بعد وفات جناب مادیق متولد ہوئے۔ اور کلینی نے ولادت باسعادت ۲۸۵ھ لکھی ہے اور بعضوں نے گیارہویں ماہ ذی الحجہ ۲۸۵ھ لکھی ہے۔ شیخ طبری نے گیارہویں ماہ ذی قعدہ ۲۸۵ھ لکھی ہے اور نقیض لکھیں آنحضرتؐ بروایت معتبرہ جو کہ خود حضرت سے منقول ہے مَا شَاءَ اللَّهُ۔ وَلَا يُفْلِحُ إِلَّا بِأَمْرِ اللَّهِ و بروایت دیگر جیسی اللہ تھا۔

## فصل دوسری

### بیان خبر و نبیاجت رسول خدا اور جناب امیر کا اور خود حضرت کا اطلاق کو نبیاشہد اپنی

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص غراسان کا رہنے والا بعد موت حضرت امام رضا حاضر ہوا اور کہا میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا ہے اے اہل غراسان تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے چاہے تو تمہاری زمین پر دفن کریں اور تم کو میری امامت سپرد کریں اور وہ میرا ستارہ تمہاری زمین میں چمکنا ہو جائے۔ امام رضا نے فرمایا وہ میں ہی ہوں جو تمہاری زمین میں دفن ہوگا اور ہمارے تمہیں ہر و امامت رسول خدا و خیم فلک امامت و خلافت میں ہی ہوں جو کوئی میری زیارت کرے اور میلحق پہچانے اور میری اطاعت کو اپنے اوپر لازم جانے میں اور میرے بزرگ روز قیامت اسکے شفیع ہوں گے اور جس کے ہم شفیع ہوں البتہ نہ نجات پاتا ہے ہر چند اس پر گناہ جن دانس کے ہوں تحقیق کہ خبر دی مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے

بزرگوں سے کہ فرمایا رسول خدا نے جو کوئی مجھے خواب میں دیکھے اس نے مجھے دیکھا ہے اس لئے کہ شیطان میری ہمت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میرے کسی وحی کی صورت بن سکتا ہے اور نہ ان کے کسی شیعہ خاص کی صورت بن سکتا ہے۔ تحقیق کہ سچا خواب ایک جز مقرر جز پیغمبری سے ہے۔ پس معتبر آنحضرت سے منقول ہے کہ کہا: قسم بخدا ہم اہل بیت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو قتل یا شہید نہ ہو ہو لوگوں نے کہا: یا ابن رسول اللہ آپ کے کون شہید کرے فرمایا بدترین خلق خدا میرے زمانہ میں مجھے شہید کرے گا۔ اور باز دینار سے دور زمین غربت میں مجھے دفن کرے گا پس جو کوئی میری موت میں زیارت کرے گا۔ خداوند عالم ایک لاکھ شہید اور ایک لاکھ حج کرنے والوں کا اور ایک لاکھ کھرو کھرو والوں اور ایک لاکھ جہاد کرنے والوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔ اور ہمارے زمرہ میں وہ شخص مشور ہوگا۔ اور درجات عالیہ بہشت میں ہمارا رفیق ہوگا۔ ایضاً۔ پسند معتبر حسن بن جم سے روایت کی ہے کہ کہا جب ماموں معون نے علماء و فقہاء کو جمع کیا کہ امام رضا سے بحث کریں۔ اور حضرت با حشرہ میں سب پر غالب آئے۔ اور سب نے اقرار فضیلت آنحضرت کیا۔ بعد اسکے مجلس مہموں سے اٹھ کے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی۔ میں خدمت آنحضرت میں تھا۔ میں نے کہا میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے ماموں کو آپ کا مطیع کیا۔ اور آپ کی عزت و توقیر میں مبالغہ کیا اور نہایت سبوح کوشش کرتا ہے حضرت نے فرمایا: اسے پس ہر جہم تجھے وہ بات فریب نہ دے جو تو اس سے دیکھتا ہے۔ کہ وہ میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور میرے سخن کو بسع قبول نشا ہے۔ لیکن بہت جلد وہ شیعی نظم و ستم مجھے زہر سے شہید کرے گا اور یہ وہ خبر ہے جو کہ بزرگوں سے مجھے ملی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ اس خبر کا ذکر نہ کرنا۔ ایضاً۔ جعفر محمد بن زکریا سے روایت کی ہے کہ کہا: میں راہ خراسان میں بندہ مت بناب اما رضا پانچا حضرت نے فرمایا: اس راہ میں جاؤ ہوں مگر پھر رنگا نہیں۔ اور شہر طوس میں پہلوئے ہارون میں دفن ہوئے گا۔ اور میرا فرزند منظوم میرے ہاتھ کے پہلوئے مبارک میں بغداد میں دفن ہوگا۔ ایضاً۔ پسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: میرا ایک پادشہ خراسان میں دفن ہوگا جو کوئی مومن اس کی زیارت کرے۔ ابنتہ بہشت اس پر واجب ہوگا۔

---

۱۔ سید العادین جناب رسول خدا کے فرمان سے اور شہادت و مدفن امام سے کہ امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ رسول پاک اپنی اولاد اور امت کے افراد کے مرنے چھٹے اور دفن ہونے کا علم رکھتے تھے اسی کو کہتے ہیں علم غیب کا حامل ہونا۔ نیز اس حدیث کو صاحب تفسیر نے ص ۱۸۱ پر بھی نقل کیا ہے عن الامام علی المرتضیٰ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال سید من بعضہ منی بخیر انسان ما زادہا مکروب الا نفس اللہ کہ تیبہ ولا فو لہ الا غفر اللہ لہ وقال عن عائشہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زاد ولوی جالطوس فادناہم جودۃ قالت موقۃ فقال مویہن قالت مویہن فقال ثلث حدایث فسکت عائشہ و لوط مشکئی بیہدۃ الی سبعین۔ امام علی رضا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ محروپ میرے بلکہ کا ایک مگر خراسان میں دفن ہوگا۔ جو محروپ و ستم رسیدہ اس منظوم کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس (امامی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور جنم اس کے بدن پر حرام ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب صادق نے فرمایا میرے فرزند موسیٰ کا ایک فرزند ایسا ہوگا جو ہمنام علی ہوگا اسے خراسان نے جاکے زہر سے شہید کر دیں گے اور عزت میں دفن کیا گئے جو کوئی اسکی زیارت کرے اور اسکے حق کو پہچانے خداوند عالم اس کا ثواب ان کا عطا کرے گا جنہوں نے قبل فتح مکہ مکرمہ خدایں اپنے جان و مال کو خرچ کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند خراسان میں قتل و شہید ہوگا۔ اور اس کا نام مثل میرے نام کے ہوگا۔ اور باپ اسکا ہمنام موسیٰ بن عمران ہوگا جو کوئی اسکی اس عزت میں زیارت کرے گا۔ خداوند عالم اس کے گناہان گذشتہ و آئندہ کو بخش دے گا۔ اگرچہ گناہ اس کے بعد ستارہ ہائے آسمان و قلوب ہائے ہارن و برگھائے درختان ہوں۔

## فصل تیسری

### بیان کیفیت و سبب شہادت حضرت امام رضا علیہ السلام

روایات معتبرہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جب ماموں ملعون نے کہ خلفائے شقاوت اساس نبی عباس سے تھا۔ فرمان اطراف عالم میں جاری کئے حکومت ولایت عراق لب حسن بن سہیل کے سپرد کی اور آپ مقام مرد مقیم ہوئے۔ اطراف ممالک مجاور زمین میں ہزار قتلہ و آشوب بلند ہوا۔ بعضے سادات نے بطیع خلافت راہت ملافت بلند کیا۔ اور عجب یہ خبر میں بمقام مرو اس شقی کو پہنچی اس ملعون نے فضل بن سہیل ذوالریاستین سے جو کہ وزیر و شیر اس کا تھا۔ مشورہ کیا۔ بعد تدبیر و فکر تمام ان دونوں بد انجام کی رائے اس پر قرار پائی کہ امام رضا کو مدینہ سے طلب کر کے ان کو اپنا ولی مہد کرنا چاہیئے تاکہ جمیع سادات بطیع ہو جائیں۔ اور طمع خلافت سے باز رہیں پس رہا میں ضحاک کو ہمراہ گروہ مخفوس بکتاب مدینہ خد مت امام رضا روانہ کیا۔ کہ حضرت کو سفر خراسان کی ترغیب کریں جب یہ لوگ مدینہ مت آنحضرت پہنچے حضرت نے پہلے توبہ ستانکار کیا۔ اور جب ان لوگوں نے یہ یہاں پہنچا کیا۔ مجبوراً حضرت نے وہ سفر عنایت اثر اختیار کیا۔ ابن بابویہ نے بسند حسن و ثناء سے روایت کی ہے کہ جناب امام رضا نے فرمایا جب ہما ہا مجھے مدینہ سے باہر لے جائیں اس وقت میں نے اپنے خیال پر پشیمان ممالی کو بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۳ کی سخن و مصیبت کو رفع کر دیا۔ اور جو گنہگار و خطاکار اس کی زیارت کو جاکے گا۔ خدا اسکے گناہوں کو بخش دے گا نیز حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول پاک نے فرمایا جو کوئی شہر طوس میں ہمارے فرزند کی زیارت کرے گا۔ اسے عیث اللہ کے برابر ثواب ہوگا۔ میں نے جبران ہو کر پوچھا کیا ایک حج کا ثواب ملے گا حضرت نے فرمایا دو حج کا۔ پھر میں نے پوچھا دو حج کا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ تین حج کا ثواب ملے گا۔ یہ سن کر میں خاموش ہو گئی حضرت نے فرمایا۔ اسے عائشہ اگر تو خاموش نہ ہوتی تو میں ستر حج تک پہنچتا۔

(کوثر زین العابدین علیہ السلام)

جمع کر کے ان سے اپنی خبر شہادت بیان کی اور کہا میں اس سفر سے واپس نہ آؤں گا اب میری قبریت میں قیام کر کے مجھ پر  
نوحہ داری کرو اور اٹک حیرت اپنی آنکھوں سے برساؤ یہ کہسے میں نے اپنے ہر اہل بیت کو دل کیا اور بارہ ہزار وینار  
طلا ان پر تقسیم کئے بسند معتبر دیگر نول سیسانی سے روایت کی ہے کہ جب امام رضاؑ نے مدینہ سے سفر کا عزم کیا کہ مجھ  
میں جاکے فوج مقدس جہد بزرگوار کو دلا کر کے قطرات اشک خنجرین مفارقت حضرت سید المرسلینؐ دروضہ مقدس سے  
ہے تاب ہو کے پھر واپس آئے اور کر دلا کیا اور کئی مرتبہ اس طرح دلا کر کہ چند قدم واپس جاتے اور پھر واپس  
ہو کے گریہ دزاری فرماتے۔ روضہ میں واپس آتے تھے جب ہاؤں پر حسرت مرقدہ مطہر حضرت رسالت سے بھلا ہونے  
میں نے بخدمت حضرت جاکے سلام کیا اور اس سفر کی تہنیت و مبارک باد کہی حضرت نے فرمایا مبارک باد کیا  
دیتے ہو میں اس سفر میں ہمایہ جہد بزرگوار سے دور ہونا ہوں اور عزت میں شہید ہونے کے بدترین غنق خدا ہاروں  
رشید کے پہلو میں دفن ہو لگا اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ جو حضرت نے فرمایا تھا وہی  
واقعہ ہوا کتاب کشف الغمہ وغیرہ میں امیہ بن علی سے روایت کی ہے کہ کہا جس سال امام رضاؑ طواف دوا کر رہے  
تھے اور امام محمد تقیؑ کو بھی موفق غلام کے کندھے پر طواف کراتے تھے جب حجر اسماعیل تک پہنچے۔ کندھے سے  
اتر کے بیٹھ گئے اور آثار حزن و اندوہ چہرہ مبارک سے ظاہر ہوئے اور مشغولی دعا ہو کے بہت طول دیا ہوا  
غلام نے عرض کیا آپ پر سے غلا ہوں۔ انجیے حضرت نے فرمایا یہاں سے نہ اٹھو لگا جب تک کہ خدا چاہے۔  
موفق غلام نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں آ کے انکے فرزند سعادت مند کا حال عرض کیا۔ حضرت اپنے  
فرزند پاس آئے اور فرمایا اسے فرزند اٹھو۔ اسے نو حشم اٹھو امام محمد تقیؑ نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار کس طرح اٹھو  
جانتا ہوں کہ آپ نے خانہ کعبہ کو دلا کیا اور اس کے بعد پھر نہ آئے گا یہ کہہ کے گریاں ہوئے اور حسب فہم  
پدر بزرگوار اٹھ کر ہوئے اور روٹی انحضرتؑ سے بنا کر خراسان تہ میں ہوئی اور اس وقت موافق شہر عمر  
شریعت حضرت امام محمد تقیؑ سات سال تھی اور جب توبہ سفر ہوئے ہر ایک منزل میں معجزات و کرامات کنیز حضرت  
سے ہوئے اور اب تک ان معجزات کے آثار بہت موجود ہیں۔ ابو الصلت ہمدانی نے روایت کی ہے کہ  
جب حضرت بمقام سنا باد طوس پہنچے اس قبہ میں داخل ہوئے جس میں ہارون رشید کی قبر تھی حضرت نے اس قبہ کے  
ساتھ ایک نشان کیچھا اور فرمایا کہ یہ میری قبر ہے۔ میں یہاں دفن ہو لگا۔ خداوند عالم میرے فیوض اور برکاتوں  
امام رضاؑ سلام اور دیگر ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے عالم تک سے عالم لود میں نہ ہر سے جانتے یا کھوے اندکبارہ  
اکی قبر بنے گی بلکہ مقام نسل انسانی کے متعلق علم رکھتے ہیں کہ یہ آدمی کیسے سے گا اور اس کی قبر کہاں بنے گی سورہ تھان میں لکھا  
رکوع میں اسی علم کو علم حب کہا گیا ہے اور امام رضاؑ کا فرمایا یہاں میری قبر بنے گی اور جب مناب کی طہارت محمدی تو قبل شد  
اپنے کسی کو وصیت بھی نہیں کی کہ مجھے یہاں دفن کرنا۔ مگر لوگوں نے خود بخود دباں ہی دفن کیا جس میں امام نے خود نشان دیا تھا  
(باقی حاشیہ صفحہ ۲۶ پر)

کے اترنے کا مقام کرے گا۔ اس جگہ قسم بخدا جو کوئی میرا شیعہ اور دوست اس مکان میں میری زیارت کرے گا یا مجھ پر سلام کرے گا حق تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت کو ہم اہل بیت کی شفاعت سے اس پر واجب کرے گا۔ یہ فرما کے حضرتؑ نے قبلہ رو ہو کے چند رکعت نماز پڑھی۔ اور بہت دعائیں تلاوت کیں جب فاسخ ہوئے سجدہ میں گئے اور بہت طویل میکے پانچ سو مرتبہ تسبیح سجدہ میں کہیں جب سر سجدہ سے اٹھایا۔ باہر تشریف لائے۔

**درمیان مامون رشید اور امام رضاؑ گفتگو ملاقات کی اس شقی نے بظاہر حضرتؑ کی بہت تعلیم و تکریم کر کے کہا۔** یا ابن رسول اللہ میں نے آپ کی فضیلت و علم و زہد و ریا و عبادت کو دیکھ کے آپ کو اپنے سے زیادہ تر سزاوار خلافت پایا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں بندگی خدا سے فخر کرتا۔ اور بزرگ دنیا کی ثمرات سے امید نہ رکھتا۔ اور پرہیزگاری و عبادت الہی سے باز رہ کے امید و ارتحصول غنائم نہ ماننا ہی رہتا ہوں۔ اور دنیا میں تواضع کرنے سے اپنے خدا کے نزدیک خواہاں رفعت ہوں۔ مامون نے کہا۔ میرا ارادہ ہے کہ خلافت ترک کر کے آپ کے سپرد کروں۔ اور آپ بیعت کروں حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر خلافت کو خدا نے تم پر قرار دیا ہے جائز نہیں کہ دوسرے کو دے دو اور اپنے کو معزول کرو۔ اگر خلافت تمہارا حق ہی نہیں ہے تم کو اس کا اختیار بھی نہیں ہے کہ دوسرے کو سپرد کرو۔ مامون نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ البتہ لازم ہے کہ آپ اسے قبول کریں حضرتؑ نے فرمایا۔ اس کی غرض سے واقعہ تھے انکار کرتے تھے جب وہ ملعون قبول خلافت آنحضرتؑ سے ایسا ہوگا۔ کہا اگر آپ خلافت قبول نہیں کرتے میری دلی ہمدی قبول کیجئے حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے بزرگوں نے عبادت رسول خداؐ سے غبروی ہے کہ میں تم سے پہلے دنیا سے مفارقت کر چکا۔ اور مجھے زہر ستم سے شہید کر دیں گے اور مجھ پر ملائکہ آسمان و زمین سب رونیں گے۔ اور زمین عزت میں پہلوئے بارون رفیعہ میں دفن ہوگا۔ مامون اس بات کے سننے سے گریاں ہوا۔ اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کو کون قتل کر سکتا ہے اور کس کی طاقت ہے کہ جب تلک میں زندہ ہوں۔ کوئی صدمہ و گزند آپ کو پہنچا سکے حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر چاہوں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے کون شخص فہید کرے گا۔ مامون نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ان باتوں سے کپ کی طرح رہے۔ کہ میری دلی ہمدی بھی قبول نہ کیجئے اس لئے کہ لوگ کہیں گے۔ آپ نے ترک دینا کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا جس دن سے مجھے میرے پروردگار نے پیدا کیا ہے۔ اب تک میں نے عداوت نہیں کیا۔ اور ترک دینا غرض دنیا کے لئے نہیں کیا۔ اور حیرا مطلب میں جانتا ہوں۔ مامون نے کہا۔ میرا مطلب کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵۔ قبر مبارک اس نشان سے بال بھر آگے جی اور پیچھے ہے یہاں علم غیب ہے جو محمد و آل محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔

(کوٹہ دھو بیوی)

تیرا مطلب یہ ہے کہ لوگ کہیں علی بن موسیٰ الرضا نے دنیا کو ترک نہیں کیا، بلکہ دنیا نے ان کو ترک کیا ہے۔ جب کہ دنیا ان کو سر ہوئی طبع خلافت کیلئے دلی بہمدی قبول کی۔ مامون اس کلام سے غضب ناک ہوا اور کہا۔ آپ ہمیشہ میرے سامنے سمنان ناگوار کہا کرتے ہیں میرے رعب و دبدبے سے آپ بے خوف ہو گئے ہیں۔ ہمیں ہذا اگر آپ دلی بہمدی قبول نہ کریں گے، آپ کو قتل کروں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے کہا ہے کہ اپنے کو دانستہ ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اب تو جو نہ جبر کرتا ہے میں نے اس شرط پر قبول کیا کہ کسی کو نصب و عزل نہ کروں اور ایک قاعدہ کو ترک کر کے قاعدہ جدید اختیار نہ کروں۔ دور سے سند حکومت پر نظم کروں۔ یہ سن کر مامون ملعون ان شکر ظہر لراحمی ہوا۔ حضرت نے ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے فرمایا۔ خداوند تو جانتا ہے کہ مجھ پر جبر کیا ہے۔ اور میں نے بضرورت اس امر کو قبول نہ کیا۔ مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔ جس طرح اپنے دو بندوں یعنی حضرت یوسف و حضرت دانیال سے تو نے مواخذہ نہ کیا۔ جبکہ انہوں نے ولی بہمدی کو بادشاہ کی جانب سے قبول کیا۔ خداوند کوئی بہمدی نہیں مگر تیرا ہوا۔ کوئی بلاجی نہیں مگر تیرا ہے۔ مجھے توفیق دے کہ تیرے دین کو برپا اور تیرے پیغمبر کی سنت کو زندہ رکھوں۔ تحقیق کہ تو اچھا آقا۔ اور عمدہ یاد ہے۔ یہ فرما کے عزروں و گریباں ولی بہمدی کو مامون سے قبول کیا۔

بیان ولی بہمدی حضرت امام رضاؑ نے اپنے پہلو میں بچائی، اور جمیع اکابر و اخلاط و اہل

دعوا کو جمع کر کے اول اپنے بیٹے عباس کو حکم دیا کہ بیعت کروں۔ اس نے حضرت کی بیعت کی۔ اس کے بعد سب لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ اور مامون نے بہت سا انعام تقسیم کیا۔ اور ایک سال کی خواہ شکر کو تقسیم کیا۔ اور شاہروں و مداحوں کو حکم دیا کہ قصائد فصیح و بلیغ حضرت کی شان میں تصنیف کریں۔ یہ کہہ کے انعام و اکرام ان کو عطا کیا۔ اور منبروں و مناروں پر پونہ بیسویں برس کہ حضرت کے نام کا جاری کیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ یہاں پویشی بدعت بنی عباس کو ترک کر کے سبز کپڑے پہنیں۔ اور ایک لہنی و خرام جمیع کو حضرت سے ترویج کیا۔ اور دوسری و خرام الفضل کو امام محمد تقی سے نامزد کیا۔ اور حسن بن سہیل کی بیٹی سے خود عقد کیا۔ جب اس ملعون نے دیکھا کہ ہر روز انوار علم و کمال و آثار رفعت و جلال حضرت سے ظاہر ہوتے ہیں اور محبت حضرت کی لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوتی جاتی ہے۔ اہلش حسرت اس کے سینہ پر کینہ میں مشتعل ہوئی۔ بعد اسکے وہ ملعون آنحضرت پر عداوت ہوا۔ ابن بابویہ نے احمد بن علی سے روایت کی ہے کہ کہا حضرت امام رضا علیہ السلام کے قتل کا حکم میں نے ابو اہلست ہروی سے پوچھا کہ مامون قاتل امام رضاؑ کو مکر ہوا۔ باوجودیکہ اس قدر اظہار محبت و تعظیم و تکریم آنحضرت کرتا تھا۔ اور حضرت کو اپنا ولی بہمدی کہتا تھا۔

ابو اصدت نے کہا۔ ماموں نے اس مجسے حضرت کو گزاری رکھا تھا کہ وہ فضائل و بزرگواری حضرتؑ سے واقف تھا اور ولی ہمدی اس سبب سے دی تھی کہ لوگ جانیں حضرتؑ دینا سے راضی ہیں اس خیال سے ان کی محبت لوگوں کے دلوں سے کم ہو جائے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ منصب ولی ہمدی باعث زیادتی محبت و اخلاص مردم ہوا۔ اس نے جمیع فرقہ یهود و نصاریٰ و مجوس و مانیکین و برہمہ و لہران و ہریان و فضلاء کے جمیع فرقہ ہائے مسلمان کو جمع کیا کہ حضرتؑ سے یہ لوگ مباحثہ و مناظرہ کریں۔ شاید حضرتؑ پر غالب رہیں اور افتقاد مردم میں نسبت آنحضرتؑ فخر پر جائے۔ اس تدبیر کا نتیجہ بھی بر خلاف اسکے مطلب کے ہوا۔ کیونکہ وہ سب لوگ مغلوب ہو کے قائل بغضیت و کمال حضرتؑ ہوئے۔ اور حضرتؑ بھی مقرر فرماتے تھے کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ اور ہم امامت کے اہل لوگوں سے زیادہ تر سنواریں۔ بدگوئیوں ناہنجار اس ملعون کو اس کلام سے مطلع کرتے تھے۔ اس سبب سے خشم و حسد اس پر غالب ہوتا تھا۔ اور حضرتؑ اسکی خاطر مدارات نہ کرتے تھے اور اکثر اوقات سخنان درشت اسکے سامنے فرماتے تھے یہ امور اور بھی باعث اسکے مزید کینہ و بغض کے ہوتے تھے اس وجہ سے قتل آنحضرتؑ اسے منظور ہوا اور زہر سے حضرتؑ کو شہید کیا۔ اسن بابویر نے بند معتبر ہرثمہ بن ابیہن سے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز بقیعہ نماز ادا کرتا تھا ماموں یحییٰ میں داخل ہوا جب دروازہ پر پہنچا۔ بیلیع و یلی جو مقرران مامون درستان امام رضا سے تھا اسے یہاں سے دیکھا جب اسکی نظر مجھ پر پڑی۔ اس نے کہا۔ اے ہرثمہ تم جانتے ہو۔ میں کل افتاد و امین علیہ ہوں۔ میں نے کہا ہاں جاننا ہوں۔ بیلیع نے کہا مجھے شب گذشتہ تیس غلامان خواص کے جو میرے محرم رات تھے پہر رات گئے۔ اس نے بلا بھیجا۔ جب ہم وہاں گئے دیکھا کہ اس سیاہ ملب نے بکثرت روشنی سے اپنی عقل کو مثل روز روشن کر رکھا ہے۔ اور تلواریں زہر آلود اس کے آگے رکھی ہیں پس ہم یہاں ہر ایک کو اپنے قریب بلا کے بہد و پیمان لیا۔ کہ جو کچھ میں حکم دوں۔ اس کی تعمیل کرنا۔ اور اس راز کو یہاں رکھنا۔ یہ کہہ کے ہر ایک کو تلوار زہر آلود دی۔ اور حکم کیا کہ مجھ امام رضائیں جا کے جس حالت میں ان کو پاؤ۔ اور سے کلام نہ کرو خواہ وہ بیٹھے ہوں یا کھڑے یا سوتے ہوں یا جاگتے ہوں۔ جم لوگ تلواروں سے ان پر حملہ کر کے لگا گوشت پوست و استخوان ریزہ ریزہ کر ڈالو۔ پھر انکے بدن کے ٹکڑے ایک دوسرے سے کے یہ تلواریں انکے فرش سے صاف کر کے میرے پاس حاضر ہو۔ اگر میرے اس حکم کی تعمیل کرو گے اور اس راز کو افشاء نہ کرو گے ہر ایک کو بارہ بارہ قہیلیاں روپیہ کی ماہ زمین و مکانات دو لگا۔ اور جب تک زندہ

گاہم سب کو اپنا مغرب رکھوں گا۔

معجزہ امام رضا علیہ السلام مامون کا یہ حکم سن کر ہم سب تلواروں سے کے متوجہ مجھ آنحضرتؑ ہوئے جو مجھ میں گئے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرتؑ کدوٹ کے بل بیٹھے اپنے ہاتھ بلا ہلاکے باتیں کر رہے ہیں۔ اور د

تائیں ہماری کچھ میں نہیں آئیں۔ میں حجرہ کے ایک طرف اپنی تلوار ٹیک کے کھڑا ترساں و ہر اس ادا دیکھ رہا تھا کہ وہ سب غلامان، بیجا حضرت کی طرف دوڑے اور اپنی تلواریں ایک دلع حضرت کے جسم اٹھ پر لگائیں ماس وقت حضرت کوئی زہ اور جامہ بھی نہیں پہنے تھے کہ وہ تلواریں اٹھ کر دیں۔ پس حضرت کو فرش میں پیٹ دیا اور مامون پاس گئے۔ اس نے پوچھا تمہ نے کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو حکم آپ نے دیا تھا اس کی ہم نے تعمیل کی۔ جب صبح ہوئی۔ مامون ہاک گریبان سر برہنہ مثل صاحبان مصیبت گریباں ملاں گھر سے باہر آیا۔ مجلس میں بیٹھا اور طریق تعزیت آنحضرت میٹھ کے تھوڑی دیر پار برہنہ مجروح حضرت کی ہاں بڑھانہ ہوا کہ حضرت کی جہیز و تکفین کرے جب قریب حجرہ پہنچا حضرت کی اداں ہمہ کن کے خائف ہوا۔ ادا کہا۔ اسے صبح تم حجرہ میں ہا کے اس آواز کی حقیقت حال سے مجھے مطلع کرو۔ صبح نے کہا جب میں حجرہ میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت محراب عبادت میں بیٹھے ہیں اور عبادت حق تعالیٰ مشغول ہیں جب مامون سے میں نے کیفیت بیان کی وہ قیاب ہو گیا اور اس کے اٹھنا کانپنے لگے پھر کہا تم پر مذاکی لعنت ہو تم نے مجھے قریب دیا۔ اسے صبح چونکہ تم حضرت کو پہچانتے ہو۔ محراب میں ہا کے خوب طرح حقیقت حال دریافت کر کے مجھے مطلع کرو۔ جب میں قریب گیا حضرت نے آواز دی کہ اسے صبح میں نے کہا۔ لبیک اسے میرے مولا۔ یہ کہہ کے زمین پر گر پڑا۔ اور منہ خاک پر مل کے رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے صبح خدا تم پر نازل کرے رحمت۔ اٹھو۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمایا۔ ید یدون بیطغوا ذواللہ باذواھم دامنا متہ ذودہ ذلک وہ الذودون یعنی کفار چاہتے ہیں۔ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھادیں۔ اور خدا اپنے نور کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں۔ صبح نے کہا جب میں مامون پاس آیا اکثر شتم و تہقیر اس کی صورت مثل تار سیاہ ہو گئی تھی میں نے کہا واللہ امام رضا اپنے حجرہ میں بیٹھے مشغول عبادت میں اور نشان تک زخم کا بدن مبارک پر نہیں ہے۔ یہ سن کے اس ملعون نے حکم دیا کہ میرے عزیز و اقارب وغیرہ جو نوک غنیمت وغیرہ کو میرے پاس آئیں۔ ان سے کہو حضرت کو غسل آگیا تھا۔ اب الحمد للہ ہوش آیا۔ اور صبح و سالم ہیں۔ ہر ٹمہ نے کہا۔ امام رضا کو جب اس تہہ کو میں نے صبح سے سنا شکر خدا بجالایا۔ اور بندہ مت امام رضا حاضر ہوا حضرت نے فرمایا ماس گروہ کے۔ مکر و عذر سے مجھے کوئی ضرر نہ پہنچے گا جب تک اہل موعود نہ آئے گی۔

کیفیت شہادت امام رضاؑ بروایت ابوالصلت ہر دی اس طرح ہے کہا۔ ایک روز میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر تھا حضرت نے فرمایا قبۃ بارون رغید میں جا کے اس ملعون کی قبر کے چاروں طرف سے ایک ایک سخی خاک اٹھا لا۔ جب میں لایا حضرت

نے اس خاک کو جو اس کی پشت کی طرف سے اٹھائی تھی، سونگھ کے پھینک دی، اور کہا مامون ملعون چاہے گا کہ اپنے باپ کی قبر کو میری قبر کا قبلہ قرار دے۔ اور مجھے اس مکان میں دفن کرے جب وہ چکا گا۔ اس وقت ایک ایسا چھڑا ہرگا کہ اگر فراسان کے سب پیلڈار جمع ہو کرے چاہیں کہ اسے حرکت دیں یا ایک ذرہ بھی اس جہاد کریں نہ ہو سکیگا۔ بعد اس کے حضرت نے سر ہانے پانچٹی کی خاک سونگھ کے دیا ہی فرمایا۔ اور جب قبلہ کی طرف کی خاک سونگھی، ارشاد کیا، بہت جلد میری قبر اس جگہ کھودی جائے گی۔ اس وقت حکم دینا کہ سات درجہ زمین کو کھودیں۔ اور لحد کو دو ہاتھ بنا نہ کہ خداوند عالم جس قدر چاہے۔ اسے کشادہ کر کے ایک باغ باغیاں بہشت سے بنادے پس سر ہانے سے قبر کے ایک تری نکلے گی۔ اس وقت اس دعا کو جو میں تم کو تعلیم کرتا ہوں پڑھنا کہ بتدرت خدا وہ پانی جاری ہوا اور قبر پانی سے بھر جائے۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی پھیلیاں اس پانی میں دکھائی دیں۔ جب وہ پھیلیاں دیکھنا۔ اس روٹی کو جو کہ میں تم کو دیتا ہوں، ٹکڑے کر کے اس پانی میں ڈال دینا کہ وہ پھیلیاں کھائیں موت ایک بڑی چھپا آگے ان ساری پھیلیوں کو نگل جائے گی۔ بعد اسکے پانی پر ہاتھ رکھ کے یہ دعا جو کہ میں تم کو تعلیم کرتا ہوں۔ پڑھنا وہ پانی زمین کے اندر چلا جائے اور قریب تک ہو جائے۔ اور لازم ہے۔ ان الکال کو مامون کے سامنے بڑھانا۔ پھر فرمایا۔ کل کے روز اس ملعون کی مجلس میں جاؤں گا۔ اگر اس کی مجلس سے سر بر ہنہ باہر آؤں مجھے سے باتیں کرنا۔ اور اگر سر پر کچھ پیٹے ہوں مجھ سے کلام نہ کرنا۔

ابو الصلت نے کہا جب دوسرا روز ہوا، امام رضاؑ نے نماز صبحا ذکر خوشہ ہائے انگور زہر آلود کی پکڑے ہیں کے عراب عبادت میں بیٹھے۔ اور منتظر تھے کہ نکلا مامون بلانے آئیں۔ حضرت نے کفش پہنی، اور عباد خوش مبارک پر ڈال کر اس ملعون کی مجلس میں تشریف لائے۔ میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت ایک طباق کئی طرح کے میوؤں سے بھرا، اس ملعون کے پاس رکھا تھا۔ اور وہ ملعون ایک خوشہ انگور جس کے بعض دانوں میں زہر آلود پھرایا تھا، ہاتھ میں لئے تھا اور جن دانوں کو زہر آلود نہ کیا تھا، ان دانوں کو رقع تھمت کیلئے بخود زہر مار کر مارتا تھا جب آنظر حضرت پر پڑی کمال شوق اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے ہاتھ گردن مبارک میں حضرت کی ڈال کے اور وہ دو دیدہ حضرت کا بوسہ لگئے جو کچھ لازم و اکرام و احترام ظاہری تھا، اس میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ اور حضرت کو اپنی مسند پر بٹھا کے وہ خوشہ انگور زہر آلود حضرت کو دیا۔ اور کہا، یا ابن رسول اللہ! انگوروں سے بہتر انگور میں نے نہیں دیکھے، حضرت نے فرمایا، شائد انگور بہشت ان سے اچھے ہوں مامون نے کہا، ان کو تناول کیلئے حضرت نے فرمایا، ان انگوروں کے کھانے سے معاف رکھو اس شقی نے نہ

امرار و مبالغہ کر کے کہا۔ آپ ضرور کھائیں یا حضرت! باوجود اس غلوں کے جو آپ مجھ سے مشاہدہ فرماتے ہیں پھر بھی آپ مجھ سے بدخلق رہا کرتے ہیں۔ یہ کیا آپ کا میری نسبت گمان ہے۔ یہ کہہ کے چند دنوں میں اس خوشہ انگور کے جو زہر آلود درخت تھے اس شقی نے کھل گئے اور حضرت کے ہاتھ میں وہ خوشہ دے کے کہا تناول کیجئے حضرت نے حضرت نے جب تین دانے زہر آلود کے تناول فرمائے۔ اسی وقت حالت حضرت کی بگڑ گئی ہو گئی بعد اسکے حضرت نے وہ خوشہ انگور زمین پر پھینک دیا اور متغیر الاحوال اس مجلس میں اٹھ گئے۔ ماموں نے کہا۔ اے پسر! کہاں جاتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ وہاں جاتا ہوں جہاں تو نے مجھے بھیجا ہے یہ کہہ کے حضرت تمگین و نالال سر کو کھینچے ماموں ملعون کے مکان سے باہر آئے۔ ابو الصلت نے کہا۔ سب الحکم میں نے حضرت سے کوئی کلام نہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت اپنے مکان میں تشریف لائے۔ اور فرمایا دروازہ مکان کا بند کر لو۔ پھر نالال و تمگین تکیہ لگا کر فرش پر بیٹھے۔

**حضرت امام محمد تقی کا تشریف لانا** ابو الصلت کہتا ہے جب حضرت فرش پر بیٹھے میں دروازہ مکان بند کر کے گھر میں معزوں و غم ناک کھڑا تھا۔ ناگاہ ایک جوان خوبصورت خوشبو مو مکان میں دکھائی دیا۔ کہ آثار ولایت و امامت اسکی جہیں مبارک سے ظاہر تھے اور امام رضا سے شبہ تھا۔ میں نے اس جوان سے جاکے کہا۔ تم کہاں کس طرف سے آئے۔ میں نے دروازے بند کر لئے تھے اس جوان نے کہا۔ جس قار نے مدینہ سے ایک خطہ میں شہر طوس میں پہنچا دیا۔ اسی نے منہ دروازے سے مکان میں پہنچا دیا۔ میں نے کہا۔ تم کون ہو۔ فرمایا۔ اے ابو الصلت میں تم پر رحمت خدا ہوں اے ابو الصلت میں محمد بن علی ہوں اپنے پدر عزیز والد معصوم مظلوم و مسموم کو دیکھنے اور وداع کرنے آیا ہوں یہ کہہ کے اس حجرہ میں جس میں امام رضا تھے تشریف لائے۔ جب امام مظلوم معصوم نے اپنے فرزند معصوم کو دیکھا۔ مثل یعقوب اپنے پسر بلند اختر کو آغوش مبارک میں سے اپنے ہاتھ ان کی گردن میں ڈال دیے اور سینہ سے لگا کے درمیان دویدہ نور دیدہ بوسہ لیا۔ اور اپنے فرش پر سے جا کے پیار کرتے اور

نہی اور امام مصروف فی العالیفہ ہے اور ہر شے کا محمد علی رسول ہے اور حضرت علی تا امام مہدی علیہم السلام حضور کے منہاں اللہ نائب ہیں ہر شے آپ کے تابع ہے اسی لئے رسول اور امام کیجئے۔ پہاڑ۔ دریا دوری۔ دیوار۔ سدا رہ نہیں ہو سکتے امام ہلک جھٹکے سے پہلے جہاں جہاں زمین و آسمان کی حکومت میں ہاں ہے امام پر موت عیاں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ و نازل سے تاابد زندہ اور باقی ہے بندوں پر رحمة اللہ اور بقیۃ اللہ ہے یہاں صرف بہاں بشر میں ہے حب جہاں انہوں نے بخدا سے ہمارا پھینکا ہذا نہ ظاہری زندگی میں بھی ہرگز آن و آمد میں جاتے تھے اور بعد جماعت کا برہم جی جاتے ہیں لوگوں کے احوال و حالات دیکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ (کوٹو دہو میو)

ان سے اسرار ملک و ملکوت و خزانہ علوم و حیل لایموت تعلیم فرماتے تھے کہ میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ پھر ابواب علم اولین و آخرین و درویش حضرت سید المرسلین اپنے فرزند کو تعلیم فرماتے تھے۔ اس وقت بہارِ مبارک تمام دنیا پر ایک کفن برف سے سفید زیادہ دکھائی حضرت امام محمد تقی نے اس کفن کو پاٹ لیا۔ اور اپنا دست مبارک درمیان سینہ پدر بزرگوار لے جا کے ایک چیز مثل عصور باہر لائے اور نگل گئے۔ بعد اسکے حضرت امام رضا نے انتقال فرمایا اس وقت حضرت امام تقی نے مجھ سے کہا۔ اے ابوالصلت پانی اور نمختہ لاؤ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ یہاں نہ پانی نہ نمختہ حضرت نے فرمایا جو میں کہتا ہوں اس کی تعمیل کرو تم کو ان باتوں سے کیا مطلب جب میں نے ڈھونڈا پانی اور نمختہ وہاں موجود تھا۔ پس پانی اور نمختہ حاضر کر کے میں نے دامن اپنے چرخا اور سعد ہوا کہ حضرت کے غسل دینے میں اعانت کروں۔ حضرت امام محمد تقی نے فرمایا۔ اور لوگ میرے معین میں ملائکہ مقربین میری مدد کو حاضر ہیں تمہاری امتیاج نہیں جب غسل دینے سے فارغ ہوئے حضرت نے فرمایا۔ با کے کفن و حنوط لے آؤ جب میں نے تلاش کیا۔ ایک طرف وہاں دیکھا جس پر کفن و حنوط رکھا تھا۔ اور قبل اسکے ہرگز میں نے اس جگہ نہ دیکھا تھا۔ پس وہاں سے اٹھا کے حضرت پاس لایا حضرت نے اپنے پدر بزرگوار کو کفن پہنایا۔ اور سجدوں کے مقامات حنوط چھڑکا۔ اور ہزارہ ملائکہ مقربین نماز جنازہ پڑھی۔ اس وقت فرمایا کہ تابوت لاؤ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں بڑھی پاس جا کے تابوت بنانے کو کہوں۔ حضرت نے فرمایا مکان سے لے آؤ۔ ناگاہ میں نے ایک ایسا تابوت وہاں دیکھا کہ ہرگز وہ نہ دیکھا تھا۔ گویا دست قدرت حق تعالیٰ نے ہرگز سدرة المنتہی سے حضرت کے لئے تیار کیا تھا۔ پس امام رضا کو اس تابوت میں رکھ کے دو رکعت نماز پڑھی۔ ہنوز نماز سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ تابوت بقدرت حق سبحانہ تعالیٰ زمین سے بلند ہوا۔ اس مکان کی چھت بھٹ گئی ناقصا بابت شریعت بجانب آسمان بلند ہو کے ہماری نظر سے غائب ہو گئی اور بھٹ پھر بدستور ہو گئی جب حضرت امام محمد تقی نماز سے فارغ ہوئے میں نے عرض کیا۔ یا حضرت اگر ماموں آکے حضرت کو مجھ سے ملائے اسے کیا جواب دوں حضرت نے فرمایا چپ رہ بہت جلد تابوت واپس آئے گا۔ اے ابوالصلت اگر یہ فیہ مشرق میں رحلت کرے اور اس کا وہی مغرب میں انتقال کرے۔ البتہ حق تعالیٰ انکی ارواح و عباد منور کو اعلا علیہم میں ایک ہا کرتا ہے۔ حضرت یہ فرمادی جبے تھے کہ چھت پر شوق ہو گئی اور وہ تابوت نیچے آگیا امام محمد تقی نے اپنے پدر بزرگوار کو تابوت سے نکال کے فرش پر اسی طرح لٹا دیا کہ حضرت دینا کرتے تھے۔ اور اثر غلا و کفن بھی نہ رہا۔ بعد اسکے حضرت امام محمد تقی نے مجھ سے کہا۔ جائے دروازہ کھول دے کہ ماموں ماموں آئے جس میں نے دروازہ کھولا کیا دیکھتا ہوں کہ ماموں مع غلاموں کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ جب میں نے دروازہ کھولا۔ ماموں اندر گھر داخل ہوا۔ اور گریہ زاری کر کے گریبان پھاگ کیا۔ اور ہاتھوں سے سوہیٹ کر فریاد کیا

کے سید و سرور اپنی مصیبت میں آپ نے میرے دل کو درون کیا۔ یہ کہتا ہوا داخل حجرہ ہوا۔ اور نزدیک سرانحضرت بیٹھ کے حکم دیا کہ تیرے ہمیز و تکفیس کوئیں۔ پھر کہا۔ قبر شریف آنحضرت کھودیں۔ حاضرین مجلس سے ایک آدمی نے کہا۔ اے خلیفہ آپ کو ان کی امامت کا اقرار ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ . . . . اس شخص نے کہا یہ بات ضروری ہے کہ امام حیات و ممات میں سب پر مقدم ہو پس حکم دیا کہ قبر قبلہ رخ کھودیں جب پانی اور پھلیاں ظاہر ہوئیں اسوقت ماموں نے کہا۔ حالت حیات میں امام مجھے نثراب معجزات دکھاتے تھے۔ اب بعد وفات بھی اپنی کراتیں مجھ پر ظاہر کریں جب بڑی پھلی نے چھوٹی پھلی کو کھالیا۔ ماموں نے وزیروں میں سے ایک نے کہا۔ اے خلیفہ کچھ آپ کو معلوم بھی ہے کہ ان کراتوں کے ضمن میں امام نے آپ کو کس چیز کی خبر دی ہے اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ اس شخص نے کہا۔ حضرت نے اشارہ اس سے فرمایا کہ تم بنی عباس کی بادشاہی اور ملک مثل ان پھلیوں کے ہے۔ باوجودیکہ اس کثرت دولت کے تو تم کو حاصل ہے۔ عنقوب تہارا ملک گزرنے والا ہے۔ اور تہاردی دولت و سلطنت آخری ہونے والی ہے۔ اور حق تعالیٰ تم پر ایک شخص کو مسلط کرے گا۔ جس طرح اس بڑی پھلی نے چھوٹی پھلیوں کو کھالیا۔ اسی طرح تم کو وہ شخص زمین سے خارج کر کے اہل بیت رسالت کا تم سے انتقام لے گا۔ یہ سن کے ماموں نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پس حضرت کو دفن کر کے مراجعت کی۔

**معجزہ امام محمد تقی** ابو الصلت نے کہا۔ بعد اسکے ماموں نے مجھے طلب کیا۔ اور کہا۔ وہ دعا مجھے تعلیم کرو۔ بھول گیا ہوں۔ اسے یقین نہ آیا۔ ہر چند کہ میں سچ کہتا تھا۔ پس ماموں نے حکم دیا کہ مجھے قید خانہ میں لے جائیں۔ ایک سال تک اس کی قید میں رہا۔ جب میں دل تنگ ہوا۔ ایک رات جاگتار رہا۔ اور عبادت و دعا مشغول ہو کے انوار محمد و آل محمد کو اپنا فیض کیا۔ اندران کے وسیلہ سے میں نے خدا سے سوال کیا کہ مجھے قید خانہ سے نجات دے مہنوز میری دعا تمام نہ ہوئی تھی۔ کہ امام محمد تقی قید خانہ میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے ابو الصلت تم قید خانہ سے دل تنگ ہو گئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یا حضرت واللہ دل تنگ ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اٹھو یہ کہہ کے ہاتھ زنجیر پر مارا۔ وہ زنجیر میرے پاؤں پر گر پڑی پھر حضرت میرا ہاتھ کمر کے قید خانہ سے مجھ باہر لائے۔ فرمایا چلے جاؤ اور خدا کی امان میں ہو۔ اب ہرگز ماموں تم کو نہ دیکھ سکے گا۔ اور نہ تم اسے دیکھو گے۔ پس جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ہوا۔

**روایت دیگر دانہ ہائے انار زہر آلود** ایضاً ابن بابویہ نے بسند ہائے مختلف روایت کی ہے کہ وہ علی بن حسین کا تب سے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں امام رضاؑ ہمراہ ماموں بجانب عراق آئے تھے۔ ایک روز حضرت کو بیمار آگیا۔ حضرت نے لاوہ فصد کا کیا۔

مامون ملعون نے پہلے ہی سے اپنے ایک غلام کو حکم دے رکھا تھا کہ اپنے ناخن بڑھالے۔ وہ رات شیخ مفیدؒ  
بشر سے کہا تھا کہ ناخن بڑھالے۔ اور کسی کو مطلع نہ کرے جب سنا کہ حضرتؒ کا ارادہ خمد ہوا۔ وہ ملعون ایک دھڑ  
مثل نکال لایا۔ اور اپنے غلام سے کہا۔ اسے ریزہ ریزہ کر دے۔ اور اپنا ہاتھ نہ دھو۔ اور مجھ سے ملاقات کر یہ  
کہہ کر وہ ملعون سوار ہو کر حضرتؒ کی بیاد کو آیا۔ اور پیچ گیا۔ یہاں تک کہ حضرتؒ کی خمد کھولی گئی۔ اور رزق  
دیگر حضرتؒ کو خمد نہ کھونے دی جس مکان میں حضرتؒ رہتے تھے اس میں ایک باغ تھا۔ اس باغ میں درخت  
انار بہت تھے۔ اس غلام سے مامون نے کہا۔ تمھو سے انار توڑ لا۔ جب وہ غلام انار لایا۔ مامون نے حکم دیا  
کئی طرف میں امام فرمایا کیلے دلنے نکال۔ بعد اسکے اپنے ہاتھ سے حضرتؒ پاس لاکے رکھا۔ انار تناول کیجئے کہ  
آپ کے ضعف کو بہت مفید ہوگا۔ حضرتؒ نے فرمایا ٹھہر کے کھاؤں گا۔ اس شقی نے کہا نہ قسم نہ ا بھی  
میرے سامنے تناول کیجئے۔ اور اگر میرا معدہ صاف ہوتا میں بھی آپ کے ہمراہ تناول کرتا۔ یہ سن کر حضرتؒ  
نے اس کے چہرے کچھ انار کے دلنے تناول فرمائے۔ اور مامون اٹھ کے چلا گیا۔ اسی وقت حضرتؒ قہقہے  
صاحت کو گئے اور ہنوز غار صحر بھی میں نے نہ پڑھی تھی کہ پچاس دفعہ حضرتؒ کو اٹھ کے جانا پڑا۔ اور اس زہر  
قاتل سے جو کہ حضرتؒ کے شکم مبارک میں تھا۔ سب نکل گیا۔ جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی۔ اس نے کہلا بھیجا۔  
یہ وہ مادہ ہے جو کہ خمد لینے سے حرکت میں آیا ہے اسکا اخراج آپ کے لئے مفید ہے۔ جب رات آئی۔  
حضرتؒ کا محل و گرگول ہوا۔ اور صبح کو بجانب ریاض جنت رحلت فرما کے انبیاء و شہداء اور صدیقیوں سے  
علق ہوئے۔ اور آخری کلام جو کہ حضرتؒ نے فرمایا تھا یہ تھا۔ قل کو کنتم فی بیوتکم لیسر الذین کتب  
علیہم القتل الی مضاجعہم وکان اموالہم قد ڈامقل و دہی یعنی اسے محمدؐ کو دو اگر تم  
اپنے گھروں میں ہوتے ہر آئینہ یا ہر آتے وہ لوگ جن کے قتل مقدور ہوا ہے اپنے مقام قتل پر یا اپنی  
خوابگاہ پر اور امر خدا مقدر ہونے والا ہے۔ جب یہ خبر مامون کو پہنچی اس نے حکم غسل و کفن دیا۔ اور ہر  
جنازہ سرد پابرہنہ گریبان چاک کے بطور مصیبت زدہ جاتا تھا۔ اور دفع تشیع مرم کیلئے بظاہر رورو  
کے کہتا تھا۔ اے برادر آپ کے مرنے سے رخصت اسلام میں پڑ گیا۔ اور جو میرے دل میں تھا وہ نہ ہوا۔  
تقدیر خدا میری تدبیر پر ثابت ہوئی۔ وہ روایت اول ابوالصلت بروی نے کہا۔ جو کچھ اسنے چاہا کیا۔  
اور جب مامون ملعون خدمت حضرتؒ سے باہر آیا میں داخل ہوا۔ جب حضرتؒ کی نظر مجھ پر پڑی۔ فرمایا  
اے ابوالصلت جو کچھ اس نے چاہا کیا۔ یہ فرما کے مشغول ذکر خدا و تسبیح و تمجید حق سبحانہ تعالیٰ ہوئے۔ اور  
کچھ بات نہ کی۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ اس روز حضرتؒ نے فرمایا۔ کہ میں  
نے کل کی رات خواب میں حضرت رسول خدا کو دیکھا۔ کہ فرماتے تھے۔ اے علیؑ ہمارے پاس آؤ کہ جو

کچھ تھا سب لئے میرے پاس ہے۔ وہ اس سے بہتر ہے جس حال میں تم ہو۔

**روایت یا سر غلام حضرت رضا علیہ السلام** ابن بابویہ نے بسند حسن یا سر غلام امام رضا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو فہرطوس میں پینے میں سات منزلیں باقی رہ گئی تھیں کہ بیمار ہو گئے جب شہرطوس میں پہنچے۔ بیماری حضرت پر شدید ہوئی اس سبب چند روز طویل میں قیام کیا۔ ہر روز مامون عبادت کو ہوتا تھا۔ ایک دن آخر وقت حضرت پر طاری ہوا۔ جب ناز ظہر پڑ چکے۔ فرمایا: اسے یا سرم لوگوں نے کچھ کھایا ہے۔ میں نے کہا یا حضرت کھانے پینے کا کسے ہوش ہے۔ آپ کی تو یہ حالت ہے یہ سن کے حضرت پاس خاطر ملا زمان و خدمت گاران اٹھ بیٹھے اور فرمایا: کھانا حاضر کرو۔ جب دسترخوان بچھایا۔ حضرت نے اپنے سب ملازمتوں اور خدمت گاروں کو بلا کے دسترخوان پر بٹھایا۔ اور ایک ایک کی دلجوئی اور نوازش کرتے تھے جب سب لوگ کھانا کھا چکے۔ فرمایا اور توں کے لئے کھانا جمع دو جب سب عورات کھانا کھا چکیں اس وقت حضرت پر ضعف غالب ہوا۔ اور بے ہوش ہو گئے مدائے شیون و نوحہ و زاری حضرت کے گھر سے بلند ہوئی زنان و کینزان ماموں سرو پا برہنہ حضرت کے دولت سرا میں داخل ہوئیں۔ مدائے نوحہ و زاری مردم آسمان تک جاتی تھی۔ پس مامون ملعون نالوں و گریاں گھر سے باہر آیا۔ دست نامہ سے سپینا۔ اور اپنی ریش نجس کے بال نوختہ قطرات اشک حسرت آنکھوں سے برساتا اپنے جرم و درو سیاہی پر روتا تھا۔ جب حضرت پاس پہنچا۔ امام مظلوم نے آنکھیں کھولیں۔ مامون نے کہا: اے میرے سید و بزرگ قسم بندہ مجھ پر آپ کی بدائی سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں۔ آپ ایسے پیشوا و رہنما کی مفاد سے بہت گراں ہے۔ اس پر بھی بہت لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو قتل کیا ہے حضرت نے ان باتوں کا جواب نہ دیا۔ اور چہماٹے مبارک کھول کے فرمایا: میرے فرزند امام محمد تقی سے سلوک و معاشرت نیک کرنا۔ انکی وفات قریب قریب ہوگی جب پہر رات گذری۔ حضرت نے انتقال کیا۔ وقت صبح لوگ جمع ہوئے۔ اور شور و خروش غلغلہ بلند کر کے کہا: مامون ملعون نے ناحق فرزند رسول خدا کو شہید کیا۔ اس پر بہت ہنگامہ لوگوں میں ہوا۔ مامون خائف ہوا۔ کہ اگر جنازہ حضرت اس روز باہر لایا۔ لوہ ہو جائے گا۔ اس خیال سے محمد بن معرقم آنحضرت سے کہا: باہر جا کے فتنہ مردم کو فرو کرو۔ اور ان کو متفرق کرو۔ کہ آج حضرت کو باہر نہ لے جائیں گے جب محمد بن جعفر نے باہر آ کے لوگوں سے کہا: سب متفرق ہو گئے۔ پس رات ہی کو حضرت کو غسل دکن دے کے دفن کر دیا۔ شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ جب امام رضا نے رحلت کی مامون ملعون نے ایک رات دن یہ سانحہ مخفی رکھا۔ اور محمد بن جعفر کو ہمراہ ایک گروہ اولاد ابو طالب جو حضرت کے ہمراہ تھے۔ ان کو بلا کے خبر وفات آنحضرت بیان کی۔ اور بہت

گرہ و زاری کر کے اظہار رنج و غم کیا۔ اور ان لوگوں کو حضرت پاس لاکے جسم شریف کھولا۔ اور انکو دکھانے کے لئے کہا۔ گویا کہ میری طرف سے حضرت کو کوئی گزند نہ آسبب نہیں پہنچا۔ پس حضرت سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے برادر محمد پر گراں ہے۔ کہ میں اس حالت سے آپ کو دیکھوں۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ آپ کے سامنے مر جاؤں اور میرے آپ خلیفہ و جانشین ہوتے۔ لیکن مقدرات خدا سے کیا چارہ ہے۔

روایت ہر ششمہ بن اعلیٰ <sup>رحمہ اللہ</sup> ابن بابویہ نے بسند معتبر ہر ششمہ بن امین سے روایت کی ہے کہ کہا۔

میں ایک شب مامون پاس تھا۔ کہ نلت شب گزر گئی۔ جب شخص ہو کر واپس گھر آیا۔ بعد نصف شب کے ایک آواز آئی۔ میرے لازم نے جواب دیا کہ میں اس نے کہا ہر ششمہ سے کہہ دے تمہارے آقا اور مولا تم کو بلا لیتے ہیں۔ یہ سن کے میں جلدی اٹھ بیٹھا۔ اور کپڑے پہن کے تہ تیغیل روانہ ہوا۔ جب داخل خانہ حضرت ہوا۔ دیکھا کہ آنحضرت مکان کے صحن میں بیٹھے ہیں۔ مجھے دیکھ کے فرمایا۔ اے ہر ششمہ میں نے کہا ایک لیک حضرت نے کہا بیٹھو۔ ارشاد کیا۔ اے ہر ششمہ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے سنو اور یاد رکھو۔ واضح ہو اب وہ وقت آیا ہے کہ میں رحلت کر کے اپنے بد بزرگوار سے ملن ہوں میری عمر کا زمانہ آخر ہو گیا۔ اور مامون ملعون چاہتا ہے کہ مجھے انکور اور انار میں زہر دے۔ انکوروں میں ڈورادہ دار سوئی سے کھینچے گا۔ اور انار کو اس طرح نہ کر دے گا کہ اپنے ایک نلام کے ہاتھ پر زہر لگا کے اس سے ملنے لگاؤں گا۔ اور کل کے روز مجھے بلا کے وہ انکور اور انار جبراً مجھے کھلائے گا۔ بعد ازاں قہقہائے حق تعالیٰ۔ محمد میں ظاہر ہوگی۔ جب میں رحلت کروں گا۔ وہ ملعون چاہے گا۔ اپنے ہاتھ سے مجھے غسل دے جب وہ یہ قصد کرے تنظیف میں میرا پیغام اسے پہنچانا۔ اور کہنا۔ اگر تو معترض میرے غسل و کفن و دفن کا ہوگا۔ حق تعالیٰ تجھے ہلاک نہ دے گا۔ اور وہ عذاب جو آخرت میں تیرے لئے ہوتا کیا ہے بہت جلد دنیا میں ہی تیرے لئے نازل کرے گا۔ جب تم یہ کہو گے وہ غسل و کفن سے دستبردار ہوگا۔ اور اپنے مکان کی چھت پر سے دیکھے گا کہ تم مجھے کیوں غسل دیتے ہو۔ اے ہر ششمہ ہرگز تم میرے غسل کا قصد نہ کرنا تا آنکہ دیکھنا اس مکان کے گوشہ میں ایک نیمہ سفید برہا کر رہے ہیں۔ جب وہ نیمہ دیکھنا مجھے اٹھا کے اس نیمہ تک لے جانا۔ آپ باہر کھڑے رہنا اور پردہ نیمہ کا اٹھا کے نہ دیکھنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ واضح ہو کہ اس وقت مامون ملعون اپنے مکان کی چھت پر سے تم سے کہے گا اے ہر ششمہ تم شیعہ لوگ کہتے ہو کہ امام کو سولے امام کے دوسرا غسل نہیں دیتا اس وقت امام رضا کو کون غسل دیتا ہے۔ حالانکہ انکا فرزند مرینہ میں ہے۔ اور تم طوس میں ہو جب وہ یہ کہے اس وقت تم کہنا ہم شیعہ کہتے ہیں۔ امام کو واجب ہے کہ غسل دے۔ بشرطیکہ کوئی ظالم منع نہ کرے پس اگر کوئی ظالم ظلم و تعدی کرے درمیان امام و فرزند امام جدائی ڈال دے۔ امامت امام کی باطل نہیں ہوئی۔ اگر آپ امام

کوہنہ میں رہتے دیتے۔ ان کا فرزند کہ امام زماں ہے ان کو لانیہ غسل دیتا۔ اور اس وقت بھی ان کا فرزند غسل دے رہا ہے۔ لیکن اس طرح کہ دوسرا نہ دیکھ سکے بلے ہرئمہ تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھو گے کہ وہ غیر کھولا جاتا ہے۔ اور مجھ بے غسل و کفن بنائے تابوت میں رکھا ہے۔ یہ میرا تابوت لٹھکے دفن کی طرف لے جانا مجھے قبر بارون کی جانب جائیں گے۔ مومنوں کا ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ یہ قبر کوہنہ کی قبر ہے۔ یہ ہرئمہ ہرگا بہرئمہ بیٹے زمین پر ایں گے بقدرینہ فاضل۔ مجھ نے بھی نہ کھدے گی۔ اسے ہرئمہ جب تم یہ حالت دیکھنا اس کے پاس جا کے میری طرف سے کہنا کہ یہ تو نے ارادہ کیا ہے نہ ہوگا۔ امام کی قبر مقدم ہوتی ہے۔ اگر بارون کی قبر پر ایک سیلچہ زمین پر لگائیں۔ قبر تیار حضرت بنی بنائی نکلے ہوگی۔ اور جب وہ قبر دکھائی دے گی۔ حضرت سے سفید پانی نکلے گا۔ اور وہ قبر اس پانی سے بھر جائے گی اور ایک بڑی پھلی اس قبر کی لمبائی تک دیکھ پڑے گی۔ اور بعد ایک ساعت کے غائب ہو جائے گی۔ اور پانی بیٹھ جائے گا۔ اس وقت مجھے قبر میں رکھنا۔ اور کسی کو قبر میں مٹی نہ گرنے دینا۔ اس واسطے کہ قبر آپ ہی آپ بند ہو جائیگی۔ یہ ارشاد فرما کے حضرت نے کہا۔ اسے ہرئمہ جو کچھ میں نے کہا۔ اسے یاد رکھو۔ اور اس کی تعمیل کرو۔ اور کسی امر میں مخالفت نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ اسے میرے سید و مولیٰ خدا سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ کہ آپ کے کسی حکم کی مخالفت نہ کروں۔ ہرئمہ کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت سے ٹانگین و نالائ باہر آیا۔ اور سوائے خدا کے کوئی میرے مافی الضمیر سے واقف نہ تھا۔ جب دن ہوا۔ مامون نے مجھے طلب کیا۔ میں چاشت کے وقت تک اس کی خدمت میں کھڑا تھا۔ مامون نے کہا۔ اسے ہرئمہ جا کے امام رضا سے میرا سلام کہو۔ اور عرض کرو کہ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو۔ میرے پاس تشریف لائیے۔ اگر اجازت ہو تو میں خود حاضر ہوں۔ اگر حضرت نے فرمایا تو میں مبالغہ و اسرار کر کے بہت جلد لے آنا۔ جب میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ اس کے کہ کلام کروں حضرت نے فرمایا۔ میری وصیتیں تم کو یاد ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یاد ہیں۔ پس حضرت نے کفش طلب کی۔ اور فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ تم کو مامون ملعون نے کس کام کو بھیجا ہے۔ یہ فرما کے کفش پہنی۔ اور مجھے مبارک کندھے پر ڈال کے تشریف لے چلے۔ جب اس ملعون کی مجلس میں داخل ہوئے۔ اس شقی نے اٹھ کے حضرت کا استقبال کیا۔ اور اپنے ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کے پیشانی خورانی کے بوسے لئے اور اپنے تحت پر بٹھا کے حضرت سے بہت باتیں کیں۔ اسکے بعد اپنا ایک خادم کو حکم دیا کہ انکو روانہ حاضر کرو۔ ہرئمہ کہتے ہیں جب میں نے انکو روں کا نام سنا۔ اور حضرت کا حکم یاد آیا۔ مجھ سے اس وقت مہر نہ ہو سکا۔ میں کانپنے لگا۔ میں نے جہاں کہ میری یہ حالت مامون پر ظاہر نہ ہو۔ اس خیال سے میں باہر چلا گیا۔ اور ایک گھنٹہ میں بیٹھ گیا جب وقت ذوال شمس ہوا۔ دیکھا کہ حضرت مجلس مامون سے باہر آئے اپنی دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مامون ملعون نے حکم دیا کہ یکمیروں کو امام رضا پاس لے جا۔ میں نے بسبب پوچھا

کہا۔ کوئی مرض انہیں عارض ہوا ہے۔ لوگوں کے دربارہ آنحضرتؐ مختلف خیالات تھے۔ اور میں ماسب یقین تھا۔ جب پہرات سے کچھ زیادہ رات گندی۔ مدائے نالہ و شیعون خانہ حضرتؐ سے بلند ہوئی۔ لوگ حضرت کی دولت سرا کی جانب دوڑے اور میں بھی تعجیل حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون ملعون سر بر منہ چاک گریبان کھڑا ہوا باواز بلند نوحہ و گریہ کر رہا ہے۔ جب یہ کیفیت دیکھی میں بھی بیتاب ہو کے رونے لگا۔ پس صبح کو وہ ملعون حضرتؐ کی تعزیت کو میٹھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد امام رضاؑ کے گھر میں گیا۔ اور حکم کیا۔ کہ اسباب غسل حاضر کرو۔ میں چاہتا ہوں حضرتؐ کو غسل دوں۔ جب میں نے یہ سنا اس کے پاس جا کے حسب الحکم آنحضرتؐ کا پیغام بواہر حضرتؐ نے دیا تھا۔ اس سے بیان کیا۔ اس شقی نے جب یہ پیغام حضرتؐ کا سنا۔ خائف ہو کے غسل سے دستبردار ہوا۔ اور خدمت غسل میرے سپرد کی جب وہ شق باہر گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خیمہ جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا تھا۔ برپا ہوا۔ اور لوگ خیمہ کے باہر آواز سبیح و ہلیل و تکبیر حق تعالیٰ سنتے تھے پانی گونے کی آواز اور ظروف کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز ہمارے کان میں آتی تھی۔ اور ایسی خوشبو ہم لوگ سونگتے تھے کہ ہرگز اس طرح کی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون ملعون سقف خانہ سے دیکھ رہا ہے۔ مجھے آواز دی۔ اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ وہی اس شقی نے کلام کیا۔ اور میں نے بھی وہی جواب دیا۔ جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ پس ہم نے دیکھا۔ کہ خیمہ اٹھا۔ اور حضرتؐ کو کفنان کے تابوت میں رکھا بعد اسکے ہم حضرتؐ کا تابوت پھر باہر لائے۔ مامون اور جمیع حاضرین نے حضرتؐ پر ناز پڑھی۔ جب ہم لوگ قبہ ہارون میں گئے دیکھا۔ کہ میلاد ہارون کی قبر کے پچھلے قبر کھودنے پر کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہر جنبہ پیلے زمین پر مارتے ہیں۔ ذرہ خاک جدا نہیں ہوتی۔ مامون ملعون نے کہا۔ دیکھتے ہو۔ امام رضاؑ کی قبر کھودنے سے زمین کس قدر مانع ہے۔ میں نے کہا۔ حضرتؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک بیلچہ ہارون کی قبر کے آگے لگاتے ہی ایک تیار قبر ظاہر ہوگی۔ مامون نے یہ سن کے کہا۔ سبحان اللہ یہ عجیب سخن ہے۔ لیکن امام رضاؑ سے جو کچھ نہ ہو کوئی امر عجیب نہیں اسے ہنر جو کچھ امام رضاؑ نے کہا ہے اسکی تعمیل کرو۔ ہر شے کہتے ہیں۔ میں نے بیلچہ اٹھا کے ہارون کی قبر کے آگے زمین پر لگایا۔ فوراً ایک بیلچہ لگاتے ہی قبر تیار اور اس میں ضربت بنی بنائی ظاہر ہوئی۔ مامون نے کہا۔ اسے ہر شے امام رضاؑ کو قبر میں اتار دو۔ ہر شے نے کہا مجھے حکم فرمایا ہے کہ ابھی قبر میں نہ رکھوں۔ تا آنکہ چند امور ظاہر ہوں۔ مجھے حضرتؐ نے خبر دی ہے۔ کہ اس ضربت سے سفید پانی جوش زن ہوئے کہ قبر کو بھر دیا جائے۔ ایک بیلچہ اس پانی میں دکھائی دے گی جس کا طول ساری قبر کے اتنا ہوگا اور فرمایا ہے۔ جب وہ بیلچہ غائب ہو جائے اور وہ پانی قبر سے برطرف ہو جائے اسوقت بعد شریف آنحضرتؐ کو قبر میں رکھوں۔ اور بے خدائے چاہا ہے کہ حضرتؐ لولہ میں رکھے وہ لکھے گا یہ سن کے مامون نے کہا اسے ہر شے جو کچھ حضرتؐ نے

فرمایا ہے اس کی تعمیل کرو جب موافق حضرت کے ارشاد کے پانی اور ٹھیل ظاہر ہو کے غائب ہو گئی۔ میں نے نوح مبارکؑ کو قبر کے کنارے رکھا۔ ناگاہ ایک پردہ سفید قبر پر ظاہر ہوا کہ قبر مجھے دکھائی نہ دی۔ پس حضرت کو قبر میں اتارا۔ بنیر اسکے کہ میرا ہاتھ لگے۔ مامون نے حاضرین کو حکم دیا کہ خاک قبر میں گرائیں۔ میں نے کہا حضرتؑ نے حکم دیا کہ خاک قبر میں نہ گرائیں۔ اس نے کہا اے ہر قسم تجھ پر وائے ہو کون قبر کو بھر گیا میں نے کہا حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ قبر آپ ہی آپ بھر جائیگی۔ یہ سن کے لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مٹی زمین پر پھینک دی اور قبر مبارک کی طرف دیکھ کے ان عجائب و غرائب سے بخبر ہو کر میں آئے تھے متعجب ہو رہے تھے۔ ناگاہ قبر مقدس بھر گئی اور زمین سے بلند ہوئی جب مامون ملعون اپنے مکان واپس گیا۔ مجھ سے تخلیہ میں ہلا کے کہا کہ تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ حضرتؑ سے جو کچھ تم نے سنا ہے۔ مجھ سے بیان کرو میں نے کہا جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا میں نے اس سے بیان کر دیا۔ اس نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ جو کچھ اور حضرتؑ نے بیان فرمایا۔ مجھ سے کہو جب اس نے اصرار کیا میں نے انکو روانہ کر دیا خبر بیان کی یہ سن کے اس کا رنگ متغیر ہوا۔ تاؤ پر تاؤ آتے تھے۔ کبھی رنگ سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ ہوتا تھا۔ پس زمین پر گر کے بے ہوش ہو گیا۔ اور اسی بے ہوشی میں کہتا تھا مامون پر خدا کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر رسول کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر علی مرتضیٰ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر فاطمہ زہرا کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر اہل مکہ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام محمد باقرؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام زین العابدینؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام محمد باقرؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام جعفر صادقؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر حق امام رضاؑ سے وائے ہو۔ قسم کھتا یہ زبانکاری ہویدا ہے۔ اور تکرار یہی کلام کر کے روتا اور جینا بھلا تا تھا میں یہ حال دیکھ کے ڈرا اور ایک گوشہ میں جا کے پھپ رہا جب وہ حق ملعون ہرگز میں آیا مجھے بلایا۔ وہ ملعون مانند ستون کے ماموش تھا۔ پھر مجھ سے کہا۔ قسم کھتا تم اور جمیع اہل آسمان و زمین میرے نزدیک امام رضا علیہ التقریر والاشاعہ سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ اگر میں سن پاؤں گا۔ کہ ان باتوں سے ایک بات بھی تم نے کسی سے کہی یہ بات یقیناً تم کو قتل کروں گا۔ میں نے کہا۔ اگر ایک بات بھی کہیں کسی سے کہوں۔ اسوقت میرا خون حلال ہو گا۔ اس پر اس ملعون نے مجھ سے بہت کھدویمان لئے اور بہت قسمیں مجھے دلائیں کہ ان اسرار کا اظہار کرنا جب میں پیشہ میرے چلا۔ وہ شقی کف افسوس مل کے یہ آئیت پڑھتا تھا۔ يستخفون من الناس ولا يستخفون من الله وهو معهم اذ يبيتون ما لا يرون من القول وكان الله بما فعلون محيطاً۔ یعنی لوگوں سے چھپا کر رہتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپاتے مگر اللہ ان کے ساتھ ہے راتوں اور دنوں کو جبکہ کہتے ہیں۔ اپنے چند سخن کہ ان سے پسند نہیں کرتا۔ اور خدا ان کے سب افعال پر حاضر ہے ہوتے ہے اور ان کے سب حالات سے مطلع ہے۔

**روایت حسن عباد کا تب امام رضا علیہ السلام** قلب را ندی نے من عباد کا تب امام رضا سے روایت کیا۔ میں نجد مت امام رضا حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے سپہ سالار میں داخل عراق نہ ہونگا۔ اور عراق کو نہ دیکھوں گا۔ جب یہ کلام حضرت سے میں نے سنا روک کر عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ نے مجھے میرے اہل کلمہ سے ناامید کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ تم داخل ہو گے میں داخل نہ ہوں گا۔ جب حضرت اطراف شہر طوس میں پہنچے۔ بیار ہو گئے۔ اس وقت وصیت کی کہ قبر آنحضرت بجانب قبلہ نزدیک دیوار کھودیں اور درمیان قبر آنحضرت اور بارون تین ہاتھ کا فاصلہ رکھیں اور اس کے قبل چاہا تھا کہ بارون طعون کی اس جگہ قبر کھودیں مگر بہت سیلے اور کودالیں اس جگہ ٹوٹ چکے تھے اور قبر بارون کی وہاں نہ کھد سکی تھی حضرت نے فرمایا۔ آسانی سے میری قبر وہاں کھد سکے گی۔ اور ایک صورت پھلی کی مثل ماہی من وہاں دکھائی دے گی۔ اس صورت ماہی پر خط عبری و زبان عبری کچھ لکھا ہوگا۔ پس جب قبر اور لحد میری کھودنا بہت یسین کرنا اور اس پھلی کو میرے پائنتی دفن کر دینا جب حضرت کی قبر کھدنی شروع کی۔ جو نیلہ نیچے مارتے تھے وہ نیلہ مثل ریت کے نیچے پلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ صورت پھلی کی ظاہر ہوئی۔ اور اس پھلی پر لکھا تھا کہ یہ روحہ علی بن موسیٰ الرضا کا ہے اور وہ گڑھا بارون جبار کا ہے مولف فرماتے ہیں کہ اکثر یہ روایت بایکدیگر جمع ہو سکتے ہیں اس خیال سے کہ سب عجائب و غرائب جمع ہوں جو کہ ظاہر ہوئے ہیں اور امام رضا کو انار و انکور دونوں میں ظاہر دیا ہو۔

**تاریخ شہادت امام رضا علیہ السلام** زیادہ تر مشہور تاریخ شہادت حضرت یہ ہے کہ ماہ صفر ۱۸۰ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے روز آخر ماہ صفر اور بعضوں نے جو دعویٰ مفر کی لکھی ہے اور کفعمی نے ستر سوٹیں ماہ صفر اور ستر شنبہ کو لکھی ہے و بر وین محمد بن منان وغیرہ نے ۱۸۰ھ میں لکھی ہے۔ اور بعضوں نے ۱۸۱ھ میں لکھا ہے اور تاریخوں کو بعضے ساتویں اور بعضے نوے ماہ رمضان المبارک بھی کہتے ہیں۔ اور بعضوں نے تیسویں ماہ ذی قعد کی لکھی ہے۔ ابن بابویہ نے ۱۸۰ھ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مصیبت آنحضرت پانچویں ماہ رمضان ۱۸۰ھ میں واقع ہوئی اور ۱۸۱ھ میں مامون نے اپنی بیٹی ام حبیبہ کا حضرت سے تزویج کیا۔ اور ماہ رجب ۱۸۱ھ میں زہرے شہید کیا۔ ابن بابویہ نے پھر لکھا ہے کہ وفات آنحضرت ایک سوں ماہ رمضان کو بروز جمعہ ۱۸۱ھ میں واقع ہوئی۔ اس وقت عمر شریف حضرت آنحضرت ۶۸ سال چھ مہینے کی تھی۔ اس حساب سے کہ ہمراہ اپنے پدر بزرگوار انیس سال دو مہینہ رہے اور ایا امامت ۱۸ سال چار مہینہ تھے و بسند دیگر روایت کی ہے کہ وفات آنحضرت ۱۸۱ھ ماہ صفر میں واقع ہوئی اور اس وقت عمر شریف آنحضرت ۶۸ سال تھی و بر روایت دیگر کہ ۱۸۰ھ میں شیخ طوسی نے بسند معتبر امیرہ بن علی سے روایت

کی ہے کہ کہا۔ جن دنوں امام رضا خراسان میں تھے۔ میں ہمیشہ مدینہ میں بخدمت امام محمد تقی جاتا تھا۔ اور ازبزرگوار  
 و علمائے حضرت مکر بخدمت امام محمد تقی حاضر ہو کر حضرت کو سلام کرتے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور انعامات  
 پاتے تھے۔ ایک روز امام محمد تقی نے ان سب کے سامنے اپنی کینز کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ماتم پر سے کے  
 لئے تیار ہوں بلوغ کی کس کے ماتم پر سے کے لئے مستعد ہوں۔ فرمایا۔ بہترین اہل زمین کے ماتم پر سے  
 کو۔ بعد چند روز کے خبر ہوئی کہ امام رضا نے اس روز صلیت کی تھی جس دن امام محمد تقی نے مدینہ میں خبر دی  
 تھی جمیر بنی و قطب راوندی اور دیگر علماء نے بسند صحیح معمر بن خلاد سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد  
 تقی نے مدینہ میں فرمایا۔ کہ اے معمر سوار ہو۔ معمر نے کہا۔ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے فرمایا۔ سوار ہو  
 اور کچھ نہ پوچھو۔ جب میں بخدمت آنحضرت صحرائیں گیا۔ فرمایا۔ یہاں ٹھہرو۔ یہ کہہ کر حضرت غائب ہو گئے  
 اور تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ کہاں گئے تھے۔ حضرت  
 امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا۔ خراسان گیا تھا۔ وہاں جا کے اپنے پدر منکوم و عزیز علیہ السلام کو میں نے دفن  
 کیا اور واپس آ گیا ہوں



# باب ہفتم

بیان تاتخ ولادت و وفات امام عباد و نور دیدہ زیاد امام انہم حضرت ابی جعفر محمد بن

علی الجواد علیہ السلام

فصل پہلی

بیان تاتخ ولادت و اسم و لقب و کنیت آنحضرت

امام شریف آنحضرت محمد اکینت مشہور ابو جعفر ہے اور بعضوں نے ابو علی بھی لکھی ہے اور یہ متروک ہے شہر اتفاقاً  
آنحضرت تقی و جواد و منار و منتب و مرتضیٰ و قانع و عالم ہے بعض علماء نے القاب آنحضرت اور بھی لکھے ہیں۔ سال ولادت  
باتفاق ۱۹۵ھ بنا بر اشہر روز ولادت جمعہ پندرہ صوفی یا انیسویں ماہ مبارک رمضان ہے شیخ طوسی نے ابن عباس  
سے روایت کی ہے کہ تاریخ ولادت آنحضرت دس رجب ہے اور دعائے نامیہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام  
فی الجملہ شاہد اس قول کی اصلیت ہے مقام ولادت آنحضرت باتفاق مدینہ منورہ ہے پدر نامدار حضرت  
امام رضا اور مادہ آنحضرت سبیکہ ام ولد ہیں اور بعضوں نے اسم مبارک ان مظہر کاغیر ان ریختہ و سیکینہ بھی لکھا  
ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ مظہر قویہ تھیں اور بعضوں نے مرثیہ بھی لکھا ہے بقول ہے کہ مظہر اقربائے ماریہ قطیہ  
مادہ ابراہیم فرزندان رسول سے تھیں۔ ابن شہر آشوب نے بسند معتبر یکسر خاتون دختر امام موسی کاظم سے  
روایت کی ہے کہ کہا ایک روز میرے برادر امام رضا نے مجھے بلا کے فرمایا۔ اسے حکیمہ آج رات کو ایک فرزند  
فرخیزان سے متولد ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم وقت ولادت ان کے پاس رہو۔ حسب ارشاد میں حاضر رہی جب  
راست ہوئی دایوں کو بلا کے میرے ہمراہ جمعہ خیرین ان میں بیٹھ دیا۔ اور خود چہرہ روشن کر کے باہر تشریف لائے  
اور دروازہ بند کر دیا۔ جب دروازہ ان مظہر کو شروع ہوا میں نے بالائے طشت بٹھایا۔ یکایک چہرہ گل ہو  
گیا۔ اس حال کے مشاہدہ سے پریشان ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ماہ تاباں فلک امامت طالع ہوگا۔ اور  
درمیان طشت نزل فرمایا۔ اور حضرت کو ایک پردہ باریک احاطہ کئے تھا اور نور چہرہ آنحضرت سے ایسا  
ساطع تھا کہ تمام حجرہ روشن ہو گیا۔ اور ہم چہرہ رخسے زیادہ روشن ہوئے۔ میں نے اس نور میں کو گو دس لے

لیا۔ اور اس پر وہ کوٹور شدہ محل سے دھڑک کر دیا۔ اس وقت امام رضا داخل جمعو ہوئے۔ ہم نے جا بھائے پکیر چہ پئے  
 آنحضرت نے لے کر اپنی آنکوش مبارک میں لیا۔ اور گہوارہ میں لٹا کے میرے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ اس گہوارہ  
 سے جہان نہ ہونا جبت میسران دلادت سے ہوا۔ اس نور میں نے دیدہ حق میں کھول کے جانب آسمان نگاہ  
 کی ماہ وائیں بائیں دیکھا پھر زبان فصیح مذک اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول  
 اللہ۔ جب یہ حالت بسیب میں نے مشاہدہ کی۔ اپنے برادر امام رضا کی خدمت میں ہمارے جو کچھ دیکھا اور سنا  
 تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا۔ بعد اسکے ابھی اس سے زیادہ بلائیں معائنہ کرو گے۔ کتاب بیون المعجزات میں  
 بسند معتبر کلیم بن عمران سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے ایک دفعہ میں نے امام رضا کی خدمت میں عرض  
 کیا کہ آپ اپنے لئے خدا سے دعا کریں۔ کہ آپ کو فرزند عطا کرے۔ حضرت نے فرمایا خداوند عالم مجھے ایک  
 ایسا فرزند عطا کرے گا۔ جو وارث میری امامت کا ہوگا۔ بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم نے مجھے  
 ایک ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو شبیہ موسیٰ بن عمران ہے کہ دریاؤں کا فکا فکا کرتا تھا۔ اور نظیر یونس بن مریم ہے  
 جسے غلہ نے مقدس دھڑکروانا اور پاک دہلیزہ پیدا کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند بجور و ستم شہید ہوگا  
 اور اہل آسمان اس پر رویں گے اور اس کے قاتل پر خدا عذاب نازل کرے گا اور اس کے قاتل کرنے سے کما  
 قاتل اپنی زندگی سے بہرہ مند نہ ہوگا۔ اور بہت جلد عذاب الہی کو گوش ایسا آنکوش میں پہنچائے ہے۔ جنگ مبارک  
 آنحضرت بنابر مشہور گندم گوں تھا۔ اور بعضوں نے سفید کہا ہے۔ منقول ہے نقش مبارک خاتم آنحضرت نعم القلہ اللہ تھا

## فصل دوسری

### بیان شہادت و بعض احوال آنحضرت

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام وقت وفات والد بزرگوار ۹ سال کے تھے اور بعضوں نے سات سال بھی  
 کہا ہے۔ وقت شہادت والد بزرگوار حضرت مدینہ میں تھے اور بعض شیعہ بسبب صغر سن امامت حضرت میں تال  
 کرتے تھے۔ یہاں تک کہ طاعون غلا و اشراق شیعہ اطراف عالم سے متوجہ ہوا ہوئے اور بعد فراخ مناسک حج  
 بخدمت آنحضرت حاضر ہوئے۔ اور بعد مشاہدہ معجزات کثیرہ و کرامات و علوم و کمالات اقرار امامت  
 کیا اور رنگ و شک و شبہ آئینہ قلوب سے صاف کیا۔ تا آنکہ کلین احمد دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ایک  
 مجلس میں یا کئی روز حواشی میں ہزار مسائل مشککہ حضرت سے پوچھے اور سب کا جواب شافی پایا چونکہ مامول طویل  
 بعد شہادت امام رضا زناں زدوں و بدعتیوں نے پھا۔ اس نے پھا۔ پھا ہر اس پر مہر عطا بھیج کر فرمایا

سے بلند اور ایسا ایک عظیم خدمت امام محمد تقیؑ کے باہر ازاد اکرام تمام حضرت کو ملایا جب تشریف لے گئے  
قبل اسکے حضرت اس شقی سے ملاقات کریں۔ ایک روز مامون ملعون بقصد نکار سوار ہوا۔ اثنائے راہ میں ہند  
اطفال کی طرف سے گنڈا۔ اور دیکھا کہ وہ لڑکے راہ میں کھڑے تھے اور حضرت امام محمد تقیؑ بھی ان میں تھے  
جب لڑکوں نے اس ملعون کو دیکھا بھاگ گئے۔ لیکن حضرت اپنی جگہ بالنگین دو قار کھڑے رہے۔ یہاں تک  
کہ مامون حضرت تک پہنچ گیا۔ اور انوار امامت و اثر جلالت مہابت آنحضرتؑ مشاہدہ کر کے متعجب ہوا۔ اور  
باگ روک لی اس وقت پھر شریف آنحضرتؑ گیدہ سال کی تھی۔ مامون نے کہا اے کو درک تو شل کو درکان دیگر  
میرے راستے سے کیوں نہ بھاگا۔ اور اپنی جگہ کھڑا رہا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے طیفہ راستہ تنگ نہ تھا کہ تمہیں  
راہ دیتا۔ اور میری کوئی جرم و خطا بھی نہ تھی کہ تم سے بھاگتا۔ اور یہ بھی گمان نہیں۔ کہ تم کسی کو بے جرم مقبوت  
کر دو۔ اس کلام کے سننے سے مامون زیادہ متعجب ہوا۔ اور مشاہدہ من و جمال سے حجاب ہو کے پوچھا ہلہ  
کیا نام ہے حضرت نے فرمایا۔ میرا نام محمد ہے اس نے کہا کس کے فرزند ہو۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام کا فرزند  
ہوں جب اس نے نسب شریف سنا۔ تعجب اس کا ہر طرف ہوا۔ اور امام رضاؑ کے نام کے سننے سے منغل ہوا  
اس لئے کہ اس شقی نے حضرتؑ کو شہید کیا تھا۔ پس درود رحمت حضرتؑ کا پڑھنے کے روانہ ہوا جب محراب پہنچا۔ اس  
کی نظر دراج پر پڑی۔ اپنا بلا اس پر چھوڑ دیا۔ باز مصدک غائب رہا جب ہول سے نیچے آیا۔ ایک چھوٹی سی  
پھلی اس کی پونجی میں تھی۔ اور ہنوز رقی حیات باقی تھی۔ مامون یہ دیکھ کے خوش ہوا اور اس پھلی کو ہاتھ  
میں لے کے واپس گیا۔ جب اس جگہ پہنچا جہاں حضرتؑ سے ملاقات ہوئی تھی۔ پھر لڑکے بھاگ گئے اور حضرت  
اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون ملعون نے کہا اے محمدؑ میرے ہاتھ میں کیا ہے حضرتؑ نے بالہام ملک ملا  
فرمایا۔ کہ خلاف عالم نے ہند دریا پیدا کئے ہیں۔ کہ ابران دریاؤں سے بلند ہوتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی پھلیاں  
اس ابر سے اٹکے اور چلتی ہیں اور بادشاہوں کے بلا ان پھلیوں کو چونچ میں لیتے ہیں اور برگزیدگان صلا کہ منبوت  
کا ان سے امتحان کرتے ہیں۔ مامون کا اس معجزہ کے مشاہدہ سے زیادہ تعجب ہوا۔ اور کہا۔ حقاً تم فرزند  
امام رضاؑ ہو اور فرزند امام ہزرتؑ سے محضات عجیب بعید نہیں ہیں۔ پس حضرتؑ کو ملا کے بہت اعزاز و کاک  
کیا۔ اور قصد کیا۔ اپنی دختر ام الفضل کو تزویج کر دے۔ اس قصد کے استماع سے بنی عباس مامون پاس  
جمع ہوئے اور کہا۔ غلعت خلافت جبکہ بنی عباس نے پہنا۔ اور یہ شرف و کرامت ان میں قرار پایا۔  
پھر آپ ان میں سے ہو گئے کیوں باہر رہا ہے جسے کہ اولاد علی ابن ابی طالب میں یہ امر قرار دیکھے باوجود  
مدادت قدیم کے جو ہم میں اور ان میں ہمیشہ سے ہے جو کچھ آپ نے امام رضاؑ کے حق میں کیا۔ ہم عرصہ  
سے اس کے منتظر تھے۔ تا آنکہ ان کا امر محض ہوا۔ مامون نے کہا۔ اہل عدالت کے باقی تہلہ سے بزرگ

نہ یہ لوگ۔ اگر ان کی خلافت منصب نہ کرتے کوئی مملکت ان میں ہم سے نہ ہوتی۔ وہ ہم سے زیادہ سزاوار ملامت و خلافت ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ یہ طفل خرو سال ہے۔ تحصیل علم و مکمل پابندی نہیں کیا ہے اگر انکی تحصیل علم و مکمل تک مہیا کیے۔ اس کے بعد مزید چھ کر دیجئے گا۔ انب ہوگا۔ ماموں نے کہا۔ تم انکو نہیں پہچانتے ان کا علم از جانب حق تعالیٰ ہے موقوف تحصیل پر نہیں ہے ان لوگوں کے طرد و کلاں اوروں سے افضل ہیں۔ اگر تم کو میرے کلام کی تصدیق منظور ہو عالموں کو جمع کر کے اس طفل سے مباہلہ کرو۔

**فضائل و کرامات امام محمد تقی علیہ السلام** ماموں ملعون کے کلام سننے کے بعد لوگوں نے یہی اپن تھا بہت کے لئے پسند کیا۔ ماموں نے جلسہ عام کا حکم دے کے یحییٰ بن اکثم اور جمیع علمائے اشراف کو جمع کیا۔ بعد مناظرہ اس قدر علوم و کمالات آنحضرتؑ ظہر ہوئے کہ دوست دشمن سب کے سب فضل و مکمل و علم آنحضرتؑ کے قائل ہو گئے اور بنی عباس کو مل اعتراض نہ رہا۔ پس ماموں ملعون نے اسی مجلس میں اپنی دختر ام الفضل کا تزویج حضرت سے کر دیا۔ اور بہت سامال بتقریب نثار خام و عام و اشراف و بیان پر تقسیم کیا۔ بعد اسکے ایک مدت تک حضرت کو اپنے پاس معزز و مکرم رکھا۔ ام الفضل ملعونہ حضرت سے اس سبب سے موافق نہ تھی کہ حضرت اور عورات کی طرف بھی متوجہ ہوتے تھے اور امام علی نقی کی والدہ کو ام الفضل پر ترجیح دیتے تھے۔ اس وجہ سے وہ ملعونہ مکرر اپنے باپ ماموں سے حضرت کی شکایت کیا کرتی تھی اور وہ سماعت نہ کرتا تھا جو سکوک بد اس نے امام رضا سے کیا تھا۔ اس ظلم کے بعد اہل بیت رسالت کی ایذا دہی مناسب اپنی دولت کے نہ جانتا تھا۔

**معجزہ امام محمد تقی زبانی ام الفضل** سید ابن طاووس نے حکیم غلقون دختر امام رضا سے روایت کیا ہے کہ بعد فوت ہر اور امام محمد تقی ان کی زوجہ ام الفضل نے گریہ و زاری کر کے اوصاف حضرت کے بیان کئے اور کہا۔ اے علم اگر آپ کہیں ایک ایسی نقل عجیب آپ سے بیان کروں کہ آپ نے ویسی نقل نہ سنی ہو۔ میں نے کہا۔ بیان کرو۔ اس نے کہا۔ اولاً ظہار یا سر سے ہوں اور زوجہ امام محمد تقی ہوں۔ میں نے اسکے سامنے ضبط کیا۔ جب وہ چلی گئی جسدر شک۔ جو عورتوں کو ہوتا ہے اس قدر مجھے ہوا کہ ضبط نہ کر سکی۔ تمام دن خفیہ میں بسر کی جب آدھی رات گزری گریں و نالوں اپنے باپ ماموں پاس گئی۔ اور بہت شکایت کر کے کہا۔ وہ سامنے میرے اور ازواج رکھتے ہیں اور جب میں کوئی بات کرتی ہوں مجھا دیتے ہیں اور عباس بلکہ تمام بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں۔ اس وقت میرا باپ ایسا شراب سے مست تھا کہ اسے اپنی خبر بھی نہ تھی۔ اس کلام کے سننے سے تلوار لے کے

خشتنگ اتھا۔ اور غلام و ملازم اس کے ہمراہ ہوئے جب امام محمد تقی کے سر ہانے پہنچا اور انہیں سوتا پایا ملازم  
 کھینچ لی اور ملکہ حاضرین آنحضرت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے واپس چلا گیا۔ میں نے اپنے کردار و گفتار کے نادم  
 ہونے کے لحاظ سے اپنے منہ پر ماسے اور ایک گودنے میں سو گئی۔ جب صبح ہو گئی یا سر خادم نے میرے پاس  
 کہا اس حسب عیب حرکت آپ سے سرزد ہوئی۔ اس نے پوچھا کیا۔ خادم نے کہا۔ آپ کی دختر نے ایسا ایسا کیا۔ لہذا  
 آپ نے باکے امام محمد تقی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ماموں نے اس خبر سے اس قدر اپنے منہ پر طمانچہ  
 مارے کہ پیٹتے پیٹتے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا۔ خادم مذکور کو فرار کئے دیے روانہ کیا۔ یا سر غلام کہتا ہے جب  
 حضرت کے مکان گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت حوض کے کنارے بیٹھے مسواک کر رہے ہیں۔ میں نے سلام  
 کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے چاہا کچھ پوچھوں۔ مگر حضرت مشغول ناز ہو گئے اور میں دوڑتا ہوا  
 خدمت ماموں پر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ اے خلیفہ آپ کو بشارت ہو کہ امام محمد تقی پر کوئی صدمہ و گزند نہیں  
 پہنچا اس وقت مشغول نمازیں۔ ماموں نے یہ سن کر سجدہ شکر کیا۔ اور ایک ہزار درہم مجھے انعام میں عطا فرمائے  
 اور کہا۔ میں ہزار درہم امام محمد تقی پاس لے جاؤں۔ اور ان سے میرا سلام کہہ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر  
 ہوا۔ اور چاہا ہم مبارک دیکھوں کہ ان دنوں کے نشان بھی ہیں یا انہیں۔ پس میں نے عرض کیا۔ یا اہل رسول  
 اللہ یہ پیرا ہن جو آپ پہنچے ہیں۔ اس کا مجھے فلیتہ دیجئے کہ اپنے کفن کے لئے رکھ چھڑوں حضرت نے  
 اپنا پیرا ہن مبارک اتار کے مجھے دیدیا۔ اور فرمایا جو تو نے کہا۔ وہ شرط ہے۔ میں نے کہا۔ یا اہل رسول اللہ  
 اس فصل سے وہ مطلق خبردار نہیں۔ بلکہ شرمندہ و ہشمان ہے۔ میں نے سبب شریف پر نظر کی مطلق نشان  
 تک نہ دیکھا۔ اور ماموں پاس آئے سبب ماجرہ عرض کیا۔ ماموں نے وہ گھوڑا جس پر سوار ہو کے اس شب  
 آیا تھا۔ اور وہ تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی دونوں چیزیں حضرت پاس ہدیہ بھیج دیں امام افضل کتنی ہے  
 ماموں نے پیغام بھیجا کہ اب اگر جمعہ سے میں نے ایک حرف شکایت بھی سنا جان لینا۔ بہت آزدہ ہو گا۔  
 اور خود بخدمت آنحضرت ہونے کے میٹھا حضرت نے نصیحت کی کہ شراب پینا ترک کر دے اس شقی نے  
 بظاہر نصیحت قبول کی۔ اور حضرت نے اسے ایک دعا تعلیم کر کے فرمایا جو کہ اس رات کو نیند نے یہ دعا پڑھی تھی  
 اس سبب سے تیری تلوار سے مجھے کوئی ضرر نہ پہنچا۔ اور وہ دعا کتاب بیچ الدعوات میں موجود ہے جب تک  
 ماموں زندہ رہا۔ ان دعاؤں کی برکت سے تمام ملاؤں سے محفوظ رہا۔ اور بہت فہم اس نے فتح کئے

**حال زہراں ام الفضل زوہرہ حضرت امام محمد تقی** ۴۰ دروایت شیخ مفید و دیگر علماء رحمہم  
 ہوئے رحمت نے کے متوجہ بیت الحرام ہوئے اور وہاں سے مدینہ طیبہ معادرت کر کے اسی مقام مبارک

میں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ شائد میں مومن بعد از باہلی واصل ہونے لگا۔ اور اس کے بعد مقیم نے غصبت غلبت کی جیب اس شقی نے نہ تو ان کے حالات آنحضرت سے۔ آتش خدا کے سینہ پکینہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اس نے حضرت کو ضرر رسانی کے لئے بعد ازیں طلب کیا۔ جب حضرت نے اس کا بعد لکھا یا امام علیؑ کو اپنا خلیفہ جانشین بنانے کا بشیود ثقات، اہل بیت کے دور و فوج میں امت آنحضرت پر بیان کیا، اور کتب علوم الہی و دلو و برکات رسول خدا صلی علیہ وسلم پر غلبہ کیا، گزشتہ امام علیؑ کے سپرد فرمایا کہ اس کو ہر گز نہ گرامی کو ودلایا گیا اور ہا دل خونین مفارقت تروت مقدس رسول خدا اختیار کر کے بعد از واد ہوئے اور بتاریخہ عرم اطرام تسمہ بعد از ہنپے۔ اس ملعون یعنی مقصم نے اسی سال حضرت کو شہید کیا۔ و بروایت ابن بابویہ و دیگر علماء و اثنی بالہ نے جو کہ مامون کے بعد مملیفہ ہوا حضرت کو شہید کیا۔ اور کیفیت شہادت آنحضرت کتاب لیون العجزات میں اس طرح لکھی ہے کہ جب حضرت بعد از میں پہنچے اور مقصم ملعون نے ام الفضل کی برخلافی نسبت آنحضرت معانہ کی اس ملعونہ کو ہلاک کے قتل آنحضرت پر راہی کیا۔ اور زہر اس ملعونہ پاس بھیجا کہ حضرت کے طعام میں ملا دے وہ ملعونہ انگور اذقی جو ایک قسم کی انگور ہے۔ ان کو زہر آلود کر کے حضرت پاس لائی۔ جب حضرت نے تناول فرمائے اثر زہر بدن مبارک پر ظاہر ہوا۔ اس فعل فیض سے وہ پشیمان ہوئی اور کوئی چارہ جوئی نہ کر سکی۔ گریہ و زاری کرتی تھی حضرت نے فرمایا۔ اے ملعونہ تو ہی نے مجھے قتل کیا۔ اور پھر روتی بھی ہے۔ قسم بخدا ایسی بلا میں مبتلا ہوگی جو مرہم پذیر نہ ہوگا۔ اور ایسے درد میں مبتلا ہوگی جس سے دنیا و آخرت میں رونا ہو جائے گی۔ جب حضرت زہر ستم سے شہید ہوئے۔ اس ملعونہ کو مقصم اپنے محل میں لایا۔ اور بہت جلد ایک ناسور اس کی فرج میں پڑ گیا۔ ہر چند حکیموں نے علاج کیا مفید نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس ملعون کے گھر سے نکل پڑی۔ اور میں قدر مال و دولت اس کے پاس سس خفی سب علاء مدام کی۔ آخر الامر ایسی محتاج ہو گئی کہ بھیگ مانگتی تھی۔ یہاں تک کہ اسی حالت خراب و زار میں بعد از قہا واصل ہوئے زیا لکار دنیا و آخرت ہوئی۔ و بروایت ابن شہر آشوب ہنگام مقاربت و شمال زہر آلود حضرت کو دیا جب اثر ظاہر جسد شریف حضرت پر ظاہر ہوا حضرت نے فرمایا۔ خدا تجھے ایسے درد میں مبتلا کرے جس کی دوا نہ ہو پس مرض خورہ اس کی فرج میں ہوا۔ ہر چند حکیموں نے دوا کی مفید نہ ہوئی۔ تاہم انکا اسفل سافلین میں اپنے پدر لعین سے ملحق ہوئی،

روایت شہرت حماض زہر دار معرفت غلام اشناس معتصم نے مقیم سے بیت و بریت و دیگر بیت کی وہ خفی متغیر و مال امام محمد تقی علیہ السلام ہوا۔ اور عبد الملک عالم مدینہ کو ایک نامہ لکھا کہ حضرت کو مع ام الفضل بعد از ہجرت بعد از پہنچے بظاہر اس شقی نے اعزاز و اکرام کر کے محفوظ و دبایا آنحضرت و ام الفضل

کیلے ریحیجے اس کے بعد شربت حامض اپنے غلام اشناس کے ہاتھ لہر حضرت کیلے بھیجا جب اس شربت کو حضرت پاس لائے کہا۔ یہ شربت خلیفہ نے آپ کو بھیجا ہے اور خود خلیفہ نے اپنے مضموموں کیلے بھیجا ہے اور یہ حقیق کو بھیجا ہے کہ برف میں سرد کر کے نوش کیجئے اور برف بھی وہ غلام اپنے ہمراہ لایا تھا جب شربت حضرت کے لئے تیار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہو سکتا ہے یہ شربت رات کو وقت افطار ہیوں۔ اس غلام نے کہا۔ برف پانی ہو جائے گی اور اس شربت کو پانی کے ہمراہ پیتے ہیں۔ ہر چند حضرت نے پیئے سے انکار کیا۔ وہ ملعون مبالغہ و امر کرتا تھا مجبوری وہ شربت زہر آلود حضرت نے نوش کیا۔ اور اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے۔

سیاحتی نے اپنی تفسیر میں زرکان سے روایت کی ہے  
**امام محمد تقی علیہ السلام کا چور کے متعلق فیصلہ** کیا یک روز ابن ابی داؤد مجلس معتمد سے ملے اپنے مکان میں آیا۔ میں سب اندوہ دریافت اس نے کہا۔ آج فرزند امام رضا سے ایسا امر صادر ہوا کہ وہ میرا موجب سزا ہے۔ ایک چور کو خلیفہ پاس لائے۔ خلیفہ نے حکم دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹا جائے مجھ سے پوچھا کہاں سے اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا کہ اس کے پاس سے کاٹنا چاہیے۔ اکثر حاضرین نے میرے کلام کی موافقت کی اور بعضوں نے کہا۔ اس کا ہاتھ کہیں سے کاٹنا چاہئے۔ اس پر خلیفہ نے ہر ایک سے دلیل طلب کی اور ہم نے بیان کیا۔ اس کے بعد خلیفہ حضرت امام محمد تقی سے مخاطب ہوا۔ اور کہا آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ حاضر نے کہا تم نے سنا۔ اس نے کہا مجھے ان کے کہنے سے کیا کام ہے۔ آپ جو جانتے ہیں بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس مسئلہ کے جواب سے مجھے معاف رکھو۔ خلیفہ نے ان کو قسم دلائی کہ آپ ضرور بیان کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کی چار انگلیاں کاٹی جائیں۔ اور تھیلی ہاتھ کی چھوڑ دی جائے۔ کہ اس سے اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور اس پر ایسی پند دلیلیں بیان کریں کہ ہم لوگ ان کا جواب نہ دے سکے اور مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اگر باقیامت بیا ہو گئی۔ اور سب نے آرزو کی کہ کاش مجھے بیس سال پہلے موت آجاتی کہ ایسا دن نہ دیکھتا۔ ازقان نے کہا۔ تیسرے دن ابن ابی داؤد خلیفہ پاس گیا۔ اور خلیفہ میں اس سے کہا۔ کہ خلیفہ کی غیر خواہی مجھ پر لازم ہے۔ اس وجہ سے عرض کرتا ہوں کہ چند روز قبل جو واقعہ ہوا۔ مناسب دولت خلیفہ نہ تھا۔ اسلئے کہ خلیفہ نے وہ مسئلہ جسے خود نہ جانتا تھا۔ اسے اپنے وزیروں امیروں اور جمیع اکابر و اشراف و علماء و فضلاء سے دریافت کیا۔ اور انہوں نے جواب دیا۔ اور ایسی مجلس عالی شان میں اس شخص سے جس کو اہل علم سے نصف لوگ امام مانتے ہیں۔ اور خلیفہ کو ان کے حق کا غاصب سمجھتے ہیں۔ اور اس شخص کو اہل خلافت تصور کرتے ہیں اس سے دریافت کیا۔ اور اس نے برخلاف علی و فتویٰ دیا۔ اور خلیفہ نے سب مالوا کے فتویٰ کو ترک کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کیا۔ اور یہ خبر درمیان مردم منتشر ہوئی جس کی وجہ سے ان

شیعوں اور دوستوں کو ایک جگہ قوی ہاتھ آگئی۔ جب اس ملعون نے یہ سنا رنگ اس کا متغیر ہو گیا۔ اور اٹھ کھڑا کفر و عید و نفاق اسکے سینہ میں مشتعل ہوئی اور کہا۔ خدا تمہیں جزائے غیر عطا کرے۔ تم نے مجھے اس امر پر مطلع کیا جس سے میں غافل تھا دوسرے روز اس ملعون نے ایک وزیر کو محرر کو طلب کر کے حکم دید کہ امام محمد تقی کو اپنے گھر میں دعوت کے بہانہ سے بلا کے زہران کے کھانے میں ڈال دے۔ اس بذلت نے حضرت کو دعوت کے بہانہ سے طلب کیا۔ حضرت نے عذر کیا اور کہا تم جانتے ہو۔ میں تمہاری مجلسوں میں نہیں جاتا ہوں۔ اس ملعون نے بہت مبالغہ و اصرار کر کے عرض کیا۔ میری عقل میں کوئی امر خلافت طبع شریف نہ ہوگا۔ عرض آپ کے کھانا کھلانے سے ہے۔ بلکہ علیحدہ کے ایک وزیر کو ملاقات کا بھی فریاد ہے اور خواہاں اس کا ہے کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہو۔ پھر اس شقی نے استعدہ مبالغہ و اصرار کیا کہ حضرت مجبوری اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب ایک لقمہ اس طعام سے تناول کیا حضرت اثر زہر اپنے گلے مبارک میں پانے لگے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ ملعون راہ روک کے کھڑا ہوا۔ اور کہا آپ ابھی نہ جائیے حضرت نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے مجھ سے سلوک کیا۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ میں تیرے مکان سے ہلا جاؤں پس حضرت جلدی سوار ہوئے۔ اپنے دولت سرائیں تشریف لائے۔ جب گھر میں پہنچے۔ اثر ظاہر قاتل بدن شریف پر ظاہر ہوا۔ اس تمام دن اور رات حضرت یحییٰ رہے تا آنکہ روح مقدس نے بجانب درہات سعادت پرواز کیا۔

**حال انتقال حضرت امام تقی علیہ السلام** امام محمد تقی نے بعد ہجر جس شب کو بعالم بقدرت کی۔ فرمایا کہ میں آج کی رات دنیا سے جاؤں گا۔ پھر ارشاد کیا کہ ہم اہل بیت کیلئے جب خدا دینا نہیں چاہتا۔ ہم کو اپنے حور و رحمت میں لے جاتا ہے۔ کتاب البصائر الدرجات میں روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد تقی کا روضہ تھا۔ اس نے کہا۔ جن دنوں حضرت بغداد میں تھے۔ میں ایک روز بخدمت امام محمد تقی علیہ السلام مینہ میں حاضر تھا۔ اس وقت کم سن تھے اور ایک لوح آگے رکھے پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ حضرت کی حالت متغیر ہوئی۔ اور اٹھ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ یکایک صدائے شیعوں و زہری حضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت باہر تشریف لائے۔ میں نے دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس وقت میرے پدر بزرگوار نے اس درخانی سے بجانب سرائے جاؤانی رحلت فرمائی۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ نے کیونکر جانا۔ حضرت نے فرمایا۔ اجمال حق تعالیٰ سے ایک ایسی حالت مجھ پر طاری ہوئی کہ قبل اسکے اور کبھی یہ حال نہ ہوا تھا۔ اس سبب سے میں نے جانا کہ میرے پدر بزرگوار نے انتقال کیا۔ اور منصب امامت میری جانب منتقل ہوا۔ بعد ایک مدت کے خیر ہوئی کہ حضرت امام محمد تقیؑ

ایسی سماعت برحمت الہی ملتی ہوئے تھے۔ اسادیت میں وارد ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام طے الارض کر کے بغداد میں آئے اور اپنے پدر بزرگوار کو غسل و کفن دیکے دفن کیا۔ اور اسی دن مدینہ میں واپس لگے۔ کلینیؒ نے بسند معتبر بارون بن فضل سے روایت کی ہے کہ کہا۔ بسند مدت امام تقی علیہ السلام مدینہ میں اس دن حاضر ہوا جس روز بغداد میں امام محمد تقی نے انتقال کیا تھا۔ ناگاہ حضرت امام علی نقی نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ نے کیونکر جانا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسی حالت میں نے اپنے میں پائی کہ قبل اسکے یہ حالت کبھی نہ ہوئی تھی۔ میں نے جانا کہ وہ حالت نوانامت سے ہے۔ و بروایت دیگر حضرت سلمان گھریں گئے۔ اور اپنی دادی کی گود میں بیٹھ کے رونے لگے حضرت کی دادی نے پوچھا۔ اے نور چشم کیوں روتے ہو۔ حضرت نے فرمایا اس وقت میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ انہوں نے کہا اے فرزند گرامی ایسا نہ کہو حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا جو میں نے کہا۔ اسی طرح ہے۔ بعد اسکے یہ واقعہ کھل گیا جب خبر پہنچی اسی سماعت حضرت نے رحلت کی تھی۔

**تاریخ وفات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام** شہر تاریخ وفات آنحضرتؑ میں یہ ہے کہ آخر نے روز شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ بھی لکھی ہے اور بعضوں نے سہ شنبہ گیارھویں ماہ ذی قعدہ لکھی ہے اور وقت وفات عمر شریف آنحضرتؑ سے کہیں سال سے کچھ کم دوہینے گذرے تھے۔ اور موافق شہر مدت امامت آنحضرتؑ کچھ کم سترہ سال تھی ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ وقت وفات والد بزرگوار امام محمد تقی سات سال چار مہینے دو روز کے تھے۔ اور مدت امامت میں روز کم اٹھارہ سال کی تھی کتاب کشف الغمہ میں از لمونین عن الغین ایک روایت نقل کی ہے کہ وفات آنحضرتؑ بروز سہ شنبہ پانچویں ماہ مذکور کو واقع ہوئی۔ و بروایت دیگر محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ عمر شریف آنحضرتؑ پچیس سال تین ماہ بارہ روز تھی اور ولادت آنحضرتؑ ۱۹۵ھ میں تھی۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ سات سال تین مہینے سب سے اور وفات آنحضرتؑ بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۳۳ھ کو واقع ہوئی۔ و بروایت دیگر وقت وفات والد بزرگوار نوہ سال پندرہ ماہ کے تھے۔ کتاب دلائل حمیری میں بسند خود محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ وقت وفات عمر گرامی آنحضرتؑ پچیس سال تین مہینے بارہ روز کی تھی۔ اور بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۳۳ھ میں حضرت نے رحلت فرمائی۔ اور بعد وفات پدر عالی مقدار ایش سال پچیس روز کم زندہ رہے۔ اور اتفاقاً علانیہ وفات آنحضرتؑ بغداد میں واقع ہوئی۔ اور مقبرہ قریش میں اپنے جد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں جہاں اب مرقہ منور کی زیارت کرتے ہیں دفن ہوئے۔

# باب ہشتم

بیان تاریخ ولادت و وفات نہال حدیقہ مصطفوی گل بوستان رضوی

امام و ہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام

## فصل اول

بیان تاریخ ولادت و نسب و لقب و کنیت

اسم شریف آنحضرت علی کنیت ابوالحسن ہے اور مشہور ترین القاب آنحضرت نقی و ہادی ہیں و نجیب و رضی و عالم و فقیہ و امین و مومن و طیب و متوکل و عسکری بھی آنحضرت کو کہتے ہیں اور چونکہ سرزمینِ کربلا کے لئے بنایا گیا۔ اس سبب سے حضرت کو عسکری کہتے ہیں اور حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری کو وہاں کی سکونت کی وجہ سے عسکری کہتے ہیں۔ سال ولادت آنحضرت ۱۲۰۰ھ ہے اور ایک جماعت کثیر نے ۱۲۰۱ھ بھی لکھا ہے۔ تاریخ ولادت مشہور پندرہویں ذی الحجہ ہے اور بروایت دیگر جو کہ شیخ علیہ الرحمہ نے معبرا میں نقل کی ہے۔ ستائیسویں ذی الحجہ ہے و بروایت ابن عباس دوسری یا پانچویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت واقع ہوئی۔ و بروایت علی بن ابراہیم قمی تیرہویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت باسعادت ہوئی اور زیارت نامیہ مقدسہ اس پر ولادت کرتی ہے۔ کہ ولادت ماہ رجب میں ہوئی اور مکان ولادت شریعت ایک موضع میں اطراف مدینہ طیبہ سے ہے جس کا نام مریا ہے۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند متصل امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم پائنتا ہے کہ امام کو پیدا کرے سات برگ ہشتی پدر امام کے لئے بھیجتا ہے جب تناول کرتے ہیں نطفہ امام منعقد ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ نطفہ مبارک شکم مادر میں منتقل ہوتا۔ حملے مروج سنتا ہے اور جب زمین پر آتا ہے۔ خداوند عالم ایک ستون نور اس کے لئے درمیان زمین و آسمان بلند کرتا ہے اور ایک فرشتہ ان کے دلہنے بازو پر یہ آید لکھتا ہے و تمت کلمۃ ربک فامد لا مبدل الکلماتہ دھو اسمیع العلیہ اور پدر بزرگوار

آنحضرت امام محمد علیہ السلام ہیں اور والدہ ماجدہ حضرت سمانہ مغربیہ ام ولد ہیں و نقشب ثنائین حضرت کتاب فضول البہرہ میں اس طرح لکھا ہے۔ و هو مصمتی من خندقہ۔ و بروایت دیگر حفظ العہود من اخلاق العبود۔ ہے اور ایک روایت میں منقول ہے کہ رنگ مبارک آنحضرت گندم گوں تھا۔

## فصل دوسری

### بیان شہادت حضرت ابو الفضل مہتمم جو مال فہین سگندے

شہادت آنحضرت با اتفاق علماء ۲۵۴ھ میں واقع ہوئی تاریخ وفات آنحضرت میں اختلاف ہے بروایت علی بن ابراہیم قمی و ابن عیاش روز و شب تیسری ماہ رجب کی تھی اور بروایت ابن شہاب کمسویں ماہ جمادی الآخر کی تھی و بروایت دیگر ستائیسویں و بروایت دیگر اٹھائیسویں ماہ مذکور کی تھی اور حضرت آنحضرت وقت وفات پچاس سال و برطیت دیگر اکتیس سال اور چند ماہ کی تھی۔ اس حساب سے کہ ہنگام وفات اپنے والد بزرگوار کے جب منصب جلیل القدر امامت سرفراز ہوئے۔ اس وقت عمر تین تین چار سال پانچ ماہ کی تھی اور مدت امامت چند روز کم سات ماہ تیس سال تھی اور قریب تیرہ سال کے مدینہ طیبہ میں رہے بعد اسکے متوکل عین نے مقام سرمن رائے طلب کیا۔ ستائیس سال اسی جگہ سرمن رائے جہاں اب مرقد منور ہے سکونت پذیر رہے۔ و بنا بر قول ابن بابویہ و جماعت دیگر معتد عباسی نے حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ اور وقت شہادت آنحضرت پاس سولے امام حسن مسکری کے اور کوئی نہ تھا۔ اور شریک جنازہ جمیع امرا و اشراف و اعیان تھے۔ اور حضرت امام حسن مسکری نے ہمراہ جنازہ پدر بزرگوار گریبان پاک کیا۔ اور خود بنفس نفیس متوجہ غسل و کفن ہوئے۔ اور حضرت کو اس مجرہ میں جو کہ مقام عبادت آنحضرت تھا دفن کیا۔ یہ دیکھ کر ایک جماعت منافقین نے اعتراض کیا کہ مصیبت میں گریبان پاک کرنا مناسب امامت نہیں حضرت نے فرمایا۔ یہ الحق جہاں احکام دین غلط کیا جائیں حضرت موسیٰ بن جعفر خدا تھے انہوں نے اپنے برادر ہارون کے ماتم میں گریبان پاک کیا۔ اور امام سکونت سرمن رائے میں متوکل عین و دیگر نے اور خلفائے مور سے بہت ظلم و ستم حضرت کو پہنچا و سب طلب و غلبہ سب سرمن رائے سے بروایت صحیح مضبوط و دیگر ملایہ تھا

**سکونت امام علی نقی علیہ السلام بمقام سرمن رائے**

کہ محمد بن عبد اللہ حاکم مدینہ ہونیت و اہانت آنحضرت کو پہنچاتا تھا۔ اس نے چند امور ایسے درباب آنحضرت متوکل عین کو لکھے کہ اس کا سبب مزید خشم و غضب ہوا۔ و بروایت دیگر اس ملعون کو لکھا کہ اگر آپ کو مکہ و مدینہ میں حاجت ہے امام علی نقی

کو اس شہر سے بلائیے کہ اس طرف کے اکثر لوگوں کو انہوں نے مطیع و منقاد کر لیا ہے۔ و بروایت اقل جب حضرت طلحہ ہوئے کہ حاکم مدینہ نے متوکل شقی کو ایسے چند امور لکھے ہیں جن سے میری اذیت و غمزدگی ہے پس حضرت نے بھی ایک خط متوکل کو لکھا کہ حاکم مدینہ مجھے آزار و رنج بیشمار پہنچاتا ہے۔ اس نے جو کچھ میرے حق میں لکھا ہے، محض دروغ و افترا ہے اس خط کے جواب میں براہ مصلحت اس شقی نے مشفقانہ و عظیم و مکرّم لکھا کہ مجھے معلوم ہوا۔ محمد بن عبداللہ آپ سے مغرور اور برظلاف ہے۔ لہذا میں نے اس کو وہاں سے تبدیل کر کے محمد بن الفضل کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اور اس سے آپ کے اعزاز و اکرام کے بارے میں بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ پھر اس نے ابراہیم بن عباس سے کہا کہ تم حضرت کو ایک خط اس مضمون کا لکھو کہ خلیفہ آپ کی ملاقات و افترا برکات کا بہت مشتاق ہے۔ اور چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت سے مشرف ہو۔ اگر آپ کو دھمت نہ ہو تشریف لائیے اور اپنے اہل بیت و عزیز و اقارب و شہ و خدّم و مددگاروں کو ہمراہ لیکر نہایت اطمینان سے مع رفقا جب نزل میں گئے اس طرف نزل اعلان فرمائیے اور کئی بن ہرثمہ کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اگر آپ منظور کریں۔ اُسے اپنے ہمراہ راستہ میں رکھیں یہ ہر امر میں آپ کی اطاعت کریگا عرض کہ بہت اصرار و مبالغہ کیا اور لکھا کہ خلیفہ کے نزدیک ان کے عزیزوں بھائیوں بیٹوں میں آپ سے زیادہ ترکوئی گرامی نہیں۔ خلیفہ کا نہایت لطف و شفقت و مکرّم آپ پر ہے جب اس مضمون کا نامہ حضرت پاس پہنچا۔ آنحضرت نے بہت جلد تہیہ سفر کی کہ ہمراہ کئی بن ہرثمہ متوجہ سرین رستے ہوئے جب حضرت پہنچ گئے۔ اور اس لین کی خاطر جمع ہو گئے تب اس نے کم تو جہیں کر کے کئی روز تک ملاقات بھی نہ کی اور نگہم دیا کہ اُسے سر لے میں جہاں گدا اور سزا اترتے ہیں۔ اور یہی چند روز کے بعد اس نے حضرت کو مکان دیا۔ حضرت اس مکان میں تشریف لے گئے۔ کلمیٰ کہ ملے دیکھنے صالح بن سعید سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس روز حضرت داخل سرین رستے ہوئے۔ میں ان کی خدمت میں گیا۔ اور کہا۔ یا حضرت ان ظالموں نے ہر طرح سے آپ کے نور کو کھپانے اور آپ کے فضائل چھپانے میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ آپ کو ایسے مقام پر اتارا جہاں فقر و گمراہیاں بے نام و نشان اترتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ اے ہرثمہ اب تک کچھ قدر و منزلت ہم لوگوں کی نہیں واضح ہو کہ یہ باتیں ہماری شان و شوکت کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ تو کیا نہیں جانتا کہ جسے خدا بلند کرتا ہے وہ ان امور سے پست نہیں ہوتا۔ یہ فرما کے دست مبارک سے ایک جانب اشارہ کیا جب اس طرف میں نے نظر کی بستانہائے ہر تکلف بالوان ریاحین آراستہ و بانہائے زیبا بالوان امیوہ با پیراستہ بانوں کے صحن میں نہر میں جاری قصر ملے بارفت و حوران و غلمان ماہ طلعت ایسے مشاہدہ کئے کہ وہاں کے

سوا ان کا نظیر خیال میں بھی نہیں۔ ان چیزوں کے معائنہ سے میرا تکمیل حیران اور عقل پریشان ہو گئی۔ حضرتؑ نے فرمایا: ہم جہاں رہیں یہ سب ہمارے لئے جیتا ہے۔ میں سرائے فقر میں نہیں رہا بعد اسکے متوکل شفیق نے اپنی تمام عمر حضرتؑ کی ہلاکت میں بہت کوشش کی۔ اور معجزات فرادین حضرتؑ سے مشاہدہ کئے۔ آخر پھر میں حضرتؑ وہ ملعون ہلاک ہو گیا۔ اور کچھ گزند و آسیب حضرتؑ کو نہ پہنچ سکا۔

**روایت زراقہ دربان متوکل و خیر زبانی معلم** کہ متوکل یسین نے اپنے وزیر فتح بن خاقان کو چاہا کہ اس کا اعزاز و اکرام کر کے قدر و منزلت اور لوگوں پر ظاہر کرے اس سے درحقیقت عرض اسکی نقص شان و استیلاقت قدر حضرتؑ امام علی نقی تھی۔ یہ نقطہ ہمارا تھا۔ ایک روز جلتی دھوپ میں ہمراہ فتح بن خاقان سوار ہوا۔ اور حکم دیا جمیع علماء و امرا و سادات و اشراف و اعیان میری رکاب میں پیادہ چلیں۔ ان سب میں امام علی نقی بھی تھے۔ زراقہ دربان متوکل کہتا ہے میں نے اس روز حضرتؑ کو دیکھا کہ آپ پیادہ ہاتھ تھے اور قعب و مشقت کی وجہ سے پسینہ جسم مبارک سے ٹپکتا تھا۔ میں نے حضرتؑ کے قریب جا کر کہا یا ابن رسول اللہ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا: اس یسین کی عرض اس سے میری ہتک و حرمت ہے لیکن میری حرمت بدن خدا کے نزدیک ناقص صالح سے کم نہیں۔ و بروایت دیگر فرمایا: میرا ایک ربوہ ناخن خدا کے نزدیک ناقص صالح اور اس کے پورے زیادہ تر گرامی ہے۔ زراقہ کہتے ہیں جب میں گھروا ہوں گیا۔ اس قہر کو اپنے پیوں کے معلم سے کہجھے اس کی طرف گمان نشیع تھا۔ بیان کیا۔ اس نے مجھے قسم دی کہ تو نے فی الحقیقت یہ کلام حضرتؑ سے سنا ہے۔ میں نے قسم کھائی۔ اس نے کہا: لازم ہے کہ اپنی فکر کر دو۔ اس نے کہا کہ آج کے تیسرے روز متوکل ہلاک ہو جائے گا۔ کہیں تم کو اس کی ہلاکت سے کوئی گزند و آسیب نہ پہنچے۔ میں نے اس معلم سے کہا تم نے کہاں سے جانا۔ اس نے کہا: حضرتؑ دروغ نہیں کہتے حق تعالیٰ قہر ہو میں فرما تلے۔ اس نے کہا کہ: تمتعوانی دار کھ ثلثہ ابدا اور وہ لوگ ناقص صالح پئے کرنے کے بعد تیسرے روز ہلاک ہو۔ جب میں نے اس سے یہ سنا اُسے گالیاں دیکے گھر سے باہر نکال دیا۔ جب وہ باہر گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ کلام صحیح ہو۔ اگر اپنے امور میں احتیاج کروں۔ کچھ قباحت نہیں۔ یہ خیال کر کے میں نے اپنے مال کو چاہا پھیلادیا۔ اور اس دن کا منتظر ہوا۔ جب تیسرا روز ہوا۔ مختصر فرزند متوکل قوم ترک اور غلامان مخصوص کو ہمراہ لے کر اس کی مجلس میں گھس گیا۔ اور اسے مع فتح بن خاقان ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اس واقعہ کے بعد میں نے اعتقاد امامت آنحضرتؑ کیا۔ اور خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ مجھ میں اور معلم مذکور میں واقع ہوا تھا عرض کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا اس معلم نے سچی کہا میں نے اس دن اس یسین پر پھر میں کی اور خداوند عالم نے میری دعا قبول فرمائی۔

**حال قید خانہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام** ابن بابویہؒ و علمائے دیگر نے صفرا ابن ابی علیہ السلام سرمن رائے میں تشویف لائے۔ میں بخدمت آنحضرت حاضر ہوا کہ حالات حضرت دریافت کروں حضرت کو زراقی پاس قید خانہ میں پایا۔ جب میں زراقی پاس گیا۔ اس نے کہا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا تمہارے دیکھنے کو آیا ہوں۔ ایک ساعت بیٹھا رہا جب تغلیہ ہوا۔ اس نے کہا۔ اسلئے آیا ہے کہ اپنے امام اور مولا کی جاسوسی کرے۔ یہ سن کے میں ڈر گیا۔ اور کہہ میرا مولا خلیفہ ہے۔ اس نے کہا۔ چپ رہ تیرا مولا برحق ہے اور میں بھی انتقاد رکھتا ہوں ان کو ہم اپنا امام جانتے ہیں پھر کہا۔ ان کے پاس جانا منظور ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ ایک ساعت صبر کرو کہ صاحب البرید باہر جائے جب وہ باہر گیا۔ اس نے ایک شخص کو میرے ہمراہ کیا۔ اور کہا۔ اسے ان علوی پاس جو بھوس میں لے جا۔ اور پوچھا کہ پلا آ۔ جب میں بخدمت حضرت پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت بوسیعہ میں بیٹھے ہیں اور سامنے حضرت کے ایک قبر کھدی ہے۔ پس سلام کر کے حضرت کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کس کام کو آیا ہے میں نے کہا۔ آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہوں۔ جب میری نظر قبر پر گئی۔ میں رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا مغموم نہ ہو کہ بالفعل ان انقیاسے مجھے کوئی مدد و گزند نہ پہنچے گا یہ سن کے میں نے الحمد للہ کہا۔ اور چند مسائل آنحضرت سے پوچھے۔ حضرت نے مسائل کے جوابات بیان کر کے ارشاد کیا۔ اب ہم سے رخصت ہو کے باہر جاؤ کہ تمہیں مبادا کوئی ضرر پہنچے۔ طلب روندی نے ابن اودمر سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ زمانہ خلافت متوکل میں بمقام سرمن رائے گیا۔ وہاں میں نے سنا کہ متوکل ملعون نے امام علی نقی کو سعید و بنا کے مکان میں قید کیا۔ یہ سن کے مزاج پر سی کے لئے سعید کے مکان میں گیا۔ جب اسکی نظر مجھ پر پڑی اس نے کہا اپنے خدا کو دیکھنے آیا ہے میں نے کہا میرا خدا اس سے منزہ ہے کہ آنکھیں اُسے دیکھ سکیں۔ اس نے کہا میں ان کو کہتا ہوں جنہیں تم اپنا امام جانتے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں ان کا دیکھنا مجھے منظور ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے انکے قتل کا حکم ہے۔ کل کے روز ان کو قتل کروں گا۔ یہ کہہ کے اس نے مجھے حضرت کے پاس بجا کی عبادت دی۔ جب حضرت کی خدمت میں گیا۔ . . . . . دیکھا کہ حضرت ایک مجروحہ میں بیٹھے ہیں۔ اور حضرت کے سامنے ایک قبر کھودی جاتی ہے میں نے سلام کیا اور جواب سلام پایا پس قبر کے مشاہدہ سے تیرا ت ہوا کہ میں رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا اگر یہ نہ کروں گا ابھی انہیں دو روز تک میسر نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ خون متوکل وہاں متوکل کا بہا جائے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

**حال امام علی نقی علیہ السلام اور قصہ مشنوق شقی** ایضاً بسند معتبر فضل بن احمد کاتب سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ ایک روز میں معتزل کے ہمراہ مجلس متوکل میں کیا۔ وہ کسی پر بیٹھا تھا اور فتح بن جاثلان

وزیر اس کے قریب کھڑا تھا۔ پس منزل سلا کر کے کھڑا ہو گیا۔ قاصد یہ تھا کہ جب معتزل داخل مجلس متوکل ہوتا تھا..... متوکل اسے مرجا کہسے حکم بیٹھنے کا دیتا تھا۔ برخلات اس کے اس روز چونکہ متوکل غضب ناک اور خشم آلود تھا۔ متوجہ معتزل نہ ہوا فتح بن خاقان وزیر سے باتیں کرتا تھا۔ اور سلامت چہرہ اس کا متغیر ہوتا تھا۔ اور شعلہ غضب زیادہ تر بجھتا تھا۔ فتح بن خاقان اس کے غضب کو دھما کر کے کہتا تھا۔ یہاں ان پر افر ہے وہ ایسے امور سے بری ہیں۔ فتح کا یہ کہنا مفید نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس شق کا خشم و غضب زیادہ ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ قسم سبدا اس شخص کو قتل کروں گا۔ کہ وہ دعویٰ و دروغ کر کے میری دولت اور حکومت میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔ یہ کہہ کے حکم دیا کہ چار غلامان ترکی حاضر ہوں جب وہ آئے ہر ایک کو تلوار دی۔ اور حکم دیا کہ جب امام علی نقی آئیں۔ انہیں قتل کرنا۔ پھر کہا۔ قسم سبدا بعد قتل کے ان کا بدن جلادوں گا۔ پس ایک سلامت کے بعد دیکھا۔ کہ دربان لوگ آئے اور حضرت بھی داخل ہوئے۔ بہانے مبارک بنیان نئے اور حضرت کوئی دعا پڑھ رہے تھے۔ اور مطلق اثر اضطراب و خوف حضرت میں نہ تھا جب اس شق کی نظر حضرت پر پڑی کہ کسی سے اٹھ کے حضرت کے استقبال کو گیا۔ اور اپنے قریب بٹھا کے حضرت کے دست مبارک چمے اور درمیان و دیدہ بوسے کے کہا۔ اے فرزند رسول خدا و بہترین خلق خدا۔ اے میرے پسر سلم اے میرے مولا اے ابوالسنن اس وقت کس لئے اپنے تکلیف کی حضرت نے فرمایا۔ کہ تیرا چھوٹا بھائی اس وقت مجھے ملا گیا۔ متوکل نے کہا۔ اس ولد انزنانے جھوٹ کہا۔ اب جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ یہ کہہ کے اپنے وزیر فتح بن خاقان اور اپنے فرزندوں عزیزوں کو حکم دیا۔ کہ بتقریب مشابعت حضرت کے ہمراہ جاؤ۔ جب غلامان ترکی کی نظر حضرت پر پڑی۔ انہوں نے زمین پر گر کر حضرت کی تعظیم کی جب حضرت پھر تشریف لے گئے۔ متوکل ملعون نے ان غلامان ترکی کو بلا کے ترہان سے کہا۔ ان سے سوال کرو کہ انہوں نے زمین پر گر کر حضرت کو کس وجہ سے تعظیم کی۔ انہوں نے کہا ہم جہاں بٹھتے تھے حضرت سے بے اختیار ہو گئے۔ جب حضرت آئے ایک سو سے زیادہ قمشیر بائے برہنہ ہم نے حضرت کے گرد دیکھیں اور ان تلوار والوں کو ہم نے نہ دیکھا۔ اس حال کے مشاہدہ سے ہم تکمیل حکم نہ کر سکے۔ ہمارے دل پر خوف و بیم طاری ہوا یہ سن کے متوکل نے فتح بن خاقان وزیر سے کہا یہی تمہارا امام ہیں۔ یہ کہہ کے ہنسنے لگا۔ اور فتح بھی شاد ہوا کہ حضرت اس بلا سے محفوظ رہتے اور اس کے قول کی بھی تصدیق ہوئی۔ کلیئ و شیخ مفید اور ملائے دیگر نے ابراہیم بن محمد طاہری سے روایت کی ہے کہ متوکل لعین کے ایک ایسا چھوٹا نکلا۔ کہ جہاں بلب ہو گیا۔ کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ نہشتہ دے۔ پس متوکل کی ماں نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا اچھا ہو جائے۔ تو ہر مال کیلک کا نقی خدمت میں بھیجوں گی۔ فتح بن خاقان وزیر نے متوکل سے کہا۔ اگر تم کو کسی کو بھیج کے اماں نقی

کفر کروں شاکر وہ کوئی دوا اس مرض کے لئے بھیج دیں۔ اس نے اجازت دی جب حضرت کی خدمت میں گئے اور حال بیان کیا۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ بکری کی جنگلیاں گلاب کے علاق میں حل کر کے اس پھوسے پر باندھ دیں۔ جب متوکل سے اُکے کہا۔ متوکل کے عزیز واقارب ہنسنے اور استہزا کرنے لگے فتح بن مائتا نے کہا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کلام حضرت بے اصل نہیں جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے۔ اگر اس کی تعمیل کرائے مضر نہ ہوگا۔ جب یہ دُعا حضرت کی بتائی ہوئی اس پھوسے پر باندھی اسی وقت پھوڑا پھوٹ گیا۔ اور اس طعون نے دردِ عالم سے راحت پائی۔ اس کی ماں نے دس ہزار دینار زینہ کیسہ میں حضرت پاس بھیج دیئے جب شقی نے شفا پائی۔ ایک شخص جسے بھائی کہتے تھے۔ وہ متوکل کے سامنے حضرت کو برا کہا کرتا تھا۔ اور بیان کرتا تھا کہ حضرت نے بہت مال ہتھیار جمع کیا ہے۔ اور قصد ان کا فروغ کرنے کا ہے پس ایک شب متوکل نے سعید دربان کو طلب کیا۔ اور کہا۔ اچانک امام علی نقیؑ کے گھر میں جاکے جس محمد مال و دولت و ہتھیار پانا۔ سب لے لیتا۔ سعید کہتا ہے میں ذات کو سیر می لے کر گیا۔ اور سیری دہلوار پر لگا کر کونٹے پر آیا۔ چاما نیچے اتروں راہ بھول کے حیران ہو گیا۔ ناگاہ حضرت نے مجھے عمرہ کے اندر سے آواز دی کہ اے سعید ٹھہرا رہ۔ میں شمع بھیتا ہوں۔ جب شمع لائے میں نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت جبہ ہشیمین سر سے اوڑھے اور جائے نماز ایک بوریئے پر رکھائے قبلہ رو بیٹھے ہیں اور خود حضرت نے فرمایا گھر میں تلاش کرو۔ جو پاؤں سبے جاؤ۔ میں نے سب کو ٹھریوں میں جا کے تلاش کیا کچھ نہ پایا۔ مگر ایک بدھ زندہ جس کے منہ پر متوکل کی ہر تھی۔ اور دوسرا کیسہ بھی چھوڑا تھا۔ حضرت نے فرمایا میرا دوسرا مصلہ بھی اٹھائے دیکھ لے۔ جب میں نے جانا ڈاٹھا۔ اس کے نیچے ایک تلوار ملی جس پر خلافت جوہ میں تھا۔ اور اس کے سوا کچھ کام اس پر نہ تھا۔ اس تلوار اور ان دونوں بدھ زر کو اٹھا کے متوکل پاس گیا۔ جب اس نے اپنی ماں کی ہر دیکھی اسے بلا کے حقیقت حال دریافت کی اس نے کہا۔ تیری بیاری میں نے نذر ملی تھی کہ اگر اچھا ہو جائے گا۔ دس ہزار دینار حضرت کو بھیجوں گی۔ ادھر وہی تھیلی ہے۔ جو میں نے حضرت کو بھیجی تھی۔ ہنوار اسکی مہر بھی نہیں کھولی گئی ہے۔ جب دوسری تھیلی کھولی اس میں چار سو دینار تھے۔ پس متوکل نے وہ تھیلیاں اور ایک تھیلی اپنے پاس سے بھی دے کے کہا۔ اے سعید ان تھیلیوں کو رخ تلوار کے حضرت کے پاس لے جا اور عذر خواہی کر جب حضرت کی خدمت میں لایا عرض کیا۔ اے میرے مولا۔ میری تعمیرِ مینو کیجئے کہ میں نے ادبی کی اور بے نصحت آپ کے مکان میں چلا آیا۔ چو کہ خلیفہ کی جانب سے مجھے یہ حکم تھا مگر وہ رہا۔ حضرت نے فرمایا۔ سيعلمہ اللہ بن ظلموا ای منتقلب بقلبون۔ یعنی منقریب وہ جانیں گے جو

ظلم و ستم کرتے ہیں۔ کہ ان کی بازگشت کہاں ہے۔ اور قہقہہ برکت السباع مشہور ہے کہ اس ملعون نے اپنے  
 قہر کے سامنے ایک برکتہ السباع بنا کے اس میں شیر بھیڑیے اور درندگان موزی چھوڑ دیئے تھے۔ جس  
 کو سزدین منظور ہوتی تھی۔ اُسے اس برکتہ السباع میں ڈال دیتے۔ ایک روز اس برکتہ السباع میں امام علی  
 لقی علیہ السلام کو ڈال دیا حضرت شغلی ناز ہوئے۔ شیر بھیڑیے حضرت کے گرد بھرتے تھے۔ اور بکڑیاں اُکھاڑ  
 سے اپنی منہ زمین پر مٹتے تھے۔ اور اپنے منہ حضرت کے پاؤں پر رکھتے تھے۔ جب اس فسق نے یہ حال  
 دیکھا۔ حکم دیا حضرت کو نکال لائیں۔ کہ موجب مزید انتقاد مردم نہ ہو۔



۱۰ مکان شیر و درندوں کی رہنے کی جگہ

# باب نہم

بیان تاریخ ولادت و وفات سردار اولیا فخر اویسنا محبوب قلوب مہربانی و  
وہی امام یازدہم حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام

## فصل اول

بیان تاریخ ولادت و نسب و اسم و لقب و کنیت آنحضرت

اسم شریف حسن اور کنیت ابو محمد اور القاب زکی و ہادی و عسکری ہے۔ پدر بزرگوار امام علی نقی اور مادر گرامی  
ام ولد میں تہی کا نام سدیش ہے۔ . . . . اور بعض سوسن اور بعض سلیل بھی لکھتے ہیں۔ یہ منظر نہایت عجیب و  
کریمہ تقویٰ و ہرگز گاری میں تھیں۔ اور اسی طرح تمام مائیں اماموں کی عیفہ و ہرگز گاری تھیں۔ تاریخ ولادت آنحضرت  
مشہور زیادہ یہ ہے کہ ۳۳۲ھ میں واقع ہوئی۔ اور بعض ۳۳۳ھ بھی لکھتے ہیں۔ روز ولادت اٹھراہے روز  
جمع آٹھویں ربیع الثانی کی تھی۔ بعضوں نے دسویں ماہ مذکور کی اور بعضوں نے دوشنبہ چوتھی لکھی ہے۔ شیخ  
مغنیہ نے ۳۳۲ھ ماہ ربیع الاول کو لکھی ہے مکان۔ ولادت آنحضرت مدینہ  
طیبہ ہے اور بعضوں نے مکان ولادت مرقن رائے لکھی ہے۔ نقش نگین آنحضرت بروایت فصول  
الہمہ صبح من اللہ مقالید السنوت والارض کفنی اذ اللہ شہید تھا کتاب بھائرا لدرجات میں  
بسنہ معتبر جناب صادق سے منقول ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ امام کو پیدا کرے ایک  
قطرہ پانی کا لاش کے نیچے سے زمین پر پھیلتا ہے۔ اور وہ قطرہ کسی گھاس یا میوہ پر پڑتا ہے۔ پس پدر  
امام کا اس میوہ یا گھاس کو تناول کرتا ہے۔ اور اس قطرہ آب لاش سے نطفہ امام منعقد ہوتا ہے اور جب نطفہ  
شکم مادر میں امام سے متعلق ہوتا ہے۔ بعد چالیس روز کے آواز مرقم ادران کا سنن سناتا ہے۔ اور جب چار مہینے  
گزرتے ہیں اس امام کے دل پہنے بازو پر یہ آیت لکھنا ہے۔ وقت کلمۃ دیک صد قاعد لا لا مبدل  
لکلمۃ و هو السیم العیم۔ اور جب امام پیدا ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ حکمت کی کنیاں اس کو طالع مانتا ہے  
اور عیالہ علم و وقار نہ منت دیتا ہے۔ اور خلعت مہابت اس پر ہوتا ہے۔ اور ایک ایسا چراغ نور اس کے دل میں  
ملہ لکھاس سے مراد کھانے والی سبزیاں ہیں جسے ساگ۔ پالک وغیرہ وغیرہ (کوثر و بیوری)

روشن کرتا ہے کہ جو کچھ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ وہ انا جانتا ہے اور اس لڑکے سبب سے اہل  
مروم پہلے ان کے افعال سے مطلع ہوتا ہے۔

## فصل دوسری

### بیان تاریخ شہادت امام حسن عسکری

ابن بابویہ وطلحے دیگر نے ایک اہل قلم سے روایت کی ہے کہ اہل نے کہا۔ ایک روز میں مجلس اہل  
مہدی اندخاقان میں کہ وہ خلیفہ کی طرف سے بمقام قم حاکم اوقاف و صدقات تھا۔ حاضر ہوا۔ حاکم مذکور اہل  
بیت رسالت کا دشمن تھا۔ اس فتنے نے مجلس میں احوال سادات علوی جو کہ سرمن رائے میں تھے۔ انکے مذہب اور  
کیفیت قرب و منزلت کا خلافت ہر پھر میں ذکر ہوا۔ احمد بن عبد اللہ نے کہا۔ میں نے سادات علوی سرمن رائے  
میں حضرت امام حسن عسکری سے علم و درسا و زہد و عبادت و وقار و مہابت و عظمت و میا و شرف و قدر و منزلت  
میں دوسرا نہیں دیکھا ملاء و امراء و سادات و جمیع بنی ہاشم اپنے بزرگوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اور مغیر و  
کبیر ان کے امام حسن عسکری کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور اسی طرح و زرا و امراء اور سب لشکر اور عوام لوگ  
بھی ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے۔ ایک روز دیوان خانہ میں اپنے باپ کے  
پیچھے کھڑا تھا۔ ناگاہ دربان خدمتگار دوڑے آئے اور کہا۔ امام حسن عسکری دروازہ پر کھڑے ہیں۔ میرے  
باپ نے پکار کے کہا۔ بلاؤ۔ ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص گندم گوں۔ کشادہ چشم خوش قامت، خوبصورت  
خوش بدن۔ نوجوان با مہابت و عظمت داخل ہوا۔ جب میرے باپ کی ان پر نظر پڑی۔ اپنی جگہ سے اٹھ  
کے ان کے استقبال کو گیا۔ اور ہرگز نہیں بٹے دیکھا تھا۔ کہ میرے باپ نے کسی بنی ہاشم یا خلیفہ یا اولاد  
خلیفہ کی تعظیم کی ہو۔ جب اس جوان کے نزدیک میرا باپ گیا اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کے پیشانی اور ہاتھ  
چومے اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لے کے اپنی جگہ بٹھا یا۔ اور آپ با دب بیٹھا۔ اس کی خدمت میں میرا  
باپ ان سے باتیں کرتا۔ اور از روئے تعظیم ان سے کنیت سے خطاب کرتا اور اپنی جان اور اپنے مانتا  
کی جان ان پر سے قربان کرتا تھا۔ میں اس بات کے مشاہدہ سے متعجب تھا ناگاہ دربان نے آگے کہا۔  
کہ موفق خلیفہ وقت آیا ہے اور قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب خلیفہ میرے باپ پاس آنے کو ہوتا تھا۔ اس کے  
خاص ہو بدار و خدمتگار دو طرفہ صاف بعض کھڑے ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ آگے بیٹھتے تھے اور  
واپس چلے جاتے تھے۔ اس وقت باوجود اطلاع اور آمد خلیفہ وقت میرا باپ اسی طرح اس جوان سے متعلق  
تھا یہاں تک کہ خصوصاً بادشاہ دکھائی دیئے۔ میرے باپ نے کہا میں آپ پر سے خدا ہوں۔ اگر آپ مناسب  
جائیں شریف سے جائیں یہ کہہ کے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو لوگوں کے پیچھے سے نکالے جہاں کہ بداروں کی

ظفران پر نہ پڑے۔ پھر میرے باپ نے اٹھ کے اس جوان کی تعلیم کی اور پیشانی پر بوسہ دے کے رخصت کیا۔ بعد اس کے خلیفہ کے استقبال کو گیا میں نے اپنے باپ کے ملازموں اور خادموں سے دریافت کیا کہ یہ جوان کون تھا۔ جس کی اس قدر میرے باپ نے تعلیم و تکریم کی۔ انہوں نے کہا۔ وہ جوان اکابر عرب سے ہے اس کا نام حسن بن علی ہے اور اہل مدینہ مشہور ہے۔ یہ سن کے مجھے زیادہ تر تعجب ہوا۔ اور اس روز مجھے تمام دن رات یہی میرت و فکر تھی جب رات ہوئی۔ میرا باپ سب معمول بعد نماز مغرب و شام کاغذات و کلام لکھنے کو بیٹھا کہ سب کو خلیفہ سے سب حالات ملائیں کرے۔ میں بھی اپنے باپ پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا کوئی کام ہے میں نے کہا۔ ہاں، اگر اجازت دیجئے عرض کروں جب انہوں نے اجازت دی۔ میں نے کہا اے پسر وہ جوان جو ان تمام کی آپ نے اس روز اس قدر تعلیم و تکریم کر کے اپنی جان اور اپنے ماں باپ کے جان ان پر خرچ کی۔ یہ سن کے میرے باپ نے کہا۔ اے فرزند وہ جوان رافضیوں کا امام ہے۔ یہ کہہ کے کچھ سکوت کیا۔ اور کہا اے فرزند اگر خلافت نبی عباس سے نکل جائے۔ اس شخص کے سوا دوسرا شخص مستحق خلافت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ بسبب زہد و عبادت و فضل و علم و کمال و عفت نفس و شرافت نسب علوی سب و جمیع صفات کا یہ سزاوار خلافت ہیں۔ اے فرزند اگر تو ان کے باپ کو دیکھنا۔ تجھے معلوم ہوتا کہ وہ کیسے شرف و جلالت و فضل و کمال میں بے مثال تھے۔ ان باتوں سے مجھے غم نہ آیا۔ اور میرت و فکر مجھے زیادہ ہوا۔ اس کے بعد ہمیشہ لوگوں سے تفصیل حالات کرتا تھا مگر وزرا و امراء و سادات و اشراف سے سب میں ان کی توصیف و فضل و جلالت و علم و بزرگواری سنتا تھا۔ اور وہ سب ان کو نبی ہاشم پر مقدم رکھتے تھے۔ اور فضیلت دیتے تھے اور کہتے تھے۔ وہ امام رافضیوں کے ہیں۔ ان حالات سے ان کی قدر و منزلت میری نظروں میں عظیم ہوئی اور میں نے ان کی رفعت شان و منزلت پہچانی۔ اس سبب سے کہ دوست و دشمن سب سے سوائے نیکی و بزرگی اور کچھ میں نے نہیں سنا۔ لیکن ایک شخص نے اہل مجلس سے سوال کیا۔ کہ ان کے برادر جعفر کا کیا حال تھا۔ اس نے کہا جعفر کون ایسا تھا۔ کہ اس کے حال سے کوئی شخص سوال کرے یا اس کا نام امام حسن عسکری کے نام مبارک کے ہمراہ لیا جائے۔ واضح ہو کہ جعفر ایک مرد فاسق و فاجر و شراب خوار و بدکردار تھا۔ اور مثل اسکے رسوا اور بے عقل اور بدکار۔ دوسرا میں نے نہیں دیکھا۔ پس جعفر کی مذمت کر کے پھر حضرت کمال بیان کرتا شروع کیا۔ اور کہا قسم بھلا وقت وفات امام حسن عسکری ایک ایسی حالت خلیفہ اور سب لوگوں پر طاری ہوئی کہ مجھے گمان ہے کسی کی وفات میں نہ ہوئی ہوگی۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہے ایک روز میرے باپ پاس خبر لائے کہ حضرت امام حسن عسکری بیمار گئے۔ یہ سن کے میرا باپ تبعمیل خلیفہ پاس گیا۔ اور اسے اطلاع دی۔ خلیفہ نے یہ سن کے پانچ شخص اپنے مخصوصوں سے میرے باپ کے ہمراہ کئے ان میں سے ایک خادم کا نام تحریر تھا

کہ وہ عمر ماں خاص خلیفہ سے تھا۔ پس خلیفہ نے حکم دیا کہ ہمیشہ حضرت پاس رہنا۔ اور خدمت گزاری کرنا۔ اور ایک حبیب مقرر کیا کہ ہر روز صبح و شام حضرت پاس جا کے نگران احوال رہے۔ و روز کے بعد میرے پاس خبر لائی کہ مرض حضرت شدید ہو گیا۔ اور نصف غالب ہے۔ میرا باپ سوار ہو کے حضرت پاس گیا۔ اور طبیبو کو حکم دیا کہ خدمت آنحضرت سے جدا نہ ہوں۔ اور قاضی القضاۃ کو بلا کے حکم دیا کہ دس علماء کو بلا کے حاضر کرنے کہ وہ علماء حضرت کی خدمت میں رہیں۔ مطلب اس اہتمام سے یہ تھا کہ جو زہر حضرت کو دیا تھا۔ مشہور لوگ اس پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ لوگوں کے سامنے ذکر کریں کہ حضرت نے اپنی موت سے رخصت کی ہے۔ پس یہ سب لوگ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ یہاں تک ماہ ربیع الاول کی ابتدائی تاریخ میں حضرت نے رحلت کی اور ظلم و جور مخالفین سے عجات پائی۔ جب خبر و وفات آنحضرت شہر سامرہ میں مشہور ہوئی۔ ایک قیامت اس شہر میں برپا ہوئی۔ جمیع مردمان شہر سامرہ نے مدائے نالہ و فغان و شیون بلند کی۔ خلیفہ ملعون نے فرزند سعادتمند امام حسن عسکری کے تفحص میں کوشش کی اور ملازموں کو حکم دیا کہ حضرت کا مکان گھیر لیں اور سب مجروں میں تلاش کریں شاید پائیں۔ اور عورات قبیلہ کو بھیجا کہ کنیزان امام حسن عسکری کی تفحص کریں کہ مبادا ان میں سے کسی کو حل ہو۔ ایک عورت نے کہا کہ ایک کنیز حضرت میں احتمال مل ہے۔ خلیفہ نے تحریر کیا۔ خادم کو اس کنیز پر موکل کیا کہ جو پائے احوال رہے تاکہ صدق و کذب اس عورت کا قاطع ہو جائے۔

**سہ نسخت حضرت** بعد ازاں خلیفہ و کفین آنحضرت ہوا۔ بازاروں میں اطلاع ہو گئی۔

**مجہیز و کفین آنحضرت** صغیر و کبیر و جمیع و شریف جمع ہوئے۔ اور میل باب کہ وزیر خلیفہ تھا جمیع امراء و وزراء و اہل قلم و عزیزان خلیفہ و بنی ہاشم و علویاں جمع ہوئے۔ اور مجہیز و کفین امام زمان میں حاضر ہوئے اس دن شہر سامرہ کثرت نالہ و فغان و گریہ سے مثل معمول نے قیامت تھا۔ جب غسل و کفن حضرت سے فارغ ہوئے خلیفہ نے ابو جیس کو بھیجا کہ حضرت پر ناز پڑھے۔ جب جنازہ حضرت زمین پر نماز کیلئے رکھا تو جیس نے قریب جنازہ آ کے کفن چہرہ مبارک حضرت سے ہٹا دیا۔ اور رفع مہبت کیلئے علویان و ہاشمیان و وزراء و نويسندگان و قضاۃ و علماء جمیع اشراۃ و اہل ان کو قریب بلا کے کہا۔ آؤ دیکھو یہ امام حسن عسکری ہیں۔ انہوں نے اپنے فرش پر اپنی موت سے وفات پالی ہے اور کسی سے کوئی آسیب و گزند ان کو نہیں پہنچا ہے اور مدت علالت میں جو اطباء و قضاۃ و معتدان عادلان کے پاس حاضر رہتے اور نگران حالات تھے۔ وہ گواہی دیتے ہیں۔ یہ کہہ کے ابو جیس لگے کھڑا ہوا۔ اور حضرت پر ناز پڑھی اور بعد فراغت حضرت کو ان کے پدر بزرگوار کے اہلو میں دفن کیا۔ بعد اسکے کفین و خمس فرزند آنحضرت میں مشغول ہوئے اس لئے کہ ان اشقیاء نے سنا تھا کہ ان کا فرزند تمام عالم پر حاکم ہو گا۔ اور اہل باطن کو دفع کردیگا ہر چند تلاش کیا۔ مطلق قبر حضرت امام مہدی کی نہ پائی۔ اور جس کنیز پر احتمال مل تھا۔ دو سال

تک اسکے جو مائے احوال ہے۔ مگر کچھ اثر ظاہر نہ ہوا۔ پس موافق روایات اہل سنت میراث آنحضرتؐ دینا  
مادر جعفر کذاب کہ برادر سن عسکری تھا۔ تقسیم کی اور اس کی ماں ملکی تھی کہ میں اس کی وصیہ ہوں اور قاضی پاس اس  
نے نبوت بھی پہنچایا تھا۔

لیکن طلیف ملعون پھر بھی نفس احوال صاحب العصر رہا۔  
**حکایت دعویٰ امامت جعفر کذاب اور تلاشی سے باز نہ آتا تھا جعفر کذاب میرے باپ**

پاس آیا مادر کہا میں پاہتا ہوں منصب امامت برادر مجھے عنایت ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر سال بیس ہزار  
دینار حاضر کروں گا میل باپ یہ کلام سن کے غضبناک ہوا۔ اور کہا۔ اے احمق منصب تیرے برادر کا ایسا منصب  
نہیں ہے کہ مال دے کے لے لیا جائے۔ سالہا سال گذرے کہ خلفا تلواریں کھینچے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو قتل  
کرتے اور ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ تمہارے پدر و برادر کی امامت کے اعتقاد سے مغرور ہو جائیں۔ اور یہ نہیں  
ہوتا۔ اگر تم شیعوں کے نزدیک مرتبہ امامت رکھتے ہو۔ سب تم سے رجوع کریں گے۔ تم کو غلیظہ اور کسی کی بیعت  
نہیں یہ مرتبہ تمہارے لیے اور لوگ قبول نہیں کر سکتے میرے باپ کو جعفر کذاب کے اس کلام سے ان کی خفت  
عقل دے دی۔ وقوفی و عدم دیانت ثابت ہوئی۔ پس حکم دیا۔ کہ اس کو ہمارے دربار میں نہ لے دیں۔ اس کے بعد  
جعفر کذاب میرے باپ کے دربار میں نہ گئے پایا۔ یہاں تک کہ میرے باپ نے عدالت کی۔ اور اب تک  
غلیظہ متعصب و متعصب فرزند امام سن عسکری رہتا ہے۔ مگر اس کو ان کا پتہ نہیں ملتا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر  
ابوالادیان سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں خدمت باسعادت امام سن عسکری میں حاضر تھا۔ اور حضرت کے  
نامے شہروں میں سے جاتا تھا ایک روز حضرت نے بہالت بیماری کہ جس مرض میں بھالام بقار عدالت فرمائی  
مجھے بلا کے چند نامے ساکنان مدائن کے نام لکھے۔ اور فرمایا۔ پندرہ روز کے بعد جب تم داخل سامرہ ہو  
مدائے شیون وزاری میرے گھر سے سنو گے۔ اور مجھے اس روز غسل دیتے ہوں گے۔ ابوالادیان نے  
عرض کیا اے مولا جب یہ سانحہ گذرے گا۔ اس وقت امام کون ہوگا۔ حضرت نے فرمایا جو میرے خطوط  
کا تم سے جواب طلب کرے۔ وہ میرے بعد امام ہے۔ میں نے کہا۔ کچھ اور حکم دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔  
جو شخص تم سے کہے کہ مہیائی میں یہ چیز ہے وہ امام ہے۔ پس ابوالادیان نے کہا۔ بہا بخت و مولت حضرت  
ماننے ہوئی کہ میں مہیائی کو پوچھتا۔ بعد اسکے میں حضرت کی خدمت سے باہر آیا۔ اور خطوط ابالیان لکھے  
کو پہنچا کے جوابات لئے۔ اور واپس آیا۔ جس طرح حضرت نے فرمایا تھا۔ پندرہویں روز سامرہ پہنچا۔  
اس وقت مدائے شیون وزاری دولت سر لے آنحضرتؐ سے بلند تھی جب دروازہ پہنچا۔ جعفر کذاب  
کو دیکھا کہ دروازہ پر بیٹھا ہے اور شیعان سامرہ جعفر کذاب کو گھر سے تعزوت امام سن عسکری اور نبیت امام

اسے دے رہے ہیں یہ دیکھ کے میں نے دل میں کہا۔ اگر یہی امامت ہے۔ پس امامت کوئی اور چیز ہے یہ کب لیاقت امامت رکھتا ہے۔ اسلئے کہ قبل اس کے میں نے اسے شراب پیتے ہوا کھیلنے دیکھا تھا۔ پھر یہی میں نے بھی آگے ہمارے کے عزت و تہنیت کہی۔ اس نے مجھ سے کہہ نہ پوچھا۔ ناگاہ عقیدہ عام نے باہر آ کے جعفر کذاب سے کہا۔ اے سید آپ کے برادر کو کفنا چکے ہیں۔ آ کے ان پر نماز پڑھیے۔ یہ سن کے جعفر کذاب اٹھا اور شعیان کے ہمراہ ہوئے جب ہم حسن خانہ میں پہنچے۔ دیکھا کہ امام حسن مسکری کو کفنا کے تابوت میں رکھا ہے۔ پس جعفر کذاب بقصد نماز جنازہ کے کھڑا ہوا جب چاہا بکسیر کہے۔ اس وقت ایک طفل گندم گوں بچہ وکشاہ وندان مثل پارہ ماہ باہر آیا۔ اور چادر اپنے چپا کی۔ کھنچ کے کہا۔ اے چچا پیچہ کھڑا ہو کہ میں اپنے پدر کی نماز جنازہ تم سے زیادہ پڑھانے کا مستحق ہوں۔ یہ سن کے جعفر کذاب پیچہ کھڑا ہوا۔ اس کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ اس طفل نے آگے کھڑے ہو کے اپنے پدر بزرگوار پر نماز جنازہ پڑھی اور پہلوئے امام علی نقی میں دفن کر کے میری طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے ابوالادیان غلطو کا جواب دو۔ یہ سن کے میں نے سلام کیا۔ اور اپنے دل میں کہا۔ وہ دولشان جو حضرت امام حسن مسکری نے فرمائے تھے ان میں سے ایک تو ظاہر ہوا۔ ایک علامت باقی ہے یہ سوچتا ہوں میں باہر چلا گیا پس عاجز و دشنا نے تمام جنت کو جعفر کذاب سے کہا۔ تم امام نہیں ہو وہ طفل کون تھا جس نے نماز جنازہ امام حسن مسکری پڑھائی جعفر کذاب نے کہا۔ واللہ اس طفل کو میں نے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ اور میں پہچانتا بھی نہیں ہوں۔ ناگاہ ایک گروہ قمر سے آیا اور مولانا حضرت امام حسن مسکری دریافت کیا جب حضرت کی وفات سے مطلع ہوئے پوچھا امام کون ہے لوگوں نے انہوں نے جعفر کذاب سے کہا۔ بلکہ وارث امام یہ گیا تھا۔ اور زندگی امام میں مخالفین ان کے دوست بن کر ان کے پاس آتے تھے۔ جعفر امام حسن مسکری علیہ السلام کے تو کوئی اولاد نہیں ہے جو ہے بہت دور ہے۔ ہم ان کے وارث ہو۔ اور یہ مرتبہ امامت بھی تم کو ہی ملتا ہے اور یہ علوم کے کہنے میں آگے جب جنازہ امام پر امام تشریف لائے تو اپنے ان سے کہہ کر توبہ کر لیا لہذا آثار میں آپ جعفر توبہ کے نام سے مشہور ہیں خداوند کریم صفت کرے ان لوگوں پر جنہوں نے منافقت کر کے ان کو پھسلادیا تھا۔ نیز حضرت توبہ معصوم نہیں تھے تا کے تمام اعدائے دینی یا امام معصوم نہیں ہو کر توبہ کے بعد میں ہی ہوں یا امام لہذا ہو سکتا ہے جعفر معصوم تو تھے ہی نہیں منافقین کے چکر میں آکر یہ دھوکا دیا۔ کہ بیٹے ہوں۔ لیکن آپ کا توبہ برائے کاتب خرفین سے ثابت ہے اور مشہور نام جعفر توبہ ہی ہے۔ نیز اس کے برعکس تاریخ یہ بھی نشان دہی کرتی ہے کہ اس دھوکا کرنے کی مخالفین نے ایک غلط روایت بنا کر ان کا کیا ہے اور طفل بھی اس کو ماننے ہے۔ کہاں یہ دھوکا اور کہاں امام لاد کیا ان کو علم نہ تھا کہ میرے برادر امام کے خلاف بیٹھا ہیں اور معصوم کی نماز معصوم ہی پڑھتا ہے یہ فقہ علی علیہ السلام کے مخالفین کو بچانے کے لئے افسانہ بنا لیا ہے۔ کہا امام کا مقابلاً کو نہیں ہے۔ توبہ امام زانہ علی مقابل امام ہے مگر امام زانہ خود مخالفین ان کا توبہ لکھ کر اپنی تردید کر دیتے ہیں

(کوثر زیدی بھرپوری)

بجانب حضرت کذاب نشانہ کیا ان لوگوں نے قریب جا کے تعزیت و تہنیت دی اور کہا ہمارے پاس خطوط اور مال ہے بیان کرو کہ وہ خطوط کن لوگوں کے ہیں اور مال کس قدر ہے ہم کو بتائیے کہ ہم آپ کے سپرد کریں۔ یہ سن کے حضرت کذاب اٹھ کھڑا ہوا اور کہا لوگ مجھ سے علم غیب پوچھتے ہیں اسی وقت ایک خادمہ امام حضرت صاحب العصر کی طرف چلا آیا اور کہا تمہارے پاس فلاں فلاں لوگوں کے خطوط ہیں اور ایک ہمیانی ہے جس میں ایک ہزار اشرفی ہے اور دس اشرفیوں پر سونے کا ملمع ہے۔ ان لوگوں نے یہ سن کے خطوط اور مال اس غلام کے سپرد کیا۔ اور کہا جس نے تم کو بھیجا ہے کہ ان خطوط اور مال کو ہم سے لے لو وہ نام زمان ہیں اور مراد حضرت حسن عسکری کی اس ہمیانی سے ہی تھی پس حضرت کذاب متمد خلیفہ وقت پاس گیا اور اس سے یہ سب قصہ بیان کیا معتمد نے اپنے خدمتکاروں کو بھیجا کہ معقل کنیز امام حسن عسکری کو قید کرو کہ ہم سے اس طفل کا حال وہ بیان کرے کنیز نے نکار کیا۔ اور ان کے رفع گمان کیلئے کہا۔ مجھے امام حسن عسکری سے حل ہے یہ سن کے ان کو ابن ابی التواب قاضی کے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ جب فرزند متولد ہو قتل کرنا یا ایک عبد اللہ بن یحییٰ وزیر مرگیا۔ اور صاحب الزنج نے لہرو میں خمدوج کیا۔ یہ لوگ پریشان ہوئے۔ اور کنیز تیز کور قاضی کے گھر سے اپنے مکان میں واپس آگئی۔

## تاریخ وفات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ایضا بسند معتبر محمد بن المسین سے

روایت کی ہے کہ امام حسن عسکری

نے بروز جمعہ آٹھویں ماہ ربیع الاول ۳۸۴ھ کو وقت نماز صبح رحلت کی اور اسی شب بہت سے خطوط اپنے دست مبارک سے ساکنان مدینہ کو لکھے تھے۔ اس وقت حضرت پاس کوئی نہ تھا۔ مگر ایک کنیز آنحضرت جس کا معقل نام تھا اور ایک غلام آنحضرت جسے یحییٰ کہتے تھے اور وہ شخص جسے لوگ نہ جانتے تھے اور خدا جانتا تھا یعنی حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ عقیدہ کہتا ہے۔ اس وقت حضرت امام حسن عسکری نے وہ پانی مانگا جسے ہمراہ مہگل کے خوش دیا تھا۔ اور چاہا نوش کریں جب میں نے وہ پانی حاضر کیا۔ فرمایا پہلے اب خالص لاؤ کہ نماز پڑھ لوں جب میں پانی لایا۔ حضرت نے دستمال اپنے زانو پر پکھلا کے وضو کیا۔ اور نماز صبح ادا فرمائی۔ پس آپ مہگل سے چاہا پیالہ کے نوش کریں، شدت ضعف و غلبہ مرض سے دست مبارک کا پتہ اور پیالہ نہ نہاٹے شریف سے ٹکراتا تھا جب حضرت نے پانی پی کے پیالہ معقل کر دیا۔ روح مقدس نے بعالم بقا پرواز کیا شہادت آنحضرت ہا اتفاق محدثین و مورخین آٹھویں ماہ ربیع الاول کی لکھی ہے اکثر علماء جمعہ کا دن اور بعضوں نے چہار شنبہ اور بعض ایک شنبہ کہتے ہیں۔ اور عمر شریف آنحضرت ۷۳ سال تھی۔ اور بعضے اٹھائیس سال بھی لکھتے ہیں۔ مدت امامت آنحضرت چھ سال کے قریب تھی۔ ابن بابویہ علمائے دیگر نے لکھا ہے کہ معتمد عباسی ملعون نے حضرت کو شہید کیا کتاب میون المعجزات

میں احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ کہا۔ ایک روز بھندہ دست حضرت امام حسن عسکری حاضر ہوا حضرت نے فرمایا تمہارا اعتقاد اس باب میں کیا ہے کہ جو کچھ لوگوں کو شک و شبہ بعد میرے امام میں ہے میں نے عرض کیا کہ یا حضرت جب ہم نے قم میں سنا کہ ہمارے سید و آقا و مولا پیدا ہوئے ہیں صغیر و کبیر مرد و زن شیعیان قم سب کے سب نے اعتقاد کیا۔ بااست آنحضرت امام حسن عسکری نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہرگز زمین اس سے خالی نہیں رہتی کہ جنت خدا خلق پر ہو پس شصتھ میں حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ کو حج کے لئے روانہ کیا۔

اور حضرت نے ان کو سال اُٹندہ اپنی وفات اور بعد وفات فقہ و آشوب کی خبر دی تھی پس اسامہ العظمیٰ و مواریت بنغیراں و اصلہ و کتب حضرت رسول کو حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ اور مادر گرامی آنحضرت متوجہ مکہ ہوئیں اور آنحضرت نے ماہ ربیع الآخر ۳۵ھ دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور سرمن رٹے میں اپنے جد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس وقت عمر شریف آنحضرت اسی سال تھی۔



# باب دہم

ولادت موفور السعادت امام دوازہم حضرت صاحب الزمان خلیفۃ الرحمن  
حجۃ ابن الحسن صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ ابائہ المنتجبین المعصومین الطاہرین

اشہر تاریخ ولادت شریف آنحضرتؑ میں یہ ہے کہ ۲۵ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۲۵ھ اور  
بعضوں نے ۲۶ھ لکھے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ولادت آنحضرتؑ جمعہ پندرھویں شب ماہ شعبان العظمیٰ کو واقع ہوئی  
فیض ملامہ کمال الدین ابوالسالم محمد بن طلحہ شنی شافعی کتاب مطالب السؤل باب ثانی عشر میں لکھتے ہیں ابی القاسم محمد بن الحسن  
بھتہ الرسول و طاہرۃ البتول کی نسل طیب و طاہر سے ہے سرین رائے میں ۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ طارن الجبیر ابوالمہاجر  
عبدالوہاب بن احمد بن علی نقوی نے کتاب الباقیت والجوامع فی معانی الاما لاکا بر میں لکھا ہے اشراط قیامت کا ذکر کرتے ہوئے  
تحریر کرتے ہیں خروج مہدی کی امید ہے اور وہ فرزند امام حسن العسكري ہیں ۵ شعبان ۲۵ھ کو پیدا ہوئے اور باقی ہیں  
بہن تک عیسیٰ بن مریم سے ہیں عمران کی ہمارے اس زمانے تک سات سو چھ سال ہوتی ہے شیخ نور الدین علی بن محمد  
بن الصبار سنی لکھی اپنی کتاب فضول المہدی میں باب الفضل الثانی عشریٰ ذکر ابی القاسم الجنت والخلق الصالح ابن ابی محمد  
الحسن باندھا ہے تاریخ پیدائش ۵ شعبان ۲۵ھ لکھی ہے ابو الجعد الحق الدہلوی محدث نے اپنی کتاب مناقب الخصال  
بیت میں لکھا ہے کہ جناب محمد بن الحسن العسكري خواص اصحاب اور اہل ثقاہت میں معلوم و معروف ہے آپ امام زمان ہیں اور  
۵ شعبان ۲۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں سید جمال الدین مظاہر بن یحیٰ بن فضل اللہ اپنی کتاب روضۃ اصحاب میں لکھتے  
ہیں امام دوازہم م۔ ح۔ م۔ د۔ بن الحسن علیہا السلام تولد ہمایوں اس در درج ولایت و حرم سعد بن ہاربت بقول اکثر اہل  
روایت در منتصف ۵ شعبان ۲۵ھ عبد الرحمن صوفی مرآۃ الاسرار اپنی کتاب میں لکھتا ہے ذکر اس انتخاب دین و دولت  
اس ہادی جمیع الام و ملت آن قائم مقام پاک محمدی امام برحق ابوالقاسم محمد بن حسن مہدی رضی اللہ عنہ سے امام دوازہم  
امت از امام اہل بیت مادرش ہم ولد بود و ز من نام داشت و لا قش شب جمعہ پانزدہم شعبان ۲۵ھ در سرین رائے  
عون سامرہ واقع ان علاقے اہل سنت کے علاوہ کثیر علاقے اہل سنت اور شیعہ علاقے وجود امام مہدی کو تسلیم کیا اور  
ان کی ولادت کے قائل ہیں احادیث رسول اور آیات قرآن سے کیا نبی آدمؑ ایما یا تمکھ فیتی ھدی (الم)  
(بانی کا شیعہ مفسر لکھے پر)

اور بعضوں نے مسموم ماہ شعبان بھی لکھی ہے کتاب کشف الغمہ میں بعض مخالفین سے میسوں ماہ رمضان المبارک کی روایت لکھی ہے اور اتفاق علماء ولادت آنحضرت بمقام سرمن لائے واقع ہوئی اسم و کنیت شریف مثل جناب رسول خدا ہے۔ درانہ نصیبت میں اسم شریف آنحضرت لینا جائز نہیں۔ القاب شریف قائم جہدی و منظر و محبت و صاف ہے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر بشیر بن سلیمان بروہہ فروش سے کردہ فرزندان ابوالیوب انصاری اور خواص شیعیان امام علی نقی و امام حسن مسکرتی سے تھے اور مسایہ میں بمقام سرمن لائے رہتے تھے روایت کی ہے کہ کہا ایک سوز کا فور خام علی نقی تمیر سے پاس آیا اور مجھے بلا کے لے گیا جب میں بندہ دست آنحضرت حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ تم فرزندان انصاری ہو۔ اور زاد حضرت رسول سے اب تک تم لوگوں کے دلوں میں ولایت و محبت ہم الہی ہے کی دہی ہے اور ہمیشہ تم لوگ ہمارے معتمد رہے ہو میں تم کو اختیار کرتا اور ایک ایسی فضیلت پر مشرف کرتا ہوں کہ اس فضیلت کی وجہ سے شیعوں پر ہماری ولایت و محبت میں سبقت لے جاؤ تم کو لازماً لائے نہاں پر مطلع کرتا اور ایک کنیز کے خریدنے کو بھیجتا ہوں یہ فرما کے حضرت نے ایک خط بزبان فرنگی نہایت پاکیزہ لکھا اور اپنی ہر اس پر کر کے ایک تھیل لائے جس میں دو سو اثر فیاں تھیں حضرت نے فرمایا یہ خط اور اثر فیاں لے کر بغداد

اسے ملائیم تہا سے پاس میری طرف سے آئیگا ہادی قائم الی محمد کے بعد پر وال میں کثیر لوگوں نے جیسا کہ مہدی سوڑن غلام احمد قادیانہ طبرہ لوگوں نے امام مہدی کا دعویٰ کیا ملائی اسلام نے ٹوکا کر موجودہ مسیح محمد محمد ہر مشکل مذہب کے ذریعہ ایک نوجوان مگر پونہ دہی کا کاتب مہتمم سوسلج ہر ایسوں کے بعد المکرمین و نخل ہوا میں نے امام مہدی کا دعویٰ کیا۔ اس کا نام عبداللہ تھا امام کعبہ ائمہ سیدل بہاں بلکہ کہ باہر آگئے علمائے کد مدینہ نے مزہ ہونے کا فتویٰ دے دیا تمام عالم اسلام میں بے چین پیدا ہو گئی کافی گفت و شنود کے بعد یہ قابو کرنے گئے اور حکومت نے واجب القتل قرار دے کر قتل کرادیا۔ تمام عالم اسلام حضرت قائم الی محمد کی آمد کا منتظر اور عقیدہ رکھے ہوئے ہے اور امام مہدی کا نام رکھ کر جاسے امت مہدی پر بیٹھے والد عالم اسلام میں مزہ ہے جو امام مہدی کی جگہ پر بیٹھے وہ بھی مزہ ہے جو امام مہدی ایک حقیقت جسا نہ نہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں وہ پیدا ہوگا اہل سنت اور شیعہ علماء کا عقیدہ ہے وہ جس عسکری کا بیٹا ہے پیدا ہو چکا ہے حکم خدا لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے روئے زمین پر ہے اسرار اہل علم اور صاحبان ذہن سے ملاقات بھی ہوئی ہے اور ہوتی ہے جب تک خدا آپ خانہ کعبہ میں ظہور فرمائیں گے لوگ آواز سنیں گے تو کہیں گے یہ تو فلاں جگہ دکھایا امام نہیں لہذا بروایت ہمارا لاؤ اھو ام اور علمائے منکر ہو گئے ستر ہزار علماء حضور کی تیغ سے قتل ہو گئے۔ اس نے امام مہدی کا نام یاد کرنا لازم نہیں عرفان حاصل کرنا واجب ہے علمائے اسلام خصوصاً مامیہ کا فرض ہے کردہ لوگوں کو عرفان امام عصر سے روشناس کر لیں اور لوگوں کو کفر کی موت سے بچائیں امام کہ ظہور فرمائیں گے لوگوں نے بہت پیش گوئیاں کیں مگر یہ اللہ اور رسول کے علم میں ہے اور اہل بیت رسول کے علم میں ہے واللہ اعلم

(کو فرمائی)

جاؤ۔ اور غلام روز وقت چاشت پل پر کھڑے ہونا۔ وہاں اہل بربر کی کشتیاں اور ان میں کچھ قیدیوں کو دیکھو گے اور مختار ان امرائے بنی عباس اور کچھ جوانان عرب ان اسیروں کے گرد دیکھ پڑیں گے۔ پس دور سے ہی بردہ فروش کی طرف نظر کرنا جس کا نام مروان یزید ہے اور تمام روز منتظر رہنا۔ یہاں تک کہ وہ بردہ فروش خریداروں کے لئے ایک کینز بس میں نکلے غلاماں مفت ہے اور جمیع اوصاف حضرت ثناء نے بیان فرمادیئے اور جامہ حریر کندہ پہنے ہوگی وہ کینز خریداروں کو اپنی طرف نظر کرنے اور اپنے اوپر ہاتھ رکھنے سے منع کرے گی اور تم سو گے کہ پس پردہ آواز دی آتی ہے۔ واضح ہو کہ وہ کینز بزبان کو کہتی ہوگی مجھ پر دے ہو کہ میل بردہ عفت دریدہ ہوا۔ پس ایک خریدار کہیگا کہ میں اس کینز کی قیمت تین سو اٹھ سو دینا ہوں۔ اس کینز کی عفت نے بٹھے خریداری پر زیادہ تر راجب کیا ہے۔ یہ سن کے وہ کینز بزبان عربی اس شخص سے کہے گی۔ کہ اگر حضرت سلمان کے ہمیں میں تخطا ہر تو اور ان کی بادشاہی تجھے مل جائے تب بھی میں تجھ سے رغبت نہ کروں گی۔ اپنا مال ضائع نہ کر۔ اور قیمت میری نہ دے۔ وہ بردہ فروش کہیگا۔ میں تیرے لئے کیا تدبیر کروں۔ اس لئے کہ تو کسی خریدار سے راضی نہیں ہوتی اور بغیر فروخت کرنے کے دوسرا کوئی چارہ بھی نہیں۔ وہ کینز کہے گی جلد ہی کیوں کرتا ہے۔ اس خریدار ضرور آجائے گا جس کی طرف میرا دل راجب ہو اور مجھے اس کی وفاداریاں پر اعتماد ہو اس وقت تم اس بردہ فروش پاس بٹھانا اور کہنا۔ میرے پاس ایک خط ہے کہ وہ خط ایک شخص نے افسانہ و تہذیب قوم سے بزبان فرنگی بھری تہذیب مطلق لکھا ہے اور اس خط میں انہوں نے کرم و سخاوت و وفاداری و بزرگی اپنی لکھی ہے۔ لازم ہے کہ یہ اس کینز کو دے دو کہ وہ اس کو پڑھے اگر یہ کینز اس خط کے مالک سے راضی ہوئے میں ان کی جانب سے مختار ہوں کہ اس کینز کو ان کے لئے خریدوں

**بشر بن سلیمان کہتے ہیں جو کچھ حضرت امام علی نقی علیہ السلام**  
**کی کیفیت ملیکہ و تشریش و عاقبت قصہ** نے مجھے خبر دی تھی۔ سب غلو میں آئی۔ اور بن امور کا

مجھے حکم دیا تھا۔ ان سب کی میں نے تعمیل کی جب اس کینز نے وہ خط پڑھا۔ بہت روتی اور مروہا یزید سے کہا کہ مجھے اس مالک خط کے ہاتھ فروخت کر۔ اور بہت تمہیں اس کینز نے کھائیں کہ اگر مجھے ان کے ہاتھ نہ فروخت کرے گا۔ اپنے کو ہلاک کر ڈالوں گی۔ بعد اسکے میں نے اس بردہ فروش سے قیمت کے بارہ میں بہت گفتگو کی۔ یہاں تک کہ جو قیمت امام علی نقی نے مجھے دی تھی۔ اس قیمت پر وہ تاجر راضی ہو گیا۔ میں نے روپیہ دے کے کینز کو خرید لیا۔ اور وہ کینز شادماں و خنداں ہو کے ہمراہ میرے اس مکان میں آئی جو کہ میں نے بغداد میں لیا تھا۔ جب تک مکان میں جاتے رہے وہ خط کو قی اور آنکھوں سے لگاتی رہی۔ میں نے تعجب ہو کے اس سے کہا خط کو تم آنکھوں سے کیوں لگاتی ہو حالانکہ خط کھنے والے

کو تم جانتی بھی نہیں ہو کینز نے کہا۔ اے جاہل کم معرفت بزرگی فرزندانِ داد میاں پئے سنبھران، مجھ سے کان لگا کے سن اور اپنا دل میرے سخن سے فارغ رکھ کہ اپنا حال تجھ سے نقل کروں۔ واضح ہو کہ میں بیٹی ملیشہ ویا قیصر روم کی ہوں اور میری ماں فرزندانِ شمعون بن حنون القضاوی حضرت علی ہے تجھے ایک امکب کی میں غرضی ہوں واضح ہو کہ میرے دادا قیصر نے چاہا کہ مجھے اپنے بھتیجے سے تزدیج کرے۔ اسی وقت میں تیوسل کی تھی۔ اس نے اپنے قہریٰ نسل حواریں عیسیٰ اور ہادو علمائے نصاریٰ کو مع تین سو ماسلمان قدرو منزلت اور سات سو ہندہ داران و سوطان لشکر و بزرگان سپاہ اور چار ہزار افتخاران قبائل کو جمع کیا اور وہ تخت میں کو اپنے زائد شاہی میں بانوار حواہر صیغ کیا تھا۔ اور اس تخت کے چالیس ہائے تھے نصا ویر بتاں و چلیپاں پر نصب کی تھیں۔ اس تخت پر اپنے بھتیجے کو بھیجا۔ جب پادریوں نے انجیلیں ہاتھ میں اٹھا کے چاہا پڑھیں۔ سب بت اور چلیپے سرنگوں نہن پر گر پڑے۔ یہ کیفیت دیکھ کے پادریوں کا رنگ اڑ گیا۔ اٹھنا کانپنے لگے۔ ان میں سے ایک ضعیف پادری نے میرے دادا سے کہا۔ اے بادشاہ ہم کو اس سے منظور رکھئے کہ ایسی نحوستیں اس امر سے ظاہر ہوئیں جو اس پر ولایت کرتی ہیں کہ دین مسیحی بہت جلد زائل ہو گا یہ سن کر میرے دادا نے بھی اس امر کو فال بد تصور کر کے ملا اور پادریوں سے کہا۔ اس تخت کو پھر زمین کر کے اپنی اپنی جگہ پر بت اور چلیپے نصب کر دیں۔ اور اس برگشتہ اور روزگار بدبخت کے بھائی کو حاضر کریں کہ اس دختر کو اس سے تزدیج کروں تاکہ اس برادر کی نحوست اس برادر کی سعادت رفع کر دے جب حسبِ اہم بادشاہ مکر تیاہی کی گئی۔ اور اس دوسرے برادر کو تخت پر بٹھا کے جو نی انجیلیں پڑھنا شروع کیں فوراً مثل حالتِ اول تخت مذکور سے بت وغیرہ سرنگوں ہو گئے۔ اس برادر کی نحوست برادرِ اول کی نحوست سے بھی زیادہ ہوئی کوئی اس کا بھید نہ جانتا تھا کہ یہ سب امور کسی سردار کی آمد کے سبب سے ہیں۔ نہ بوجہ نحوست ان دو برادر کے اسکے مشاہدہ سے سب لوگ متفرق ہو کے چلے گئے۔ اور میرا دادا خزون و غمناک مل سرائے میں گیا اور نہایت غمناک تھا۔

بیانِ خرابِ لیکہ دخترِ قیصر روم  
لیکے کہتی ہے جب رات ہو گئی اور میں سو گئی۔ خواب میں دیکھی ہوں کہ حضرت مسیح و شمعون اور ایک گروہِ ثلاثین میرے دادا کے قہریٰ تھے جوئے اور ایک ایسا منبر نور نصب کیا۔ جو کہ رفعت میں آسمان سے ہمسری کرتا تھا اور اس مکان پر وہ منبر کھڑا کیا۔ جہاں میرے دادا نے اس تخت کو رکھا تھا۔ پھر جناب رسولِ خدا نے حج اپنے وحی و دادا علی ابن ابی طالب و گروہ ائمہ اپنے فرزندیوں کے اس قہر کو اپنے نورِ قدوم فیضِ لزم سے منور کیا۔ حضرت مسیح بقدم ادب از روئے تعظیم و اجلال استقبال جناب رسولِ خدا کو گئے۔ اور ساتھ ظلوئے مبارک رسولِ خدا

میں ڈبل دیئے حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اسے روح القدس میں اس لئے آیا ہوں کہ ایک تہا سے دس مسمون کی دفتر کو اپنے اس فرزند سعادتمند سے نامزد کرو اور حضرتؐ نے اشارہ ماہ برج امامت و خلافت حضرت امام حسنؑ عسکری اس خط کے مالک کی طرف کیا۔ یہ سن کے حضرت عیسیٰؑ نے اپنی دس مسمون سے فرمایا کہ شرف دو جہان تم کو حاصل ہو۔ اپنی دختر کو فرزند محمدؐ سے تزویج کرو۔ حضرت مسمون نے کہا۔ میں نے تزویج کیا۔ اس کے بعد سب حضرات اس منبر پر تشریف لے گئے پس حضرت رسولؐ نے خطبہ پڑھا۔ اور حضرتؑ کے سامنے میرا عقدا امام حسن عسکری کے ساتھ پڑھ دیا۔ فرزند ان رسول خدا صحت عیسیٰ اس تقدیر پر گواہ ہوئے جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی خوف قتل سے اس خواب کو میں نے اپنے باپ دادا سے ذکر نہ کیا بلکہ اس گنج شاگان کو اپنے سینہ میں پنہاں رکھا۔ آتش محبت اس خورشید فلک امامت کی روز بروز میرے سینہ میں مشتعل ہوتی تھی اور صبر نہ کر سکتی تھی۔ یہاں تک کہ کھانا پینا مجھ سے حرام ہو گیا۔ میرا جہرہ متغیر اور جسم لاغر ہونے لگا۔ عشق نہاں ظاہر ہوا۔ روم کے شہروں میں کوئی طبیب ایسا نہ رہا جس کو میرے دادا نے میرے علاج کیلئے نہ بلایا ہو۔ اور دوا نہ پوچھی ہو۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب میرا دادا میرے علاج سے مایوس ہوا۔ ایک روز مجھ سے کہا۔ اے نور چشم اگر تیرے دل میں دنیا کی کوئی آرزو ہے۔ اسے بیان کر۔ تیرے لئے مہیا کروں۔ یہ سن کے میں نے کہا۔ اے دادا خوشی کے دروازے بند دیکھتی ہوں۔ اگر مسلمان قیدیوں کو آپ قید خانہ سے رہا کر دیں اور ان کی زوجہ بچوں کھلوا کے انہیں آزاد کر دیں مجھے امید ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ مجھے صحت بخشیں جب اس نے میرے کہنے کی موافق کیا کچھ صحت ظاہر ہوئی۔ اور تھوڑا طعام میں نے تناول کیا میرا دوا غرض ہوا۔ اور مسلمان قیدیوں کو مزید زور گرامی رکھنے لگے۔

**خواب بانی حضرت نرجس خاتون دختر قیصر روم** ملکہ خاتون نے کہا پھر چودھویں شب  
 مالکان جناب فاطمہ زہراؑ میرے دیکھنے کو تشریف لائیں۔ اور حضرت مریمؑ مع ایک ہزار کنیزان حورانہ ہشت خدمت جناب فاطمہؑ میں حاضر تھیں۔ حضرت مریمؑ نے مجھ سے کہا۔ یہ خاتون یعنی جناب فاطمہؑ تہا سے شوہر امام حسن عسکریؑ کی بہتویں مادر ہیں یہ سن کے میں ان کے دامن مبارک سے لپٹ کے رونے لگی اور میں نے شکایت کی کہ حضرت امام حسن عسکریؑ مجھ پر چھا کرتے ہیں۔ اور میری ملاقات سے پرہیز کرتے ہیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسن عسکریؑ تیری ملاقات کو کیونکر کرے مالا لکہ تو بعد از شرک کرتی ہے اور مذہب ترسا کہتی ہے اس وقت میری خواہر حضرت مریمؑ خدا کی طرف سے تیرے دین کی بیزاری کرتی ہے اگر تجھے یہ منظور ہے کہ خداوند عالم و حضرت مسیح و حضرت مریمؑ تجھ سے خوشنود ہوں۔ اور حسن عسکریؑ

تیرے دیکھنے کو آئیں۔ پس کہہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان ابی محمد رسول اللہ۔ جب میں نے یہ دو کلمہ طیبہ پڑھے جناب فاطمہؑ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا۔ اور تسلی دلا دے کر فرمایا۔ اب میرے فرزند حسنؑ عسکری کے کفن کی منتظر رہنا۔ میں ان کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ بعد اسکے میں خواب میں بیدار ہوئی اور اس کلمہ طیبہ کی مداومت رکھتی اور منتظر ملاقات آنحضرتؐ تھی۔ دوسری شب جب میں سو گئی غور شد جمال آنحضرتؐ طالع ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ اے دوست من جبکہ میرا دل اپنی محبت میں اپنے اسیر کر لیا۔

پھر اپنے جمال کی مفارقت میں مجھ پر کیوں بھٹاکا حضرتؐ نے فرمایا۔ میرے دیر میں آنے کا اور کوئی سبب سوائے اسکے نہیں کہ تم مشرک تھیں۔ اب چونکہ مسلمان ہو گئی ہو۔ ہر شب میں تمہارے پاس آؤں گا جب تک کہ خداوند عالم ظاہر میں ہم کو تم کو یکجا کر کے ایام بجزا کو بوحال متبدل نہ کرے۔ اس رات سے ایک کوئی رات ایسی نہ گذری جس شب حضرت بشیرؑ وصال میری روانہ کرتے ہوئے شیر بن سلیمانؑ نے کہا تم اسیر دل میں کیونکر آئیں کہا۔ مجھے امام حسن عسکریؑ نے ایک شب خبر دی کہ فلاں روز تیرا دادا مسلمانوں کی لڑائی کو لشکر بھیجے گا۔ اور خود عقب لشکر روانہ ہوگا۔ اس وقت لازم ہے کہ تم کنیزوں خدمتگاروں میں مل جانا کہ کوئی تم کو پہچان نہ سکے۔ اور اپنے دادا کے عقب فلاں راہ سے روانہ ہو جانا میں نے موافق ارشاد آنحضرتؐ ایسا ہی کیا۔ ہر اول لشکر ہم کو ملے۔ انہوں نے ہم کو اسیر کر لیا۔ آخری مال کار میرا وہ تھا جو تم نے دیکھا۔ اور اب تک بغیر تمہارے دوسرا واقعہ نہیں کہ میں دختر بادشاہ روم کی ہوں۔ اور وہ پیر مرد تاجر کہ میں جس کے قبضہ میں تھی۔ اس نے میرا نام پوچھا میں نے کہا۔ میرا نام نرجس ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ یہ نام کنیزوں کا ہے۔ یہ عجیب ہے کہ تم نسل فرنگ سے ہو اور زبان عربی بکوبی جانتی ہو میں نے کہا۔ ہاں۔ چونکہ میرے دادا کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ اور چاہتا تھا کہ آداب سند مجھے تعلیم کرے۔ اس خیال سے اس نے ایک معلمہ جو زبان عربی انگریزی دونوں جانتی تھی معین کی تھی کہ وہ ہر صبح شام کے مجھے زبان عربی سکھاتی تھی یہاں تک کہ میں عربی بولنے لگی۔

**کیفیت نرجس خاتون بربانی حضرت حکیمہ خاتون** جب میں انکو بندہ مست امام علی نقی علیہ السلام لے گیا۔ سر من رائے میں حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ خداوند عالم نے عزت دین اسلام و ذلت دین نصاریٰ و شرف و بزرگواری جناب رسول خدا و اہل بیت رسولؐ تم پر کیونکر ظاہر کی کہا۔ اے فرزند رسول خدا وہ چیز ہے آپ خوب جانتے ہیں۔ آپ سے کیا بیان کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا میں جانتی ہوں تم کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ ان دو باتوں میں کوئی بات تم کو اچھی معلوم ہوئی۔ ایک یہ کہ تم کو بزرگ و اشرافیاں عطا کروں یا کہ تم کو ایک بشارت بشرف ابدی دوں انہوں نے کہہ بلکہ بشارت بشرف

ابدی چاہتی ہوں مال نہیں چاہتی۔ حضرتؑ نے فرمایا: تم کو ایک ایسے فرزند کی بشارت۔  
 مشرق و مغرب عالم ہوگا اور زمین کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ مدد و انصاف سے بھر د  
 میں نے عرض کیا: یہ فرزند کس سے پیدا ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا: اس شخص سے جس کیلئے رسولؐ خدا نے  
 تمہاری خواستگاری کی تھی۔ اسکے بعد پوچھا: حضرت مسیحؑ اور حضرت یسوعؑ نے تمہارا تقدیر کس کے ساتھ کیا ہے  
 کہا: آپ کے فرزند امام حسنؑ مسکری سے کیا ہے۔ امام علیؑ نقی علیہ السلام نے فرمایا: ان کو تم پچانتی ہو کہا: جس  
 شب سے کہہ بہترین زنان عالمیاں بناب فاطمہؑ نے مجھے مسلمان کیا ہے کوئی شب شاید ایسی گزری ہو  
 جس شب کو وہ میرے دیکھنے کو آئے نہ ہوں۔ یہ سن کے امام علیؑ نقیؑ نے فوراً اپنے خادم کا فوراً طلب کر کے  
 کہا: جا کے حکیمہ خاتونؑ کو بلا لاؤ۔ جب حکیمہ خاتونؑ آئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: یہ وہی کینز ہے جس کا تم سے میں  
 نے ذکر کیا تھا۔ یہ سن کے حکیمہ خاتونؑ نے اس کینز کو اغوش میں لیا اور خوش ہو کے بہت نوازش و دُکرت  
 کی۔ امام علیؑ نقیؑ نے فرمایا: اسے دختر رسولؐ خدا اس کینز کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اور واجبات و سنت اس  
 کو تعلیم کرو کہ یہ زویہ حسن مسکری ہے۔ اور مادر صاحب العصر ہے کلین و ابن بابویہ و فیض طوسی و سید  
 مرتضیٰ و غیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے پسند ہائے معتبر حضرت حکیمہ خاتون سے روایت کی ہے کہ ایک روز  
 حضرت امام حسن مسکری میرے گھر میں تشریف لائے اور یہ نگاہ تندر جس خاتون کو دیکھا۔ میں نے  
 کہا: اگر تم کو خواہش ہے تمہاری خدمت میں حاضر کروں۔ امام حسن مسکریؑ نے فرمایا: اسے چھو بھی میں نے  
 رو سے تعجب اسکی طرف دیکھا تھا۔ اسلئے کہ اسقدر جلدی خدا نے اسکو اس فرزند بزرگوار کیلئے بھیج دیا  
 کہ بجز زندگیاں کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو مدلت سے مملو کر دیکھیں کہ اچھا لکھا آپ پاس بھیج دوں یہ فرمایا میرے پیر و بزرگوار  
 سے اس بار میں اجازت لیجئے حکیمہ خاتونؑ کہ میں جا رہی ہوں کہ اپنے برادر حضرت امام محمد علیؑ نقی علیہ السلام کے گھری گئی جب اس کے گھری  
 اسکے کہیں نے کچھ کلام کیا ہو حضرتؑ نے علم اس کا دیا۔ اسے حکیمہ خاتونؑ کو میرے فرزندؑ کی طرف بھیج دیا۔ اچھا لکھا آپ بزرگوار  
 کہیں آپ پاس حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے اجازت لینے کوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: اسے بزرگوار صاحب برکت  
 خدا کو منظور ہوا۔ کہ تم کو ایسے ثواب میں شریک کرے اور خیر و سعادت سے بہرہ عظیم تم کو کرامت فرمائیے  
 اسلئے کہ تم کو اس بات کا واسطہ کیا حکیمہ خاتونؑ کہتی ہیں میں بہت جلد اپنے مکان میں گئی۔ اور ذات معدنی  
 فوت مخاف کو اپنے مکان میں قرار دیا۔ کئی روز کے بعد اس سعد اکبر کو خانہ نور شہد الزہراءؑ ان کے والد  
 اطہر کے گھر لے گئی۔ کچھ دنوں بعد وہ آفتاب مطلع امامت مغرب عالم بقا میں غروب ہو گیا۔ اور ماہ  
 ربیع امامت و خلافت حسن مسکری منصب امامت ہدفائز ہوئے میں ہمیشہ عبادت مقررہ عہد برادر حضرت  
 امام البشرؑ جایا کرتی تھی۔ ایک روز جس خاتون نے آ کے کہا: اے خاتون میری اپنے پاؤں پھیلائیے کہ آپ کے  
 پاؤں سے میں کشف اتاروں میں نے کہا تم میری خاتون ہو میں ہرگز تم کو اپنے پاؤں سے کشف اتارنے نہ

بلکہ میں تمہاری خدمت نگہداری کروں گی۔ اور ممنون و مشکور ہوں گی۔ جب  
 امام سنا۔ کہا۔ اسے پھوپھی۔ خداوند عالم آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ پس  
 حاضر رہی پھر اپنی کنیز کو آواز دی کہ میرا جامہ حاضر کر۔ اپنے گھر جاؤنگی۔

کون  
 بول رہی  
 تھی

## حضرت صاحب العصر علیہ السلام حضرت حکیمہ خاتون زمانہ ہیں

تیار ہو گئی حضرت امام ن۔ ری نے فرمایا اے پھوپھی اس رات میرے گھر میں تشریف رکھیے کہ اس شب وہ  
 فرزند گرامی متولد ہوگا جس کے سبب خداوند عالم زمین کو پھر ایمان و ہدایت سے اسکے بعد کہ وہ کفر و ضلالت  
 سے روہ ہو گئی ہوگی نہ زندہ کریگا۔ میں نے کہا۔ وہ فرزند کس سے متولد ہوگا۔ حالانکہ جس خاتون میں حمل کا  
 اثر بھی نہیں دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جس خاتون ہی سے وہ فرزند متولد ہوگا۔ یہ سن کے میں اٹھی  
 اور شک و شبہ نہ جس خاتون کو دیکھا۔ مطلق اثر حمل کا نہ پایا۔ امام حسن عسکریؑ سے میں نے آگے بیان کیا۔ حضرت  
 نے تبسم ہنس کے فرمایا۔ صبح کو اثر حمل ان میں ظاہر ہوئے۔ مثل نر جس مثل مادر جوئی ہے کہ ہنگام ولادت تک  
 والدہ حضرت موسیٰ میں کچھ تغیر نہ ہوا۔ اور کوئی شخص ان کے حمل سے واقف نہ تھا۔ اسلئے کہ فرعون شکم زنانہ  
 حاملہ طلب ہوئی ہاک کرتا تھا۔ اسی فرزند کا حال بھی ان احوال میں مثل احوال حضرت موسیٰ کے ہے دوسری روایت  
 میں اسطرح منقول ہے کہ حضرت علی نقیؑ نے فرمایا۔ کہ حمل ہم اوصیائے غیران کا شکم میں نہیں ہوتا۔ بلکہ ہلو  
 میں ہوتا ہے۔ اور ہم ان اور سے متولد ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ ہم نور حق تعالیٰ ہیں۔ اس نے ہم سے چونک  
 و خجالت و کثافت کو دور کیا ہے۔ حکیمہ خاتون نے کہا۔ میں نر جس خاتون پاس گئی۔ اور یہ حال ان سے بیان  
 کیا اسلئے خاتون مطلق اثر حمل پہنے میں نہیں پائی ہوں۔ پس میں اس جگہ رہی۔ اور ناز پر صحر کے نزدیک نر جس  
 خاتون آرام کیا۔ میں ہر وقت ان کے حال کی خبر لیتی تھی۔ مگر نر جس خاتون بجال خود آرام کر رہی تھی ہر لحظہ مجھے  
 حیرت زیادہ ہوتی تھی۔ اس شب اور راتوں سے پہلے ناز تہجد کو اٹھی۔ اور ناز شب ادا کی جب ناز و تر  
 نہ امام نے قائم ال محمدؑ ایک زبردست تلاوت تلاوت سے دی۔ اور رسول پاکؐ سے بھی یہ فرمایا تھا ہے کہ وہ زمین کو مدلل و لاف  
 سے اسطرح ببرد سلا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی بلا ائمہ قادریانی جس نے ہمدی مژدہ کا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ کر  
 دیا اور غرور و جہنم کی سند حاصل کر لی۔ اس فرمان رسولؐ اور امام کے مطابق کا زب نہیں بلکہ کتاب و حدیث ثابت ہو رہا ہے کیونکہ  
 اس کے بعد سے اور آج تک فتنہ و فساد منق و مجور ظلم و جبر۔ جو بازی و تازیستہ ہمارا رہا ہے اور قائم ال محمدؑ ہر گاہ  
 جو دنیا کو مدلل و ایمان سے بھرے گا۔ ہذا مسلمانوں کو مرزائیوں سے پہنا چاہیئے۔ ایسے جوئے امامت و نبوت کے ٹکڑے  
 دل و بہت ہونے خداوند کریم سب مومنین کا ایمان سلامت رکھے۔ اور بحق قائم آل محمدؑ کی زیارت نصیب کرے۔  
 (سبحانہ و بھڑکے)

پڑھنے میں مشغول ہوئی، جس خاتون جاگلیں۔ اور وضو کر کے نماز شب پڑھی۔ اس وقت صبح کا لب بھی قریب تھا کہ میرے دل میں وعدہ حسن مسکرائے سے مشک لگے۔ ناگاہ امام حسن مسکرائے نے اپنے جھوٹے آواز دی کہ سورہ انانزلنہ فی بۃ القدر، جس پر پڑھیے۔ میں نے جس خاتون سے پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو کچھ میرے مولائے فرمایا تھا، ظاہر ہوا، جب میں نے سورہ انزلنا پڑھنا شروع کیا، اس طفل نے حکم جس میں بتلوات انانزلنہ میرا ساتھ دیا۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں ڈر گئی، حضرت امام حسن مسکرائے نے آواز دی کہ کھڑے خدا سے تعجب نہ کیجئے، حق تعالیٰ ہمارے اطفال کو مکملت گویا فرماتا ہے۔ اور ان کو سالت بزرگی زمین پر اپنا جنت کرتا ہے۔ جب امام حسن مسکرائے یہ فرمایا، ملے جس خاتون میری آنکھوں سے غائب ہو گئی، گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ چل گیا۔ یہ دیکھ کر میں بہ فریاد و فغان امام حسن مسکرائے کی طرف دوڑی، حضرت نے فرمایا ملے جو بھی لوٹ جائیے۔ جس کو اپنی جگہ دیکھئے گا، جب میں واپس آئی، پردہ اٹھ گیا، اور جس خاتون کو ایسا نولائی پایا، کہ میری آنکھیں پکا چوند ہو گئیں، حضرت صاحب العصر کو دیکھا، کہ قبلہ رو سجدہ میں انگشتانِ سبابہ کو آسمان کی طرف اٹھا کھڑے ہیں۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان جدی و رسول اللہ و ان ابی امیر المؤمنین علیہ السلام

پھر ہر ایک امام کا نام لیا، جب اپنے نام تک پہنچے فرمایا۔ اللھم العجل دعوی و اقم لی اموی و نہت و و طاق و اصلاح و الارض عندک و قسطاً یعنی وعدہ حضرت جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے اسے وفا کر اور میرے امر خلافت و امامت کو تمام کر، میرے انتقام کو دشمنوں سے لے اور تسلط کو ظاہر اور زمین کو میرے سب سے ملے اموی و خیر و اموی مخلوق ہیں یہ فرق ہے کہ اموی مخلوق یعنی امت بدرستیا ترقی کرتی ہے پہلے پھر پھر طفل پھر جوان پھر پھر بڑھا پکے کے ہاتھ کان۔ تاک۔ پاؤں زمان تمام اعضاء ہوتے ہیں۔ مگر کام نہیں کر سکتے۔ ہاتھ پکڑ نہیں سکتے۔ زبان بول نہیں سکتی۔ ہاتھ پکڑ نہیں سکتے۔ ہر کس معصوم کے مرنے پر دراصل اس کے اعضاء جوانی میں جیسے گھوڑے میں ویسے ہی کام کرتے ہیں۔ ابراہیم کا پیدا ہونا کہ دوڑا۔ حضرت مسیحؑ کا فرعون کی درخت میں پکڑنا حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا کہ صحت مادر کی گواہی اور اپنی نبوت کا اعلان کرنا میں دلیل ہے۔ ایسے نائب رسول و نبی امام وہ بھی پیدا ہوتے ہی کلام کرتا ہے اگر اس کے اعضاء مثل یغیر کام نہ کریں تو جانچین کا اہل نہیں ہو سکتا ہے حضرت علی کا پیدا ہونا کہ دست رسول پر صفت آسمانی کی تلاوت کرنا۔ اذ در کے دو ٹکڑے کرنا امام حسن کا صی بیان کرنا۔ ان سے امام حسین کا درود نہ پانی کر دھانی کے پانی کی تصدیق کرنا۔ اور امام عصر کا پیدا ہونا کہ گشت بلند فرما کر کشتی شہادت پڑھنا اس ہر کام میں دلیل ہے ان کی اور دلیل کی جس ایک ہے ان کے اعضاء اور رسول کے اعضاء کا مقام و کام ایک ہے اور یہ برحق و درناں رسول ہیں۔

لے صہب تک حمایت خداوندی ساتھ نہ ہو کوئی نبی و رسول کچھ نہیں کر سکتے۔ لہذا یہاں محکم کا مقصد بھی ہے کہ دنیاوی فوج و فتنہ و فساد امامت و خلافت کیلئے لازم نہیں۔ بلکہ وقت و حمایت خدا ہونا لازمی ہے جیسا کہ نبوت کے لئے حکومت جیسا کہ اس تلاش میں تھی کہ امام حسن مسکرائے کے بیٹے کا چہرہ چلے تو فوراً ان کو قتل کر دیا جائے۔ ہاں یہ حد میں پھوڑی گئیں۔ انہی اہل مسلم کرنے کے لئے۔ یکن۔ (بالی کا شہداء علی صغیر)

بدل ہوا دملو کر دے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب حضرت صاحب العصر متولد ہوئے ایک نور حضرت سے ساطع ہوا اور افق آسمان پر پھیل گیا۔ جہانوران سفید آسمان سے نیچے گئے اور اپنے بازو اور سر اور بدن حضرت سے مس کر کے پرواز کرتے تھے پس امام حسن عسکری نے مجھے آواز دی کہ لے بھو بھی میرے فرزند کو انوش میں لے کے میرے پاس لائیے جب میں نے حضرت صاحب العصر کو گود میں لیا حضرت پاک و پاکیزہ ختمہ کئے ہوئے تھے اور دہلتے ہاتھ پر یہ آئینہ لکھا تھا کہ جلد الحق و ذوق الباطل الہ الباطل کان زھوکا یعنی حق آیا اور باطل مفضی ہو گیا اور محو ہو گیا۔ تحقیق کہ باطل مشتمل اور محو ہونے والا ہے اور ثبات و بقا نہیں رکھتا بلکہ خاتون نے فرمایا کہ جب اس فرزند سعادتمند کو ان کے پدر بزرگوار امام حسن عسکری پاس لے گئے جوں ہی حضرت صاحب العصر کی نظر اپنے پدر بزرگوار پر پڑی سلام کیا۔ امام حسن عسکری نے لے کے میری گود سے اپنی زبان مبارک حضرت صاحب العصر کی دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں اور منہ پر پھرائی۔ اور بایں ہاتھ کے کف دست پر بٹھا کے اپنا دامن ہاتھ سر اپنے فرزند کے پھیل اور فرمایا۔ اے فرزند بقدرت خدا کلام کر یہ سن کہ حضرت صاحب العصر نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ کے فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ونوید ان لمن علی الذین استضعوا فی الارض وفجعلہم ائمة وفجعلہم الراضین ولمکن لہم فی الارض وتری فیہم وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون۔ اور یہ آیت موافق احادیث معتبرہ شان حضرت صاحب العصر اور ابائے بزرگوار حضرت میں نازل ہوا۔ ترجمہ آیت کو یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں اس جماعت پر احسان کروں جنکو تم گلوں نے زمین پر ضعیف کیا ہے اور ان کو دوزخان زمین سے تبارد و اور انکو روئے زمین پر مستولی کروں اور دکھاؤں فرعون و ہامان و فرعون.... اور ان کے گروہ کو عزت اور اقتدار ان اماموں کا جن سے وہ عذر کرتے تھے۔ پھر حضرت صاحب العصر نے جناب رسول خدا ﷺ بقیہ حاشیہ ص ۴۵۔ تو خدا تعالیٰ کی حرکت یہ غنہ زن۔ چوں کہوں سے چھڑا بجھایا نہ جاسکا جیسے محل حضرت مولاؑ فرعونؑ کو معلوم نہ ہوا۔ اسی طرح محل امام عصرؑ جاسیوں کو معلوم نہ ہوا نیز امام نے پیدا ہوتے ہی یہ فکر اسرار کا جن ثبوت ہیا کر دیا کہ اہدقت پیدائش شکم مادر میں ہی علم مکان و مایکون کا عالم ہوتا ہے۔ اور جس میں یہ صفت نہ ہوگی۔ وہ امام وقت برحق نہیں بلکہ کذاب ہے۔ فلما امد قادیانی کا یہ دلوئی امام مہدیؑ خود گمراہی اور راہ اسلام کو گمراہ کرتا ہے۔ اس نے قتل مکمل قادیان میں تعلیم پائی۔ چھٹی جماعت میں تین دفعہ فعل ہوئے۔ بعد میں دینی تعلیم مدرسہ دیوبند سے حاصل کی اور علم کی اقسام میں سے کسی ایک بزن کے بھی ماہر نہ ہو سکے۔ چہ جائیکہ ماکان و مایکون اور وقت پیدائش کلمہ پر حنا امام العصرؑ نے وقت پیدائش دعا کر کے اور شہادت دے کے ان کا زبان اہمت کی جو ہونے لے تھے۔ قلعی کھول دی اور اپنے ماکان و مایکون کے عالم ہونے کا ثبوت دے کر قیامت تک امام حق و امام باطل کا فرق ظاہر کر دیا۔ (کوثر جہو ویلوی)

جناب امیر و معتمد گذشتہ پر اپنے پدر بزرگوار تک سلا گیا۔ اس وقت بکثرت جانور قریب مبارک حضرت صاحب  
 المعطر ہر چوتھے۔ ان جانوروں میں سے ایک جانور نے آواز دی کہ اس طفل کو اٹھا لو۔ اور خوب مخالفت کرو۔  
 اور بعد ہر چالیس روز کے میرے پاس لاؤ۔ یہ کہہ کے حضرت صاحب المعطر کو لیا۔ اور بجا اب آسمان پرواز کیا  
 سب جانور اسکے عقب اڑ گئے حضرت امام حسن مسکری نے فرمایا۔ اے فرزند میں نے تجھے اس کے سپرد  
 کیا جسکے سپرد حضرت موسیٰ کو انکی والدہ نے کیا تھا یہ دیکھ کے جن جن خاتون رونے لگیں حضرت امام حسن مسکری  
 نے فرمایا۔ خاموش رہو۔ کہ وہ فرزند تمہارا دوسرا دو دھنپے گا۔ بہت جلد اسے تمہارے پاس لکھا  
 گئے۔ بطرح حضرت موسیٰ کو اپنی ماں پاس لائے تھے۔ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ہم  
 نے موسیٰ کو ان کی ماں پاس لوٹا دیا تاکہ ان کی ماں کی آنکھیں اپنے فرزند کے دیکھنے سے روشن ہو جائیں  
 حکیمہ خاتون نے پوچھا۔ وہ کون تھے جن کے سپرد اپنے حضرت صاحب المعطر کو فرمایا۔ حضرت امام مسکری نے  
 فرمایا۔ وہ روح القدس تھے جو معصومین پر مکمل ہے انکو جانب حق تعالیٰ توفیق عطا کرتا ہے اور خطا سے بچاتا اور  
 علم سے زیب و زینت دیتا ہے حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ بعد چالیس روز کے میں حضرت کی خدمت میں گئی جب  
 گھر میں پہنچی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک طفل گھر میں پھر رہا ہے میں نے کہا۔ اے میرے سید و بزرگوار یہ طفل دو  
 برس کا ہے حضرت نے متسم ہو کے فرمایا یہ پیغمبروں و پیغمبیوں کی اولاد جبکہ وہ امام ہوں برخلات اطفال دیگر  
 پرورش و نشو و نما پاتے ہیں امام ایک مہینہ کا مثل ایک سال کے ہوتا ہے امام شکم مادر میں طام کرتا اور قرآن  
 پڑھتا اور عبادت پروردگار کرتا ہے دو دھپنے کی حالت میں لائے کہ ان کا حکم بجالاتے ہیں۔ اور صبح و شام ان  
 کے پاس ہوتے ہیں حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں ہر چالیس روز کے بعد زمانہ امام حسن مسکری میں خدمت صاحب  
 المعطر جاتی تھی۔ یہاں تک کہ چند روز قبل وفات حضرت حسن مسکری حاضر خدمت آنحضرت ہوئی حضرت صاحب  
 المعطر کو بصورت مرد کال دیکھا۔ ادھر میں نے پہچانا حضرت امام حسن مسکری سے عرض کیا یہ مرد کون ہے جس کے  
 پاس آپ بیٹھے کو فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا یہ فرزندِ نریم ہے اور بعد میرے میرا خلیفہ ہے یعقوب میں  
 تم سے نصرت ہونے والا ہوں پس تم کو لازم ہے اس فرزند کا حکم بجالانا۔ اور اس کی اطاعت کرنا پس بعد  
 چند روز کے حضرت امام حسن مسکری نے بعالم قدس رحلت کی اور اب ہر صبح و شام حضرت صاحب المعطر کی  
 ملازمت کرتی ہوں۔ اور حضرت میرے ہر ایک سوال کا جواب دیتے ہیں اور کہیں ایسا ہوتا ہے کہ بنو میں  
 نے بھی سوال نہیں کیا۔ اور حضرت جواب دیتے ہیں۔ دوسری روایت میں یہ وارد ہوا کہ حکیمہ خاتون نے دیکھے  
 دن ولادت باسعادت حضرت صاحب المعطر سے مشتاق لقاے آنحضرت ہوئی اور خدمت امام حضرت حسن  
 مسکری حاضر ہر کے میں نے پوچھا کہ میرا ملا کہاں ہے حضرت نے فرمایا۔ اسے میں نے اس کے سپرد کیا ہے

مجھ سے اسکا زیادہ ترقی یافتہ وہ ہے۔ اب آپ ساتویں دن آنا جب ساتویں روز گئی ایک ہزار دیکھائیں انکا ملاقات ہو جائے گی  
 مولاکو مثل ماہ شب چہارہ مشاہدہ کیا۔ مجھے دیکھ کے مسکراتے اور ہنستے تھے حضرت امام حسن مسکرتی نے مجھے آواز  
 دی کہ میرے فرزند کو لے آؤ جب حضرت صاحب العصر کو بخیر مت امام حسن مسکرتی نے گئی حضرت نے اپنی زبان  
 اپنے فرزند کے منہ میں پھرائی اور فرمایا اے فرزند بات کر حضرت صاحب العصر نے کلمہ شہادتین فرما کے درود  
 و صلوات بناب رسول خدا و ائمہ مطہرین علیہم السلام پڑھیں گے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے ائمہ گذشتہ و زید الامین  
 سے قلم کا انویحہ دون تلاوت کیا بعد اسکے حضرت امام حسن مسکرتی نے فرمایا کہ اے فرزند جو کچھ حق بہاد تھا  
 نے پیغمبروں کو بھیجا ہے اسکو پڑھو۔ حضرت صاحب العصر نے صحیفہ آدم کو بزبان سریانی پڑھا اور کتاب ادریس و  
 کتاب ہود و کتب صالح و صحیفہ ابراہیم و تورات موسیٰ و زبور داؤد و انجیل عیسیٰ و قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
 پڑھا۔ اس کے بعد تصنیف نمبر ۱۱ گذشتہ پڑھے پھر حضرت امام حسن مسکرتی نے فرمایا کہ خدوند عالم نے اس امت کے  
 ہدیٰ کو مجھے عطا فرمایا۔ دو فرشتے بھیجے کہ وہ فرشتے صاحب العصر کو پڑھانے عرش رحمان پر لے گئے پس حق سبحانہ  
 تعالیٰ نے اس فرزند سے خطاب فرمایا کہ اے میرے بندے تجھے میرا کہ تجھے میں نے اپنے دین کی یاری اور  
 اپنی شریعت کے اظہار کیلئے خلق کیا تو ہمارے بندوں کا ہادی ہے میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ اطاعت کرنے  
 والوں کو بخشوں گا۔ اور تیری مخالفت سے مخالفین کو معذب کروں گا اے اس کے پدر بزرگوار  
 پاس لے جاؤ اور میری جانب سے انکو تحفہ سلام پہنچاؤ اور کہہ دو کہ میری حفظ و حمایت میں ہے۔ اے شہادت  
 و دشمنان اشرار سے محفوظ ماموں رکھوں گا جب تک کہ اسے ظالم کروں اور حق کو اس سے برپا رکھوں اور باطل  
 کو اسکے سبب سے سرنگوں کروں کہ دین حق میرا خالص ہو جائے موکف فرماتے ہیں اس جگہ میں نے اس  
 کتاب مستطاب کو ختم کیا۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ سے امید دار ہوں کہ بروز قیامت اس کتاب کو میرا وسیلہ سہماں کرے  
 خدوند ایمن مومنین و مومنات کو جو اس کتاب کو پڑھیں۔ اور اسکے مطالب سے مستفیض ہوں ان کو جمع آفات بھی  
 و سعادتی اور العارض و امراض جسمانی و روحانی سے اپنی حفاظت و صیانت میں رکھ اور آخرت میں اپنی رحمت سے  
 بہشت عطا فرمائے درجات عالیہ پر فائز کرتا بحق معتمد و آل معتمد صلوات اللہ علیہم اجمعین

یہ پروردگار کے اس ارشاد سے بخوبی مسلم ہو گیا کہ امام نے پیدا ہونے پر نا بلکہ پیدا ہو چکے۔ اب انور فرمایا ہے اور انکا ملاقات کی  
 ضرورت و دشمنی سے حفظ و ایمان خدائیں ہیں۔ اور وہ حق کو برپا کریں گے یہ عقیدہ ملت جعفریہ کا ہی نہیں بلکہ اہل علمائے اہل سنت  
 سے بھی اقرار کیا ہے کہ امام مہر فیت میں ہی انور فرمائی گئے۔ لفظ ہو مشہور دشمن شیعہ عالم اہل سنت علامہ ابن حجر کی صاحب  
 اپنی کتاب سوانح عمریہ میں تحریر کرتے ہیں۔ اسمع معتمد کنبۃ ابوالقاسم لقبہ الحجة والمہدی والمختلف  
 الصالح والقاتل والمتنظر وصاحب الزمان و عمرہ عند وفات ایمیہ خمس سنین لا کن انشاء اللہ  
 فیہا احکام و یہی القائم قبل لا یوتی و غاب فلم یعرف ابن ذہب۔ آپ کا نام مبارک محمد کنیت ابو القاسم

ہے یعنی نا اہلیت رسول پاک کا ہے لقب الحجت المہدی اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ صاحب الزمان ہے دلت وقات والدر  
امام مکی مکرئی عمر شریف جناب کی ہاں سال تھی اس چھوٹی سی عمر میں خدا نے آپ کو حکمت عطا کی تھی اس لئے آپ کا نام نام رکھا گیا  
آپ پر شیعہ ہو گئے اور ما معلوم کہاں تشریف لے گئے۔ نیز علی شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکلبی الشافعی  
فی کتابہ البیان فی اخبار صاحب الزمان من الادلۃ علی کون المہدی علیہا باقی بعد الغیبت  
الی الان وانه لا امتناع فی بقاء کتہار عیسیٰ بن مریم والحضور والایاس من ادیاء اللہ  
وبقاء الاعداء والادجال ولا ابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالیٰ وهو لا یرقد ثبت القائم بالکتاب  
والسنت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکلبی الشافعی اپنی کتاب البیان فی الاخبار صاحب الزمان میں چہاں پر بعد غائب ہونے نام  
کے اب تک زندہ ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ مثل عیسیٰ بن مریم اور حضور والایاس جو ادیاء اللہ  
ہیں اور الود کا ناصال و ابلیس لعین جو دشمنان خدا ہیں ان سب کا زندہ ہونا۔ آج تک کتاب و سنت سے ثابت  
ہے تو غائب صاحب الزمان کے زندہ ہونے میں بھی کوئی شے مانع نہیں اب یہ اعتراض کرنا کہ اتنے طویل عرصہ انسان زندہ  
نہیں رہ سکتا۔ جہل و نادانی پر مبنی ہے وہ تشریف کیوں نہیں لاتے۔ اب دشمن نہیں رہے یہ سوال جسے معنی ہے جب تک  
حکم خدا نہیں ہوتا نبی اعلان نبوت نہیں کر سکتا لوگوں میں موجود کجی طرح جب تک حکم خدا نہیں ہوتا وہ علم و شہادت فرماتے۔ امام عصرؑ دنیا میں ہو گا  
میں موجود ہیں جو ان کو پکارتا ہے اسکی مدد کو تشریف لاتے ہیں اور جو صاحبان بعیرت میں وہ زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں یہاں  
کرمی دنیا میں پکارتا ہے جو مدد کو پکارتا ہے مدد کرتا ہے۔ اور صاحبان بعیرت (ایمان) زیارت سے مشرف بھی ہوتے ہیں لیکن ہر ام  
اسکو اس وقت تک نہیں پہچان سکتے جب تک وہ اپنے پہچان خود نہ کر دے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا واقعہ ساتھ لکھیں کہ وہ بانی دولت تھے بچے  
کیا آپ کے بیٹے تھے۔ لیکن برادر اراک یوسفؑ کو نہ پہچان سکے جب تک خود نہ پہچان دیا۔ اسی طرح امام لوگوں میں ہیں۔  
لیکن عوام نہیں پہچان سکتے جب تک حکم خدا امام انہی پہچان خود نہیں کر آئیں گے۔ قادیانیوں، مرزائیوں کا ذہن سبب یہ غلام امہ  
کا دلوئی مہدیت ایک افترا اور ہنم خرید کر تھا غلام احمد کا دلوئی ہے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا۔ حالانکہ کتب احادیث  
سے یہ ثابت ہے کہ یہ عیسیٰ اور مہدی دو علیحدہ شخصیتیں ہیں غلام احمد کا بیان کردہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ شیعہ مسلک  
سے نہیں۔ ابن ماجہ سنی اس میں اسکا نقل ہے۔ اور علمائے اہل سنت نے اس کو موضوع قرار دیا ہے نیز اصول نحو سے  
بھی یہ درست نہیں۔ لافنی جنس کا ہے۔ اور کمرہ پر آیا کرتا ہے نام جنس کی نفی کے لئے جیسا کہ لا اللہ نہیں کوئی اللہ یعنی نام  
انہوں کی نفی کر دی حدیث مذکور میں المہدی معروض ہے لا انہیں سکتا نیز اگر مہدی کو کمرہ قرار دیا جائے تو ہر نبی مہدی اور  
سب انبیاء سے مہدیت کی نفی ہو جاتی ہے جیسا کہ سب اہل وڑوں کی نفی ہو جاتی ہے۔ صرف ایک اللہ۔ اسی طرح کوئی مہدی  
وہایت کرنے والا نہیں مگر ایک عیسیٰ ایسی حدیث تیار کرنا کفر ہے۔ لہذا یہ حدیث باطل تھی۔ دین رسالت سے نہیں عقل۔  
لہذا قادیانی پیر غلام احمد کذاب جو۔ اور خداوند عالم مٹھیں کو اس کذاب کی کا زبان تعلیمات سے بچائے اور خدا جاننے والے  
کذاب ابھی دلوئی مہدویت کے عوام کو گمراہ کر کے دنیا میں ظلم و ستم پھیلا دیں گے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مقام  
پرائل ہے کہ جو وفات مسیح ثابت کر کے مہدی کہلائے گا۔ کذاب ہو گا۔ اور چرخ چہاد سے حضرت میں نزول فرما کے

